

تفہیم القرآن

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد



حقوق طبع مؤلف کے لئے محفوظ

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (سورہ حشر ۲۸)

# تفہیم النبی

شرح

## صحیح البخاری

حصہ ہشتم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد صبیح الرحمن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد  
فیصل آباد



# تفہیم البخاری

## حصہ ہشتم

گیارہ سو ( ۱۱۰۰ )	بار اول
عبد الحمید الجذہ پرنٹرز $\frac{22}{S/R}$ احاطہ ترلوک چند اردو بازار - لاہور	مطبع
صاحبزادہ قاضی محمد حبیب الرحمن رضوی دارالعلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد - فیصل آباد	ناشر
حکیم محمود الحسن خان خوشنویس محلہ اسلام پورہ منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ	کتابت

صدیہ ۱۳۸



# کِتَابُ النِّكَاحِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَأَنْكِحُوا  
مَا طَابَ لَكُمْ مِنْهُ مِنَ النِّسَاءِ

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کِتَابُ النِّكَاحِ

لُغَتِ مِی نِکاح کے معنی وطی کے ہیں۔ تزویج پر اس کا اطلاق اس لئے کرتے ہیں کہ یہ وطی کا سبب ہے۔ سبب کا سبب پر اطلاق ہے۔ اس لئے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح کا حقیقی معنی وطی ہے۔ عقد پر اطلاق مجازی ہے۔ بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں۔ زواج نے کہا کلام عرب میں یہ دونوں معنوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ بعض فقہاء بھی یہی کہتے ہیں کہ نکاح وطی اور عقد میں مشترک ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرطبی سے نقل کیا کہ نکاح کا اطلاق عقد پر مشہور ہے۔ درحقیقت اس کی تین صورتیں ہیں ان میں سے صحیح تر وہ ہے کہ نکاح عقد میں حقیقت اور وطی میں مجاز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وطی میں حقیقت اور عقد میں مجاز ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ دونوں میں مشترک ہے۔ ابو علی فارسی نے کہا عرب ان دونوں میں لطیف فرق کرتے ہیں جب وہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت یا فلاں لڑکی یا بہن



۴۷۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ  
ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ أَنَّهُ سَمِعَ  
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَهُمْ تَقَالَوْهَا فَقَالُوا وَإِنَّ مَخْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ  
أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ إِنَّا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ

سے نکاح کیا تو اس سے ان کی مراد عقد ہے  
اگر یہ کہیں کہ فلاں نے اپنی عورت یا بیوی سے نکاح کیا تو اس سے ان  
کی مراد وطی ہے کیونکہ عورت یا بیوی کا ذکر عقد سے مستغنی کرتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

## باب نکاح کی رغبت دلانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اس عورت سے نکاح کرو جو تمہیں اچھی معلوم ہو۔

بعض نے کہا کہ اس آیت کریمہ میں نکاح کی ترغیب ہے، کیونکہ امر کا صیغہ طلب کا مقتضی ہے۔ اس کا  
درجہ کم از کم استحباب ہے جو ترغیب کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا  
تغایب کرتے ہوئے کہا یہ آیت کریمہ تعدادِ نساء کے لئے نص ہے کہ دو دو تین تین اور چار چار  
عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو اس میں نکاح کی ترغیب پر ہرگز دلالت نہیں۔ نیز امر کم از کم اباحت  
کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے : وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا، اس آیت میں امر اباحت کے  
لئے یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے متعدد عورتوں سے نکاح مباح کیا ہے، لہذا مذکور استدلال کمزور ہے  
نکاح کے بہت فائدے ہیں ان میں سے ایک ہے کہ یہ نوعِ انسانی کی بقا کا سبب ہے۔ اور اس میں حصولِ  
لذت سے حاجت پوری ہوتی ہے اور نعمت سے فائدہ کا حصول ہے یہی فائدہ جنت میں ہے جبکہ جنت  
میں تناسل نہیں ہے۔ نیز اس میں غیر محارم کی طرف نظر نہیں اٹھتی اور حرام سے انسان محفوظ رہتا



وَقَالَ آخِرُ وَأَنَا عَتَزَلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا خُشَاكُمُ لِلَّهِ وَاتَّقَاكُمْ لَكَئِنِّي أَصُومُ وَأُفِطِرُ وَأُحِلِّي وَارْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنِّي فَلَيْسَ مِنِّي

ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تین آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے۔ اس حال میں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھتے تھے۔ جب انہیں خبر دی گئی تو انہوں نے آپ کی عبادت کو کم جانا اور کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہاں ہیں (ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری نہیں کر سکتے ہیں)، آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشے ہوئے ہیں (لہذا آپ کو عبادت میں زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں)، ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا میں سارا سال روزہ سے رہوں گا اور افطار نہ کروں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا کبھی نکاح نہ کروں گا۔ اتنے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تم وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں خبردار! بعد ازاں میں سے سب سے زیادہ اللہ بخور تا ہوں، لیکن میں روزے رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرے تابعداروں سے نہیں ہے۔

شرح: اس حدیث کا صریح منطوق یہ ہے کہ نکاح سنت نبویہ ہے بعض نے کہا نکاح سنن اسلامیہ میں سے ہے، چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: اسلام میں رہبانیت نہیں، نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمداً سنت ترک کرنا مذموم ہے اور یہ خوف ہے کہ رقبۂ اسلام سے خارج ہو جائے۔ نکاح کے بارے میں حضرات علماء کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں نکاح مستحب عبادت ہے۔ شافعیہ اسے عبادت سے شمار نہیں کرتے وہ کہتے ہیں نکاح دوسرے معاملات کی طرح ہے اُن کا کہنا ہے عبادت میں مصروف رہنے کے لئے نکاح نہ کرنا افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مدح و ثنا کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قدرت کے باوجود عورتوں سے نکاح نہ کرتے تھے۔ اگر نکاح افضل ہوتا تو اللہ تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام کی عدم



۴۷۴ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَمْعٍ حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ  
يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ سَالَ  
عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي  
الْبَيْتِ فَاذْكُوا مِمَّا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْنًا وَثَلَاثَ  
وَرُبَاعًا فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ  
أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا قَالَتْ يَا ابْنَ أَخِي الْيَتِيمَةُ  
تَكُونُ فِي نَجْرٍ وَلِيهَا فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيدُ أَنْ يَنْزَوِجَهَا  
بِأَدْنَىٰ مِنْ سُنَّةٍ صَدَاقُهَا فَهَيَّوْا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا إِنْ يُقْسِطُوا  
لَهُنَّ فَيَكْمَلُوا الصِّدَاقَ وَأَمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ

نکاح کے باعث ان کی مدح نہ کرتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شافعیہ کا یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی امتوں کے احکام کو حجت تسلیم نہیں کرتے ہیں تو ان سے استدلال کیسے جائز ہوگا؟ البتہ ضعیف پہلی امتوں کے شرائع اور احکام کو تسلیم کرتے ہیں بشرطیکہ ہماری شریعت نے ان کا انکار نہ کیا ہو اور حضرت سحیٰ علیہ السلام کے حال کی مدح میں کوئی ایسی شئی نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ وہ نکاح سے افضل ہے؛ کیونکہ کسی صفت کی بذات خود مدح کرنا اس کے غیر کی مذمت کو نہیں چاہتا؛ کیونکہ صورت کے اعتبار سے نکاح عبادت میں مصروف رہنے سے افضل نہیں البتہ وہ معنی کے اعتبار سے ممتاز ہے وہ یہ کہ اس میں فرج کی صیانت اور نسل کی ضمانت ہے اور معصوم بچہ کی شفاعت کی توقع ہے؛ چنانچہ احادیث میں مذکور ہے کہ ناتمام بچہ بھی اپنے ماں باپ کی شفاعت کرے گا، لہذا نکاح جملہ مستحبات سے ہے۔ بعض امور ایسے ہیں کہ ان پر بظاہر نظر سے وہ دنیوی نظر آتے ہیں لیکن مصالح اور اغراض دینیہ پر نظر کرنے سے وہ امور دینیہ میں داخل ہیں۔ ان حالات کی بناء پر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کو افضل فرمایا ہے۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو افضل فرمایا ہے اور اس کی طرف رغبت دلائی اور ارشاد فرمایا بچے پیدا کرو اور نسلیں بڑھاؤ! میں تمہاری وجہ سے پہلی امتوں پر فخر



بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ  
الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَعْصَى لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ  
وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرْبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ

۴۷۴۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا  
الْأَوْعَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ  
فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمَنَافِقٍ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ إِنِّي لِيُ أَلَيْكَ حَاجَةٌ فَخَلِيَا  
فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فِي أَنْ تُتَزَوَّجَكَ بِكَرَاتِدِ كَرِكَ  
مَا كُنْتُ لَعَهْدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا

کروں گا۔ اس حدیث میں صیغہ امر مذکور ہے جس کا ادنیٰ مرتبہ استحباب ہے۔ بعض علماء نے کہا اگر  
شہوت کا غلبہ ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔

۴۷۴۴۔ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام المؤمنین  
عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کریمہ : وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا  
تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَاتَّكُوا مِمَّا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ الخ، کی تفسیر اور اس کے علاوہ شان  
نزدول کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا : اے میرے بھانجے کوئی یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں  
ہوتی (اور وہ مالدار ہوتی) تو وہ اس کے مال اور حسن و جمال میں رغبت کرتا اور خواہش کرتا کہ  
اس کے مہر مثل سے کم مہر کے ساتھ اس سے نکاح کر لے تو ان کو اس سے منع کیا گیا کہ وہ ان یتیم لڑکیوں سے  
نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور انہیں پورا مہر دیں اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ ان کے سوا  
دوسری عورتوں سے نکاح کریں۔

۴۷۴۳۔ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت ان الفاظ "وَيُزَوِّجُ فِي  
مَالِهَا وَجَمَالِهَا" میں ہے، لیکن دونوں ترغیبوں میں فرق ہے

اور دونوں رغبتیں مختلف ہیں (حدیث عن ۴۲۶ ج ۵، ع ۱۷۸۵ ج ۳ کی شرح دیکھیں)



## باب سبید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے

کیونکہ یہ نظر کو نیچا کرتا ہے اور شرم گاہ کو بچاتا ہے کیا جسے نکاح کی حاجت نہ ہو وہ نکاح کرے؟

یعنی نکاح کی وجہ سے انسان کی نظر محارم کی طرف نہیں اٹھتی اور اسے حرام سے بچاتا ہے۔ اس باب میں یہ بیان ہے کہ جسے طبی کی حاجت ہو وہ نکاح کرے،

ترجمہ: علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ تھا انہیں

حضرت عثمان غنی منیٰ میں ملے اور فرمایا اے ابا عبد الرحمن! مجھے آپ

سے ایک کام ہے۔ وہ دونوں علیحدہ ہو گئے، حضرت عثمان نے فرمایا اے ابا عبد الرحمن! کیا تمہاری خواہش ہے کہ ہم کسی کنواری لڑکی سے تمہارا نکاح کر دیں جو تمہیں گزشتہ خواہشیں یاد دلائے۔ جب عبد اللہ بن مسعود نے دیکھا کہ عثمان کا ضروری کام یہی تھا تو میری طرف اشارہ کر کے فرمایا: اے علقمہ! میں ان کے پاس گیا جبکہ وہ عثمان سے یہ کہہ رہے تھے۔ آپ یہ سن لیں۔ اگر آپ نے یہ کہا ہے تو یقیناً ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوانو! جو کوئی تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہ روزے رکھے، کیونکہ روزے اسے خصلت بنا دیتے ہیں۔

شرح: قولہ فخلیا یعنی وہ دونوں خالی جگہ چلے گئے۔ قولہ تذكروا کہ،

یعنی تجھے جوانی کی طاقت یاد دلائے۔ یہی ان کی گزشتہ زمانہ

کی خواہش تھی بعض علماء نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود کی شکستہ حالت دیکھی اس سے انھوں نے اندازہ کیا کہ ان کی بیوی نہیں جو ان کی حالت سنوارے۔ جب عبد اللہ بن مسعود نے دیکھا کہ حضرت عثمان کو ضروری کام یہی تھا کہ وہ انہیں نکاح کی ترغیب دلائیں تو انھوں نے علقمہ کو اشارہ کر کے پاس بلا لیا۔ قولہ الباءۃ، لغت میں اس کے معنی جماع کے ہیں۔ عقد نکاح پر اس کا اطلاق ہوتا ہے نکاح کو باء اس لئے کہتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ رہتا سہتا ہے جیسے مکان میں رہتا سہتا ہے۔ اس کا استعمال جماع میں ہوتا ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں تم میں سے جو کوئی نکاح کے اخراجات پر قادر ہونے کے باعث جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اور جس میں یہ قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ



أَشَارَ إِلَى فَقَالَ يَا عُلَقَمَةُ فَأَنْتَ هِيَ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ أَمَا لَيْتُ قُلْتُ ذَلِكَ  
لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ  
مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

### بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ

۴۷۴۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ  
دَخَلْتُ مَعَ عُلَقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا بِالْأَحْجَدِ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ  
فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْحِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ  
فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

روزہ شہوت کو کمزور کرتا ہے جیسے خستی ہونے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے  
کہ جس شخص کو زنا کا خطرہ ہو وہ کافور وغیرہ کے استعمال سے شہوت ختم کر سکتا ہے۔  
(حدیث : ۱۷۸۶ ، جلد : ۳ کی شرح دیکھیں)

### بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ

رکھے وہ روزے رکھے،

ترجمہ : عبد الرحمن بن یزید نے کہا میں علقمہ اور اسود کے ہمراہ عبداللہ  
ابن مسعود کے پاس گیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نوجوان نبی کریم

۴۷۴۶



## بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ

۴۷۴۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ  
اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرَ نَاعِمَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم کچھ نہ پاتے تھے (مفلس تھے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: اے نوجوانو! جو کوئی تم سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نظر کو جھکاتا ہے (فرج دشرمگاہ) کو (دزلے) بچاتا ہے اور جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے اس پر روزے رکھنا ضروری ہیں یہ اس کے لئے وجہ ہیں (اسے خستی کر دیتے ہیں)

۴۷۴۔ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا باء کے معنی میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں، لیکن اُن کا مال واحد ہے۔ ان میں سے صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا لغوی معنی مراد ہے اور وہ جماع ہے یعنی جو کوئی تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے جبکہ وہ اس کی مشقت برداشت کر سکتا ہو اور جو کوئی اس کی مشقت سے عاجز ہونے کے باعث جماع کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ روزے رکھے تاکہ اس کی شہوت ختم ہو جائے اور مادہ تولد کی شر

نہ رہے جیسے خستی ہونے سے یہ چیز نہیں رہتی، اس قول کے مطابق ارشاد نبوی ہے جس میں ~~مفسر~~ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن نوجوانوں کو خطاب فرمایا جنہیں عورتوں کی خواہش ہو اور وہ غالباً اس سے نظر انداز نہ ہو سکتے ہوں۔ بعض نے باء کا معنی مؤن نکاح ذکر کیا ہے (یعنی نکاح کے مصارف اور اخراجات) یعنی جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت اور مصارف کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ نکاح کرے ورنہ روزے رکھے۔ اُنہوں نے کہا جو شخص جماع سے عاجز ہو وہ شہوت روکنے کے لئے ~~یہ~~ کھنے کا محتاج نہیں۔ لہذا "باء" کا معنی مؤنٹ ہو گا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، کا مفعول محذوف ہے۔ لہذا یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جو کوئی باء کی طاقت نہ رکھے یا جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے اس طرح ہر ایک صراحۃً واقع ہو جاتا ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ شہوت دفع کرنے کے لئے دوائے شہوت علاج کرانا جائز ہے۔ تاکہ شہوت کا جو ش جاتا رہے اور پرسکون حالت ہو جائے۔ بالکل شہوت ختم کر دینا صحیح نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد میں انسان کو قدرت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر ندامت اٹھانی پڑھتی ہے۔ اس حدیث سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا ہے کہ مشیت زنی حرام



جَنَازَةً مِّمُّونَةً بَسَرَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعَشَهَا فَلَا تُزَعِّعُوَهَا وَلَا  
تُزَلِّزُوهَا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةٌ  
كَانَ يُقْسِمُ لثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ يَوْاحِدَةً

ہے لیکن حنفیہ نے ذکر کیا کہ جب عاجز ہو جائے اور زنا کا غلبہ ہو تو تسکین شہوت کیلئے مباح ہے۔

## باب عدل و انصاف کرنے والے کے لئے زیادہ عورتیں رکھنا

۴۷۴ — ترجمہ : عطاء نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام  
سرف میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے وقت حاضر تھے۔ تو ابن عباس نے  
کہا یہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جب ان کا جنازہ اٹھاؤ تو اس کو زیادہ حرکت نہ دو نرمی کرو  
(آہستہ چلو) کیونکہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوسیدیاں تھیں آپ آٹھ کے لئے تقسیم فرماتے تھے ایک کے  
لئے تقسیم نہیں کرتے تھے۔

۴۷۴ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا  
کی تعظیم کا اظہار ہے۔ یعنی جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ  
میں تعظیم کرتے تھے۔ اس وقت بھی اسی طرح تعظیم کرو۔ سیدہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا حارث بن  
عبد المطلب کی بیٹی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں اُن سے نکاح فرمایا تھا اور اسی مقام حُرف  
میں ان کی رخصتی ہوئی تھی اور اسی مقام میں اکاون ہجری میں انھوں نے وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق  
ترپن ہجری میں وفات پائی۔ بعض محققین ہجری میں وفات ذکر کی ہے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے بارہ میل دور  
ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور انھوں نے قبر میں اتارا تھا۔  
جبکہ اُن کے ساتھ عبدالرحمن بن خالد بن ولید بھی تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ابن عباس کی حوالہ  
ہیں اور عبدالرحمن کے باپ کی بھی خالہ ہیں۔



## اُمَّہَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی نو بیبیاں تھیں اور وہ سودہ، عائشہ حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، جویریہ، صفیہ، میمونہ ہیں۔ اسی ترتیب سے اُن سے نکاح فرمائے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بدستور آپ کی عصمت میں ہیں۔  
 قولہ لہٰذا، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ بیویوں کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو مفوض کر دی تھی۔

## ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معمر بیوی تھیں۔ آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ قیامت میں میرا حشر آپ کے ازدواج میں ہو۔ میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں کیونکہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے خواہش رکھتی ہیں مجھ میں وہ نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے زیر عافیت میں رکھا اور طلاق کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ اسی طرح باقی ازواج مطہرات کی موجودگی میں آپ نے وفات پائی، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم نے عطاء کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ عطاء نے کہا جس بیوی کی باری مقرر نہ تھی وہ صفیہ بنت حنیہ تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عیاض نے طحاوی سے ذکر کیا کہ یہ عطاء کا وہم ہے صحیح یہی ہے کہ وہ سودہ بنت زمعہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا،

عطاء سے ابن جریر نے روایت میں خطاء کی ہے اور صفیہ ذکر کر دی حالانکہ یہ درست نہیں چنانچہ ابن سعد نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ازواج کی طرح صفیہ کی بھی باری مقرر کر رکھی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سعد نے یہ واقعہ سے ذکر کیا ہے اور واقعی حجت نہیں اور اس کی حدیث قابل قبول نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی سے امام شافعی، ابو بکر بن ابی شیبہ ابو عبیدہ، ابو خیمہ روایت کرتے ہیں مصعب زبیری نے کہا واقعی ثقہ مامون ہے۔ اسی طرح مسیبی نے کہا ہے۔ ابو عبیدہ اسے ثقہ کہا ہے۔ در اور دی نے کہا واقعی حدیث میں امیر المؤمنین ہے۔ ۲۰ ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے جبکہ وہ بغداد کے قاضی تھے اور خیزران کے مقابر میں مدفون ہوئے جبکہ ان کی عمر اٹھتر (۸۷) برس تھی، (یعنی) نقش بفتح النون و سکون العین یہ وہ ہے جس پر میت رکھتے ہیں۔



۴۷۴۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ  
 قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ  
 وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ  
 قَتَادَةَ أَنَّ النَّسَاءَ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 ۴۷۴۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا  
 أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ  
 قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ  
 هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً

۴۷۴۸۔ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے جبکہ  
 وہ نوخواتین تھیں (امام بخاری نے کہا) مجھے خلیفہ نے کہا کہ قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس  
 نے اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی۔

شرح : مقصد یہ ہے کہ قتادہ نے انس سے حدیث کی تصریح کی ہے۔

۴۷۴۹۔ ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا  
 تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا جی نہیں! انھوں نے فرمایا نکاح

کرو اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں گی۔

۴۷۴۹۔ شرح : اس حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ  
 ہے۔ کیونکہ اس امت میں آپ کی بیبیاں اوروں سے زیادہ ہیں

اور آپ ہی اس امت سے بہتر ہیں اور امت بمعنی جماعت ہے یعنی جو اس جماعت اسلامیہ سے بہتر ہیں  
 ظاہر ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس امت کی قید کا فائدہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان  
 علیہ السلام سے اعتراض نہ ہو کیونکہ ان کی بیویاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں



## بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرَ التَّزْوِجِ امْرَأَةً فَلَهُ مَا نَوَى

۴۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ  
يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي هَرَبٍ عَنْ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ  
ابْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوَىٰ فَمِنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ  
إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ  
إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ مَرَأَةٍ يَبْتَغِيهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

بہت زیادہ تھیں، چنانچہ ایک روایت کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں جن میں سے تین سو آزاد اور سات سو باندیاں تھیں اور ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض علماء نے کہا اس کلام کا معنی یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں افضل اور بہتر و شخص ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں گی جبکہ وہ دوسرے فضائل میں مساوی ہوں۔

## بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرَ التَّزْوِجِ امْرَأَةً فَلَهُ مَا نَوَى

بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرَ التَّزْوِجِ  
امْرَأَةً فَلَهُ مَا نَوَى

یعنی جس شخص نے دارِ اسلام کی طرف ہجرت کی حالانکہ ہجرت سے اس کا مقصد کسی عورت سے نکاح کرنا تھا یا کوئی اور نیک کام مطلوب تھا جس کے سبب عورت سے نکاح کرے گا تو اس کو وہی حاصل ہوگا جو اس نے نیت کی تھی،



بَابُ تَرْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَ الْقُرْآنِ  
وَالْإِسْلَامُ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
۴۷۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا  
إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا لَغْزُومَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا  
نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ

ثواب حاصل ہوگا جو اس کی نیت میں تھا؛ کیونکہ باعث کون و مکان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم !  
توجہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :  
۴۷۵۰

عمل نیت پر موقوف ہے۔ ہر انسان کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے لہذا جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس کی ہجرت مقبول ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جس کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا کسی عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی ہجرت اس کے لئے ہوگی جس کے لئے اُس نے ہجرت کی۔  
(حدیث ج ۱: ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ تَنْكِدِ سِتِّ كَانِكَا ح كِرَا نَا حَسْ كِ  
پاس صرف قرآن اور اسلام ہے،

اس میں سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے،

یعنی وہ غریب اور فقیر آدمی جس کے پاس دنیا کے مال سے کچھ نہیں اور اسے کچھ قرآن یاد ہے اور وہ مسلمان ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ کفلاء صرف دین میں ہے مال و دولت میں نہیں،



شِئْتُ حَتَّى أَنْزَلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ  
 ٢٤٥٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَمِيدِ الطَّوِيلِ

قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَأَخْبَى  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ  
وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَ  
مَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ

۴۷۵۱۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور قیادت میں غزوہ کے لئے جا رہے تھے جبکہ ہمارے ساتھ بیویاں نہ تھیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم خضی نہ ہو جائیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔

۴۵۱ — شرح : اس حدیث کی مناسبت ترجمہ سے کچھ اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خسی ہونے سے منع فرمایا، حالانکہ وہ بیویوں کے محتاج تھے اور تنگ دست بھی تھے اور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ قرآن کریم یاد تھا تو گویا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے سبب نکاح کرا دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لئے عیسیٰ ہونا حرام ہے۔ کیونکہ اس میں قطع نسل، تغذیب حیوان اور تغیر خلق اللہ ہے۔ بغوی نے کہا یہی حال ہر حیوان کا ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کو بچپن میں خسی کرنا جائز ہے بڑا ہو جائے تو حرام ہے۔

باب کسی آدمی کا اپنے بھائی سے کہنا میری دو بیویوں کو دیکھ جسے چاہے میں اسے طلاق دیتا ہوں۔



فَاتَى السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِّنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضُرٌّ مِّنْ صُفْرَةٍ  
فَقَالَ مَهَيْمٌ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً  
قَالَ فَمَا سَقَتْ قَالَ وَزَنَ نَوَاقِثَ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمَ وَلَوْ

بِشَاةٍ

عبدالرحمن بن عوف نے اسے روایت کیا ہے !

ترجمہ : حمید طویل نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ

۴۷۵۲

عبدالرحمن بن عوف دکنہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کیا۔ انصاری کی دو بیویاں تھیں اُس نے عبدالرحمن  
پر اپنی بیویاں اور مال پیش کیا کہ اس کو دو نصف کریں (نصف اس کو دے دیں) عبدالرحمن رضی اللہ عنہ  
نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور مال میں برکت کرے بازار کی طرف مجھے راہ نمائی کرو وہ بازار میں گئے  
اور خرید و فروخت کی اور پیسہ اور روغن کی تجارت سے نفع حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند  
روز بعد عبدالرحمن کو دیکھا جبکہ اُن پر زردی دیکھی تو فرمایا : اے عبدالرحمن کیا حال ہے ؟ عرض کیا  
میں نے انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ فرمایا مہر کیا دیا ؟ عرض کیا کٹھلی بھر سونا دیا ہے۔ فرمایا :  
ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی ہو۔“

شرح : حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مال دار صحابہ کرام میں سے

۴۷۵۲

تھے۔ اور بہت بڑے تاجر تھے اور تجارت کے سبب بہت مالدار

ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے شام میں مال بھیجا جب قافلہ مال تجارت لے کر واپس آیا تو وہ نماز  
پڑھ رہے تھے۔ قافلہ کی آمد پر ڈھول کی آواز سنی تو بہت خوش ہوئے کہ قافلہ سلامتی سے واپس آ گیا  
ہے جب نماز میں یہ خیال آیا تو حضور قلب میں فتور واقع ہوا تو بہت غمناک ہوئے تو اسی وقت سارا مال تجارت  
فقراء اور مساکین کے لئے وقف کر دیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمن بن عوف بہشت میں گھٹنوں اور سرین کے بل چل رہے ہیں۔ اُنھوں نے  
اس خوشخبری سے پانچ سو دینار فقراء اور مساکین میں صدقہ کر دیا۔

قولہ وزن نواقِث من ذهب،، یہ پانچ درہم کا نام ہے اس حدیث میں پانچ درہم کی مقدار سونا مہر معجل



## بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

۴۷۵۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شَهَابٍ سَمِعَ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أِذِنَ لَهُ لَأَخْتَصِمْنَا

پر محمول ہے کم از کم مہر دس درہم ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا مَهْرَ أَقِلُّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ، وَهَذَا الْخَوْشِلُ مِلْنَا۔ صفراء زرد رنگ۔ (حدیث ع ۱۹۲۲ ج ۳: کی شرح دیکھیں)

## بَابُ بَيُوتٍ سَ مِنْهُ رَهْنًا أَوْ خِصْمًا هُوَ نَا كَرُوهُ هُ

۴۷۵۳۔ ترجمہ: سعید بن مسیب نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کے مجرّد رہنے کو مسترد فرمادیا اگر آپ انہیں اجازت دیتے تو ہم خستی ہو جاتے۔

۴۷۵۳۔ شرح: تبتل بمعنی انقطاع ہے اور حدیث شریف میں جس تبتل سے منع کیا گیا ہے۔ وہ عورتوں سے انقطاع اور نکاح ترک کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِلًا، سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف کُلّی انقطاع اور اس کی عبادت ہے۔ ترک نکاح مراد نہیں؛ کیونکہ یہ خطاب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے؛ حالانکہ آپ کو نکاح سے منع نہیں کیا۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً اس سے ان کی مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تبتل یعنی نکاح ترک کرنا نصاریٰ کی شریعت تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبتل، سے منع فرمایا تاکہ نسل زیادہ ہو اور جہاد ہمیشہ قائم رہے۔

قولہ لَوْ أِذِنَ، یعنی اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تبتل کی اجازت فرمادیتے جبکہ عثمان بن مظعون نے آپ سے اس کی اجازت طلب کی تھی تو لوگوں کے لئے خستی ہونا جائز ہوتا؛ کیونکہ عثمان بن مظعون کا تبتل



۴۷۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَلِيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ  
الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ  
ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ لَقَدْ رَدَّ ذَلِكَ لِعَنَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلُ لَأَخْتَصَمْنَا

۴۷۵۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ  
عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نَعْزُو مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا  
نَسْتَخْصِمُ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمُرَاةَ  
بِالتَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ  
مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

کی اجازت چاہنا دراصل خصی ہونے کی اجازت مطلوب تھی ؛ چنانچہ عائشہ بنت و تدامہ بن  
منطعون اپنے والد وہ اپنے بھائی عثمان بن منطعون سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان نے جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جنگوں میں عورتوں سے دُور رہنا بہت دشوار ہے آپ ہمیں خصی ہونے  
کی اجازت فرمادیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ روزے رکھو؛ کیونکہ  
روزے شہوت کم کرتے ہیں بلکہ جس نے بھی خصی ہونے کی اجازت طلب کی اسے اجازت نہ دی گئی  
اور اسے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۴۷۵۴۔ ترجمہ : سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
عثمان بن منطعون کو خصی ہونے سے منع فرمادیا۔ اگر انھیں تبتل کی

اجازت دیتے تو ہم بھی خصی ہو جاتے ،،

۴۷۵۵۔ ترجمہ : قیس نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرتے تھے جبکہ ہمارے پاس کوئی شئی نہ



وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ  
 ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا أَحْدًا اتَّوَجَّهُ  
 بِهِ النِّسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ  
 مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَاهُ رَيْرَةُ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِرْ عَلَى ذَلِكَ  
 — أَوْ ذُرْ

تھی۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔ پھر ہمیں  
 رخصت دی کہ ہم کپڑے کے عوض عورت سے نکاح کر لیں (متنعہ کر لیں جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔ پھر یہ  
 تلاوت فرمائی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ  
 لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ،، اے ایمان والو! اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو  
 اور حد سے نہ بڑھو! اللہ حسد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اصبح نے کہا مجھے ابن وہب  
 نے یونس بن یزید کے ذریعہ ابن شہاب، ابی سلمہ سے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض  
 کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نوجوان مرد ہوں مجھے اپنے آپ پر زنا کا خوف ہے اور میں مال نہیں  
 پاتا ہوں جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں۔ آپ خاموش رہے۔ پھر میں نے یہی عرض کیا تو آپ  
 بدستور خاموش رہے۔ پھر میں نے اسی طرح کہا تو آپ نے فرمایا اے اباہریرہ جو تو کرنے والا ہے اس پر  
 قلم خشک ہو چکا ہے خصی ہو یا نہ ہو۔

شرح: ۴۷۵۵ — خصی ہونے یا نہ ہونے کی تقریر ابھی گزری ہے۔ اس حدیث میں عبد اللہ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ ”وَقَدْ رَخَّصَ لَنَا“ سے معلوم ہوتا  
 ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نکاح متنعہ کے جواز کے قائل ہیں۔ قرطبی نے کہا اس وقت عبد اللہ بن مسعود کو متنعہ کے  
 نسخ کا علم نہ تھا جب نسخ کا علم ہوا تو اس سے رجوع کر لیا۔ صحیح یہ ہے کہ ایک غزوہ میں متنعہ حلال ہوا  
 تھا اس کے بعد منسوخ ہو گیا پھر غزوہ اوطاس میں تین روز کے لئے حلال ہوا۔ پھر قطعی طور پر ہمیشہ  
 کے لئے حرام کر دیا گیا۔ قولہ ”ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ اس آیت کریمہ کا شان نزول ابن عباس



بَابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ  
وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ لَمْ يَنْكَحِ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا غَيْرَكَ

رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور  
عرض کیا : یا رسول اللہ! جب میں گوشت کھاؤں تو مجھے عورتوں کی خواہش پیدا ہوتی ہے اس لئے  
میں نے اپنے لئے گوشت حرام کر دیا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی پاک  
چیزیں حرام نہ کرو!  
**حلال کو حرام کرنا جائز نہیں**

حضرات علماء کرام نے کہا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جو کھانے پینے  
لباس، نکاح اور مکان وغیرہ اشیاء حلال کی ہیں وہ ان پر حرام کرے اور جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا  
ہے اس کو ترک کرنے میں کوئی فضیلت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی اطاعت کرنے میں ہی فضیلت  
اور نیکی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمل کیا اور اپنی امت کے لئے مسنون قرار دیا اور  
اس طریقہ پر حضرات امتہ راشدین، صحابہ کرام اور علماء عظام نے متابعت کی۔ اسی پر عمل کرنے  
میں ہی سعادت اور نیک بختی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو اچھے لباس پر قادر ہونے کے  
باوجود ردی لباس اختیار کرتے ہیں اور صوف اور پشم کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی طرح جو لوگ گوشت  
اور گندم کی روٹی ترک کرتے ہیں اور کمزور طعام جو عقل اور دماغ میں فطوری پیدا کرے اور قوی بدنیہ  
جو صحت کا مدار ہے کمزور کرے کو پسند کرتے ہیں یہ لوگ نہایت ہی غلطی پر ہیں، کیونکہ اچھے  
کھانے دل و دماغ پر اچھے اثرات پیدا کرتے ہیں اور ردی طعام سے جسم بھی کمزور ہوتا ہے اور  
دل و دماغ بھی متاثر ہوتا ہے (یعنی)

قولہ فَاخْتَصَّ، یعنی خصی ہو یا نہ ہو اللہ کی قدر بہر حال نافذ ہوگی۔ یہ صیغہ امر ہے، لیکن اس میں  
طلب فعل نہیں بلکہ خصی ہونے پر تہدید ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ  
شَاءَ فَلْيُكْفُرْ، سے تہدید مراد ہے۔ بعض کتب میں لفظ دَرِ اقْتَصَرُ، ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہیں  
کہ تقدیر و تسلیم پر اقتصار اور اس کو ترک اور اس سے اعراض کرنا ہمارے نزدیک برابر ہے۔ جو  
نیک و بد تقدیر مقرر کی گئی ہے۔ وہ یقیناً پوری ہو کر رہے گی اور جو تقدیر میں نہیں وہ کبھی پیش نہ آئے گا۔  
(بیضادی)



۴۷۵۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي  
عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلَتْ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أَكَلَ مِنْهَا  
وَوَجَدَتْ شَجَرًا لَمْ يُوَكَّلْ مِنْهَا فِي أَيِّهَا كُنْتُ تُرْفَعُ بِعَيْرِكَ قَالَ  
فِي الَّذِي لَمْ يُرْفَعْ مِنْهَا يَعْنِي إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكَوَاغِيْرَهَا

علامہ طیبی نے کہا معنی یہ ہیں کہ کچھ میں نے ذکر کیا اس پر اقتصار کر اور اللہ کی قضاء سے راضی  
رہو یا جو ذکر کیا ہے اس کو چھوڑ دے اور اپنے حال پر رہے اور خصی ہو جائے اس تقدیر پر یہ تہدید  
پر مبنی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسر شہوت کے لئے روزے رکھنے کا  
حکم نہ دیا گیا حالانکہ ان کے علاوہ دوسروں کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے ابوہریرہ غالباً  
روزہ سے ہوتے تھے؛ کیونکہ وہ اصحابِ صفۃ میں سے تھے اور وہ ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔

## باب کنواروں کا نکاح کرنا

ابکار بکر کی جمع ہے۔ عورت اور مرد دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح ثیب کا  
اطلاق مرد و زن پر ہوتا ہے۔ حدیث پر ہے البکر بالبکر جلد مائة وتقريب عام قال ابن أبي مليكة  
ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نبی کریم صلی  
علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری خاتون سے نکاح نہیں کیا۔

۴۷۵۶۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : میں نے کہا یا رسول اللہ

مجھے خبر دیں کہ آپ اگر کسی وادی میں بھڑی جس میں درخت  
ہوں ان میں سے بعض کھائے گئے ہوں اور ایک درخت پائیں جس سے کچھ نہ کھایا گیا ہو آپ کس  
درخت سے اپنے اونٹ کو کھلائیں گے۔ آپ نے فرمایا جس سے نہیں چرایا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا



۴۷۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ  
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أُرِيْتُكَ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذْ رَجُلٌ يُحْمِلُكَ فِي سَرَقَةٍ حَرِيرٍ فَيَقُولُ  
هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَاسْتَفْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنَّ يَكُنْ هَذَا مِنْ  
عِنْدِ اللَّهِ يُبْصِرُ

کے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ (ایک روایت میں ہے کہ میں وہ عورت ہوں) ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے خواب میں دو بار دکھائی گئی ہو، اچانک

ایک آدمی تمہیں ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے کہتا ہے۔ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے اس ٹکڑے کو کھولا تو وہ تمہاری صورت تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے جاری کرے گا۔

۴۷۵۷۔ شرح : یہ فرشتہ تھا جو مرد کی صورت میں آیا تھا۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ جو فرشتہ ام المؤمنین عائشہ کی صورت لایا تھا وہ جبرائیل

علیہ السلام تھے، چنانچہ ابن جان کی صحیح میں ہے۔ میرے پاس جبرائیل ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں لائے اور کہا یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔ طبقات ابن سعد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ریشمی کپڑے میں آسمان سے میری صورت لے کر آئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اس سے آپ نکاح کریں گے یہ آپ کی بیوی ہے

تو لہ فاذا ہی انتی، کلمہ اذا مقاحاة کے لئے ہے اور ضمیر کا مرجع وہ صورت ہے جو ریشمی کپڑے میں تھی۔ تو لہ ان یکن، یعنی جو میں نے دیکھا ہے اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو ضرور

نافذ کرے گا۔ ان عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ حقیقی

اور یقینی تھا، کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے، لیکن یہ احتمال ہے کہ خواب اس میں ہو یا کنیت ہو کیونکہ

خوابوں کے نام ہیں وہ یہ کہ جو دیکھے بعینہ وہی ہوتا ہے اور ان کی کنیتیں بھی ہیں وہ یہ کہ وہ شئی کی

مثل وغیرہ ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ خواب نبوت سے پہلے ہو۔ اگر نبوت کے بعد

ہو تو اس کے معانی ہیں۔ اذل یہ کہ خواب اپنے ظاہر پر ہو یہ تعبیر کی محتاج نہیں تو اس کو اللہ بعینہ جاری



## بَابُ تَزْوِجِ النِّبَاتِ

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا تَعْرِضْنِ عَلَيَّ بَنَاتِيكَ وَلَا أَخَوَاتِيكَ

۴۷۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ  
حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرِي لِي  
قَطُوفٌ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَخَسَّ بَعِيرِي بِعَازَةٍ كَانَتْ  
مَعَهُ فَأَنْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجُودٍ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ

اؤناقد کرے گا تو شک صرف اس میں ہے کہ خواب اپنے ظاہر پر ہے یا تبصیر کا محتاج ہے اور ظاہر سے پھرا  
ہوا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ مراد اگر یہی دنیا کی بیوی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جاری کرے گا اور  
یہ بات پوری ہو کر رہے گی۔ اس تقدیر پر شک صرف اس میں ہے کہ یہ آپ کی دنیاوی بیوی ہے  
یا اخروی بیوی ہے۔ تبصیر معنی یہ ہے کہ آپ کو ہرگز شک نہ تھا آپ نے تحقیقی خبر دی ہے اور شک کی  
صورت میں ذکر کی ہے۔ یہ بلاغت کی قسم ہے۔ اس کو مزج الشک بالیقین کہتے ہیں۔“

## بَابُ ثَيِّبَةِ عَوْرَتٍ سَ نِكَاحِ كَرْنَا

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو،

ثیب بر وزن فیعل ثاب معنی عادی ہے۔ غالباً وہ دوبارہ نکاح کی طرف عود کرتے ہیں۔ اس لیے  
انہیں ثیب کہتے ہیں مردوزن پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ کسائی سے یہ منقول ہے کہ مرد کو ثیب اس وقت



صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجَلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيثَ عَمْدٍ بِعُرْسٍ  
قَالَ بَكَرُوْا أَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَا جَارِيَةٌ تُلَاوِعُهَا وَتُلَاوِعُكَ  
قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَهْلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَوْ عِشَاءً  
لَكِي تَمْتَشِطَ الشَّعْثَةَ وَتَسْتَحِدَّ الْمَغِيْبَةَ

کہتے ہیں جبکہ اُس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو اور عورت کو اس وقت ثیبہ کہتے ہیں جبکہ وہ اپنے شوہر سے ہم بستر ہوئی ہو۔

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
۴۷۵۸ — ایک غزوہ سے واپس آئے تو میں نے اپنے اونٹ پر چلنے میں جلدی

کی جو سست رفتار تھا۔ مجھے بھیجے سے کوئی سوار ملا اُس نے میرے اونٹ کو چھوٹا سانیزہ مارا جو اس کے پاس تھا۔ تو میرا اونٹ بہترین اونٹ کی طرح چلنے لگا۔ میں نے اچانک دیکھا تو وہ سوار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا تمہیں کس چیز کی جلدی ہے۔ میں نے عرض کیا میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا باکرہ عورت سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے کی ہے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے کی ہے۔ آپ نے فرمایا : باکرہ لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے ملاعت (دل لگی) کرتا اور وہ تجھ سے ملاعت کرتی (اس طرح تم دونوں لطف اندوز ہوتے) جابر نے کہا جب ہم اپنے گھروں کو جانے لگے تو فرمایا بھڑو رات کے وقت گھروں کو جانا یعنی عشاء کے وقت تاکہ پرانگندہ سروالی عورت کنگھی کر لے اور زیر ناف بال صاف کر لے،

۴۷۵۸ — شرح : یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے قطوف معنی سست رفتار۔ غمزہ،  
چھوٹا نیزہ کتاب البیوع میں چھڑی کا ذکر ہے۔ لیکن اس میں منافات

نہیں، کیونکہ اس کا ایک کنارہ ٹیڑھا ہو اور دوسرے کنارے میں لوہا ہو تو اس پر دونوں اطلاق جائز ہیں۔ قولہ ما یُعْجَلُكَ، تیری تیز رفتار کا سبب کیا ہے۔ رات کی عشاء سے تعبیر اس لئے کی ہے کہ رات کو آنے سے آپ نے منع فرمایا ہے، لیکن یہ ممانعت اس وقت ہے جب رات کو اچانک گھر آئے اور اگر ہوئی معلوم ہو کہ وہ اس رات آرہے ہیں تو رات کو گھر آنا ممنوع نہیں۔ مغیبہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر سفر میں گیا ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں جن کے شوہر غائب ہیں۔ وہ کنگھی وغیرہ زیب زینت نہیں کرتی ہیں۔ اس لئے انہیں کہا گیا کہ شوہروں کی آمد پر اپنے آپ کو سنوار لیا کریں تاکہ پرانگندہ



۴۷۵۹۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا  
 مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ  
 لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ  
 ثَيِّبًا فَقَالَ مَا لَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلَعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرِو  
 ابْنِ دِينَارٍ فَقَالَ عَمْرُو وَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ لِي  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَا جَارِيَةٌ تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

### بَابُ تَزْوِجِ الصَّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ

۴۷۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ  
 عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكِ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ فَقَالَ  
 أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللَّهِ وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ

سے اُن کے دلوں میں نفرت راہ نہ پائے۔ واللہ در سولہ اعلم !  
 ۴۷۵۹۔ ترجمہ : محارب نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا  
 کہ میں نے شادی کی تو مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کس سے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا بیوہ عورت سے کیا ہے۔ فرمایا تجھے کنواری لڑکیوں سے  
 دل لگی نہیں ہے؟ میں نے یہ عمرو بن دینار سے ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ کو یہ  
 کہتے سنا ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں  
 نہیں کی تو اس سے لطف اٹھاتا اور وہ تجھ سے لطف اندوز ہوتی۔



بَابُ إِلَى مَنْ يُنْكِحُ وَآئِيَ النِّسَاءِ خَيْرٌ وَمَا  
يُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَخَيَّرَ لِنُطْفَةٍ مِنْ غَيْرِ إِجَابٍ  
۴۷۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ

## بَابُ بَرِّ عَمْرٍوَالِے کا چھوٹی عمر والی سے نکاح کرنا

۴۷۶۰۔ ترجمہ : عراق بن مالک غفاری نے عروہ سے روایت کی کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے عائشہ کے ساتھ نکاح  
کا ذکر فرمایا تو ابوبکر صدیق نے کہا میں آپ کا بھائی ہوں (عائشہ آپ کی بھتیجی ہے) آپ نے فرمایا تم  
میرے اللہ کے دین میں بھائی ہو اور عائشہ میرے لئے حلال ہے۔

۴۷۶۰۔ مشروح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے  
عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش ذکر کی تو  
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال ذکر کیا کہ وہ آپ کی بھتیجی ہے اور بھتیجی سے نکاح جائز نہیں۔  
آپ نے فرمایا تم میرے دینی اور اسلامی بھائی ہو، کیونکہ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں لیکن نکاح  
کا معاملہ نسب سے متعلق ہے اور تم نسب میں مجھ سے دور ہو حقیقی اور نسب بھتیجی سے نکاح حرام ہے  
لہذا عائشہ سے آپ کا نکاح جائز اور حلال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث میں ام المؤمنین  
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ  
بنت حکیم کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ ابوبکر سے عائشہ کے ساتھ نکاح کا ذکر کریں تو ابوبکر نے کہا کہ بھائی  
کی بیٹی سے نکاح کیسے جائز ہوگا؟ خولہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ابوبکر کا کلام عرض کیا تو آپ  
نے فرمایا ان سے کہو وہ میرے دینی بھائی ہیں۔ نسب بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے، لہذا تمہاری بیٹی  
میرے لئے حلال ہے۔ خولہ ابوبکر کے پاس آئیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انہیں پہنچایا تو  
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہماری طرف سے حضور سے عرض کر دیں کہ ہم راضی ہیں۔ اس کا جواب یہ



حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحَةُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ

یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہ بنت حکیم کو پیغام رسانی میں اپنا وکیل مقرر کیا تھا اور وکیل کا کلام مؤکل کا کلام ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیا لہذا خولہ کا کلام مجازاً آپ کا کلام تھا۔

## باب کس عورت سے نکاح کرے اور

کو نسی عورتیں بہتر ہیں،

اور اپنی نسل کے لئے کو نسی عورتیں اختیار کرنا مستحب ہے

۴۷۶۱۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں پر سوار ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں وہ بچے کی نکستی میں بہت مہربان عورتیں ہیں اور شوہر کے مال کی بہت نگہبان ہیں۔

۴۷۶۱۔ شرح : قولہ اُحْنَاهُ، یہ جنوبی شفت سے مشتق ہے ”وَلَدٌ“ کو نکرہ اس لئے ذکر کیا کہ وہ ہر بچہ پر نہایت مہربان ہیں اگرچہ بچہ اُن کے شوہر کی

کسی دوسری عورت سے ہو۔ ابو ذر کی روایت میں دُ اُحْنَاهُ عَلٰی وَلَدِهِ، ہے اور وَلَدٌ، ضمیر غائب کی طرف مضاف ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہیں یعنی اگر ان کا بچہ یتیم ہو جائے تو اس کی رعایت کے لئے وہ دوسری شادی نہیں کرتیں۔ کیونکہ اگر عورت نکاح کرے تو پہلے بچہ کی نگہبانی نہیں کر سکتی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قریش کی عورتیں مریم علیہا السلام سے افضل کیسے ہو سکتی ہیں جبکہ علماء مریم کی نبوت کے قائل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح نساء قریش فرمایا ہے اور مریم علیہا السلام قریش سے نہیں ہیں۔ بعض علماء نے جواب یہ دیا ہے۔



بَابُ اِتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ اَعْتَقَ جَارِيَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا  
 ۴۷۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ  
 قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ ابْنِ صَالِحٍ اَلْهَمْدَانِي قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ

کہ جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں اُن میں سے قریش کی نیک عورتیں بہتر ہیں۔ اجناہ میں قیاس یہ تھا کہ اخصاص، کہا جاتا اور صالحہ نساء قریش بالتائیت کہا جاتا لیکن اسے باعتبار شخص ذکر کیا ہے اور مفرد اس لئے ذکر کیا کہ اس سے جنس مراد ہے۔ بعض نسخوں میں دو صالحون نساء قریش بصیغہ جمع ہے اور صالحون سے نون اضافت کے باعث ساقط ہو گیا ہے۔ قریش کی عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی بہت رعایت کرتی ہیں ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور امانت کی صیانت کرتی ہیں اور فضول خرچی نہیں کرتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ لَوْنْدِیَاں رَکھنا

جس نے اپنی لونڈی آزاد کر کے اس سے نکاح

سراری سُرّیہ کی جمع ہے۔ اور بکسر السین بھی پڑھا جاتا ہے جبکہ دونوں صورتوں میں یاد کو مشدد و مخفف پڑھتے ہیں۔ سُرّیہ بکسر السین قسّر سے ماخوذ ہے جو سُرّ یعنی نکاح سے مشتق ہے یا بمعنی سرور ہے علامہ قسطلانی نے کہا سُرّیہ وہ لونڈی ہے جو جماع کے لئے رکھی جائے۔ فقہاء نے ایسی لونڈیوں کے نام میں شرط عائد کی ہے کہ اُن سے کم از کم ایک بار جماع کیا جائے۔ انہیں سراری اس لئے کہتے ہیں کہ غالباً شوہر اپنی بیوی سے ان کا معاملہ پوشیدہ رکھتا ہے۔ ابو برداء کی مرفوع حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سراری سے نکاح کرو ان کے رحم پاکیزہ اور بابرکت ہوتے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ان کی اولاد بہت عقلمند ہوتی ہے۔

ترجمہ: ابو بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی تعلیم دے اور اچھے آداب سکھائے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اس کے لئے دگنا ثواب



حَدَّثَنِي أَبُو بَرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ وَلِيدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَأَدَّبَهَا  
 فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا ثُمَّ اعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ  
 مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ  
 آذَى حَقَّ مَوْلَاهُ وَحَقَّ رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا  
 بَغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ  
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَقَهَا ثُمَّ أَصْدَقَهَا ۴۶۳ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

ہے۔ اور جو کوئی اہل کتاب سے اپنے نبی پر ایمان لائے پھر میری تصدیق کرے اور مجھ پر ایمان لائے اس کے لئے دگنا ثواب ہے

اور جو مملوک اپنے مالکوں کا حق ادا کرے (ان کی خدمت ہے) اور اپنے رب کا حق ادا کرے اس کی عبادت کرے) اسے دگنا ثواب ہے۔

شعبی نے کہا: یہ حدیث کسی معاوضہ کے بغیر لے جاؤ، حالانکہ اس سے پہلے اس سے کم مسائل میں مدینہ منورہ کا سفر کیا جاتا تھا۔ ابوبکر بن عیاش نے ابوحصین، ابوبردہ کے ذریعہ ابوموسیٰ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کر لیا۔ شرح: یعنی شعبی نے کہا میں نے یہ مسئلہ تجھے کسی معاوضہ کے بغیر بتایا ہے۔ حالانکہ لوگ اس سے کم مسئلہ کی دریافت کے لئے

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کا سفر کیا کرتے تھے۔ شعبی کا مخاطب خراسانی آدمی تھا۔ (حدیث ۹۵ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابوسریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین کذبات کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام ایک جابر کے پاس سے گزرے جبکہ آپ کے ساتھ سارہ بھینس در رضی اللہ عنہا، ابوسریرہ نے پوری حدیث



أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَكُذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ  
مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةٌ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا حَاجِرًا قَالَتْ  
كَفَّ اللَّهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخَذَ مِنِّي أَجْرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَتَلَكَ أُمَّكُمْ  
يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

۴۷۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ  
مُحَمَّدٍ عَنْ النَّسِّ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ  
وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصِفَةِ بِنْتِ حِجِّي فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ

ذکر کی۔ اس ظالم نے سارہ کو ہاجرہ دی۔ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روکے رکھا اور اُس نے  
مجھے آجرہ دی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹو یہی تمہاری ماں ہے۔

۴۷۳۔ شرح : جھوٹ وہ کلام ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔ ایسا کلام حضرت  
ابراہیم علیہ السلام نے کبھی نہیں کیا ہے۔ اس حدیث میں جو تین بار

کا ذکر ہے۔ یہ تین مقامات صرف ظاہری شکل میں جھوٹ نظر آتے ہیں۔ دراصل جھوٹ نہیں۔

(حدیث ۲۰۷۸ جلد : ۳ اور حدیث : ۳۱۳۳ جلد : ۵ کی شرح میں مکمل تفصیل مذکور ہے)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یہی ہاجرہ تمہاری ماں ہے۔ عرب  
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ان کی والدہ ہاجرہ ہے۔ اکثر عرب وادیوں میں رہتے تھے  
اور بارش کے پانی سے طہارت وغیرہ کرتے تھے اور وہی پیتے تھے؛ کیونکہ اُن کی زندگی بارش کے پانی  
پر موقوف تھی۔ اس لئے انہیں فرمایا اور آسمان کے پانی کے بیٹو!

جمع الجار میں اس کی وجہ اور بیان کی ہے وہ یہ کہ بنی ماء السماء سے مراد انصار ہیں؛ کیونکہ وہ عامر بن حارثہ



إِلَى وَلِيْمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْرٍ وَلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأُلْقِيَ  
فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتُهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ  
إِخْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ جِئْنَا  
فِي مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَجِبْهَا فَمِنْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ  
فَلَمَّا أُرْتَحِلَ وَطَافَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ

کی اولاد میں جو نعمان بن منذر کا چچا ہے۔ اس کا لقب ماء السماء تھا۔ بعض نے کہا حضرت اسماعیل  
علیہ السلام کی اولاد کو ”نبی ماء السماء“ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا نسب پاک ہے اور انہیں شرف  
ذاتی حاصل ہے۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیر اور  
مدینہ منورہ کے درمیان تین روز اس حال میں اقامت فرمائی کہ  
آپ نے صفیہ بنت حیّی سے خلوت فرمائی تھی۔ میں مسلمانوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ کے  
لئے بلاتا تھا۔ اس ولیمہ میں نہ تو روٹی تھی اور نہ ہی گوشت تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم  
دیا اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے کہا  
کہ صفیہ ام المؤمنین ہے یا آپ کی لونڈی ہے۔ پھر انھوں نے کہا اگر آپ نے پردہ کا حکم دیا تو ام المؤمنین  
ہے اور اگر پردہ کا حکم نہ دیا تو آپ کی باندی ہے۔ جب وہاں سے کوچ کیا تو ان کے لئے سواری اپنے  
پیچھے جگہ بنائی اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیا۔

شرح : اس حدیث کی مناسبت باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ  
صحابہ کرام نے صفیہ کے ام المؤمنین ہونے اور آپ کی باندی  
ہونے پر تردد کیا تھا۔ اس اختلاف کی وجہ سے حدیث کی مطابقت ہے۔

حدیث : ع ۲۹۲۵ ج ۶ کی شرح دیکھیں

قوینبی علیہ ، بیوی سے خلوت کرنا ہے۔ دراصل جب کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح کرتا تھا تو  
اس کے ساتھ خلوت کے لئے اس پر قبہ لگاتے تھے تاکہ اس کے ساتھ تنہائی میں رہے۔



بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا  
 ۴۷۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ  
 ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ الْحُبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا

## باب جس نے باندی کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر قرار دیا

یعنی اپنی لونڈی کو اس لئے آزاد کرتا ہے کہ اس سے نکاح کرے اور اس کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہو۔ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حن بصری، ابراہیم نخعی، شعبی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا یہ جائز ہے۔ جب اس سے عقد کیا تو آزادی کے بغیر اس کا کچھ مہر نہ ہوگا۔ سفیان ثوری اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ یہی مذہب امام شافعی کا ہے۔

امام نووی نے کہا امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر لونڈی کو شرط پر آزاد کیا۔ اور لونڈی نے قبول کر لیا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ اور معتق سے نکاح کرنا اس پر لازم نہیں، بلکہ وہ اس سے اس کی قیمت وصول کرے گا، کیونکہ وہ مفت آزاد ہونے پر راضی نہیں ہوئی تھی۔ اگر وہ راضی ہو گئی اور اس نے اس سے مقرر مہر پر نکاح کیا تو شوہر پر لازم ہے کہ اس سے اس کی قیمت وصول کر لے اور بیوی شوہر سے مقرر کردہ مہر لے گی۔ اور اگر اس کی قیمت پر اس سے نکاح کیا تھا تو اگر اس کی قیمت شوہر کو یا بیوی کو معلوم ہو تو یہ مہر صحیح ہے نہ تو شوہر بیوی سے اس کی قیمت کا حقدار ہے اور نہ ہی بیوی مہر کی مستحق ہے۔ اور اگر قیمت مجہول ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مہر صحیح ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مہر صحیح نہیں نکاح جائز ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ، محمد، زفر اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نکاح جائز نہیں۔ امام طحاوی نے کہا سردیر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں اور یہ آپ کی خصوصیت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے کہ مہر کے بغیر نکاح کر لیں۔ لہذا آپ عتاق پر نکاح کر سکتے ہیں جو مہر نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی نے ایسا نکاح



بَابُ تَزْوِجِ الْمُعْسِرِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ يَكُونُوا  
فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ  
۴۷۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتْ أَمْرَأَةٌ إِلَى

کیا تو عورت آزاد ہو جائے گی اور شوہر پر اس کا مہر مثل واجب ہے۔ اور اگر اس نے نکاح کرنے سے  
انکار کر دیا تو اپنی قیمت میں سعی کر کے اس کو ادا کرے گی۔ امام مالک اور زفر نے کہا اس پر کوئی شئی واجب  
نہیں۔ اور وہ مفت آزاد ہو جائے گی۔

ترجمہ : انس بن مالک نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ  
کو آزاد کیا اور اس کو آزاد کرنا ہی مہر قرار دیا۔ ۴۷۵۔

شرح : اس حدیث سے حسن بصری اور ابراہیم اور ان کے ہم مسلک نے  
استدلال کیا کہ یہ مہر جائز ہے اور آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہوگا۔ ۴۷۵۔

احناف اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کیونکہ مہر کا نام ذکر ہوا  
تو انھوں نے گمان کیا کہ یہی عتاق مہر ہے اگر عتق ہی مہر ہوتا تو حضرت انس اور صحابہ کرام رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم صفیہ کے ام المؤمنین ہونے میں تردد نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ اگر صفیہ کو پردہ میں رکھا تو  
ام المؤمنین ہیں۔ اگر پردہ میں نہ رکھا تو باندی ہیں، حالانکہ باندی کا مہر نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مہر کے بغیر نکاح کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہیں، چنانچہ  
قرآن کریم میں ہے : وَامْرَأَةٌ مُؤْمِنَةٌ إِنَّ وَهَبْتُ نَفْسَهَا لِآلِہِ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر نکاح میں خصوصیت ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے صفیہ کی طرح نکاح کیا تھا۔ پھر عبداللہ بن عمر نے کہا کہ سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایسے واقعہ کا حکم یہ ہے کہ نیا مہر مقرر کرے۔ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے یہ حضور  
سے سنا ہو یا ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت خیال کی ہو۔ ہر دو صورتوں میں مذکور  
حدیث عتق کے مہر ہونے کی دلیل نہیں۔



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَهَبُ  
لَكَ نَفْسِي فَانْظُرْ إِلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَدَ النَّظَرَ  
فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ فَلَمَّا  
رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهَا لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ  
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ  
وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَذْهَبُ  
إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ  
مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا  
خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَلَا خَاتِمٌ مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِذَا رَأَيْتُ قَالَ سَمِعْتُ مَالَهُ رِذَاءُ  
فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِأَزَارِكَ  
إِنْ لَيْسَتْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَيْسَتْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ

چوتھا جواب یہ ہے کہ امام بیہقی نے متصل اسناد کے ساتھ رزینہ کی حدیث ذکر کی کہ رزینہ  
نے کہا جب قرظہ اور نصیر دونوں قبیلے فتح ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفتہ کو ہاتھ سے  
پکڑے ہوئے تشریف لائے پھر آپ نے اس کو آزاد کر کے نکاح کیا۔ اور اس کا مہر مقرر کیا۔ ان  
دلائل سے صاف ظاہر ہے کہ عتق مہر نہیں ہو سکتا (یعنی)

## باب غریب آدمی کا نکاح کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اگر وہ تنگ دست میں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دیگا



شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مُجْلِسُهُ قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَهُ بِهَ فَدْعَى فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذًا وَسُورَةٌ كَذَا عِدَدَهَا فَقَالَ تَقْرَأُ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَذْهَبَ فَقَدْ مَلَكَتْكُمْ هَامَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

یعنی تنگدست آدمی کا شادی کرنا جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر مسلمان تنگدست ہوں تو اللہ ان کو غنی کر دے گا۔ تنگدستی نکاح سے مانع نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مستقبل قریب میں اسے مالدار کر دے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نکاح کی ترغیب دلائی ہے اور اس آیت کریمہ: **وَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْهُ فَاَلْصِقُوا بِمَنْ عِبَادِكُمْ وَآمَانُكُمْ** الایہ میں اللہ نے ان کو غنی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے!

ترجمہ: سہیل بن سعد ساعدی نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوئی ہوں اور اپنی ذات آپ کو سہہ کرتی ہوں (بہر بکفیر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اس کی طرف نظر بلند فرمائی اور نیچی کی پھر مبارک جھکا لیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس خاتون نے دیکھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اس کی حاجت نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے اس نے کہا یا رسول اللہ! بخدا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی شے مل جائے وہ شخص گیا پھر واپس آیا اور کہا بخدا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے گھر میں کوئی شے نہیں پائی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گھر گیا پھر لوٹ آیا اور کہا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں، لیکن یہ میرا ازار ہے۔ سہیل نے کہا اس کے پاس چادر بھی نہ تھی۔ اس مرد نے کہا اس کے لئے اس ازار کا نصف ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ازار کو کیا کرے گا اگر اسے تو نے



## بَابُ الْكَفَاءِ فِي الدِّينِ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَهَرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا

باندھ لیا تو اس پر کچھ نہ ہوگا اور اگر اُس نے اور ٹھہلی تو تیرے لئے کچھ نہ ہوگا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا حتیٰ کہ جب بہت دیر بیٹھا رہا تو اٹھا اور چلا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم دیا۔  
زبانی یاد ہیں؟ اُس نے کہا جی ہاں! مجھے یاد ہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ میں نے جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اس کی برکت سے تجھے اس عورت کا مالک بنادیا۔

شرح: ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ عورت حجاب نازل ہونے سے پہلے آئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حجاب کے بعد

نقاب پہن کر آئی ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت سے منگنی کرنا ہو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ تملیک سے نکاح جائز ہے اور قسم لینے کے بغیر قسم کھانا جائز ہے۔  
تنگدست بھی نکاح کر سکتا ہے۔ (حدیث: ۴۰۷ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ دین و اسلام میں کفو

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! خُدا وہ ہے جس نے منیٰ کے پانی سے آدمی پیدا کیا

اور اس کو ذونسب اور سسرال والا بنایا تیرا رب قدرت والا ہے!،

قرآن، مفسر الکفّاء پر معطوف ہے۔ اور کفو بمعنی مثل اور مساوات ہے۔ یعنی دین میں کفو وہ ہے جس کا نسب اور صہرہ ہے۔ لہذا مسلمانوں کا نکاح کافروں سے جائز نہیں اور صہرہ بمعنی اناث ہے کہ جن کے ساتھ مصاہرت کی جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نسب وہ ہے جن سے نکاح حلال نہیں اور صہرہ وہ ہے جن سے نکاح حلال ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آیت کریمہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نسب اور صہرہ کفو کا تعلق ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا یہ آیت کریمہ جناب رسالت اب سرور کائنات مبداء جائزات علیہ التخیات والصلوات اور حیدر کرام علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ حضرت



۴۷۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ  
 الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ  
 أَبَا حَذِيفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِنْ  
 شُهَدَاءِ بَدْنَاءِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَتَّى سَالِمًا  
 فَأَنْكَحَهُ بِنْتُ أَخِيهِ هِنْدُ بِنْتُ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ  
 وَهُوَ مَوْلَى لِمُرَاةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَتَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مِنْ تَبَتَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَا  
 النَّاسَ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى  
 أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ إِلَى قَوْلِهِ وَمَوَالِيكُمْ فَزَادُوا إِلَى آبَائِهِمْ  
 مَنْ لَمْ يَعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلَى وَاخْتَفَى الدِّينَ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ  
 بِنْتُ سَهْلٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْقُرَشِيِّ ثَمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةٌ إِلَى  
 حَذِيفَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا كُنَّا  
 نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

علی المرتضیٰ سے آپ نے سیدہ خاتونِ جنتِ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کا نکاح کیا حالانکہ وہ آپ کے چچا زاد  
 بھائی ہیں۔ گویا وہ ذونسب اور ذوصہر ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے نطفہ سے بشر پیدا کیا اور اس کی دو قسمیں ہیں  
 ایک ذونسب، چنانچہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں، فلاں بنت فلاں اور دوسرے صہر جس سے نکاح حلال کیا۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ

ابن ربیعہ بن عبد شمس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے

تھے نے سالم کو متبنیٰ بنایا اور اپنی بھینجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے اس کا نکاح کر دیا جبکہ وہ ایک



انصاری عورت کا آزاد کردہ غلام تھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو متبئی بنایا تھا۔ جاہلیت میں جو کوئی کسی آدمی کو متبئی بناتا۔ لوگ اس کو اس کی نسبت سے بکاتے تھے اور وہ اس کی میراث پاتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمُ الْآیۃ نازل کی (کہ انہیں ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ الخ) پھر ان کو باپوں کے نام سے بلانے لگے۔ اور جس کا باپ معلوم نہ تھا وہ مؤلیٰ اور دینی بھائی ہوتا۔ سہیلہ بنت سہیل ابن عمرو قرشی پھر عامری جو حذیفہ بن عتبہ کی بیوی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سالم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو نازل کیا ہے۔ وہ آپ جانتے ہیں اور پوری حدیث ذکر کی،

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابو حذیفہ

نے ایک انصاریہ عورت کے آزاد کردہ غلام سالم سے اپنی بھتیجی ہند کا نکاح کیا اور اس میں صرف دینی کفالت کا اعتبار کیا یہ سالم فضلاء موالیٰ اور خیاری صحابہ سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی بہترین ثناء بیان کرتے ہوئے کہا جبکہ وہ زخمی ہو چکے تھے۔ آج اگر سالم زندہ ہوتا تو میں خلافت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد نہ کرتا اور یہ کام سالم کے حوالہ کرتا جس کو وہ اختیار کرتا وہی خلافت کے لئے مناسب ہوتا۔ وہ یمامہ کی جنگ میں ابو حذیفہ کے ساتھ شہید پائے گئے کہ ایک دوسرے کے سران کے پاس تھے۔ ان کے حق میں مذکور آیت کریمہ : وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ اُدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ، نازل ہوئی۔

یعنی نہ تمہارے لئے پالکوں کو دمنہ بولے بیٹے، تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے، انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد۔ بعض مفسرین نے کہا جب زید بن حارثہ نے اپنی بیوی زینب بنت جحش کو طلاق دے دی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا تو یہودیوں اور منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ”محمد“ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے، حالانکہ ہمیں اس سے منع کرتے ہیں۔ ان کی تردید کے لئے اللہ نے یہ آیت نازل کی۔

قولہ فذكر الحديث ”امام نے پوری حدیث ذکر نہ کرنے کی وجہ نہیں ذکر کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: پوری حدیث یہ ہے کہ سہیلہ نے کہا: یا رسول اللہ! سالم بالغ ہو چکا ہے وہ ہمارے گھر آتا ہے میرے خیال میں ابو حذیفہ اب اس کا گھر آنا پسند نہیں کرتے ہیں اور دل میں کچھ خیال کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے



۴۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ  
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتَ الْحَجَّ قَالَتْ  
وَاللَّهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجَعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ  
فَحَلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ

نے فرمایا اے سہلہ تم سالم کو اپنا دودھ پلا دو اس سے ابو حذیفہ کے خدشات دور ہو جائیں گے، چنانچہ  
سہلہ نے اپنا دودھ دودھ کر سالم کو پلا دیا تو ابو حذیفہ کا وسوسہ جاتا رہا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جمہور  
علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مدت رضاع دو سال یا اڑھائی یا تین سال ہے۔ اس مدت میں دودھ  
محرم ہوتا ہے۔ نیز مذکور عمر میں دودھ پینے سے لازم آئے گا کہ اجنبی مرد بیگانی عورت کو مس کرے اور  
یہ حرام ہے اس کا جواب یہ ہے دودھ پینا مس کو مستلزم نہیں ہو سکتا ہے کہ دودھ دودھ کر پلایا  
ہو نیز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت مدت رضاع کی تعیین نہ ہو اس کے بعد مدت مخصوص کر دی  
ہو جبکہ یہ آیت کریمہ: وَحَمْلُهَا وَفِصَالُهَا ثَلَاثُونَ شَهْرًا، نازل ہوئی ہو یا یہ سالم کے لئے خصوصیت ہو۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب کے پاس تشریف لے گئے اور

۴۷۸۔ اُن سے فرمایا شائع حج کا ارادہ رکھتی ہو انھوں نے عرض کیا جی ہاں اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں  
فرمایا حج کرو اور ساتھ ہی شرط بھی کر لو (کہ اگر میں عاجز ہو گئی تو احرام کھول دوں گی) اور کہو اے اللہ!  
میرے حلال ہونے کی وہ جگہ ہے جہاں تو مجھے روک دے۔ وہ مقداد بن اسود کی بیوی تھی۔

۴۷۸۔ شرح: ضباعہ مقداد کی بیوی تھی۔ اس جزد میں حدیث کی عنوان سے مطابقت  
ہے۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ مقداد قریش کا حلیف تھا۔ اس کی نسبت

اسود بن عبد لغوث کی طرف کی جاتی تھی، کیونکہ وہ اسود کا متبنی تھا اور اُس نے ضباعہ سے نکاح کیا  
تھا جبکہ وہ ہاشمیہ شریف النسب تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی کفایت کافی ہے۔ نسبی کفایت

ضروری نہیں۔ علماء مجتہدین میں اس شرط کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق،  
حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، عمار، ابن عباس، سعید بن مسیب، عطاء، علقمہ اور شرح رضی اللہ عنہم



۴۷۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَنْكَحُ الْمَرْأَةَ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا  
وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبْتُ يَدَاكَ

نے اسے جائز کہا ہے۔ امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ احمد اور اسحاق کا قول بھی یہی ہے جبکہ ام المؤمنین عائشہ، عبداللہ بن عمر، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کہتے ہیں۔ یہ شرط ممنوع ہے اور اس احرام سے افعال حج ادا کرتا رہے حتیٰ کہ حج پورا کرے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شرط کو نہ مانتے تھے وہ کہتے تھے کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں؟ جبکہ آپ نے کوئی شرط نہیں لگائی۔ اگر تمہیں کوئی حج سے روک دے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ صفا مردہ کے درمیان سعی اور حلق یا قصر کرے تو اس کے لئے ہر شئی حلال ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ آئندہ سال حج کرے ہدی دے اگر ہدی نہ ملے تو روزے رکھے۔ ضیاعہ بنت زبیر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کسی کو حج سے روک دیا جائے تو وہ اس جگہ حلال ہو جائے اور ہدی نخر کرے،

۴۷۹۔ توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت چار خصلتوں کے باعث نکاح کی جاتی ہے۔ مال، نسب، خوبصورتی اور دینداری کے سبب، تو دیندار عورت سے نکاح کر تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہیں۔

۴۷۹۔ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کلمہ دراصل دعاء ہے لیکن عرب اس کو انکار، تعجب، تعظیم اور کسی شئی کی ترغیب دلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہاں یہی چوتھا معنی مراد ہے کہ دیندار عورت سے نکاح کرو۔ محی السنہ نے کہا عربوں کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوتا ہے۔ جیسے لا آب لک تیرا باپ نہ ہو تیری ماں تجھے گم پائے لیکن اس وقوع امر مراد نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے کہا اس سے وقوع مراد ہے جبکہ وہ دین دار عورت کو نظر انداز کر کے مال دار اور خوبصورت وغیرہ کا متلاشی ہو۔ یعنی جو میں نے حکم دیا ہے اگر وہ نہ کرے تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جاہلیت میں لوگ اپنے آباؤ اجداد کے سبب فخر کیا کرتے تھے



۴۷۷۰۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ حَمَزَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي  
 حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِيْ هَذَا قَالُوا حُرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ  
 يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ يُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ  
 فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِيْ هَذَا قَالُوا  
 حُرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَا يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَلَّا يُّشَفَعَ وَاِنْ قَالَ  
 اَلَّا يُّسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ  
 مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلِ هَذَا

اور اُن کے مناقب اور مفاخر ذکر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرمایا، ارشاد فرمایا: اِنْ  
 اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ، تم میں اللہ کے نزدیک باعزت وہ ہے جو دیندار اور متقی ہے  
 ابن بطال مالکی شارح بخاری نے کہا علماء نے اکفاء میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ  
 نے کہا کفو صرف دین میں ہے۔ اس میں تمام مسلمان ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ عربی اور موالی قرشیہ  
 عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ انہوں نے عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود، عمر بن عبدالعزیز اور ابن سیرین  
 رضی اللہ عنہم سے یہ روایت کی ہے اور اس آیت کریمہ: اِنْ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ، سے  
 استدلال کیا ہے۔ نیز انہوں نے سالم کی حدیث سے استدلال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا: عَلَيْكَ بِذَاتِ الْيَمِيْنِ کہ دین دار عورت سے نکاح کر دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
 نے سلمان فارسی سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کرنے کی خواہش کی تھی۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا: اے نبی بیاضہ ابوہند کو نکاح کر دو!

انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہم اپنی لڑکیاں اپنے آزاد کردہ غلاموں  
 سے نکاح کر دیں؟ تو یہ آیت کریمہ: اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی الایۃ، ابو داؤد، امام ترمذی  
 نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی شخص  
 شادی کا پیغام لائے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرو تو اس کو نکاح کر دو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ



نے فرمایا قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ عربوں میں سے کوئی بھی قریش کا کفو نہیں اور نہ ہی موالی میں سے کوئی عربوں کا کفو ہے۔ نیز انھوں نے کہا جو کوئی مہر ادا کرنے اور نان و نفقہ پر قادر نہ ہو وہ کبھی کفو نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں، لیکن جولا ہے اور حجام وغیرہ ان کے کفو نہیں ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یہ شخص اس کے لائق ہے کہ اگر یہ نسبت کرے تو اس کا نکاح کیا جائے گا اور اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے گی اگر یہ بات کرے تو اس لائق ہے کہ اس کی بات سنی جائے۔ سہل نے کہا: پھر آپ خاموش ہو گئے۔ کتنے میں فقراء مسلمین سے ایک آدمی گزرا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ صحابہ نے کہا یہ اس کے لائق ہے کہ اگر یہ نسبت کرے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے۔ اگر بات کرے تو سنی نہ جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے شخص جسے لوگوں زمین بھر جانے سے بہتر ہے۔

شرح: پہلے گزرنے والے شخص کا نام معلوم نہیں؛ البتہ دوسرا آدمی جو فقراء مسلمین سے تھا اس کا نام حُجیل بن سراقہ بتایا جاتا ہے بعض نے کہا

اس کا نام ابو عمر جعال بن سراقہ تھا۔ اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ یہ شخص نیک اور صالح تھا، لیکن خوبصورت نہیں تھا۔ اس کے منہ پر چمپک کے سیاہ داغ تھے۔ یہ قدیم الاسلام تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ اُحُد میں حاضر تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے جیسے مالدار شخص سے روئے زمین بھر جائے تو یہ فقیر مسکین اس سے بہتر ہے

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا اس سے ہر فقیر مسلمان کی فضیلت لازم نہیں آتی اور یہ واضح ہے ہاں البتہ فقیر مسلمان دیندار مال دار سے بہتر ہے۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ فقیر غنی سے افضل ہو اس کا جواب یہ ہے کہ غنی اگر کافر ہے تو بات واضح ہے اور اگر مسلمان ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے معلوم کر لیا ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ غنی کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا اور پہچانا تھا اور اس کی وصف بھی بیان کی تھی کہ اگر وہ نسبت کرے تو نکاح کر دیا جائے گا اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے اور اس کی بات سنی جائے گی۔ ایسے اوصاف والا شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے لہذا وہ مسلمان ہی ہوگا۔ پس علامہ کرمانی کا کلام منظور فیہ ہے۔



## بَابُ الْإِكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَرْوِجِ الْمُقِلِّ الْمُتْرِيَةِ

۴۷۷۱۔ حدیثی یحییٰ بن بکر قال حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ  
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ سَالَةَ عَائِشَةَ وَإِنْ خِفْتُمْ  
أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَمَى قَالَتْ يَا ابْنَ أَخْتِي هَذَا الْيَتَمَى تَكُونُ فِي حَجْرٍ  
وَلَيْتَهَا فِرْعَوْنٌ فِي جَمَاهَا وَمَالُهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقُهَا فَمَهْوَا  
عَنْ نِكَاحِهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي الْكَمَالِ الصَّدَاقِ وَأَمْرُ وَابْنِ نِكَاحٍ  
مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ يُسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكَحُوهُنَّ  
فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَهُمَاتِ الْيَتَمَى إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا  
فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبَهَا فِي الْكَمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا  
فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرْكُوهَا وَآخِذُوا بِغَيْرِهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ

## بَابُ مَالٍ مِیں کفو ہونا اور مفلس کا مالدار عورت سے نکاح کرنا،

۴۷۷۱۔ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا سے اس آیت کریمہ : وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي  
الْيَتَامَى کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا اے میرے بھانجے یہ یتیم عورت ہے جو اپنے ولی  
کی پرورش میں ہوتی تھی وہ اس کی خوبصورتی اور مال میں رغبت کرتا اور اس کی یہ خواہش ہوتی کہ  
(اس سے نکاح کر لے) اور اس کا مہر کم دے۔ اس لئے انہیں اُن کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا گیا



فَكَمَا يَتَرَكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهَا مِنْهُ شَيْءٌ إِذَا رَغِبُوا  
 فِيهَا إِلَّا أَنْ يَفْطُرُوا لَهَا وَيُعْطُوا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ  
**بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ**  
 قَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ

مگر یہ کہ ان کے مہر میں انصاف کریں اور ان کے سوا اور عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ ام المؤمنین  
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا تو  
 اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ - اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ ، تک نازل فرمائی۔  
 اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ یتیم عورت جب خوبصورت اور مال دار ہو تو وہ مہر پورا دینے میں  
 اس سے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے (اپنی طرف نسبت کرتے) اور جب وہ قلیل مال و جمال کی وجہ  
 سے پسند نہ ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس کے سوا دوسری عورتیں لیتے (ام المؤمنین نے کہا جب  
 ان میں رغبت نہیں ہوتی تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب ان میں خوبصورتی اور  
 مالداری کے باعث) رغبت کریں تو ان سے نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور انہیں ان کا  
 پورا حق دیں دپورا ہر ادا کریں ،

شرح : اس حدیث کی باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو کوئی مالدار

یتیم عورت کا ولی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس سے نکاح

کر لے جبکہ اس کو پورا ہر ادا کرے (حدیث : ۴۲۶۰ کی شرح دیکھیں)

## باب عورت کی نخوست سے پرہیز کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہاری بعض اولاد اور بیویاں تمہارے لئے دشمن ہیں!

شوم یمن کی ضد ہے۔ یہ دراصل شوم تھا۔ واؤ ہمزہ کا بدل ہے۔ پھر ہمزہ ترک کر دیا گیا اور شوم ہی  
 پڑھتے ہیں۔ عورت کا مشوم یعنی منحوس ہونا یہ ہے کہ بچہ نہ پیدا کرے اور عقیم رہے۔ جس عورت کا مہر  
 بہت زیادہ ہو اور وہ بدخلق ہو تو وہ بھی منحوس ہوتی ہے۔ آیت کریمہ میں لفظ ”مِنْ“ تَبْعِيضِيَّةً سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ بعض عورتیں منحوس ہوتی ہیں۔ ساری نہیں۔



۴۷۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ  
عَنْ حِزَّةَ وَسَالِمِ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّومُ فِي الْمَرْأَةِ وَالْذَّارِ وَالْفَرَسِ  
۴۷۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ  
قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا  
الشُّومَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِنْ كَانَ الشُّومُ فِي شَيْءٍ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ  
۴۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ

۴۷۷۲۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : نخوست ، عورت ، مکان اور گھوڑے میں ہوتی ہے  
شرح : مکان کی نخوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کا ہمسایہ برا ہو ۔  
۴۷۷۲۔ گھوڑے کی نخوست یہ ہے کہ وہ جنگ کے قابل نہ ہو اور دوڑ نہ  
سکے ۔ لہذا اوقات بہت سست پڑ جائے ۔ عورت کی نخوست ۔ اس کا بد خلق ہونا بچہ پیدا نہ کرنا اور  
شوہر کی نافرمانی کرنا ( حدیث ۴ کی شرح دیکھیں )  
۴۷۷۳۔ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
شوم ( نخوست ) کو ذکر کیا تو آپ نے فرمایا : اگر نخوست کسی شئی میں  
ہو تو مکان ، عورت اور گھوڑے میں ہوتی ہے ۔  
۴۷۷۴۔ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شئی میں نخوست ہے تو وہ گھوڑے ،



۴۷۷۵ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ  
التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَثْمَانَ التَّهْدِيَّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى  
الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

عورت اور مکان میں ہے۔

شرح : یعنی حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ مذکور تینوں منحوس

۴۷۷۳ — ۴۷۷۴ —

ہوتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر نحوست ہو تو

وہ صرف ان تین میں ہو سکتی ہے اور وہ بھی تمام میں نہیں بلکہ بعض میں ہوتی ہے۔ احمد، حاکم اور ابن حبان  
نے سعد کی مرفوع حدیث ذکر کی کہ نیک عورت، اچھا مکان اور اچھی سواری ان تینوں میں ابن آدم کی  
نیک بختی ہیں۔ اور ابن آدم کی بد بختی تین چیزوں میں ہے۔ بری عورت، بُرا مکان اور بُری سواری۔ حاکم نے ذکر  
کیا: تین چیزیں منحوس ہیں۔ عورت جسے دیکھے اللہ وہ تجھے بُری لگے اور وہ تجھ سے بد زبانی کرے اور سُست گھوڑا  
اگر تو اسے مارے تو تجھے مشقت کرنی پڑے اگر چھوڑ دے تو ساتھیوں کو نہ پہنچ سکے اور مکان تنگ ہو اس  
میں نفع کم ہو۔ ان تینوں میں نحوست منحصر نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر ماسواغی نفی نہیں کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے  
ان کے علاوہ بھی بعض چیزوں میں نحوست ہو، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو مکان۔ خادم اور گھوڑے میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا اگر نحوست کا وجود ہوتا تو ان تینوں میں ہوتا، لیکن ان میں اس کا وجود  
نہیں اور مذکور حدیث ارشاد پر محمول ہے۔ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین راہنمائی فرمائی ہے  
کہ اگر مکان میں سکونت کو اچھا نہیں جانتا تو نقل مکانی کر لے اور اگر عورت اچھی نہیں سمجھتا اس کے ساتھ  
معاشرت بے سود جانتا ہے تو اسے طلاق دیدے۔ اگر گھوڑا سُست رفتار ہے تو فروخت کر دے اور  
اپنے سے زیاں کا ازالہ کرے۔

ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۷۷۵ —

نے فرمایا میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ مضر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا

شرح : دیگر اشیاء کی نسبت عورتوں کا فتنہ سخت خطرناک ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ

۴۷۷۵ —

فرماتا ہے: ذَيْنَ النَّاسِ حُبُّ الشَّعْوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الْاِيَةِ، اس



## بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

### ۴۷۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ

آنت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مذکور اشیاء کو شہوات فرمایا، کیونکہ پہلے انہیں مبہم ذکر کیا۔ پھر بیان کیا کہ وہ عورتیں، بیٹے، سونا چاندی اور گھوڑوں کی کثرت ہے۔ معلوم ہوا کہ مذکور اشیاء بعینہا شہوات ہیں گویا کہ کہا گیا شہوات کی محبت لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے اور وہ عورتیں ہیں عورتوں سے شہوات کو علیحدہ ذکر کیا، حالانکہ یہ نفس شہوات میں گویا کہ کہا گیا یہ اشیاء صرف شہوات اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں، لیکن مقام کا مقتضی مذمت ہے۔ عارفین کے نزدیک شہوات کا لفظ ذیل ہے اور شہوت سے فائدہ اٹھانا بہائم اور چوپایوں کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آنت کریمہ میں دوسری اشیاء سے پہلے عورتوں کو ذکر کرنے میں یہ اشارہ کیا ہے کہ شہوت میں اصل عورتیں ہیں اور ان کا فتنہ بہت سخت ہے انسان عورت کی وجہ سے لڑکے سے محبت کرتا ہے۔ اور جو عورت اس کی عصمت میں ہو اس کے لڑکے سے محبت کرتا ہے۔ اور اپنی مطلقہ یا فوت شدہ بیوی کے لڑکے سے کم محبت کرتا ہے۔

مجاہد نے اس آنت کریمہ: اِنَّ مِنْ اَذْوَابِكُمْ وَاَذْلَادِكُمْ عَدُوَّ الْكُفْرِ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ مرد کو قطع رحمی اور اللہ کی معصیت پر ابھارتی ہیں ان کے ہوتے ہوئے طاعت نہیں کر سکتا۔ بعض حکماء نے کہا عورتیں شر ہی شر ہیں۔ ان کی زیادہ شر یہ ہے کہ انسان ان سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ کم عقل اور ناقص دین ہونے کے باوجود آدمی کو اس شئی پر آمادہ کرتی ہیں جس میں عقل و دین کا نقص ہو اور وہ دینی امور کی طلب سے غفلت کرنا اور دنیا کی طلب پر مڑنا ہے یہ بہت بڑا فساد ہے۔ صدق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم! (قطبانی)

ایک روایت میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے عورت کو پیدا کیا تو شیطان بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یہ میری رستی ہے جسے میں اس میں لانا چاہوں گا۔ وہ اس سے بچ نہیں سکے گا۔ حدیث شریف میں ہے:

النِّسَاءُ حُبَالُ الشَّيْطَانِ، عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ ایک روایت میں ہے شرارتی عورتوں کے پناہ چاہو اور نیک عورتوں سے بچتے رہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں ابلیس لعین کا مضبوط ہتھیار ہیں (یعنی)

## بَابُ آزاد عورت کا غلام سے نکاح کرنا

۴۷۷۶۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہ میں تین مسئلے ہیں:



رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ  
كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سِنِينَ عَتَقْتُ فَخَرْتُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَبُرْمَةً عَلَى النَّارِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْرًا قَادُمْ مِنْ أَدَمِ الْبَيْتِ فَقَالَ لَمْ  
أَرِ الْبُرْمَةَ فَقِيلَ لَحْمٌ تَصَدَّقَ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتِ لَا تَأْكُلِ الصَّدَقَةَ  
قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

وہ آزاد ہوئی تو اس کو اختیار دیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ولاد اس کے لئے  
ہے جو آزاد کرے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے جبکہ ہنڈی چولہے پر تھی آپ کو روٹی اور  
گھر کا کوئی سالن پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے ہنڈی کو نہیں دیکھا۔ عرض کیا گیا وہ صدقہ کا گوشت  
ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔ فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے  
اور ہمارے لئے ہدیہ اور نذرانہ ہے۔

شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو آزاد کیا اور فرمایا اس  
میں تین شرعی اصول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ آزاد ہو گئی ہے۔

لہذا اسے اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا اس سے علیحدہ ہو جائے۔ شوہر آزاد ہو یا غلام  
ہو۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور یہی مسلک ظاہریوں کا ہے۔  
شعبی، نخعی، ثوری، محمد بن سیرین، مجاہد، حماد بن ابی سلیمان، حسن بن مسلم، ابو قلابہ، ابوب سختیانی  
اور حسن بن صالح کا یہی مختار ہے۔ البتہ عطاء بن رباح، سعید بن مسیب، حسن بصری، ابن ابی لیلیٰ  
اوزاعی، زہری اور لیث بن سعد کہتے ہیں اگر شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے اگر غلام ہو تو اختیار نہیں  
امام مالک و شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اسے اختیار ہے۔ یہی یہ بات کیلئے بریرہ کا شوہر مغیث آزاد  
تھا اسی طرح بیہقی نے روایت کی ہے نیز امام طحاوی، مسلم اور ابو داؤد نے ہشام بن عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین  
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ آزاد تھا۔ اسی طرح بیہقی نے روایت کی ہے امام طحاوی  
مسلم اور ابو داؤد نے ہشام بن عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ  
وہ غلام تھا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الطلاق میں عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے



**بَابُ لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ**  
**لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِي**  
**مَثْنَى أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ أُولَىٰ أَجْنَحَةٍ مَّثْنَىٰ**  
**وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَعْنِي مَثْنَىٰ أَوْ ثُلَاثَ أَوْ رُبَاعَ**

یہی روایت کی ہے کہ وہ غلام تھا۔ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق اور موافقت اس طرح ہے کہ علماء اصول نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ مغیث دراصل غلام تھا اس کی حریت طاری تھی جبکہ اس کا عکس نہیں ہو سکتا کیونکہ حریت رقبہ کے بعد آتی ہے عکس نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا جب بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا اس وقت وہ حرہ تھا اس سے پہلے غلام تھا تو جن حضرات نے اس کے عبد اور غلام ہونے کی خبر دی ہے وہ اس سے پہلے اس کی حریت کو معلوم نہ کر سکے تھے، لہذا مغیث کے عبد اور حر ہونے کی دونوں روایتیں درست ہیں، لیکن آفتاب رسالت مہتاب نبوت راز دار حکمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اس لئے اختیار نہ دیا تھا کہ وہ عبد تھا اور نہ اس لئے کہ وہ حرہ تھا، بلکہ آپ نے اس کو اختیار صرف اس لئے دیا تھا کہ وہ آزاد ہو گئی تھی، لہذا ہر آزاد ہونے والی منکوحہ لونڈی کو اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ حضرات فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا لونڈی میں قیود کم ہیں اس لئے اس کی عدت دو حیض ہے لیکن اس کے آزاد ہو جانے سے قید میں اضافہ ہو گیا، چنانچہ اس کی عدت تین حیض اور احیاء چار ماہ دس دن ہے۔ اس لئے اسے اختیار دیا گیا ہے، چنانچہ بعض آثار میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے کہا کہ اب تو اپنے آپ کی مالک ہو گئی ہے لہذا تجھے اختیار ہے کہ شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ، دوسرا حکم یہ ہے کہ ولہ اس کے لئے شوہر آزاد کرے جن لوگوں نے بریرہ کو فروخت کیا تھا انہوں نے اس کی ولہ پر اصرار کیا تھا کہ بریرہ کی ولہ ان کے لئے ہونی چاہیے جس کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے تردید کی کہ ولہ اس کے لئے شوہر آزاد کرے تیسرا حکم یہ ہے کہ ملک بدل جانے سے تبدیل منہ بدل جاتا ہے یعنی گوشت بریرہ کے لئے صدقہ تھا اس کے مالک پر واجب تھا کہ اسے بعضہ ایسی چیز صدقہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

**بَابُ چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح نہ کرے**  
**کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! دو دو تین تین اور چار چار۔**



۴۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ  
 أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ قَالَ الْيَتَمَةُ  
 تَكُونُ عِنْدَ رَجُلٍ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلَىٰ مَالِهَا وَيُسَيِّئُ صَحْبَتَهَا  
 وَلَا يَعْدِلُ فِي مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَنْ طَابَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا  
 مَثْنَىٰ وَثَلَاثَ وَرُبَاعَ

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا دو دو یا تین تین یا  
 چار چار (واو بمعنی او ہے)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: دو دو تین تین اور چار چار پروں والے فرشتے۔ یعنی  
 دو دو یا تین تین یا چار چار پروں والے۔

شرح: مقصد یہ ہے کہ واو عاطفہ ہے اس کا عطف عامل مقدر پر ہے۔ دراصل کلام اس طرح  
 فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ ثَلَاثًا وَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ رُبَاعًا۔  
 علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں غشی اور ابن ابی لیلیٰ سے نقل کیا کہ یہ تفسیر و افضل پر بہترین  
 حجت و دلیل ہے وہ نوآزاد عورتوں سے نکاح جائز کہتے ہیں۔ یہ تفسیر امام زین العابدین کی ہے جو ان  
 کا امام معصوم ہے اور وہ ان کے کلام کو حجت اور دلیل سمجھتے ہیں۔ انھوں نے اشارہ کیا کہ آئت کریمہ میں  
 واو تقسیم کے لئے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے پردوں کی صفت ذکر کی ہے کہ وہ دو دو تین تین  
 اور چار چار پر ہیں یعنی ان کے پر دو یا تین یا چار ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نو بیویوں سے نکاح کرنا  
 آپ کی خصوصیت ہے جیسے ہر کے بغیر نکاح کرنا آپ کی خصوصیت ہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی  
 بیبیاں کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتیں صحیح حدیث میں ہے کہ جب غیلان بن سلمہ مسلمان ہوئے ان کی دس  
 بیویاں تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ان میں سے چار اختیار کر لو اور باقی کو جدا کر دو!  
 خواجہ کہتے ہیں کہ اٹھارہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ عدد معدول ہے ثلاث دراصل  
 ثلثہ ثلثہ تھا۔ اس طرح رباع اربعہ اربعہ تھا۔ اس طرح مجموعہ اٹھارہ ہوتا ہے۔ اگر آئت کریمہ سے  
 مراد یہی ہوتی جو و افض اور خواجہ کہتے ہیں تو نو اور اٹھارہ کی تصریح کرنی چاہیے تھی اور مثنی و ثلاث اور رباع



بَابُ وَأُمّهَاتُكُمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ  
وَيَحْرِمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرِمُ مِنَ النَّسَبِ  
۴۷۷۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ عِنْدَهَا وَأَمَّا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يُسْتَاذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ  
قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يُسْتَاذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ  
قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لَعَمَّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَى فَقَالَ  
نَعَمْ الرِّضَاعَةُ تُحْرِمُ مَا تُحْرِمُ الْوَلَادَةُ

کی حاجت نہ ہوتی ۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کریمہ : وَإِنْ خِفْتُمْ  
۴۷۷۷ — أَنْ لَا تَقْضُوا فِي الْيَتَامَى، کی تفسیر میں فرمایا کوئی یتیم

عورت کسی مرد کے پاس ہوتی، حالانکہ وہ اس یتیم کا ولی ہوتا تھا۔ تو وہ اس کے مال کے سبب  
اس سے نکاح کر لیتا اور اس سے موافقت اچھی نہ کرتا اور نہ ہی اس کے مال میں انصاف و برابری کرتا تھا  
اس کے متعلق حکم نازل ہوا کہ وہ اس یتیم کے سوا جو عورتیں اچھی لگیں دو دو یا تین تین سے نکاح کرے۔  
(حدیث، ۴۲۶۰ جلد: ۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ تَمْهَارِي مَايَسُ جَنُوهَا نَمَهِيَس دودھ پلایا

دتم پر حرام ہیں، جو نسب کی وجہ سے حرام ہے۔ رضاعت کے سبب بھی وہ حرام ہے۔



۴۷۷۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَنْزُجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَ قَالَ بَشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ

۴۷۷۸۔ ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے کہ انھوں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو ام المؤمنین حفصہ کے گھر داخل ہونے کی اجازت چاہتا تھا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسے فلاں آدمی خیال کرتا ہوں؛ کیونکہ حفصہ کا رضاعی چچا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کے متعلق کہا اگر فلاں آدمی زندہ ہوتا تو وہ میرے گھر داخل ہوتا؛ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! جس کو نسب حرام کرتا ہے اس کو رضاعت بھی حرام کرتی ہے۔

۴۷۷۸۔ شرح : قولہ لو کان فلاں " ان کا نام معلوم نہیں۔ بعض نے کہا وہ ابوالقیس کا بھائی اُفْلَح تھا۔ بعض نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ ابوالقیس ام المؤمنین

عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد ہیں اور اُفْلَح اس کا بھائی اور ام المؤمنین کا رضاعی چچا ہے۔ قولہ لو کان حیاً آہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فوت ہو گیا تھا، لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اُن دونوں کا تیسرا بھائی ہو۔ اس مسئلہ میں امت کا اتفاق ہے کہ جسے نسب حرام کرتا ہے۔ اسے رضاعت بھی حرام کرتی ہے پس جب رضاعت کے باعث ماں حرام ہو گئی تو اس کا شوہر بھی حرام ہو جائے گا؛ کیونکہ وہ رضاعی والد ہے؛ کیونکہ دودھ دونوں سے ہے۔ پھر اس کی اولاد کی طرف حرمت پھیل جائے گی تو رضاعی باپ کا بھائی رضاعی چچا اور رضاعی ماں کا بھائی رضاعی ماموں پھر رضاعی پھوپھیاں، خالیں، چچے، بہنیں اور بھانجیاں سب حرام ہیں جیسے نسب میں حرام ہیں۔

۴۷۷۹۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کر لیتے؛ آپ نے فرمایا وہ تو میرے

رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ بشر بن عمر نے کہا ہم شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سنا انھوں نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ



۴۷۸۰ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ  
أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ جَبِيَّةَ ابْنَةَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ إِنَّكَ أُخْتُ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوْ تَحِبُّنَ ذَلِكَ فَقُلْتُ نَعَمْ  
لَسْتُ لَكَ بِمُخَلِّتَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ شَارِكِي فِي خَيْرِ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ فَإِنَّا نَحَدِّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ

سے اس طرح سنا۔

۴۷۷۹ — شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا  
کہ آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے نکاح فرمائیں۔ ہو سکتا ہے کہ  
ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہو۔ بہر کیف سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حمزہ کی بیٹی  
میری رضاعی بھتیجی ہے کیونکہ ثویبہؓ نے حمزہ کو دودھ پلانے کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ  
پلایا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال عمر میں بڑے تھے  
بعض نے چار سال کہا ہے اور ثویبہؓ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اس کے مسلمان  
ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن مندہ نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن حافظ ابو نعیم نے کہا ابن مندہ کے  
سوا کسی نے اس کا اسلام ثابت نہیں کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثویبہ کا احترام فرماتے تھے۔  
خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد وہ حضور کے پاس آیا کرتی تھی۔ آپ اسے مدینہ منورہ سے  
صلہ کے طور پر کچھ بھیجا کرتے تھے حتیٰ کہ فتح خیبر کے وہ فوت ہو گئی۔ ام المؤمنین خدیجہ سلام اللہ علیہا ان کا  
بہت اکرام کرتی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حمزہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی  
بھائی ہے اس لئے کہا کہ ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں (یعنی)

قوله قال بشر، بخاری نے یہ اس لئے ذکر کیا قتادہ کا سماع جابر بن زید سے ثابت ہو جائے،  
کیونکہ یہ روایت عنقہ ہے اور وہ مدس ہے۔

ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ابو سلمہ کی بیٹی زینب  
انہیں خبر دی کہ ام المؤمنین ام جبیہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا



أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّهَا  
 لَمْ تَكُنْ رَبِّيبَتِي فِي تَحْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ  
 أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوْبَةَ فَلَا تَعْرِضْنِ عَلَيَّ بِنَا تَكُنْ وَلَا أَخَوَاتِكُنْ  
 قَالَ عُرْوَةُ وَثَوْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتْ  
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بَشَرًا  
 حَبِيبَةً قَالَتْ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمْ أَلْقَ بَعْدَ كُمْ غَيْرَ لِي سَقِيتُ  
 فِي هَذِهِ بَعَثَاتِي ثَوْبَةَ

اُن سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح  
 کر لیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! اب بھی تو میں آپ کی  
 اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ جو کوئی خیر اور بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو وہ میری بہن ہو۔  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ابوسلمہ  
 کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کیا ام سلمہ کی بیٹی زینب سے؟ میں نے کہا: جی ہاں!  
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ (میری پردہ نشین) نہ ہوتی جب بھی میرے لئے  
 حلال نہ تھی؛ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ مجھ پر  
 اپنی بیٹیاں اور لڑکیاں پیش نہ کرو۔ عروہ نے کہا ثویبہ ابولہب کی لونڈی ہے اے ابولہب نے آزاد  
 کر دیا تھا۔ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے۔ جب ابولہب مر گیا تو وہ اپنے گھر والوں  
 میں سے کسی کو دکھایا گیا کہ اس کا بُرا حال ہے۔ دیکھنے والے نے ابولہب سے کہا آگے جا کر کیا پیش  
 آیا۔ ابولہب نے کہا تمہارے بعد میں نے کچھ نہ پایا صرف ایک بات ہے کہ میں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں اسے آزاد کر دیا تھا اس کے باعث میں اس انگل سے پانی پلایا  
 جاتا ہوں۔

۴۷۸۰ — شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان کی دوسری شق میں ہے کہ جو

نسب کے سبب حرام ہو وہی رضاعت کے سبب حرام ہے۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمیشہ



کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ اس سے آپ نکاح فرمائیں۔ مسلم اور نسائی کی روایت میں اس کا نام عزہ بنت ابی سفیان ذکر کیا ہے جبکہ طبرانی کی روایت میں حمہ بنت ابی سفیان مذکور ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ تم اپنی سوکن بناتی ہو، حالانکہ طبع انسانی اس میں غیرت کرتی ہے اور عورت نہیں چاہتی کہ اس کی کوئی سوکن ہو۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی میں تنہا آپ کی بیوی تو نہیں کہ میری سوکن کوئی نہ ہو۔ اور بھی تو میری سوکنیں ہیں لیکن میری خواہش ہے کہ ام المؤمنین کا شرف حاصل کرنے میں میری بہن میری شریک ہو اور اسے بھی یہ بھلائی میسر ہو جائے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی درخواست کو مشرف قبولیت سے نہ نوازا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ دو بہنیں ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں۔ جبکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس حرمت کا علم نہ تھا اور وہ گمان کرتی تھیں کہ شاید آپ کی خصوصیت کے طور پر جمع کرنا جائز ہو یا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے اکثر احکام امت کے نکاحوں کے احکام کے خلاف ہیں۔ جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ زینب بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ بھی میرے لئے حلال نہیں اور اس کے حرام کے دو سبب ہیں ایک تو میری ربیبہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ کی بیٹی ہے۔ دوسرے وہ میری رضاعی بھتیجی ہے جبکہ مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ لہذا اپنی بہنیں اور بیٹیلی مجھ پر پیش کر دو! اس کے بعد عروہ نے ثویبہ ابولہب بن عبد المطلب کی لونڈی ہے اس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ابولہب کو خوشخبری سنائی تو اس نے اس خوشی میں اسے آزاد کر دیا۔ بخاری نے ذکر کیا کہ اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے اس کو خواب میں بُری حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ موت کے بعد تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے تو اس نے کہا تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی اور مرنے کے بعد الام و مصائب اور عذاب الہی میں مبتلا ہے۔

## ابولہب کو عذاب میں تخفیف

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کافر کو اس کے نیک اعمال جو مومنوں کی عبادت شمار ہوتے ہیں کا ثواب دیا جاتا ہے جیسے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے لیکن ابولہب سے تخفیف ابو طالب کی نسبت بہت ہی کم ہے کیونکہ ابو طالب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ کی دشمنوں سے حفاظت کی تھی اور ابولہب آپ کا سخت دشمن تھا اور آپ سے شدید عداوت رکھتا تھا ابن بطل مالکی نے کہا یہ حدیث اللہ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے اس کی تادیل میں بعض علماء



## بَاب مَنْ قَالَ لَارِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَمَا يَحْزَمُ مِنْ قَلِيلِ الرِّضَاعِ وَكَثِيرِهِ

نے کہنا کہ اللہ کی رحمت نہایت بڑی ہے کہ اگرچہ کچھ عرصہ کے لئے دوزخ میں رہنے والوں سے منقطع نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ داخل ہے کہ وہ دوزخیوں کے لئے ایسا عذاب پیدا کرے کہ آگ کا عذاب ان کے لئے اس عذاب کی نسبت رحمت اور مخفف ہو۔ محققین کا مذہب یہ ہے کہ کافر نے دنیا میں جو نیکیاں کی ہیں ان کے عوض ان کو عذاب میں تخفیف نہ ہوگی بلکہ دنیا میں ان کا بدل دیا جاتا ہے اور دنیا ان کے لئے آسائش کا مقام بنا دی جاتی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کافروں کو ان کے اعمال نفع نہیں دیتے اور نہ ہی ان پر انہیں انعام ملتا ہے اور نہ ہی عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، لیکن بعض کافروں کو ان کے جرائم کے باعث سخت عذاب دیا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کافروں کو نیک اعمال نفع نہیں دیتے ہیں اور خواب کوئی حجت اور دلیل نہیں۔ اگر تسلیم بھی کر لیں تو ہو سکتا ہے کہ نیک عمل جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو وہ اس عموم سے مخصوص ہو جیسے ابو طالب کو تخفیف عذاب سے نفع پہنچتا ہے۔ سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ابو لہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اس کو خواب میں بُری حالت میں دیکھا۔ اُس نے کہا تم سے جدا ہونے کے بعد میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔ سو اس کے ہر پیر کے روز مجھ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس روز پیدا ہوئے تو ثویبہ نے ابو لہب کو خوشخبری دی تھی۔ اسی خوشی میں اُس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس لئے اس کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں ہلکی سی آگ میں رکھا گیا ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتا، اس مسئلہ کی مکمل تقریر حدیث عن ۱۲۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں وہاں ہم نے یہ مسئلہ بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

## بَابُ جَسْنِ نَعْدَ رَضَاعِ ثَابِتِ نَعْدَ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! جو کوئی رضاعت پوری کرنا چاہے تو اس کی مدت دو سال ہے اور قلیل و کثیر



رضاع حرمت ثابت کرتا ہے۔ اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رضاعت کی مدت تیس ماہ (اڑھائی سال) ہے۔ انھوں نے اس آیت کریمہ: وَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ، یعنی اگر دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ دودھ چھڑالیں۔ یہ اس آیت کریمہ: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ، مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ ثابت ہوا کہ دو سال کے بعد رضاعت ہے یعنی دو سال کے بعد وہ دودھ چھڑانے میں باہم رضامندی اور مشورہ سے کام لیں فوراً بچے کو دودھ سے علیحدہ کر دینا ممکن نہیں۔ لہذا یہ ضروری امر ہے کہ دو سال کے بعد کچھ مدت میں بچہ دودھ پیئے جس میں دودھ کے ساتھ طعام کھانے کا بھی عادی ہو جائے، چنانچہ کبھی اس کی غذا دودھ ہو اور کبھی طعام ہو حتیٰ کہ وہ دودھ کو بھول جائے اور عادت بدلنے کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاع وہی ہے جو دو سال تک ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس پر موقوف ہے۔ علاوہ ازیں ابن بطلال نے کہا یہ حدیث ہیثم سے ابو الولید <sup>رضی اللہ عنہ</sup> کی ہے اور وہ غیر معروف ہے ابن عدی نے کہا ہیثم بن جمیل نے اس کو ابن عیینہ سے روایت کیا ہے اور وہ ثقات پر غلطی کرتا رہا ہے (یعنی)

## وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثِيرٍ

اور جو قلیل و کثیر رضاع سے حرمت ثابت کرتا ہے۔ یہ باب کا دوسرا عنوان ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حرمت میں قلیل رضاع اور کثیر برابر ہیں۔ لہذا ایک گھونٹ دودھ پی لینے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت علی المرتضیٰ، ابن عمر، ابن عباس، سعید بن مسیب، حسن بصری، عطاء، مکحول، طاؤس، اور حکم کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد، لیث بن سعد، مالک، اوزاعی اور سفیان ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔ ان کی حجت اور دلیل اطلاق آیت ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔ ایک طائفہ نے کہا ایک گھونٹ سے زائد محرم ہے، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دس گھونٹ محرم ہیں۔ ان سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ پانچ گھونٹ سے رضاعت ثابت ہے۔ مسلم میں ام المؤمنین سے روایت ہے کہ پہلے قرآن میں دس گھونٹ سے حرمت ثابت ہوتی تھی۔ پھر وہ پانچ گھونٹ سے منسوخ ہو گئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور خمس رضعات قرآن میں پڑھے جاتے تھے یہی مذہب امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ابن حزم نے کہا تین گھونٹ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں جمہور کا مذہب قوی تر ہے، کیونکہ عد میں اخبار و احادیث مختلف ہیں لہذا قلیل تر جس پر دودھ کا اطلاق ہوتا ہے وہ لیا جائے اور وہ ایک گھونٹ ہے۔ مسلم کی روایت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا خمس رضعات کا قول حجت و دلیل نہیں، کیونکہ قرآن تو اتر سے ثابت



۴۷۸۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَشْعَثِ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَانَتْ تَغَيِّرُ وَجْهَهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ فَقَالَتْ  
إِنَّ أَخِي فَقَالَ انْظُرِي مَنْ إِخْوَانُكَ فَأَمَّا الرِّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

ہے اور عائشہ کی حدیث خبر واحد ہے۔ راوی نے اس کو بطور قرآن روایت کیا ہے بطریق خبر ذکر نہیں کیا، لہذا اس کا قرآن ہونا ثابت نہ ہوگا۔ راوی نے اس کو بطریق خبر ذکر نہیں کیا تاکہ اس مسئلہ میں اس کا قول قبول کیا جاسکے (یعنی)

۴۷۸۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کے پاس ایک آدمی تھا یہ دیکھ کر آپ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا گویا کہ آپ نے اس شخص کی موجودگی کو برا جانا ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا غور کرو تمہارے بھائی کون ہیں رضاعت بھوک سے ثابت ہوتی ہے

۴۷۸۱ — شرح : یعنی دودھ کا رشتہ اس وقت ثابت ہوتا ہے جو کمسنی میں پیا جائے

کیونکہ اس وقت دودھ بچے کا پیٹ بھرتا ہے۔ اس وقت بچہ کمزور ہوتا ہے۔ یہی دودھ اس کی غذا ہوتی ہے اور اس کا گوشت، ہڈیاں اور پوست اس سے پرورش پاتے ہیں۔

الحاصل رضاعت اس وقت معتبر ہے جبکہ وہ بچہ کو طعام سے بے نیاز کر دے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر شاہد ہے کہ رضاعت وہ ہے جو ہڈی کو مضبوط کرے اور گوشت کو بڑھائے۔

(ابوداؤد) اگر یہ سوال پوچھا جائے ایک دو گھونٹ تو طعام سے بے نیاز نہیں کرتے اور نہ ہی اس سے ہڈیاں مضبوط اور گوشت کا نمو ہوتا ہے۔ لہذا ایک دو گھونٹ سے تحریم ثابت نہیں ہونی چاہیے۔ اس کا جواب

یہ ہے۔ اس حدیث سے صراحتاً یہ واضح ہوتا ہے کہ دودھ طفولیت کے زمانہ میں محرم ہوتا ہے۔ بڑا ہو جائے تو کلاں سالی میں دودھ محرم نہیں ہوتا ہے اور ایام طفولیت دو سال میں جیسا کہ صریح نص اس پر دلالت کرتا

ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے تعدد رضاع کی احادیث مضطرب ہیں۔ ان پر عمل نہیں ہو سکتا ہے۔ لہذا اس مسئلہ میں نص قطعی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور وہ مطلق ہے

اور یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ نص قطعی پر خبر واحد سے زیادتی کرنا اس کو منسوخ کرتی ہے۔ یہ محال اور باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !



## بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ

۴۷۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَفْلَحَ  
أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَاذِنُ عَلَيْهَا هُوَ عَمَّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ  
بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ أَذِنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَذِنَ لَهُ

## بَابُ مَرْدٍ كَادُودِهِ

یعنی اگر کوئی بچی کسی عورت کا دودھ پی لے جبکہ اس عورت کا دودھ مرد کی وجہ سے ہے تو  
کیا اس مرد اور دودھ پینے والی بچی کے درمیان حرمت ثابت ہوگی اور بچی اس مرد کی بچی ہوگی یا  
نہ۔ اس مرد کی طرف دودھ کی نسبت مجازی ہے کیونکہ وہ عورت کے دودھ کا سبب ہے۔ اس لئے  
اس کو لبنِ فحل کہتے ہیں۔ اس کی تحریم میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک  
روایت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی قول ہے۔ یہی مذہب امام اعظم ابو حنیفہ،  
امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ان کے تلامذہ کا ہے۔ ثوری، اوزاعی اور لیث  
رحمہم اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک لبنِ فحل محرم نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ایک روایت  
کے مطابق ام المؤمنین عائشہ جابر اور صحابہ ایک جماعت کا یہی مسلک ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا  
حضرات فقہاء کرام ائمہ اور اہل فتویٰ سے کسی نے لبنِ فحل کی حرمت کے استفاظ کا قول نہیں کیا۔ داؤد ظاہری  
بھی ائمہ اربعہ کی موافقت کرتے ہیں۔ لہذا ان حضرات ائمہ کرام کے نزدیک شیر خوار بچہ اور مرد کے درمیان  
رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور وہ اس مرد کا بچہ کہلاتا ہے اور بچے کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔

۴۷۸۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوالقُعَیس کا  
بھائی اَفْلَحُ آیا اور ام المؤمنین سے دگھر میں آنے کی اجازت طلب کی



## بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

۴۷۸۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ الْكِنِيِّ لِحَدِيثِ عَبْدِ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ

جبکہ وہ ام المؤمنین کا رضاعی چچا تھا۔ یہ پردہ کی آئت کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے وہ واقعہ بیان کیا جو میں نے کیا تھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اجازت دے دیا کروں۔ (کیونکہ وہ حقیقی چچا جیسا ہے) شرح : مذکور الفلح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا تھا۔ اس لئے ۴۷۸۲۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو اجازت دی کہ انہیں گھر آنے کی اجازت دے دیا کریں، کیونکہ وہ بھی حقیقی چچا کی طرح ہے اور ان کے درمیان حرمت ثابت ہے حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے حق میں بھی اجازت لینا ثابت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عورت ایسے حال میں بیٹھی ہو کہ محرم کا اسے دیکھنا جائز نہیں۔

تو کہ بعد نزول الحجاب، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کسی غیر محرم کو گھر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی اور بالاجماع اس پر پردہ کرنا واجب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورتیں باہر جایا کرتی تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت پردہ کی آئت نازل نہیں ہوئی تھی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا الفلح کو گھر آنے کی اجازت کا واقعہ نزول حجاب کے بعد کا ہے۔

## بَابُ دُودِهِ پِلَانِے والی عورت کی شہادت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طاؤس کہتے ہیں دودھ پلانے والی عورت قسم کھا کر شہادت دے کہ اُس نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے تو اس کی شہادت مقبول ہے۔ زہری، اوزاعی، احمد



النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فَلَانَةَ بِنْتَ فَلَانٍ فِجَاعَتَنَا  
 امْرَأَةً سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِي إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ  
 فَآتَيْتُهُ مِنْ قَبْلِ وَجْهِ قُلْتُ إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمْتَ أَنَّهَا  
 قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا دَعَمَهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِأُصْبَعِيهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى  
 يَحْكِي أَيُّوبَ

اور اسحاق بھی کہتے ہیں۔ اوزاعی سے ایک روایت یہ ہے کہ مُرَضِعَةٌ اگر نکاح سے پہلے شہادت  
 دے تو مقبول ہے نکاح کے بعد مقبول نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بہر کیف اس میں ایک  
 عورت کی شہادت قابل قبول نہیں۔ البتہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی  
 امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا یہی مسلک ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قابل قبول  
 ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں تنہا دو عورتوں کی گواہی مقبول ہے۔ بعض نے کہا چار عورتوں سے کم کی  
 شہادت قبول نہیں۔ امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے کہا مجھے عبید بن اپی مریم نے عقبہ بن حارث  
 سے خبر دی۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے کہا میں نے یہ حدیث عقبہ سے  
 سنی ہے لیکن مجھے عبید کی حدیث خوب یاد ہے۔ عقبہ نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک سیاہ  
 عورت آئی اور کہا میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور  
 عرض کیا میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا (ام یحییٰ بنت ابی اہاب) تو ایک سیاہ فام عورت نے آکر کہا ہے  
 کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے  
 منہ پھیر لیا۔ میں نے آپ کے چہرہ انور کی طرف سے آکر عرض کیا حضور وہ عورت جھوٹی ہے۔ آپ نے فرمایا  
 اس کو تو کیسے اپنی بیوی بنائے گا حالانکہ سیاہ فام عورت نے کہا ہے کہ اس نے تم دونوں (بیوی خاوند) کو  
 دودھ پلایا ہے اسے چھوڑ دے۔ اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں وسطی اور سبابہ سے اشارہ کر کے  
 بتایا کہ ایوب سختیانی نے ان دونوں کے ساتھ زوجین کی طرف اشارہ کیا۔

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق احتیاط اور تقویٰ فرمایا  
 کہ اسے چھوڑ دے۔ حدیث ۸۶ کی شرح دیکھیں۔



بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ  
 وَقَوْلُهُ تَعَالَى حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ  
 وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ إِلَى الْآخِرِ  
 الْوَيْتَيْنِ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا وَقَالَ أَسْرُ  
 وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَامُ إِلَّا  
 مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ لَا يَرَى بَاسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ  
 عَبْدِيهِ وَقَالَ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
 مَا زَادَ عَلَى أَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَأُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ  
 ابْنُ حَنْبَلٍ

## بَابُ حُرْمَةِ عَوْرَتِ نِكَاحِ حِلَالِ

ہے اور جن سے حرام ہے،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالہ  
 بھتیجیاں، بھانجیاں حرام ہیں، ”إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا“ تک۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے چودہ عورتوں سے نکاح کی حرمت ذکر کی ہے۔ ان میں سے سات کا تعلق نسب  
 سے اور سات کا تعلق دودھ سے ہے جن سات کا تعلق نسب سے ہے۔ ان میں سے ایک ماں ہے جیسا کہ  
 آنت کریمہ میں مذکور ہے۔ ماں سے مراد والدہ اس کی والدہ اوپر تک تمام نانیاں حرام ہیں یعنی مادری اور  
 پدری دادیاں تمام حرام ہیں۔ دوسری صلبی بیٹی ہے یہ نیچے تک بیٹے کی بیٹیوں پھر ان کی بیٹیوں کو شامل  
 ہے۔ سوئم حقیقی بہنیں ہیں۔ چہارم پھوپھیاں ہیں اور وہ باپ دادے کی بہنیں ہیں۔ پنجم: خالائیں ہیں وہ  
 ماں کی بہنیں ہیں۔ ششم بھتیجیاں ہیں وہ حقیقی بھائی یا پدری یا مادر کی بھائی ہیں۔ ہفتم بھانجیاں



ہیں وہ بہنوں کی لڑکیاں ہیں بھی جہت سے ہیں ہو پھر نیچے تک اولاد در اولاد سب حرام ہیں اور سات عورتیں جن کا تعلق دودھ سے ہے وہ بھی حرام ہیں ان میں ایک مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) ہے اس کی ماں پھر اس کی ماں اوپر تک سب حرام ہیں۔ دوم رضاعی ہیں جو دودھ پلانے والی عورت کا دودھ پیا ہو یہ بیت تمام اقسام کو جامع ہے۔ ۱۔ از جانب پشردہ ہمہ خویش شوند ۲۔ و از جانب شیرخوار زوجین و ذریع ان کے علاوہ بیوی کی ماں اگرچہ بیوی سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو اس کی ماں (ساس) حرام ہے نیز ربیبہ بھی حرام ہے۔ وہ بیوی کے پہلے خاوند کی لڑکی ہے یہ اس وقت حرام ہے جبکہ بیوی سے جماع کر لیا ہو اگر بیوی سے صرف نکاح کیا ابھی جماع نہیں کیا تو اس کے پہلے خاوند کی لڑکی جو اس کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو اس سے نکاح حرام نہیں۔ الحاصل ربیبہ کی ماں سے جماع کر لیا ہو تو ربیبہ حرام ہے اگر جماع نہیں کیا تو حلال ہے یعنی اس کی ماں کو قبل دخول طلاق دے کر ربیبہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ نیز صلبی بیٹے کی بیوی حرام ہے۔ منہ بولے بیٹے (مقبضی) کی بیوی حرام نہیں۔ یعنی اگر صلبی بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا فوت ہو جائے تو والد ہو سے نکاح نہیں کر سکتا مقبضی طلاق دے تو اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے دو بہنوں کو جو آزاد ہوں یا لونڈیوں کو جمع کرنا حرام ہے اور ایک عقد میں دونوں سے جماع کرنا حرام ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ زَوَّجْتُ النَّسَاءَ ذَوَاتِ الْأَرْوَاحِ حَرَامٌ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَلَا يَزِي بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عِبْدَةٍ، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا شوہر اور محصنہ آزاد عورتوں سے نکاح حرام ہے مگر تمہاری لونڈیاں جو تمہاری ملک میں ہوں (حلال ہیں) ہم اس میں کوئی حرج نہیں جانتے کہ اپنی لونڈی اپنے غلام سے چھڑالے یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَالْمُحْصَنَاتِ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ محصنات وہ عورتیں ہیں جن کے شوہر موجود ہیں وہ عورتیں حرام ہیں جب تک ان کے خاوند انہیں طلاق نہ دیں اُن سے نکاح حرام ہے۔ اگر وہ طلاق دے دیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو اُن سے نکاح حلال ہے۔ اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ہم نے غزوہ

اوطاس میں عورتیں قید کیں جن کے خاوند تھے۔ ہم نے اُن سے جماع کرنا مکروہ جانا۔ اس لئے ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ کی تفسیر یہ کی کہ اس میں کوئی گناہ نہیں جانتے کہ اپنے غلام کو دی ہوئی لونڈی واپس کرے یعنی غلام کو کہے کہ وہ طلاق دیدے پھر اس سے وطی کرے؛ لیکن اکثر علماء کہتے ہیں کہ إِلَّا مَا مَلَكَتْ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ہمارے قبضے میں آگئی ہیں اور دار حرب میں اُن کے شوہر موجود ہیں۔ یہ عورتیں مسلمان غازیوں کے لئے حلال ہیں اگرچہ ان کے شوہر دار الحرب میں موجود ہوں؛ کیونکہ قیدی عورتوں کے نکاح ختم ہو چکا ہے اور وہ مسلمانوں کی لونڈیاں بن جاتی ہیں اُن سے جماع جائز ہے۔



حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُوَيْفَانَ حَدَّثَنَا جَبِيبٌ عَنْ  
سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حُرِّمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصَّهْرِ  
سَبْعٌ ثُمَّ قُرِئَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأُمَّهَاتُ  
ابْنِ جَعْفَرِ بْنِ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةُ عَلِيٍّ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو

حتیٰ کہ وہ مشرک بالاسلام ہوں،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا چار عورتوں سے زیادہ بیویاں حرام ہیں جیسے ماں، بیٹی اور بہن  
حرام ہیں۔ امام بخاری نے کہا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہمیں یحییٰ بن سعید نے سفیان کے ذریعہ  
خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نسب سے سات عورتیں حرام ہیں (جن کو ہم ذکر کر چکے ہیں) اور سسرال  
کے ذریعہ سات عورتیں حرام ہیں حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَالْأَبْنَاؤُكُمْ وَالْبَنَاتُكُمْ وَالْأُمَّهَاتُ  
عورتوں کو متضمن ہے) دو بہنوں کو بعد میں اس لئے ذکر کیا کہ یہ مطلقاً دائماً حرام نہیں بلکہ ان کو  
ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

عبد اللہ بن جعفر نے حضرت علی کی بیٹی اور

ان کی بیوی کو جمع کیا،

یعنی حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی  
زینب بنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود ہنشلی دونوں کو ایک  
وقت میں اپنی زوجیت میں رکھا۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ عبد الرحمن بن مہران نے کہا  
عبد اللہ بن جعفر نے زینب بنت علی رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور ان کے ساتھ ہی ان کی بیوی لیلیٰ بنت  
مسعود سے بھی نکاح کیا۔ ابن سعد نے کہا جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو ان کی وفات



لَا بَأْسَ بِهِ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ وَجَمَعَ الْحَسَنُ  
ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتِي عِمْرٍ فِي لَيْلَةٍ وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ  
لِلْقَطِيعَةِ وَلَيْسَ فِي تَحْرِيمِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَدَّاءُ ذَلِكُمْ  
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَّا بِأَخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَيُرْوَى  
عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ فِي مَنْ يُلْعَبُ بِالصَّبِيِّ

کے بعد ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ رضی اللہ عنہم (یعنی)  
ابن سیرین نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں۔ حسن بصری نے اسے پہلے مکروہ جانا پھر کہا کچھ حرج نہیں،  
یعنی ابن سیرین نے کہا اس طرح کا جمع جائز ہے۔ سفیان اور اہل عراق اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے اہل حجاز  
بھی یہی کہتے ہیں۔

حسن بن حسن بن علی نے اپنے دو چچا کی دو بیٹیوں کو ایک رات جمع کیا،

ان میں سے ایک محمد بن علی کی بیٹی اور دوسری عمرو بن علی کی بیٹی تھی،

جابر بن زید نے اس جمع کو مکروہ سمجھا انھوں نے کہا اس میں قطع رحم ہے،

لیکن یہ حرام نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَدَّاءُ ذَلِكُمْ یعنی محرمات کے سوا  
تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ یعنی دو حقیقی بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے میں قطع رحم پائی جاتی  
ہے۔ کیونکہ غالباً سوکنوں کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے اور اس صورت میں جبکہ وہ چچا زاد بہنیں ہوں  
قطع رحم کا گمان غالب ہے۔ جابر بن زید تابعی ہیں،

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ بیوی کی بہن

سے زنا کیا تو بیوی حرام نہ ہوئی،

کیونکہ یہ دونوں ایک عقد میں جمع نہیں ہیں اور عقد واحد میں جمع کرنا ممنوع و محرم ہے۔

یحییٰ کندی نے شعبی اور ابو جعفر سے روایت کی جس نے



اِنْ اَدْخَلَهُ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ اُمُّهُ وَيَحْيٰى هَذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ  
لَمْ يَتَابَعْ عَلَيْهِ وَعِكْرَمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا زَنَّا بِهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ  
اِمْرَاَتُهُ وَيُذَكِّرُ عَنْ ابْنِ نَصْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَمَتْهُ وَالْبُنْصَرُ هَذَا  
لَمْ يُعْرَفْ لِسَمَاعٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَوٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ  
وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ وَقَالَ

بچے سے غلام بازی کی ،، تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہیں  
کر سکتا ہے۔ یہ یحییٰ غیر معروف ہے۔ اس کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔ یعنی جب نابالغ بچہ سے لواطت  
کی تو بچہ کی ماں لوطی پر حرام ہو جاتی ہے۔ یعنی نابالغ بچے سے لواطت کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت  
ہو جاتی ہے۔ لہذا لوطی اس کی ماں اور بہن وغیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا امام ابو حنیفہ  
امام مالک اور شافعی اور امام محمد و ابو یوسف رضی اللہ عنہم کا مسلک یہ ہے کہ لواطت سے حرمت مصاہرہ  
ثابت نہیں ہوتی؛ البتہ سفیان ثوری نے کہا اگر بچہ سے غلام بازی کی تو اس کی ماں لوطی پر حرام ہو جاتی  
ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر اپنی بیوی کے بچے سے یا اس کے باپ کے باپ سے یا  
اس کی بہن سے لواطت کی تو اس کی بیوی لوطی پر حرام ہو جائے گی۔ (یعنی)

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اگر کسی آدمی نے

اپنی بیوی کی ماں سے زنا کیا ،، تو اس کی بیوی حرام نہ ہوگی ،، ابو نصر  
نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حرام کہا ہے ، لیکن اس ابو نصر کی حضرت ابن عباس  
رضی اللہ عنہما سے سماعت معروف نہیں ہے۔ سفیان ثوری نے کہا ایک آدمی نے کہا اس نے اپنی ساس  
سے جماع کیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے کہا تیری بیوی تیرے لئے حرام ہو گئی ہے۔ علامہ عینی  
رحمہ اللہ نے کہا کہ بخاری نے کہا ابو نصر کا ابن عباس سے سماعت معروف نہیں ، لیکن ابو نصر کی ابن عباس سے  
سماعت کی امام بخاری کو معرفت نہ ہونے کو یہ مستلزم نہیں کہ اُن کے غیر کو بھی معرفت نہیں علاوہ ازیں  
اثبات نفی سے ادلی ہوتا ہے۔



أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتَّى يَلْتَزِقَ بِالْأَرْضِ يَعْنِي تَجَامَعُ وَجَوْزَهُ  
ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلَى لَا تَحْرُمُ

عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض اہل عراق

سے مروی ہے کہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

یعنی عمران، جابر اور حسن بصری کے علاوہ علماء عراق ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ سب نے کہا کہ جو کوئی اپنی ساس سے زنا کرے اس پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ عمران بن حصین کا قول عبدالرزاق نے حسن بصری کے طریق سے ذکر کیا کہ جس نے اپنی ساس سے فجور کیا وہ دونوں اس پر حرام ہو جائیں گی اور جابر بن زید اور حسن بصری کا قول ابن شیبہ نے قتادہ کے طریق سے ذکر کیا کہ جابر بن زید اور حسن بصری ساس سے مس کرنے کو مکروہ جانتے تھے یعنی یہاں سے جماع کو مکروہ سمجھتے تھے اور بعض اہل عراق کے قول کو ابن ابی شیبہ نے جریر، مغیرہ، ابراہیم اور عامر سے ذکر کیا کہ جو کوئی اپنی بیوی کی لٹکی سے جمع کرے وہ دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔ جریر نے حجاج کے ذریعہ ابن مانی خولانی سے نہایت کی کہ غضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر کی اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جاتی ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حرام نہیں ہوتی یہاں تک کہ زمین

سے ملا دے یعنی جماع کرے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

کہا جب عورت سے مس کیا یا اس کا بوسہ لیا تو اس کی ماں اور بیٹی حرام نہ ہوگی حتیٰ کہ جماع کرے تو دونوں حرام ہو جائیں گی۔

سعید بن مسیب، عروہ اور زہری نے اس کو جائز کہا۔

زہری نے کہا حضرت علی نے کہا حرام نہیں ہوتی۔

یعنی سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر اور محمد بن مسلم زہری نے کہا جس شخص نے کسی عورت سے جماع کیا اس کے لئے اہل عورت کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔ بیہقی نے یحییٰ بن ایوب کے طریق سے زہری سے نہایت کی کہ ان سے ایک مرد کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی ساس سے جماع کیا ہو تو زہری نے کہا



وَهَذَا مُرْسَلٌ  
بَابُ قَوْلِهِ وَرَبَّائِكُمُ اللَّائِي فِي مَحْجُورِكُمْ نِسَاءُكُمْ  
اللَّائِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدُّخُولُ  
وَالْمَسِيَسُ وَاللِّبَاسُ هُوَ الْجَمَاعَةُ وَمَنْ قَالَ بَنَاتٌ وَلَدَهَا هُنَّ بَنَاتُهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حرام حلال کو حرام نہیں کرتا ۔

”اور یہ مُرْسَل ہے“

یعنی جس کی زہری نے روایت کی یہ مُرْسَل یعنی منقطع ہے ۔ منقطع پر مرسل کا اطلاق کرتے رہتے ہیں ۔ زہری نے حضرت علی کو نہیں پایا ۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ساس کی فرج کے اندرون کو بنظر شہوت دیکھ لیا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اس کی بیوی اُس پر حرام ہو جائے گی ۔ جو ان آدمی میں شہوت کی حد یہ ہے کہ نظر سے آلہ تناسل منتشر ہو جائے اور اگر پہلے سے منتشر ہے تو اور سیدھا اور لمبا ہو جائے ۔ اگر آدمی بوڑھا ہو تو اس کے دل میں حرکت پیدا ہو اگر سہوا یا عمد یا مجبوراً اس کو دے تو اس کا حکم بھی یہی ہے صاحب ہدایہ نے کہا اگر اس حالت میں انزال ہو جائے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی ۔

باب اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں

ان بیٹیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو،

ربائب ربیبہ کی جمع ہے اس کے معنی عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی ۔ اس کو ربیبہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ماں کا شوہر غالباً اس کی پرورش کرتا ہے ۔ ربائب اس شرط پر حرام ہیں کہ ان کی ماؤں سے دخول کیا ہو ۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی کسی عورت سے نکاح کرے پھر اسے طلاق دے یا وہ جماع کرنے سے پہلے مرجائے تو وہ اس کی پہلے خاوند سے بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے ۔ امام ابو حنیفہ ، امام مالک ، سفیان ثوری اور اوزاعی کا یہی مسلک ہے ۔ امام شافعی اور ان کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں ۔ آئٹ کریمہ میں دَخَلْتُمْ دِجْہُنَّ سے مراد جماع ہے اور مَحْجُورُکُمْ اتفاقی قید ہے یہ حرمت کی شرط نہیں ۔



فِي التَّحْرِيمِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُرْحَيْبَةَ لَا تَعْرِضِينَ  
عَلَى بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَكَذَلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْبَنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ  
الْبَنَاءِ وَهَلْ تَسْمَى الرَّبِيبَةَ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِهِ وَدَفَعَ النَّبِيُّ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دخول ہیس اور لماں کے معنی جماع ہیں

یعنی آنت کر مہ میں دخول سے مراد جماع ہے ایسے ہی مس اور لمس ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ  
کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا صحیح تر قول بھی یہی ہے۔

جس نے کہا عورت کے لڑکے کی لڑکیاں تحریم میں اس کی لڑکیاں جیسی ہیں  
اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد  
ہے کہ میرے لئے اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو !،

یعنی عورت کے لڑکے کی لڑکیوں کا تحریم میں وہی حکم ہے جو اس کی اپنی لڑکیوں کا ہے لہذا  
اس کی پوتیاں اور نواسیاں اس تحریم میں داخل ہیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین  
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا جبکہ انھوں نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ آپ میری بہن سے  
نکاح فرمائیں۔ میرے روبرو اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ لفظ  
بنات نواسیاں اور پوتیوں کو بھی شامل ہے۔ اگرچہ وہ اس کی حجر یعنی پردہ میں نہ ہوں۔

اسی طرح پوتوں کی بیویاں بیٹوں کی بیویاں جیسی ہیں

یعنی جیسے بیٹے کی بیوی (بہو) سے نکاح حرام ہے پوتے کی بیوی سے بھی نکاح حرام ہے  
اس میں سب کا اتفاق ہے۔

کیا اگر پردہ میں (گود میں) یا نہ ہو اس کو بھی ربیبہ کہا جائے گا؟

اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جمہور کے نزدیک یہ شرط نہیں اور مجور، کو غالب کے



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيبَةً لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِهِ ابْنًا

۴۷۸۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا  
هَشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ جَبِيَّةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اعتبار سے ذکر کیا ہے اور جب کلام اغلب اور عادت کے طور پر ذکر کیا جائے تو مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا۔ لہذا مذکورہ لڑکیاں اگرچہ حور دگودو پرورش میں نہ ہوں جب بھی ان کی مادوں سے جماع کیا جائے تو ان سے نکاح حرام ہے ورنہ نہیں؛ کیونکہ دخول کی قید شرط ہے۔ علماء ظاہر کہتے ہیں کہ حور شرط ہے لہذا اگر گود میں نہ ہو تو حرام نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ربیبہ اس کے حوالہ کی جو اسکی کفالت کرے

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ لڑکی اگر گود میں نہ ہو جب بھی حرام ہے اور گود میں ہونا شرط نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نوافل اشجعی کی کفالت میں کر دیا اور فرمایا تم میرے ظمیر ہو (دایہ) وہ زینب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر آیا تو آپ نے فرمایا بچی کا حال کیسا ہے۔ اُس نے کہا وہ اپنی رضاعی ماں کے پاس ہے۔ یہ گود میں شرط نہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے بیٹے کو ابن فرمایا

چنانچہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ تحریم میں اولاد کی لڑکیوں کا وہی حکم ہے جو اپنی بیٹیوں کا حکم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۸۴ — توجہ : ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو ابوسفیان کی بیٹی میں رغبت ہے؟

آپ نے فرمایا میں کیا کروں؟ (تمہارے اس کلام کا مقصد کیا ہے) میں نے کہا میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے زیادہ محبوب یہ ہے کہ آپ کی زوجیت میں جو میرا شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ آپ نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ام سلمہ کی بیٹی



هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتَ تَحْكُمُ قَالَ  
 أَنَحْبِيْن قُلْتَ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِیَّةٍ وَ أَحَبُّ مَنْ شَرَكْنِي فَبِكَ أُخِي  
 قَالَ إِنَّمَا لَا تَخْلُ لِي قُلْتَ بَلِّغْنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي  
 سَلَمَةَ قَالَ ابْنَةُ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتَ نَعَمْ قَالَ لَوْلَمْ تَكُنْ بَيْتِي  
 مَا حَلَّتْ لِي أَرْضَعْتَنِي وَأَبَاهَا ثَوْبَةُ فَلَا تُعْرِضُنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ  
 وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامُ دُرَّةَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ

**بَابُ قَوْلِهِ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ**  
**۴۷۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا**  
**الْأَيْبِيُّ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ**

کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ام سلمہ کی بیٹی کو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ  
 نے فرمایا (وہ میری ربیبہ ہے) اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں،  
 کیونکہ مجھے اور اس کے والد ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ میرے روبرو اپنی بیٹیاں  
 اور بہنیں پیش نہ کرو! لیث نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی کہ اُس کا نام دُرہ بنت ابی سلمہ ہے  
 (حدیث: ۴۷۷۹ - ۴۷۸۰ کی شرح دیکھیں)

**بَابُ أَوْرِيَةِ كَتَمَ دَوَاهِنُ كَوِجَعُ كَرُوْا مَكْرَجُوْا رَجَحَا**

یعنی ایک عقد میں دو حقیقی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے

انہیں خبر دی کہ زینب بنت ابی سلمہ نے اُن سے

بیان کیا کہ ام حبیبہ نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے



أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ إِنَّكُمْ أَخِي بِنْتُ أَبِي سَفِينٍ قَالَ وَتُحِبُّينَ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُحَلِّبَةٍ  
 وَاحِدَةٍ مِنْ شَارِكِي فِي خَيْرِ أَخِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكَ  
 لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَنَتَحَدَّثَ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ  
 دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَوْ لَمْ  
 تَكُنْ فِي وَحْشِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لِابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ  
 ثَوْبَةً فَلَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتُكُمْ وَلَا أَخَوَاتُكُمْ

### بَابُ لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا

۴۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا  
 عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَنَّ تُنْكِحَ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عُثْمَانَ عَنْ  
 الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سے نکاح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! میں تنہا آپ کی بیوی نہیں  
 ہوں مجھے یہ محبوب ہے کہ جو اس خیر میں میرا شریک ہو وہ میری بہن ہو (اگرچہ میری اور سوتیلی بھی ہیں)  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا اس پر  
 ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ نے ابو سلمہ کی بیٹی دُرہ کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے؟ فرمایا ام سلمہ کی بیٹی کو میں نے کہا  
 جی ہاں! آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری گود میں نہ ہو تو جب تک میرے لئے حلال نہیں وہ تو میرے رضاعی  
 بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو تو یہ سب نے دودھ پلایا ہے۔ مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش  
 نہ کرو! (حدیث عن ۴۸۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)



۴۷۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا  
۴۷۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ  
أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذَوْيَبٍ أَنَّهُ  
سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ  
عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتِهَا فَذُرِي خَالَاتُ أَبْنَاءِ بَيْتِكَ الْمُنْزِلَةُ لِأَنَّ  
عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرَّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ

— مِنَ النَّسَبِ

## باب کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے،

یعنی پھوپھی اور بھتیجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے ایسے خالہ اور  
بھانجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے۔

۴۷۸۶ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے عورت سے اس کی پھوپھی پر اور اس کی خالہ پر نکاح کرنے سے منع فرمایا۔ داؤد بن ابی ہند  
اور عبداللہ بن عون بصری نے شعبی کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۴۷۸۶ — شرح : یعنی پھوپھی بھتیجی اسی طرح خالہ اور بھانجی کو ایک عقد میں جمع نہیں  
کر سکتے۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر دو عورتوں میں سے ہر ایک

کو مرد فرض کریں تو ان کا آپس میں جانیہ سے نکاح جائز نہ ہو تو ان کو ایک عقد میں جمع کرنا منع ہے۔



## بَابُ الشَّغَارِ

۴۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

۴۷۸۷۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے اور نہ ہی عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کیا۔

۴۷۸۸۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کرنے سے منع فرمایا (زہری نے کہا) ہمارا خیال ہے کہ عورت کے والد کی خالہ بھی اس حکم میں ہے۔

کیونکہ عروہ نے مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی ہے کہ انھوں نے فرمایا رضاعت سے وہی حرام جانو جو نسب میں حرام ہے۔

۴۷۸۸۔ شرح : صاحب توضیح نے کہا زہری کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ انھوں نے نسب سے جو حرام ہیں ان کی تحریم پر استدلال کیا ہے اس کو

رضاع سے تشبیہ دینے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ تقریر یہ کی جائے کہ اس حکم کی رضاع میں تصریح پائی جاتی ہے نسب میں بھی اس طرح تصریح ہونی چاہیے تو زیادہ موزوں تھا۔

## بَابُ نِكَاحِ بَدَل

لغت میں شغار بکسر الشین ہے اور عین مخفف معنی رفع ہے کہا جاتا ہے۔ د شَغَرَ الْكَلْبُ رَجَلًا کتے نے بول کرتے وقت اپنا پاؤں اٹھایا گویا کہ زوہین مہر اٹھا دیتے ہیں۔ شیخ انوار الحق رحمہ اللہ نے کہا شَغَارٌ شَاغَرٌ يُشَاغِرُهُ شِغَارًا وَشَاغَرَةً، سے معنی غلو ہے کہا جاتا ہے۔ شَغَرَ الْبَلَدُ مِنَ السُّلْطَانِ، جبکہ شہر بادشاہ سے خالی ہو اس عقد کو شغار اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مہر سے خالی ہوتا ہے یا اس کی بعض شرطوں سے خالی ہوتا ہے۔ ابو زید نے کہا شَغَرْتُ الْمَرْءَ شَغُورًا، جب تو جماع کے وقت عورت کے پاؤں اٹھائے۔ بہر حال شغرف اور غلو کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ شریعت میں شغار کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس تجویز پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کر دے اور ان پر مہر وغیرہ نہ ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ معلوم نہیں یہ تفسیر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا ابن عمر کا



عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ  
الشِّغَارِ وَالشَّغَارِ أَنْ يُزَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوَّجَ الْآخَرَ  
ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ

## بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِأَحَدٍ

۴۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نَصِيلٍ

قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ  
الْأَوَّلَى وَهَبَتْ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ

کلام ہے یا نافع یا امام مالک نے ذکر کی ہے۔ خطیب وغیرہ نے کہا یہ تفسیر امام مالک رضی اللہ عنہ نے  
کی ہے۔ ابن حجر نے خیال ظاہر کیا کہ یہ تفسیر نافع نے کی ہے۔ ابن حجر نے خیال ظاہر کیا کہ یہ تفسیر نافع نے  
کے ہے۔ بعض نے کہا یہ حدیث کے متن میں داخل ہے۔ حدیث یہ ہے۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ آدمی

اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے کے ساتھ اس تجویز پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے اور دونوں  
میں مہر نہیں۔

شرح: صحیح مسلم میں مالک کے طریق کے غیر سے شغار کی تفسیر نافع کا قول  
قرار دیا ہے۔ ممنوع نکاح شغار کی صورت میں علماء کرام میں

اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی تقریب یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی  
بیٹی یا اپنی ولیہ کا نکاح دوسرے شخص سے اس بشرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا ولیہ کا نکاح اس سے  
کر دے اور ہر ایک عورت کا مقام مخصوص دوسری کا مہر ہو۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وسط میں  
ذکر کیا کہ اس کی کامل صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیتا ہوں اور تو مجھے اپنی  
بیٹی کا نکاح کر دے اور بشرط یہ ہے کہ ہر ایک کا مقام مخصوص دوسری کا مہر ہوگا۔ جب میری بیٹی کا  
نکاح منعقد ہو گیا تو تیری بیٹی کا بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔



أَمَّا تَسْتَحْيِي الْمَرْأَةَ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا تَزَلَتْ تُرْجَى مِنْ تَشَاءٍ  
مِنْهُمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَى بَيْنَكَ الْإِسَارَةَ فِي هَوَاكَ رَوَاهُ  
أَبُو سَعِيدٍ الْمَوْدِبُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ عَبْدُ عَنِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ عَائِشَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

## بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

### نکاح بدل میں احسان کا مسلک

حنفیہ کہتے ہیں شغار یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی اور کو اپنی بیٹی یا بہن اس شرط پر نکاح کر دے کہ وہ اپنی لڑکی یا بہن یا اپنی لونڈی اس سے نکاح کر دے تاکہ دو عقدوں میں سے ہر ایک دوسرے کا عوض ہو یہ عقد صحیح ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ اگر دخول سے پہلے طلاق دی تو متعہ واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شغار کی صورت میں نکاح باطل ہے اور احکام میں نکاح فاسد جیسا ہے۔ امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور بھی یہی کہتے ہیں۔ احناف نے مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ یہ کراہت پر محمول ہے یعنی حدیث میں ہنئی تنزیہ کے لئے ہے۔

### باب کیا عورت اپنے آپ کو کسی کے لئے ہبہ کر سکتی ہے

یعنی عورت کسی سے کہے میں اپنا آپہ تجھے ہبہ کیا اور مرد کہے میں نے قبول کیا اور مہر وغیرہ ذکر نہیں کیا بعض علماء نے کہا اس طرح نکاح نہیں ہوتا۔ شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں۔ اس طرح عقد نکاح ہو جاتا ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ اسی طرح لفظ صدقہ اور لفظ بیع سے نکاح ثابت ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لفظ تزویج یا لفظ نکاح ذکر نہ کرے۔ امام شافعی نے کہا نکاح صرف تزویج اور نکاح سے ہی منعقد ہوتا ہے۔

۴۷۹۰ — ترجمہ : ہشام نے اپنی والدہ عروہ سے روایت کی کہ خولہ بنت حکیم ان



۴۷۹۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ  
عَبِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو قَالَ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنبَأَنَا ابْنُ  
عَبَّاسٍ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرَمٌ

عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نفس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہہ کئے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا عورت شرم نہیں کرتی کہ اپنا نفس کسی آدمی کو بہہ کرتی ہے۔ جب یہ آیت کریمہ تَرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ نَزَلَ ہُوئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے خدا کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ اس کو ابوسعید مؤدب محمد بن بشر، عبدہ نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ام المؤمنین سے روایت کی وہ ایک دوسرے سے حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کرتے تھے (حدیث: ۴۷۶۸ جلد: ۶ کی شرح دیکھیں)

## باب مُحْرَمٌ كَانِكَاحُ كَرْنًا،

یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا صحیح ہے یا نہیں۔ بعض علماء نے کہا غالباً امام بخاری رحمہ اللہ جواز کی طرف مائل ہیں؛ کیونکہ اُنھوں نے اس باب میں صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی ہے اور منع کی حدیث ذکر نہیں کی گویا کہ بخاری کے نزدیک منع کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے کہ محرم کا نکاح کرنا جائز ہے جواز کی حدیث یہ ہے۔

ترجمہ: جابر بن زید نے کہا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا جبکہ آپ مُحْرَمٌ تھے۔

۴۷۹۱۔

شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جوازِ نکاح کے لئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور اصحاب

۴۷۹۱۔

شافعیہ نے اس کا جواب دیا کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ حلال تھے یعنی مُحْرَمٌ نہیں تھے۔ وہ اپنے قصہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ جانتی ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مُحْرَمٌ سے مراد یہ ہے کہ آپ حرم میں داخل تھے جو کوئی حرم میں



داخل ہوا سے محرم کہتے ہیں؛ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے: قَتَلُوا ابْنَ عَفَّانَ الْخَلِيفَةَ مُحْرَمًا، یعنی اُنھوں نے حضرت عثمان بن عفان خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے حرم میں قتل کیا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اس واقعہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل آپ کے قول کے متعارض ہے چنانچہ ارشاد ہے: لَا يَنْكُحُ الْمُحْرِمُ، محرم نکاح نہ کرے اور قول و فعل میں تعارض کے وقت قول کو ترجیح ہوتی ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔ احسان چاروں جوابات کو اس طرح مسترد کرتے ہیں کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو ابن عباس کی روایت پر ترجیح نہیں ان کی ابن عباس صحیح اُعلیٰ مسند میں میمونہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ میں اور نہ کسی اور واقعہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہا کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں کیونکہ احرام کی حالت میں نکاح کی روایت کثیر صحابہ کرام سے منقول ہے؛ چنانچہ عبد اللہ بن مسعود، انس بن مالک، ابو ہریرہ، ام المؤمنین عائشہ اور معاذ رضی اللہ عنہم جو اکابر صحابہ کرام ہیں نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے وکیع جریر بن حازم اعمش ابراہیم کے ذریعہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی: اَمَّا لَعْنَةُ بَنِي دِيْلَجٍ الْمُحْرِمِ بَاسًا، یعنی ابن مسعود محرم کے نکاح کرنے میں حرج نہ جانتے تھے۔

نیز امام طحاوی نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ محرم کے نکاح کرنے میں حرج نہ جانتے تھے۔ امام طحاوی نے اپنے اسناد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا کہ عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے محرم کے نکاح کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں یہ خرید و فروخت کی طرح تو ہے۔ امام طحاوی کا یہ اسناد بالاتفاق صحیح ہے۔ امام طحاوی نے صحیح متصل اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا حالانکہ آپ محرم تھے۔ نیز امام بیہقی نے بھی معقل بن اسد کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

شافعیہ کا دوسرا جواب کہ محرم سے مراد یہ ہے کہ حرم میں داخل ہے یہ بھی کمزور ہے کیونکہ جوہری نے کہا محرم کے معنی ہیں حرم کے مہینہ میں داخل ہونے والا اور مذکور شعر میں بھی یہی معنی مراد ہے یعنی اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حرم کے مہینہ میں قتل کیا اور بخاری کے یہ الفاظ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ محرم تھے اور اُن سے خلوت کی حالانکہ آپ حلال تھے مذکور تفسیر کے مخالف ہے اور اس تفسیر کو مسترد کرتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ حدیث میں اس معنی سے راضی ہو کر اسے جواب میں ذکر کرتے ہیں شافعیہ کا تیسرا جواب قول و فعل میں تعارض ہو تو قول راجح ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اصولیوں کے نزدیک یہ حکم مختلف فیہ ہے۔ اس کے باوجود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات صحابہ عظام رضی اللہ عنہم



بَابُ نَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ  
 الْمُتَعَةِ أَخِيرًا ۴۷۹۲ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْبَعِيلَ  
 قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي  
 الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا  
 قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ  
 الْمُتَعَةِ وَعَنِ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ

کے فتاویٰ اس قول کے خلاف ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قول منسوخ ہے۔ شافعیہ کا چوتھا جواب  
 کہ یہ آپ کے خصوصیات سے ہے بھی ناقابل التفات ہے کیونکہ خصوصیت کا دعویٰ محتاج دلیل ہے۔  
 کسی نے اس کی تصریح نہیں کی۔ اور جہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات مذکور ہیں۔ ان میں  
 اس کا قطعاً ذکر نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ  
 محرم نہ نکاح کرے اور نہ اس کا نکاح کیا جائے اور نہ ہی نکاح کا پیغام دیا جائے۔ اس کا جواب  
 یہ ہے کہ اس حدیث کے اسناد میں یحییٰ بن واہب ہے۔ وہ وثوق اور علم میں عمرو بن دینار، جابر بن عبد  
 کے مرتبہ میں نہیں ہے۔ ابن عربی نے کہا امام بخاری نے حضرت عثمان کی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور  
 ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ طبری کا کہنا کہ صواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک محرم کا  
 نکاح فاسد ہے۔ اس کی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، بھی صحیح نہیں کیونکہ جب  
 شجرہ ہی ضعیف ہے تو ثمرہ کیسے قوی ہوگا۔ بایں ہمہ کہتے ہیں کہ لا ینکح المحرم کے معنی یہ ہیں کہ محرم جماع  
 نہ کرے پس اس حدیث میں نکاح وطی پر محمول ہے یا اس میں نہی تنزیہیہ کے لئے کیونکہ یہ رفت میں  
 وقوع کا سبب ہے۔ (حدیث عن ۱۷۲ ج ۳ کی شرح بھی دیکھیں)

بَابُ سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ  
 نِكَاحِ مُتَعَةٍ مِنْهُ فَرَمَا يَا،

”آخرًا“ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے مباح تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا متعہ منسوخ



۴۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ  
 قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ  
 عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلَى لَهُ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي  
 الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ خَوْفٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ  
 ۴۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ  
 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا فِي جَيْشٍ  
 فَأَتَانَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ

ہے۔ احادیث نبویہ سے واضح ہوتا ہے کہ متعہ اباحت کے بعد ممنوع ہو چکا ہے۔  
 ۴۹۲۔ ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا  
 (جبکہ ابن عباس نے کہا متعہ میں کچھ حرج نہیں) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فتح خیبر کے وقت متعہ، اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔  
 ۴۹۳۔ ترجمہ : ابو جمرہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا جبکہ ان  
 سے عورتوں سے متعہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا کہ متعہ میں رخصت  
 ہے۔ اُن کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا یہ اس وقت رخصت تھی جبکہ جہاد کے وقت سخت تنگی  
 تھی اور عورتیں کم تھیں یا اس قسم کی کوئی وجہ تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں درست ہے۔  
 ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ شرح : بعض علماء نے کہا ابن عباس کا مذہب ہے کہ متعہ  
 جائز ہے، لیکن یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔  
 کیونکہ عکرمہ کا قول قبول کرنے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے منع کرنے کے باوجود ابن عباس  
 کا یہ مذہب ہو، حالانکہ علامہ عینی نے مازری سے نقل کیا ہے کہ متعہ کی ممانعت پر امت کا اجماع ہے اور  
 ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے اس کی اباحت کا فتویٰ دیا پھر اس سے رجوع کر لیا اور متعہ کی تحریم کا  
 فتویٰ جاری کیا (اس مسئلہ کی پوری تحقیق حدیث عنہ ۳۹۴ ج ۶ کی شرح میں دیکھیں)  
 ۴۹۳۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما نے کہا ہم ایک شکر میں تھے



لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذَثْبٍ حَدَّثَنِي أَيَّاسُ بْنُ  
سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَارُجُلٍ  
وَأَمْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةٌ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْزِيلًا  
أَوْ يَتَّكَرَكَ تَتَّكَرَكَ مَا أَدْرَى أَشْيٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَبَيَّنَّ عَلِيُّ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ

تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہمارے پاس آیا اور کہا تمہارے لئے اجازت ہے کہ عورتوں  
سے متعہ کر لو پس تم متعہ کرو، ابن ابی ذثب نے کہا مجھے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد سے خبر  
دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرد وزن آپس میں (نکاح) موافق ہو جائیں  
(مدت ذکر نہ کریں) تو ان میں معاشرت تین راتیں ہے (تین دن متعہ کریں) اور اگر تین دن سے زیادہ  
کرنا چاہیں۔ تو زیادہ کر لیں یا اگر ترک کرنا چاہیں تو ترک کر دیں۔ معلوم نہیں یہ شئی ہمارے لئے خاص  
ہے یا عام لوگوں کے لئے ہے۔ ابو عبد اللہ بخاری نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے بیان کیا کہ متعہ منسوخ ہے۔

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا حدیث میں متعہ سے منی نہیں ہے۔

— ۴۷۹۳ —

حالانکہ ترجمہ میں متعہ سے منی ہے۔ لہذا حدیث عنون کے موافق

نہیں۔ اس کی اچھی توجیہ یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں جو مسلم میں مذکور ہے اس کے آخر  
میں یہ ہے۔ سلمہ بن اکوع نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ متعہ کا جواز صرف صحابہ کے ساتھ خاص تھا یا ساری  
امت کے لئے ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ صرف صحابہ کرام سے مختص ہے، چنانچہ  
بیہقی نے ذکر کیا کہ تین دن کے لئے عورتوں سے متعہ کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخصوص تھا۔ پھر  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

شیخ عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے روایت کی  
کہ متعہ کا نسخہ طلاق، عدت اور میراث ہے۔ یعنی اگر متعہ جائز ہوتا تو طلاق کا وجود نہ ہوتا اور نہ ہی  
وراثت ہوتی، واللہ ورسولہ اعلم!



## بَابُ عَرَضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

۴۷۹۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتَ الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَهُ قَالَ أَنَسٌ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْكَ بِي حَاجَةٌ فَقَالَتْ بَدْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَاءَهَا وَاسْوَعَتَاهُ وَاسْوَعَتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ رَغِبْتُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا

## بَابُ عَوْرَتِ كَانِيكَ مُرْدٍ بِرِ (نِكَاحِ كَلِّهِ)

اپنے آپ کو پیش کرنا ،

یعنی اس باب میں عورت کا نیک مرد پر (نکاح کے لئے) اپنے آپ کو پیش کرنے کے جواز کا بیان ہے جبکہ اس کی صلاحیت میں رغبت کرے، لیکن باب کی حدیث میں عورت کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کرنا مذکور ہے۔ اس پر امام بخاری نے نیک مرد کو قیاس کیا ہے، حالانکہ قرآن کریم کے صریح منطوق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور قیاس میں یہ شرط ہے کہ مقیس علیہ مخصوص نہیں ہونا چاہیئے لہذا یہ قیاس کیسے صحیح ہوگا۔

۴۷۹۲ — ترجمہ: ثابت بنانی نے کہا میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جبکہ

ان کے پاس ان کی صاحبزادی بھی تھی۔ حضرت انس نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس حالی میں اپنے آپ کو آپ پر (نکاح کے لئے) پیش کرتی تھی۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کو میری حاجت ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے کہا اس عورت میں بہت کم حیا ہے۔ واٹے رسوائی، واٹے رسوائی، حضرت انس رضی اللہ عنہ



۴۷۹۵ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا  
 أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ  
 نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 زَوِّجْنَهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ إِذْ هَبْ فَالْتَمَسْ  
 وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ  
 شَيْئًا وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِذَا رَأَى وَلَهَا نِصْفُهَا  
 قَالَ سَهْلٌ وَمَالَهُ رِذَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا  
 تَصْنَعُ بِأَنَّا رَكَ إِن لِبِسَتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لِبِسَتْهُ

نے کہا یہ عورت تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی ہے اور آپ سے نکاح کی درخواست کی ہے۔

۴۷۹۶ — شرح : اس عورت کا نام معلوم نہیں۔ البتہ سہل بن سعد کی حدیث میں جس عورت کا ذکر ہے کہ اُس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی تھی اس کا نام لیلی بنت قیس بن خطیم ہے۔

قوله "وَاسْتَوَاتَا" یہ واؤ نداء کے لئے ہے لیکن یہ واؤ ندبہ کے ساتھ مختص ہے۔ اس میں الف ندبہ کے لئے ہے اور ہاء سکتہ کی ہے جیسے واؤ زیادہ کہا جاتا ہے ہائے زید۔ اور سَوَاءٌ بفتح سین سکون الواؤ ہے۔ اس کے بعد ہمزہ ہے یہ فاحش اور رسوا کن فعل ہے۔ اس کا فرج (شرمگاہ) پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ پہلا فاحش مراد ہے۔

قوله "خَيْرٌ مِنْكَ" یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نیک مرد سے عورت کا نکاح کرنے کی درخواست کرنا جائز ہے جبکہ اس کی صلاحیت علم و فضل اور شرافت و ہزرگی میں رغبت کرے اس میں کچھ عار نہیں بلکہ اس میں عورت کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ اُس نے اعلیٰ خصائل پر مشتمل بزرگ سے نکاح کی درخواست کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اس دقیقہ اور مخفی راز کی طرف توجہ نہ کی اور ظاہری صورت کو دیکھ کر کہا کہ یہ عورت کس قدر بے حیاء ہے لیکن اگر کوئی عورت دنیاوی غرض کے باعث کسی سے نکاح کے لئے



لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ فَجَلَسَتْ قَامَ فَرَأَاهُ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاَهُ أَوْدَعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا ذَا مَعَكَ  
مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ يُعَدُّ دَهَا  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَكْنَا كَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

## بَابُ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ

أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ

۴۷۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

کہے تو یہ شدید بے حیائی اور رسوا کن بات ہے۔

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی تو ایک شخص نے  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے  
پاس کیا ہے؟ (یعنی مہر ہے) اُس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جاؤ تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل  
جائے وہ گیا پھر واپس آیا اور کہا بخدا! مجھے کچھ نہیں ملا اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی ملی ہے لیکن یہ میرا تہبند ہے  
آدھا اسے دے دیں سہل نے کہا اس کے پاس چادر نہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تہبند کو کیا کرے گا  
اگر تو نے اسے پہنا تو اس پر اس سے کچھ نہ ہوگا اور اگر اس نے پہن لیا تو تم پر اس سے کچھ نہ ہوگا (یہ سن کر) وہ  
آدمی بیٹھ گیا حتیٰ کہ بہت دیر بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ لیا اور اس کو  
بلایا یا اس کو بلایا گیا (وہ آیا) تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا بتیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ (کس قدر  
قرآن تجھے یاد ہے) اُس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ وہ سوئیں شمار کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ہم نے تجھے اس کا مالک بنا دیا اس کے سبب جو کچھ قرآن یاد ہے (اس کو قرآن کی تعلیم دو)  
(حدیث ۴۷۹۶ کی شرح دیکھیں)



أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ  
ابْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حِذَافَةَ  
السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَتَّى بِالْمَدِينَةِ  
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ  
فَقَالَ سَا نْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لِيَالِي ثُمَّ لَقِيتُ فَقَالَ قَدْ بَدَأَ إِلَيَّ  
أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا فَقَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقُلْتُ إِنْ  
سُئِلْتُ زَوْجَتَكَ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ فَصَمْتُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ  
إِلَيَّ شَيْئًا وَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لِيَالِي ثُمَّ خَطَبَهَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنكَحَهَا أَيَّاهُ فَلَقِيتُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ  
لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلِيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ  
إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْ عَنِّي أَنْ أَرْجِعْ  
إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

## باب - کسی انسان کا اہل خیر پر اپنی بی بی یا بہن پیش کرنا حرام ہے

ترجمہ : ابن شہاب زہری نے کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ انھوں  
نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کہتے ہوئے سنا کہ جس وقت  
حفصہ بنت عمر فاروق خنیس بن حذافہ سہمی کے فوت ہو جانے سے بیوہ ہو گئیں اور وہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تھیں وہ مدینہ منورہ میں (غزوہ احد میں زخم لگنے سے) فوت ہو گئے



صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِوُفْثِي سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَهَا

تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس گیا اور اس پر حفصہ کو پیش کیا کہ اس سے نکاح کر لے، انہوں نے کہا میں اپنے کام میں غور و خوض کروں گا۔ میں چند دن ٹھہرا پھر مجھے عثمان ملے تو کہا میرے لئے یہ امر ظاہر ہوا ہے کہ میں اب نکاح نہ کروں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے ابوبکر صدیقؓ ملاقات کی اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح تم سے کر دوں (یہ سن کر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اور عمر فاروق کو کچھ جواب نہ دیا مجھے عثمان کی نسبت ابوبکر صدیق پر سخت غصہ آیا میں چند دن ٹھہرا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفصہ کا نکاح کر دیا۔ پھر مجھے ابوبکر صدیق ملے اور کہا کہ شاید تم مجھ سے ناراض ہو گے جبکہ تم نے حفصہ کو مجھ پر پیش کیا اور میں نے تمہیں کچھ جواب نہیں دیا تھا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے کہا ہاں! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم نے مجھ پر حفصہ کو پیش کیا تھا مجھے جواب دینے سے کسی نے منع نہ کیا تھا مگر اس نے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو ذکر کیا تھا (ان سے نکاح کی خواہش کی تھی) میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر کرنا اچھا نہ سمجھا تھا۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارادہ ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

۴۷۹۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اپنی ولیہ کو اپنے خاندان میں کسی کے لئے پیش کر سکتا ہے اس میں سبکی نہیں۔ حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان کی نسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر زیادہ ناراضگی کرنا اس لئے تھا کہ انہیں صدیق اکبر سے زیادہ محبت تھی جہاں محبت زیادہ ہو وہاں ناراضگی بھی زیادہ ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت عثمان نے پہلے سکوت کر کے پھر معذرت کی تھی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی پر ہی اکتفاء کی تھی قولہ کُنْتُ اَوْجَدَ عَلَيْهِ اس عبارت میں اَوْجَدَ عَلَيْهِ، اسم تفضیل ہے اس میں مفضل اور مفضل علیہ جدا ہونے میں لیکن یہاں مفضل اور مفضل علیہ شئی واحد ہے، لیکن ابوبکر صدیق کے اعتبار سے مفضل اور عثمان غنی کے اعتبار سے مفضل علیہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کے متعلق خفیۃً ابوبکر صدیق سے مشورہ کیا تھا، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ابوبکر ایمان میں بہت پختہ ہیں اس کے متعلق وہ کسی قسم کی غیرت نہیں کریں گے جبکہ ان کی صاحبزادی بھی تو آپ کے نکاح میں تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس کو صیغہ راز میں رکھنا اسی خطرہ کے سبب تھا کہ



۴۷۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ  
أَبِي جَبْرِ عَنْ عِرَاقِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ  
أَنَّ أُمَّ جَنِيَّةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَخَدَّشْنَا  
أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْلَمْ أَنْكَحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنْ أَبَاهَا أَخِي

### مِنَ الرِّضَاعَةِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حفصہ کے نکاح میں کوئی امر ظاہر ہو اور عمر فاروق کے دل میں وہ واقع ہو  
جو ابوبکر صدیق کے لئے اُن کے دل میں واقع ہوا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی پر  
مرغوب فیہ شئی پیش کی جائے تو وہ اس میں غور و خوض کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے اسے پیش کرنے والے کو خبردار  
کر دے تاکہ وہ اس کے باعث کسی پر پیش کرنے سے نہ سکے جیسے حضرت عثمان نے غور و خوض کے بعد حضرت  
عمر فاروق کو واضح کر دیا تھا کہ میرا خیال ہے کہ میں نکاح نہ کروں نیز کسی کے راز کو مخفی رکھنا چاہئے اگر اس کو  
اللہ ظاہر کر دے یا صاحب راز ہی اس کو ظاہر کر دے تو جس نے راز مخفی رکھا تھا اس کو ظاہر کر سکتا ہے جیسے ابوبکر  
صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے حفصہ سے سید عالم کے نکاح کا مشورہ صیغہ راز میں رکھا تھا پھر وہ عمر فاروق  
پر واضح کر دیا۔ نیز جائز ہے کہ اپنے وثوق بہ ساتھی سے ذکر کرے کہ وہ فلاں عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے حالانکہ  
ابھی تک اس کو پیغام نکاح نہیں بھیجا تھا۔ نیز جس عورت سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے  
ہوں آپ وہ ارادہ ترک کر دیں تو اس عورت سے نکاح کرنے میں رخصت ہے؛ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے  
فرمایا اگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ ترک کر دیتے تو وہ حفصہ سے نکاح کر لیتے۔

ترجمہ : زینب بنت ابی سلمہ نے عراق بن مالک کو خبر دی کہ ام المؤمنین

۴۷۹۷۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہمیں

خبر پہنچی ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ام سلمہ  
کے ہوتے ہوئے اس سے نکاح کروں؟ اگر میں ام سلمہ سے نکاح نہ کرتا جب بھی وہ میرے لئے جائز نہیں  
اے کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے۔

(حدیث ۴۷۸۰، ج : ۷ کی شرح دیکھیں)



بَابُ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا  
 عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكُنْتُمْ فِي  
 أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ حَلِيمٌ أَكُنْتُمْ  
 أَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتُهُ فَهُوَ مَكْنُونٌ وَقَالَ لِي  
 طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر کوئی گناہ نہیں جو ان  
 مذکورہ عورتوں کو پیغام نکاح میں تعریض کرو،  
 یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھو اللہ جانتا ہے تا غفور حلیم،

شرح : تعریض کا معنی اہل اس کی صورت یہ ہے کہ عورت سے کہے تو خوبصورت باصلاحیت  
 ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے باصلاحیت خاتون میسر کرے اور یہ نہ کہے کہ میں تجھے چاہتا ہوں۔  
 اکنان بروزن افعال کن یکن کتا سے ہے۔ کن مفتوح مصدر اور مکسور اسم ہے۔ یعنی نے ابن تین سے نقل  
 کیا کہ یہ آیت کریمہ چار احکام کو متضمن ہے۔ اُن میں سے دو مباح ہیں۔ ایک تعریض اور دوسرے اکنان  
 چھپانا اور دو ممنوع ہیں۔ ایک عدت میں نکاح کرنا۔ دوسرے اس میں مواعد یعنی عدت میں نکاح کا وعدہ کرنا۔  
 اکننتم جو تم اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھو، ہر وہ شئی جس کی تو نگہداری کرے وہ مکنون ہے،  
 یعنی عورت کی عدت کے ایام میں تعریض اور اکنان دونوں صورتیں مباح ہیں۔ ان میں کچھ حرج نہیں۔ جن  
 عورتوں کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ عدت وفات میں ہوں تو اُن سے نکاح کے پیغام میں تعریض کرنا کہ مکتدۃ  
 الوفات سے کہے تو بہت اچھی اور نیک ہے میرا مقصد نکاح کرنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب مجھے نیک عورت  
 میسر کر دے گا۔ اس طرح کا کلام کرے جس سے یہ موبہوم ہو کہ وہ اس سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ اگر اسے  
 رغبت ہو تو وہ اس کے لئے پابند رہے اور کسی کی طرف میلان نہ کرے لیکن اس سے صراحت نہ کہے کہ میں تیرے  
 ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ تعریض اور کنایہ میں فرق یہ ہے کہ تعریض میں کوئی شئی ذکر کی جاتی ہے جو ایسی شئی



يَقُولُ إِنِّي أُرِيدُ التَّزْوِيجَ وَلَوْ دِدْتُ أَنَّهُ يُسِّرُنِي امْرَأَةً صَالِحَةً  
وَقَالَ الْقِسْمُ يَقُولُ إِنَّكَ عَلَى كَرِيمَةٍ وَإِنِّي فِيمَا لَرَاعِبٍ وَإِنَّ اللَّهَ  
لَسَانِقٌ إِلَيْكَ خَيْرًا أَوْ خَوْفًا وَقَالَ عَطَاءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يُبْصِرُ يَقُولُ  
إِنِّي لِي حَاجَةٌ وَأَبْشَرِي وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللَّهِ نَافِقَةٌ وَتَقُولُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ  
مَا تَقُولُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلَيْسَ بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدَتْ  
رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدَ لَمْ يَفَرِّقْ بَيْنَهُمَا وَقَالَ الْحَسَنُ  
لَا تُوَاعِدُ وَهِنَّ سِرًّا الزَّانَا وَيُذَكِّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْكِتَابُ أَجَلُهُ  
تَنْقُضِي الْعِدَّةُ

پر دلالت کرے جو ذکر نہیں کی گئی جیسے کوئی محتاج - محتاج الیہ سے کہے میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو  
سلام کہوں یا آپ کا چہرہ مبارک دیکھوں اور کنایہ یہ ہے کہ کوئی شئی اس کے لئے موضوع لفظ کے بغیر  
ذکر کی جائے جیسے تو لمبے آدمی کے لئے ”طویل النجاد“ کہے یا بہت زیادہ مہمان نواز کے لئے ”کثیر الرماد“  
کہے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ تم اُن میں رغبت کرتے ہوئے بات کرنے سے صبر نہیں کرتے  
ہو تو تم ان کو ذکر کرو، لیکن اُن سے نکاح کی بات نہ کرو اور معروف بات کرو یعنی تعریف کرو تصریح  
نہ کرو اور جب تک عدت ختم نہ ہو انہیں شادی کا پیغام نہ دو۔

مجھے طلق نے کہا، میں زائدہ نے منصور سے اُکھوں نے

مسجد سے اُکھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے،

فَیْمَا عَرَّضْتُمُ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ میں شادی کا ارادہ کرتا ہوں، میری خواہش ہے کہ مجھے  
نیک عورت میسر ہو جائے۔ قاسم نے کہا (اس آیت کا مفہوم یہ ہے) کہ تو میرے نزدیک مکرم ہے۔ میں  
تیری خواہش کرتا ہوں۔ اللہ تجھے بھلائی پہنچائے یا اس طرح سے کہے (جیسے کہے میں تیری حرص کرتا ہوں اور  
اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے نیک عورت عطا کرے)



## بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ

عطاء نے کہا اشارۃً کہ تصریح نہ کرے چنانچہ کہے  
مجھے نکاح کی حاجت ہے۔ تمہیں خوشخبری ! ،

تو بحمد اللہ آرام پہنچانے والی ہے (کھوٹی نہیں) اور وہ عورت کہے جو تو کہتا ہے میں سنتی ہوں کسی  
شیء کا وعدہ نہ کر اور اس کا اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اگر اس عورت نے عدتِ دفات میں  
کسی وعدہ کر لیا پھر اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا تو ان دونوں کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی۔  
(نکاح صحیح ہوگا)

حسن بصری نے کہا اس آیت کریمہ لَا تَوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا،  
کے معنی یہ ہیں کہ پوشیدہ زنا کا وعدہ نہ کرو ! ،  
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ : حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ  
أَجَلَهُ کی تفسیر میں ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کی عدت ختم ہو جائے ،

شرح : یعنی بلوغِ اجل سے مراد عدت کا ختم ہونا ہے اور عدت میں تعریض مباح ہے۔  
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن ابی شیبہ سے نقل کیا کہ تعریض جائز ہے۔ ابراہیم  
نخعی نے کہا : نکاح کی تعریض میں ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا جس عدت میں  
تعریض کی اجازت ہے۔ وہ اس عورت کی عدت ہے جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو۔ طلاق بائن کی عدت  
میں احتیاطاً یہ پسند نہیں۔ اور جس عدت میں شوہر کے لئے رجوع کا حق ہو اس عدت میں ہرگز ہرگز نکاح  
کی تعریض جائز نہیں۔

## بَابُ نِكَاحٍ سَبِيلَ عَوْرَتٍ كَوْدِيْكَهْنَا

یعنی ناکح کا نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا یا عورت کا نکاح سے پہلے مرد کو دیکھنا مستحب ہے۔ امام  
ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد، شافعی، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ اس کی دلیل ترمذی کی حدیث ہے



۴۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَادُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُكَ فِي  
الْمَنَامِ يَحْيَى بِكَ الْمَلِكُ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هَذَا أَمْرٌ تَأْتِي فَكَشَفْتُ  
عَنْ وَجْهِكَ الثُّوبَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنَّ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُخَصِّهِ

کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو ایک نظر سے دیکھ لو بہت مناسب ہے کہ تمہارے درمیان محبت ہمیشہ رہے گی۔

امام طحاوی اور ابو داؤد نے حضرت جابر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجنا چاہے اور اس کو دیکھنے پر قادر ہو تو ضرور دیکھ لے۔ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کو ایک نظر سے دیکھنے میں گناہ نہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھ لو! انصاری عورتوں کی آنکھ کچھ چھوٹی ہوتی ہے (طحاوی و مسلم) آزاد عورت کا چہرہ سیرہ اور ہاتھ دونوں دیکھ لے۔ چہرہ عورت کے حسن و جمال پر دلالت کرتا ہے اور ہاتھ بدن کی صفائی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر لونڈی ہو تو اس کے زیر ناف کے سوا باقی جسم دیکھ سکتے ہیں۔ قاضی عیاض نے اوزاعی سے نقل کیا کہ کان اور گوشت کے مواضع بھی دیکھے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے کہا عورت کو دیکھنے میں اس کی اجازت ضروری نہیں اور ساری عورت کو برہنہ کر کے دیکھنا ہرگز جائز نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا اگر عورت کو دیکھنا میسر نہ ہو تو کوئی ایسی عورت بھیجے جس پر پورا وثوق و اعتماد ہو تاکہ وہ عورت کو دیکھ کر ناسخ کو خبر دے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے نکاح کرنا چاہا تو ایک عورت کو بھیجا کہ اس خاتون کے دانت اور منہ وغیرہ دیکھے۔ بعض علماء نے کہا اجنبیہ عورت کو دیکھنا قطعاً جائز نہیں۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے علی! تمہارا بہشت میں خزانہ ہے اور تم اس کے مالک ہو اجنبیہ عورت کو بار بار نہ دیکھو۔ لیکن یہ روایت اس پر محمول ہے کہ اس عورت سے شادی کرنے کا مقصد نہ ہو نیز کسی اور ضرورت کے باعث بھی دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جب عورت گواہی دے یا عورت پر گواہی دے تو اس کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

۴۹۷۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



۴۷۹۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ  
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِوَهَبٍ لَكَ لِنَفْسِي فَتَنْظُرَ إِلَيَّ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ  
فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهَا لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ  
أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ إِنَّ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرَوَّجْنَاهَا

نے فرمایا میں تمہیں خواب میں دیکھا جبرائیل فرشتہ تمہیں ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا یہ آپ کی بیوی  
ہے میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ گونجی میں نے کہا اگر یہ واقعہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو  
ضرور واقع کرے گا۔

۴۷۹۷۔ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو ریشمی لباس میں لانے والا  
فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اس حدیث کو عنوان سے مطابقت

اس طرح ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰات والتسلیمات کے خواب حق اور واقعی امر ہوتے ہیں اور وہ  
بیداری کے حکم میں ہوتے ہیں۔ لہذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین کی صورت خواب میں دیکھنا ایسا ہے کہ  
آپ نے بیداری میں دیکھا معلوم ہوا کہ نکاح سے پہلے ہونے والی بیوی کو دیکھنا جائز ہے علامہ عینی رحمہ اللہ نے  
کہا نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے اور اس قول نبیؐ "بِکِ الْمَلِکُ" سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت حقیقتہً دیکھ رہے تھے جبکہ وہ ریشمی کپڑوں میں تھی۔  
(حدیث ۴۷۵۷ کی شرح دیکھیں)

۴۷۹۸۔ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ !

صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو اپنا نفس سببہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
کی طرف نظر کی اور اس کی طرف نظر بلند کی اور نیچی کی پھر میر مبارک جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ  
آپ نے اس کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا  
یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا



فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ  
 شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ  
 فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اُنْظُرْ وَلَوْ خَائِمَ  
 مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنَّ هَذَا آذَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِذَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ  
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِأَزَارِكَ إِنْ لَيْسَتْ  
 لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَيْسَتْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ  
 الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ فَجَلَسَهُ ثُمَّ قَامَ فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مُوَلِّيًا فَاَمْرِيهِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ  
 مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا عَدَدَهَا قَالَ  
 اتَّقِرُّوْهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَكَتْكَهَا  
 بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

کیا تیرے پاس کچھ ہے (جو میرے پاس کچھ نہیں  
 فرمایا اپنے گھر جاؤ شاید کوئی شئی پاؤ وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! عجب!  
 میں نے گھر میں کچھ نہیں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے۔  
 وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا  
 ہوں، لیکن یہ میرا تہبند ہے (سہل نے کہا اس کے پاس چادر نہ تھی) آدھا تہبند اس کا ہے۔ جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے تہبند کو کیا کرے گا اگر وہ تو نے پہنا تو اس میں سے اس پر کچھ  
 نہ ہوگا اور اگر اس نے پہنا تو اس میں سے کچھ نہ ہوگا (یہ سن کر) وہ آدمی بیٹھ گیا اور لمبا زمانہ بیٹھا  
 رہا پھر اٹھ کر چلا تو اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جبکہ وہ پشت پھیرے جا رہا تھا  
 تو آپ نے حکم دیا وہ بلا یا گیا جب حاضر ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے قرآن کی سورت  
 آتی ہے اس نے عرض کیا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا کیا وہ سورتیں ازبر پڑھتے ہو عرض کیا



بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى  
وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِ أَجْلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ فَنَدْخُلَ

جی ہاں! آپ نے فرمایا جاؤ میں نے قرآن کریم جو تمہیں یاد ہے کی برکت سے تجھے اس عورت کا مالک بنا دیا۔  
(حدیث : ۴۷۶۶ جلد : ۷ کی شرح دیکھیں)

## باب جس نے کہا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ انھوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ سے استدلال کیا اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ”جس عورت نے اپنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل باطل باطل ہے“ سے انھوں نے استدلال کیا احاف کے نزدیک بالغہ باکرہ ہو یا بیوہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح ہے اور وہ اپنے نکاح میں خود مختار ہیں۔ احاف نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ ”أَلَوْ يَمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا“، بیوہ عورت اپنی ولی کی نسبت اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ أَنْ يَنْكِحَهَا، یعنی اگر شوہر نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق دیدی تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ وہ کسی غیر شخص سے نکاح کر کے ہم بستر ہو، نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ، اور تم مطلقہ عورتوں کو اپنے سابقہ شوہروں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو (جبکہ طلاق مغلطہ نہ دی ہو) ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ عورتیں ولی کے بغیر خود بخود نکاح کر سکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کی نسبت ان کی طرف فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ نکاح کریں تو تم منع نہ کرو! نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَإِذَا يَلْعَنُ أَجْلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ، یعنی جب عورتوں کی عدت پوری ہو جائے تو اسے ادبیاتم پر کچھ مضائقہ نہیں جو وہ اپنے نفسوں میں اچھا کریں، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے مباح کیا کہ وہ اپنے نفسوں میں جو اچھائی چاہیں کریں اور اس میں ولی کی شرط نہیں کی۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کوئی بھی ولی حاضر یا غائب ہو وہ میرے ساتھ آپ کے نکاح سے ناراض نہ ہوگا اور ام سلمہ کے پہلے شوہر سے بیٹے عمر بن ابی سلمہ سے فرمایا حالانکہ وہ صرف چھ برس کے تھے کہ اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ماں کا نکاح کرو!



## فِيهِ الثَّيْبُ وَكَذَلِكَ الْبَكَرُ وَقَالَ وَلَا تُنْكَحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے دلی کے بغیر نکاح کیا اور بالا جماع ثابت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ کی عمر اس وقت چھ برس تھی حالانکہ نابالغ بچہ کسی کا دلی نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے ام سلمہ نے کہا تھا میں کوئی دلی موجود نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں؛ کیونکہ امام محمد ابن حسن نے احمد سے روایت کی کہ اُن سے دلی کے بغیر نکاح سے پوچھا گیا کہ کیا اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شئی ثابت ہے؟ تو اُنھوں نے کہا میرے نزدیک اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں علاوہ انہی حدیث لا نکاح الا بولي، میں کمال کی نفی ہے۔ عاقلہ بالغہ عورت جو اپنا نکاح خود کرے وہ دلی کا ہی نکاح ہوتا ہے۔ دلی کے بغیر تو نکاح صرف مجنونانہ یا نابالغہ کا متصور ہوتا ہے؛ کیونکہ مجنونانہ بعد نابالغہ اپنے نفس کے مالک نہیں ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے اسناد میں سلیمان بن موسیٰ ہیں امام بخاری نے سلیمان کو ضعیف کہا ہے۔ نسائی نے بھی اسے کمزور کہا ہے۔ احمد نے ابوطالب کی روایت میں : لا نکاح الا بولي، کو قوی نہیں کہا اور مردی کی روایت میں کہا کہ میں اس کو صحیح نہیں جانتا ہوں۔ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا خلاف کیا تو اُن سے کہا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اکثر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ زہری سے منقول ہے کہ اُنھوں نے اس طرح کی تمام حدیثوں کا انکار کیا ہے (لمعات) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ عنوان قائم کیا، لیکن اس کے مطابق حدیث ذکر نہیں کی جبکہ امام ترمذی اور ابوداؤد نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی کہ دلی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ یہ حدیث امام بخاری کی شرط کے مطابق نہ تھی، لیکن امام بخاری کا میلان اسی طرف ہے کہ دلی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ اور ان تین آیات قرآن سے استدلال کیا۔ ان میں ایک آیت کریمہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو ان کو نکاح کرنے سے منع نہ کرو اس میں بیوہ مطلقہ اور کنواری سب

عورتیں داخل ہیں) اس آیت کریمہ سے استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے اولیاء کو عورتوں کے نکاح سے منع کرنے سے روکا ہے۔ اگر وہ خود عقد نکاح کر سکتیں تو ان کو منع نہ کیا جاتا۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ بظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو اپنی



يُؤْمِنُوا وَقَالَ اَنْكِحُوا الْاَيَامِي مِنْكُمْ وَقَالَ يَحْيٰى بِنُ سُلَيْمَنَ حَدَّثَنَا

میویوں کو طلاق دیتے ہیں۔ پھر جاہلیت کی غیرت کے باعث ان کی عدت ختم ہو جانے کے بعد ان کو نکاح کرنے سے روکتے ہیں اور جس سے وہ نکاح کی خواہش کرتی ہے نکاح نہیں کرنے دیتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت کریمہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ ان کی ہمیشہ کو ان کے شوہر نے طلاق دی اور عدت گزر جانے کے بعد لوگوں نے انہیں پیغام نکاح بھیجے جن میں ان کے سابق شوہر بھی تھے تو معقل بن یسار نے سابق بہنوئی کو زجر کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے ولیو! عورتوں کو نکاح سے نہ روکو! معلوم ہوا کہ عورتوں کا عقد نکاح اولیاء کے سپرد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول میں کئی وجوہ ہیں جن میں سے بعض نے بعض نے کہا اس میں خطاب ان کو ہے جو طلاق دیتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ خطاب عام ہے لہذا اس تقدیر پر مذکور استدلال مکمل نہ ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ابوبکر جصاص سے نقل کیا جبکہ انہوں نے معقل بن یسار کی حدیث سماک کے ذریعہ معقل بن یسار سے روایت کی کہ علماء حدیث کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے اور حسن بصری کی حدیث مُرسل ہے اور آیت کریمہ سے ظاہر یہی ہے کہ اس میں سابق شوہروں کو خطاب ہے۔ کما ذکرنا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرکوں کو نکاح کر کے نہ دو حتیٰ کہ ایمان لائیں،

یہ استدلال کی دوسری آیت کریمہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ولیوں کو خطاب کیا ہے کہ جن مسلمان عورتوں کے تم دلی ہو ان کا نکاح مشرکوں سے نہ کرو معلوم ہوا کہ عورتوں کے نکاح کا حق ان کے ولیوں کو ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ منسوخ ہے اور الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ اَوْثَقُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ، اس کی ناسخ ہے کیونکہ اس میں ولی اور غیر ولی سب مخاطب ہیں لہذا استدلال نامکمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم نکاح کرو اپنوں میں سے اُن کا جو بے نکاح ہوں

اس آیت کریمہ سے بھی شواہع نے استدلال کیا کہ ولی کے بغیر نکاح درست نہیں، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ مفسرین نے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ اے مومنو! تم میں سے آزاد مرد وزن اور نیک غلام ولونڈی اور جن میں نکاح کی صلاحیت ہے اُن کا نکاح کرو جو بے نکاح ہوں، اِیْم کی جمع ہے اور وہ عام مردوں اور عورتوں



ابن وہب عن یونس ح قال وحدثنا أحمد بن صالح قال  
 حدثنا عنبسہ قال حدثنا یونس عن ابن شہاب قال أخبرنی  
 عمرو بن الزبیر أن عائشہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 أخبرته أن النکاح فی الجاہلیۃ کان علی أربعۃ أنحاء فیکاح  
 منها نکاح الناس الیوم یخطب الرجل الی الرجل ولیتہ  
 أو ابنتہ فیصدقہا ثم یتکھما ونکاح الآخر کان الرجل  
 یقول لامرأۃ إذا طهرت من طہئہا أرسلی الی ولان  
 فاستبضعی منه ویعزلہا زوجہا ولا یمسہا أبدا حتی  
 یتبتن حملہا من ذلک الرجل الذی تستبضع منه فإذا  
 تبین حملہا أصابہا زوجہا إذا أحب وإنما یفعل ذلک  
 رغبۃ فی نجابۃ الولد فکان ہذا النکاح نکاح الاستبضاع  
 ونکاح آخر یجتمع الرہط ما دون العشرۃ فیدخلون علی

کو شامل ہے۔ لہذا اس آیت میں مخاطب اولیاء نہیں ہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ مرد کا بھی ولی ہو۔ دھوکا  
 کما تری، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بالاجماع مرد اس آیت سے خارج ہیں لہذا اس کا حکم صرف عورتوں  
 کے لئے باقی ہے، لیکن علامہ کرمانی کا یہ دعویٰ دلیل کا محتاج ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

یحییٰ بن سلیمان نے کہا ہمیں ابن وہب نے یونس سے خبر دی ہے،

یحییٰ بن سلیمان بن یحییٰ بن سعید بن مسلم بن عبید بن مسلم کو فی ہیں۔ ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ منیری نے  
 کہا یحییٰ بن سلیمان مصر میں آئے اور وہاں حدیث پڑھانی شروع کی اور دو سو اڑتیس ہجری میں وہیں وفات  
 پائی۔ یہ امام بخاری کے استاد ہیں۔ عبداللہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ یونس بن یزید اہلی سے



الْمَرْأَةُ كُلُّهُمُ يَصِيبُهَا فَإِذَا أَحْمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ  
 أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ  
 حَتَّى يَحْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ  
 وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تَسْمِي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَيُلْحَقُ  
 بِهِ وَلَدُهَا وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَحْتَمِعُ  
 النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا يَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَ  
 هُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصَبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا  
 فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا أَحْمَلَتْ أَحَدَهُنَّ وَوَضَعَتْ

سے روایت کرتے ہیں جبکہ وہ زہری سے روایت کرتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یحییٰ سے بطریق نقل  
 روایت کرتے ہیں اور حدیثنا یا خبرنا نہیں کہتے لیکن احمد بن صالح سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں  
 مذکور ہے۔

۴۷۹۹ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں  
 تھیں۔ اُن میں سے ایک نکاح وہ ہے جو آج کل لوگ کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی دلیہ یا  
 اس کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر ادا کرتا پھر اس عورت سے نکاح کرتا،

### جاہلیت میں نکاح کی دوسری صورت

یہ تھی کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہتا جب وہ اپنے حیم سے صاف ہو جاتی کہ فلاں شخص کو پیغام بھیج  
 اور اس سے ہم بستی کر! اور خود اس سے علیحدہ رہتا اور اس سے ہرگز ہم بستر نہ ہوتا حتیٰ کہ اُس مرد سے  
 اس کا عمل ظاہر ہو جاتا جس سے ہم بستی کر دائی تھی پھر جب حمل ظاہر اور واضح ہو جاتا تو اگر طبیعت چاہتی  
 تو اس سے جماع کرتا یہ، اس لئے کرتے تھے کہ لڑکا اچھا اور خوبصورت پیدا ہو۔ اس نکاح کو  
 وہ نکاح استبضاع کہتے تھے۔



حُمَلَهَا جُمُعُوا لَهَا وَدَعُوا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ الْحَقُّوْا وَلَدَهَا بِالَّذِي  
يُرَوْنَ فَالْتَاظَ بِهِ وَدُعِيَ ابْنُهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ  
النَّاسِ الْيَوْمَ

## جاہلیت میں نکاح کی تیسری صورت

یہ مہنی کہ دس سے کم چند آدمی جمع ہوتے اور تمام باری باری کسی عورت کے پاس جاتے اور اُن میں سے ایک اس عورت سے جماع کرتا جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا کرتی اور وضع حمل ہوئے چند ایام گزر جاتے تو وہ ان لوگوں کو پیغام بھیجتی (جنہوں نے باری باری اس سے جماع کیا تھا) اُن میں سے کوئی آدمی نہ رکنا۔ حتیٰ کہ اُس کے پاس سب جمع ہو جاتے وہ عورت اُن سے کہتی تم اپنے حال کو جانتے ہو جو تم سے ظاہر ہوا ہے۔ میں نے بچہ کو جنم دیا ہے لے فلاں اور جس کو چاہتی اس کا نام ذکر کرتی تو وہ بچہ اس سے لاحق کیا جاتا اور وہ مرد ہرگز قادر نہ ہوتا کہ اس کا انکار کر سکے۔

## جاہلیت میں نکاح کی چوتھی صورت

یہ مہنی کہ بہت لوگ جمع ہوتے اور فاحشہ عورت کے پاس جاتے اور وہ آنے والے کسی شخص کو منع نہ کرتی تھی۔ وہ فاحشہ عورتیں تھیں جنہوں نے اپنے دروازوں پر جھنڈے گاڑے ہوتے تھے جو اُن کی تہیازی نشان تھا جو کوئی اُن کے پاس جانے کی خواہش کرتا اُن کے پاس چلا جاتا جب ان میں سے کوئی عورت حاملہ ہو جاتی اور وضع حمل کرتی تو وہ سب لوگ اس کے پاس جمع کئے جاتے اور ان کے لئے قیافہ دان کو بلاتے تو جس کے ساتھ وہ مشابہت دیکھتے اس کے ساتھ بچہ لاحق کر دیتے تو وہ اس کے ساتھ مل جاتا اور اس کا بیٹا پکارا جاتا تھا وہ آدمی اس کا انکار نہ کر سکتا تھا۔ جب سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو موجودہ مروج نکاح کے سوا باقی تمام نکاح ختم کر دیئے۔

شرح : اس حدیث میں نکاح کی چاروں صورتیں واضح ہیں اور اس میں شک

۴۷۹۹ —

نہیں کہ نکاح کی پہلی قسم جو آجکل مروج ہے کے سوا باقی تین صورتیں

بیحیائی اور بے غیرتی سے خالی نہیں۔ دوسری صورت میں شوہر کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کی اولاد خوبصورت



۴۸۰۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ  
عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَا يُثَلَّى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي  
يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُوْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ  
أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَالَتْ هَذَا فِي الْيَتِيْمَةِ الَّتِي تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ  
لَعَلَّهَا أَنْ تَكُوْنُ شَرِيْكَتَهُ فِي مَالِهِ وَهُوَ أَوْلَى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ  
يُنْكِحَهَا فَيَعْضُلُهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحُهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةً أَنْ يَشْرَكَ  
أَحَدٌ فِي مَالِهَا

ہو تو اس کی بیوی کسی اچھے نوجوان خوبصورت مرد سے جماع کراتی رہتی حتیٰ کہ حاملہ ہو جاتی اسے  
نکاح استیضاع کہتے تھے؛ کیونکہ وہ کسی مرد کی منی حاصل کرتے تھے جو رئیس اور اونچے خاندان سے  
ہوتا تھا۔ یاد رہے کہ آجکل ٹیوب ٹسٹ کے ذریعہ بچہ پیدا کرنے کا طریقہ ظاہر ہو رہا ہے جو محض حیاتی  
اور بے غیرتی ہے۔ اور جاہلیت کی طرف عود کرنا ہے ”اِسْتَبْضَاعِي“ بَضْعُہ بمعنی فرج سے مشتق  
ہے۔ اس کے معنی ہیں اس سے جماعت طلب کر۔

نکاح کی تیسری قسم یہ کہ دس سے کم لوگ عورت کی رضامندی سے اس سے جماع کرتے جب بچہ  
پیدا ہوتا تو اگر لڑکا ہوتا تو کہتی اے فلاں یہ تیرا لڑکا ہے۔ اگر لڑکی ہوتی تو نہ کہتی کہ یہ تیری بیٹی ہے کیونکہ  
وہ لڑکیوں کو بُرا جانتے تھے حتیٰ کہ ان میں سے بعض حقیقی بیٹی کو قتل کر دیتے تھے۔ شریعت مطہرہ میں  
اسے مُؤَوَّدَہ کہا گیا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: اِذَا الْمَوْءُوْدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ، یعنی زندہ  
درگزر بچی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کے باعث اسے قتل کیا گیا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کی چار قسمیں ذکر کی ہیں۔ ان کے علاوہ اور تین قسمیں ہیں  
جنہیں مائیں صاحبہ نے ذکر نہیں فرمایا۔ ان میں سے ایک نکاح الخدن، ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:  
وَلَا تَتَّخِذِيْ اَخْذَا ابٍ، یعنی خفیہ دوست نہ بنائیں۔ جاہلیت میں کہتے تھے خفیہ بدکاری میں حرج  
نہیں اور علانیہ بدکاری مذموم ہے۔ دوسرا نکاح متعہ ہے اور تیسرا نکاح البدل ہے۔ نکاح البدل یہ  
ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے کہتا تو اپنی بیوی میرے حوالے کر دے اور میں اپنی بیوی تیرے حوالے  
کر دیتا ہوں۔ اسلام نے ان تمام اقسام کو ختم کر دیا جو محض بے حیائی اور بے غیرتی پر مشتمل ہیں اور نکاح

اس کی پہلی صورت کو ثابت رکھا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے



۲۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ  
 أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ  
 عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ  
 ابْنِ حِذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تَوَفَّى بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ  
 عَفَّانٍ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنَّ شَيْئًا أَنْكَرْتُكَ حَفْصَةَ فَقَالَ  
 سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِي ثُمَّ لَقِيتُ فَقَالَ بَدَأَ لِي أَنْ لَا  
 أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنَّ شَيْئًا  
 أَنْكَرْتُكَ حَفْصَةَ

۲۸۰۰۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ اور وہ جو تم پر اللہ کی کتاب  
 میں پڑھا جاتا ہے۔ اُن عورتوں کے بارے میں کہ جنہیں تم وہ چیز نہیں دیتے  
 جو ان کے لئے لکھی گئی ہے اور تم ان سے نکاح کی خواہش کرتے ہو کی تفسیر میں فرمایا یہ اس یتیمہ کے بارے  
 میں نازل ہوئی جو کسی آدمی کی کفالت میں ہوتی (اور وہ مرد اس یتیمہ کا ولی یا وارث ہوتا تھا) شائد وہ یتیمہ  
 اس ولی کے مال میں اس کی شریک ہوتی اور وہ آدمی اس کے بہت قریب ہوتا تو وہ اس سے نکاح کرنے  
 سے اعراض کرتا اور اس کے مال کے باعث اسے کسی اور کے ساتھ نکاح سے منع کرتا تھا اور اس بات  
 کو مکروہ جانتے ہوئے کہ کوئی شخص اس کے مال میں شریک ہو جائے گا کسی سے اس کا نکاح نہ کرتا تھا۔  
 (اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ وَلَا يَشْكُرُهَا، میں ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ مرد عورت کا ولی ہے)

۲۸۰۱۔ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ اُن سے عبد اللہ بن  
 عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حفصہ بنت عمر فاروق خنیس بن  
 حذافہ سہمی کے نکاح سے بیوہ ہو گئیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اہل بدر سے تھے وہ مدینہ منورہ  
 میں وفات پا گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور اس پر حفصہ خنیس کی اور میں نے کہا اگر تم چاہو تو  
 میں تمہارے ساتھ حفصہ کا نکاح کروں عثمان غنی نے کہا میں اپنے معاملہ میں عذر و عرض کر لوں۔ میں نے چند روز انتظار کیا



۴۸۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي  
 إِبْرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ قَالَ حَدَّثَنِي  
 مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّمَا نَزَلَتْ فِيهِ قَالَ زَوَّجْتُ أَخْتَكَ مِنْ رَجُلٍ  
 وَطَلَقَهَا حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهُ زَوِّجْكَ  
 فَرَشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ فَطَلَقَهَا ثُمَّ جِئْتُ تَخْطُبُهَا لِأَنَّ اللَّهَ لَا تَعُودُ  
 إِلَيْكَ أَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَبَّاسًا بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُرِيدُ أَنْ  
 تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ فَقُلْتُ  
 الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَرَزَجَهَا أَيَّاهُ

کیا۔ پھر وہ مجھے ملے اور کہا میرے لئے یہ رائے ظاہر ہوئی ہے کہ میں آج کل نکاح نہ کروں۔ عمر فاروق نے  
 کہا میں نسا ابوبکر سے ملاقات کی اور کہا اگر تم چاہو تو میں تم سے حفصہ کا نکاح کر دوں۔  
 (اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آدمی عورت کا ولی ہے)

۴۸۰۳۔ ترجمہ: حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ: "فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ"  
 کی تفسیر میں مروی ہے کہ مجھے معقل بن یسار نے کہا یہ آیت کریمہ ان

کے حق میں نازل ہوئی۔ انھوں نے کہا میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا اس نے اسے  
 ایک طلاق دے دی۔ حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہو گئی تو وہ آیا اس حال میں کہ ہمشیرہ کو نکاح کا پیغام  
 دیتا تھا۔ میں نے اسے کہا میں نے تجھے نکاح کر کے دی اور اسے تیرا فراش بنایا اس طرح میں نے تیری  
 عزت کی اور تو نے اسے طلاق دے دی پھر اگر شادی کا پیغام دیتا ہے خدا کی قسم! وہ تیری طرف  
 ہرگز واپس نہیں آ سکتی ہے۔ وہ نیک مرد تھا۔ اور عورت کی خواہش بھی یہ تھی کہ اس کے پاس  
 واپس چلی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: "فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ" الْآیۃ پس  
 میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ابھی کرتا ہوں اور اپنی ہمشیرہ کا اس سے نکاح کر دیا۔

۴۸۰۲۔ شرح: یہ حدیث امام شافعی کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ معقل بن یسار  
 کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا اس کی دلالت



بَابُ إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبُ وَخَطَبَ الْمُغِيرَةَ  
 بْنُ شُعْبَةَ امْرَأَةً هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَأَمَرَ رَجُلًا فَرَّجَهُ وَقَالَ  
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْنٍ لِأُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ قَارِطٍ أَتَجْعَلِينَ أَمْرَكَ إِلَى  
 قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُكَ وَقَالَ عَطَاءُ لَيْسَ هَذَا إِلَى قَدْ نَكَحْتَ  
 أَوْلِيَا مَرْجُلًا مِنْ عَشِيرَتِهَا وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَبْ لَكَ نَفْسِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ  
 لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرَّجِيْنَهَا

اِس پر ہرگز نہیں کہ معقل نے اپنی ہمیشہ کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا تھا۔ اور لا تفضلوهن، کا مدلول یہ ہے کہ ولایت اس عورت کی تھی۔ معقل کی ہمیشہ کا نام جمیل بنت یسار تھا اور ان کے شوہر جس نے طلاق دی تھی کا نام جمیل ابوالبراح بن عامر بن عدی قضاعی تھا۔ وہ انصار کا حلیف تھا۔

## بَابُ حَبِّ وَلِيٍّ هِيَ نِكَاحُ كَابِغِيَّامٍ دے

جیسے اپنے چچا کی بیٹی سے نکاح کی خواہش ہو تو اسے پیغام بھیجے تو کیا دوسرا  
 ولی نکاح کرے یا قاضی اس کا نکاح کرے یا خود ہی نکاح کرے۔ اور  
 دوسرے ولی کی ضرورت نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عنوان کا یہ مقتضی نہیں جو اوپر ذکر کیا ہے بلکہ عنوان کا مفہوم یہ ہے کہ جب ولی ہی شادی کا پیغام دے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں، مصنف نے حکم کو مبہم رکھا ہے لیکن اس کے ضمن میں مذکور آثار جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ عطاء کا اثر تو صراحتاً جواز پر دلالت کرتا ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ  
 وہ اس کے بہت قریبی تھی۔ انہوں نے ایک آدمی کو کہا تو اس نے اُن کا نکاح کر دیا،



چنانچہ بیہقی نے اپنے طریق سے سفیان ثوری کے ذریعے عبد الملک بن عمیر سے روایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا، حالانکہ وہ اس عورت کے دلی تھے تو انھوں نے اس عورت کا معاملہ ایک آدمی کے حوالہ کیا، حالانکہ خود اس کے زیادہ قریبی تھے تو اُس نے مغیرہ سے اس عورت کا نکاح کر دیا اور سعید بن منصور نے شعبی کے طریق سے روایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اپنے چچا عروہ بن مسعود کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تو عبد اللہ بن ابی عقیل کو بھیجا اور اس سے کہا اس عورت سے میرا نکاح کر دو۔ عبد اللہ بن ابی عقیل نے کہا میں یہ نہیں کر دوں گا جبکہ تم اس شہر کے حاکم ہو اور اس عورت کے چچا کے بیٹے ہو۔ پھر مغیرہ نے عثمان بن ابی العاص کو بھیجا تو اُس نے اس عورت کا مغیرہ سے نکاح کر دیا۔ اس روایت میں مذکور مرد کے نام کی وضاحت بھی کر دی جو عنوان میں مبہم ہے۔

عبد الرحمن بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا کیا تم اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہو؟ اُس نے کہا جی ہاں! عبد الرحمن نے کہا میں نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ہے،

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام بخاری نے اس ترجمہ میں یہ صورت داخل کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف اس عورت کے کسی وجہ سے دلی تھے، لیکن عینی نے کہا اس سے صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ وکیل تھے ان کا ولی ہونا غیر مفہوم ہے؛ کیونکہ عبد الرحمن بن عوف کا یہ کہنا ”أَتَجْعَلِينَ أَمْوَالِيَّ كَمَا تُوَافِقُكُمْ مِثْلُ مَا تُوَافِقُكُمْ“ اس میں عورت کی طرف سے تفویض ہے اور یہ تکالت ہے۔

اور عطاء نے کہا وہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے یا اس کے قبیلہ سے کسی کو حکم کرے،

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء بن ابی رباح سے کہا ایک عورت کو اس کے چچا کے بیٹے نے نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ اس کا اور کوئی آدمی ولی نہ تھا۔ عطاء نے کہا وہ گواہ کرے کہ فلاں نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور مخاطب گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے۔ یا اس کے قبیلہ سے کسی کو حکم دے۔ اگرچہ وہ دور کا ولی ہو۔ علامہ کرمانی نے کہا اس کی مراد



۴۸۰۲ — حَدَّثَنَا أَبُو سَلَوٰمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ قَالَ  
 حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ  
 قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ  
 فِي حِجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِي مَالِهِ فَيُرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا  
 وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوَّجَهَا غَيْرَهُ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ فَيَحْبِسُهَا فِيهَا  
 هُمُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ

یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ دور کے ولی کے سپرد کرے یا وہ عورت اپنے اقرباء میں سے کسی کو حکم کرے  
 یا محض گواہی پر اکتفاء کرے ایسی صورت میں مجتہدین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک مجتہد کا قول دوسرے  
 پر حجت نہیں ہوتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہلی وجہ میں کرمانی کا یہ قول عطاء کے قول کا معنی نہیں  
 اس کا معنی صرف اشتہاد و تحکیم میں ثابت بلکہ

سہل نے کہا ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 عرض کیا میں اپنا نفس آپ کو تہہ کرتی ہوں !  
 ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر آپ کو اس عورت کی حاجت نہیں تو  
 اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔

شرح : یہ طویل حدیث ہے جو عنقریب ۴۷۹۸ گزری ہے یہ اس کا کچھ حصہ ہے۔  
 اس کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی منگنی  
 کی اور اس عورت سے اس کا نکاح کر دیا کیونکہ آپ تمام مسلمانوں کے ولی ہیں۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ ”يَسْتَفْتُونَكَ  
 فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ“ کی تفسیر میں فرمایا یہ عورت ہے

جو کسی مرد کی کفالت میں ہوتی جبکہ وہ اس کے مال میں شریک تھی اور وہ اس سے نکاح کرنے سے  
 اعراض کرتا تھا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دینا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ وہ اس کے مال میں داخل ہو کر  
 شریک ہو جائے گا۔ اس لئے وہ عورت کو نکاح سے روک رکھتا تو اللہ نے اس سے منع فرما دیا۔



۴۸۰۲ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ حَدَّثَنَا قُضَيْلُ بْنُ  
 سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ  
 فَخَفَضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يَرُدِّهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ  
 زَوْجِيْنَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِي مِنْ  
 شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتِمٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ وَلَا خَاتِمٌ مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ  
 أَشَقُّ بُرْدَتِي هَذِهِ فَأَعْطَاهَا النِّصْفَ وَأَخَذَ النِّصْفَ قَالَ  
 لِأَهْلِ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَذْهَبَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا  
 بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

۴۸۰۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت فیروز غیب غمنا ان یتزو جہا  
 میں ہے کیونکہ یہ اعراض عام ہے کہ خود اس کا متولی ہو اور اپنے  
 غیر کو حکم دے کہ وہ نکاح کر دے۔ اس حدیث سے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواز پر استدلال  
 کیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے مالدار اور خوبصورت عورت سے نکاح کرنے سے اُن کے ولیوں کو عتاب  
 کیا جبکہ وہ ان کے مہر پورے نہ کریں۔ اور جو عورت مالدار اور خوبصورت نہ ہو اُن کے نکاح کر دینے کے  
 ترک پر انہیں عتاب کیا اس سے معلوم ہوا کہ ولی اپنے ساتھ نکاح کر سکتا ہے کیونکہ حرام شئی کے ترک پر عتاب  
 نہیں کیا جاتا ہے (یعنی)

۴۸۰۴ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
 بیٹھے تھے اچانک آپ کے پاس ایک عورت آئی جو آپ پر اپنے  
 آپ کو پیش کرتی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور اس کو کوئی جواب نہ دیا  
 آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا میرے ساتھ نکاح فرمادیں۔ آپ نے  
 فرمایا کیا تیرے پاس کوئی شئی ہے۔ اُس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لو ہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ عرض  
 کیا لو ہے کی انگوٹھی بھی میرے پاس نہیں! لیکن میں اپنی یہ چادر دو ٹکڑے کر دیتا ہوں اور ادھی اسے دیتا



## بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ

وُلْدَةُ الصَّغَارِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَاللَّوْئِي لَمْ يَحْضَنْ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا  
ثَلَاثَةَ اشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوغِ

ہوں۔ آدمی اپنے پاس رکھتا ہوں۔ فرمایا یہ نہیں کیا تجھے قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے؟ عرض کیا جی  
ہاں! فرمایا جاؤ میں نے تجھے جو قرآن یاد ہے اس کی برکت اور سبب سے اس کا تیرے ساتھ نکاح  
کر دیا (اس حدیث کی تفصیل عنقریب گزری ہے)

## بَابُ اَدَمٰی کا اپنے چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا (نابالغہ ہیں)

اللہ تعالیٰ نے عورت کے بلوغ سے پہلے اس کی عدت تین ماہ کی ہے

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کا اپنی چھوٹی اولاد کے نکاح کر دینے کے جواز میں اس آیت کلمہ  
سے استدلال کیا۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عورت کے بالغ ہونے سے پہلے اس کی  
عدت تین ماہ ذکر فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی نabalغہ کا نکاح کر سکتا ہے۔ صاحب تلویح  
نے کہا اس میں مضاف نے شہرہ کا ذکر کیا ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا کہ ابن شہرہ نے کہا باپ کا چھوٹی  
اولاد کی تزویج جائز نہیں اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو انہیں اختیار ہے کہ باپ کے کئے ہوئے نکاح پر  
قائم رہیں یا فسخ کر دیں۔

امام بخاری نے کہا یہ قول کتاب و سنت کے خلاف ہے لہذا اس طرف التفات نہ کی جائے۔  
مہلب نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ والد اپنی چھوٹی اولاد کا نکاح کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے۔ جن کو حیض نہ آتا ہو یعنی جو نابالغ ہوں اور ان جیسی بچیوں سے جماع نہ کیا جاتا ہو۔ باپ ان  
کا نکاح کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ آیت کریمہ اپنے عموم کے باعث ان کو شامل ہے۔ لہذا ایسی بچیوں کا  
نکاح والد کر سکتا ہے۔ البتہ باپ کے غیر کے نکاح کر دینے میں اختلاف ہے۔

ابن حزم نے کہا باپ اور غیر باپ چھوٹے بچے کا نکاح نہیں کر سکتا حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے اگر کیا،



۴۸۰۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

هشام عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا  
وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَأَدْخَلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَّتَتْ  
— عِلَّةُ لَا تَسْعَا

تو وہ ہمیشہ کے لئے تسخ ہوگا۔ بعض لوگوں نے یہ قول پسند کیا ہے۔ مذکور تقریب سے معلوم ہوتا ہے کہ  
زوجین میں سے جو کوئی بچپن یا نامردی یا کسی اور مرض کے باعث جماع پر قادر نہ ہو اس کا نکاح جائز  
ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض  
کیا جبکہ آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے طلاق نہ دیں مجھے  
مردوں کی خواہش نہیں میں اپنی باری عاتشہ کو بہہ کرتی ہوں

ترجمہ : ام المؤمنین عاتشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح فرمایا جبکہ وہ چھ برس کی

تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضور کے پاس نو برس رہیں۔ دیکھو  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے

۴۸۰۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابو بکر  
صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نابالغ بیٹی عاتشہ رضی اللہ عنہا

کا نکاح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ ام المؤمنین عاتشہ رضی اللہ عنہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس نو برس رہیں اور ان کی اٹھارہ برس کی عمر شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور  
آپ رضی اللہ عنہا ۵۷ ہجری میں فوت ہوئیں۔

## منکوحہ کو سسرال کب بھیجا جائے؟

جب شوہر اور سسرال منکوحہ کی رخصتی میں اختلاف کریں تو امام احمد اور ابو عبیدہ نے کہا  
جب منکوحہ نو برس کی ہو جائے تو اس کی رخصتی کر دی جائے جیسا کہ ام المؤمنین عاتشہ رضی اللہ عنہا  
کی رخصتی نو برس کی عمر شریف میں کی گئی تھی۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں، لیکن اگر نو برس  
کی بالغہ ہو جائے اور وہ جماع کی قدرت نہ رکھتی ہو تو سسرال کے لئے جائز ہے کہ اسے شوہر کے  
پاس بھیجنے سے منع کریں اور اگر وہ نو برس کو نہیں پہنچی اور مرد سے جماع کی قدرت رکھتی ہے تو اس کے



## بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَفْصَةَ فَأَنْكَحَتْهُ  
 ۴۸۰۶ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ عَنْ  
 هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ  
 قَالَ هِشَامٌ وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ

والدین اس کو شوہر کے پاس جانے سے منع نہ کریں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر منکوحہ نابالغہ ہے تو شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب نہیں حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے یا اسے شوہر سے مجامعت کی قدرت ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر مراہقہ کی صحت اچھی ہو اور خوب جسمیہ ہو جماع کی قدرت رکھتی ہو تو اس کا شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے؛ ورنہ جب تک جماع کی طاقت نہ ہو تو اس کے گھر والے شوہر کے پاس نہ بھیجیں (یعنی)

## بَابُ — وَالِدِ كَا اِپْنِی بیٹی کا امام سے نکاح کرنا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حَفْصَہ سے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے آپ سے نکاح کر دیا،

۴۸۰۶ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور

ان کی رخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ ہشام نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ آپ کے پاس نو سال رہیں

۴۸۰۶ — شرح: حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا جبکہ آپ امام

ہیں۔ ابن بطال مالکی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح کرنے میں امام سے



## بَابُ السُّلْطَانِ وَلِيِّ الْقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ذَوُّ جُنَاكُمَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ۲

۴۸۰۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَارِثٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوْجِي هَذَا إِن لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهِ حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصَدِّقُهَا قَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِذَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّ أُعْطِيَتْهَا آيَةٌ جَلَسْتُ لَا إِذَا رَأَيْتُكَ فَالْتَمَسْتُ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجَدُ شَيْئًا فَقَالَ التَّمَسُّ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَلَمْ يَجِدْ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا السُّورِ سَمَّاها فَقَالَ زَوْجُكَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

اولیٰ ہے اور بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں ہو اور ولی کا ہونا نکاح کے لئے شرط ہے لیکن حدیث میں شرط کا ذکر نہیں ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

## بَابُ بَادِشَاهِ وَلِيِّ هُوَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب اس سے تمہارا نکاح کر دیا ،

۴۸۰۷ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا میں نے اپنا نفس آپ کو بہہ کیا اور بہت دیر کھڑی رہی۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو حاجت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اس کو مہر دے۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی شئی نہیں صرف میرا تہبند ہے فرمایا اگر تو اس کو یہ دے گا تو تو بٹھار ہے گا تیرے پاس تہبند نہ ہوگا (یعنی برہنہ رہے گا) کوئی اور شئی تلاش کر اُس نے کہا میں کوئی شئی نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے اُس نے وہ بھی نہ پائی تو آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس قرآن سے کچھ ہے؟ (کوئی سورت یاد ہے؟) اُس نے کہا: جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ ان کا نام ذکر کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن کی سورتیں یاد ہونے کے سبب اس سے تیرا نکاح کر دیا۔

شرح: ابن بطال نے کہا تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی بادشاہ ہے اور جب کفو پایا جائے اور اس کا ولی نکاح نہ کرے تو بادشاہ اس کا ولی ہے وہ اس کا نکاح کرے گا۔

اور جب کنواری فوجوان لڑکی کا والد غائب ہو جائے اور بسیار تلاش کے بعد اس کی خبر نہ ملے تو امام ابو حنیفہ اور مالک رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا بھائی اس کی اجازت سے نکاح کر دے۔ امام شافعی نے کہا صرف بادشاہ ہی نکاح کرے گا اور کوئی ولی نکاح نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بیوہ یا مطلقہ ہے جبکہ اس کے قریبی ولی غائب ہوں۔

امام مالک، سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا ولی غصبیہ ہے جو بائد کا وارث ہوتا ہے۔ ماموں، نانا اور مادر زاد بھائی امام مالک کے نزدیک نکاح میں ولی نہیں۔ اس مسئلہ میں اہل فقہ کا اختلاف ہے کہ نکاح میں ولی مقدم ہے یا وصی اولیت؟ امام ابو حنیفہ و امام مالک اور ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا وصی اولیٰ ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کو اولیٰ کہتے ہیں۔

وصی کو صغیر پر ہرگز ولایت کا حق نہیں۔ ابن حنبل نے کہا وصی کو نکاح کرنے میں ہرگز اجازت نہیں مرد کا نکاح ہو یا عورت کا زوجین صغیر ہوں یا کبیر ہوں (یعنی)



**بَابُ لَا يُنْكَحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبُكَرُ وَالْثَيِّبُ إِلَّا بِرِضَاهَا**  
**۴۸۰۸۔** حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ  
 يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُشَامَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبُكَرُ  
 حَتَّى تُسْتَاذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تُشْكَنَ

**باب۔ باپ اور اس کا غیر بالغ کنواری یا**  
**بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتا۔**

**۴۸۰۸۔** ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے پوچھ لیا جائے اور نہ بالغ کنواری کا نکاح کیا جائے حتیٰ کہ اس سے اجازت حاصل کر لی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالغ کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہوگی! فرمایا کنواری لڑکی کا اجازت طلب کرنے کے وقت خاموش رہنا ہی اجازت ہے۔

**۴۸۰۸۔** شرح : استیمار کے معنی مشورہ کرنا ہے یعنی بیوہ منہ سے بولے کہ اس کا نکاح کر دو، کیونکہ اس کے یہ کہنے میں عار اور شرم و جہا نہیں جبکہ وہ ایک بار تجربہ کر چکی ہے لیکن کنواری لڑکی جیاد کے باعث نہیں بولتی اس لئے اس کی خاموشی ہی اذن منصورہ ہوتی ہے اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ ولی بیوہ اور بالغ کنواری کو نکاح پر مجبور نہیں کر سکتے اس لئے بیوہ سے پوچھا جائے اور بالغ کنواری سے اجازت حاصل کی جائے اور جب بالغ عاقلہ اپنی خود نیکیت نکاح ولی کی اجازت سے موقوف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتوں کی اپنی مرضی سے ان کے اولیاء کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہو پاتا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ، ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو پاتا، لیکن مذکور حدیث ان کے خلاف ہے، نیز لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ، پر سب کا اتفاق نہیں لہذا یہ حدیث متفق علیہ نہیں لہذا یہ متفق علیہ کا معارضہ

رضی کے بغیر نکاح کر کے تو اس کا نکاح جائز ہے امام ابو یوسف بھی یہی کہتے ہیں۔ امام محمد کے



۴۸۰۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ  
عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو وَمَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْبُكَرَ تَسْتَحْيِي قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا

نہیں کر سکتی ہے اس لئے امام بخاری اور یحییٰ بن معین نے کہا نکاح میں ولی کی شرط میں کوئی صحیح حدیث نہیں  
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل  
ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ترمذی نے خود کہا ہے کہ اس حدیث میں محدثین کا کلام ہے۔ ترمذی نے یہ حدیث  
زہری اور عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین سے روایت کی ہے۔ ابن جریر نے کہا میں نے زہری سے ملاقات  
کی اور ان سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اس لئے علماء نے  
اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اس کا جواب یہ ہے  
جب زہری نے ہی اس کا انکار کر دیا تو حسن کیسے ہوئی۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ زہری کا اس حدیث  
سے انکار کرنا اس کی تکذیب پر نص نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ زہری نے یہ حدیث روایت کی ہو پھر بھول گئے  
ہوں، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر حدیث بیان کرنے والے کو یاد دہی رہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس  
حدیث میں تکذیب و نسب ان دونوں کا احتمال ہو اس کی حجت ختم ہو جاتی ہے اس سے استدلال نہیں  
کر سکتے ہیں۔

۴۸۰۹ — ترجمہ : ابو عمرو مولى عائشہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کنواری لڑکی شرم و حیا سے  
بول نہیں سکتی اس کی رضا کیسے معلوم ہوگی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی خاموشی ہی اس کی  
رضامندی ہے۔

۴۸۰۹ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ  
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور اس  
کی خاموشی رضامندی ہے اور اس کو مجبور کرنے کو جائز نہ فرمایا۔ عاقلہ بالغہ کا اجازت حاصل کرتے وقت  
ہنس پڑنا اجازت ہے، کیونکہ اس کا ہنسنا فرح و سرور کی علامت ہے اور جب مذاق کے طور پر ہنسے تو یہ رضامندی  
نہیں۔ ہاں اگر روپڑے تو یہ اجازت نہیں، کیونکہ ناراضگی کی دلیل ہے۔ فقہاء نے عاقلہ بالغہ کے رونے میں



بَابُ إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مُرْدُودٌ  
 ۴۸۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ  
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهَبِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خُنَسَاءَ بِنْتِ  
 خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ  
 ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَدَتْ نِكَاحَهَا  
 ۴۸۱۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ  
 الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ وَهَبِ  
 ابْنَ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَنَّ رَجُلًا يُدْعَى خِذَامًا أَنَّكُمْ ابْنَةٌ لَهُ خَوْهٌ

تفصیل ذکر کی ہے انہوں نے کہا اگر رونے کی تقدیر میں آنسو گرم ہیں تو یہ عدم اجازت کی دلیل ہے اور  
 اگر آنسو ٹھنڈے ہیں تو یہ اجازت کی دلیل ہے؛ کیونکہ خوشی سے بھی روتا آتا ہے۔ اس وقت آنسو ٹھنڈے  
 ہوتے ہیں۔

## بَابُ حَسَّ كَسَى نِ ابْنِي بَيْتِي كَانِكَاحُ كَرْدِيَا اَوْر وَه نَارَا ض هُو تُو اَس كَانِكَاحُ مَسْتَرْدِ هِ

۴۸۱۰ ترجمہ: خُنَسَاءُ بِنْتُ خِذَامِ الْأَنْصَارِيَّةِ سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے  
 اُن کا نکاح کر دیا، حالانکہ وہ بالغہ تھی اُس نے اس نکاح کو اچھا نہ جانا اور جناب رسول اللہ ﷺ  
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

۴۸۱۱ ترجمہ: قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ عبد الرحمن بن یزید اور مجمع بن یزید نے انہیں خبر  
 دی کہ ایک آدمی جس کو خدام کہا جاتا تھا نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا جبکہ اس  
 کی بیٹی نے ناراض ہو کر حضور سے عرض کیا تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

۴۸۱۰-۱۱ شرح: اس حدیث میں مذکورہ عورت بیوہ مذکور ہے لیکن عبد الرزاق



## بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ إِلَّا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ وَإِذَا قَالِ لِلْوَلِيِّ زَوْجِي فُلَانَةٌ فَمَكَثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا وَكَذَا وَلَبِثْنَا ثُمَّ قَالَ زَوْجُكُمْ هَا هُوَ جَائِزٌ فِيهِ سَهْلٌ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے اپنے اسناد سے ابوبکر بن محمد سے روایت کی کہ ایک انصاری نے خنساء بنت خزام سے نکاح کیا اور غزوہ احد میں شہید ہو گیا تو اس کے والد نے اس کا نکاح کسی اور سے کر دیا خنساء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور عرض کیا میرے والد نے میرا نکاح کر دیا ہے، حالانکہ میرا دیور جو میرے بچوں کا چچا ہے مجھے پسند ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خنساء کی پہلے شوہر سے اولاد تھی۔ واقدی نے اس کا نام انیس بن قنادہ ذکر کیا ہے بعض نے اسیر لکھا ہے۔ دارقطنی اور طبرانی نے ہشیم کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ خنساء بنت خزام کے والد نے اس کا نکاح کیا جبکہ وہ راضی نہ تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔ اس حدیث میں کنواری یا بیوہ کا ذکر نہیں۔ خنساء کی حدیث جیسی اور احادیث بھی مذکور ہیں جن میں نکاح مسترد کیا گیا ہے ابن عباس عطاء کی حدیث ہے جو انھوں نے جابر سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی کنواری عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح کیا اور اس سے اجازت نہ لی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے زوجین میں تفریق کر دی (نسائی) اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی کہ ایک کنواری لڑکی کا اس کے والد نے نکاح کر دیا جبکہ وہ اس نکاح سے راضی نہ تھی تو آپ نے نکاح مسترد کر دیا۔ مذکور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ منکوحہ بیوہ ہو یا باکرہ (کنواری) ان کی رضا کے بغیر نکاح کر دیا جائے تو مسترد کیا جاسکتا ہے اور استرداد کی علت ثبوت یا بکارت ہے جبکہ وہ نکاح سے راضی نہ ہو۔

## بَابُ يَتِيمِ لَرَّةٍ كَانَتْ كَرْنَا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف کر سکو گے



۲۸۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ  
وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ  
أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهَا يَا أُمَّتَاهُ وَإِنْ خِفْتُمْ إِلَّا تَقِيطُوا فِي  
الْيَتَمَى إِلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أَخْتِي هَذِهِ

اور تو عورتوں میں سے جو چپا ہو نکاح کر لو ! ،

شرح : اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا جب یتامیٰ سے نکاح کرو اور تمہیں خوف ہو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو دیگر عورتوں میں سے جس سے خوش ہو نکاح کرو۔ دراصل واقعہ اس طرح ہے کہ جب کوئی یتیم لڑکی دیکھتا کہ وہ مالدار اور خوبصورت ہے تو اس سے نکاح کر لیتا با اذنا اس کے پاس چند یتیم عورتیں جمع ہو جاتیں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی قدرت نہ ہوتی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر تمہیں ڈر ہے کہ حقوق پورے نہ کر سکو گے تو ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو گے۔ یتیم لڑکی سے مراد باکرہ بالغہ عورت ہے اور زمانہ ماضی کے اعتبار سے اسے یتیم کہا ہے۔

”جب ولی سے کہا فلاں عورت سے میرا نکاح کرو تو ولی کچھ وقت دیر کی۔ یا کہا تیرے پاس کیا ہے اُس نے کہا میرے پاس اتنا اتنا ہے یا دونوں خاموش رہے پھر کہا میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا تو جائز ہے اس کی سہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی“

شرح قولہ وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ الْخ اس کا عطف تزویج الیتیم پر ہے۔ یعنی اس باب میں دو حکم ہیں ایک یتیم سے نکاح کرنا۔ دوسرا یہ کہ پیغام نکاح دینے والا عورت کے ولی سے کہے فلاں عورت مجھ سے نکاح کرو تو ولی جواب میں کچھ وقت تاخیر کر دے یا یہ کہے کہ تیرے پاس کوئی شے ہے جو اس کو مہر میں دے گا وہ کہے میرے پاس اتنا اتنا ہے۔ یعنی ایجاب اور قبول کے درمیان یہ کلام واقع ہو یا دونوں تاخیر کر دیں پھر کہے میں نے تیرے ساتھ نکاح کر دیا تو ان تینوں صورتوں میں



الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ  
 أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صِدَاقِهَا فَهُوَ أَعَنَ نِكَاحِ حَيْثُ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا  
 لَهُنَّ فِي أَكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأَمْرُوا بِنِكَاحٍ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ  
 قَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ  
 ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ يُسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى تَرْغِبُونَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ  
 لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ رَغِبُوا  
 فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ  
 تَرَكَوْهَا وَآخِذُوا بِغَيْرِهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتَرَكُونَهَا حِينَ  
 يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا  
 لَهَا وَيُعْطَوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ

نکاح جائز ہے، کیونکہ باوجود مذکور تاریخ کے مجلس واحد ہے۔

ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے پوچھا  
 اور کہا اے میری ماں! اس آیت کریمہ : وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا

تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى إِلَى قَوْلِهِ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، کی تفسیر کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
 نے فرمایا اے میرے بھانجے : یہ وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی کفالت میں ہوتی وہ اس کی خوبصورتی  
 اور مالداری میں رغبت کرتا اور اپنے ساتھ نکاح کر لیتا، اور اس کا مہر کم کرنا چاہتا تو ان کو یتیموں کے  
 ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر یہ کہ ان کو پورے مہر دیں اور ان کے ماسوا دیگر عورتوں کے  
 ساتھ نکاح کا حکم دیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اس کے بعد لوگوں نے جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَيُسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى قَوْلِهِ  
 تَوْغِبُونَ، نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انہیں فرمایا : کہ یتیم بالغہ عاقلہ عورت جب  
 خوبصورت اور مالدار ہوتی تو اس کے نکاح اور نسب مہر میں رغبت کرتے اور جب خوبصورت نہ ہوتی



نَاثٌ اِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوْجِيْ فُلَانَةَ  
 فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا اِجَازَ النِّكَاحِ وَاِنْ لَمْ يَقُلْ  
 لِلزَّوْجِ اَرْضَيْتَ اَمْ قَبِلْتَ ۴۸۱۳ — حَدَّثَنَا ابُو النُّعْمَانِ  
 قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَنَسٍ اَمْرَاةٌ اَتَتْ  
 النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِي الْيَوْمَ  
 فِي السَّامِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ زَوَّجْنِيهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ  
 قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ اَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ مَا  
 عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ  
 فَقَدْ مَلَكَتْهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

اور کم مال داری کے باعث اس میں رغبت نہ ہوتی تو انہیں چھوڑ دیئے اور ان کے علاوہ دوسری عورتیں لے  
 آتے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جیسے وہ انہیں عدم رغبت کی صورت میں چھوڑتے ہیں  
 (اور ان سے نکاح نہیں کرتے) تو ان کے لئے جائز نہیں کہ جب ان میں (خوبصورتی اور مال داری کے  
 باعث) رغبت کریں تو ان سے نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور ان کا پورا حق انہیں دیں  
 اور وہ کامل مہر ہے۔

**باب — جب شادی کا پیغام دینے والا عورت**  
 کے ولی سے کہے میرا فلاں عورت سے نکاح کر دو!  
 اور وہ کہے میں نے اتنے اتنے (مہر کے عوض) تیرے ساتھ اس کا نکاح  
 کر دیا تو یہ نکاح جائز ہے اگرچہ زوجہ سے یہ نہ کہے کیا تو راضی ہے یا تو نے قبول کیا؟



بَابٌ لَا يَخْطُبُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكَحَ  
 أَوْ يَدَعَ ۲۸۱۳ — حَدَّثَنَا مَكِّي بْنُ أَبِي رَاهِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
 ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ نَبِيُّ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت  
 ۲۸۱۳ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ  
 پر اپنا آپ پیش کیا تو آپ نے فرمایا مجھے آج کسی دوسری عورت کی حاجت نہیں ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا مجھ سے نکاح کر دیں۔ فرمایا تیرے پاس کیا ہے (مہر کتنا ہے) اُس نے کہا  
 میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ فرمایا اس کو کچھ دو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی دو۔ اُس نے کہا میرے پاس  
 کچھ نہیں۔ فرمایا تو نے کتنا قرآن پڑھا ہے۔ عرض کیا اتنا اتنا قرآن پڑھا ہے۔ فرمایا میں نے اس  
 قرآن کے سبب جو تجھے یاد ہے اس کا تجھے مالک بنا دیا۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ۲۸۱۳ — فرمایا مجھے آج عورتوں کی حاجت نہیں، حالانکہ آپ نے اسے  
 سرتاپا، ایک نظر سے دیکھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو حاجت تھی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ  
 کا یہ دیکھنا نکاح کے لئے نہیں تھا۔ اجنبیہ عورت کو دیکھنا آپ کے لئے جائز تھا اور یہ آپ کے خصوصیات  
 سے ہے، کیونکہ آپ ساری امت کے باپ ہیں جبکہ آپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں یا ممکن ہے کہ آپ  
 نے کسی اور مصلحت کے لئے دیکھا تھا۔

بَابُ اپنے مسلمان بھائی کے پیغامِ نکاح پر  
 پیغام نہ بھیجے حتیٰ کہ وہ نکاح کر لے یا اسے ترک کر دے

ترجمہ : ابن جریج نے بیان کیا میں نے نافع کو یہ حدیث بیان کرتے  
 ۲۸۱۲ — ہوئے سنا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



يُخْطَبُ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَتْرَكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ  
يَاذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ

۴۸۱۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ  
جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْتُرُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ

نے اس سے منع کیا کہ تم میں سے بعض دوسرے کی بیع پر بیع کریں اور یہ کہ اپنے بھائی کی منگتیر پر پیغام  
نکاح بھیجے۔ حتیٰ کہ پہلا منگتیر منگنی ترک کر دے یا وہ اسے اجازت دیدے۔

شرح : قولہ لا یخطب «منصوب یا مرفوع ہے۔ پہلی تقدیر پر «لا»

۴۸۱۴

زائد ہے اور دوسری تقدیر پر نافیہ ہے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ

مجزوم نہی کا صیغہ ہو اس تقدیر پر لفظ قَالَ مقدر ہے اور نہی پر معطوف ہے۔ یعنی بھئی وَتَلَّ  
لَا يَخْطُبُ، اور بھائی سے مراد نسبی یا رضائی یا دینی بھائی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب فاطمہ  
بنت قیس کو طلاق ہوئی اور حضرت معاذ بن ابی سفیان اور ابوہریرہ نے انہیں پیغام نکاح بھیجے تو سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اُسامہ بن زید سے نکاح کر لے اس کا جواب یہ ہے کہ جب زن و شوہر  
نکاح پر راضی ہو جائیں تو اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے اور اگر  
صرف مشورہ تک محدود ہو تو اور صراحۃً ان میں رضامندی نہ ہوئی ہو تو عورت کو پیغام نکاح دینا جائز ہے  
کیونکہ ابوہریرہ اور معاذ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے فاطمہ بنت قیس کو پیغام نکاح دیا اور سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو منع نہ فرمایا اور فاطمہ بنت قیس کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت اُسامہ سے نکاح  
کر لے؛ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ تک فاطمہ بنت قیس کا کسی طرف میلان نہ ہوا تھا۔ البتہ  
اگر کسی کی طرف عورت کا میلان ہو جائے اور منگنی طے پا جائے تو اب اسے منگنی کا پیغام دینا جائز  
نہیں، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ نہی فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ کسی فقیہ نے یہ  
نہیں کہا اور فقہاء احادیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں بعض نے کہا یہ نہی تحریم کے لئے نہیں لیکن یہ  
قول بعید تر ہے۔

ترجمہ : اعرج نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۴۸۱۵



۴۸۱۵ — شرح : اس حدیث میں گمان سے تحذیر کی گئی ہے یعنی اپنے گمان پر عمل نہ کرو ! حالانکہ اکثر شرعی احکام ظن پر مبنی ہیں اور

marfat.com



الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ  
ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَلَّمَتْ حَفْصَةُ  
قَالَ عُمَرُ لَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ  
بِنْتَ عُمَرَ فَبَشَّرْتَنِي لِيَالِي ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَلَقِيتُنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْني أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا  
عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَلَوْ تَرَكْتُهَا لَقَبْلَتْهَا تَابِعَةُ يُونُسُ وَمُوسَى بْنُ عَقْبَةَ وَابْنُ أَبِي  
عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

## باب منگنی چھوڑنے کی تفسیر

۴۸۱۶ — ترجمہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر فاروق نے کہا  
جب حفصہ بیوہ ہو گئیں تو میں نے ابو بکر سے ملاقات کی اور ان  
سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح تم سے کر دوں ؟ میں چند روز بھڑا بھڑا چہرہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کا پیغام دیا مجھے ابو بکر صدیق ملے اور کہا جو تم نے  
مجھ پر پیش کیا تھا اس کا جواب تمہیں دینے میں مجھے صرف اس بات نے منع کیا تھا کہ مجھے علم تھا  
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کا راز افشاء نہ کر سکتا تھا اگر آپ انہیں چھوڑ دیتے تو میں ضرور حفصہ قبول کر لیتا۔ یونس، موسیٰ  
ابن عقبہ اور ابن ابی عتیق نے زہری سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔

۴۸۱۶ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے موافقت اس طرح ہے کہ عمر فاروق  
رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ابو بکر ملے الخ کیونکہ اس کلام میں



## بَابُ الْخُطْبَةِ

۴۸۱۷ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ الْبَيَانِ سِحْرًا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منگنی ترک کرنے میں عمر فاروق سے عذر خواہی کرنا ہے اور انہیں یہ جواب دینا ہے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منگنی ترک کرنے کی یہ تفسیر کی ہے۔

## بَابُ خُطْبِ

۴۸۱۷ — ترجمہ : زید بن اسلم نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ دو آدمی مشرق کی جانب سے آئے اور انھوں نے لوگوں سے خطاب کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بعض بیان جادو میں۔

۴۸۱۷ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث باب الطب میں عبد اللہ بن یوسف کے ذریعہ مالک سے روایت ذکر کی ہے۔ ابوداؤد

نے قعنبی کے ذریعے مالک اور ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان دو مردوں میں سے ایک کا نام زہریقان اور دوسرے کا نام عمرو تھا۔ یہ دونوں تمیمی تھے اور فصاحت و بلاغت میں باکمال تھے وہ نو ہجری میں آئے دونوں نے اپنے خطبوں میں کمال فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام کیا۔ زہریقان نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں بنی تمیم قبیلہ کا سردار ہوں ان میں میری اطاعت کی جاتی ہے اور میں ان کی طرف جملہ امور سرانجام دیتا ہوں اور ان سے ستم و ظلم کی مدافعت کرتا ہوں اور ان کے حقوق کا احیاء کرتا ہوں ان کو پامال نہیں ہونے دیتا۔ یہ میرا ساتھی عمرو مجھے خوب جانتا ہے کہ میں ایسا شخص ہوں۔ عمرو نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!



یہ سخت معارضہ کرنے والا ہے اپنے آپ سے مدافعت کرتا ہے اور اس کے قریبی ہی اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ زبیر قان نے کہا یا رسول اللہ! خدا کی قسم یہ شخص لشیعہ الحال ہے۔ نیا نیا مالدار احمق ہے اور اپنے قبیلہ میں بدنام ہے۔ بخدا! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ مجھ میں نہیں پایا جاتا۔ یہ اس نے صرف حسد کرتے ہوئے کہا۔ عمرو نے کہا: میں تجھ پر حسد کرتا ہوں؟ بخدا یا رسول اللہ! میں نے پہلے بھی سچ کہا ہے۔ اور دوسری بار جھوٹ نہیں کہا لیکن میں وہ انسان ہوں۔ جب میں راضی ہوں تو کہتا ہوں جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے بہتر ہے اور جب میں غضبناک ہوں تو کہتا ہوں جو کچھ میں نے پایا ہے وہ اچھا نہیں ہے (یہ سن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ان کے کلام میں انتہائی فصاحت و بلاغت پائی کہ بعض بیان جادو میں جو سننے والوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ اور ان کے دل سخر کر لیتا ہے۔ اور ان پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے جیسے جادو و ظاہر حال میں تصرف کرتا ہے۔ ابو داؤد نے عبد اللہ بن بکر سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ بعض بیان جادو میں اور بعض علم جہالت میں اور بعض شعر حکمت میں اور بعض کلام عبال میں۔ صعصعہ بن صوحان نے کہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ بعض بیان کے جادو ہونے کا معنی یہ ہے کہ جس شخص پر کسی کا حق ہو اور وہ مقدمات اور حج و دلائل کے باعث اپنے مقابل پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے اور لوگ اس کے جواب میں عاجز رہ جاتے ہیں اور وہ کسی کا حق لے کر جاتا رہتا ہے۔ بعض علموں کے جہل ہونے کی صورت یہ ہے کہ بعض عالم کوئی بات کرتے ہیں جسے جانتے نہیں ہیں اور اس کی تقریر و تحریر میں تکلف کرتے ہیں اور جہالت میں پڑ جاتے ہیں جو شعر حکمت میں ان سے مراد یہ ہے کہ وہ مواعظ، امثال اور معارف پر مشتمل ہوتے ہیں اور بعض عبال بایں معنی ہیں کہ تو اپنا کلام اس کے سامنے ذکر کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں اور نہ وہ اسے چاہتا ہے (تفسیر القاری) اس حدیث کی مناسبت عنوان سے اس طرح ہے کہ ان دو مردوں کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کلام غرض اور مقصد سے خالی نہ تھا اور حاجت کے وقت خطبہ پڑھنا لوگوں کے دل مائل کرنے اور اجابت میں رغبت کرنے کے لئے قدیم رسم چلی آرہی ہے اسی لئے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا جاتا ہے

## کیا عقد نکاح کے وقت خطبہ واجب ہے؟

اہل ظاہر کے نزدیک خطبہ نکاح واجب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا تھا اور آپ کا فعل وجوب کے لئے ہے؛ لیکن فقہاء کے نزدیک یہ خطبہ فرض و واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ امام ترمذی نے کہا بعض



## بَابُ ضَرْبِ الدُّوِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيْمَةِ

۴۸۱۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ بَشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرَّبِيعَةُ بِنْتُ مُعَوِذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بَنِي عَلَى فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَا جَلَسَ مِنِّي فَجَعَلْتُ جَوِيْرِيَّاتٍ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالْأُفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا بَنِي يَعْلَمُ مَا فِي عُذِّ فَقَالَ دَعِي هَذِهِ قَوْلِي بِالَّذِي كُنْتَ تَقُولِينَ

اہل علم ایسے سفیان ثوری وغیرہ نے کہا کہ خطبہ کے بغیر نکاح صحیح ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسہل بن زید کی حدیث میں ایک شخص سے فرمایا میں نے تجھے بعض قرآن یاد ہونے کی برکت سے اس عورت سے تیرا نکاح کر دیا اور اس میں خطبہ مذکور نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نکاح میں خطبہ نہ پڑھا جائے وہ شل ماتھ کی طرح ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اصل نکاح ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

## نکاح اور ولیمہ میں دُوت مارنا

دُوت میں دال مضموم ہے مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ نکاح میں دُوت بجانے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح ولیمہ میں دُوت بجانا مباح ہے رخصتی کے وقت بھی دُوت بجانے میں حرج نہیں۔

ترجمہ: خالد بن ذکوان نے کہا ربیعہ بنت معوذ بن عفراء نے کہا جب

۴۸۱۸ — میری رخصتی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے

بستر پر تشریف فرما ہوئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دُوت بجانا شروع

کر دی اور بد کی جنگ میں جو میرے آباء قتل ہو چکے ان کا ندبہ کر رہی تھیں ان کو افسوس سے

پکارتی تھیں، اچانک اُن میں سے ایک بچی نے کہہ دیا ہم میں ایسا نبی ہے جو آنے والے دن



بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ  
نِحْلَةً وَكَثْرَةَ الْمَهْرِ وَأَدْنَىٰ مَا يَجُوزُ مِنَ الصَّدَاقِ  
وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَأَتَيْتُمُ احْدَهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا  
مِنْهُ شَيْئًا وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ وَقَالَ سَهْلٌ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ

کی باتیں جانتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہنا چھوڑو اور وہ کہو جو پہلے کہتی تھی۔

شرح : روتے ہوئے میت کے محاسن شمار کرنے کو نڈبہ کہتے ہیں بتیہ علم  
۴۸۱۸ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت عفرہ کے بستر پر اس کے پاس  
بیٹھ گئے، کیونکہ حضور کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ اجنبیہ سے غلوٹ کر سکتے ہیں اور اس کو دیکھ سکتے  
ہیں جیسے آپ ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جانے اور ان کے گھر آرام فرماتے اور وہ  
آپ کے سر مبارک کے آرام پہنچاتی تھیں، حالانکہ وہ آپ کی محرمہ نہ تھی اور نہ ہی زوجیت کا تعلق تھا۔  
نکاح میں دُف بجانا مباح ہے بلکہ عوام کو پتہ چلے کہ شادی ہو رہی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے لڑکیوں کو قینا نبیؐ یَعْلَمُ مَا فِي عَدَّتِ، کہنے سے روک دیا، کیونکہ علم صفت کمال ہے اور گانا  
بجانا لہو لعب سے خالی نہیں تو ایسے مقام میں آپ کی صفت کمال کا ذکر موزون نہ تھا اس لئے  
فرمایا یہ نہ کہو اور وہ ہی کہو جو اپنے اباؤ اجداد کے محاسن ذکر کرتی تھی اور وہ اشعار کہو جو مغازی  
اور جنگوں میں بہادری پر مشتمل ہیں۔

## نکاح میں دُف بجانا

نکاح و ولیمہ میں دُف بجانا مباح ہے۔ امام ترمذی نے محمد بن حاطب سے روایت نقل  
کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال و حرام نکاح کے درمیان دُف بجانا اور عجمیوں  
کا گانا حد فاصل ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا جبکہ ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے  
نیز امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



نے فرمایا نکاح کا اعلان کرو اور مساجد میں کرو اور نکاح کے وقت دُقت بجاؤ۔  
 امام نسائی نے قرطہ بن کعب اور ابو مسعود سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شادی کے وقت لہو و لعب کی اجازت دی۔ ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے اپنی قریبی انصاریہ عورت کا نکاح کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کے پاس بچیوں کو بھیجا ہے جو وہاں کا ناگاشیں عرض کیا گیا نہیں۔ آپ نے فرمایا انصار کو غزلیں بہت پسند ہیں تم اس کے ساتھ غزلیں کہنے والی بچیاں بھیجتے تو اچھا مناسب تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام اور عالم دین شادیوں میں جاسکتے ہیں؛ اگرچہ وہاں لہو و لعب ہو؛ کیونکہ شادیوں میں لہو و لعب مباح ہے کیونکہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور خوشی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے رکنا مستحسن نہیں ہے بلکہ یہ ممدوح و مشروع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا جائز ہے جبکہ اس میں قابل تعریف وصف پائی جائے جیسے چھوٹی بچیوں نے کہا وینا بنی لعلم مافی غد کیونکہ مستقبل قریب یا بعید کی باتیں جاننے کی وصف آپ میں پائی جاتی ہے۔ البتہ ممنوع وہ وصف ہے جو ممدوح میں نہ پائی جائے، واللہ ورسولہ اعلم!

## باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عورتوں کو ان کے

مہر دو، عطیہ کے طور پر،

اور زیادہ سے زیادہ مہر، اور جو کم از کم مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم عورتوں میں سے کسی کو زیادہ مہر دو تو اس میں سے کوئی شئی واپس نہ لو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کا مہر مقرر کرو، سہل گئے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہر دو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو،

**تفسیر:** ”عورتوں کو ان کے مہر دو“ سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ کم از کم مہر

مقرر نہیں۔ صدقات بضم الدال صدقہ کی جمع معنی مہر ہے اور صدقات بفتح الدال صدقہ کی جمع معنی خیرات ہے۔ نیز صدقات معنی مہر کو صدقات بفتح الصاد و سکون الدال اور صدقات بضم الصاد و الدال بھی پڑھا جاتا ہے۔ قولہ نخلۃ، منصوب مفعول مطلق ہے؛ کیونکہ نخلۃ اور اثیاء کا



معنی واحد ہے۔ دراصل انْخَلَوْهُنَّ مُهُرَهُنَّ نِخْلَةً تَحَا۔ یہ مخاطبین سے حال بھی ہو سکتا ہے  
یعنی عورتوں کو ان کے مہر و اس حال میں کہ تم خوش ہو۔ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ نِخْلَةً صَدَقَات  
سے حال واقع ہو اور نِخْلَةً کا معنی ملت ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے: نِخْلَةُ الْإِسْلَامِ خَيْرُ الْغُلِّ اس وقت تقدیر  
عبارت اس طرح ہوگی: وَأَتَيْنَهُنَّ صَدَقَاتِهِنَّ مَفْضُولَةً مُعْطَاةً، یہ بھی احتمال ہے کہ بطور تعلیل  
منصوب ہو یعنی أَتَوْنَهُنَّ صَدَقَاتِهِنَّ لِلنِّخْلَةِ وَالرِّيَاةِ، قولہ کثْرَةُ الْمَهْرِ، مجرور قولہ تعالیٰ پر  
معطوف ہے یعنی یہ باب کثرت مہر کے بیان میں ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ کثیر مہر بھی جائز ہے  
اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَأَتَيْنَهُنَّ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا یعنی کثیر مال دیا۔ زحشری نے کہا قِنْطَار  
کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی غیر محدود و عدد ہے بعض نے کہا محدود و عدد ہے  
پھر اس کی تحدید میں اختلاف ہے بعض ایک ہزار دو سو اوقیہ کہتے ہیں بعض بارہ ہزار اوقیہ کہتے ہیں جبکہ  
بعض ستر ہزار دینار کہتے ہیں۔ مذکور عنوان میں آیات کثرت مہر پر دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ حدیث شریف  
قُلْتُ مَهْرٌ بِدَلَالَتِهَا كَرْتِي هِيَ۔ اخاف کے نزدیک کم از کم مہر دس درہم ہے اس سے کم جائز نہیں اس  
کی دلیل یہ ہے کہ دارقطنی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لَا مَهْرَ دُونَ عَشْرَةِ  
دَنَاهِمٍ، کہ دس درہموں سے کم مہر نہیں۔ بیہقی اور ابو عمر بن عبد البر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ  
سے روایت کی کہ کم از کم مہر جس کے ساتھ آدمی اپنے لئے عورت حلال کرتا ہے دس درہم ہیں۔ علامہ عینی  
رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ مہر کثیر اور قلیل ہونے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مہلب نے کہا  
کثیر مہر کی حد نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ان میں سے کسی کو تم نے کثیر مال دیا۔ اور عبد الرزاق نے  
اپنے اسناد سے ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے ذکر کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کے مہر زیادہ نہ دو  
تو ایک عورت نے کہا اے عمر یہ تمہارے بس کی بات نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَتَيْنَهُنَّ إِحْدَاهُنَّ  
قِنْطَارًا، اور تم نے عورتوں میں سے کسی کو کثیر مال دیا۔

ابو الفرج اموی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی  
ام کلثوم کو چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا تھا اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک عورت سے نکاح کیا اور  
اس کو سو مائیدی اور ایک لاکھ درہم مہر ادا کیا تھا اور مضعب بن زبیر نے عائشہ بنت طلحہ سے نکاح  
کیا اور اس کو دس لاکھ درہم مہر ادا کیا تھا اور نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے حبشہ میں نکاح کر کے حضور کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا (ابوداؤد) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو اطلاع بھیج دی۔ حربی نے کہا نجاشی نے چار سو دینار مہر ادا کیا تھا بعض نے دو سو دینار کہا ہے۔  
مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر پانچ سو درہم  
تھا۔ حربی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سودہ کو ایک مکان مہر دیا تھا اور ام المؤمنین عائشہ



۴۸۱۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ  
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَهْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ  
أَمْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَآةٍ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاشَةً  
الْعُرْسِ فَسَالَ فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ أَمْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَآةٍ وَعَنْ  
قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ أَمْرَأَةً عَلَى وَزْنِ  
نَوَآةٍ مِّنْ ذَهَبٍ

رضی اللہ عنہا کو گھریلو سامان مہر دیا جس کی قیمت پچاس درہم تھی۔ زینب بنت خرمیہ کا مہر پانچ سو درہم  
تھا۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضور نے مہر میں سامان دیا جس کی قیمت دس درہم تھی۔ بعض  
نے کہا دو مٹکے ایک چکی اور ایک ٹیکہ مہر دیا۔ ترمذی نے چار سو درہم ذکر کئے ہیں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ  
ایک انصاری نے نکاح کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مہر دیا اُس نے کہا چار اوقیہ مہر دیا ہے  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار اوقیہ مہر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس پہاڑ سے چاندی نکالتے ہو

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف  
رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے  
برابر مہر کے عوض نکاح کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شادی کی خوشی کے آثار دیکھے تو اس سے  
دریافت کیا تو عبدالرحمن بن عوف نے کہا میں نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے برابر مہر کے  
عوض نکاح کیا ہے۔ قتادہ نے انس سے روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف نے ایک عورت سے سونے  
کی گٹھلی کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا۔

۴۸۱۹۔ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب  
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن کا کلام سنا تو

خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی مقدار معین نہیں ہے اور زوجین جس پر راضی  
ہو جائیں وہ مہر متصور ہو سکتا ہے۔ گٹھلی کا وزن پانچ درہم تھا۔  
بشاشہ کے معنی خوشی ہیں۔



## بَابُ التَّرْوِجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

۴۸۲۰۔ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَدْ وَهَبْتُ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأَى فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَدْ وَهَبْتُ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأَى فِيهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّلَاثَةُ فَقَالَتْ إِنَّمَا قَدْ وَهَبْتُ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأَى فِيهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْكِحِيْنَهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبِي فَاظْلُبِي وَلَوْ خَالَتِهَا

## بَابُ قِرَآنِ كِتَابِ تَعْلِيمِ كَيْفِ عَوْضِ نِكَاحِ كَرْدِنَا اور مہر ذکر کئے بعینہ نیکاح کر دینا

۴۸۲۰۔ — ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک جماعت صحابہ میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک ایک عورت کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کو بخش دی۔ آپ اس میں اپنی رائے قائم کر لیں آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا وہ پھر دوسری بار کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کو ہبہ کی حالت میں اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری بار کھڑی ہوئی اور کہا میں نے اپنا آپ کو ہبہ کر دیا ہے اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ پھر ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور عرض کیا



مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا وَحَدْتُ شَيْئًا  
وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ  
سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا قَالَ أَذْهَبُ فَقَدْ أَنْكَحْتُكُمْ بِمَا مَعَكَ  
مِنَ الْقُرْآنِ

**بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوضِ وَخَاتِمٍ مِنْ حَدِيدٍ**  
۴۸۲۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ  
أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتِمٍ مِنْ حَدِيدٍ

کیا یا رسول اللہ! اس عورت کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے (جو مہر میں ادا کرے)  
اُس نے کہا نہیں فرمایا جاؤ تلاش کرو! اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ وہ گیا اور تلاش کیا پھر آگیا اور عرض کیا:  
میں نے کوئی سٹی نہیں پائی اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی پائی ہے۔ فرمایا کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اُس نے  
کہا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ فرمایا جاؤ تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب میں نے اس کا نکاح تجھ  
سے کر دیا۔

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
آدمی سے کہا نکاح کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کے عوض نکاح کرو! — ۴۸۲۱

شرح: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث جو متعدد طرق سے منقول  
ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوہے کی انگوٹھی مہر دی جائے تو — ۴۸۲۱-۲۰

نکاح درست ہو جاتا ہے۔ اس سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا  
جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ اور امام مالک، لیث اور مزی نے کہا کہ تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی  
امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کے عوض نکاح کرے تو نکاح جائز ہے  
اور وہ اس نکاح کے حکم میں ہے جس میں مہر ذکر نہ کیا جائے۔ اس صورت میں مہر مثل واجب ہے جبکہ منکوحہ



ہم بستی کر لے ؛ ورنہ اس منکوحہ کو متعہ دینا ہوگا۔  
 امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا جواب یہ دیا کہ سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اس کے عوض اس کا نکاح تجھ سے کر دیا آپ کے خصوصیات  
 سے ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ تعلیم قرآن کے عوض تزویج و تملیک کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک  
 تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مہر کے بغیر ملک بضعہ مباح کیا ہے آپ کے سوا اور کسی کے  
 لئے مباح نہیں کیا ؛ چنانچہ صراحۃً قرآن کریم میں ہے : خَالِصَةً لَّكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ، دوسرے  
 مومنوں کے سوا صرف آپ کے لئے خاص ہے ۔ لہذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جو اللہ تعالیٰ  
 نے آپ کے لئے مخصوص کر دیا ہے وہ آپ مہر کے بغیر اور کسی کی تملیک کر دیں ۔ یہ صرف سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے ۔ امام لیث تعلیم قرآن کو مہر قرار نہیں دیتے وہ کہتے ہیں اس عورت  
 نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میں نے اپنی ذات آپ کو ہبہ کر دی ہے یعنی مہر کے  
 بغیر آپ کی ملکیت کر دی ہے ۔ اور اس شخص نے کہا تھا کہ آپ اس کا نکاح میرے سامنے کر دیں ۔ اور حدیث  
 میں کہیں مذکور نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے مشورہ کیا ہو یا اس عورت نے کہا ہو  
 کہ اس آدمی سے میرا نکاح کر دیں ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ہبہ کے باعث جس میں آپ کے لئے  
 نکاح جائز ہے اس مرد کو وہ ہبہ کر دی ۔ اس حدیث (سہل بن زید کی حدیث) کا یہ جواب بھی دیا جاتا  
 ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد : بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ، قرآن کریم  
 کے شرف اور اس کی قدر و منزلت کے بیان کے لئے یعنی میں نے قرآن کریم کی سودتوں کی برکت اور  
 تعظیم کے لئے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ لوہے کی انگوٹھی بطور مہر معجل ہو اگرچہ  
 وہ قلیل ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوہے کی انگوٹھی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ؛ کیونکہ  
 یہ دوزخوں کا زیور ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز تھا پھر ممنوع قرار  
 دیا گیا اور اس کا پہننا منوع ہو گیا ۔

قولہ فَرَّ ، قام عاطفہ اور ”ر“ امر ہے جیسے وَفَى لِفِيٍّ سے امر ہے اسی طرح رَعَى تَرَى  
 سے امر درر ہے ۔ اس قسم کے الفاظ میں قاعدہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں ہا سکتہ لاحق کرتے ہیں جیسے  
 قَدَ کیونکہ ایک ہی کلمہ سے ابتداء اور اسی پر وقف مُتَعَسِّر ہے ۔

## باب سامان اور لوہے کی انگوٹھی مہر دینا

۴۸۲۲ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ایک آدمی سے فرمایا نکاح کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کے عوض ہو ۔ قدمہ تفصیلہ ،



بَابُ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ  
وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحَقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ وَقَالَ الْمُسَوِّرُ  
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ  
فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي وَصَدَّقَنِي وَوَعَدَنِي  
فَوَفَّى لِي

## بَابُ نِكَاحِ كَيْ وَاقْتِ شَرَطِيں لَكَانَا

یعنی اس باب میں عقدِ نکاح کے وقت شرطوں کا بیان ہے شرط کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض کا پورا کرنا ضروری ہے جیسے عورت سے اچھا معاملہ کرنا اور بعض شرطیں وہ ہیں جو ضروری نہیں جیسے عورت نکاح کے وقت یہ شرط ذکر کرے کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دیدے اور بعض شرطیں وہ ہیں جن میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسے یہ شرط کی جائے کہ اس کے بعد کسی اور عورت سے نکاح نہ کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں اور وجودِ شرط کے وقت حقوق ختم ہو جاتے ہیں اور مسور بن محزمہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے داماد کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ آپ نے اس کی دامادی میں اس کی شنا کی اور اچھی شنا کی؛ چنانچہ فرمایا اُس نے (داماد نے) میرے ساتھ بات کی اور سچی کی مجھ سے وعدہ کیا پورا کیا۔

شرح : مقاطع مقطع کی جمع ہے۔ یعنی وہ مقامات جن میں وجودِ شرط کے بعد زوجین کے حقوق ختم ہو جاتے ہیں یعنی شروط واجبہ کو پورا کرنا واجب ہے۔ اگر کسی آدمی نے اس شرط پر عورت سے نکاح کیا کہ اسے اس کے گھر سے باہر نہیں لے جائے گا یا اس کے



ہوتے ہوئے کسی اور عورت سے نکاح نہیں کرے گا یا اس قلم کی کوئی اور مباح شرط ذکر کی تو اس کی وفاء میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا شوہر پر واجب ہے کہ شرط پوری کرے۔ شیخ عبدالرزاق اور ابن عبدالبر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے یہ شرط ذکر کی کہ اسے گھر سے باہر نہ لے جائے گا تو عمر فاروق نے فرمایا شرط پوری کرے پھر خدو نوں نے یہی ذکر کیا جو امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا عورت کی شرط پوری کرے۔ بعض متأخرین نے اسے مستحسن کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا اللہ سے ڈرتے ہوئے شرط پوری کرے لیکن یہ اس پر واجب نہیں اگر اسے باہر لے جانا ہی چاہتا ہے تو وہ اپنی بیوی کا زیادہ مستحق ہے۔ امام مالک، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری اور امام شافعی یہی کہتے ہیں۔

عطاء نے کہا کہ اگر عورت نے یہ شرط کی کہ اس کا شوہر کسی اور عورت سے نکاح نہیں کرے گا نہ کسی لونڈی سے جماع کرے گا اور نہ وہ گھر سے باہر جائے گی تو جب نکاح کرے گا شرط باطل ہو جائے گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن وہب نے لیث کے ذریعہ ابن سباق سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک آدمی نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اسے اس کے گھر سے باہر نہ لے جائیگا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ شرط ختم کر دی اور فرمایا عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے گی اور عورت کی شرط لازم نہ کی۔ اس طرح کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شرط لوگوں کی شرطوں سے مقدم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں متضاد روایات منقول ہیں۔ تابعین اور تبع تابعین نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے۔ امام اوزاعی نے پہلا قول اختیار کیا اور کہا عورت کی شرط ثابت رہے گی۔ امام لیث نے دوسرا قول اختیار کیا۔ امام مالک نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

## ابوالعاص زوج زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابوالعاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی قرشی عبشی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے داماد ہیں ان کا نام لقیط ہے بعض نے ہشتم اور بعض نے ہشیم ذکر کیا ہے ان کی والدہ مالہ بنت خویلد بن اسد ہیں۔ مالہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن ہیں۔ ابوالعاص جنگِ بد میں کفارِ قریش کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے اور دوسرے قیدی کافروں کے ساتھ مسلمانوں کے قیدی ہوئے جبکہ مکہ والوں نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے فدیہ بھیجا تو ان کا بھائی عمرو بن ربیع فدیہ لے کر آئے جو انہیں زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لایا بھتیجا اس میں وہ مار بھی تھا، جو



۴۸۲۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ  
 حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي جَبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَقُّ مَا أُوفِيْتُمْ مِنَ الشَّرْطِ أَنْ تُؤْفُوا بِهِ  
 مَا اسْتَحَلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو شادی کے وقت پہنایا تھا۔ جب سرورِ کائنات  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس ہار پر پڑی تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم  
 کے مشورہ سے ہار واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ ابوالعاص کو اس شرط پر آزاد کر دیا جائے کہ وہ  
 سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو واپس کر دے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے  
 ہوئے فرمایا: ابوالعاص نے وعدہ کیا اور اسے پورا کیا اور بات کی اور سچ کہا۔

ابوالعاص کفر کے زمانہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مخلص تھے جب کفار  
 مکہ نے انہیں کہا کہ وہ اپنی بیوی سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں  
 تو انہوں نے کفار کی بات مسترد کرتے ہوئے سیدہ زینب کو اپنی زوجیت میں رکھا۔ اس پر سرورِ  
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو شرک و کفر  
 میں ملوث چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئیں۔ اس کے سات سال بعد ابوالعاص بھی مسلمان  
 ہو گئے۔ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح کے ساتھ ابوالعاص کے نکاح میں واپس کر دی  
 اور تجدیدِ نکاح نہ کی (شروع اسلام میں کافر و مسلمان میں مناکحت جائز تھی) بعض روایات میں  
 ہے کہ تجدیدِ نکاح کی۔ وہ بارہ ہجری کے ذی الحجہ میں فوت ہوئے جبکہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا  
 سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی وفات پائی تھیں۔

ترجمہ: عقبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۴۸۲۳ —

کہ آپ نے فرمایا وہ شرطیں جن کو پورا کرنا زیادہ  
 لائق ہے وہ یہ ہے کہ جس کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال جانا (حق زوجیت)  
 (حدیث ۲۵۳۸ ج: چہارم کی شرح دیکھیں)



**بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا يَحِلُّ فِي النِّكَاحِ**  
**وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا تَشْطُرُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا**  
**۲۸۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكَرِيَّا**  
**هُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي هَيْمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ**  
**أَبِي مُرَيْتَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِأَمْرَةٍ**  
**تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتُسْتَفْرِغَ حَقَّهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قَدَّرَ لَهَا**

## باب۔ وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی عورت (عقدِ نکاح کے وقت) اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے،

یہ تعلق عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ بخاری نے اسے معلق ذکر کیا ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث کے بعض طرق میں یہ مرفوع ہے۔ اس باب کی حدیث میں یہ ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بہن کی طلاق طلب کرے۔ اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بہن سے مراد نسبی بہن ہو یا رضاعی ہو یا اسلامی بہن ہو، اس کے شوہر کو کہے کہ اسے طلاق دے کر میرے ساتھ نکاح کرے۔ اس میں کافرہ بیوی بھی داخل ہے۔ اگرچہ وہ اسلامی بہن نہیں۔ ابو عمر نے کہا یہاں اُخت (بہن) سے مراد سوکن ہے۔ یعنی اپنے شوہر سے اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ وہ تنہا ہی اس کی زوجیت میں رہے، لیکن یہاں اسلامی بہن مراد ہے، چنانچہ ابن حبان نے ابو کثیر کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا حصہ اپنے لئے فارغ کر آئے، کیونکہ ہر مسلمان عورت مسلمان عورت کی بہن ہوتی ہے۔ (یعنی)

**۲۸۲۴ — ترجمہ :** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کا سننا **صلی اللہ علیہ وسلم**



## بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ

وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 ۴۸۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
 عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الطَّوِيلِ عَنِ النَّسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ  
 جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ  
 الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقَّتْ إِلَيْهَا قَالَ زِنَةٌ نَوَافَةٌ مِنْ ذَهَبٍ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمَ بِكِ يَوْمَئِذٍ

نے فرمایا کسی عودت کے لئے جائز نہیں کہ وہ منگنی کرنے والے سے اپنی بہن کی طلاق کا سوال کرے  
 تاکہ اس کا حصہ اپنے لئے فارغ کرائے۔ کیونکہ اسے وہی میسر ہوگا جو اس کی تقدیر میں ہے۔  
 شرح : لغت میں استغفار بمعنی تقلاب ہے اور صحفہ بمعنی طرف  
 ۴۸۲۴ — ہے اس کی جمع صحاف ہے یعنی مطلقہ کا پیالہ اُلٹنے کا سوال  
 کرتی ہے یعنی جو مطلقہ کے لئے نفقہ اور حسن معاشرت وغیرہ ہے وہ اپنے لئے فارغ کرنا چاہتی  
 ہے۔ حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہیں تحریم کے لئے ہے۔ بعض اس کو تغلیظ پر محمول پر  
 کرتے ہیں۔

## بَابُ دَوْلَهَاكَ لِيَّ زَرْدِ رَنَكِ اسْتِحْمالُ كَرْنَا

يَه عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَسْرُورِ كَأَنَّاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَاتِ كَلْبِيَّ  
 ترجمہ : انس بن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد الرحمن بن  
 ۴۸۲۵ — عوف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں



حاضر ہوئے جبکہ اُن پر زرد رنگ کے نشان تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا تو آپ کو بتایا کہ اُنہوں نے ایک انصاریہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو مہر میں سے کچھ بھیجا ہے؟ عرض کیا کچھ کی گتھلی کے برابر سونا بھیجا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی ذبح کر دو!

۲۸۲۵ — شرح : قوله وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ ، «واو حالیہ ہے یعنی عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس

حال میں کہ اُن پر زردی کے نشان تھے۔ قسطلانی نے طیبی سے ذکر کیا کہ اس میں زعفران داخل کیا ہوا تھا اور عورت کے کپڑے کا رنگ اُن کے کپڑے کو لگا ہوا تھا؛ ورنہ اخاف اور شوافع کے نزدیک زعفران کا استعمال حرام ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کپڑے میں زعفران جائز ہے بدن کو ملا جائز نہیں لیکن یہ قید ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ اس حدیث کے راوی امام مالک ہیں جو کپڑے میں زعفران کو جائز کہتے ہیں۔ مالکیہ کی سند یہی حدیث ہے۔

بعض روایات میں بہ ردع زعفران ہے۔ یعنی زعفران ملا ہوا تھا؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ثوبت رَدِیْعٌ، زعفران سے رنگا ہوا کپڑا۔ ظاہر یہی ہے کہ ان کے کپڑے زعفران سے رنگے ہوئے تھے بعض کہتے ہیں کہ مشروع اسلام میں جو شخص شادی کرتا زرد رنگ کے کپڑے پہنتا تھا اس طرح وہ شادی میں خوشی اور سرور کا اظہار کرتے تھے۔ اس کے مطابق بعض روایات میں دو علیہ لاشۃ العروس، واقع ہے۔ یہ اس لئے کرتے تھے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس نے نکاح کیا ہے وہ اس کی ولیمہ وغیرہ میں مدد کریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ بہترین رنگ ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے۔

ابن عبد البر نے زہری سے نقل کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رنگ کرتے تھے اور اس میں کچھ حرج خیال نہ کرتے تھے۔ امام ابو حنیفہ، شافعی اور ان کے تلامذہ کپڑے میں زعفرانی رنگ کو تحریمی مکروہ کہتے ہیں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مرد کا زعفرانی رنگ استعمال کرنا ممنوع ہے۔ قوله اَوَّلِمُ وَاَوْفَاقًا، اس حدیث سے ظاہر یہ ہے کہ استدلال کیا کہ جو شخص شادی کرے اس پر ولیمہ کرنا فرض ہے۔ وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ قرطبی نے کہا امام شافعی کا بھی ایک قول یہ ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب بھی یہ ہے۔ ابن عیین نے کہا امام احمد کا مذہب یہی ہے؛ لیکن ابن قدامہ نے مغنی میں ذکر کیا جو شخص نکاح کرے اس کے لئے مستحب ہے کہ ولیمہ کرے اگرچہ بکری ذبح کرے۔

علماء اس بات میں متفق ہیں کہ شادی میں ولیمہ مشروع ہے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ واجب نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت ولیمہ کیا



**بَابُ ۴۸۲۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّسَائِيِّ قَالَ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَأَوْسَعَ الْمُسْلِمِينَ خُبْرًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ فَأَتَى حُجْرَاتِ الْمُؤْمِنِينَ يَدْعُو وَيَدْعُونَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرِي أَخْبَرْتُهُ أَوْ أَخْبَرَ بَخْرُوجِهِمَا**

اور اس میں گوشت نہ تھا۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیموں میں مختلف عمل رہا ہے۔ یہ انسان کی سہولت کے مطابق ہے اور اَوْلَمَ وَلَوْ بِشَاةٍ، میں بکری سے کم ممنوع نہیں اور یہ روغن کے اعتبار سے بکری کو انتہائی قلیل ذکر کیا ہے۔ یعنی اگر انسان مال دار ہو تو اسے کم از کم بکری ذبح کرنی چاہیے

## ولیمہ کا وقت

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ولیمہ کے وقت میں علماء میں اختلاف رہے پایا جاتا ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مالکیہ کے نزدیک صبح تر یہ ہے کہ اس کا وقت زوجین کے اجتماع کے بعد ہے۔ بعض علماء نے کہا عقد نکاح کے وقت ولیمہ کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اجتماع کے بعد اور پہلے جائز ہے۔ ماروردی نے کہا زوجین کے اجتماع کے وقت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی عروسی کی اور لوگوں کی دعوت کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ زوجین کے اجتماع کے بعد ولیمہ کا وقت ہے۔ بعض مالکیہ نے کہا کہ رخصتی کے وقت ولیمہ مستحب ہے اس کے بعد زوجین کا اجتماع ہوتا ہے۔ اس پر لوگوں کا عمل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

**بَابُ ۴۸۲۶ - ترجمہ :** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب کا

ولیمہ کیا اور مسلمانوں کو خوب کھانا کھلایا آپ باہر تشریف لے گئے جیسے آپ نکاح کے وقت کرتے تھے اور امہات المؤمنین کے گھروں میں آئے آپ ان کے لئے دعاء فرماتے اور وہ آپ کے لئے دعائیں کرتی



## بَابُ كَيْفَ يُدْعَى لِلْمُتَزَوِّجِ

۴۸۲۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثْرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هَذَا قَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ

تیں۔ پھر آپ واپس آئے تو دو آدمی دیکھے پپ واپس چلے گئے۔ پھر میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے ان دو آدمیوں کے چلے جانے کی خبر دی۔

۴۸۲۶۔ شرح : شادی کے طعام کا نام ولیمہ ہے۔ امام نووی نے کہا "ولم"

بمعنی جمع ہے۔ یہ زوجین کے اجتماع کے وقت طعام کھلاتے ہیں۔ عام علماء کے نزدیک یہ سنت مستحبہ ہے جو دولہا اپنے حال کے مطابق کھوڑا بہنا طعام کھلاتا ہے۔ اوپر کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

## بَابُ۔ دَوْلہا کو کیسے دعاء دی جائے؟

ابن بطال نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد عام لوگوں کا یہ ذکرنا ہے جو دولہا کو رفاء اور بنین کے الفاظ سے دعاء دیتے ہیں یعنی آپس میں اتفاق اور لڑکوں میں ملیں۔ اور اس طرح کے الفاظ جو کسی روایت میں ہیں وہ ضعیف ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ یہ جاہلیت کی رسم ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں اس لئے یہ دعاء منع کر دی۔ نیز اس دعاء میں صرف لڑکوں کا ذکر ہے۔ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ لڑکیاں اچھی نہیں یہ بھی کفار کی عادت اور جاہلیت کا طریقہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دولہا کے لئے یہ دعاء فرمایا کرتے تھے : بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِالْخَيْرِ، یہ حدیث حسن صحیح ہے (ابوداؤد) قولہ رَفَعَ الرَّاءِ وَتَشْدِيدُ الْفَاءِ مَهْمُوزُ اللَّامِ بِمَعْنَى التَّامِّ وَاجْتِمَاعِ هِی۔ جو بری نے کہا مد الرفاء، حمد و مد معنی التمام و اتفاق ہے بعض نے رفی مصدر ہمزہ کے بغیر پڑھا ہے بعض نے رف ہمزہ کی جگہ حاء پڑھا ہے۔



## بَابُ الدَّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِي يَهْدِيْنَ الْعُرْسَ وَلِلْعُرُوسِ ۲۸۲۸ - حَدَّثَنَا قُرَّةٌ قَالَ حَدَّثَنَا

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَاتِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف پر زردی کے نشان دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے ؟ عرض کیا میں نے ایک عورت سے گٹھلی کی مقدار سونے کے عوض نکاح کیا ہے۔ فرمایا بَارَكَ اللَّهُ أَوْلَاهُمْ وَلَوْ بَشَاةً ، اللہ برکت دے ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو !

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ ، میں شادی کرنے والے کے

لئے دعاء ہے۔ اس سے جاہلیت والوں کا قول ” بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ ، ” بھی مسترد ہو جاتا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قول بہت ناگوار تھا ؛ کیونکہ ایسا کہنے میں ان کی موافقت ہوتی ہے۔ اسی لئے آپ نے اس قول سے منع فرمادیا۔ پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ نبی کی یہی وجہ بھی ہے کہ اہل جاہلیت کے اس قول میں حمد و ثنا کا ذکر نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا نام مذکور ہے۔ نیز ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس قول میں لڑکیوں سے بغض ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس میں صرف لڑکوں کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ابی شیبہ نے عمر بن قیس کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ انہوں نے کہا میں قاضی شریح کے پاس تھا جبکہ ان کے پاس شام سے ایک آدمی آیا تھا اُس نے آتے ہی کہا میں نے شادی کر لی ہے تو شریح نے کہا ” بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِينَ ، ” اس کا جواب یہ ہے کہ شریح کو اس سے ہنی کا علم نہیں ہوا تھا۔

## بَابُ انْ عَوْرَتُوں کے لئے دعاء کرنا جو دلہن کو دولہا

## کے بھینے کے لئے تیار کرتی ہیں اور دلہن کے لئے دعا کرنا



## بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبَنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ

۴۸۲۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میرے پاس میری والدہ آئیں اور مجھے

ایک گھر میں پہنچا دیا اس میں انصار عورتیں تھیں۔ انھوں نے کہا خیر و برکت اور بہترین نصیبہ پر تشریف لائی ہو۔

شروح : بظاہر یہ حدیث عنوان کے مخالف ہے کیونکہ عنوان میں دلہن کو تیار کرنے والی عورتوں کے لئے دعاء کرنا مذکور ہے جبکہ حدیث شریف میں ہے

کہ ان عورتوں نے خیر و برکت اور اچھے نصیبہ کی دعاء کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان نے ہی ان کو رخصتی کے لئے تیار کیا تھا اور انصار عورتوں نے ان کے لئے اور جو ان کے ہمراہ تھیں اور دلہن کے لئے دعاء کی جبکہ انھوں نے کہا تم خیر پر آئی ہو؛ کیونکہ عروس پر لام مدعو لہا کے معنی میں ہے اور "نساء" پر لام داعیہ کے معنی میں ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عنوان اور حدیث میں مطابقت واضح ہے کیونکہ باب الدعاء میں الف لام مضاف الیہ کے عوض ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے باب دعاء النسوة الداعیات للنسوة اللاتی یہدین العروس، اور "داعیات" سے انصار عورتیں مراد ہیں جو دلہن آنے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تھیں اور داعیات عورتوں سے مراد ام رومان ام المؤمنین کی والدہ اور جو ان کے ہمراہ عورتیں تھیں کیونکہ عادت یہ ہے کہ جب دلہن کی والدہ دولہا کے گھر دلہن لے کر آئے تو اس کے ہمراہ تھوڑی بہت عورتیں ضرور ہوتی ہیں۔ لہذا ام المؤمنین کی والدہ اور ان کے ہمراہ عورتیں اور دلہن وہ عورتیں ہیں جن کے لئے دعاء کی گئی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں عورتیں جو دلہن آنے سے پہلے موجود تھیں وہ دعاء کرنے والی انصار عورتیں ہیں انھوں نے کہا تھا خیر و برکت اور بہترین نصیبہ پر آئی ہو۔ طائر کے معنی نصیبہ اور اہسان کا مقدر ہے جو اللہ کے علم میں ہے۔ (حینی)

## بَابُ مَنْ غَزَاهُ غَزْوَهُ كَرِهَ رَخَصْتِي كَوَلَسْنِي كَمَا

۴۸۲۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



قَالَ غَزَا بَنِي مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتَّبِعْنِي رَجُلٌ مَّلَكَ  
 بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا  
 بَابٌ مِّنْ بَنِي بَامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ سِنِينَ  
 ۲۸۳۔ حَدَّثَنَا قُصَّةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينُ عَنْ  
 هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ وَبَنِي بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ  
 تِسْعًا

تے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی نے غزوہ کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا جس شخص نے نکاح کیا ہے  
 اور وہ رخصتی کا ارادہ کرتا ہے اور ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی وہ میرے ساتھ نہ آئے۔  
 شرح : اس نبی کا نام یوشع بن نون یا داؤد علیہ السلام تھا۔ حدیث  
 کا مفہوم یہ ہے کہ جب جہاد کی تیاری ہو اور کسی نے شادی کی ہو  
 لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی اور نہ ہی زوجین میں اجتماع ہوا ہو تو غزوہ سے پہلے بیوی کو اپنے گھر لاکر جماع  
 کر لے تاکہ اس کا دل غزوہ کے لئے فارغ رہے (حدیث ۲۹۱۶ کی شرح دیکھیں)

## باب جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا جب کہ وہ نو برس کی ہو!

یعنی جو کوئی نابالغہ سے نکاح کرے وہ اس کے قریب نہ جائے حتیٰ کہ وہ نو برس کی ہو جائے  
 کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔  
 فقہانے کہا اس میں عورت کی قوت اور طاقت کا اعتبار ہے۔ اگر نو برس کی ہو اور اس میں جماع کی طاقت  
 نہ ہو شوہر اس کے قریب نہ جائے اور اگر نو برس سے کم ہو لیکن جماع کی طاقت رکھتی ہو تو شوہر اس کے  
 قریب جاسکتا ہے۔ اور یہ حدیث فقہاء کے قول کے مخالف نہیں۔



## بَابُ الْبَنَاءِ فِي السَّفَرِ

۴۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّسِ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرِ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يَبْنِي عَلَيْهِ بِصِفِيَّةَ بِنْتَ حَتَّى دَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيْمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَطْعَامِ فَالْقَى فِيهَا مِنَ الثَّمَرِ وَالْأَوْطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أَهْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَّهَا فِيهِ مِنْ أَهْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْجَّهَا فِيهِ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ النَّاسِ

۴۸۳۔ ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور اُن سے خلوت فرمائی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس نو سال رہیں۔ (حدیث: کی شرح دیکھیں)

## بَابُ سَفَرٍ فِي بَيْوَى سَخْلُوْتِ كَرْنَا

۴۸۳۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین دن اقامت فرمائی۔ صفیہ بنت حنی کی وجہ سے آپ پر قبہ لگایا گیا تھا۔ آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی، میں نے آپ کے ولیمہ کی لوگوں کو دعوت دی۔ اس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی اور نہ ہی گوشت تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے کہا صفیہ اہیات المؤمنین میں سے ہیں یا آپ کی باندی ہیں۔ چنانچہ انھوں نے کہا اگر آپ نے صفیہ کو پردہ میں رکھا تو آپ اہیات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر



## بَابُ الْبَنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَلَا نِيرَانٍ

۲۸۳۱۔ حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْنِي أُمِّي فَأَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يُرْعِنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَى

پردہ میں نہ رکھا تو آپ کی باندی ہیں (جس کے آپ مالک ہیں) جب کوچ کیا تو ان کے لئے اپنے پیچھے سواری پر جگہ بنائی اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیا۔

۲۸۳۰۔ شرح : عرب میں یہ رسم تھی کہ دلہن سے خلوت کے وقت ان پر حنیم لگا دیتے تھے تاکہ وہ دونوں آپ میں خلوت کریں۔ اس لئے اس کی تعبیر ”یُنْتَنِي عَلَيْهِ“ سے کرتے تھے۔ بناء کے معنی بیوی سے جماع کرنا بھی ہے (حدیث : ۴۷۶۴ ج ۱، ۳۹۳۵ ج ۲ : ۶ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ مُرْدِ الْبُيُوتِ مِنْ دُنَى جَمَاعٍ كَرْنًا أَوْ رُشْنًا أَوْ سَوَارِي كَالْبُغَيْرِ بَرَاتٍ لَ جَانَا

جاہلیت میں رسم تھی کہ لوگ دولہا کے آگے آگے قندیلیں جلاتے تھے اور زینت کے لئے دولہا کے آگے اونٹوں پر سواری کرتے تھے۔ عنوان کا مقصد یہ ہے کہ زیب و زینت کے لئے دولہا کے آگے لوگوں کا اونٹوں پر سوار ہونا اور دولہا کے آگے چراغ روشن کرنے مکروہ ہیں۔ سعید بن منصور نے عروہ بن زبیم کے طریق سے روایت کی کہ عبد اللہ بن قرظ ثمالی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر حاکم تھے ان کے پاس سے دولہا گزرا جس کے آگے لوگ آگ روشن کر کے چل رہے تھے۔ آپ نے انہیں دُردہ سے مارنا شروع کیا تو وہ سارے بھاگ گئے۔ پھر خطبہ میں فرمایا تم نے دولہا کے آگے آگ روشن کی اور کفر سے مشابہت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی آگ بجھانے والا ہے۔



## بَابُ الْأَنْمَاطِ وَخَوَاصِّ النِّسَاءِ

۴۸۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَأَنْتَ لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ إِنَّهَا سَتَكُونُ

۴۸۳۱۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میری والدہ آئیں اور مجھے  
گھر میں پہنچایا پس اچانک چاشت کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے (مجھ سے  
خلوت کی) تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت دن کو خلوت فرمائی وہاں نہ سواری  
تھی اور نہ ہی آگ وغیرہ تھی {

## بَابُ عَوْرَتِیْنَ كَلِّ لَمْ يَجْعَلِ وَغَيْرِهِ

اس باب میں عورتوں کے لئے انماط کے استعمال کا ذکر ہے۔ انماط نمط کی جمع بمعنی بچھونا ہے ہودج  
کے اوپر والے کپڑے کو بھی نمط کہتے ہیں۔ پردہ پر نمط کا اطلاق ہوتا ہے۔ قسم اور نوعیت بھی اس کے  
معنی ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے "لَيْسَ هَذَا مِنْ ذَالِكَ النَّمَطِ"، یعنی یہ اس قسم سے نہیں حضرت  
علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے "خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ النَّمَطُ الْأَوْسَطُ"، ایک روایت میں وسط ہے  
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دین میں غلو اور تقصیر کو اچھا نہ جانا۔ نمط کا اطلاق لوگوں کی جماعت پر بھی  
ہوتا ہے جن کا مقصد واحد ہو اور پردوں اور مندوں پر بھی یہ بولا جاتا ہے۔

۴۸۳۲۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کیا تم نے مندرے بنائے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے مندرے کہاں سے آئے آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے مندرے ہوں گے۔

۴۸۳۲۔ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے



**بَابُ النِّسْوَةِ اللَّائِي يَهْدِيْنَ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا**  
**۴۸۳۳۔** حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا  
 مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ  
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَهَانَتْ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ  
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ  
 فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهَا اللَّهُو

کہ مندوں کا استعمال جائز ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع نہیں فرمایا بلکہ ان کی تقریر کی  
 چٹائی فرمایا عنقریب تمہارے لئے مندے ہوں گے بشرطیکہ ریشم نہ ہو۔ مسلم کی حدیث میں ہے: ”انھا تنکون“ کے بعد  
 جابر نے کہا میری بیوی کے پاس مسدہ تھا میں نے کہا اس کو دور کر دو تو اُس نے کہا جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے مندے ہوں گے لیکن ریشمی مندوں کی ممانعت حدیثوں  
 سے واضح ہے۔

**بَابُ۔ اُنْ عَوْرَتُوْنَ كَا كَامِ جَوْنِيْ دِلْہِنْ كُو**  
**اس کے شوہر کے سپرد کرنی ہیں**

**۴۸۳۳۔** ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت  
 کی ایک انصاری مرد کے پاس رخصتی کی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا : اے عائشہ کیا تمہارے پاس کوئی سرود کی شئی ہے؟ کیونکہ انصار کو سرود اچھا لگتا ہے۔

**۴۸۳۳۔** شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت رُفَّتِ امْرُؤَةٌ ”میں ہے کیونکہ  
 رُفَّتِ کے معنی اِبداء ہیں۔ یعنی عورت کو اس کے شوہر کے پاس بھیجا

حدیث میں مذکور یتیمہ عورت تھی جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھی اس کا نام فارغہ  
 بنت اسعد بن زرارہ ہے اور اس کے انصاری شوہر کا نام نبیط بن جابر انصاری تھا۔ سرود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم



## بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوسِ

۴۸۳۹ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِي عُمَرَ وَاسْمُهُ الْجَدُّ عَنْ اَلْسَنِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ بِحَنَابَاتِ اُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بَزِيْنَبَ فَقَالَتْ لِي اُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ اَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً قُلْتُ لَهَا اِفْعَلِي فَعَمِدْتُ اِلَى ثَمَرٍ وَتَمَرٍ وَاقِطٍ فَاتَّخَذْتُ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ فَارْسَلْتُ بِهَا مَعِيَ اِلَيْهِ فَاَنْطَلَقْتُ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ ضَعِيهَا ثُمَّ اَمَرَنِي فَقَالَ ادْعِي لِي رَجُلًا لَسْتَاهُمْ وَاَدْعِي لِي مَنْ لَقِيتَ قَالَ

نے فرمایا کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی لڑکی بھیجی ہے جو وہاں دف کے ساتھ گائے بجائے کیونکہ انصار کو گانا بجانا اچھا لگتا ہے۔ جابر سے ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زینب! وہ عورت لاؤ جو مدینہ منورہ میں گایا کرتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ علماء نے ولیمہ میں دف وغیرہ بجانے پر اتفاق کیا ہے اور اس میں لہو وغیرہ جائز ہے۔ ولیمہ کو اس لئے خاص کیا کہ اس سے نکاح کا اظہار ہوتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا ولیمہ میں ڈھول اور دف وغیرہ بجانے میں حرج نہیں لیکن شادی کے بغیر یہ مناسب نہیں۔ امام مالک سے اس لہو سے متعلق پوچھا گیا جو بلند آواز سے بجاتے ہیں تو انھوں نے کہا اگر خفیف ہو تو حرج نہیں۔ اگر بڑا ہو تو مکروہ ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا فحش لہو و لعب اور غنا مکروہ ہے۔ اصبع نے کہا ولیمہ اور غیر ولیمہ میں غنا جائز نہیں البتہ وہ غنا جائز ہے جو انصار یہ عورتیں رجز کہا کرتی تھیں۔

## بَابُ دَلِّهِنَ كَوْنَهُنَّ زَانِيَاتٍ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ زنا کی رات کے بعد صبح کو دلہن کو نذرانہ بھیجنا مستحب ہے



فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصُّ بِأَهْلِهِ فَارَأَيْتُ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحِيسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا  
شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشْرَةَ عَشْرَةً يَا كُلُّونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ  
أَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَا كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ حَتَّى تَصَدَّعُوا  
كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ قَالَ  
وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ  
وَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا فَرَجَعْتُ فَدَخَلَ الْبَيْتُ وَأَخْبَى  
السِّتْرَ وَإِلَى لَفِي الْحَجَرَةِ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

ترجمہ : ابو عثمان نے کہا ہمارے ساتھ حضرت انس بن مالک بنی رفاعہ

— ۴۸۳۴ —

کی مسجد میں گئے میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے گھر کے پاس سے گزرتے تو ان کے گھر تشریف لے جاتے اور انہیں سلام فرماتے  
پھر انس بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے شادی کی تو مجھے ام سلیم نے کہا  
اگر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ، نذرانہ بھیجیں (تو اچھا ہے) میں نے کہا ضرور بھیجو تو  
انھوں نے کھجوریں، گھی، پنیر کو ایک برتن میں ڈال کر حبسہ بنایا اور وہ میرے ساتھ آپ کے پاس بھیجا میں  
وہ آپ کی خدمت میں لے گیا تو مجھے فرمایا یہ یہاں رکھ دو اور مجھے حکم دیا کہ لوگوں کو بلاؤ ان کے آپ نے  
نام ذکر کئے اور جسے ملو اس کو بھی بلاؤ تو جو آپ نے حکم دیا میں بجالایا میں واپس آیا تو دیکھا کہ گھر  
لوگوں سے بھرا ہوا ہے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اسے حبسہ پر دستِ اقدس رکھا  
اور جو اللہ نے چاہا آپ نے پڑھا (برکت کی دعاء کی) پھر آپ نے دس دس کو بلانا شروع کیا کہ وہ  
اس سے کھاتے جائیں۔ اور ان سے یہ فرماتے تھے کہ کھانا شروع کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کریں (بسمہ  
پڑھیں) اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے۔ انس نے کہا (لوگوں نے خوب کھایا) حتیٰ کہ وہ سیر ہو کر حبسہ  
سے علیحدہ ہو گئے اور بعض لوگ چلے گئے اور چند لوگ (دو یا تین) باقی بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ انس نے کہا  
مجھے ان کے بیٹھے رہنے سے غم لاحق ہوا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجروں



يُؤْتِ النَّبِيَّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَّا لَا نُولِكُنْ  
إِذَا دُعِيتُمْ فَأَدْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ  
إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ  
الْحَقِّ قَالَ أَبُو عِثْمَانَ قَالَ النَّسِيُّ إِنَّهُ خَدَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَشْرَ سِنِينَ

کی طرف تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ  
واپس آئے اور گھر میں داخل ہو کر پردہ لٹکا دیا اور میں گھر کے صحن میں رہا جبکہ آپ فرماتے تھے: اے  
ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں  
کہ خود اس کے پکے تک راہ تکو ملں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ  
بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے  
میں نہیں شر مانتا۔ ابو عثمان نے کہا کہ انس بن مالک نے کہا اکھنوں نے دس برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
کی ہے۔

۲۸۳۲

شرح: جنور فاعہ بن حرت بن بہشہ بن سلیم قبیلہ سے وہ کوفہ اور

بصرہ میں آئے اور وہاں مساجد وغیرہ بنائیں اور حدیث

میں مذکور مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو اکھنوں نے بصرہ میں بنائی تھی۔ جنابات جُنُبہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی  
کنارہ کے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جناب یعنی فناء سے ماخوذ ہو اور وہ گھر کا صحن ہے یعنی جب ان کے گھر کے  
صحن سے گزرتے تو ام سلیم کو سلام فرماتے تھے۔ یہ حضرت انس کی والدہ ہیں انہیں ام سلیم بنت طحان کہا  
جاتا ہے ان کا نام سہلہ ہے بعض نے رُمیلہ کہا اور بعض نے رُمیہ ذکر کیا ہے یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
رضاعی حنالہ ہیں۔

## ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ اسد یہ ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بھری میں ان کے ساتھ نکاح کیا۔ واقعہ نے  
پانچ بھری ذکر کی ہے۔ اس سے پہلے وہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے بیس بھری میں وفات پائی اور عمر فاروق  
رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت



## بَابُ اسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعُرُوسِ وَغَيْرِهَا

۴۸۳۵۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا  
أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ  
مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَادْرَكْتَهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلُّوا بِغَيْرِ ضُوءٍ  
فَلَمَّا اتَّوَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكُوا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَتَنَزَّلَتْ  
إِلَيْهِ التِّيَّمُ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا

انس بن مالک بیس برس کے تھے اور ۹۳ ہجری میں فوت ہوئے رضی اللہ عنہ

### فوائد حدیث

دولہا اور دلہن کو ہدایا بھیجنا مستحب ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ عروس کو ہدایا بھیجا کرتے تھے اسلام نے اس کو برقرار رکھا۔ اگرچہ قلیل ہی ہو اور جب محبت صحیح ہو تو تکلف جاتا رہتا ہے؛ چنانچہ ام سلمہ کا حالی اقل تھا اس کے مطابق انھوں نے ہدیہ بھیجا۔ شادی میں ولیمہ مسنون ہے۔ ابن عربی کے قول کے مطابق زوجین کے اجتماع کے بعد ہونا چاہیے۔ بیہقی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلوت کرنا اس ولیمہ کے بعد تھا۔ ولیمہ میں لوگوں کے نام لئے اور کوئی تکلف کئے بغیر انہیں دعوت دینا سنت ہے۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے کہ قلیل طعام سے بہت لوگ سیر ہو گئے؛ چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں تین سو سے زائد لوگوں کا ذکر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ تھے کہ آپ گھر آتے اور جاتے رہے، لیکن باتیں کرنے والوں کو نہیں فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ دوست سے اذیت پہنچے تو صبر کرنا چاہیے۔ شادی میں طریقہ یہ ہے کہ اگر طعام بچ رہے تو اور لوگوں کو بلا لیا جائے تاکہ نکاح کا اعلان اور زیادہ ہو جائے۔ کھانا کھاتے وقت بسملہ پڑھنا سنت ہے اور مسنون یہ ہے کہ اپنے آگے سے کھائے۔



تَزَلْ بِكَ أَمْرُقُطُ إِلَّا جَعَلَ لَكَ مِنْهُ فَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ  
فِيهِ بَرَكَهٌ

## بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

۲۸۳۶۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ  
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

## بَابُ عَرُوسِي كَلِّ لِي كِطْرٌ وَغَيْرُهُ مُسْتَعَارٌ لَنَا

یعنی اس باب میں یہ بیان ہے کہ دلہن کے لئے کِطْرے اور زیورات  
وغیرہ شادی کے وقت مستعار لینے میں حرج نہیں،

۲۸۳۵۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اسماء  
رضی اللہ عنہا سے ہار مستعار لیا اور وہ گم ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ  
کرام کو اس کی تلاش میں بھیجا رہائش گاہ میں نہ کھانا دیا اور وقت ہو گیا تو انہوں نے غم و صوف  
بھیجے غصہ نہ کیا۔ یہ روایت صحیح ہے۔  
جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سے یہ شکایت کی اس وقت تیمم کی  
آیت نازل ہوئی انس بن حنفیر نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی حیزاء دے خدا کی قسم تم پر کوئی واقعہ  
نہیں آیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اس سے راہ نکال دی اور اس واقعہ میں مسلمانوں کے لئے برکت کی۔

۲۸۳۵۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان میں عروس کے لئے کِطروں کا مستعار

لینا مذکور ہے اور حدیث میں اسماء سے ہار مستعار لینا مذکور ہے اور

وہ کِطرا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عنوان میں لفظ در غیر ہا، بھی ہے اور کِطروں کے علاوہ ہار وغیرہ کو بھی  
شامل ہے۔ نیز اگر یہ کہا جائے کہ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسماء سے ہار مستعار لیا تھا وہ اس  
وقت دلہن نہ تھیں اور عنوان میں دلہن کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ ہار اور کِطرے وغیرہ ملبوسات



قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا لَوْ أَحَدُهُمْ يَقُولُ حِينَ  
يَأْتِي أَهْلَهُ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ  
مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قَدَّارَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ أَوْ قَضَى وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ  
شَيْطَانٌ أَبَدًا

سے زینت کی جاتی ہے وہ عام ہے شادی کے وقت ہو یا اس کے بغیر ہو حدیث ۳۲۱ کی شرح دیکھیں

## باب۔ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا پڑھے؟

۴۸۳۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے  
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : خبردار جب تم میں سے کوئی جس وقت اپنی بیوی کے  
پاس آئے تو کہے بسم اللہ۔ اے اللہ مجھے شیطان سے دور کر اور شیطان کو اس سے دور کر جو  
ہمیں عطا کرے پھر اس جماع میں ان کے لئے بچہ مقدر ہو یا اس کا فیصلہ ہو جائے تو شیطان اسے  
کبھی ضرر نہ دے سکے گا۔

۴۸۳۶ — شرح : مسلم اور احمد کی روایت میں ہے کہ اس پر شیطان مسلط نہ ہو گا یا  
اس کو شیطان ضرر نہ دے گا یعنی اس بچہ پر شیطان کا تسلط نہ ہوگا  
کہ وہ نیک عمل نہ کر سکے بعض علماء نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان اس کو جنون میں مبتلا نہ کر سکے گا  
کیونکہ کسی نے بھی اس دعاء کو عموم پر محمول نہیں کیا۔ اس لئے بعض نے کہا کہ بچہ کی ولادت کے وقت اس  
کے پیٹ کو مس نہیں کر سکے گا جس سے بچہ چلانا شروع کر دیتا ہے، لیکن حدیث شریف میں ہے کہ ہر بچہ  
کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پیٹ پر مس کرتا ہے جس سے وہ چلانے لگتا ہے، لیکن مریم اور  
عیسیٰ علیہما السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک روایت میں سیدہ فاطمہ علیہا السلام اور حسن و حسین  
علیہما السلام بھی شیطان کے مس سے محفوظ ہیں کیونکہ جس طرح عمران علیہ السلام نے مریم اور ان کی اولاد  
کے دعاء کی تھی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کے لئے دعاء



## بَابُ الْوَلِيْمَةِ حَقٌّ

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أُولِيْمٌ وَلَوْ بِشَاةٍ

فرمائی تھی کہ اللہ انہیں شیطان کے تصرف و تسلط سے محفوظ رکھے۔ بعض علماء نے کہا اگر انسان بیوی کے پاس آئے اور بوقت جماع بسم اللہ پڑھ لے تو اللہ کے نام کی برکت سے بچہ پر شیطان تسلط نہیں جسا سکے گا بلکہ بچہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن پر نقص قطعی کے مطابق شیطان کا تسلط نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ بچہ کے باپ کے ساتھ اس کی ماں سے جماع میں شیطان شریک نہ ہوگا۔ مجاہد نے کہا جب کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے آلت تناسل پر لفت ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بچوں کی شکل و صورت ماں باپ جیسی ہوتی ہے لیکن عادات و اخلاق شیطان جیسے ہوتے ہیں۔ "اعاذنا اللہ منہ"۔  
اس حدیث میں تضام اور قدر کا ذکر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ أَوْ قَضِيَ وَلَدٌ۔

## قضاء اور قدر میں فرق

اصطلاح اور لغت کے اعتبار سے قضاء و قدر میں فرق یہ ہے کہ قضاء امر کلی مجمل ہے جو ازل میں ثابت ہے اور قدر اس کی جزئیات سے ہے اور اس امر مجمل کی تفصیل ہے جو مستقبل میں ظہور پذیر ہوتی ہے قرآن کریم میں اس طرف اشارہ بھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ، یعنی ہر شئی کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور انہیں معلوم انداز سے کے مطابق اتارتے ہیں۔ حدیث ۱۴۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں۔

## بَابُ - وَلِيْمٌ حَقٌّ

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ولیمہ کرو! اگرچہ بکری ذبح کرو!"



۴۸۳۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ  
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنُ  
عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ  
أُمَّهُ تَأْتِي يَوْمَ ظَهْنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَذَ مِنْهُ  
عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِينَ  
سَنَةً فَكُنْتُ أَعْلَمُ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أُنْزِلَ وَكَانَ أَوَّلُ  
مَا أُنْزِلَ فِي مُبْتَنَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي عَبْدِ  
جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهَا عَرُوسًا فَدَعَا الْقَوْمَ  
فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمَكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی شریعتِ مطہرہ میں ولیمہ کا ثبوت ہے۔ یہ باطل نہیں بلکہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ طبرانی نے ابویہ رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ دوسرے روز معروف ہے اور تیسرے روز زیاد کاری ہے۔ امام مسلم نے ابویہ سے روایت کی کہ بُرا طعام ولیمہ کا طعام ہے اس کے لئے مالدار لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور مساکین کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یہ شریعت میں ثابت ہے۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے وقت وہ دس

بیس کے بچے اور میری مائیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھیں تو میں نے آپ کی دس سال خدمت کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی؛ حالانکہ میں بیس برس کا تھا اور امہات المؤمنین کے پردہ کا حکم میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ سب سے پہلے آیتِ حجاب کا نزول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین زینب بنت جحش سے شادی کے



فَخَرَجَ وَخَرَجَتْ مَعَهُ لَكِي يَخْرُجُوا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَمَشِيَتْ حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حَجْرَةَ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا  
فَرَجَعَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ  
لَمْ يَقُومُوا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَتْ مَعَهُ حَتَّى  
إِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حَجْرَةَ عَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعَتْ  
مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي  
وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ

وقت تھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے دولہا بنے تھے۔ آپ نے لوگوں کی دعوت کی تو لوگوں نے  
خوب کھانا کھایا پھر وہ باہر چلے گئے اور اُن میں سے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باقی رہے  
اور وہ دیر تک بیٹھے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے  
ساتھ باہر چلا گیا تاکہ وہ لوگ باہر چلے جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گئے میں بھی آپ کے ساتھ باہر گیا حتیٰ کہ آپ  
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کے پاس آئے پھر آپ نے خیال فرمایا کہ وہ چلے گئے ہوں گے اس  
لئے آپ واپس آگئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا حتیٰ کہ جب آپ زینب کے پاس تشریف لائے تو دیکھا  
کہ وہ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے نہیں اُٹھے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آگئے اور میں بھی آپ  
کے ساتھ لوٹ آیا حتیٰ کہ جب ام المؤمنین کے حجرہ شریفہ کے پاس پہنچے اور خیال فرمایا کہ وہ باہر چلے گئے ہیں تو  
آپ واپس تشریف لے آئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ لوٹ آیا کیا دیکھا کہ وہ جا چکے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آنت کریمہ نازل ہوئی۔

۲۸۳۷ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ میں ہے : فَدَعَى الْقَوْمَ

فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ، یہ ولیمہ کا طعام تھا، حدیث میں لفظ  
”حق“ نہیں لیکن حق بمعنی ثابت ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا  
میری مائیں آپ کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھیں۔ ماؤں سے مراد انس کی نانیاں اور خالائیں ہیں۔ ابھی  
ابھی حدیث ۲۸۳۲ گزری ہے۔



## بَابُ الْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

۴۸۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصَةَ عَنْ سُهَيْبِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي

حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ  
ابْنُ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزِنَ  
نَوَاقِثَ مِنْ ذَهَبٍ وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ  
نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ  
ابْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ أَقْسِمُكَ مَا لِي وَأَنْزِلُ لَكَ عَنْ أَحَدِي امْرَأَتِي  
قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَ  
وَأَشْتَرَى فَاصْطَابَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ

## بَابُ وَلِيْمَةِ سُنَّتِ هِيَ أَكْرَجِيَّةٌ بَكْرًا هُوَ

۴۸۳۸ — ترجمہ: حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا  
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف سے پوچھا جبکہ

انھوں نے ایک انصاریہ عورت سے شادی کی تھی کہ تم نے اس کو کتنا مہر دیا ہے۔ عبد الرحمن بن عوف  
نے کہا گھٹلی کی مقدار سونا مہر دیا ہے۔ حمید سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے انس سے سنا۔  
انھوں نے کہا جب لوگ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور مہاجرین انصار کے گھروں میں اترے تو عبد الرحمن  
ابن عوف سعد بن ربیع کے گھر اترے۔ سعد نے ان سے کہا میں تجھے اپنا آدھا مال تقسیم کر دیتا ہوں اور اپنی  
ایک بیوی سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔ عبد الرحمن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت دے پھر  
وہ بازار گئے اور خرید و فروخت کرنے لگے تو کچھ پنیر اور گھی حاصل کیا اور نکاح کر لیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



۲۸۳۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ  
عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبٍ أَوْلَمَ بِشَاةٍ

نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ بکرا کہو! شرح: سعد بن ربیع اور وہ ربیع بن عمرو بن ابی زہیر انصاری خزرجی  
۲۸۳۸۔ میں وہ انصاری میں سے ایک نقیب ہیں۔ وہ جاہلیت میں کاتب  
تھے۔ عقبی اولی اور عقبی ثانیہ میں موجود تھے اس لئے انہیں عقبی کہا جاتا ہے وہ جنگ بدر میں موجود تھے  
اس لئے انہیں بدری بھی کہا جاتا ہے پھر جنگ اُحُد میں شہید ہو گئے۔

سعد بہت مال دار تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کے اسلامی بھائی بنے تھے  
سعد بہت مال دار تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کے اسلامی بھائی بنے تھے۔ سعد نے  
عبدالرحمن سے کہا میری دو بیویاں ہیں جن میں سے ایک کا نام عمرہ بنت حزم انصاریہ اور دوسری  
کا نام حبیبہ بنت زید بن ابی زہیر ہے ان میں سے جو تمہیں پسند ہے میں اس کو طلاق دیتا ہوں  
جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے نکاح کر لو۔

جب انہوں نے شادی کر لی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ اگرچہ بکرا ذبح  
کر دیاں لو لقلیل کے لئے ہے۔ بعض نے تکثیر کے لئے کہا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ اطلبوا العلم  
وَلَوْ بِالْحَتِّینِ، کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین مہینہ رضی اللہ  
سے نکاح کے وقت سفر میں ولیمہ کیا تھا، لیکن اس میں گوشت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۸۳۹۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کسی بیوی سے نکاح کے وقت اس قدر ولیمہ نہیں کیا جو

زینب بنت جحش سے نکاح کے وقت ولیمہ کیا تھا۔ آپ نے ولیمہ میں بکرا ذبح کیا تھا۔

۲۸۳۹۔ شرح: بکرا ذبح کرنا ولیمہ کی حد نہیں اس کو اتفاقاً ذکر کیا ہے۔ قاضی  
عیاض نے کہا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد

نہیں ہے۔ بعض روایات میں ہے۔ اکملہ شاہ، اس سے بعض شافعیہ نے استدلال کیا کہ ایک بکرا ولیمہ  
کی آخری حد ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ جائز ہے کہ ولیمہ کو اکمل کھجوروں، پنیر اور گھی کے اعتبار سے  
فرمایا ہو جو ام المؤمنین مہینہ کے ولیمہ میں کھلانے تھے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ مذکور اشیاء کے لحاظ سے یہ افضل ہے۔



۲۸۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ  
عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةً وَتَزَوَّجَهَا  
وَجَعَلَ عَتَقَهَا صَدَاقَهَا وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ

۲۸۴۱۔ حَدَّثَنَا مَلِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ  
عَنْ بَيَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِامْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا إِلَى الطَّعَامِ

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ  
۲۸۴۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ  
ثَابِتٍ قَالَ ذَكَرْتُ زَوْجِي زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عِنْدَ النَّبِيِّ فَقَالَ مَا  
رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ  
مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ

۲۸۴۰۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا۔ پھر اُن سے نکاح فرمایا اور  
ان کو آزاد کرنا ہی ان کا مہر قرار پایا اور ان کے ولیمہ حیس سے کیا۔

۲۸۴۱۔ تشریح : یہ سیدہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے عتیق کو مہر  
قرار پانے کا اچھی وجہ یہ ہے کہ سیدہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ  
کو تبرعاً آزاد کیا تھا۔ پھر اُن سے بلا مہر ان کی رضامندی سے نکاح کیا تھا۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ پیغمبرؐ بھی  
اور کھجوروں سے میمونہ کا ولیمہ کیا تھا اور اس حدیث میں حیس مذکور ہے لیکن یہ مخالفت نہیں کیونکہ مذکور  
اشیاء حیس کے اجزاء ہیں اور حیس اُن کا مجموعہ ہے۔ حدیث ۴۶۵ کی شرح دیکھیں،



## بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقْلٍ مِنْ شَاةٍ

۴۸۴۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ

عَنْ مَنصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنٍ مِنْ شَعِيرٍ

۴۸۴۱ — ترجمہ : بیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس  
کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک خاتون سے نکاح فرمایا اور مجھے بھیجا میں نے لوگوں کو طعام کھانے کے لئے بلایا۔

## بَابُ حَسَنِ ابْنِ بَعْضِ بَيُوتٍ مِنْ نِكَاحِ كَهْ وَفَتْ دُوسَرِيَّوْنَ سَ زِيَادَه وَلِيمَه كِيَا

۴۸۴۱ — ترجمہ : ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس زینب  
بنت جحش کی شادی کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بیوی کا  
اتنا ولیمہ کرتے نہیں دیکھا جتنا زینب کا ولیمہ کیا تھا ان کا بکرے سے ولیمہ کیا۔

۴۸۴۱ — شرح : علامہ کہ مانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین  
زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں لوگوں کو خوب سیر  
کرنے میں راز یہ تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے بذریعہ وحی آپ کا زینب  
سے نکاح کیا پانچ قرآن کریم میں ہے : فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا، ابن بطلان نے کہا  
آپ نے قصداً یہ ولیمہ زیادہ نہ کیا تھا بلکہ اتفاق ہی ایسا ہو گیا تھا۔ اگر آپ دوسری بیویوں سے نکاح کے  
وقت بکرے پاتے تو خوب ولیمے کرتے، کیونکہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے، لیکن آپ دنیاوی امور  
میں مبالغہ نہ کرتے تھے اور اس ولیمہ میں کثرت بیان جواز کے لئے تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب  
توضیح سے نقل کیا۔ جو کوئی ولیمہ میں بکثرت کھلائے پلائے وہ افضل ہے کیونکہ اس طرح نکاح کا اعلان  
زیادہ ہوتا ہے اور اہل و مال میں برکت کی دعائیں زیادہ ہوتی ہیں، کیونکہ ولیمہ میں آنے والے لوگ دعائیں



## بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالِدَعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ بِسَبْعَةِ أَيَّامٍ وَنَحْوِهِ وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ

کرتے ہیں، لیکن جو کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے عمرہ قضاء میں نکاح کیا تھا۔ ان کے دل پر کئی بھرے ذبح کئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے۔ اپنی دانت کے اعتبار سے کہا ہے۔ وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے وقت حاضر نہ تھے اور اس سے واقف نہ ہوئے۔ نیز ام المؤمنین زینب بنت جحش کے ولیمہ میں بہت برکت ہوئی تھی کہ سارے لوگ روٹی گوشت سے سیر ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے اس کو اکثر کہا جاتا ہے۔ نیز ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے فتح خیبر کے بعد نکاح کیا تھا۔ اس وقت خیبر فتح ہونے کے بعد باعث وسعت زیادہ ہو گئی تھی اس لئے یہ ولیمہ نسبتاً زیادہ تھا۔

## بَابُ حَسَنِ اِيْتِ اِيْسَ سَمِ وَلِيْمَ كِيَا

۴۸۴۲ — ترجمہ : منصور بن صفیہ نے اپنی والدہ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ جو کے دو دن سے کیا۔

۴۸۴۲ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا یہ صفیہ تابعیہ ہے۔ لہذا یہ حدیث مرسل ہے۔ بعض روایات میں عائشہ کا اضافہ ہے۔

اس تقدیر پر یہ حدیث مرفوع متصل ہوگی۔ شیخ ابن حجر نے کہا زیادہ راجح یہ ہے کہ یہ صفیہ صحابیہ ہے اور جس نے اسناد میں عائشہ کا اضافہ کیا ہے وہ اسناد میں زیادتی کے قبیلہ سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ابن سعد نے واقدی سے اپنی سند سے روایت کی کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد مجھے اپنے گھر لے گئے تو میں نے ایک مشکے میں کچھ جو دیکھے۔ میں نے وہ پیسے اور ہنڈی میں ڈالے اور ان میں کچھ چربی ڈالی یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا ولیمہ بھی ہو سکتا ہے اس کی حد مقداری کوئی نہیں ہے کہ اس سے کم جائز نہ ہو۔



۴۸۴۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا

## باب۔ ولیمہ اور دعوت قبول کرنا اور جس نے

سات دن یا اس سے زیادہ ولیمہ کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن <sup>(۱)</sup> یومون مقرر نہیں کئے،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں کی جس سے معلوم ہو کہ ولیمہ سات روز تک جائز ہے۔ صاحب تلویح نے کہا گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیہقی کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو انہوں نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ ابن سیرین نے مدینہ منورہ میں سات دن ولیمہ کیا اور سات دن لوگوں کو دعوت طعام دی۔ اور ان میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مدعو تھے، لیکن وہ روزے سے تھے تو وہ ان کے لئے خیر کی دعا کرتے رہے پھر واپس چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کے لئے ایک یا دو دن وجوہاً یا استیجاباً نہیں کئے اس سے معلوم ہوتا ہے ولیمہ میں کوئی حد معین نہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریاء کاری ہے تو بخاری کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو دن معین نہیں فرماتے کیسے صحیح ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں چنانچہ انہوں نے تاریخ کبیر میں ذکر کیا کہ اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں،

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام نووی سے نقل کیا کہ اگر دعوت تین روز کی جائے تو پہلے دن میں اجابت واجب ہے کہ دعوت طعام میں ضرور حاضر ہو اور اسے قبول کرے۔ دوسرے دن قبول کرنا اور حاضر ہونا مستحب ہے۔ اور تیسرے دن مکروہ ہے۔ مالکیہ کے نزدیک مال دار سات روز تک دعوت کر سکتا ہے۔

۴۸۴۳ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ

کے لئے بلایا جائے تو ضرور جائے۔



۴۸۴۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ  
 قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُوا الْعَانِيَّ وَاجْبُوا الدَّاعِيَ وَاعُودُوا الْمُرِيضَ  
 ۴۸۴۵ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ  
 عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مَعْوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ  
 أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَفُتْنَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا

۴۸۴۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا قیدی کو رہائی دلاؤ! دعوت کرنے والوں کی دعوت  
 قبول کرو اور بیمار کی عیادت کرو

۴۸۴۳ — ۴۸۴۴ — شرح : صحیح تزیہ ہے کہ حدیث میں مذکور امر  
 ایجاب کے لئے ہے۔ عانی کے معنی قیدی  
 ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ داعی عام ہے کہ ولیمہ کی دعوت کرے یا کوئی اور دعوت کرے کیا سب کی اجازت  
 ضروری ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور اس کے  
 علاوہ دوسری دعوتیں واجب نہیں مستحب ہیں اور جس داعی کی دعوت قبول کرنا واجب ہے وہ داعی صاحب  
 ولیمہ ہے، کیونکہ اس میں نکاح کا اعلان اور اظہار ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے  
 کہ حدیث میں امر کا صیغہ ایک ہی اطلاق میں وجوب اور ندب میں مستعمل ہے؛ حالانکہ یہ علماء اصول کے نزدیک  
 ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اور دوسرے مذاہب میں عموم مجاز  
 پر محمول ہے۔ اخاف بھی اسے عموم مجاز پر محمول کرتے ہیں (حدیث : ۲۸۳۹ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۸۴۵ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں  
 سات اشیاء سے منع فرمایا اور ہمیں بیمار کی عیادت جازہ کے پیچھے  
 چلنا، چھینک لینے والے کو جواب دینا، قسم پوری کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، سلام کہنا اور داعی کی دعوت  
 قبول کرنے کا حکم دیا، اور سونے کی انگوٹھی، چاندی کے برتن، ریشمی گدے جو سوار گھوڑے پر ڈالتا ہے۔  
 ریشمی کپڑے۔ استبرق اور دیباچ (ریشم کے موٹے کپڑوں) سے منع فرمایا۔ ابو عوانہ اور شیبانی نے



بِعَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَابْرَارِ  
الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَافْتَاءِ السَّلَامِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي وَهَئَانَا  
عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنْ اَنْبِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنْ الْمُبَاشَرِ وَالْقَسْبَةِ  
وَالِاسْتَبْرَقِ وَالْيَتَابِاجِ تَابِعَهُ ابُو عَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ اَشْعَثَ  
فِي افْتَاءِ السَّلَامِ

۴۸۴۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ  
قَالَ دَعَا ابُو اَسِيدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اشعث سے لفظ افتاء سلام روانت کرنے میں ابوالاحوص کی متابعت کی۔

۴۸۴۵ — شرح : تشمیت عاٹس کے معنی چھینک لینے والے کے لئے خیر و برکت کی دعاء

کرنا۔ ابرار المقسم یہ ہے کہ اگر کسی نے مستقبل میں کسی کام کی قسم  
کھائی اور تم اس کی قسم کی تصدیق کرنے پر قادر ہو۔ اس کو حانت نہ مچنے دو جیسے کسی نے قسم کھائی کہ  
جب تک یہ کام نہ کرو گے وہ تم سے جدا نہ ہوگا اور تم وہ کام کرنے پر قادر ہو تو وہ ضرور کرو تا کہ وہ  
حانت نہ ہو۔ اجابۃ الداعی، یعنی دعوت قبول کرنا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دعوت  
قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمائی۔ میاثر میثرہ کی جمع ہے۔ یہ چھوٹا سا ریشمی بھجوتا  
جو روٹی سے بھرا ہوا ہو اس کو سوار اپنے نیچے رکھتے ہیں۔ قسبہ، یہ سوئی کپڑا ہے جو ریشم سے مخلوط ہو مصر  
کے علاقہ میں ایک گاؤں کی طرف منسوب کپڑے ہیں۔ استبرق موٹا ریشم ہے۔ دیبا ج ریشمی کپڑا ہے۔ اگر کوئی  
یہ سوال پوچھے حدیث میں جن سے منع کیا گیا ہے وہ چھ ہیں سات نہیں سلس کا جواب یہ ہے کہ ساتواں  
مطلق ریشم ہے۔ مذکور امور میں سے بعض واجب ہیں جیسے چھینک لینے والے کو جواب دینا اور دعوت دہیہ  
قبول کرنا واجب ہیں اور بعض مستحب ہیں تو صیغہ امر واجب اور غیر واجب میں مستعمل ہوا ہے، حالانکہ یہ اصولوں  
کے نزدیک جائز نہیں، لیکن یہاں بھی امر عموم مجاز پر محمول ہے۔ (حدیث : ۱۱۷۰، جلد : ۲ کی شرح دیکھیں)



فِي عُرْسِهِ وَكَانَتْ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَتَهُمْ هِيَ الْعُرُوسُ قَالَ  
 سَهْلٌ تَذَرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَقَعْتُ  
 لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَكَلَ سَقْتُهُ آيَاةَ  
**بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ**  
 ۴۸۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ

۴۸۴۶ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ابو اسید ساعدی نے اپنی شادی میں  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ اس دن ابو اسید  
 کی بیوی لوگوں کی خدمت کر رہی تھی، حالانکہ وہ نئی دلہن تھی۔ سہل نے کہا کیا تم جانتے ہو اُس نے جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا۔ اُس نے رات کو ہی کھجوریں پانی میں ڈال رکھی تھیں۔ جب آپ کھانا  
 کھا چکے تو وہ آپ کو پلایا تھا۔

۴۸۴۶ — شرح : ابو اسید کا نام مالک بن ربیعہ ساعدی ہے۔ جو بدریوں میں سے  
 سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔ انھوں نے سینسٹھ ہجری میں  
 وفات پائی۔ ان کی بیوی کا نام سلامت بنت وہب بن سلامہ بن امیہ ہے۔ لفظ خادم کا مذکر اور  
 مؤنث دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا کانت امرأۃ یومئذ خادمتہم، کہ اس روز  
 ابو اسید کی نئی دلہن لوگوں کی خادم تھی۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔ عروس وصف ہے اس کا  
 اطلاق دولہا اور دلہن دونوں پر ہوتا ہے۔ اس میں بھی مذکر و مؤنث مساوی ہیں جب تک وہ وصف عروس  
 میں ہوں۔ اور جب ایک دوسرے سے شادی کر دے تو مرد کے لئے مُعْرِسًا کہنا احسن ہے، کیونکہ وہ شادی  
 کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت قبول کرنا ضروری ہے اور اگر دعوتِ ولیمہ نہ ہو اس میں علماء میں  
 اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور اُن کے تلامذہ، سفیان ثوری اور امام مالک رحمہم اللہ  
 نے کہا دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے لیکن اُس کے علاوہ دوسری دعوت میں جانا واجب نہیں اور دعوت  
 قبول کر کے کی شرط یہ ہے کہ وہاں غیر شرعی امور نہ پائے جائیں عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ  
 عنہم ایک دعوت پر گئے وہاں انہوں نے جانداروں کی تصاویر دیکھیں تو واپس آگئے (یعنی)  
 قولہ تذرُونَ، یہاں ہمزہ استفہام محذوف یعنی اَتَذَرُونَ الخ



عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ  
الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ  
تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

## بَابُ حَسْبِ مَنْ دَعَا تَسْبُولَ مَنْ كُنِيَ اسْمُهُ اللَّهُ أَوْ اسْمُ رَسُولٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنِيَ اسْمُهُ

بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جس نے لوگوں کی دعوت نہ کی اور دعوت کے لئے کسی کو  
نہ بلایا۔ حالانکہ ایسا نہیں؛ کیونکہ لوگوں کی دعوت کرنا مستحب ہے اور مستحب کے ترک میں گناہ نہیں جیسا کہ  
حدیث سے ظاہر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: الولیمہ حق، سے  
معلوم ہوتا ہے کہ ترک دعوت میں عصیان ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق کا معنی غیر باطل ہے اور یہ بات  
مسلم ہے کہ شادی میں ولیمہ سنت مستحبہ ہے واجب نہیں اور اس میں صیغہ امر استحباب پر محمول ہے۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں بدترین طعام  
ولیمہ کا طعام ہے۔ جس کے لئے مال داروں کو بلایا جاتا ہے۔ اور

غریبوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور جس نے دعوت ولیمہ کو قبول نہ کیا۔ اُس نے اللہ اور اس کے  
رسول کی نافرمانی کی۔

توضیح: یعنی وہ طعام ولیمہ جس کے لئے مال داروں کو دعوت دی جائے اور فقراء کو نظر انداز

کر دیا جائے۔ وہ شتر ہے۔ طعام میں شتر نہیں۔ شتر صرف فعل میں ہے۔ لہذا

طعام حرام نہ ہوگا۔ طبعی نے کہا: طعام الولیمہ، میں الف ولام خارجی عہد کے لئے ہے؛ کیونکہ لوگوں کی  
عادت ہے کہ وہ مالداروں کو دعوت ولیمہ دیتے ہیں اور غریبوں کو نہیں بلاتے ہیں۔

قولہ یدعی لھا، جملہ متانفہ شتر کا بیان ہے اور: وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ، جملہ حالیہ ہے اور یدعی،

اس میں عامل ہے۔ یعنی ولیمہ کے لئے مالداروں کو دعوت دی جاتی ہے، حالانکہ اس کو قبول کرنا واجب ہے  
تو جس کو دعوت دی جائے اس کو قبول کرنا واجب ہے۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
کی کہ وہ طعام ولیمہ اچھا نہیں جس کے لئے ان لوگوں کو بلایا جائے جن کے پیٹ بھرے ہوئے ہیں اور بھوکوں کو



## باب من اجاب الى كراع

۴۸۴۸ حدثنا عبدان عن ابي حمزة عن الاعمش عن ابي حازم  
عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو دعيت الى كراع  
لا جبت ولو اهدى الى كراع لقبلت

نظر انداز کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس کو دعوت ولیمہ دی جائے اور وہ نہ آئے تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دعوت ولیمہ قبول کرنا واجب ہے کیونکہ ”عصیان“ یعنی نافرمانی کا اطلاق ترک واجب پر ہوتا ہے۔

ابن بطال مالکی نے کہا حضرات صحابہ کرام اور تابعین میں دعوت ولیمہ کی اجابت کے وجوب میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ البتہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہمیں اس شخص کی دعوت قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے جو مال داروں کو دعوت دے اور غریبوں کو نظر انداز کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعوت کی اور اس میں غریبوں اور مالداروں دونوں کو بلایا قریش آئے جبکہ مساکین بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے مساکین سے فرمایا تم بیٹھو اور ان کے کپڑے خراب نہ کرو! ہم نہیں دہی کھلائیں گے جو وہ کھائیں گے۔ ابن جیب نے کہا جس نے ولیمہ میں امتیاز کیا کہ اغنیاء کو بلایا اور فقراء کو نہ بلایا اس کی دعوت کوئی شئی نہیں اور اس کی ترک اجابت میں معصیت نہیں جبکہ ابن مغیرہ نے روایت کی ہے کہ انھوں نے سفیان ثوری سے سنا وہ اجابت کی تفسیر کر رہے تھے کہ جب تمہیں وہ شخص دعوت دے جو تیرا دین اور دل خراب نہ کرے اس کی اجابت واجب ہے۔

علامہ کبرفانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور حدیث کا پہلا حصہ ولیمہ میں جانے سے منع کرتا ہے بلکہ حرام کرتا ہے اور اس کا آخری حصہ اس کی رغبت دلاتا ہے بلکہ واجب کرتا ہے، لہذا حدیث کے اول و آخر میں منافات ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ولیمہ کی اجابت کو یہ لازم نہیں کہ ضرور طعام کھائے بلکہ دلاں چلا جائے اور نہ کھائے۔ پس حدیث میں ترغیب اجابت میں ہے اور تنذیر کھانے میں ہے لہذا منافات نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صاحب طعام کا فعل (مال داروں کو بلانا) محترم ہے طعام حرام نہیں ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں تم دعوت میں عاصی نافرمان ہو کہ اسے لوگوں کو بلاتے ہو جو نہیں آنا چاہتے اور جو آنا چاہتے ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو۔



## بَابِ اجَابَةِ الدَّاعِي فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهَا

۴۸۴۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوا هَذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ

## باب جس نے سری پائے کی دعوت قبول کی

۴۸۴۸۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے سری پائے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ اور اگر مجھے یہ ہدیہ دیا جائے تو میں قبول کروں گا۔

۴۸۴۸۔ شرح : اس حدیث کی مناسبت ابواب ولیمہ سے واضح نہیں ہاں اگر اس کو دعوت ولیمہ کہا جائے تو مناسبت ظاہر ہے۔ اس حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تواضع اور حسن خلق ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ قبول کر لینا چاہیے اگرچہ کمتر ہو اور حسن خلق سے ایسے امور کا اظہار ہوتا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کی اجابت کی ترغیب اس لئے دلائی ہے کہ کھانے کی دعوت کا باعث سچی محبت اور جس کو دعوت دی جائے اس کا داعی کا طعام کھانے میں اس کی خوشی اور سرور ہے۔ اور آپس میں مل بیٹھ کر کھانے میں محبت کی زیادتی ہے۔

## باب شادی وغیرہ میں دعوت قبول کرنا

یعنی مدعو کا داعی کی اجابت کرنا۔ اجابت مصدر ہے جو مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل مقدر



## بَابُ ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ إِلَى الْعُرْسِ

۲۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صَهْبِيبٍ عَنْ النَّسِ

ابْنِ مَالِكٍ قَالَ أَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءً وَصَبِيَّانًا

مُقْبِلَيْنِ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنِّيًا فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ

النَّاسِ إِلَيَّ

ہے یعنی اجابت المدعو الداعی، عرس وہ طعام ہے جو شادی میں کھلایا جاتا ہے اور وہ ولیمہ کا طعام ہے اور اس کا غیر ختنوں کے وقت طعام کھلانا یا سفر سے واپسی پر لوگوں کو دعوت دینا وغیرہ میں امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے شادی وغیرہ کی دعوت دی جائے وہ اسے مقبول کرے۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دعوت ولیمہ کے لئے

تمہیں بلایا جائے تو اسے قبول کرو عبد اللہ بن عمر ولیمہ اور غیر ولیمہ کی دعوت قبول کرتے تھے، حالانکہ وہ روزے سے ہوتے تھے۔

۲۸۴۹۔ شرح : هذه الدعوة سے مراد دعوت ولیمہ ہے۔ قَالَ یعنی نافع نے کہا

عبد اللہ بن عمر دعوت میں تشریف لے جاتے، حالانکہ وہ روزہ سے ہوتے تھے۔ اس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ ترک اجابت میں روزہ عذر نہیں ہے اور روزہ دار کا وہاں جانے کا فائدہ یہ ہے کہ صاحب ولیمہ ان کے وہاں جانے سے تبرک حاصل کرتا ہے اور اس کی نیک دعاؤں کا متمنی ہوتا ہے۔ پھر اگر روزہ نافذ ہو تو اگر صاحب دعوت کو ناگوار گزرے تو روزہ افطار کر دے ورنہ روزے سے رہے۔ یہ شوائع اور خباہت کہتے ہیں۔ اخاف کے نزدیک دعوت ولیمہ کو قبول کرنا ضروری ہے، ورنہ گنہگار ہو گا اگرچہ روزے سے ہو تو ان کے لئے دعا کرے اگر روزے سے نہیں تو کھاٹے

## بَابُ عَوْرَتِیْنِ اَوْ زَبْجُوں کا دعوت ولیمہ کے لئے جانا



۴۸۵۰ — شرح : یہ عورتیں بچے سب انصار تھے۔ قولہ مُمْتَنِنًا، مَنَّہ بضم المیم سے باب افتعال ہے۔ اس کے معنی قوت میں۔ یعنی انصار کے عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے قوت سے کھڑے ہوئے۔ بعض نے کہا مَنَّہ بکسر المیم سے افتعال ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مہربانی کرتے ہوئے اُن کا اکرام کیا کیونکہ جس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں اور اس طرح اس کا اکرام کریں تو یہ آپ کا اس پر عظیم انعام اور احسان ہے۔ حدیث ۲۵۲۰ میں لفظ مُمْتَنِنًا ہے۔ انہی قدموں پر کھڑے ہو گئے۔ مُمْتَنِنًا بھی پڑھا گیا ہے یعنی تکلف سے کھڑے ہوئے۔

باب کیا جب دعوت کے موقعہ پر کوئی خلاف  
شرع دیکھے تو واپس آ جائے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گھر میں جاندار کی تصویر دیکھی تو واپس ہو گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابویوب کی دعوت کی تو انہوں نے دیوار پر پردہ دیکھا وہ تو اس پر رد عمل کیا، ابن عمر نے کہا اس میں عورتیں ہم پر غالب آگئی ہیں۔ ابویوب نے کہا: جن لوگوں پر مجھے یہ ڈرتھا آپ پر یہ خوف نہ تھا۔



۲۸۵۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ نَافِعٍ  
عَنِ الْقُسَمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نَمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرٌ فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ

خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر واپس چلے گئے۔ یعنی جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے سالم کی شادی کی تو ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کو دعوت طعام دی۔ جب وہ عبد اللہ بن عمر کے گھر آئے تو دیوار پر پردہ لٹکتا ہوا دیکھا تو عبد اللہ سے کہا آپ کے گھر میں یہ خلاف شرع کیوں ہے انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا یہ عورتوں کا کام ہے وہ ہم پر اس میں غالب ہیں۔ ابو ایوب نے کہا مجھے کسی پر ایسے عمل کا خوف تھا تم پر مجھے یہ ڈر نہ تھا کہ تمہارے گھر میں ایسے کام ہوں گے خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر واپس چلے گئے۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: قولہ واللہ لا طعم الخ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ تمہیں بیٹھنے اور کھانا کھانے کی تکلیف نہیں دیتا ہوں کہ بیٹھ کر کھانا کھاؤ کیونکہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ فعل مکروہ تنزیہی تھا۔ پردے کو اٹھا دینا ضروری نہیں جانتے تھے۔ یہ سن کر ابو ایوب واپس چلے گئے۔ ابو ایوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔

مسائل فقہیہ صاحب ہدایہ نے کہا دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ اگر صاحب دعوت کے گھر کوئی خلاف شرع شے ہو تو اس کے باعث سنت

ترک کرنا جائز نہیں۔ جیسے نماز جنازہ کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر وہاں عورتیں نوحہ اور مین کرتی ہوں تو نماز جنازہ ترک نہ کرے گا۔ اور اگر ان کو منع کرنے پر قادر ہے یا عالم دین مقتدی ہے جس کی بات پر لوگ لبیک کہتے ہیں تو اس پر واجب ہے کہ انہیں نوحہ سے منع کرے اور اگر قادر نہیں تو صبر کرے اور باہر جائے۔ اور اگر دسترخوان پر کوئی خلاف شرع شے دیکھے تو نہ بیٹھے اگرچہ وہ قوم کا مقتدی نہ ہو اور اگر وہاں جانے سے پہلے خلاف شرع کوئی شے معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے؛ کیونکہ دعوت کا قبول کرنا مسنون طریقت پر سنت ہے۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے قاسم بن محمد

رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ







حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ قَالَ لَمَّا عَرَسَ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ  
 دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا  
 قُرْبَةً إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَةً أُمُّ أُسَيْدٍ بَلَّتْ ثَمَرَاتٍ فِي تَوْرِ مِنْ حِجَابَةٍ مِنَ  
 اللَّيْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَاتَتْهُ لَهُ  
 فَسَقَتْ تَحْفَةً بِذَلِكَ

بَابُ النَّقِيعِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسَكِّرُنِي الْعُرْسُ  
 ۴۸۵۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
 الْقَارِي عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدَانَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ

## بَابُ دِلہن کا ولیمہ میں خود بخود مہمان مردوں کی خدمت کرنا

۴۸۵۲ - ترجمہ : ابو حازم نے سہل بن زید سے روایت کی کہ جب ابو اسید  
 ساعدی نے شادی کی تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے  
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی تو اُس نے نہ تو اُن کے لئے کھانا تیار کیا اور نہ ہی ان کے قریب گیا  
 مگر اس کی بیوی نے جو اسید کی والدہ ہے۔ اُس نے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں پانی میں ڈال رکھی  
 تھیں۔ جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کو  
 ہاتھ سے پانی میں ملا پھر آپ کو وہ پلایا حالانکہ یہ آپ کو تحفہ پیش کیا تھا۔ (حدیث ۴۸۵۶ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ شَادِي میں کھجوروں کا شیرہ اور نشہ نہ دینے والا شربت کا جواز



دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتْ امْرَأَةً خَادِمَتَهُمْ  
يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعُرُوسُ فَقَالَتْ أَوْ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرِ

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ  
وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ

۲۸۵۳ — ترجمہ : ابو حازم سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن سعد سے سنا کہ ابوسعید  
نے اپنی شادی میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس روز  
اس کی بیوی ان کی خدمت کرتی تھی۔ حالانکہ وہ نئی دلہن تھی اُس نے کہا یا ابوسعید نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ  
اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا۔ اُس نے آپ کے لئے پتھر کے برتن رات کو کھجوریں  
پانی میں بھجور رکھی تھیں (اُن کا شیرہ پلایا تھا)

۲۸۵۳ — شرح : نفیع وہ کھجوریں ہیں جو پانی میں ڈالی جائیں تاکہ ان کی شیرینی نکل آئے  
اسے شیرہ کہتے ہیں۔ عنوان میں نفیع کے بعد شراب کو ذکر کیا یہ عام کا  
خاص پر عطف ہے کیونکہ شراب نفیع تمر سے عام ہے اور الذی یُسکر شراب کی صفت ہے۔ یعنی  
وہ شیرہ جو نشہ نہ دے کیونکہ جو نشہ دے اس کو پینا جائز نہیں۔ یہ نفیع اور شراب دونوں میں  
معتبر ہے کیونکہ نفیع مسکر بھی پینا جائز نہیں۔ خادم کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔

بَابُ عَوْرَتِیْنَ کے معاملہ میں نرمی کرنا

اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عورت انسان کی پسلی کی مانند ہے

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے نیکی کرنا صدقہ ہے۔ مدارات ہمزہ  
کے بغیر یعنی ملائیت ہے یعنی ایک دوسرے سے نیکی اور نرمی کرنا چنانچہ کہا  
جاتا ہے ذَارِبَتْ زَبْدًا میں نے زید سے نرمی کی اور ہمزہ کے ساتھ یعنی مدافعت ہے یہاں پہلا  
معنی مراد ہے۔ اصل میں مدارات کے معنی الفت اور دلوں کو مائل کرنا ہے۔



۴۸۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقْتَمَهَا كَسِرَتْهَا وَإِنْ اسْتَمْتَعَتْ بِهَا اسْتَمْتَعَتْ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ

## بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ

۴۸۵۲ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو پسلی کی طرح فرمایا ہے، جب تک پسلی کی طرح ٹیڑھی ہوتی ہے، کیونکہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ إِنْ حَوَّاءُ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، یعنی بنی نوع انسان کی ماں حضرت آدم علیہ السلام کی چھوٹی پسلی سے پیدا کی گئی جبکہ وہ سوراخ ہے تھے۔ حدیث میں اس کو پسلی سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ عورت کی طبیعت میں کجی ہے۔ حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ ہے پھر اس کی وضاحت اس طرح کی کہ اگر تو ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ ڈالے گا۔ یہ حال عورت کا ہے کہ اگر اسے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ زیادہ بگڑ جائے گی اور طلاق تک نوبت پہنچے گی یہ اس کا ٹوٹنا ہے اور اگر اسے بالکل اپنے حال پر چھوڑ دے تو اور زیادہ ٹیڑھی ہو جائے گی ان سے بیانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔

## بَابُ عَوْرَتِیْنَ كَيْفَ وَصِيَّتْ كَرْنَا

۴۸۵۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان



يُؤْذِي جَارَهُ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ  
وَإِنْ أَعْوَجَ شَيْءٌ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ تَقِيْمُهُ كَسْرَتُهُ وَ  
إِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا

رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو دکھ نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرو، کیونکہ وہ پسلی سے  
پیدا کی گئی ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہے۔ اگر تو اسے سیدھی کرے گا تو اسے توڑ  
دے گا اور اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے گا تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہوتی رہے گا عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو  
۴۸۵۲۔ شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی ہمسایہ کو دکھ دے

وہ مومن نہیں، لیکن ہمسایہ کو اذیت پہنچانے والے سے کمال  
ایمان کی نفی ہے اصل ایمان کی نفی نہیں۔ یعنی ایسے شخص کا ایمان کامل نہیں۔ اور مطلق ایمان کے لائق  
اور مناسب نہیں کہ ہمسایہ کو دکھ پہنچائے۔

قوله استَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، یعنی عورت سے نیکی کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی وصیت  
قبول کرو۔ طبیبی نے کہا میں معنی طلب ہے یعنی عورتوں کے حق میں اپنی طرف سے وصیت طلب کرو۔  
ہو سکتا ہے کہ خطاب عام ہو یعنی عورتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے وصیت قبول کرو۔  
بیضادی نے کہا استِیْصَاءٌ بمعنی قبول وصیت ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں عورتوں کے  
حق میں وصیت کرتا ہوں۔ میری وصیت قبول کرو! کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ یعنی ان کی خلقت  
ٹیڑھی ہے۔ اُن سے انتفاع اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اور ان کی کجی پر صبر  
کرتے رہو۔ اور ان کی استقامت میں طمع نہ کرو۔

قوله إِنْ أَعْوَجَ شَيْءٌ الخ یعنی عورتیں اوپر والی پسلی جو زیادہ ٹیڑھی ہے سے پیدا کی گئی ہیں۔  
اعلاہ میں ضمیر مذکر اور اسی طرح "أَعْوَجَ" کو مذکر ذکر کیا۔ عَوَجٌ نہیں فرمایا، کیونکہ ضلع بمعنی پسلی ٹوٹ  
حقیقی نہیں ہے اور أَعْوَجُ اسم تفضیل حالانکہ عَوَجٌ عیب ہے اور عیب سے اسم تفضیل نہیں آتا، لیکن یہ  
افعل وصفی ہے منع اس وقت ہے جب وصف سے التباس ہو۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا عورت کو سیدھا کرنا اس کو توڑنا ہے اور وہ طلاق ہے  
عورتوں کے ساتھ مدارات کا معنی یہ ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف نہ کرے۔



۴۸۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
ابْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا  
عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةً أَنْ يَنْزِلَ فِينَا شَيْءٌ فَلَمَّا  
تُوِّفِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَأَنْبَسَطْنَا

### بَابُ قَوْلِ أَنْفُسِكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

۴۸۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ  
أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاِعٌ

۴۸۵۵۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتوں سے باتیں کرنا اور ان سے

خوش طبعی کرنے سے بچتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو باہم کلام بھی کرنے لگے اور ان سے خوش طبعی کرتے تھے۔

۴۸۵۵۔ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس حدیث میں یہ خبر دی ہے کہ صحابہ کرام عہد رسالت میں عورتوں سے

گفتگو کرنے اور ان سے خوش طبعی کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ کیونکہ یہ ان سے بھلائی کی وصیت ہے۔ یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زمانہ رسالت کی حالت متغیر ہو گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ وہاں کی ہر شئی روشن ہو گئی اور نور ہی نور نظر آتا تھا۔ اور جس روز آپ نے انتقال فرمایا اس کی ہر شئی اندھیر کی نذر ہو گئی اور ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن ہاتھ اٹھائے تو ہمارے دل متغیر اور حیران رہ گئے کہ اب کیا ہوگا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاداً اے لوگو! اپنی

جانوں اور اہل اولاد کو آگ سے بچاؤ!،



اور جن کے تم نگہبان ہو انہیں دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ انہیں گناہ کرنے سے روکو اور نیک کام کرنے پر آمادہ کرو! انہیں آداب سکھاؤ اور شر سے منع کرو۔ اہل کا اطلاق بیوی پر بھی ہوتا ہے۔ حدیث افک میں ہے کہ جب اسامہ بن زید سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ لیا تو انہوں نے عرض کیا حضور عائشہ آپ کی اہل ہے اور جس کا شرعاً خرچہ وغیرہ تم پر لازم ہو جیسے نوح علیہ السلام نے کہا تھا: اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ،، اور حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَهَبْنَا لَهُ اَهْلًا مِّنْ اٰتِنَاكَ اَنْ يَّكُونَ لَكَ اَوْلَادٌ تَحْتِیْ۔ عبد (غلام) پر بھی اہل کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل کا اطلاق بیوی، اولاد اور غلاموں پر ہوتا ہے؛ کیونکہ اہل کے معنی یہ ہیں جس کا شرعاً خرچہ واجب ہو اور یہ معنی مذکورہ تمام امور کو شامل ہے اور رعایت کے معنی حفظ و امانت ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے: دَعَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰی تَبْرِیْ خِفَاتِیْ کرے۔ (حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

## باب بیوی سے اچھا معاملہ کرنا



۴۸۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا  
 أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ أَحَدُ عَشْرَةِ امْرَأَةٍ  
 فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقِدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمَنَّ مِنْ أَخْبَارِ أَرْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتْ  
 الْأُولَى زَوْجِي لَحْمٌ جَلَّ غَيْثٌ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٌ فِيمَنْ تَقَى  
 وَلَا سَهْمَيْنِ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبْتُ خَبْرَهُ إِلَّا  
 أَخَافُ أَنْ لَا أَدْرَهُ إِنْ أَذْكُرُهُ أَذْكُرُ عَجْرَهُ وَمَجْرَهُ قَالَتِ الثَّلَاثَةُ  
 زَوْجِي الْعَشَنُّ إِنْ أَنْطَقَ أَطْلُقُ وَإِنْ أَسْكُتُ أُعَلِّقُ قَالَتِ الرَّابِعَةُ  
 زَوْجِي كَلِيلُ تَهَامَةٍ لَا حَرُّ وَلَا قَرٌّ وَلَا فَخَافَةٌ وَلَا سَامَةٌ قَالَتِ  
 الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهَدَا إِنْ خَرَجَ أَسَدٌ وَلَا يُسَالُ  
 عَمَّا عَهَدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ  
 اشْتَفَّ وَإِنْ اضْطَجَعَ التَّفَّ وَلَا يُوجِبُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَتَّ

معاشرہ کے معنی میل جول کے ہیں۔ یہ عشرت بمعنی صحبت سے ہے اور معاشرہ مفاعلہ ہے جس کی خصوصیت مشارکت بھی ہے یعنی دو آدمیوں کا ماخذ میں شریک ہونا۔

شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کی

۴۸۵۷۔

بارہ عورتیں (ایک مجلس میں) بیٹھیں اور انہوں نے آپس میں

عہد و پیمان کیا کہ وہ اپنے شوہروں کے حالات اور ان کی عادات سے کچھ نہ مخفی رکھیں گی۔ چنانچہ پہلی عورت نے کہا میرا شوہر کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے نہ تو نرم زمین ہے کہ اس پر چڑھا جاسکے اور نہ ہی گوشت عمدہ ہے کہ اس کو ضرور لایا جائے۔ دوسری نے کہا میرا شوہر میں اس کی خبر ظاہر نہیں کرتی مجھے ڈر ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں گی اگر میں اس کو ذکر کروں تو



قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَا أَوْ غَيَايَا طَبَا قَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَدَائِعُ  
 شَجَّكَ أَوْ ظَلَّكَ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكَ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسْ  
 مِسُ ارْتَبِ وَالرَّيْحُ رِيحُ زَنْبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ  
 الْعِمَادِ طَوِيلُ الْخَبَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ  
 قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكُ وَمَا مَالِكُ مَالِكُ خَيْرٌ مِنْ  
 ذَلِكَ لَهْ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمُبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمُسَارِحِ وَإِذَا  
 سَمِعَنَ صَوْتَ الْمَرْهَرِ يَقْنُ أَنْهَنْ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةُ  
 عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُوزَرْعٍ فَمَا أَبُوزَرْعٍ أَنْاسٌ مِنْ حُلِيِّ أَذُنِي  
 وَمَلَأٌ مِنْ شَحْمِ عَضْدِي وَبَحْنِي قَبَّحْتُ إِلَى نَفْسِي وَجَدَنِي  
 فِي أَهْلِ عُيْمَةٍ بِشَقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ

اس کے تمام عیب ظاہر اور پوشیدہ ذکر کر دوں گی۔ تیسری نے کہا میرا شوہر دراز قد کمزور ہے۔  
 اگر میں اس کے عیب بولوں تو مجھے طلاق دی جائے گی اور اگر خاموش رہوں تو معلق رہوں گی۔  
 (نہ شوہر والی اور نہ مطلقہ) چوتھی نے کہا میرا شوہر تھامہ کی رات کی مانند ہے (معتدل ہے)  
 نہ گرم ہے اور نہ سرد ہے نہ زیادہ ڈرا اور نہ تنگی کرنے والا۔

پانچویں عورت نے کہا: میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چپتی کی طرح ہے اور اگر باہر جائے تو  
 شیر جیسا ہے اور گھر میں مال کے گم ہونے کی باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھانا شروع کرے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور اگر پیٹے تو سب  
 کچھ صاف کر دیتا ہے اور اگر لیٹے اور نیند کرنے لگے تو کپڑوں میں لیٹ جاتا ہے اور ماتھے دراز نہیں  
 کرتا تا کہ بیوی کا غنم معلوم کرے۔

ساتویں نے کہا میرا شوہر عاجز ہے یا گمراہ بیوقوف ہے۔ جہاں کی ہر بیماری اس کے لئے ہے  
 اگر تو بات کرے تو سر توڑ دے یا جسم زخمی کر دے یا سب کچھ (سر کا زخم اور بدن کا جسم) جمع کر دے۔



وَمَنْقٍ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أَقْلَمُ وَأَرْقُدُ فَاتَّصَبْتُ وَأَشْرَبُ  
 فَاتَّقَمْتُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عَكُوْهُمَا رِدَاخٌ وَبَيْتُهُمَا  
 فَسَاحٌ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِ شَطْبَةٍ  
 وَتَشْبَعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ  
 أَبَيْهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلُّ كَسَائِهِمَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ  
 فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا شَبِيثًا وَلَا تُنْقِثُ مِثْرَتَنَا

آکھویں عورت نے کہا میرا شوہر کو مس کرنا خرگوش کو مس کرنا ہے (بہت نرم ہے) اس کی خوشبو  
 زرب (خوشبودار بوٹی) کی خوشبو ہے۔

نانوں نے کہا میرا شوہر اونچے گھر والا ہے۔ اس کا شمشیر بند (میان) دراز ہے (قد آور ہے)  
 بہت رکھ والا ہے۔ اس کا گھر لوگوں کے محفل خانہ کے قریب ہے۔

دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے کیا مالک ہے اس سے بہتر کوئی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے اوٹل  
 میں جو باروں میں زیادہ ہیں اور چراگاہ میں جانے والے کم ہیں جب وہ سرنگی کی آوازیں وہ یقین  
 کر لیتے ہیں کہ وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔

گیارہویں عورت نے کہا میرا شوہر ابو زرع ہے۔ ابو زرع کیا ہے (اس کی شان بلند ہے) اس  
 نے بچوں پر سے میرے کان بھر دیئے اور وہ حرکت کرتے ہیں اور میرے دونوں بازو چربی سے  
 بھر دیئے مجھے خوش کیا تو میری جان خوش ہو گئی۔ اس نے مجھے چند بکریوں والے میں پایا جو ایک طرف  
 پڑا تھا تو مجھے گھوڑوں والوں، اونٹوں والوں، اصحابِ طعام اور باغات والوں میں کر دیا۔ میں اپنے  
 شوہر کے پاس کوئی بات کہتی ہوں تو مجھے جیب نہیں لگایا جاتا۔ میں سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں (کوئی  
 مجھے بیدار نہیں کرتا) میں پانی پیتی ہوں تو خوب اطمینان سے پیتی ہوں۔ ابو زرع کی ماں کیا ہے۔ ابو زرع  
 کی ماں (اس کی شان بلند ہے) اس کے صندوق بھرے ہوئے ہیں۔ اس کا گھر فراخ ہے۔ ابو زرع  
 کا بیٹا ابو زرع کا بیٹا کیسی شان والا ہے۔ اس کی خواب گاہ جیسے شاخ کھینچنے کی جگہ ہے۔ چار ماہ  
 کے بکری کے بچے کی ایک دست اس کا پیٹ بھر دیتی ہے۔ ابو زرع کی بیٹی اس کی کیسی شان ہے وہ  
 اپنے باپ کی تابعدار اور اپنی ماں کی تابعدار ہے۔ اس کی چادر بھری ہوئی ہے اس کا جسم موٹا ہے کہ



تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَالْأَوْطَابُ  
 تَمُخَضٌ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يُلْعَبَانِ مِنْ  
 تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَتْهُ وَكَلَّمَهَا فَكَلَّمَتْ بَعْدَهُ رَجُلًا  
 سَرِيًّا رَكِبَ سَرِيًّا وَآخَذَ خَطِيئًا وَارَاحَ عَلَى نَعْمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي  
 مِنْ كُلِّ رَاحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِّي أُمِّ ذَرٍّ وَمِثْرِي أَهْلَكَ قَالَتْ  
 فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَانِيَةِ أَبِي ذَرٍّ قَالَتْ  
 عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكَ كَأَبِي ذَرٍّ  
 لَأُمِّ ذَرٍّ

پکڑا بھرتا ہے، اور اپنی سوکن کے لئے غیظ و غضب ہے۔ ابو ذرؓ کی لونڈی وہ بھی کسی شان والی ہے وہ  
 ہماری باتیں ظاہر نہیں کرتی۔ ہمارا کھانا حسد اب نہیں کرتی اور ہمارا گھر خس و خاشاک سے نہیں بھرتی۔ اُس نے  
 کہا ابو ذرؓ باہر گیا حالانکہ دودھ سے برتن بھرے ہوئے تھے۔ اُن سے مکھن نکالا جا رہا تھا وہ ایک عورت  
 سے ملا جس کے دو بچے چلیوں کی طرح تھے وہ اس کی بغل کے نیچے دو اناروں کے ساتھ کھیل رہے تھے  
 میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے اس کے بعد ایک مالدار آدمی سے  
 نکاح کیا جو عربی گھوڑے پر سواری کرتا ہے۔ نیزہ ہاتھ میں پکڑتا ہے۔ اُس نے مجھے بہت نعمتیں دیں اور  
 ہر آرام پہنچانے والی شے کا جوڑا مجھے دیا اور کہا اے ام ذرؓ کھاؤ اور اپنے اہل کو بھی کھلاؤ۔ ام ابی  
 ذرؓ نے کہا اگر میں ہر شے جو مجھے اُس نے دی ہے جمع کروں تو وہ ابو ذرؓ کے چھوٹے سے برتن کو بھی  
 نہیں بھرتی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے  
 عائشہ میں تیرے لئے ام ذرؓ کے لئے ابو ذرؓ جیسا ہوں۔

ابو عبد اللہ (بخاری رحمہ اللہ) نے کہا سعید بن زید نے ہشام سے روایت کرتے ہوئے لَقِشْتُ  
 بَيْتَنَا تَعِيشًا، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض نے اَلْقَمِيحَ وِمْصِمْ پڑھا اور یہ صحیح تر ہے۔  
 شرح : زمانہ جاہلیت میں گیارہ عورتوں نے عہد کیا تھا کہ وہ اپنے اپنے  
 شوہروں کے کیفیات معاشرت ذکر کریں گی اور اُن میں سے کچھ



نہ رکھیں گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی دوسری عورت کی اپنے شوہر سے وصف بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب عورتیں مجہول ہوں وہ اپنے شوہروں سے محاسن بیان کر سکتی ہیں۔ معین عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہروں سے دوسری معین عورتوں کے محاسن بیان کریں۔

## زمانہ جاہلیت کی گیارہ عورتوں کی گفتگو کی تفصیل

پہلی نے کہا اس کا شوہر کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے اور اسے بھی کھن ہے وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے اور نہ موٹا تازہ گوشت ہے کہ اس کو ضرور لایا جاسکے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں خیر کم ہے؛ کیونکہ وہ اونٹ کا گوشت ہے بکری کا نہیں پھر وہ کمزور ہے رومی ہے۔ بایں ہمہ اس کو حاصل کرنا بہت مشکل ہے پوری مشقت سے وہ حاصل کیا جاسکتا ہے جس کو لوگ پسند نہیں کرتے۔ علامہ خطابی نے کہا قلت خیر کے ساتھ ساتھ اس میں تکبر اور بد خلقی بھی ہے اور اس میں کوئی مصلحت نہیں کہ اس کے حصول کے لئے تکلیف برداشت کی جائے اور اس کی وجہ سے اس کی سوء معاشرت برداشت کی جائے۔ اس عورت کا نام معلوم نہیں۔

## دوسری عورت کا بیان

اس عورت کا نام عمرہ بنت عمرو مینی ہے۔ اُس نے کہا میں اپنے شوہر کی خبر ظاہر نہیں کرتی ہوں۔ اس کی داستان طویل ہے۔ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو اس کی کثرت کے باعث میں اسے پورا کرنے پر قادر نہیں ہوں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ ”اَنْ لَا اَذْرَهُ“ میں ضمیر کا مرجع خبر ہو اور اگر ضمیر کا مرجع زوج ہو اور حرف لازماً ہوگا تو معنی یہ ہوگا مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دیگا تو میں اس کو چھوڑ جاؤں گی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں تیسری تاویل یہ ہے کہ اخاف ان اُبث خبرہ، کیونکہ عدم ترک اثبات قیاسین ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے شوہر کی کوئی بات ذکر نہیں کرتی اور نہ اسے نشر کرتی ہوں۔ عَجْرُ بَجْر کے معنی تمام امور ہیں یعنی میں اس کی ہر شئی واضح کر دوں گی۔ بعض نے کہا عَجْر ظاہر اور بَجْر باطن ہے یعنی میں اس کے ظاہری اور باطنی عیوب ذکر کر دوں گی اور اگر وہ یہ سن تو مجھے طلاق دے گا اور میں اس کو چھوڑ دوں گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب انھوں نے عہد



کیا تھا کہ اپنے شوہر کی کوئی بات پر شدید نہ دیکھیں گی۔ تو اس عورت نے خلافتِ عہد کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے اس نے ذکر تو کر دیا ہے جبکہ یہ کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دیگا، کیونکہ اس میں بہت عیب ہیں علاوہ ازیں اگر وہ عہد کا خلافت کریں بھی تو اس میں کیا مضائقہ ہے اُن کا اسلام تو ثابت نہیں تاکہ وہ جو عہد کریں اس کا پورا کرنا اُن پر واجب ہو۔

## تیسری عورت کا بیان

یہ عورت کعب یمانی کی بیٹی ہے۔ اُس نے کہا میرا شوہر دراز قد لاغر ہے۔ خلیل نے کہا عشق کے معنی دراز گردن ہے۔ اس کی جمع عشاق ہے۔ ابوسعید خدری نے کہا اُس نے اپنے شوہر کی مدح کی ہے۔ عشق طویل نجیب جو اپنے امر کا مالک ہے کہ عورت کا محکوم نہیں (زن مرید نہیں) میں اس کی ہیبت سے دم نہیں مار سکتی ہوں۔ علامہ کرمانی نے کہا عشق بلا فائدہ طویل قد ہے۔ اگر میں اس کے عیوب ذکر کروں تو مجھے طلاق دے گا اور خاموش رہوں مطلق رہتی ہوں اور وہ مجھے کسی شمار میں نہیں لاتا۔ اس وقت میں کنواری ہوں اور نہ شوہر والی سہاگن ہوں نہ ادھر کی نہ ادھر کی، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ،

## چوتھی عورت کا بیان

یہ عورت ابو بردسہ کی بیٹی ہے۔ اس کا نام نہدہ ہے۔ اس نے کہا میرا شوہر تہا کی رات کی مانند ہے۔ اس میں پورا اعتدال ہے جو کوئی نجد سے بلادِ حجاز کی طرف نزول کرے اسے تہامہ کہتے ہیں۔ یہ تہم سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہوا کا ٹھہر جانا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ”ثَمَّ الدُّهْنُ إِذَا تَغَيَّرَ“ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اہل مکہ کی رات جیسا ہے جس میں ہوا ساکن ہو یا بیچ کی رات جیسا ہے جبکہ ہوا بردت سے حرارت کی طرف بدلے اور اس کا اعتدال ظاہر ہے یعنی اس کا شوہر معتدل مزاج ہے۔ نہ گرم ہے اور نہ ٹھنڈا ہے۔ نہ اس سے خوف ہے کہ میرے ساتھ برائی کرے گا۔ اس میں بدی ہی نہیں وہ نہایت ہی کریم ہے۔ حر گرمی فستہ سردی۔

## پانچویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام کبشہ ہے۔ اُس نے اپنے شوہر کو اس کے زیادہ سونے کی وجہ سے چیتے سے تشبیہ دی اور اس کا نام اغماض ہے کیا یعنی جب وہ گھر میں داخل ہو تو آرام کرتا ہے اور جو مال تلف ہو جائے اور جو باقی رہ جائے اس میں اغماض کرتا ہے پرواہ نہیں کرتا اور جب وہ لوگوں میں ہو تو شیر کی طرح ہوتا ہے۔ دوستوں کے ساتھ نرم اور دشمنوں کے ساتھ سخت ہوتا ہے جیسے شیر کی وصف ہے۔ بعض نے اس کے معنی



یہ ذکر کئے ہیں کہ جب وہ گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتے کی طرح مجھ پر اچھل پڑتا ہے گویا کہ جامع میں بہت جلدی کرتا ہے حالانکہ مجھ میں جامع کی رغبت نہیں ہوتی۔  
 قولہ لَا يُشْتَلُ عَنْهُ عَهْدٌ، یعنی وہ گھر کے عیب نہیں پوچھتا یہ اس کے اچھے خلق کی تعریف ہے اور یہ کہ وہ دنیاوی امور سے بے تعلق ہے۔

## چھٹی عورت کا بیان

اس عورت کا نام ہند ہے۔ اُس نے کہا میرا شوہر اگر کچھ کھانے لگے تو جو طعام موجود ہو سارا کھا جاتا ہے اور دوسرے کے لئے کچھ نہیں چھوڑتا اگر پانی پینے لگے تو برتن کا سارا پانی پی جاتا ہے (لفظ کا معنی زیادہ طعام کھانے والا اور اشتفاف کے معنی برتن کا سارا پانی پینا جاتا ہے یہ شفافہ سے ماخوذ ہے اور باقی بچا ہوا پانی ہے جب وہ بھی پی جائے تو کہا جاتا ہے اشتفافہ) اگر وہ لیٹے تو ایک کونہ میں اپنے کو کپڑے میں لپیٹ لیتا ہے۔ ہاتھ نہیں بڑھاتا اور بیوی کے کپڑوں میں نہیں لاتا تا کہ اس کا غم و اندوہ کا سبب معلوم کرے یعنی وہ ایسا سوتا ہے کہ بیوی کے حال سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ ابو عبید نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عورت کے جسم میں کوئی حبیب یا مرض ہے جس کے باعث وہ غمناک رہتا ہے گویا کہ وہ اس کے کپڑوں میں ہاتھ داخل نہیں کرتا تا کہ اس کو مس نہ کرے جو بیوی کو تکلیف دہ ہو اس معنی کے مطابق شوہر کی تعریف ہے کہ اس نے شوہر کی مروت اور حسن خلق سے وصف بیان کی ہے۔ ابن قتیبہ نے اس معنی کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس عورت نے صدر کلام میں شوہر کی مذمت کی ہے تو آخر کلام میں اس کی مدح کیسے کر سکتی تھی۔ انباری نے اس کا جواب دیا کہ اُن عورتوں نے عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اپنے شوہروں کی مدح یا مذمت سے کوئی شئی نہ پوشیدہ کریں گی۔ اور اُن میں سے بعض عورتوں کے شوہروں کے اوصاف تمام اچھے تھے اور وہ قابل ستائش تھے اور بعض اس کے برعکس تھے۔ اور بعض ملے جلے تھے اس لئے اس نے اچھے بُرے دونوں اوصاف ذکر کر دیئے۔

## ساتویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام جی بنت علقمہ بنت ہے۔ اس نے کہا میرا شوہر لو لٹنے میں عاجز اور امور میں کمزور ہے یا گمراہ ہے کہ کسی مصلحت کی راہ نہیں پاتا دعیایا، عیٰ بمعنی عجز سے ہے اور غیایا عیٰ بمعنی گمراہی سے ماخوذ ہے علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا یہ راوی کو شک نہیں بلکہ لفظ ”او“، تنویر کے لئے ہے کہ اس میں کمزوری کے دونوں نوع پائے جاتے ہیں۔ اُس نے کہا جو جہان میں مرض ہے وہ اس میں پائی جاتی ہے اگر تو اس سے گفتگو کرے تو تھیرا سر توڑ دے یا بدن میں زخم کر دے ذبیح کے معنی سر کا زخم ہے اور ”فجل“ سارے بدن



کا زخم ہے یا دونوں کر دے یعنی سزا اور بدن دونوں زخمی کر دے۔

## آکھویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام یا سرنیت اس بن عبد ہے۔ میرا شوہر اتنا نرم ہے کہ اس کو چھونا ایسا ہے جیسے خرگوش کو مس کر لیا کہ جب اس کی پشت پر ہاتھ رکھیں تو صاف اور نرم معلوم ہوتی ہے اس کی خوشبو ایسی ہے جیسی زرب کی خوشبو ہوتی ہے دزرنب خوشبو کی قسم ہے یا کوئی جڑی بوٹی ہے جس سے خوشبو آتی ہے اس عورت نے حسن عشرت اور نیاز و نعمت سے شوہر کی وصف کی۔

## نانویں عورت کا بیان

اس کا نام کسی کو معلوم نہیں اس نے اپنے شوہر کی مدح اس طرح کی کہ میرا شوہر حسب و نسب کے اعتبار سے لوگوں میں سردار ہے اور دولت مندی میں ممتاز ہے۔ اس کے گھر کے ستون بلند ہیں یعنی اس کا گھر بلند ہے اور وہ بہت سخی ہے۔ اس کا شمشیر بند بہت لمبا ہے۔ یعنی اس کا قد دراز ہے یعنی خوبصورت بھی ہے۔ اس کے باورچی خانے میں رکھنا بہت رہتی ہے کھانا بہت پکتا ہے۔ اس کا گھر محفل خانہ کے قریب ہے وہ اس کے گھر میں بے تکلف آکر کھانا کھاتے ہیں۔ یعنی وہ بہت سخی ہے۔

## دسویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام کبشہ بنت ارقم ہے اس نے کہہ میرا شوہر مالک ہے۔ مالک کیا ہے اس سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے اونٹ میں جو باروں میں زیادہ ہیں۔ چراگاہ میں کم ہیں۔ جب وہ سرنگی کی آواز سنیں تو یقین کرتے ہیں کہ وہ اب ہلاک ہو جائیں گے۔ یعنی اس کے اونٹ بیٹھنے کی جگہیں زیادہ ہوتے ہیں اور مہمانوں کی گھڑیوں میں ان میں کھر کر کے کھلائے جلتے ہیں۔ اس لئے جب چراگاہ میں جاتے ہیں تو کم ہوتے ہیں۔ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مہمان آتے ہیں تو ان کے لئے سرنگی اور آلات طرب حاضر کرتے ہیں۔ اس لئے جب وہ ان آلات کی آواز سنتے ہیں تو یقین کرتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے مہمانوں کو کھلا دیا جائے گا۔ اس نے اپنے شوہر کی وصف کی کہ وہ بہت مہمان نواز ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بہائم کو علم احساسی ہے اگرچہ علم تعقل نہیں ہے۔

## گیارہویں عورت کا بیان

یہ عورت اتم زرع بنت اکہمل بن ابی ساعدہ یمنیہ ہے۔ اس کا نام عاتکہ ہے وہ اپنے شوہر



کی مدح کرتی ہے۔ اُس نے کہا میرا شوہر ابو زرع ہے اس کی شان کتنی بڑی ہے اس نے کثرتِ زیور سے میرے کان متحرک کر دیئے ہیں راناس فعل ماضی ہے اس کا مجرد ناس ینوَسُ نوسًا اور محلی بضم الحاء و کسر اللام اور یاء مشدّد محلی کی جمع ہے یہ سونے یا چاندی کے زیورات ہیں جن سے عورتیں اپنی زینت کرتی ہیں) اُس نے میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے ہیں کیونکہ وہ مجھے بہت نعمتیں کھلاتا ہے اور اُن کے ساتھ مجھے موٹا کر دیا ہے۔ اُس نے مجھے خوش کیا تو میری جان خوش ہو گئی اُس نے مجھے ایک طرف بڑی ہوئی گھوڑی سی بکریوں والوں میں پایا۔ غنیمہ غنم کی تصغیر ہے۔ شق ایک جگہ کا نام ہے بعض نے کہا شق پہاڑ ہے۔ یعنی زاد کم ہونے اور گھوڑی بکریاں ہونے کے باعث پہاڑ کے ایک کنارے رہتے تھے۔ ابو زرع نے مجھے گھوڑوں والوں، اونٹوں والوں، زمین والوں اور باغات والوں میں کر دیا۔ صہیل گھوڑے کی آواز، اطمینہ اونٹ کی آواز ہے جبکہ اُن پر بوجھ زیادہ ہو۔ عرب بکریوں والوں کو کسی شمار میں نہیں لاتے اور گھوڑوں اور اونٹوں والوں کو بہت بڑا جانتے ہیں۔

دائس وہ ہے جو گندم وغیرہ خوشہ سے نکالتے ہیں۔ منقح وہ ہے جو دانے توڑی سے علیحدہ کرتا ہے۔ اس سے مراد کھیتوں والے ہیں۔ ابو زرع نے مجھے یہ عزت دی ہے کہ میں کوئی بات کروں تو اس کو مسترد نہیں کیا جاتا۔ اور اگر میں سوتی ہوں تو صبح ہو جاتی ہے۔ مجھے کوئی بیدار نہیں کرتا میں پانی پیتی ہوں تو خوب اطمینان سے پیتی ہوں اور خوب سیر ہو کر پیتی ہوں۔ یہ معنی اَلتَّقْنَعِ کی تقدیر پر ہیں۔ صحیح بھی یہی ہے بعض نے اَلتَّقْنَعِ نون سے پڑھا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں میں آہستہ آرام سے پیتی ہوں۔ ابو عبید نے کہا پانی کو اس لئے ذکر کیا کہ ان میں پانی کی قلت ہے یہ سیر ہو کر بنیا بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ ام ابی زرع کی تعریف میں کہا کہ اس کے صندوق بھارے ہیں جن میں سامان اور طعام ہے۔ علوم حکم کی جمع ہے اس کے معنی صندوق میں۔ رداح بحسرا لراء یعنی بھارے اور بھرے ہوئے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محکم علیہ جمع مبتدا ہے اور رداح مفرد ہے ان دونوں میں مطابقت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر حکم رداح ہے یا ذاب کی طرح رداء مصدر ہے اس میں جمع اور واحد مساوی ہوتے ہیں۔ ام ابی زرع کا گھر فراخ ہے۔ ابن ابی زرع کی یہ شان ہے کہ اس کی خواب جہاں وہ سوتا ہے کھجور کی شاخ کی مقدار ہے۔

نراکت بدن سے اس کی مدح کی عربوں کے نزدیک مردوں میں نراکت بدن محمود ہے جبکہ عورتوں میں موٹا ہونا محمود ہے۔ مَسَل بفتح المیم وتشدید اللام ہے۔ یہ مصدر مہمی معنی مسلول ہے۔ اسم مکان بھی ہو سکتا ہے۔ شَطْبَةُ بفتح الشین وسكون التاء ہے۔ اس کے معنی کھجور کے پتے علیحدہ علیحدہ کر کے اُن سے بوری وغیرہ بناتے ہیں۔ ابن عربی نے کہا اس سے مراد تلوار ہے جو بنام سے باہر نکالی گئی ہو۔ یہ مجازی معنی ہے کیونکہ عرب مردوں کو تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں اور وجہ تشبیہ اس کی سختی اور ہیبت ہے یا اس کی خوبصورتی اور چمک ہے یا اعتدال و صفائی میں کمال صورت ہے۔ قولہ تشبعت الخ یعنی چار ماہ کے بکری کے بچے



کا دست (گوڈی کا گوشت) اس کو سیر کر دیتا ہے۔ جعفر بھٹیا بکری کا چار ماہ کا بچہ ہے۔ یعنی وہ بہت  
 محوڑا کھاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اُس نے ابن ابی زرع کی بلند قدر سے مدح کی ہے کہ وہ بطین (زیادہ  
 کھانے والا) نہیں نہ اس کی طبع میں سختی ہے۔ اس کا کھانا پینا معمولی ہے ہر وقت مسلح رہتا ہے اور جنگوں میں  
 فخر کرتا ہے ایسے شخص کی عرب مدح کرتے ہیں۔ بنت ابی زرع کی مدح اس طرح کی کہ وہ اپنے ماں باپ  
 کی تابعدار ہے اور اُن سے نیکی کرتی ہے۔ اس کی چادر کا بھر جانا ہمسایہ کے غصہ کا سبب ہے یعنی اس  
 کا جسم گوشت سے بھرا ہوا ہے اور وہ بہت موٹی ہے۔ چارہ کے معنی سوکن کے بھی ہیں یعنی جب اس کی  
 سوکن اس کی خوبصورتی اور جمال و کمال اور پاکدامنی اور آداب کو دیکھتی ہے تو اس کو غصہ آتا ہے جو سوکنوں کی  
 طبعی عادت ہے۔ ابو زرع کی لوندی کی مدح یوں کی کہ وہ ہمارے اسرار ظاہر نہیں کرتی اور انہیں خفیہ رکھتی  
 ہے اور ہمارا طعام خراب نہیں کرتی یعنی ملاقات دار بننے کی بجائے عیسرۃ، جو طعام دینے والی تھہرتی ہے۔ اور نہ ہمارا  
 گھیر خن و خاشاک سے بھرتی ہے بلکہ گھر کی صفائی رکھتی ہے اور اس کا خوب اہتمام کرتی ہے۔ بعض نے کہا  
 اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمارے طعام میں خیانت نہیں کرتی کہ اس کو گھر کے کسی کونہ میں چھپا رکھے۔

خطابی نے کہا تعشیش عشش الخبز سے ہے۔ جبکہ وہ خراب ہو جائے یعنی وہ طعام کا خیال رکھتی ہے  
 اور اہل خانہ کو باری باری کھلاتی ہے اور اس سے غافل نہیں ہوتی کہ وہ گھر میں خراب ہو جائے پھر اس عورت  
 نے اپنی طلاق کا حال ذکر کیا کہ ابو زرع ایک روز باہر نکلا جبکہ دودھ کے بھرے ہوئے مشکیزوں سے مکھن  
 نکالا جا رہا تھا۔ ایک عورت سے اُس نے ملاقات کی جس کے پاس دو بچے تھے جیسے چلیتے ہوئے ہیں جو اس  
 کے سرین کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ یعنی اس کے تہرین بہت موٹے تھے اور دو پستان اناروں  
 کی طرح تھے۔ اس کو دیکھ کر اُس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے ابو زرع کے بعد  
 ایک ایسے سردار سے نکاح کیا جو اپنی قوم کا بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ عربی گھوڑے پر سواری کرتا مانتھ میں  
 نیزہ رکھتا۔ سری کے معنی سردار اور شری کے معنی ہموار چلنے والا گھوڑا جو تنگ جگہوں سے آرام سے گزر جاتا  
 ہے۔ قاضی عیاض ابن سبکت سے نقل کیا کہ شری بمعنی سخی اور جواد ہے یعنی وہ گھوڑے پر اس حال میں سوار ہوتا  
 ہے کہ وہ سخی ہوتا ہے لیکن یہ معنی درست نہیں کیونکہ صحیح روایت میں ہے رکیب فرساعربیا اور ایک دوسری  
 روایت میں ”رکب اعموجیا عرب بہترین گھوڑے کو اعموجی کہتے ہیں۔“

قولہ اخذ خطیاً بفتح الخاء خط ایک مقام ہے جس طرف نیزہ منسوب ہوتے ہیں یعنی خطی نیزہ پکڑا  
 پھر اس عورت نے دوسرے شوہر کی تعریف کی جس کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے مجھے بہت آرام پہنچایا اور ہر شئی  
 میرے لئے مہیلا کی کہ مجھے کسی طرح بھی فکر لاحق نہیں ہوتی تھی وہ بہت مالدار تھا لیکن ابو زرع کی نسبت اس کے  
 مال کا یہ حال ہے کہ اگر وہ سارا جمع کیا جائے تو ابو زرع کے چھوٹے سے برتن میں سما جاتا ہے اور اس کی مقدار  
 کو نہیں پہنچتا ہے۔



## ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مفتاح کی عظمت

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابو زرع تھا اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے حق میں تشبیہ ہے جیسے ام زرع ابو زرع سے راضی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ بہ اور مشبہ ہر شئی میں ایک دوسرے کی مثل ہوں بلکہ تشبیہ صرف بعض وجوہ میں ہوتی ہے اور کنایات طلاق سے طلاق نیت کے بغیر واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تیرے لئے ابو زرع کی طرح ہوں؛ حالانکہ ابو زرع کے جملہ افعال میں سے ایک یہ تھا کہ اُس نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور اس تشبیہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ آپ نے طلاق کی نیت نہ کی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ ابو زرع نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں نے طلاق نہیں دی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں کے اخبار ذکر کرنے جائز ہیں۔ اگر یہ حوالہ پوچھا جائے کہ ان عورتوں کی حکایت میں بعض ازواج کی غیبت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ گفتگو غیبت میں داخل نہیں کیونکہ برائی بیان کرنے والوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ نیز مردوں کی حکایات میں جو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بطور افسانہ ذکر کی ہیں۔ نیز عورت کو اپنے شوہر کے احسان کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

نسائی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو نظرِ کرم سے نہیں دیکھتا جو اپنے شوہر کا شکر ادا نہ کرے نیز اگر کسی شخص میں کوئی وصفِ کمال پائی جائے اور اس کے منہ پر اس کی مدح کی جائے جس سے اس میں کوئی فساد نہ آئے تو یہ مدح جائز ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدح کے مستحق ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر کمال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمایا ہے اس لئے آپ ہر ثناء اور مدح کے مستحق ہیں اور جو کوئی آپ کی مدح کرے حضور اس سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ فصل اللہ علیہ والہ وبارک وسلم



۲۸۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ  
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانِ الْحَبَشُ  
يَلْعَبُونَ بِحَرَائِمِهِمْ فَسَرَّني رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَنَا أَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ حَتَّى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ فَأَقْدِرُوا  
قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهُو

### بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ زَوْجِهَا

۲۸۶۰ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

۲۸۵۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جبٹی اپنے

برچھوں اور نیزوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پردہ کیا اور میں ان کی کھیل دیکھ رہی تھی میں ان کو دیکھتی رہی حتیٰ کہ  
میں خود ہی اکتا کر لوٹ آئی۔ چھوٹی عمر کی لڑکی کی رغبت کا اندازہ کرو جو حبشیوں کی کھیل اور ان کا نغمہ  
سنتی تھی۔

۲۸۵۹ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس

میں عورتوں سے معاشرت کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا حرام ہے  
تمام مذاہب کا اس پر اتفاق ہے اور صحیح احادیث سے بھی یہی واضح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا  
کہ اس وقت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی عمر شریف پندرہ برس یا اس سے زیادہ تھی اس کا جواب یہ ہے  
کہ اس وقت عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا حرام نہ تھا اس کے بعد یہ اباحت کتاب و سنت سے منسوخ  
ہو گئی؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِي بُيُوتِ أَذْنِ اللَّهِ أَنْ تُرْفَعَ الْاِيَةُ اور حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جَنَبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَحَبَائِبَكُمْ (عینی)

(اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث : ۹۰۸، ج : ۲ کی شرح میں دیکھیں)



قَالَ لَمَّا أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرَاتَيْنِ  
 مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ  
 تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا حَتَّى تَجْرَ وَحَجَّجْتُ مَعَهُ وَعَدَلْتُ  
 وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِأَدَاوَةٍ فَتَبَرَّزْتُ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَا  
 فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرَاتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ  
 صَغَتْ قُلُوبُكُمَا قَالَ وَاعْجَبَا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ  
 ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيثَ يَسُوقُهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارِي لِي مِنَ الْأَنْصَارِ  
 فِي بَيْتِ أُمِّئَةِ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاقَشُ  
 الْزُّوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزَلَ يَوْمًا

## باب مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے معاملہ میں نصیحت کرنا،

۴۸۶۰ — ترجمہ : عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خواہش یہی کہ میں

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے  
 متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا : إِنَّ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ، یعنی نبی کی دونوں بیبیاں اگر  
 اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ  
 حج کو گیا وہ راستہ سے ایک طرف مائل ہوئے اور میں ان کے ساتھ مشکیزہ لے کر راستہ سے پھر اٹھوں نے  
 قضاء حاجت کی حتیٰ کہ وہ آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر مشکیزہ سے پانی ڈالا۔ آپ نے وضو کیا تو



فَإِذَا نَزَلَتْ جِئْتُهُ بِمَا حَدَّثَ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ  
 غَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَكُنَّا مَعَهُ قَرِيشَ لَقَلْبُ النِّسَاءِ  
 فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاءُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا  
 يَأْخُذُونَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ فَصَحَبْتُ عَلَى أُمْرَأَتِي قَرَأَ جَعَتْنِي  
 فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرِينَ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللَّهِ إِنْ  
 أَنْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعُنَّهُ وَإِنْ أَحَدَهُنَّ لَهَجُرَهُ  
 الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْرَعَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ  
 ذَلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَى تِيَابِي فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ

میں نے کہا یا امیر المؤمنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس تعجب تم پر وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ پھر عمر فاروق نے پورا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ اُنھوں نے کہا میں اور میرا ایک انصاری ہمساہ بنی اُمیہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے وہ مدینہ منورہ کے عوالی میں تھا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا اور ایک دن میں آیا کرتا تھا جب میں آتا تو اس دن میں وحی کے احکام اس کو بتاتا اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا ہم قریش عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم انصار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی عورتیں اُن پر غالب رہتی ہیں تو ہماری عورتیں انصار عورتوں کے عادات سیکھنے لگیں۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بلند آواز سے کلام کیا تو اُس نے مجھے جواب دیا مجھے اس کا جواب اچھا معلوم نہ ہوا تو اُس نے کہا میرا آپ کو جواب دینا کیوں پسند نہیں کرتے ہو۔ بخدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیبیاں بھی آپ کو جواب دیتی ہیں اور اُن سے بعض تورات تک سارا دن آپ سے علیحدہ رہتی ہیں۔ میں اس سے گھرایا اور کہا اُن میں سے جس نے ایسا کیا وہ عظیم خسارے میں ہے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا تو میں نے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے بعض بیبیاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا دن رات تک ناراض رکھتی ہیں۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! میں نے کہا وہ تو خسارے میں پڑ گئی۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو گے؟ جناب



فَقُلْتُ لَهَا أَيْ حَفْصَةُ أُلْغَضِبُ أَحَدًا بَكْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خَبِتُ وَخَسِرْتُ أَفْتَأَمِينِ أَنْ  
 يَغْضَبَ اللَّهُ لِعِغْضَبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُهْلِكِي لَا تَسْتَكْثِرِي  
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ وَلَا تُهْجِرِيهِ وَسِيلَتِي  
 مَا بَدَا لَكَ وَلَا يَغُرَّتْكَ أَنْ كَانَتْ حَارَتُكَ أَوْ ضَامِنُكَ وَأَحَبَّ  
 إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ فَكُنَّا قَدْ تَخَدَّشْنَا  
 أَنْ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِنَغْزُونََا فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ  
 نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ أَتَيْتُمْ  
 هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَّثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ  
 مَا هُوَ أَجَاءَ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ طَلَّقَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرْتُ  
 قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ فُجِعْتُ عَلَى ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو تم تباہ ہو جاؤ؟ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باتیں مت کرو اور نہ آپ کو کوئی جواب دو اور نہ ہی آپ کے لیے عیحدہ رہو۔ جو  
 ضرورت ہو وہ مجھ سے لو اور اس دھوکہ میں نہ رہو کہ تمہاری ہمساہی تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے۔ اس سے ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ تھیں مددنی اللہ عنہا، ہم  
 آپس میں یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ غسانی ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے گھوڑوں کی نعل بندی کر رہے ہیں۔  
 میرا ساتھی اپنی باری کے دربار رسالت میں آیا۔ پھر عشاء کے وقت واپس گیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکیا  
 اور کہا کیا وہ سو رہے ہیں؟ میں گھبرا کر اس کی طرف گیا اس نے بیان کیا ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے میں نے  
 کہا وہ کیا ہے؟ کیا غسانی کے لوگ حملہ آور ہوئے ہیں اس نے کہا بلکہ اس سے زیادہ ہولناک حادثہ واقع



صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَشْرَبَةً لَهُ فَأَعْتَزَلَ فِيهَا وَدَخَلَتْ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا  
 يُبْكِيكَ أَلَمْ أَكُنْ حَدَّثْتُكَ هَذَا أَطْلَقَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَتْ لَا أَدْرِي مَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرَبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمَنْبَرِ فَإِذَا  
 حَوْلَهُ رَهْطٌ يُبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ  
 الْمَشْرَبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ اسْمُ اسْتَاذِنْ  
 لِعَمْرٍ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ  
 كَلِمَتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ فَأَنْصَرَفْتُ حَتَّى  
 جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ  
 لِلْغُلَامِ اسْتَاذِنْ لِعَمْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ  
 فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ  
 فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَاذِنْ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ

ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ عمر فاروق نے کہا حفصہ  
 نقصان میں پڑ گئی اور خسارے والی ہو گئی۔ میں پہلے ہی خیال کرتا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا۔ میں نے اپنے  
 کپڑے پہنے اور فجر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی آپ بالا خانہ پر تشریف لے گئے اور اس میں  
 تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہی ہے۔ میں نے کہا تمہیں کوئی چیز  
 دولا رہی ہے کیا میں نے تمہیں ڈرایا نہیں تھا؟ کیا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی  
 ہے؟ حفصہ نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ اس بالا خانہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں باہر نکلا اور اس بالا خانہ  
 کی طرف گیا جہاں آپ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو  
 وہ اندر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی پھر باہر آیا اور کہا میں نے تمہارا ذکر کیا ہے آپ خاموش رہے ہیں۔



لَهْ فَصَمَتْ فَلَمَّا وَلِيَتْ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِي فَقَالَ قَدْ  
 أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رُمَالٍ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ  
 فَرَأَتْ قَدْ أَثَرَ الرُّمَالِ بِجَنْبِهِ مُتَكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ مِّنْ أَدِيمٍ حَشُوهَا  
 لَيْفٌ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَقْتَ  
 نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَى بَصَرِهِ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا  
 قَائِمٌ أَسْتَأْذِنُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ تَغْلِبُ النِّسَاءَ  
 فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ إِذَا قَوْمٌ تَعْلِمُهُمْ نِسَاءٌ وَهُمْ تَقْبِسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا  
 لَا يَغُرَّتْكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتِكَ أَوْ ضَامِنُكَ وَأَحَبُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ تَقْبِسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقْسِمَةً  
 أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَقْسِمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ

میں واپس ہو گیا اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میرے خیال نے غلبہ  
 کیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو۔ وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا  
 میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا ذکر کیا ہے۔ آپ خاموش رہے ہیں۔ میں واپس ہو گیا  
 اور ان لوگوں میں بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میرا خیال غالب آیا اور میں غلام کے پاس آیا  
 اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے آپ  
 خاموش رہے ہیں۔ جب میں واپس لوٹنے والا تھا تو اچانک غلام مجھے بلارہا ہے اس نے کہا جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا  
 جبکہ آپ برہمنوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے جسم شریف اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا



مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يُرَدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهْبَةِ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 ادْعُ اللَّهَ فَلْيُوسِّعْ عَلَيَّ أَمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّومَ قَدْ وَسَّعَ عَلَيْهِمْ  
 وَأَعْطَوْا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ أَوَيْ هَذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أَوْلِيكَ قَوْمٌ  
 عَجَلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْ لِي  
 فَأَعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ  
 حِينَ أَفْشَتْ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ  
 مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةٍ مَوْجِدَةٍ عَلَيْهِنَّ حِينَ  
 عَاتَبَهُ اللَّهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ  
 فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ  
 أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّمَا أَصْبَحْتُ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ

نہ تھا اور رسیوں کے آپ کے پہلو شریف پر نشان لگے ہوئے تھے اور آپ چمڑے کے تکیہ سے ٹیک لکائے  
 ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں نے عرض کیا جبکہ میں کھڑا  
 تھا یا رسول اللہ! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے یا آپ نے میری طرف ایک نظر اٹھا کر  
 فرمایا انہیں میں نے کہا اللہ اکبر پھر میں نے کہا حالانکہ میں کھڑا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل بہلائی کروں اور  
 آپ سے وحشت دور کروں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے دیکھیں۔ ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب  
 رہتے تھے۔ جب ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو ان پر ان کی عورتیں غالب تھیں اور سارا واقعہ بیان کیا (یہ سن کر)  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اس حال میں مجھے دیکھتے جب میں  
 حفصہ کے گھر آیا تو میں نے اسے کہا تجھے یہ بات دھوکہ میں نہ رکھے کہ تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ خوبصورت  
 اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم



لَيْلَةً أَعَدُّهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ ثَمَنٌ وَعِشْرُونَ فَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ ثَمَنًا  
وَعِشْرِينَ لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ التَّخْيِيرَ فَبَدَأَ ابْنُ أَوَّلِ امْرَأَةٍ  
مِنْ نِسَائِهِ فَأَخَذَتْهُ ثُمَّ خَيْرَ نِسَاءِهَا كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ

نے ایک بار اور تنہا فرمایا جب میں نے آپ کا تنہا دیکھا تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ کے گھر میں نظر اٹھائی  
خدا کی قسم! میں نے اس میں تین کچی کھالوں کے سوا کوئی چیز نہ دیکھی۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے  
دعاء کریں کہ آپ کی امت پر وسعت کرے کیونکہ فارس اور روم کے لوگوں پر وسعت کی گئی ہے۔ اور ان کو دنیا  
دی گئی ہے؛ حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ آپ بیٹھ گئے حالانکہ آپ تکبہ لگائے ہوئے تھے۔  
فرمایا: اے ابن خطاب! تم اس حال میں ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کو نیک اعمال کی جزاء دنیاوی زندگی میں  
دے دی گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس ناشائستہ کلام کی میرے لئے استغفار  
کریں۔ اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے انتیس روز علیحدہ رہے تھے۔ جبکہ حفصہ نے عائشہ  
سے راز افشاء کر دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں پر سخت غمگین ہونے کے باعث فرمایا تھا کہ میں ان کے  
پاس ایک مہینہ نہ جاؤں گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے (آپ کی شان کے شایاں) آپ کو عتاب فرمایا تھا۔ جب انتیس  
روز گزر گئے تو آپ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور بیویوں کے گھروں میں جانے کی ابتدا  
ان سے کی۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے گھروں میں  
ایک مہینہ تشریف نہ لائیں گے۔ آج آپ نے انتیس رات کی صبح کی ہے۔ میں ان کو شمار کرتی رہی ہوں حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔ حالانکہ وہ مہینہ انتیس دن کا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے تخیر کی آیت کریمہ نازل فرمائی دَقُلْ لَّا زَوْجَكَ إِن كُنْتُ تُرَدُّنَ الْحَيَوةَ  
الدُّنْيَا وَذِيْنَتَهَا..... أَجْرًا عَظِيمًا، تک) آپ نے اپنی بیویوں میں سے پہلے مجھ سے ابتداء کی تو میں  
نے آپ کو اختیار کیا۔ پھر باقی ساری بیویوں کو اختیار دیا تو تمام نے وہی کہا جو ام المؤمنین عائشہ نے کیا تھا۔

۴۸۶۰ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو

پسند نصائح کئے کہ اپنی ذات گرامی کو ام المؤمنین عائشہ پر قیاس نہ کرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہے الخ  
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس پر تعجب اس لئے کیا کہ وہ علم تفسیر قرآن میں ماہر ہونے کے باوجود  
ان پر یہ مسئلہ کیسے مخفی رہا؟ گویا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوال کو عمر فاروق نے پسند نہ فرمایا۔ حضرت عمر فاروق  
کا ہمسایہ جس سے آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی۔ وہ ادس بن خولی بن عبد اللہ بن حارث انصاری تھا۔ صحیح تر



## بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ بِإِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

۴۸۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ مَنِيبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ

یہی ہے بعض عتبان کو ذکر کیا ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق اور عتبان میں بھائی چارہ بنایا تھا۔ لیکن بھائی چارہ کو یہ لازم نہیں کہ وہ ہمسایہ بھی ہو۔ جارہ کا اطلاق ضررہ یعنی سوکن پر بھی ہوتا ہے اس لئے حضرت عمر فاروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے لفظ جارہ ادب و تعظیم کے لئے ذکر کیا ہے تاکہ لفظ ضررہ کسی ام المؤمنین کی طرف منسوب نہ کریں۔ اس حدیث شریف کی مکمل تفصیل حدیث: ۳۳۰۵ ج: ۲ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

## بَابُ عَوْرَتِ الْغُلَامِ رُزْهَ اپنے شوہر کی اجازت سے رکھنا

اس باب میں یہ بیان ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے فرض روزے میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں کہ رمضان المبارک میں شوہر بھی روزے سے ہوتا ہے؛ کیونکہ نفل روزے سے شوہر کا حق زیادہ ہے۔ البتہ قضاء رمضان میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ وہ قضاء رمضان کا روزہ بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی بلکہ شعبان کے مہینہ میں قضاء کرے۔ بعض نے کہا کہ قضاء رمضان کے روزے رکھ سکتی ہے لیکن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کہ میں رمضان میں ایام حیض کے روزے شعبان میں قضاء کیا کرتی تھی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ پہلے قول کی تائید کرتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۶۱۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے حالانکہ

اس کا شوہر حاضر ہو۔

۴۸۶۱۔ شرح: اگر شوہر سفر میں گیا ہو تو عورت نفل روزہ رکھ سکتی ہے کیونکہ اس وقت شوہر اس سے خدمت نہیں لے سکتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ



## بَابُ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

۴۸۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي  
عَدَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مُرَيْبَةَ عَنِ ابْنِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَبَاتَتْ  
أَنْ تَحْجِيَ لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصَيِّمَ

نے شرح مہذب میں ذکر کیا کہ ہمارے بعض علماء شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا مکروہ جانتے  
ہیں، لیکن اگر اُس نے روزہ رکھ لیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار ہوگی۔ مہلب نے کہا یہی تنزیہ کے لئے ہے۔  
تحریم کے لئے نہیں۔

## بَابُ۔ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو کر علیحدہ رات گزارے

حدیث کے لفظ پر اعتماد کرتے ہوئے مصنف نے جواب ذکر نہیں کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے  
کہ ایسی عورت معصیت کے ارتکاب کے سبب لعنت کی مستحق ہے۔

۴۸۶۲۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے

اور وہ آنے سے انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۴۸۶۲۔ شرح : یعنی شوہر جب اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے اور وہ آنے سے  
انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جماع غالباً

رات کے وقت ہوتا ہے۔ اس لئے درحقی تصحیح، ذکر کیا ہے، ورنہ یہ رات اور دن دونوں کو شامل ہے؛  
چنانچہ مسلم نے اپنے اسناد سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اس ذات کی قسم جس کے دست  
قدرت میں میری جان ہے جو کوئی آدمی اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے اور وہ انکار کرے تو آسمان والے اس پر  
سخت ناراض ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ شوہر اس سے راضی ہو جائے۔ ابن خنبلہ اور ابن جان نے جابر سے



۴۸۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرُورَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَيْدَارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَايَتِ الْمَرْأَةُ مُهْجَرَةً فِرَاشَ نَوْحِهَا لَعْنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ

روایت کی کہ تین اشخاص کی نماز قبول نہیں اونی بھی ان کی نیکی آسمانوں میں جاتی ہے۔ ایک بھگوتا غلام حتی کہ واپس آجائے۔ دوسرا نشہ کرنے والا حتی کہ صبح ہو جائے۔ تیسری عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو حتی کہ وہ خوش ہو جائے۔ اس میں مطلق ذکر کیا ہے۔ یہ رات دن دونوں کو شامل ہے لعنت کرنے والے فرشتے کرائم کا تبین ہیں یا اور فرشتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابوسریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے شوہر کے فراش سے دُور رہے۔

اور اس کے پاس نہ جائے تو اس کے واپس آنے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔  
۴۸۶۳۔ شرح : اس حدیث میں لفظ مُهْجَرَةٌ ، باب مفاعلہ سے ہے۔ اس کا خاصہ جانبین سے مشارکت ہے ؛ لیکن یہاں بمعنی لاجِرَةٌ ہے ؛ کیونکہ مفاعلہ کبھی ایک جانب سے بھی آتا ہے جیسے عاقبت اللص میں نے چور کو ڈانٹ دی۔

قرآن کریم میں ہے : وَاسْأَلُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ، سَأَلُوا بِمَعْنَى اسرَعُوا ہے۔ اللہ کی مغفرت کی طرف تیز چلو۔ اس حدیث کی تائید مسلم کی روایت کرتی ہے اس کے یہ الفاظ ہیں : إِذَا بَايَتِ الْمَرْءَةُ مُهْجَرَةً ، یعنی جب کوئی عورت شوہر سے جدا رات گزارے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کو شوہر کی موافقت کرنی چاہیے۔ اور اس کو راضی رکھنا چاہیے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا ترک جماع پر صبر کرنا مرد سے قوی ہے۔ اس معاملہ میں مرد کمزور ہے۔ اسی شارح علیہ السلام نے فرمایا کہ بیوی اپنے شوہر کی موافقت کرے۔

ابن جوزی نے کتاب النساء میں ابوسریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُوءٌ اور مغلسہ پر لعنت فرمائی۔ مسوفہ وہ عورت ہے جب اس کا شوہر ارادہ کرے تو وہ کہے مجھے جین آیا ہوا ہے ؛ حالانکہ وہ عائضہ نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ! شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شوہر کو جماع کرنے سے نہ روکے مگر چہ وہ کچادہ پر نہ خواہش کرے۔ طبرانی



**بَابُ لَا تَأْذِنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ**  
**۴۸۶۴** حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا  
 أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذِنَ  
 فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا الْمَفْقُتُ مِنْ نَفَقَةٍ مِنْ غَيْرِ أَمْرٍ فَإِنَّهُ يُؤَدِّي  
 إِلَيْهِ شَطْرَهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
**فِي الصَّوْمِ**

کتاب العشرہ میں یحییٰ بن عمار سے روایت کی کہ وہ شوہر کو نہ روکے اگرچہ تنور پر روٹیاں پکا رہی ہو۔  
 ایک روایت میں ہے اگرچہ مکان کی چھت پر ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گنہگار مسلمان پر اس کو ڈرانے  
 کے لئے لعنت کرنا جائز ہے تاکہ وہ گناہ نہ کرے اگر کر بیٹھے تو اس کے لئے توبہ کی دعا کرے (یعنی)

**بَابُ عَوْتِ شَوْهَرِ كِي اجازت کے بغیر کسی کو**  
**گھر داخل ہونے کی اجازت نہ دے**

**۴۸۶۴** — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے جبکہ اس کا شوہر  
 حاضر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت نہ دے اور جو شوہر کی اجازت کے بغیر حرج  
 کرے تو مال کا ایک حصہ اس کے ذمہ اس کو ادا کرنا ہوگا۔ اسی حدیث کو ابو الزناد نے بھی موسیٰ سے  
 انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابو ہریرہ سے صوم میں ذکر کیا۔

**۴۸۶۴** — شرح : شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت دینے سے اس  
 کے دل میں بدگمانی ہونے کا اندیشہ ہے، لیکن اس ممانعت سے

ضروریات مستثنیٰ ہیں جیسے کسی شخص کا گھر میں حق ہو یا کوئی ایسی جگہ ہو جو مہانوں کے لئے مخصوص ہو اور ضروریات



**بَابُ ۴۸۶۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا الشَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةٌ مِّنْ دَخَلِهَا الْمَسَاكِينُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةٌ مِّنْ دَخَلِهَا النِّسَاءُ**

مختورات کو مباح کر دیتی ہیں۔ حدیث کے آخری حصہ کے معنی یہ ہیں کہ عورت جو کچھ شوہر کے مال سے خرچ کرے جس کی اسے اجازت نہ ہو یا واجب خرچہ سے زیادہ خرچ کرے تو وہ زیادتی کی ضمان ہوگی! اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ اگر عورت شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو اس کو نصف ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو معروف خرچہ کرے اور شوہر نے اجازت دی ہوئی ہو کہ جو چاہے صدقہ کرے۔ اس وقت اگر خرچ کرتے وقت شوہر کی اجازت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اس کا ثواب دونوں کو ملے گا۔

## بَابُ ۴۸۶۵

**۴۸۶۵ — ترجمہ :** اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو بیشتر لوگ جو اس میں آئے تھے وہ مساکین تھے اور مالدار لوگ بہشت کے دروازے پر روکے گئے تھے؛ لیکن دوزخوں کو آگ میں جانے کا حکم دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں عموماً عورتیں آئی ہوئی تھیں۔

**۴۸۶۵ — شرح :** یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب کا واقعہ ہے جو وحی کے حکم میں ہے۔ کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ اس لئے سیدنا ابراہیم

علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو خواب کی بناء پر ذبح کرنے کا حتمی ارادہ کر لیا تھا؛ حالانکہ محض خواب پر کسی کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ قرآن کریم میں اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِیْ اَذْبَحُکَ، اے بیٹے میں خواب میں تجھے ذبح کرتا دیکھ رہا ہوں تو اسماعیل علیہ السلام نے کہا وہ یا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمِرُ، اے میرے باپ جو آپ کو حکم ہو اسے وہ کریں۔ معلوم ہوا کہ خواب میں نبی علیہ السلام مامورین اللہ ہوتے ہیں



## بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيطُ

مِنَ الْمُعَاشِرَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
۴۸۶۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ  
أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا  
طَوِيلًا مَخَوِّمًا مِنْ سُوءَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ  
رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا  
طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا  
طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ  
دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ  
الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ

حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء مالداروں سے پانچ سو سال پہلے  
بہشت میں داخل ہوں گے اور جو عورتیں دوزخ میں دیکھیں وہ نافرمان عورتیں تھیں کیونکہ وہ دوزخ میں  
مسلمان مردوں سے زیادہ ہوں گی کیونکہ وہ اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں، حالانکہ سرور کونین صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں

## بَابُ عَشِيرِ كِي نَافَرْمَانِي كَرْنَا اور وہ شوہر ہے

نیز وہ یعنی خلیط (ساختی) بھی آتا ہے،



تَعَبَ سَجْدَتُهُمْ أَنْصَرَفَ وَقَدْ تَحَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ  
 آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ  
 ذَلِكَ فَادْكُرُوا اللَّهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي  
 مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكْغَلَعْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ  
 أَرَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنُقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَا كَلِمَةً مِنْهُ  
 مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمَّا رَأَيْتُهَا كَأَلْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَ

عشیر معاشرہ سے ماخوذ ہے۔ اور وہ مختلِ ط کے معنی میں آتا ہے۔ اس معنی

میں ابوسعید نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۴۸۶۶ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گرہن لگا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورہ بقرہ پڑھنے کی مقدار طویل قیام فرمایا پھر  
 طویل رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھایا اور طویل مدت کھڑے رہے۔ اور یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر  
 طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا جو پہلی  
 رکعت کے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر مبارک اٹھایا  
 پھر سجدہ کیا پھر سلام پھیر دیا، حالانکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ اور فرمایا بے شک چاند اور سورج  
 اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جب تم یہ (گرہن) دیکھو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو لوگوں نے عرض کیا  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے (دوران نماز) آپ کو دیکھا تھا کہ آپ اپنے مقام میں کوئی شئی پکڑ  
 رہے تھے۔ پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ پیچھے کو آ رہے ہیں۔ فرمایا میں نے جنت دیکھی یا مجھے دکھائی گئی تو  
 میں نے اس میں سے پھل لینا چاہا۔ اگر میں وہ لے آتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے (اور  
 وہ ختم نہ ہوتا) میں نے دوزخ بھی دیکھی تو میں نے آج جیسا قبیح منظر کبھی نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ دوزخ  
 میں اکثر عورتیں تھیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا ان کے کفر کی وجہ سے۔ کہا گیا وہ اللہ  
 سے کفر کرتی ہیں؟ فرمایا اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں و احسان کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر تو زمانہ بھر ان میں



رَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ  
يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ  
إِلَى أَحَدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ  
خَيْرًا قَطُّ

۴۸۶۷ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ  
عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْلَعْتُ  
فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَأَطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ  
أَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابِعَهُ أَيُّوبُ وَسَلَّمُ بْنُ زَيْدٍ

سے کسی ایک سے احسان کرتا رہے۔ پھر وہ کبھی تم سے کچھ تقصیر دیکھے تو کہتی ہے میں نے تجھ سے خیر کبھی  
نہیں دیکھی۔ باب کے عنوان سے مطابقت واضح ہے، ”یکفرون العشير“ حدیث ۹۹۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں  
ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر کی تو اس میں رہنے والے  
اکثر فقراء تھے اور ایک نظر سے میں نے دوزخ کو دیکھا تو اس میں رہنے والے اکثر عورتیں تھیں۔ ایوب اور سلم  
ابن زبیر نے عوف کی متابعت کی۔

۴۸۶۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ وہ عورتیں  
اپنے شوہروں کے حقوق کی ناشکری کرتی رہی ہیں اور یہ معصیت  
(گناہ) ہے اور گناہ عذاب کا سبب ہے اس لئے وہ دوزخ کی سزاوار ہوئیں اور ان کا دوزخیوں  
سے زیادہ ہونا ان کے داخل ہونے کے وقت ہے۔

اسماء رجال : عثمان بن ہيثم بصرہ کی جامع مسجد کے مؤذن ہیں۔ ایک سو بیس ہجری  
میں فوت ہوئے۔ عوف اعرابی ہیں اور ابو رجاء عمران بن لحيان فتح مکہ  
میں مسلمان ہوئے ایک سو بیس برس بقیہ حیات رہے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں  
فوت ہوئے۔ عمران بن ابی حصین رضی اللہ عنہ صحابی ثقہ ہیں (حدیث ۳۰۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)



## بَابُ لِرُزُوجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهُ أَبُو جَحْفَةَ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ  
أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ  
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَلَمْ أَخْبَرَاكَ تَصُومُ  
النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُومَ وَأَفْطِرَ  
وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا  
وَإِنَّ لِرُزُوجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

## بَابُ تَبْرِئِ بَيُوتِ كَانَتْ بِهَا حَقٌّ

يَهِيَ أَبُو جَحْفَةَ نَبِيَّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَ رَوَاؤُتِ كِي هَ

زوج سے مراد زوجہ ہے۔ یعنی زوجین (بیوی، خاوند) میں سے ہر ایک کا دوسرے پر حق ہے  
عورت کا شوہر پر منجملہ حق یہ ہے کہ اس سے جماع کرے اس کی مقدار میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے  
کہا ایک بار واجب ہے بعض نے چار روز میں ایک بار بعض نے کہا۔ ہر طہر میں ایک بار جماع کرے۔ ابن حزم  
نے کہا شوہر پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے جماع کرے اگر قادر ہو تو کم از کم مہینہ میں ایک بار ضرور کرے؛  
ورنہ نافرمان شمار ہوگا! شیخ عبد الرزاق نے ثوری، مالک بن مغول کے ذریعہ شعبی سے روایت کی کہ ایک  
عورت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین میرا شوہر دن کو روزے  
سے رہتا ہے اور رات نماز میں کھڑا رہتا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا تو نے اپنے شوہر کی اچھی شنا کی ہے۔  
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا شوہر کو حکم دیا جائے کہ رات بیوی کے پاس رہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ



## بَابُ الْمَرْأَةِ رَاعِيَةٍ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

۴۸۶۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا  
مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأُمِّيُّدَاعُ وَالرَّجُلُ  
رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ  
رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

نے کہا شوہر پر لعینہ جماع فرض نہیں اس پر عورت کا خرچہ اور لباس وغیرہ فرض ہے اور رات اس کے پاس رہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر وہ اپنے شوہر سے شکایت کرے تو وہ اپنے لئے تین دن اور اس کے لئے ایک دن مقرر کر دے۔ اس کو اس آدمی کے قائم مقام کیا جائے جس کی چار بیویاں ہیں تو اس کے لئے تین دن اور عورت کے لئے ایک دن ہوگا (یعنی)

۴۸۶۸ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ کیا مجھے خبر نہیں پہنچی کہ تم دن میں دو بے ہونے ہو اور رات کو نماز میں کھڑے رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو روزہ رکھو اور افطار بھی کرو رات کو قیام کرو اور آرام بھی کرو؛ کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے (حدیث : ۱۸۵۳، جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ عَوْرَتِ أَيْ شَوْهَرِ كِ گھر کی نگہبان ہے،

۴۸۶۹ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نگہبان ہو اور تم سے نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امیر نگہبان ہے آدمی اپنے گھر والوں کا



بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا  
فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِلَى قَوْلِهِ  
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا ۖ ۖ

۴۸۷۰ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ  
قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا وَقَعْدًا فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ فَذَلَّ لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ  
فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَلَيْتَ عَلَى شَهْرٍ قَالَ إِنْ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ

نگہبان ہے عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے۔ تم سب نگہبان ہو اور تم میں سے  
ہر ایک سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا (حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مُرَدِّ الْفِسْرِ فِي عَوْرَتِهَا بِمَا لَمْ يَكُنْ لَهَا مِنَ اللَّهِ

نَافِلَةٍ فِيهَا عَوْرَتُهَا بِمَا لَمْ يَكُنْ لَهَا مِنَ اللَّهِ

اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال حشر چکے ....  
بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ،

۴۸۷۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک ماہ اپنی بیویوں کے پاس نہ

جائیں اور اپنے بالا خانہ میں تشریف فرما ہوئے اور انیس روز بعد اترے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ  
آپ نے تو ایک ماہ تک قسم کھائی تھی۔ فرمایا مہینہ انیس دن کا بھی ہوتا ہے

۴۸۷۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے راز اقتضاء کرنے پر تہدید و تنبیہ کے لئے تنہائی اختیار کر لی



بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءً لَا فِي  
غَيْرِ بُيُوتِهِنَّ وَيُذَكَّرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَبْدَةَ رَفَعَهُ  
غَيْرَ أَنَّ لَا تَهْجُرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ

تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے اور آئندہ توبہ کریں۔ اِلٰی صیغۂ ماضی ایلاء سے ہے یعنی قسم کھائی ایلاء کا لغوی معنی مراد ہے۔ شرعی معنی مراد نہیں کیونکہ وہ چار ماہ تک قسم ہوتی ہے۔ اور اس حدیث میں صرف ایک ماہ تک قسم کا ذکر ہے اور "الشہر" پر الف و لام عہد خارج کے لئے ہے یعنی یہ ماہ انتیس روز کا ہے یا جتنی ہے کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء کا سبب یہ تھا کہ ام المؤمنین حفصہ سے آپ نے ایک راز ذکر کیا تھا کہ یہ کسی سے ذکر نہ کریں انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کر دیا وہ یہ کہ آپ نے ان کے گھر میں ملحدیہ سے خلوت فرمائی تھی۔  
(حدیث : ۴۸۶۰ - جلد : ۷ میں یہ مفصل مذکور ہے)

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاِثْنِي بِيُولُوكُو

چھوڑ کر ان کے گھروں کے علاوہ دوسری جگہ

سکونت کرنا۔ معاویہ بن جبہ سے مرفوع مذکور ہے لیکن اُن سے تنہائی گھر

ہی میں ہو اور پہلا معنی صحیح تر ہے۔

یعنی اسناد کے اعتبار سے روایت فی غیر بیوتہن بذکرہ کی روایت سے صحیح تر ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف گھری میں علیحدگی کرے۔ اس تقدیر پر یہ مذکور، کا فاعل ہجرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی آپ کی ہجرت کا قصہ مرفوع ذکر کیا جاتا ہے، لیکن آپ نے فرمایا کہ صرف گھری میں ہجرت کرے (کرمانی) یعنی اس واقعہ کے ذکر میں اس طرح مردی ہے اور یہ روایت مرجوح ہے اور پہلی روایت کہ دوسری جگہ سکونت کرے راجح ہے یہ مشہور صحابی ہیں ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے خراسان میں جنگ لڑی اور وہیں فوت ہوئے اور وہ بہز بن حکیم بن معاویہ کے داماد ہیں۔



۴۸۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ  
ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ  
أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفٍ أَنَّ عِكْرَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
ابْنَ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِ شَهْرٍ أَفْلَمًا مِثْلَ تِسْعَةٍ وَعِشْرِينَ  
يَوْمًا غَدًا عَلَيْهِمْ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ  
عَلَيْهِمْ شَهْرًا قَالَ إِنْ الشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا

۴۸۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ  
مَعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحَى فَقَالَ  
حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَبْكِينَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ

۴۸۷۱۔ ترجمہ : ابن جریر نے کہا مجھے یحییٰ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ عکرمہ بن عبد الرحمن

ابن حارث نے انہیں خبر دی کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ آپ اپنی بعض بیویوں کے گھر ایک ماہ نہیں آئیں گے جب انیس روز گزر گئے تو صبح یا شام کو ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ ان کے گھر تشریف نہ لائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انیس روز کا ہے۔

۴۸۷۲۔ ترجمہ : ابو یعفر نے کہا ہم نے ابو الضحیٰ کے پاس مذاکرہ کیا۔ انہوں نے

کہا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ایک دن ہم نے اس حال میں صبح کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رو رہی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ



مَلَأَ مِنْ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهُ فَلَمْ يُحِبَّ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ  
 يُحِبَّ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُحِبَّ أَحَدٌ فَنَادَا لَهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ الْبَيْتُ مِنْهُنَّ  
 شَهْرًا فَكَثَرَتْ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ

اس کے اہل خانہ جمع تھے۔ میں مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ عمر فاروق  
 رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے جبکہ آپ بالا خانہ میں تشریف فرما تھے۔  
 انھوں نے سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا انھوں نے پھر سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے پھر سلام  
 کہا آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر انہیں غلام اسود نے آواز دی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر  
 ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ حضور نے فرمایا میں  
 نے طلاق نہیں دی۔ میں نے ان سے ایک ماہ تک ایلا کیا ہے۔ پھر انتیس بالا خانہ میں ٹھہرے۔ پھر اپنی  
 بیویوں کے پاس تشریف لے آئے

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلام اجازت کے حصول  
 کے لئے تھا۔ یہ سلام استیذان تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴۸۷۲ —

فرمایا : الاستیذان ثلاث جہتوں پر کیا اجازت کا سلام تین بار ہے۔ اگر تیسری بار کے بعد اجازت نہ ملے تو واپس  
 چلا جائے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین بار سلام دیا اور جواب نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ پہلی  
 حدیث میں گزرا ہے۔ جب تین مرتبہ کے بعد اجازت نہ پائی تو واپس ہو گئے۔ ایک کالا غلام جو آپ کا دربان  
 تھا اس نے عمر فاروق کو آواز دی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمادی ہے۔ اس تقریر سے  
 معلوم ہوا کہ اس حدیث میں لفظ ناداء کا فاعل مقدر ہے اور وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہے کہ وہی آپ  
 کا دربان تھا، چنانچہ مسلم کی روایت میں صراحت مذکور ہے۔ اسی طرح نسائی میں بھی ہے۔ (رقطانی)

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
 نے کہا اس کا لے غلام کا نام رباح تھا، لیکن ان دونوں روایات میں تضاد نہیں؛ کیونکہ حضرت بلال اور رباح  
 دونوں وہاں تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلال رہتے تھے اور رباح بالا خانہ سے باہر بیٹھا ہوتا



## بَابُ مَا يَكُونُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِهِ

وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرِجٍ

۴۸۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ لَا يَجِلُّ أَحَدُكُمْ أَمْرًا تَهْجُلُ الْعَبْدُ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي إِخْوَالِ الْيَوْمِ

تھا۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دی تو بلال رضی اللہ عنہ باج کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ عمر فاروق کو آواز دیں کہ انہیں اجازت حاصل ہو گئی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ”ناداہ“ کا حقیقتاً فاعل رباح ہے اور بلال کی طرف اسناد مجازی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ عَوْرَتِیْنَ کُو مَارِنَہٗ کِی کِر اہِت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کو اتنا مارو کہ انہیں زخمی نہ کر

ترجمہ : عبد اللہ بن زمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی کو، غلام کو مارنے کی طرح نہ

مارے پھر اس سے آخر دن میں جلع کرے

شرح : یعنی یہ بات مناسب نہیں کہ بیوی کو مارے پیٹے اور پھر اسی روز اس

سے جلع بھی کرے، لیکن یہاں ایک اشکال ہے کہ اس حدیث شریف

میں عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَاضْرِبُوهُنَّ الْاٰیۃ“ کہ انہیں مارو! اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب و سنت میں مخالف نہیں کیونکہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کو اتنا مارنا مکروہ تحریمی ہے جو انہیں زخمی کر دے اور قرآن کریم نے اس کی تائید کی ہے کہ انہیں ضرب شدید نہ مارو۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض علما سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو عورتیں اپنے شوہروں کو ایذا پہنچاتی ہیں۔ انہیں اپنے بستروں سے جدا رکھو! اور اپنے قریب نہ آنے دو اور انہیں ضرب شدید نہ مارو! اس میں ایسی عورتوں کی تذلیل و تحقیر ہے۔ کیونکہ شوہروں کی معصیت کرنا کبائر گناہوں کے برابر ہے اور



## بَاب لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةَ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ

۴۸۷۴۔ حَدَّثَنَا خَلَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ  
عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ

شوہروں کو ان کی نادیب کا حکم دیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر فوقیت دی ہے کہ نافرمان عورتوں کی مناسبت اصلاح کرتے رہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مارنے اور غلاموں کے مارنے میں فرق کیا، کیونکہ رفیق اور حُر کا حال متبائن ہے۔ الحاصل عورتوں کو ضرب شدید سے مارنا مکروہ تحریمی ہے اور نادیب کے لئے مطلق ضرب جائز ہے۔ ابن تین نے کہا اگر عورت گھر کی خدمت میں تقصیر کرے۔ مثلاً آٹا نہ گوندے، روٹی نہ پکائے، گھر کی صفائی نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔ اسے مارنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ قیاس چاہتا ہے کہ ان امور خانہ کی عدم تکمیل پر مارنا جائز ہے۔ کیونکہ جو شے گھر کے امور میں عورت پر شوہر کی خدمت لازم نہیں اور صحیح حدیث کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تھی کہ چکی چلانے اور گھر کی صفائی کرنے میں انہیں مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ حجت نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ امور بطور تبرع کرتی تھیں۔ یہ نہیں کہ یہ امور مائی صاحبہ پر واجب تھے؟ اور جو سیدہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کا علی المرتضیٰ سے عقد نکاح کے وقت فرمایا تھا کہ فاطمہ خانہ داری کے امور سرانجام دے گی۔ وہ بھی تبرع پر محمول ہے۔ اسی طرح اسلام بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا زبیر کے گھوڑے کی خدمت کرنا اور باہر سے کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لانا محض تبرع پر محمول ہے۔ یہ امور بطریقِ وجوب نہ کرتی تھیں۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ «ثُمَّ لَعَلَّهٗ اَنْ يُضَاجَعَهَا»، یعنی مارنے کے بعد پھر ٹانڈ اس سے جماع کرے گا، اس حدیث میں ان دو امور کو حضور نے بعید تصور کیا کہ دو امور ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ عقلمند انسان سے ان کا وقوع نہیں ہونا چاہیے۔ عورت سے مباشرت اور مباہغت و مجامعت طبعی میل اور ایک دوسرے سے رغبت سے ہوتی ہے تو ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے اُن میں نفرت پیدا ہو اور ظاہر ہے کہ عورت کو سخت مارنے سے ان میں نفرت پیدا ہونے کا احتمال



زَوَّجَتْ أَبَتَهَا فَمَقَّطَ شَعْرَ رَأْسِهَا فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعْرِهَا فَقَالَ  
لَا إِنَّهُ قَدْ لَعِنَ الْمُؤَصِّلَاتُ

## باب بیوی گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے

۴۸۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبیلہ  
انصار سے ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اس کے سر کے بال گر گئے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ ذکر کیا اور عرض کیا کہ اس کی بیٹی کے شوہر  
نے مجھے کہا ہے کہ میں اس کے بالوں کے ساتھ دوسرے بال پیوند کر دیتی کیا یہ جائز ہے؟

۴۸۷۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ بیوی کی ماں  
کا بال پیوند کرنے میں بھی بیوی مکمل شوہر کی اطاعت کرنا ہے۔

بالوں کے ساتھ بالوں کا پیوند کرنا اس لئے ممنوع اور حرام ہے کہ یہ فاجرہ عورتوں کا طریقہ ہے یا  
اللہ تعالیٰ کی خلعت کو تبدیل کرنے اور وہ دوائیں جن سے چہرے کی صفائی اور خوبصورتی ہو ممنوع نہیں۔  
اسی طرح چہرے کے بال اکٹھا کرنا بھی منع نہیں۔ اور اگر عورت کو داڑھی نکل آئے تو وہ بال  
اکھاڑنے جائز ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کو خوش رکھنے کے لئے غیر شرعی خوبصورتی  
کرنا حرام نہیں۔ آج اس دور میں عورتیں خوبصورتی کے لئے بہت کچھ کرتی ہیں جو اجنبیوں  
کے لئے مجاذب اور مؤثر بہوت ہیں۔ قطعاً حرام ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔



## بَابُ قَوْلِهِ وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ

### بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا

۴۸۷۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنْ

هَشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا  
أَوْ إِعْرَاضًا قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيدُ  
طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا وَتَقُولُ لَهُ أُمْسِكْنِي وَلَا تُطَلِّقْنِي ثُمَّ تَزَوَّجُ  
غَيْرِي فَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِنَ النَّفَقَةِ عَلَى وَالْقِسْمَةِ لِي ف ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى  
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

## بَابُ اِگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی

### یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے

تو اُن پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح خوب ہے

**تفسیر :** اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا  
کو خوف لاحق ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں آپ سے اپنی باری عایشہ کے لئے کر دیتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے انہیں طلاق نہ دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنْ خَافَتْ  
شرط اور فلا جناح علیہما اس کا جواب ہے۔

**ترجمہ :** ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ : اِنْ خَافَتْ مِنْ

بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا کی تفسیر میں فرمایا : کسی آدمی کے

۴۸۷۵ —



## بَابُ الْعَزْلِ

۴۸۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعَزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پاس کوئی عورت ہوتی جس سے وہ زیادہ محبت نہ کرتا اور اس کو طلاق دینے کا ارادہ کرتا اور اس کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کرنا چاہتا تو وہ اسے کہے مجھے اپنے پاس ہی روکو اور طلاق نہ دو پھر میرے غیر سے نکاح کر لینا اور میرا نفقہ اور میری باری تمہارے لئے مباح ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَصْلَحَا بَيْنَهُمَا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ، یعنی ان پر کچھ حرج نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔

۴۸۷۵ — شرح: صلح یہ ہے کہ مہر کم کر دے یا معاف کر دے اور اپنی باری چھوڑ دے اور شوہر کو کوئی ایسی چیز بہہ کر دے جس سے اس کا میلان

ہو اور طلاق دینے سے صلح بہتر ہے، کیونکہ اس میں جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ اس صلح پر امت کا اتفاق ہے لیکن اس صلح کے نقض میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

عبیدہ نے کہا وہ صلح پر قائم رہیں اور اگر صلح منقوض ہو گئی تو شوہر طلاق دے سکتا ہے۔ علماء کو فہمیتے ہیں اس میں صلح جائز ہے۔ حسن بصری نے کہا عورت صلح نقض نہیں کر سکتی اور جس پر صلح ہوئی تھی وہ اسی پر قائم رہیں گے۔ ابو بکر نے کہا رجوع کی صورت میں مجھے کچھ یاد نہیں۔ حسن بصری نے کہا وہ صلح پر قائم رہیں اس کو توڑ نہیں سکتے۔ حسن بصری کے قول کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہ کا قیاس ہے جس نے کچھ مدت کے لئے کسی کو عادیہ ہی اس میں رجوع نہیں کر سکتا۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کا قیاس عبیدہ کے قول کے مطابق ہے کہ رجوع کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ ہونے والے منافع کا بہہ ہے۔ اس میں رجوع جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ الْعَزْلِ

اس باب میں عزال کرنے کے جواز کا بیان ہے اور وہ انزال کے وقت مرد کا عورت



۴۸۷۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ  
عَمْرُو أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يُنْزَلُ  
وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ يُنْزَلُ

شرنگاہ سے آئے تناسل باہر کر لینا تاکہ منی رحم میں نہ گرے اور عودت حاملہ نہ ہو اس میں صحیح روایات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔ سعد بن ابی وقاص، ابویوب انصاری۔ زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عباس بھی اس کے قائل ہیں جبکہ مشہور تابعین کرام کا بھی یہی مذہب ہے۔ یہی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبد اللہ بن عمر اور ابوامامہ کہتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم، کثیر صحابہ کرام حضور عورت اور لونڈی میں فرق کرتے ہیں کہ حرمہ یعنی آزاد عورت سے اجازت حاصل کئے بغیر عزل جائز نہیں جبکہ لونڈی سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ منکوحہ لونڈی سے عزل کرنا ہو تو اس کے مولیٰ سے اجازت حاصل کرنا واجب ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک نہ تو لونڈی منکوحہ سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے اور نہ ہی اس کے مولیٰ سے اجازت کی ضرورت ہے۔ (یعنی)

۴۸۷۶ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کیا کرتے تھے۔

۴۸۷۷ — ترجمہ : سفیان نے کہا عمرو نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی کہ انھوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عزل کیا کرتے تھے، حالانکہ قرآن کریم نازل ہو رہا تھا۔ عمرو نے عطاء کے ذریعے جابر سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے حالانکہ قرآن نازل ہوتا تھا۔

۴۸۷۷ — ۴۸۷۶ — شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جبکہ نزول وحی ہو رہا تھا ہم کو عزل کرنے سے

منع نہ کیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً عزل جائز ہے کیونکہ اگر منع ہوتا تو بذریعہ وحی ہمیں روک دیا جاتا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے عرض کیا کہ ہم یہ کام کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا تم یہ کام کرتے ہو حالانکہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ بہر حال ہو کر رہے گا تم عزل کر دیا



۴۸۷۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ أَشْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا  
جُوَيْرِيَّةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحْيٍ عَنْ  
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصْبَنَّا سَبِيًّا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُولَ

نہ کرد۔ حدیث ۴۸۷۷ میں امام نے عمرو عطاء کے ذریعے جابر سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے اور قرآن نازل ہوتا تھا۔ اس مقصد یہ ہے کہ حضرت جابر کی حدیث دو طریقہ سے مروی ہے۔ ایک علی بن عبد اللہ بن مدینی، سفیان بن عیینہ کے ذریعہ عمرو بن دینار سے مروی ہے۔ اس میں اخبار اور سماع کا ذکر ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کا ذکر نہیں۔ دوسرے طریقہ میں مذکور اسناد کے ذریعہ عمرو بن دینار سے عنعنہ کے ساتھ مروی ہے۔ اس میں عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول قرآن کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جذامہ بنت وہب جو مکاشہ کی ہمشیرہ ہیں۔ چند لوگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئیں اور آپ سے عزل کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ وادِ خنی ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کو زندہ درگور کر دیا جائے تاکہ اس کو کھانا نہ کھلانا پڑے اور اولاد زیادہ نہ ہو اس کو مؤودہ صغریٰ کہتے ہیں اور جسے پیدا ہونے کے بعد زندہ درگور کرتے تھے اس کو مؤودہ کبریٰ کہتے ہیں اور ترمذی میں حضرت جابر کی حدیث ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم عزل کرتے ہیں تو یہود کہتے ہیں یہ مؤودہ صغریٰ ہے۔ فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی جان پیدا کرے اس کو کوئی بھی منع نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے ابراہیم نخعی، سالم بن عبد اللہ، اسود، اور طاؤس نے عزل کی کراہت پر استدلال کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی سے منقول ہے کہ حضرت جابر کی حدیث جذامہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ ابن عربی نے کہا جذامہ کی حدیث مضطرب ہے اور جابر کی حدیث کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اس کے اسناد میں تمام راوی صحت کی شرائط کے مطابق ہیں۔

اگر سوال پوچھا جائے جذامہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئی تھی۔ لہذا اس کی حدیث متاخرہ ہے لہذا وہ غیر کی حدیث کی ناسخ ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئی تھی۔ عبد الحق نے کہا یہ صحیح ہے (یعنی)

۴۸۷۸ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے قیدی پائے تو ہم قیدی



# رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَوَّاكُمْ لَتَفْعَلُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا مِمَّنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ الْوَهْيُ كَائِنَةً بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النَّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا

لونڈیوں سے عزل کرتے تھے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم عزل کرتے ہو؟ یہ تین بار فرمایا۔ کوئی موجود نہیں جو قیامت تک ہونے والا ہو مگر وہ یقیناً ہوگا۔

شرح: بچیہ عزوہ بنی مصطلق کا واقعہ ہے؛ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابوسعید سے ذکر کیا کہ ہم نے بنی مصطلق کے قیدی پائے اور ہم نے عورتوں سے جماع میں عزل کرنا شروع کیا۔ ابوسعید نے کہا میں بنی قینقاع کے بازار میں ایک لونڈی کے پاس کھڑا تھا تو ایک یہودی گزرا اُس نے کہا اے ابوسعید یہ لڑکی کیسی ہے میں نے کہا یہ میری لونڈی ہے میں اس کو فروخت کروں گا اُس نے کہا کیا تو اس سے جماع کرتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں اس سے جماع کرتا ہوں اُس نے کہا کیا تو اس کو فروخت کرے گا حالانکہ اس کے پیٹ میں بچہ ہے۔ ابوسعید نے کہا میں اس سے عزل کرتا ہوں۔ یہودی نے کہا یہ موؤدہ صغیٰ ہے۔ ابوسعید نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ یہودی جھوٹ کہتے ہیں (دو بار فرمایا)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نفس منفوسہ کے پیدا کرنے میں تقدیر الہی ہو چکی ہے اور اس نفس کا وجود مقدر ہو چکا ہے تو وہ یقیناً پیدا ہوگا تم عزل کرو یا نہ کرو۔

## بَابُ جَبِ مَرْدٍ سَفَرًا إِذَا ارَادَهُ كَرَّهَ تَو

### بِیُولِیوں میں فتعہ ڈالنا،

یعنی ایک شخص کی متعدد بیویاں ہیں اور وہ سفر میں جانا چاہتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ ایک بیوی ہمراہ لے جائے تو اُن میں قرعہ اندازی کرے جس کا نام نکلے اسے سفر میں ہمراہ لے جائے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیویوں میں قرعہ ڈالنا حرام



۴۸۷۹ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ

ابْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَلِيكَةَ عَنِ الْقِسْمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ  
فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ مَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَخَذَتُ فَقَالَتْ  
حَفْصَةُ أَلَا تَرَ كَيْفَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرِي تَنْظُرِينَ  
وَأَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلَى فَرَكِبْتُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَجْلِ  
عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ مَارَحَتِي نَزَلُوا وَافْتَقَدَتْهُ  
عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رَجُلَهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُولُ يَا رَبِّ  
سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ  
لَهُ شَيْئًا

ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ آیا آپ کے لئے بھی قرعہ واجب ہے یا نہیں۔ دراصل اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ بیویوں میں تقسیم آپ پر واجب تھی یا نہ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن معاشرت اور مکارم اخلاق کے باعث آپ پر تقسیم واجب کی تھی۔ وہ کہتے ہیں اخاف کے نزدیک سفر میں تقسیم ضروری نہیں جس بیوی کو چاہیے سفر میں لے جاسکتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان میں قرعہ اندازی کریں جس کا نام نکلے اس کو رفیق سفر بنائیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن قسار سے نقل کیا۔ کسی بیوی کو قرعہ اندازی کے بغیر رفیق سفر نہیں بنا سکتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا یہی قول ہے۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم

۴۸۷۹

صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے باہر نکلتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی

کرتے (ایک دفعہ) ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما کا نام نکلا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



## بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا

لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذَلِكَ ۝

۲۸۸۰۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ عَنْ

هَشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا

رات کے وقت ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ سفر کرتے اس حال میں کہ آپ اُن سے رات باتیں کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عائشہ تم آج رات میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تیرے اونٹ پر سواری کرتی ہوں۔ تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں رات ایک دوسرے کے نزدیک ہوں) ام المؤمنین عائشہ نے کہا ایسا ہی کر لیتے ہیں۔ حفصہ (میرے اونٹ پر سوار ہو گئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مائی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر آئے جیکہ اس پر حفصہ سوار تھیں۔ آپ نے ان کو سلام فرمایا پھر چلتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک مقام پر اترے تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو گم پایا رات بھر باتیں نہ ہوئیں) جب اترے تو ام المؤمنین نے اپنے دونوں پاؤں اذخر گھاس میں کر کے کہا: لے میرے پروردگار مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے۔ (غالباً اس مقام میں یہ حشرات بکثرت تھے) وہ مجھے ڈس لے اور میں آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔

۲۸۷۹۔ شرح: اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ جب رات کو سفر

کرتے تو حضور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رات گفتگو کیا کرتے تھے جیسے مسافروں کی عادت ہے کہ اس طرح سفر میں سہولت ہوتی ہے۔ اس حدیث سے مطلب نے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم واجب نہ تھی کیونکہ اگر تقسیم واجب ہوتی تو وہ ام المؤمنین عائشہ کا اونٹ تبدیل نہ کرتیں؛ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی سے بھی گفتگو جائز ہے۔ ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں بوسہ و کنار کرتے لیکن جماع نہ فرماتے تھے اور جس کی باری ہوتی تھی جب اس کے گھر تشریف لے جاتے تو اس کے پاس شب باقی فرماتے تھے۔ مسافر کے حق میں یا سفر کی حالت میں یا نزول کے وقت دن ہو یا رات ہو تقسیم کوئی ضروری نہیں ہے۔



لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ

## باب کوئی عورت اپنے شوہر کی باری کا دن اپنی سوکن کو ہبہ کرے اور یہ تقسیم کیسے کرے؟

یعنی شوہر کی طرف سے جو دن بیوی کے متعلق ہو وہ دن اپنی سوکن کو ہبہ کرنے کا بیان اور وہ سوکن کو اپنی باری کیسے تقسیم کرے؟ امام نے یہ بطریق استفہام کہا ہے اور یہ بیان نہیں کیا کہ تقسیم کس وجہ سے کرے۔  
۴۸۸۰۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری کا دن عائشہ کو ہبہ کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے لئے ان کا دن اور سودہ کی باری کا دن تقسیم کرتے تھے۔

۴۸۸۰۔ شرح: یعنی اس طرح نہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن متصل قرار دیئے تھے۔ اس طرح عنوان کے دوسرے حصہ سے مطابقت واضح ہے۔

## ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپ قریشیہ عامریہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح کیا۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں نکاح کیا تھا۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں وفات پائی۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

احادیث میں یہ مذکور ہے کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا زیادہ معمر ہو گئیں اور انہیں خوف لاحق ہوا کہ حضور انہیں جدا کر دیں گے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں مجھے آپ اپنی زوجیت سے علیحدہ نہ کریں۔ میں چاہتی ہوں کہ قیامت کو آپ کی ازواج مطہرات میں سے اچھوں اور میرا حشر آپ کی معیت میں ہو۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی تو وہ حضور کے راستہ میں بیٹھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے۔ کیا آپ نے کسی ناراضگی کے باعث مجھے طلاق دی ہے۔



## بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تُعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ إِلَى قَوْلِهِ وَاسْعًا حِكْمًا

فرمایا ایسی کوئی بات نہیں۔ عرض کیا میں آپ کو قسم دینی ہوں کہ آپ رجوع کر لیں مجھے مرد کی حاجت نہیں کہ میں اُٹھی ہو چکی ہوں۔ میں اپنی باری آپ کی محبوبہ عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کر لیا۔ لیکن یہ واقعہ اس روایت کے مخالف ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الْمُبَاحَاتُ**۔

علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ایک دن اور رات سے زیادہ تقسیم جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو اسباب اور اولویت پر محمول کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تین دن رات بھی جائز ہے۔ بعض شافعیہ نے نقل کیا کہ ہفتہ ہفتہ، مہینہ مہینہ اور سال سال بھی باری مقرر کرنا جائز ہے۔ ابن منذر نے کہا مجھے یہ پسند نہیں کہ ایک دن رات سے زیادہ باری مقرر کرے کیونکہ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجاوز ہے۔

## بَابُ بِيُولٍ فِي بَرَابَرِي كَرْنَا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہیں بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کرنے کی طاقت نہیں۔ واسعاً حکماً تک۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان جو حدیث ابھی ہے کے اور آیت کریمہ کے درمیان تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ باطنی میلان اور قلبی محبت جو تمہارے اختیار سے باہر ہے اس میں تم برابری نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہ تمہارے اختیار سے باہر ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَلَا تَكْمُنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ** یعنی اے خدا یا جس میں تو مالکیت اور مس مالک نہیں مجھے طاعت نہ کر۔ یعنی میلان طبعی اور محبت قلبی میں طاعت نہ کر۔ اور فرمایا دوسری بیویوں سے عائشہ مجھے بہت محبوب ہے۔ اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ شاید اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہ پائی گئی۔

## بَابُ حَبِ ثَيْبَةٍ بِرِ كِنُوَارِي سَهْلًا كِيَا

۴۸۸۱ — ترجمہ: ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ابو قلابہ نے کہا



## بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرُ عَلَى الثَّيِّبِ

۴۸۸۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ قَالَ السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرُ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا

## بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبُ عَلَى الْبِكْرِ

۴۸۸۲ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبُ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ أَبُو قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ النَّسَاءَ رَفَعَهُ إِلَى

کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنت یہ ہے کہ جب آدمی ثیبہ کی موجودگی میں کنواری عورت سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن گزارے اور جب کنواری کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن گزارے۔

۴۸۸۱ — شرح : سنت کی وجہ یہ ہے کہ کنواری عورت میں شرم و حیا زیادہ ہوتا

ہے تو وہ زیادہ مہلت اور صبر کی محتاج ہے۔ اور وہ آسانی چاہتی ہے اور شوہر کی رفت کو پسند کرتی ہے۔ اس لئے اس کے پاس شوہر زیادہ دن رہے اور شوہر دیدہ عورت نے مردوں کا تجربہ کیا ہوتا ہے۔ اس میں شرم و حیا کم ہوتا ہے۔ اس لئے نئی صحبت کے اعتبار سے بطور اکرام اس سے تین مرافقت کرنی چاہیے، لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ ایام وہ ہوں جو جماع سے مانع نہ ہوں یعنی ان مینوں میں عورت کو حیض نہ آیا ہو۔



النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ  
عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَلِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## باب جب کنواری عورت کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے

۴۸۸۲ — ترجمہ : ابو قلابہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سنت یہ ہے  
کہ جب کوئی مرد شوہر دیدہ عورت پر کنواری سے نکاح کرے تو  
اس کے پاس سات دن گزارے پھر تقسیم کرے اور جب کنواری پر شوہر دیدہ سے نکاح کرے  
تو اس کے پاس تین دن گزارے پھر تقسیم کرے۔ ابو قلابہ نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انس نے  
یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کی ہے۔ عبد الرزاق نے کہا ہمیں سفیان نے ایوب اور  
خالد کے ذریعہ خبر دی۔ خالد نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی طرف مرفوع کیا۔

۴۸۸۲ — شرح : یعنی کنواری عورت سے نکاح کرنے کے سات روز بعد اور شوہر دیدہ  
عورت سے نکاح کرنے کے تین روز بعد باقی عورتوں کی مانند تقسیم  
کرے کہ ہر ایک کے پاس ایک دن اور ایک رات اقامت کرے۔  
امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث دس صحیح طریقوں سے ذکر کی ہے پھر کہا ایک قوم اس  
طرف گئی ہے کہ جب آدمی شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرے تو اسے اختیار ہے۔ اگر چاہے تو اس کے  
پاس سات روز اقامت کرے اور باقی بیویوں کے پاس بھی سات سات روز اقامت کرے اور اگر  
چاہے تو اس کے پاس تین دن اقامت کرے اور باقی بیویوں کے پاس ایک ایک دن اور ایک رات  
اقامت کرے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام طحاوی کی قوم سے مراد ابوالہجیم نخعی، عامر شعبی، امام مالک  
امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابو ثور اور ابو عبیدہ ہیں پھر امام طحاوی نے کہا دوسرے علماء نے ان کی مخالفت  
کی ہے۔ انہوں نے کہا اگر اس کے پاس تین دن اقامت کرے تو دوسری بیویوں کے پاس بھی تین



**بَابُ مَنْ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ**  
**۴۸۸۳۔** حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
 يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ  
 حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ  
 فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ

دن اقامت کرے جیسے سات سات دن اس کے اور دوسری بیویوں کے پاس اقامت کرتا ہے۔  
 علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اس قوم سے مراد حماد بن ابی سلیمان، حکم بن عتبہ، امام ابو حنیفہ، ابو یوسف  
 اور امام محمد ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ ان کی دلیل ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو امام  
 طحاوی نے ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ اگر آپ چاہتی ہیں تو میں تمہارے  
 پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور سات سات روز دوسری بیویوں کے پاس اقامت کرتا ہوں۔ یہ  
 حدیث امام احمد نے مسند میں مطول ذکر کی ہے اور طبرانی نے اس سے زیادہ طویل ذکر کی ہے۔ ابو یعلیٰ  
 اور بیہقی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ امام طحاوی نے کہا جب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور  
 سات بعد ان کے پاس اقامت کرتا ہوں یعنی ان کے اور تمہارے درمیان برابری کرتا ہوں اور ان میں سے  
 ہر ایک کے لئے سات سات دن اقامت کرتا ہوں۔ جیسے تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور ایسے  
 ہی جب اس کے لئے تین دن کرے تو ان میں سے ہر ایک کے لئے تین تین دن کرے شافعیہ کہتے ہیں انس کی  
 مذکور حدیث حنفیہ پر حجت ہے۔ ہم کہتے ہیں ام المؤمنین ام سلمہ کی حدیث شافعیہ پر حجت ہے۔ نیز اخاف نے  
 ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے درمیان  
 برابر تقسیم کرتے تھے اور پوری حدیث ذکر کی۔ بظاہر اس کا مقتضی یہ ہے کہ تقسیم میں مطلقاً مساوات ہے واللہ اعلم

**باب جس نے ایک غسل میں اپنی تمام**  
**بیویوں سے مباشرت کی**



یعنی اُن سے ایک غسل میں جماع کیا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر جماع کے بعد علیحدہ غسل نہ کیا،

۲۸۸۳ — ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں سے جماع کرتے اس روز آپ کی فوبیویاں تھیں۔

۲۸۸۴ — شرح : ایک دوسری روایت میں گیارہ بیویوں کا ذکر ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ

گیارہ میں ماریہ اور ریحانہ کو شمار کیا ہے اور فوبیویاں مسکوچہ تھیں۔ ماریہ اور ریحانہ باندیاں تھیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ میں نے اپنے کبار اساتذہ کرام سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی کو چالیس آدمیوں کی قوت حاصل تھی۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس نبیوں کی قوت حاصل تھی اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار چھ سو مردوں کی قوت حاصل تھی۔ یہ حضور کا معجزہ ہے کہ اس قدر ریاضت کہ کئی کئی دن بھوکے گزر جاتے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اور روزوں میں وصال فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے۔ اور کئی کئی راتیں نماز میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ پاؤں میں درم آگئے تھے۔ اس کے باوجود حضور جماع کی یہ قوت تھی۔ اتنی قوت ہوتے ہوئے صرف گیارہ عورتوں پر اکتفا کرنا آپ کے کمال تقویٰ پر دلالت کرتا ہے؛ حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتوں میں سے تین سو حور عورتیں اور سات سو لونڈیاں تھیں جبکہ داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیوی تھی۔ اقول ترمذی میں ہے۔

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے چالیس مردوں کی قوت حاصل تھی اور جنت کے ہر مرد کی قوت دنیا کے سو مردوں کی قوت کے برابر ہے۔ اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بیست و تین بشریت دنیا میں چار ہزار مردوں کی قوت حاصل تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

## باب مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا

علماء نے کہا ایک بیوی کے گھر اس کی باری کے بغیر آنا درست نہیں مگر کسی ضرورت کی وجہ سے کہ تدبیر منزل مقصود ہو تو جائز ہے، لیکن زیادہ دیر نہ ٹھہرے،



## بَابُ دُخُولِ الرَّجُلِ عَلَى نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ

۴۸۸۴ — حَدَّثَنَا قُرُوبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسِيرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدُ نَوْمٍ مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَيَدْخُلُ عَلَى حَفْصَةَ فَأُخْبِتَسَ أَكْثَرُ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ

## بَابُ إِذَا اسْتَلْذَمَكَ الْمَرْءُ جُلُوسَهُ فِي أَنْ

يَمْرُضُ فِي بَيْتٍ بَعْضُهُنَّ فَادِنَ لَهُ

۴۸۸۵ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمٌ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَيْنَ أَنَا

بیویوں کے درمیان مساوات رات میں ضروری ہے دن میں ضروری نہیں؛ کیونکہ دن میں اور دنیاوی مشاغل بھی ہوتے ہیں۔

۴۸۸۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہوتے

تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے قریب ہوتے آپ ایک روز حَفْصہ کے پاس تشریف لے گئے تو پہلے جتنا گھر لگتا تھا اتنی زیادہ ان کے پاس ٹھہرے۔

## بَابُ جَبْ مَرَدِ ابْنِ بِيُولُيٍّ سَاجِزَاتٍ طَلَبُ

کہ بعض بیویوں کے گھر میں بیماری کے دن گزارے تو عورتیں اسے اجازت دے دیں



غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاذِنَ لَهَا اَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ  
شَاءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ  
فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِي بَيْتِي فَقَبَضَهُ اللَّهُ وَرَأَتْ رَأْسَهُ  
لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِي وَخَالَطَ رِيفُهُ رِيفِي بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ

ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے  
۲۸۸۵ — کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض جس میں وفات پائی  
میں پوچھتے تھے میں کل کہاں؟ میں کل کہاں (قیام کروں گا) آپ عائشہ کے دن کا ارادہ کرتے تھے تو آپ کی  
بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ آجپ چاہیں قیام فرمائیں۔ تو آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے  
حتیٰ کہ اُن کے پاس وفات پائی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے اس دن وفات پائی،  
جس دن میرے گھر میں آپ کے آنے کی باری تھی ”یہ اتفاق تھا“، اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
روح پاک قبض کی حالانکہ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور میری بغل کے درمیان تھا اور آپ کا لعاب  
دہن شریف میرے لعاب دہن سے مل گیا۔

۲۸۸۵ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ  
ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں کی تقسیم واجب تھی؛ ورنہ  
آپ اس قدر اصرار نہ فرماتے اور آپ کو اُن سے اجازت لینے کی احتیاجی نہ ہوتی لیکن یہ صحیح نہیں  
کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے اطمینان اور تطیب قلوب کے سبب بطور تفضل اور مہربانی  
اُن سے اجازت حاصل کرتے تھے۔ تقسیم آپ پر واجب نہ تھی۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لعاب سے لعاب دہن مبارک ملنے کا سبب یہ تھا کہ آنحضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے احسنی لمحات میں مسواک طلب فرمائی تو ام المؤمنین نے اپنے دانتوں سے  
نرم کر کے آپ کو مسواک دی تھی اور ام المؤمنین کی نرم کردہ مسواک سے آپ نے دندان مبارک اور  
منہ میں مسواک کی۔ اس طرح دونوں لعاب مل گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،

**باب** مرد کا اپنی بعض بیویوں کے ساتھ  
بعض سے زیادہ محبت کرنا،



بَعْضُ نِسَائِهِ أَفْضَلُ مِنْ بَعْضِ ۴۸۸۶ - حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ بْنِ  
حَنِينٍ مِمَّنْ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا بِنْتَهُ  
لَا تَغُرَّتْكِ هَذِهِ الْقِيَامُ أَجْمَعُ حَسَنُهَا حَبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَاها يُرِيدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ فَتَبَسَّمَ

محبت کے اصطلاحی معنی میلانِ قلب اور کسی شئی کی طرف متوجہ ہونا اور اکثر اوقات دل و زبان سے اس کو یاد کرتے رہنا ہے جبکہ لغت میں اس کے معنی خلافِ بغض جیسے ہیں۔

۴۸۸۶ - ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حفصہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا اے میری بیٹی یہ خاتون تجھے معرود نہ کر دے کہ جس کا حسن حضور کو بہت خوش کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے محبت ہے (وہ محبوبہ رسول ہے) اس سے مراد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یہ بات (جو حفصہ سے کہی تھی) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تو آپ نے تبسم فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۸۸۶ - شرح : یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری بیویوں کی نسبت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جب مرد عورتوں میں تقسیم مساوی کرے تو بعض سے زیادہ محبت کرنے میں حرج نہیں؛ کیونکہ محبت طبعی ہے کسی نہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے اللہ جو میرے اختیار میں نہیں اس میں مجھے ملامت نہ فرما۔ کیونکہ محبت کسب سے حاصل نہیں اور اس میں عدل کی استطاعت نہیں اور اللہ تعالیٰ وہ تکلیف دیتا ہے جس کی بندے میں استطاعت ہو، موعظۃ الرجل انبتہ کے باب میں (حدیث عن ۴۸۶ کی شرح دیکھیں)



## بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنْلِ وَمَا يَتَّبِعُ

### مِنْ اِفْتِخَارِ الصَّرَّةِ ۛ

۴۸۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي صَرَّةً فَمَلَّ عَلَى جُنَاحٍ أَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطِ كَلَابِسِ ثَوْبِي زُورٍ

## بَابُ نِيَاظَةِ كَسْبِ خُودِ كُو سِرِ ظَاهِرِ كَرْنَا اور

### جو سوکن پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے،

لُغَت میں مُتَشَبِّع اس کو کہتے ہیں جو خود کو سیرِ ظاہر کرے، حالانکہ وہ بھوکا ہو اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی زینت سے مزین ہو جو اس میں نہ پائی جائے اور اس کے باعث تکبر کرے۔ اور اس باب کا دوسرا حصہ سوکن پر فخرِ ظاہر کرنا اور اس کو دل شکستہ کرنا ہے۔

ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک سوکن ہے

۴۸۸۷۔ کیا مجھے گناہ تو نہیں کہ اگر میں اپنے شوہر کی طرف سے جو وہ مجھے دیتا ہے۔ اس سے زیادہ بڑھا کر ظاہر کروں (اس کو آزار پہنچاؤں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہ دیا جائے اس سے بڑھا کر اظہار کرنا ایسا ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا ہے۔

۴۸۸۷۔ شرح : علامہ کرمانی نے کہا، ”مُتَشَبِّع“ کے معنی یہ ہیں کہ سیرِ ظاہر



## بَابُ الْغِيَرَةِ

وَقَالَ وَرَأَدُ عَنِ الْمَغِيَرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوِ رَأَيْتُ رَجُلًا  
مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصَفِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُونَ مِنْ غِيَرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهِ أَغْيَرُ مِنِّي

کرے حالانکہ وہ سیر نہیں ہے۔ شیع کو کپڑوں سے تشبیہ دی ہے۔ اس میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ وہ دونوں کو چھپا لیتی ہے۔ یہ تشبیہ تخیلی ہے جیسا کہ سکاکی نے اس آیت کریمہ: فَأَذَانُهَا اللَّهُ لِبَاسٍ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ میں کر لیا ہے تشبیہ کا فائدہ مبالغہ ہے یعنی اس کے سر سے پاؤں تک پکڑا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کسی کے پاس نہیں اس کے ہونے کو ظاہر کرنا مذموم ہے جیسے کوئی شخص صلحاء کا لباس پہنتا ہے۔ حالانکہ وہ صلح نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ معنی یہ ہوں کہ یہ سیری ظاہر کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے جھوٹ کو اپنا ازار اور چادر بنا لیا ہو۔ چنانچہ شاعر مدح کرتا ہے: إِذَا هُوَ بِالْمُجْدَادِ تَدَايَ وَتَأَذَّرَا، ماجب اس نے بندگی کی چادر پہنی اور تہ بند باندھا، بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کسی قوم میں کوئی شخص شرفاء میں سے ہو جو بزرگانہ نہیں کپڑے رکھتا ہو۔ جس وقت کوئی شخص گواہی دینے جائے تو اس سے مانگ کر وہ کپڑے پہن لے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ یہ شخص نیک اور شریف ہے۔ ابو عبید نے کہا یہ وہ شخص ہے جو زاموں کے کپڑے پہنتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ وہ زاہد ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہو تو اس کے کپڑے جھوٹ اور ریاء کے کپڑے ہیں۔ بعض نے کہا وہ ایسا ہے جو کسی کے دو کپڑے پہنے اور ظاہر یہ کرے کہ وہ اس کے اپنے ہیں۔

## بَابُ الْغِيَرَةِ

غِيَرَتٌ بَفَتْحِ الْغَيْنِ وَسُكُونِ الْيَاءِ وَفَتْحِ الرَّاءِ ہے۔ قاضی عیاض نے کہا غیرت تغیر قلب اور ہيجان غضب سے مشتق ہے جو کسی مخصوص شی میں مشارکت کے سبب ہوتا ہے۔ بیوی خاوند میں یہ بہت ہوتی ہے۔ یہ معنی آدمیوں کے حق میں ہے۔ اللہ کے حق میں غیرت کے معنی حدیث سے معلوم ہوں گے۔ صاحب محکم نے کہا یہ: رَعَا الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ قَالَتْ رَعَا عَلَى بَعْلِهَا، سے ماخوذ ہے مرد کی



۴۸۸۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا  
 الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
 مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا  
 أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ اللَّهِ

صفت غیران اور جمع غیاری ہے نیز بدل غیور کہتے ہیں اس کی جمع غیر بضم الیاء ہے۔ اور عورت کی صفت  
 میں کہا جاتا ہے درامرؤة غیری و غیور و مغیار معنی سخت غیرت۔ و زاد نے مغیرہ سے نقل کیا کہ سعد بن عبادہ  
 نے کہا اگر میں کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے قتل کر دوں گا۔ ذرہ بھی  
 درگزر نہ کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو میں اس سے  
 زیادہ غیور ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیور ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت معنی یہ ہیں کہ وہ ارتکاب فواحش پر زجر کرتا ہے اور لوگوں پر انہیں حرام  
 کرتا ہے اور ان سے منع کرتا ہے؛ چنانچہ مروی ہے کہ اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اُس نے فواحش کو  
 حرام کیا ہے یعنی ان سے منع کیا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نے سعد کے  
 قول کی تصویب کی تھی۔ اس سے بعض مالکیوں نے استدلال کیا کہ ایسے مقتول کا خون باطل ہے  
 اس میں نہ دیت ہے اور نہ قصاص ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

۴۸۸۸۔

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں اس لئے

اُس نے بُرے امور حرام کئے ہیں اور کوئی شخص نہیں کہ اس کے نزدیک مدح اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔

شرح: فواحش فاحشہ کی جمع ہے اور یہ اقوال و افعال میں سے بُری

۴۸۸۸۔

خصلت ہے۔ حدیث میں جو گناہ سخت بُرا ہو اس کو فحش کہا ہے۔

زناد پر بھی فاحشہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ قولہ مَا أَحَدٌ، اَحَدٌ مرفوع کا اسم ہے اور احب منصوب اس

کی خبر ہے اور مدح مرفوع احب کا فاعل ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کحل کے مسئلہ کی طرح

ہے کہ مدح ایک اعتبار سے مفضل اور دوسرے لحاظ سے مفضل علیہ ہے۔ حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ

کے اعتبار سے مفضل اور بند کے لحاظ سے مفضل علیہ ہے۔ دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا کلام شریف مَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ الْمُدْحُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى، اللہ تعالیٰ کا مدح کو پسند کرنا



۴۸۸۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ  
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَحَدٌ أُغْيِرَ مِنْ اللَّهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أَمَنَةً  
يُرِي يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَعِكُمْ قَلِيلًا وَ  
لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا

لوگوں کی مصلحت کے لئے ہے تاکہ اس پر وہ بندوں کو ثواب عطا کرے؛ کیونکہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی مدح کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کیثناء طلاء اعلیٰ میں کرتا ہے ورنہ وہ لوگوں کی مدح سے بے نیاز ہے کیونکہ لوگوں کی مدح اس کو نفع نہیں دیتی اور اس کا ترک بسے ضرر نہیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدح میں سے اس کی تسبیح و تہلیل و تکبیر اور دیگر اذکار ہیں۔

۴۸۸۹ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیور نہیں کہ وہ اپنے بندے یا لونڈی کو زنا کرتے دیکھے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اگر تم وہ معلوم کرو جو میں جانتا ہوں تو تم محوڑا ہنسو اور زیادہ روتے رہو!

۴۸۸۹ — شرح: قولہ اوامۃ یزنی، اس حدیث میں اسی طرح مذکور ہے اور باب الصدقہ فی الکسوف، میں یا امۃ محمد واللہ ما احدٌ اخیر من اللہ ان یزنی عبدہ اور تزی امۃ، بخاری کے بعض شارحین نے کہا جو میرے لئے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ یہاں کاتب سے غلطی ہوئی ہے۔ اور تزی امۃ، لکھنا بھول گیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی وجہ کے بغیر کاتب کی طرف غلطی منسوب نہیں کرنی چاہیے؛ کیونکہ ایسے کلام میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں۔ عبد کے اعتبار سے یزنی اور امۃ کے لحاظ سے تانیث جائز ہے۔ یعنی ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں زنا کی نحوست اور اس کی بُری عاقبت جانتا ہوں اور آخرت کے احوال و ابوال میرے پیش نظر ہیں اگر تمہیں ان کی اطلاع ہو تو ہر وقت روتے رہو اور کبھی تمہیں ہنسنا نصیب نہ ہو مگر گاہے بگاہے۔



۲۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ

عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ  
أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ  
اللَّهِ وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۸۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ

ترجمہ : عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا  
۲۸۹۰۔ سے خبر سنائی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں۔ یحییٰ سے روایت ہے کہ ابوسلمہ نے  
انہیں خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنا ہے

۲۸۹۰۔ شرح : یہاں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کا متن ذکر نہیں کیا  
مسلم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ سے متن ذکر

کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیور ہے اور مومن بھی غیرت مند ہے  
اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔ ابوہریرہ نے مذکور حدیث جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے طریق سے سنی تھی۔ یہاں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور  
ابوہریرہ کی روایت سے اس حدیث کی تقویت ذکر کی ہے۔

ترجمہ : ابوسلمہ سے روایت ہے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
۲۸۹۱۔ سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیور ہے

اور اس کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ فعل کرتا ہے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔  
۲۸۹۱۔ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صفائی سے نقل کیا کہ بخاری کے تمام



## ۴۸۹۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ

أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَالَهُ  
فِي الْأَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرِنَا ضَمِيرٍ وَغَيْرِ فَرَسِهِ  
فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ وَأَسْقِي الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرَبَهُ وَأُحْجِنُ وَلَمْ

نخوں میں ”اَنْ لَا يَأْتِي“، یعنی اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام نہ کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے لیکن  
درست یہ ہے کہ ”اَنْ يَأْتِي“ پڑھا جائے۔ یعنی مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے تو اللہ کو غیرت  
آتی ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا غیرت کے معنی منع ہیں۔ کہا جاتا ہے الرَّجُلُ غَيُّورٌ  
عَلَى أَهْلِهِ، یعنی اپنے اہل کو اجنبی کے ساتھ باتیں کرنے اور اس کو دیکھنے سے منع کرتا ہے۔ بعض نے  
کہا غیرت غضب ہے جو غیرت کو لازم ہے۔ پس اللہ کی غیرت یہ ہے کہ فواحش پر اس کا غضب ہوتا ہے۔  
علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ”اَنْ يَأْتِي“ پڑھنے کی صورت میں جسے ہنغالی نے صحیح کہا  
ہے۔ ذرہ بھی شک نہیں کہ اس کا معنی یہ نہیں کہ اللہ کی غیرت نفس اتیان (کام کرنا) یا عدم اتیان ہے  
لہذا یہاں عبارت مقدر ماننا ضروری ہے وہ یہ کہ ”لَا يَأْتِي“، یعنی اللہ کی غیرت مومن کے اتیان  
یا عدم اتیان سے ہنی پر ہے۔ یہ معنی پہلی حدیث کے موافق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
اسی لئے فواحش کو حرام کہا۔ لہذا درست وہی ہے جو تمام نسخوں میں ہے۔ یعنی ”ان لا یأتی“، صواب  
ہے۔ پھر علامہ کرمانی نے کہا اگر ”لا“ کے ساتھ معنی صحیح نہیں ہوتا تو یہ اس کے زائد ہونے کا قرینہ ہے  
جیسے ”مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تَسْجُدَ“، علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
ارشاد: ”وَعِزَّةُ اللَّهِ أَنْ لَا يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ“، غیرت کی بہترین تفسیر ہے۔ طیبی نے کہا یہ مبتداء اور  
خبر تقدیر لام ہے یعنی غیرت اللہ ثابتہ لاجل ان لا یأتی، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## ۴۸۹۲ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا مجھ سے

زبیر نے نکاح کیا، حالانکہ اللہ کی زمین میں اس کے  
پاس نہ مال تھا اور نہ کوئی مملوک تھا۔ اور ایک اونٹنی اور گھوڑے کے سوا کوئی شئی اس کے پاس نہ تھی  
میں اس کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کو پانی پلاتی تھی اور اس کا ڈول سیتی تھی اور آٹا پیستی تھی  
اور میں روٹی نہ پکا سکتی تھی۔ ہماری ہمسائی انصار عورتیں تھیں۔ وہ عورتیں بہت اچھی تھیں۔ وہ مجھے دیکھا  
پکا دیتی تھیں اور میں زبیر کی زمین سے جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اپنے سر پر پٹھیاں



اَكُنْ اَحْسَنُ اَخْبَرُ وَكَانَ يَخْبِرُ جَارَاتِي مِنْ الْاَنْصَارِ وَكُنْتُ  
 سَنُوَةً صَدِيقٍ وَكُنْتُ اَنْقَلُ النَّوَى مِنْ اَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي اَقْطَعُ  
 رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاسِيْ وَهِيَ مِثِّيْ عَلَى ثَلَاثِيْ  
 فَرَسِيْخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَاسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ اِخْرَاجِيْ لِيْجَلِيْ  
 خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ  
 وَكَانَ اَغْيَرُ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ  
 قَدْ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لِقَائِيْ رَسُوْلُ اللهِ  
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَاسِيْ النَّوَى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِهِ  
 فَاَنَاخَ لِارْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللهِ  
 لِمَلِكِ النَّوَى كَانَ اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكَ مَعَهُ قَالَتْ حَتَّى ارْسَلَ  
 اِلَيَّ اَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِمَخَادِمٍ يَكْفِيْنِيْ سَيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا  
 اَعْتَقَنِيْ

اٹھا کر لاتی تھی۔ جبکہ وہ زمین مجھ سے چھ میل دور تھی۔ ایک دن میں آرہی تھی اور گٹھلیاں میرے  
 سر پر تھیں پس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی حالانکہ آپ کے ساتھ چند انصار تھے۔ آپ  
 نے مجھے بلایا پھر فرمایا: آخ آخ، تاکہ مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھالیں مجھے شرم آئی کہ میں لوگوں کے  
 ساتھ چلوں گی۔ میں نے زبیر اور اس کی غیرت یاد کی جبکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غمور تھے۔ جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ میں شرم کرتی ہوں تو آپ تشلیف لے گئے۔ پھر میں زبیر  
 کے پاس آئی اور ان سے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ گٹھلیاں میرے سر پر تھیں اور  
 آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام تھے۔ آپ نے اونٹ کو بٹھایا تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں مجھے اس سے



۴۸۹۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ  
عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ

شرم آئی اور میں تمہاری غیرت کو یاد کیا۔ زبیر نے کہا بخدا! تمہارا گٹھلیوں کو سر پر اٹھانا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار سے زیادہ سخت تھا۔ اسماء نے کہا میرا یہ حال تھا حتیٰ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میری طرف خادم بھیجا جو مجھ سے گھوڑے کے انتظام سے کفایت کرتا تھا گویا کہ مجھے کڑا دکھ دیا۔

۴۸۹۲۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک جاگیر دی تھی جو بہترین مال تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جاگیر کا رقبہ ان کی ملکیت نہ تھی۔ اس زمین سے حاصل شدہ منافع زبیر کو دے رکھے تھے۔ اسی لئے اسماء نے اس کو مستثنیٰ نہیں کیا جیسے اونٹنی اور گھوڑے کو مستثنیٰ کیا تھا۔ نیز بعض ضروریات مکان، لباس اور طعام بھی مستثنیٰ ہیں۔ اِخِ اِخِ کا ہمزہ مکسور اور خاء ساکن ہے۔ اس کو مخففت اور مشدد دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا گٹھلیاں اٹھانا اونٹ پر سوار ہونے سے زیادہ سخت تھا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھنے میں کچھ عار نہ تھی اور سر پر گٹھلیاں اٹھانے میں لوگ خست نفس اور ذلت و خواری محسوس کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو آپ نے اُن میں سے اسماء کو خادم دیا حالانکہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ابو بکر نے اسماء کو خادم دیا اس کا جواب یہ ہے کہ جب قیدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اُن میں سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خادم دیا تاکہ وہ اپنی صاحبزادی اسماء کی طرف بھیج دیں لہذا یہ درست ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم دیا تھا، لیکن ابو بکر کے واسطے سے اسماء تک پہنچا تھا۔ ایسی صورت میں دونوں کی طرف نسبت ہو سکتی ہے اگرچہ حقیقتہً معطی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس واقعہ سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ عورت پر لازم ہے کہ جن امور کا شوہر محتاج ہو۔ ان میں شوہر کی مدد کرے لیکن جہود نے کہا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی خوشی سے مذکورہ امور سرانجام دیتی تھیں اُن پر یہ لازم نہ تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۹۳۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو امہات المؤمنین میں سے ایک ام المؤمنین



فَارْسَلَتْ إِحْدَى امّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصَحْفَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ  
 الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتْ  
 الصَّحْفَةُ فَأَنْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ الصَّحْفَةَ  
 ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ غَارَتْ  
 أُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أَتَى بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِي هُوَ فِي  
 بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيجَةَ إِلَى الَّتِي كَسَرَتْ صَحْفَتَهَا وَأَمْسَكَ  
 الْمَكْسُورَةَ فِي الْبَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ

نے پیالہ بھیجا جس میں طعام تھا تو اس ام المؤمنین جس کے گھر میں آپ تشریف فرما تھے، خادم کے ہاتھ  
 کو مارا تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے ٹکڑے جمع کئے پھر اس میں وہ طعام  
 جمع کرنا شروع کیا جو پیالہ میں تھا اور فرماتے تھے تمہاری ماں کو غیرت آئی ہے۔ پھر خادم کو روک رکھا  
 حتیٰ کہ اس ام المؤمنین کی طرف سے پیالہ لایا گیا جس کے گھر میں تشریف فرما تھے پھر صحیح پیالہ اس کو بھیجا  
 جس کا پیالہ توڑا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس کے گھر میں روکا جس میں پیالہ توڑا گیا تھا۔

۴۸۹۳ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے طعام بھیجا تھا وہ  
 ام المؤمنین صفیہ تھیں۔ بعض ام سلمہ کہا ہے۔ جس ام المؤمنین

کے گھر تشریف فرما تھے وہ ام المؤمنین عائشہ تھیں رضی اللہ عنہا۔  
 قولہ غَارَتْ أُمُّكُمْ الخ یہ حاضرین کو خطاب ہے اور اُم سے مراد ہاتھ مارنے والی بی بی ہے۔  
 علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب مصابیح سے نقل کیا اس سے سارہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ انھوں  
 نے ماجرہ پر غیرت کی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو بچپن میں ان کی والدہ کے ہمراہ  
 ایسی وادی میں بھیج دیا جہاں کوئی کھیتی باڑی نہ تھی اور وہ چٹیل میدان تھا۔ یعنی عورتوں کی طبع میں ہے کہ  
 وہ سوکن پر غیرت کرتی ہیں۔ یہ شروع سے آ رہا ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورتوں کی غیرت  
 میں نقصان کی صورت میں مواخذہ نہیں ہے، کیونکہ جس وقت وہ غیرت میں آتی ہیں تو شدت غضب کے  
 باعث جو غیرت کا سبب ہے۔ ان کی عقل محبوب ہو جاتی ہے۔ ابو یعلیٰ نے اپنی سند سے ام المؤمنین



۴۸۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

مُعْتَمِرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدَرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوَّابَتِ الْجَنَّةِ  
فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا قَالُوا لِلْعُمَرَاءِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ  
أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا

رَسُولَ اللَّهِ يَا ابْنَ أَبِي النَّبِيِّ اللَّهُ أَوْ عَلَيْكَ أَغَارُ  
۴۸۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع ذکر کیا کہ غیرت ناک عورت اعلیٰ وادی سے اسفل وادی کو نہیں دیکھتی  
یعنی اس وقت بلند و پست میں امتیاز نہیں کرتی ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت ذکر  
کی کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی طبع میں غیرت رکھی ہے جو صبر کرے اسے شہید کا ثواب حاصل ہوگا۔ ہزار  
نے ثقہ سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے۔ یہ بات مخفی نہ رہے کہ بعض مقربان سے حالتِ سکر میں جو  
خلاف شرع صادر ہوتا ہے۔ وہ اسی قبیلہ سے ہے کہ وہ اس وقت محبوب العقل ہوتے ہیں لہذا ان پر  
کوئی مواخذہ نہیں کہ وہ دیوانہ کے حکم میں ہوتے ہیں کوئی بھی لا یعقل مست سے مواخذہ نہیں کرتا (تیسیر القاری)

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا یا

فرمایا میں جنت میں آیا تو میں نے ایک محل دیکھا میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ جنت کے خازنوں نے  
کہا یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے محل میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور اس میں داخل ہونے سے  
مجھے منع کیا مگر اس چیز نے کہ میں تمہاری غیرت جانتا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا بنی اللہ امیر  
باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں کیا میں نے آپ پر غیرت کرنا ہے۔

(مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں  
سورہ تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ اچانک میں نے ایک عورت دیکھی کہ ایک محل کی  
کی ایک جانب میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ کہا یہ عمر فاروق کا ہے۔ میں نے اس



عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا  
نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ  
تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا قَالَ هَذَا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ  
غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مَدْبَرًا فَبَكَى عَمْرُوهُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ  
أَوْ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ

### بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

ب- ۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَامَةَ  
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبٍ قَالَتْ  
فَقُلْتُ مَنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً

کی غیرت یاد کی اور واپس آگیا۔ عمر فاروق روپڑے؛ حالانکہ وہ اس مجلس میں تھے پھر کہا یا رسول اللہ! میں  
آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وضوء وضوء بمعنی روشنی سے

۴۸۹۵-۱

ہے یا وضوء سے ہے؛ لیکن وضوء کی وجہ ظاہر ہے۔ ابن قتیبہ

کی روایت میں فَإِذَا امْرَأَةٌ شَوْهَاءٌ مذکور ہے۔ اور شوہاء کی تفسیر حسینہ جمیلہ سے کی جاتی ہے ابن بطال  
نے کہا یہ روایت درست ہے اور تتوضأ تصحیف ہے کیونکہ حوری پاکیزہ ہیں ان پر وضوء نہیں اسی لئے  
جو کوئی جنت میں داخل ہو اس کو طہارت لازم نہیں اور نہ ہی اس پر عبادت لازم ہے۔ ابن تین نے کہا  
تتوضأ تصحیف ہے۔ کیونکہ بہشت دار تکلیف و عبادت نہیں ہے۔ اور تصحیف اس طرح ہے کہ شوہاء  
کے بعض حروف تتوضأ کے بعض حروف کے قریب ہیں۔



وَإِذَا كُنْتَ عَلَىٰ غَضَبٍ قَالَتْ فَقُلْتُ مَنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا  
 إِذَا كُنْتَ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتَ غَضَبِي  
 قُلْتُ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا  
 أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ

## باب عورتوں کا غیرت کرنا اور اُن کا غضب ناک ہونا

ب۔ ۴۸۹۵۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عائشہ میں جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم غصہ میں ہوتی ہو۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیسے پہچانتے ہیں۔ فرمایا جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو لا و رب محمد (قسم میں کہتی ہو مجھے محمد کے رب کی قسم) اور جب تم مجھ پر غضب ناک ہوتی ہو تو کہتی ہو لا و رب ابراہیم (قسم میں کہتی ہو مجھے ابراہیم کے رب کی قسم) ام المؤمنین نے فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں! سبحان یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں صرف آپ کا نام ہی ذکر نہیں کرتی ہوں۔

ب۔ ۴۸۹۵۔ شرح : یعنی غصہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ عقل سلب کر لیتا ہے اور باطن بدستور محبت سے معمور ہوتا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ غضب سوکن پر غیرت کے باعث ہوتا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ترک کی تعبیر سحران سے کی تاکہ یہ اس پر دلالت کرے کہ اس ترک سے جس میں انہیں اختیار نہیں بہت المناک ہوتی ہیں واللہ ورسولہ اعلم! علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے نقل کیا کہ قولہا ما اہجر الا اسمک "سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم مسٹی کا غیر ہے۔ اگر اسم مسٹی کا عین ہو تو اسم کی ہجرت بعینہ مسٹی کی ہجرت ہوگی اور یہ ام المؤمنین کا ہرگز مقصد نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا میں نے شہد کا نام کھایا اس سے بعینہ شہد کا کھانا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا اسم مسٹی کا عین ہے۔ اللہ کے ماسویٰ ساری مخلوق میں نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات مخلوق کے اسماء اور صفات کے مباثن ہیں۔



۴۸۹۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا

النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا غُرْتُ

عَلَى امْرَأَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا غُرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ

لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّاهَا وَثَنَابُهُ عَلَيْهَا وَقَدْ

أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَا فِي

الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

ج - ۴۸۹۳۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا

پر غیرت کی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا تذکرہ اور ثناء کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی گئی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ان کے گھر کی خوشخبری دیں جو موتیوں سے بنایا گیا ہے۔

ج - ۴۸۹۵۔ شرح : علامہ قسطلانی نے کہا ذکر پر ثناء کا عطف خاص کا عام پر عطف ہے۔ کثرت ذکر کثرت محبت پر دلالت کرتا ہے اور یہ غیرت

کا موجب ہے۔ کیونکہ دراصل عورت کی غیرت کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خیال کرتی ہے کہ وہ اس کی سوکن سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری اہبات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر غیرت کرتی تھیں۔ لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا پر زیادہ غیرت کرتی تھیں حالانکہ وہ وفات پا چکی تھیں۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کو ام المؤمنین عائشہ پر ترجیح دیتے تھے یہی ان کی غیرت کا سبب تھا۔ نیز خدیجہ کو جنت میں موتیوں کے گھر کی خوشخبری دینا یہ مزید حضور کی خدیجہ سے محبت کا مشعر ہے۔ یہ بھی غیرت کا سبب ہے۔

قصب کے معنی موتی ہیں جو اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ قسطلانی نے نقل کیا کہ قصب وہ کپڑا ہے جو مروارید، یاقوت اور دیگر جواہر سے بنا ہوتا ہے۔



## بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنْ ابْنَتِهِ

### فِي الْغَيْرَةِ وَالْإِصْطِافِ

د- ۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي  
مَلِيكَةَ عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي  
فِي أَنْ يُنِكَحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَلَا أَدْنُ ثُمَّ لَا أَدْنُ ثُمَّ  
لَا أَدْنُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيُنِكَحَ  
ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيدُنِي مَا أَرَاهَا وَيُؤْذِينِي مَا  
أَذَاهَا هَكَذَا

## بَابُ آدَمِي كَا اِپَنی بیٹی سے غیرت دُور کرنا

یعنی وہ چیز دُور کرنا جو بیٹی کو غیرت اور غصّہ دلائے اس تقدیر

پر فی زائد ہے ہو سکتا ہے کہ فی بمعنی لام ہو یعنی غیرت کے سبب،

ترجمہ : مسوّر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا، حالانکہ آپ منبر

شریف پر جلوہ افروز تھے۔ بنی ہشام بن مغیرہ نے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا علی بن ابی طالب  
سے نکاح کر دیں۔ میں اجازت نہیں دیتا ہوں پھر اجازت نہیں دیتا ہوں پھر اجازت نہیں دیتا ہوں مگر  
یہ کہ علی بن ابی طالب ارادہ کرے کہ میری بیٹی کو طلاق دیدے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ فاطمہ تو  
میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز اس کو اذیت پہنچاتی



ہے وہ مجھے اذیت پہنچاتی ہے۔

د۔ ۲۸۹۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سلام اللہ

علیہا سے غیرت کو دور کرنے کی خبر دینا اور ان کے لئے انصاف کرنا ہے۔

بنو ہاشم ابو جہل کی بیٹی کے چچا تھے اور وہ عارت بن ہشام اور سلمہ بن ہشام ہیں انہوں نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا اور مخلص مسلمان تھے۔ ان میں عکرمہ بن ابی جہل بھی شامل ہے وہ بھی مسلمان ہو گئے تھے اور مخلص مسلمان تھے۔ حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ سوید بن غفلہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عارت بن ہشام سے ابو جہل کی بیٹی جمیلہ سے شادی کی خواہش کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا۔ آپ نے فرمایا اس کا حسب و نسب پوچھتے ہو؟ عرض کیا نہیں، لیکن آپ مجھے اس کے ساتھ نکاح کی اجازت دیں۔ فرمایا یہ نہیں ہو سکتا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اس طرح فاطمہ کو رنج پہنچے گا۔ حضرت علی نے کہا وہ کام ہرگز نہ کروں گا جو سیدہ کو ناپسند ہو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ بنی ہشام نے چاہا تھا کہ حضرت علی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کر لیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر بار بار تاکید سے فرمایا کہ میں اجازت نہیں دیتا ہوں۔ ہاں اگر ابوطالب کا بیٹا یہ چاہتا ہے تو سیدہ کو طلاق دیدے اس جملہ میں آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور حضرت علی کا نام تک نہ لیا اور ابن ابی طالب فرمایا۔

زہری کی روایت میں ہے : اَنَا أَتَخَوُّتُ أَنْ يُفْتَنَ فِي دِينِهَا، مجھے ڈر ہے کہ ان کے دین میں فتنہ واقع ہوگا۔ یعنی وہ غیرت پر صبر نہ کر سکیں گی اور غصہ کی حالت میں اپنے شوہر کے حق میں ان سے وہ صادر ہو جائے جو دین میں ان کے حال کے لائق نہ ہو اور سوکن سے آزار پہنچتا ہے تو فاطمہ کو آزار دینا بعینہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار دینا ہے اس لئے فرمایا : یُوْذِیْنِی مَا آذَاهَا، زہری سے ایک اور روایت ماثور ہے کہ فرمایا میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا ہوں۔ لیکن بخدا اللہ سے رسول کی بیٹی اللہ کے دشمن کی بیٹی کے ساتھ اکٹھی نہیں رہ سکتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عار باپ کے لئے ہو وہ اس کی اولاد میں باقی رہتی ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو اللہ کے دشمن کی لڑکی فرمایا، حالانکہ وہ مخلص مسلمان تھی۔ اس طرح اباؤ احباب کی شرافت اولاد کے لئے باعث افتخار ہوتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!



بَابُ تَقْلُّ الرِّجَالِ وَيَكْثَرُ النِّسَاءُ  
وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُرَى الرَّجُلُ  
الْوَاحِدُ تَتَّبِعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلْذُنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ  
وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ

۴۸۹۵- — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ  
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا  
سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ  
أَحَدٌ غَيْرِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَمَلُ  
وَيَكْثُرَ الزَّنا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَتَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ  
النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِلْخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقِيَمُ الْوَاحِدُ

بَابُ مُرَدِّمِ هُوَ جَائِسٌ كَے اور عورتیں  
زیادہ ہوتی جائیں گی!

ابو موسیٰ شحری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ (اے اباموسیٰ) تو ایک آدمی  
کو دیکھے گا کہ چالیس عورتیں اس کی ہمراہی کریں گی اور مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کے باعث اس  
مرد سے پناہ چاہیں گی۔

شرح : یہ چالیس عورتیں لونڈیاں ہوں گی یا بہنیں یا بیٹیاں ہوں گی جن کے شوہر نہ ہوں گے  
اور وہ صلہ رحمی کے طور پر انہیں اپنی کفالت میں رکھے گا۔ یہ قیامت کی علامت ہے۔



## بَابُ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو فَحْرٍ وَالَّذُ خُولُ عَلَى الْمَغِيبَةِ ۝

۴۸۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ  
بَزِيدِ بْنِ أَبِي جَبْرٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ

اس کے بعد کی حدیث میں سچاس عورتوں کا ذکر ہے لیکن یہ مخالفت نہیں کیونکہ ایک دوسرے کے منافی نہیں ہوتا چالیس سچاس میں داخل ہیں۔

س۔ ۴۸۹۵۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ میرے سوا

کوئی بھی تمہیں یہ حدیث بیان نہیں کرے گا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم دین اٹھالیا جائے گا۔ جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ عورتیں زیادہ ہو جائیں گی اور شراب نوشی بکثرت ہوگی۔ مرد کم رہ جائیں عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی حتیٰ کہ سچاس عورتوں کا ایک منتظم ہوگا۔

۴۸۹۵۔ ۷۔ شرح : مرد عورتوں کے قیتم ہیں۔ اس میں الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ سچاس عورتیں ایک مرد

سے نکاح کی خواہش کریں گی وہ حلال ہو یا حرام ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علی بن سعید نے کتاب الطاعة والمعصية میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی کہ جب فتنے عام ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو علیحدہ کر دے گا۔ حتیٰ کہ ایک آدمی کے پیچھے سچاس عورتیں ہوں گی۔ عورت آدمی سے کہے گی۔ اے اللہ کے بندے مجھے پردہ میں رکھو اور اپنی پناہ دو۔ شیخ عسقلانی نے فتح میں ذکر کیا۔ خصوصاً یہ پانچ امور اس لئے ذکر کئے کہ جن احوال کی حفاظت سے معاش اور معاد کی اصلاح ہوتی ہے وہ مختل ہو جائیں گے، کیونکہ علم دین کے اٹھ جانے سے دین میں خلل آجائے گا اور شراب خمر سے عقل مختل ہو جائے گی۔ زنا سے نسب میں خلل پڑ جائے گا اور نفس اور مال میں بھی کثرتِ فتن سے خلل پڑ جائے گا۔

د کتاب العلم میں حدیث ۴۹ ج : ۱ کی شرح دیکھیں



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْدُخُولَ عَلَى النِّسَاءِ  
فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحُمُوقَالَ الْحُمُ  
الْمَوْتُ

**باب محرم کے سوا کوئی آدمی اجنبیہ عورت  
سے خلوت نہ کرے اور جس عورت کا شوہر غائب  
ہو اس کے پاس آکر خلوت نہ کرے،**

محرم وہ ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح حرام ہو جیسے باپ  
بیٹا بھائی چچا وغیرہ۔ اس باب میں دو حکم ہیں۔ ایک اجنبیہ عورت سے  
خلوت کرنے کا عدم جواز اور دوسرا جس کا شوہر غائب ہو اس کے گھر  
داخل ہونے کا عدم جواز،

پہلا حکم حدیث سے واضح ہوتا ہے جبکہ دوسرا حکم بطریق استنباط معلوم ہو جاتا ہے۔  
قولہ والدخول، یہ مجرور و مرفوع دونوں طرح پڑھا گیا۔ مجرور ہو تو امرأة پر عطف ہوگا۔ ای لا بالدخول علی  
المغیبة اور مرفوع کی تقدیم مبتداء محذوف کی خبر ہوگی یعنی کذا الدخول علی المغیبة، جس عورت کا شوہر غائب  
ہو اسے مغیبة کہتے ہیں۔ اس کی جمع مغیبات ہے۔

ترجمہ: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو عورتوں پر داخل  
ہونے سے دور رکھو۔ ایک انصاری مرد نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ دیور کے  
متعلق فرمائیں۔ آپ نے فرمایا دیور موت ہے۔

شرح: ۲۸۹۶ — محمؤ سے مراد شوہر کے باپ اور بیٹوں کے بغیر اقارب ہیں

کیونکہ شوہر کے آباء اور ابناء عورت کے محارم ہیں کہ ان سے  
اس کا نکاح کسی وقت جائز نہیں یہ اس سے خلوت کر سکتے ہیں اور موت سے موصوف نہیں ہوتے۔



۴۸۹۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُو عَنْ أَبِي مُعْبِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوتُ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي فَحْرٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِمْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَةً وَاکْتَتَبْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَرْجِعْ فِجْرٌ مَعَ إِمْرَأَتِكَ

حدیث میں جسے موت فرمایا ہے وہ شوہر کا بھائی یا بھائی کا بیٹا یا چچا کا بیٹا یا بھانجہ وغیرہ ہیں کہ اگر شوہر فوت ہو جائے تو اس کا ان سے نکاح جائز ہے۔ مخمویٰ یعنی دیور کو موت اس لئے فرمایا کہ عادت اس سے تساہل ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی سے خلوت کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے خلوت دین کی ہلاکت کا سبب ہے جبکہ صرف بوس و کنار تک محدود ہو یا انفس کی ہلاکت ہے جبکہ رجم واجب ہو جائے اور عورت کی ہلاکت یہ کہ شوہر کو غیرت آئے گی اور وہ اسے طلاق دیدے گا۔ مخمویٰ بروزن دلو ہے۔ وہ شوہر کا بھائی ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر ذی فحرم کے ساتھ۔ ایک آدمی کھڑا ہو اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی باہر نکلی ہے اس حال میں کہ وہ حج کا قصد کرتی ہے اور فلاں فلاں غزوہ (جنگ) میں میرا نام لکھا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس چلے جاؤ۔ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو!

۴۸۹۷۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو حج کرانے کے لئے جہاد سے واپس آنا جائز ہے۔ کیونکہ شوہر پر بیوی کا ستر اور اس کی صیانت و حفاظت واجب ہے۔ جہاد دوسرے لوگ بھی قائم کر سکتے ہیں۔ اگر عورت کے ساتھ محرم نہ ہو اگرچہ وہ کتنی مال دار ہو اس پر حج واجب نہیں۔

۴۸۹۷۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو حج کرانے کے لئے جہاد سے واپس آنا جائز ہے۔ کیونکہ شوہر پر بیوی کا ستر اور اس کی صیانت و حفاظت واجب ہے۔ جہاد دوسرے لوگ بھی قائم کر سکتے ہیں۔ اگر عورت کے ساتھ محرم نہ ہو اگرچہ وہ کتنی مال دار ہو اس پر حج واجب نہیں۔

(حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)



## بَابُ مَا يَجُوزُ أَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ

### بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

۴۸۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ  
قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَخَلَوُهَا فَقَالَ وَاللَّهِ إِنْ كُنْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

## بَابُ مَرَدِّ كَالُوكُوں كى موجودگى مىں ،

اجنبیہ عورت سے خلوت کرنا جائز ہے۔

یعنی اگر کوئی عورت دینی بات یا دنیاوی شئی پوچھنا چاہتی ہے تو  
امین مرد پر کچھ حرج نہیں کہ وہ لوگوں سے ایک طرف اس سے خلوت کرے  
لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ لوگوں کی نظروں سے علیحدہ ہو کر  
خلوت کرے اسی لئے مؤلف نے ”عند الناس“ کی قید ذکر کی ہے۔  
البتہ اس حد تک خلوت کر سکتا ہے کہ حاضرین میں سے کوئی اس  
عورت کا کلام نہ سُن سکے اور نہ اس عورت کا شکوہ سُن سکے۔

۴۸۹۸ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک انصاریہ عورت

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ آپ نے  
اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: بخدا! تم سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔



## بَاب مَا يُنْهَى مِنْ دُخُولِ الْمُتَشَبِّهِينَ

### بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

۴۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا  
عُبَيْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ  
أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُحَنَّتٌ فَقَالَ الْمُحَنَّتُ لِأَخِي  
أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ إِنَّ فَتْرَ اللَّهِ لَكُمْ  
الطَّائِفَ غَدًا ذَلِكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّمَا تَقْبَلُ  
بَارُوعٍ وَتُدْبِرُ بَرِثْمَانَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَدْخُلَنَّ هَذَا عَلَيْكُمْ

۴۸۹۸۔ شرح :

یہ خلوت لوگوں کی موجودگی میں تھی۔ اسی لئے انس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام سنا۔ ایک روایت کے مطابق اس عورت کے ہمراہ اس کا لڑکا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ عورت کا تنہائی میں راز کی بات کرنے سے جبکہ فتنہ کا خون نہ ہو دین میں قدح نہیں ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اور صبر بہت وسیع تھا اور ہر چھوٹے بڑے کی حاجت پوری کرنے میں فراخ دلی فرماتے تھے۔ اس میں انصار کی بھی بہت بڑی منقبت ہے اور عورت سے خلوت کی کیفیت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اجنبیہ سے خلوت کیسے کرنی چاہیے۔

## بَابُ عَوْرَتُونَ سَے مَشَابِہَتِ کَرْنِے وَالْوَلِ

### کُوْاْنِ کَے پَاسِ جَآنِے کِی مَمَافِعَتِ

۴۸۹۹۔ ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا



## بَابُ نَظَرِ الْمَرْءَةِ إِلَى الْحَبَشِ وَ

مَخَوِّهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ

۲۹۰۰ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ

عِيْسَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما تھے جبکہ گھر میں ایک  
ہجرہ بھی تھا۔ اُس نے ام المؤمنین ام سلمہ کے بھائی عبد اللہ بن ابی اُمیہ سے کہا اگر کل اللہ تعالیٰ  
نے تمہیں طائف میں فتح دی تو میں تمہیں عیدان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ وہ آتی ہے تو پیٹ پر چار شکن  
پڑتے ہیں۔ جاتی ہے تو آٹھ پڑتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ یہ تمہارے پاس نہ آنے  
پائیں۔ ۲۸۹۹ — شرح : محنت وہ ہے جو عورتوں کے اخلاق میں اُن سے مشابہت

کرے۔ یہ دو قسم ہیں۔ ایک وہ جو پیدائشی ایسے ہوتے  
ہیں وہ معذور ہیں۔ ان پر ملامت نہیں اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اُن کے آنے سے  
منع نہیں فرمایا۔ دوسرا وہ جو تکلف سے عورتوں سے مشابہت کرے۔ یہ مذموم قابل ملامت ہے۔  
اس ہجرے کا نام ہیبت تھا۔ مدینہ منورہ میں یہ دونوں قسمیں موجود تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
انہیں بھی کی طرف یا بقیع کی طرف نکال دیا تھا۔

قولہ تعقل باریع، یعنی اس کے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور پشت کے دونوں جانب چار چار  
بٹ پڑتے ہیں یعنی وہ بہت فربہ ہے۔ عرب فربہ عورت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ ازواج مطہرات  
رضی اللہ عنہن ان کو خیر اولی الاربع سے اعتقاد کرتی تھیں۔ جب اُس نے یہ وصف ذکر کی تو معلوم ہو گیا کہ یہ  
غیر اولی الاربع سے نہیں ہیں۔ اس لئے آئندہ ان کو گھروں میں آنے سے روک دیا گیا۔ غیر اولی الاربع،  
وہ ہیں جو نامرد ہوں اور عورتوں کے محاسن سے نا آشنا ہوں اور انہیں عورتوں کی کوئی حاجت نہ ہو۔

## بَابُ عَوْرَتِ الْجَنَابِ وَغَيْرِهِ كَوَدِجْهَا

جب کہ فتنہ کا خوف نہ ہو



قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى  
الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَسَامُ  
فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْحَارِيبَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِصَةِ عَلَى اللَّهِ

۲۹۰۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس حال میں کہ آپ چادر سے مجھے پردہ کر رہے  
تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جب وہ مسجد میں کھیل رہے تھے حتیٰ کہ میں ہی تھک جاتی کمسن لڑکی  
کی قدر کا اندازہ کرو جو کھیل دیکھنے کی کس قدر حریص ہے۔

۲۹۰۰ — شرح : حدیث کے بعض مفسرین قدیم و جدید یہ حبشیوں کے وفد کے آنے کے بعد  
کا واقعہ ہے اور وہ سات ہجری کو آئے تھے جبکہ ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا کی عمر شریف سولہ برس تھی اور وہ بالغہ تھیں اور یہ حجاب کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم  
ہوتا ہے کہ عورت کا مرد کو دیکھنے میں حرج نہیں جبکہ امن کی حالت ہو اسی لئے علماء نے عورت پر گواہی  
دینے پر اتفاق کیا ہے۔ یہ اس کے چہرے کو دیکھنے سے ہی میسر ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت  
وہ بھی مرد کو دیکھے گی جیسے مرد اس کو دیکھتا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ  
ہے کہ ابن شہاب کی ام سلمہ کے مولیٰ بنہان سے روایت کا رد کریں وہ یہ کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا  
نے فرمایا میں اور میمونہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ابن مکتوم نے  
اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اُن سے فرمایا تم پردہ میں ہو جاؤ! ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ!  
صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ نہ تو ہمیں دیکھ سکتا ہے اور نہ پہچان سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کیا تم نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتی ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور  
ابن حبان نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے جب یہ حدیث صحیح ہے اور ائمہ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے تو اس کے  
رد کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن بطلان نے کہا اہل باب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
کی حدیث بنہان کی حدیث سے صحیح تر ہے کیونکہ بنہان نقل علم من معارف نہیں اُس نے دو حدیثیں روایت کی  
ہیں ایک یہ اور دوسری مکاتب کی حدیث کہ جب وہ مالِ کتابت ادا کر دے تو اس کی مالک اس سے



## بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ بِحَوَائِجِهِنَّ

۴۹۰۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ

ابْنُ مُسَيْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْتُ سَوْدَةً

پردہ کرے۔ اس نہان کی حدیث پر عمل نہ کیا جائے گا جبکہ وہ احادیث ثابتہ کے معارض ہو۔  
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نہان کو نقل علم میں علماء کی جماعت نے پہچانا ہے۔ ان میں ابن جان اور حاکم نے اس کی حدیث کی تصحیح و توثیق کی ہے۔ ابن جان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے جس کو زہری پہچانے اور اس کی وصف بیان کرے کہ وہ ام سلمہ کا مکاتب ہے اور اس کو کسی نے روایت نہ کیا ہو اس کی روایت رد نہیں کی جاسکتی ہے۔ رہا معارضہ تو وہ بھی یہاں نہیں ہے، بلکہ ہم کہتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت کم سن تھیں۔ ان کا حبشیوں کے دیکھنے میں حرج نہیں یا ہم کہتے ہیں کہ عیدوں میں رخصت ہے جو غیر میں رخصت نہیں یا ہم کہتے ہیں نہان کی حدیث ام المؤمنین عائشہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ یا ہم کہتے ہیں کہ سیدہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے خصوصیت ہے جو دوسری عورتوں کے لئے نہیں، کیونکہ ان کی بہت بڑی عظمت ہے یا ہم کہتے ہیں کہ حبشی بچے تھے۔ وہ بالغ نہیں تھے۔ علامہ عینی نے کہا بہترین وجہ یہ ہے کہ نہان کی حدیث میں کوئی شئی ہو کہ اس کو دیکھنے سے عورتوں کو منع کیا گیا ہو، کیونکہ ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ شاید اس کی کوئی شئی برہنہ ہو جاتی ہو جس کا اسے شعور نہ ہو اور جواز کا قول کرنے والوں کی تائید یہ عمل کرتا ہے کہ عورتوں کا مساجد کی طرف جانا جائز ہے اور یہ عمل مستمر رہا ہے کہ نقاب پہن کر وہ مساجد، بازار اور سفر میں جاسکتی ہیں تاکہ مرد ان کے چہرے نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب پہننے کا حکم نہیں تاکہ انہیں عورتیں نہ دیکھیں۔ معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں کا حکم جداگانہ ہے۔ (عینی)

(حدیث ۹۰۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ عَوْرَتِیْ کَا ضَرُورِیْ حَاجَاتِیْ کَا  
لِیْ بِاِہْرَیْ نَکَلَتِیْ حَاجَاتِیْ

۴۹۰۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ بنت زمعہ



بَدْتُ زَمْعَةً لَيْلًا فَرَأَاهَا عَمْرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ إِنَّكَ وَاللَّهِ يَا سَوْدَةُ  
مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ  
ذَلِكَ لَهُ وَهُوَ فِي تَجْرِتِي يَتَعَشَّى وَأَنْتَ فِي يَدِهِ لَعْرَقًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ  
فَرَفَعَهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ قَدْ أَذِنَ اللَّهُ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ

## بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهَا

۴۹۰۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا  
الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا اسْتَأْذَنْتِ امْرَأَةٌ أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُهَا

رات کو باہر گئیں تو اُن کو عمر فاروق نے دیکھا تو انہیں پچان لیا پھر کہا بخدا! اے سودہ تو ہم پر مخفی نہیں  
رہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ گئیں اور یہ واقعہ حضور سے عرض کیا جبکہ آپ میرے  
حجرہ میں شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں گوشت والی ہڈی تھی تو اللہ تعالیٰ نے  
آپ پر قرآن نازل فرمایا۔ آپ سے (نزل وحی) کی کیفیت اُٹھی تو آپ فرما رہے تھے۔ اللہ نے تمہیں  
اجازت دی ہے کہ تم اپنی حاجات کے لئے باہر جاسکتی ہو۔

۴۹۰۱ شرح : ابن بطال نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جن امور کے  
لئے عورتوں کا باہر جانا مباح ہو اس کے لئے وہ باہر جاسکتی

ہیں۔ مثلاً وہ اپنے والدین کی زیارت اور دیگر ذوی الارحام سے ملاقات کرنے جاسکتی ہیں۔  
اس کے علاوہ ضروری حاجات کے لئے بھی اُن کا باہر جانا جائز ہے۔ اس حدیث سے  
یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر معروف مکان کی طرف جاسکتی ہے،  
کیونکہ اس میں عام اجازت ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!



## بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ

### إِلَى النِّسَاءِ فِي الرِّضَاعِ

۴۹۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عُمَيُّ مِنَ الرِّضَاعَةِ فَاسْتَاذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ أُذِنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمَّكَ فَأَذِنِي لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا

## بَابُ عَوْرَتِ كَامَسْجِدٍ وَغَيْرِهِ كِي طَرَفِ جَانِ كَلِ لِيْ اِپْنِ شَوْبَرِ سِي اِجَازَتِ طَلَبِ كَرْنَا

۴۹۰۲۔ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت تم میں سے کسی ایک سے اجازت طلب کرے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔

۴۹۰۲۔ شرح : بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت مسجد میں جانے یا بازار میں جانے کی اجازت طلب کرے جب کہ اس کو شرعی ضرورت کے تحت حاجت ہو تو اس کو منع نہ کرے، لیکن شرط یہ ہے کہ فتنہ سے امن و امان ہو۔ حدیث ۸۰۲ کی شرح دیکھیں۔

## بَابُ شِيرْخَوَارِي رِضَاعَتِ كِي وَجِهْ سِي عَوْرَتُوں

كِي پَاسِ جَانَا اور ان كو ديكھنا مباح و حلال ہے

۴۹۰۳۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرا رضاعی چچا آیا اور مجھ سے



أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةُ يَرْضَعُنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمَلٌ فَلْيَلِمْ عَلَيْكَ قَالَتْ عَالِشَةُ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ  
ضَرَبَ عَلَيْنَا الْحِجَابَ قَالَتْ عَالِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ  
الْوَلَادَةِ

## بَابُ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ

فَتَنَعْتَهَا لِرُزُوجِهَا ۲۲

۴۹۰۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ میں جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس  
کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے۔ اس کو اجازت دے دیا کرو۔  
ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے۔ اس کے مرد  
نے دودھ نہیں پلایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے وہ تمہارے پاس آسکتا  
ہے۔ ام المؤمنین نے کہا یہ (واقعہ) ہمیں پردہ کا حکم کرنے کے بعد تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا رضاعت سے  
وہی حرام ہے جو ولادت کے باعث حرام ہے۔

۴۹۰۳ — شرح: اس مقصد یہ ہے کہ نسب کے رشتہ سے جو حرام ہیں۔ شیرخواری کے  
باعث بھی وہ حرام ہیں، لیکن اجانب کی طرح اقارب کو بھی اجازت حاصل

کر کے داخل ہونا چاہئے کیونکہ اگر جانک داخل ہوں گے تو ممکن ہے کہ وہ اُن سے ایسی شئی دیکھ لیں جس پر  
ان کے لئے اطلاع پانا جائز نہیں یا کوئی ایسی حالت میں ہوں جس پر واقف ہونے کو وہ اچھا نہ جانتی ہوں۔  
البتہ اگر بیوی یا اپنی لونڈی ہو جس سے اس کا جماع کرنا جائز ہو تو اُن سے اجازت حاصل کئے بغیر اُن کے پاس  
داخل ہو سکتا ہے؛ کیونکہ اس کے لئے ان کو ہر حال میں دیکھنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ مال، بہن اور  
دوسرے محارم اجازت میں سب مساوی ہیں۔



مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَمَ لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا  
 ۴۹۰۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
 أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْعَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ  
 قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ  
 فَتَنْعَمَ لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا

## باب کوئی عورت دوسری عورت سے ملے تو اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے

۴۹۰۴۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی عورت کسی عورت سے ملے اور اپنے شوہر سے اس کا حلیہ بیان کرے گویا  
 کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

۴۹۰۵۔ ترجمہ : شقیق نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ  
 کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا  
 دوسری عورت کو اس طرح نہیں ملنا چاہیے کہ اس کا حلیہ اپنے شوہر سے بیان کرے گویا کہ وہ اسے  
 دیکھ رہا ہے۔

۴۹۰۴ - ۴۹۰۵۔ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے  
 فرمایا ہے کہ اگر وہ اپنے شوہر سے اس عورت  
 کا حسن بیان کرے گی تو اس میں ابتلاء کا خطرہ ہے؛ کیونکہ اس طرح شوہر کو اس عورت کا حسن پسند  
 آجائے گا اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیے گا اور اس سے نکاح کر لے گا جبکہ وہ کنواری ہو یا اس کا شوہر  
 نہ ہو اور اگر وہ منکوحہ ہو تو اس کے اپنی بیوی سے مراسم خراب ہو جائیں گے اور اس کے نزدیک بیوی  
 کی قدر و منزلت نہ رہے گی۔ اور اگر اس نے اس عورت کی قباحت ذکر کی تو یہ غیبت ہوگی جو منکر و مکرہ  
 میں مذموم ہے۔



## بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا طُوفَنَ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِهِ

۴۹۰۶۔ حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

سَلِمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَا طُوفَنَ اللَّيْلَةَ بِمَاءَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ

غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ

يَقُلْ وَنِسَى فَاطَمَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً يَنْصِفُ

إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ

يَحْنُثُ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ

## بَابُ مُرَدِّ كَاهِنَا كَهْمِ فِي آج رَات اپنی بیویوں سے جماع کرونگا

اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کلام بیان کریں اسی لئے اس کے تحت حضرت سلیمان کی حدیث ذکر کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلویح سے نقل کیا کہ ایک غسل میں تمام بیویوں سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایک رات میں ان کے پاس جانا جائز ہے۔ ہاں اگر ان میں تقسیم کی ابتداء ہی اس طرح کی ہو یا ان کی طرف سے اجازت ہو تو جائز ہے۔ شائد حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں عورتوں میں باری کی تقسیم یا ان میں برابری کرنا فرض نہ ہوگا۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا میں آج ایک سو عورت سے جماع کروں گا۔ ہر عورت سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتے نے سلیمان علیہ السلام سے کہا

۴۹۰۶۔



## بَابُ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا اطَّالَ الْغَيْبَةُ

خَافَةَ أَنْ يَخُونَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثْرَاتِهِمْ

۴۹۰۷ — حَدَّثَنَا أَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ

ابْنُ دَنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طَرُوقًا

۴۹۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اطَّالَ أَحَدُكُمْ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا

انشاء اللہ کہو۔ انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا اور بھول گئے پس انہوں نے ساری عورتوں سے جماع کیا تو ان عورتوں میں سے صرف ایک عورت نے نصف لڑکے کو جنم دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو ان کی قسم پوری ہو جاتی اور وہ اس میں حانت نہ ہوتے اور اپنی حاجت کو پالیتے۔ شرح : مورخین ذکر کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی ایک عورت تھی ان میں سے تین سو عورتیں آزاد تھیں اور سات سو لونڈیاں تھیں چونکہ ایک عدد دوسرے

عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ اس لئے روایات میں تعداد کے اختلاف کے باعث تضاد نہ ہوگا جبکہ بعض روایات میں نوے بعض میں ستر بعض میں ننانوے اور بعض میں سو عورتوں سے جماع کرنا مذکور ہے۔

## بَابُ سَفَرٍ مِنْ رَاتٍ كَوَافِئِهِ لَيْلَةٍ

جبکہ اس کی غیبت طویل ہو!

کیونکہ ڈر ہے کہ انہیں خیانت کی طرف منسوب کر دیا جائے ان کی لغزش

طلب کرے گا۔ ۴۹۰۹ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



یہ پسند نہ کرتے تھے کہ کوئی آدمی اپنے گھر رات کو آئے۔

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اہل خانہ سے غیبت دراز کرے تو گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔

۲۹۰۸ —

۲۹۰۷ — ۲۹۰۸ شرح : رات کو گھر میں آنے کو طروق کہتے ہیں

اور لفظ دو اللیۃ تاکید کے لئے ذکر

کیا ہے۔ حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ جب اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے گا حالانکہ یہ تنہائی کا وقت ہوتا ہے اور لوگوں کے ایک دوسرے سے انقطاع کا وقت ہے۔ یہ اپنے گھر والوں سے سبب کا سبب ہے۔ گویا کہ رات کو آنے میں اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کو مشکوک حالت میں پائے اور ان کی غفلت کا منتظر رہتا ہے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معنیات عورتوں کے گھر میں رات کو نہ آؤ، کیونکہ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں سرائت کئے ہوئے ہے جیسے خون سرائت کئے ہوئے ہے۔

ابو عوانہ نے صحیح میں محارب کے ذریعہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عبد اللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ رات کو اپنی بیوی کے پاس آئے جبکہ اس کے پاس ایک عورت اسے کنگھی کر رہی تھی۔ عبد اللہ عورت کو اجنبی مرد خیال کرتے ہوئے اس کی طرف تلوار لے کر پکے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے سفر سے آدمی کو رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرمادیا۔ ابن خزیمہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کے پاس رات کو آنے سے منع فرمایا۔ پس دو آدمی رات کو اپنے گھر آئے تو ان دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کو مکروہ حالت میں پایا۔ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر ایک آدمی نے اپنی اپنی بیوی کے ساتھ اجنبی مرد پایا۔ قتلابی یہ باب تین احبذا پر مشتمل ہے۔ ایک جزد یہ ہے کہ کوئی آدمی سفر سے رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے۔ اس میں مذکور دونوں حدیثیں اس کے مطابق ہیں۔

دوسرا جزد یہ ہے کہ جب غیبویت دراز ہو جائے۔ دوسری حدیث اس کے مطابق ہے۔ تیسرا جزد یہ ہے کہ اس ڈر سے کہ گھر والوں کو خیانت کی طرف منسوب کرے۔ مذکور دونوں حدیثیں اس کے مطابق نہیں۔ البتہ مفہوم کے اعتبار سے اس پر دلالت ہے اور وہ یہ کہ منع کا یہی سبب ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# الجزء الثاني والعشرون

## بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

۴۹۰۹ — حَدَّثَنَا مُتَدِّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ  
الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ  
مِنْ خَلْفِي فَالْتَفَتْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَا لِي بِكَ قُلْتُ إِنِّي حَدِيثٌ عُمَيْدٍ عَدَسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ  
أَمْ ثَيْبًا قُلْتُ بَلْ ثَيْبًا قَالَ فَهَلَا جَارِيَةٌ تُلَاحِظُهَا وَتُلَاعِبُكَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

## بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

یعنی شادی و نکاح سے صرف لذت اور شہوت ذاتی مقصد نہیں ہونا چاہیے بلکہ بیٹے کی خواہش ہونی چاہیے



قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَهْمِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا الْبِلَادَ  
أَيَّ عِشَاءٍ لَكُمْ تَمْتَشِطُ الشَّعْثَةَ وَتَسْتَعِدُّ الْمَغِيبَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي  
الثَّقَفَةُ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الْكَيْسُ الْكَيْسُ يَا جَابِرُ يَعْنِي الْوَلَدَ

سرور کا ننگ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے روز  
تمہاری کثرت کی وجہ سے پہلی اُمتوں پر فخر کروں گا ،

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں ایک  
۲۹۰۹ — غزوہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ جب ہم

واپس آئے تو میں سست اونٹ پر جلدی جلدی چلنے لگا تو میرے پیچھے سے ایک سوار مجھے لاحق ہوا  
میں اس طرف متوجہ ہوا تو میں نے اچانک دیکھا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔  
حضور نے فرمایا تجھے کیا چیز جلدی کر رہی ہے۔ میں نے کہا میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کنواری سے شادی کی ہے یا شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے۔ میں نے عرض کیا بلکہ بیوہ سے شادی کی  
ہے فرمایا تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ تو اس سے کھیتا اور وہ تجھ سے کھیتی جابر نے  
کہا جب ہم واپس آئے تو اپنے گھروں میں جانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذرا دیر کرو حتیٰ کہ  
عشاء کے وقت داخل محسوس تاکہ جس عورت کا شوہر غائب ہے وہ بکھرے ہوئے بالوں کی کنگھی کر لے اور  
زیر ناف بال صاف کر لے۔ کہا مجھے ثقہ راوی نے حدیث بیان کی کہ اس حدیث میں منہ مایا :  
اے جابر جماع سے عاجز نہ ہونا۔

۲۹۰۹ — شرح : اس حدیث میں رات کے وقت داخل ہونے سے مراد  
عشاء کا وقت ہے تاکہ اس حدیث کا پہلی حدیثوں سے

تعارض نہ ہو جن میں رات کو گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر عورتوں کو آنے  
کی خبر پہلے سے معلوم ہو جائے تو رات گھر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام بخاری نے کہا مجھے  
ثقہ راوی نے خبر دی یا مسدد نے یہ کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ روایت بھول سے ہے جبکہ ثقہ  
کا نام ذکر نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہوا کہ وہ ثقہ راوی ہے تو اس کا نام ذکر نہ  
کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ شاید امام یا مسدد نام ذکر کرنے سے بھول گئے ہوں گے اور اس کی تحقیق



۴۹۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ  
 قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلُ  
 أَهْلَكَ حَتَّى تَقْرَأَ الْمُغِيثَةَ وَتَمْسِطَ الشَّعِثَةَ قَالَ قَالَ  
 فَعَلَيْكَ بِالكَيسِ الْكَيسِ تَابِعَهُ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ  
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَيسِ

نہ ہوئی ہوگی۔ قولہ الکيس اس کے معنی جماع اور عقل کے ہیں۔ اس سے مراد بچے کی طلب کی  
 ترغیب دلانا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہاں کيس حذر کے قائم مقام ہے۔ یعنی جماع  
 سے عجز میں پرہیز کرنا۔ کبھی رفیق اور حسن ثانی کے معنی میں آتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۹۱۰۔ توجہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات اپنے شہر میں آؤ تو اپنے گھر

والوں کے پاس مت آؤ حتیٰ کہ شوہر سے غائب عورت استرے کے ساتھ زیر ناف بال صاف کر لے  
 اور جس عورت کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ کنکھی کر لے جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا تجھ پر جماع کرنے سے بچنے کی طلب لازم ہے۔ عبد اللہ نے وہب اور جابر کے ذریعے نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کيس روایت کرنے میں شعبی کی متابعت کی۔

۴۹۱۰۔ مشرح : قولہ الْكَيسِ الْكَيسِ، یہ اغز کے طور پر منصوب  
 ہے اور معنی یہ ہیں کہ بیوی سے جماع کرو اور بچہ

طلب کرو یا تحذیر کے طور پر منصوب ہے اور معنی یہ ہیں کہ اپنے آپ کو جماع سے عاجز ہونے  
 سے بچاؤ! کيس، بمعنی جماع اور عقل ہے اس سے مراد بچہ کی طلب کی ترغیب  
 دلانا ہے۔ جب کسی کی عقل منہ اولاد ہو تو کہتے ہیں : اَكَيْسَ الرَّجُلُ،

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں کيس حذر کے قائم مقام ہے  
 یعنی جماع کے عجز سے بچو!



## بَابُ تَسْتَحِدِّ الْمَغِيبَةِ وَتَمْتِشِطُ

۴۹۱۱۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا

هَشِيمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيبًا  
مِّنَ الْمَدِينَةِ تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرِي قَطُوفٍ فَلِحِقْتُهُ رَاكِبٌ مِّنْ  
خَلْفِي فَخَسَّ بَعِيرِي بَعِزَّةً كَانَتْ مَعَهُ فَسَارَ بَعِيرِي كَأَحْسَنِ  
مَا أَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْإِبِلِ فَالْتَفَتْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثٌ عَمْدٍ بَعُورٍ قَالَ  
أَتَزَوَّجْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبْكراً أَمْ ثَيِّباً قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّباً قَالَ  
قُلْتُ بَلْ ثَيِّباً قَالَ فَهَلَاؤُ بَكراً تُلَاوَعَهَا وَتُلَاوَعُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا  
ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَفْهَلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا أَيْلَا أَيْ عِشَاءً لَكُمْ  
تَمْتِشِطُ الشَّعِثَةَ وَتَسْتَحِدُّ الْمَغِيبَةَ

## بَابُ شَوْهَرِ سَ غَائِبِ زِيرِ نَافِ بَالِ صَافِ

کر لے اور بکھرے بالوں والی کنکھی کر لے

۴۹۱۱۔ ترجمہ: شعبی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم ایک غزوہ میں  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم واپس آئے ہوئے مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو میں نے اپنے  
سست اونٹ پر جلدی کی تو مجھے پیچھے سے ایک سوار ملا اور نیزہ جو اس کے ساتھ تھا اس سے میرے  
اُونٹ کو ٹھونکا تو میرا اُونٹ اس طرح اچھا چلنے لگا جیسے تو اچھا سے اچھا اونٹ چلتا دیکھے۔ میں نے اس کی



بَابُ دَلَالَةِ زَيْنَتِهِنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ

إِلَى قَوْلِهِ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ

۴۹۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ

عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دَوِيَ جُرْحُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَسَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ

طرف توجہ کی تو اچانک وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ علیہ وسلم میں نے نئی شادی کی ہے۔ فرمایا کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے کیا ہے۔ جابر نے کہا میں نے عرض کیا بلکہ شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے فرمایا کنواری سے کیوں نہیں نکاح کیا تو اسے کھیتا اور وہ تجھ سے کھیتی۔ جابر نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو اپنے گھروں میں جانے لگے تو فرمایا ذرا دیر کرو یہاں تک کہ عشاء کے وقت گھروں کو جاؤ تاکہ بکھرے بالوں والی عورت کنگھی کر لے اور شوہر سے غائب عورت اُسترے سے زیر ناف بال صاف کر لے۔

بَابُ أَوْرَاقِ زَيْنَتِ أَوْرَاقِ شُؤْبَرِ

سَوَاكْسِي كَسَا مَنَظَرِ

لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ

یہ آیت کریمہ پردہ کے بعد نزول ہوئی۔ چہرہ، دونوں کف یا ماتھے کہنوں سمیت زینت میں داخل ہیں۔ شعبی نے کہا مملوک اپنی مالکہ کے بال نہیں دیکھ سکتا۔ آیت کریمہ میں ماموں اور چچا کو ذکر نہیں کیا، کیونکہ چچا باپ کی طرح ہے اور ماموں ماں کی طرح ہے اس کی تصریح کی ضرورت نہ تھی۔

۴۹۱۲۔ ترجمہ : ابو حازم نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا کہ جنگ اُحد میں جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی دوا کس شئی سے کی گئی۔ انھوں نے سہل بن سعد ساعدی سے دریافت کیا وہ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



وَكَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي كَأَنَّهُ  
فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَعَلَى يَأْتِي بِالنَّارِ عَلَى تَرْسِهِ  
فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَخُرِقَ فَخِشِي بِهِ حُرْجُهُ  
بَابُ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

کے صحابہ میں سے آخری صحابی ہیں جو باقی رہے ہیں۔ سہل بن سعد نے کہا لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں  
رہا جو مجھ سے یہ زیادہ جانتا ہو۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور کے چہرہ انور سے پانی سے خون صاف  
کرتی تھیں اور علی المرتضیٰ ڈھال میں پانی لاتے تھے پھر چٹائی لائی گئی اور اس کو جلایا گیا اور اس کے ساتھ  
زخم بھر دیا گیا۔ (حدیث ع — کی شرح دیکھیں)  
آیت کریمہ اور حدیث شریف میں مطابقت اِلَّا لِبَعْوٍ لَتَحْنَنَّ اَوْ اَبَا حَنْظَلَةَ سے واضح ہوتی ہے۔

## بَابُ اور جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے ہوں

اس سے پہلے یہ آیت کریمہ ہے : اے ایمان والو تم اجازت لے کر داخل ہو۔ وہ جن کے تمہارے  
ماں کا مالک ہیں اور وہ جو بلوغ کو نہیں پہنچے تین اوقات میں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسفی سے اس کی  
تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری  
غلام مدح بن عمرو کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف دوپہر کے وقت بھیجا تاکہ انہیں بلالائیں وہ ان کے گھر  
میں داخل ہوا تو عمر فاروق کو ایسی حالت میں دیکھا جسے عمر فاروق نے مکروہ سمجھا اور کہا یا رسول اللہ میری خواہش  
ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اجازت طلب کرنے کی حالت میں ہمیں کوئی امر وہی فرمائے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔  
مقاتل نے کہا یہ آیت کریمہ اسماء بنت مرشد حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اُن کا ایک بوڑھا غلام تھا وہ مکروہ  
وقت میں اس کے گھر داخل ہوئے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض  
کیا۔ ہمارے خادم اور غلام ہمارے گھروں میں ہماری ایسی حالت میں داخل ہوتے ہیں جسے ہم پسند نہیں کرتی ہیں  
اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی بظاہر یہ مردوں کو خطاب ہے لیکن اس میں مرد اور عورتیں سب



۴۹۱۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ  
 أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَأَلَ  
 رَجُلٌ شَهِدَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْنَى أَوْ فِطْرًا  
 قَالَ نَعَمْ وَلَوْ لَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ قَالَ  
 خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ  
 أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ آتَى النِّسَاءَ فَوَعَّظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ  
 بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُ مَن يَهْوِينَ إِلَى أَذَاهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلَى  
 بَلَاءٍ ثُمَّ أَرْتَفَعَ هُوَ وَبَلَاءٌ إِلَى بَيْتِهِ

داخل ہیں۔ جبکہ تظلیبا مردوں کا صبیحہ عورتوں کو بھی شامل ہے۔ آت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے مملوک  
 اجازت لے کر گھر میں داخل ہوں۔ ابو یعلیٰ نے کہا: اظہر یہ ہے کہ اس سے چھوٹے غلام مراد ہیں۔ بالغ غلام  
 اپنی مالکہ کو دیکھنے میں آزاد بالغ لوگوں کی طرح ہیں کہ ان کے لئے اپنی مالکہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔  
 ثلاث مرات سے مراد دن رات میں تین اوقات میں فجر کی نماز سے قبل کیونکہ یہ وقت بستروں سے  
 اٹھنے کا ہے۔ اور رات کے کپڑے اتار کر بیداری کے کپڑے پہننے کا وقت ہے۔

اور جب قیلولہ کرنے کے لئے تم دوپہر کو کپڑے اتارو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہے  
 جس میں بیداری کے کپڑے اتارے جاتے ہیں اور رات کے کپڑے پہنتے ہیں۔ ان اوقات کو اس لئے ظاہر  
 کیا کہ یہ اوقات غفلت، خلوت اور کپڑے اتارنے کے اوقات ہیں۔ ان میں سے ہر حال کو عورت کہا  
 کیونکہ حودت کے معنی خلل ہیں اور ان میں لوگوں کا ستر مختل ہوتا ہے۔ (یعنی)

۴۹۱۳۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے سوال پوچھا کہ تم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید بقرہ یا عید فطرہ  
 کے دن موجود تھے؟ انہوں نے کہا جی ہاں اگر مجھے آپ سے قرابت کا مقام حاصل نہ ہوتا تو کمسنی کے  
 باعث میں آپ کے ساتھ موجود نہ ہوتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 (عید گاہ) تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ پھر خطبہ دیا اور اذان و اقامت کو ذکر نہ کیا پھر عورتوں کے پاس



بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ هَلْ أَعْرَسْتُمْ اللَّيْلَةَ وَ  
 طَعُنَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ  
 ۴۹۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِي  
 أَبُو بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ  
 التَّحَرُّكِ الْأَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهُ  
 عَلَى فِخْذَيَّ

تشریف لے گئے۔ اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا میں نے عورتوں کو دیکھا  
 کہ وہ اپنے کانوں اور حلقوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر بلال کی طرف زیورات پھینکتی تھیں پھر آپ اور بلال  
 اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

۴۹۱۴۔ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم ارفع ہوا بلال یعنی سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال عورتوں کی طرف لوٹ گئے۔ اس سے ابن عباس  
 کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ عورتوں سے رونما ہوا تھا اس کا ابن عباس مشاہدہ کرتے تھے؛ کیونکہ وہ کسں تھے  
 ان سے عورتیں پردہ نہ کرتی تھیں۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ممکن ہے کہ اس وقت ان کو دیکھتے ہوں گے۔

بَابُ آدَمِي كَا اِنِّی سَا مَحْتٰی سَی كَهْنَا كِیَا تَمْنٰی  
 آج رات جماع کیا ہے؟ اور آدمی کا اپنی بیٹی کے  
 پہلو میں غصہ کے وقت چھبونا،

۴۹۱۵۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ نے سخت عتاب کیا اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو



میں جھونے لگے اور مجھے حرکت سے صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا منع کرتا تھا جبکہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔

۲۹۱۶ — شرح : اس باب کے دو عنوان ہیں۔ ایک آدمی کا اپنے ساتھی سے

کہنا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے ؟ اور دوسرا یہ کہ آدمی کا اپنی بیٹی کے پہلو میں غصہ کے وقت ہاتھ مارنا۔ دوسرا جزو حدیث کا حصہ ہے جو کتاب التیمم میں گزرا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں اپنے مقام میں آرام کے لئے ٹھہرے کہ وہاں پانی نہ تھا اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ وہاں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مارگم ہو گیا اس کی تلاش میں حضرت نے توقف فرمایا لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ام المؤمنین کی شکایت کی کہ اُٹھو! لوگوں کو سفر سے روک رکھا ہے ! حالانکہ یہاں پانی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین کے پاس جا کر غصہ سے عتاب کیا۔ اس مقام میں تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکریہ ادا کیا کہ اسے ال ابی بکر یہ تمہاری اسلام میں پہلی نعمت ہے جو مسلمانوں کو پہنچی ہے۔

یہ ظاہر بات ہے کہ امام نے اس باب میں جو حدیث ذکر کی ہے۔ عنوان کے اول جزو پر اس کی دلالت نہیں اس میں جو عذر کیا گیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے عنوان لکھا اور اس کے مطابق کوئی حدیث نہ پائی جو بخاری کی شرط کے مطابق ہو اور عنوان حدیث کے بغیر رہنے دیا، علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ یہاں یہ عذر درست نہیں ہے ! کیونکہ امام بخاری نے اپنی تالیف میں ابو طلحہ کی حدیث بار بار ذکر کی ہے جو اس ترجمہ کے موافق ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ ابو طلحہ کی بیوی کا بچہ سخت بیمار ہو گیا اور اسی حالت میں فوت ہو گیا۔ جب ابو طلحہ سفر سے واپس آئے تو گھر آکر پوچھا بچے کا کیا حال ہے۔ بچے کی ماں نے کہا پہلے سے اب آرام ہے اور اس کی وفات ظاہر کرنا مناسب خیال نہ کیا تاکہ ابو طلحہ جو تھکے ماندے آئے ہیں اس خبر سے پریشان اور غمزدہ نہ ہو جائیں اور ان کے آگے کھانا رکھا۔ اُنھوں نے حسب عادت کھانا تناول کیا اور بیوی سے جماع کر کے سو گئے۔ جب صبح ہوئی تو ان کی بیوی نے بچے کی وفات کا اظہار کیا ابو طلحہ نے بیوی کے صبر و استقلال اور اس کی معیشت کے آداب کی رعایت کرنے پر تعجب کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے ؟ ابو طلحہ نے کہا جی ہاں ! امام بخاری رحمہ اللہ کا باب کا عنوان قائم کرنا اور یہ حدیث ذکر نہ کرنا جو اس کے مطابق ہے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ شارح تراجم نے کہا عنوان کے جزو اول کا حق یہ ہے کہ اس کے مطابق حدیث ذکر کی جاتی اور وہ ابو طلحہ کی حدیث ہے جبکہ اُن کا بچہ فوت ہو گیا تھا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب الطلاق

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ  
لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ أَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ  
وَطَلَّاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ وَيُشْهَدَ  
شَاهِدَيْنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب الطلاق

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے پیارے نبی لوگوں کو فرما دو! جب عورتوں  
کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت میں طلاق دو اور عدت شمار  
کرتے رہو۔ أَحْصَيْنَاهُ کے معنی ہیں ہم نے اس کو محفوظ کیا اور اس  
کو شمار کرتے رہے۔ طلاق سنت یہ ہے کہ بیوی کو طہر میں جماع کئے  
بغیر طلاق دے اور دو گواہ کر لے۔

شرح : نکاح کے بعد طلاق کا بیان مناسب ہے۔ کیونکہ طلاق کا وجود نکاح کے  
بعد ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے احکام مرتب ہوں گے۔ لغت



۴۹۱۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْتُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهَرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهَرَ ثُمَّ إِنْ

میں طلاق کے معنی رفع قید میں۔ یہ اطلاق بغير سے ماخوذ ہے جبکہ اس کی رسی کھول دی جائے اور شریعت مطہرہ میں طلاق کے معنی نکاح کی قید کو اٹھا دینا ہے یا عقد تزویج کو کھول دینا۔ مذکور آیت کریمہ میں خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد آپ کی امت ہے اور جمع کا صیغہ بطور تعظیم ہے۔

قوله طَلَّقُوا هُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ، یعنی ان کو طہر میں طلاق دو جس میں جماع نہ کیا ہو یہ بھی معنی ہیں کہ اہی کے طہر میں طلاق دو جسے وہ عدت سے شمار کرتی ہیں اور حیض میں طلاق نہ دو یہ ان عورتوں کے لئے ہے جو شوہر دیدہ ہوں اور ان سے جماع کیا گیا ہو، کیونکہ جن سے جماع نہ کیا گیا ہو ان کی عدت نہیں ہے لہذا انہیں حیض میں بھی طلاق دینے میں حرج نہیں۔ طلاق تمام مباحات سے زیادہ مبغوض ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک ابغض المباحات طلاق ہے اور فرمایا نکاح کرو اور طلاق نہ دو اس سے اللہ کا عرش کانپ جاتا ہے اور عورتوں کو صرف بدکرداری کے باعث طلاق دو کیونکہ اللہ تعالیٰ چکھنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔

سُئِيَ طَلَقُ يَهْ بِهْ کہ اپنی بیوی کو حیض سے پاک ہونے کی حالت میں طلاق دے اور اس طہر میں اس سے جماع نہ کیا گیا ہو اور طلاق پر دو گواہ قائم کر لے۔ اگر حیض میں طلاق دی یا طہر میں جماع کے بعد طلاق دی تو بدعی طلاق ہوگی۔

احناف کے نزدیک طلاق کی تین صورتیں ہیں۔ اول احسن وہ یہ کہ مدخول بہا جس سے جماع کیا گیا کو طہر میں ایک طلاق دے جس طہر میں جماع نہ کیا گیا ہو پھر اس کے قریب نہ جائے حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہو جائے۔

دوسری طلاق حسن ہے وہ یہ کہ مدخول بہا کو تین طہروں میں تین طلاقیں دیں۔ ہر ایک طہر میں ایک



شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمْسَ فَلَكَ الْإِدَّةُ الَّتِي  
أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطْلَقَ لَهَا النِّسَاءُ

طلاق دے۔ تیسری طلاق بدعی ہے۔ وہ یہ کہ عورت کو بیگ کلمہ تین طلاقیں دے۔  
یا ایک طہر میں تین طلاقیں دے۔ ان صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے۔ لیکن گنہگار ہوگا۔ طہر میں  
جماع کرنے کے بعد طلاق دینا بھی بدعی طلاق ہے۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی  
حالانکہ وہ حالت حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے  
متعلق سوال عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ کو حکم دو کہ رجوع کرے پھر اس کو  
روک رکھے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اسے حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے  
بعد اگر چاہے تو اسے روک رکھے اور اگر چاہے تو جماع کئے بغیر طلاق دیدے یہ وہ عدت ہے جس کا  
اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے لئے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

—۲۹۱۷—

شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن  
حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔ اس میں رجوع کرنا احاف کے  
نزدیک مستحب ہے۔ امام مالک اور صاحب ہدایہ کے نزدیک واجب ہے وہ امر بالرجوع کو وجوب پر محمول  
کرتے ہیں اور طلاق سنت یہ ہے کہ طہر میں طلاق دے اور طلاق غیر بائن میں عورت کی رضا کی ضرورت  
نہیں اس کی مرضی کے بغیر رجوع جائز ہے اور رجوع قول کے ساتھ صحیح ہے۔

—۲۹۱۷—

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر وطی کرنے پر قادر ہو تو فعل کے ساتھ رجوع کرے گا۔ اس  
حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق  
دی گناہ گار ہوگا اس کو رجوع کر لینا چاہیے۔ اگر رجوع نہ کیا حتیٰ کہ عدت گزر گئی تو طلاق ہو جائے گی (یعنی)  
علامہ خطاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عورت سے رجوع کرنے کی تقدیر پر ایک طہر گزرنے کی شرط  
کرنا اور دوسرے طہر کا انتظار کرنا مراجعت کے معنی کی تحقیق کے لئے ہے کیونکہ اگر اس طہر میں جماع کر لیا  
تو طلاق سستی نہ ہوگی۔ لہذا حیض کے بعد دوسرے طہر کی احتیاج ہے تاکہ طلاق سستی واقع ہو۔ امام نووی  
نے کہا دوسرے طہر تک تاخیر کا فائدہ یہ ہے کہ طلاق کی غرض سے رجوع نہ ہو؛ کیونکہ طہر کے انتظار سے  
عورت کا مقام شوہر سے دور ہو جاتا ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا دوسرے طہر کا انتظار اس لئے ہے کہ



## بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعْتَدُ بِذَلِكَ الطَّلَاقُ

۴۹۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً

وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعَهَا قُلْتُ

تَحْسَبُ قَالَ فَمَنْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ مَرَّةً فَلِيُرَاجِعَهَا قُلْتُ تَحْسَبُ قَالَ أَرَأَيْتَهُ إِنْ عَجَزَ

وَأَسْتَحْمَقَ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُصِبَتْ عَلَى بَتِّ طَلِيقَةٍ

قصہ جدید سے طلاق واقع ہو اگر چاہے تو طلاق دے۔

## بَابُ جَسَ وَتِ حَيْضٍ وَالِى عَوْرَتِ كَو طَلَاقِ

دی تو یہ طلاق شمار ہوگی

علامہ عینی نے کہا جس وقت عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو اس طلاق کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس میں ائمہ فتویٰ کا اتفاق ہے۔ ظاہری اور خوائج اور رافضی کہتے ہیں طلاق واقع نہ ہوگی۔ اقول۔ اگر حیض کی حالت میں طلاق کا اعتبار نہ ہوتا تو حدیث میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کر لے کا حکم نہ دیا جاتا کیونکہ رجوع طلاق کے بعد ہوتا ہے۔

۴۹۱۸۔ ترجمہ : انس بن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے سنا کہ انھوں نے کہا

عبد اللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی حالانکہ وہ حالت حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کو



رجوع کر لینا چاہیے۔ ابن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا کیا تم اس طلاق کو شمار کر دے گے۔ ابن عمر نے کہا اور کیا ہوگا اگر طلاق شمار نہ کی جائے (طلاق ہوگئی) قتادہ نے یونس بن جبیر کے ذریعہ ابن عمر سے واث کی کہ فرمایا عبداللہ کو حکم دو کہ رجوع کر لے۔ میں (یونس بن جبیر) نے کہا کیا یہ طلاق شمار کر دے گے۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا مجھے خبر دو اگر عبداللہ عاجز ہو گیا ہو اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہ ہوگی؟ ابو عمر نے کہا ہمیں عبدالوارث نے خبر دی اُنھوں نے ہمیں ایوب اور سعید بن جبیر کے ذریعہ ابن عمر سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دَعُوْا لِرِجْعَتِهَا، اس بات کی دلیل ہے کہ حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۴۹۱۸

قولہ فَمَنْ، دراصل ما استفہامیہ ہے الف کو ہا سے بدل لایا ہے یعنی فَمَا یَکُوْنُ اِنْ لَمْ تَحْتَسِبْ طَلَقًا، اگر طلاق شمار نہ کی جائے تو اور کیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے مہ، زجر کے لئے ہو یعنی خاموش رہو۔ وقوع طلاق میں کوئی شک نہیں اور طلاق کے اعداد میں شمار ہوگی۔ دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک طلاق ہے۔

قولہ اِسْتَحْمَقْ، خطابى نے کہا : اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے بتاؤ کیا عبداللہ کا عجز اور حق طلاق جو اس نے حیض میں واقع کی ہے کو ساقط کر دے گا؟ امام نووی نے کہا کیا اس سے طلاق مرتفع ہو جائیگی اگرچہ وہ عاجز ہو گیا اور حماقت کی اِتَّحَسَبْ، میں استفہام انکاری ہے یعنی ہاں طلاق کا شمار ہوگا وہ اپنے عجز اور حماقت کے باعث اس کا شمار روک نہیں سکتا۔ قاضی نے کہا اگر عبداللہ رجوع کرنے سے عاجز ہو جائے اور اِحْمَقْ جیسا فعل کرے،

علامہ کرمانی نے کہا احتمال ہے کہ کلمہ اِنْ نافیہ ہو یعنی ابن عمر عاجز نہیں ہوا و یحییٰ یا مجنون نہیں کہ اس کی طلاق ہی واقع نہ ہو۔ کرمانی نے کہا عجز طفل کو لازم ہے اور حَمَقْ جنون کو لازم ہے یہ اطلاق لازم اور مراد ملزوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کرمانی کو حبناء خیر دے۔ صحابی کا احترام کیسے ملحوظ رکھا۔ اگرچہ یہ عبداللہ ہی کا اپنا کلام ہے اور متکلم کو بصورت غائب از روئے الثفات ذکر کیا ہے لیکن ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کی احسن الفاظ سے تعبیر کریں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن خشاب سے نقل کیا کہ اِسْتَحْمَقْ، میں تا مفتوحہ ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ عبداللہ نے ایسا فعل کیا ہے جس سے وہ اِحْمَقْ اور عاجز ہو گیا ہے۔ کیا اس کا عجز و حَمَقْ اس سے طلاق کا حکم ساقط کر دے گا؟ مادہ استفعال سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اُنھوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے کر حَمَقْ میں تکلف کیا ہے۔ بعض اصول میں اِسْتَحْمَقْ کی تا مضموم ہے یعنی لوگوں نے عبداللہ کے فعل کو حماقت جانا ہے۔ مہلب نے کہا : اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقْ کے معنی یہ ہیں کہ



**بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ**

۴۹۱۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ الْحَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَامُهَا قَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُدَّتْ بِعَظِيمِ الْحَقِّ بِأَهْلِكَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِي مَنِيعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

کیا اس کی عقل گم ہو گئی ہے۔ وہ رجوع نہیں کر سکتا ہے کیا اس کی بیوی مُعَلَّفہ رہے گی کہ نہ اس کا شوہر ہو اور نہ اسے طلاق ہو؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے گا جو اُنھوں نے صحیح طریقہ کے بغیر واقع کی ہے۔

## بَابُ حَسَنِ طَلَاقِ دِي

کیا آدمی طلاق دیتے وقت اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو؟

۴۹۱۹۔ ترجمہ: اوزاعی نے کہا میں نے زہری سے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی کس بیوی نے حضرت سے استعاذہ کیا تھا۔ زہری نے کہا مجھے عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ حوٰن کی بیٹی نے استعاذہ کیا جس وقت اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے تو اُس نے کہا اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، میں اللہ کے ذریعہ تم سے پناہ چاہتی ہوں، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے عظیم کے



۴۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ

ابْنُ عَسِيلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ  
الشَّوْطُ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسُوا هَهُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ أَتَى بِالْجُوثِيَةِ فَأَنْزَلَتْ فِي بَيْتٍ  
فِي خَلْجٍ هِيَ أُمِّمَةُ بِنْتُ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَّاحِيلَ وَمَعَهَا دَائِيَّتُهَا

ساتھ پناہ چاہی ہے۔ اپنے اہل کے ساتھ لاحق ہر جا۔ ابو عبد اللہ (بخاری) نے کہا اس کو حجاج بن ابی  
مینع نے اپنے دادے اور زہری کے ذریعہ روایت کیا کہ ام المؤمنین عائشہ نے کہا۔

۴۹۱۹۔ شرح : اہل یوابعہ سے امام نے اشارہ کیا کہ طلاق خلافِ اولیٰ ہے؛ کیونکہ  
ترکِ مواجہتہ میں نرمی اور آسانی ہے ہاں اگر ضرورت ہو تو عورت

کے سامنے طلاق دینا جائز ہے۔ بنتِ جون کا نام اُمِّمہ ہے جو اُمّہ کا مصغر ہے۔ بعض نے کہا اسماء بنت  
کند جونیہ ہے۔ محدث ابو نعیم کی کتاب الصحابہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عمرہ  
بنت جحون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ چاہی جس وقت اس کو آپ کے پاس بھیجا گیا تھا۔

قولہ الحقی بالملک، یہ کنایات طلاق سے ہے۔ اگر اس میں طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق ہوگی اور  
اگر طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کا یہی مذہب ہے اُنھوں نے  
کہا اس میں اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق ہوگی اگر تین کی نیت کی تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر  
دو کی نیت کی تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر طلاق کی نیت کی ایک یا دو یا  
تین تو وہی واقع ہو جائے گی؛ ورنہ کچھ نہ واقع ہوگا۔

۴۹۲۰۔ ترجمہ : ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے حتیٰ کہ ایک باغ میں گئے جسے

شوط کہا جاتا ہے جب ہم اس کی دو دیواروں کے درمیان پہنچے تو وہاں بیٹھ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا تم سب یہاں بیٹھے رہو اور آپ اندر تشریف لے گئے حالانکہ جونیہ کو لایا گیا تھا اور اسے ایک گھر میں  
اتارا گیا جو نخل میں تھا اور وہ اُمِّمہ بنت نعمان بن شرہیل ہے۔ اس کے ساتھ اس کی دایہ بھتی جو اس کی نگران



حَاضِنَةً لَهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِي  
 نَفْسِي لِي قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلَكَهَ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ قَالَ فَاهْوَى  
 بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ  
 قَدْ عُدْتُ بِمَعَاذِ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا أَبَا أُسَيْدٍ اِكْسِيهَا رَاقِيَتَيْنِ  
 وَالحَقُّمَا بِأَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيدِ النِّسَابِيُّ عَنْ  
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي أُسَيْدٍ قَالَا  
 تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِّمَةَ بِنْتَ شَرَّاحِيلَ فَلَمَّا  
 أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّمَا كَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَمَرَ أَبَا  
 أُسَيْدٍ أَنْ يَحْمِزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَاقِيَتَيْنِ

کھتی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور فرمایا تو اپنے آپ کو مجھے ہبہ کر دے اُس نے کہا  
 کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کو ہبہ کر سکتی ہے ؟  
 راوی نے کہا آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے سر پر رکھا تاکہ اس کو سکون ہو اُس نے کہا  
 اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسی ذات کی پناہ مانگی جس کی پناہ مانگی جاتی ہے  
 پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابا اُسید اس کو دو رازقی کپڑے پہنا دو اور اسے  
 اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ حسین بن ولید نیشاپوری نے عبد الرحمن کے ذریعہ عباس بن سہل سے  
 اُس نے اپنے والد اور ابو اُسید سے روایت کی کہ اُن دونوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیمہ  
 بنت شراحیل سے روایت کی کہ جب اس عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے  
 اپنا دست مبارک اس کی طرف دراز فرمایا تو اُس نے یہ ناپسند کیا آپ نے ابو اُسید کو حکم دیا کہ اُس  
 کو سامان دے کر تیار کرے اور اس کو دو رازقی کپڑے پہنا دے۔

شرح : جو نپہ از د میں قبیلہ کی طرف نسبت ہے اور جو نپہ اپنے جد اعلیٰ جو ن  
 کی طرف منسوب ہے اور دایہ بمعنی مرصعہ ہے۔ قسطلانی نے کہا



دایہ معنی قابلہ ہے جو بچے جماتی ہے۔ ابن مسیر نے کہا اس عورت نے کہا کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کو ہبہ کرتی ہے ہبہ باقی ماندہ اہل جاہلیت کا کلام ہے۔

سوقہ اسے کہتے ہیں جو بادشاہ نہ ہو۔ اس عورت نے ملکہ کا غیر ملک سے نکاح کو بعید سمجھا تھا۔ بعض نے کہا اس عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا اور اپنے آپ کو فخر و بابت کے طور پر ملکہ کہا لیکن وہ ملکہ نہ تھی۔ رازقیہ سوئی کپڑے میں جو آپ نے جوئیہ کو بطور استحباب و تفضل منع دیئے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کی عنوان پر دلالت نہیں ہے؛ کیونکہ عقد نکاح تو تھا نہیں جبکہ اس نے اپنا نفس حضور کو ہبہ نہ کیا تھا اور نہ ہی طلاق بالمشافہ ہوئی تھی؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے استغاذہ کرنے کے بعد تشریف لے آئے تھے اور ابواسید سے کہا تھا کہ اس کو اس کے اہل خانہ کے پاس پہنچا دو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز ہے کہ عورت کے ولی کی اجازت کے بغیر اپنے ساتھ نکاح فرمائیں اور آپ کا یہ ارشاد ”وہبى نفسى“ مجھے اپنا نفس ہبہ کر دے یہ اس عورت کے دلی میلان کے لئے تھا اور جب ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا تو مواہمتہ یعنی بالمشافہ طلاق پائی گئی اور اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابواسید کو ارشاد فرمانا کہ اس کو اس کے اہل خانہ کے پاس پہنچا دو منافی نہیں بلکہ اس کی تقویت کرتا ہے۔

قولہ ”فی بیت فی نخل“ بیت پر تمویں ہے اور بیت کو امیمہ کا مضاف کہنا غلط ہے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ اس عورت نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا۔ اس لئے وہ اس کے بعد اپنے آپ کو شقیہ کہا کرتی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن جوزی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے جوئیہ سے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب آتے دیکھے تو کہنا اعوذ باللہ منک اس کا جواب یہ ہے نفس حدیث میں ہے کہ جوئیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہ تھا اور آپ کی اس طرف نظر خاطر کی تھی جو کوئی مخطوبہ کی طرف نظر کرتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دارقطنی نے اپنے سنن میں محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوئیہ کا گھنڈا اٹھایا تھا اور اس کو دیکھا تھا لہذا خلوت پائی گئی۔ مہر واجب ہو گیا اس سے دخول ہو یا نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کپڑے بطور منع تھے جو اس مطلقہ کو دیئے جاتے ہیں جس سے جماع نہ کیا ہو۔

علامہ قسطلانی نے ابن سعد سے نقل کیا کہ ابواسید نے کہا مجھے حضور نے حکم دیا کہ میں جوئیہ کو اس کے گھر چھوڑ آؤں جب میں اس کو لے کر اس کے اہل خانہ کے پاس پہنچا تو وہ چلا چلا کر رونے لگے اور



۴۹۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ  
 ابْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِيهِ  
 وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ كَذَا  
 حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ  
 قَتَادَةَ عَنْ اَبِي غَلَّابٍ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ  
 طَلَّقَ امْرَأَةً وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ  
 امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاتَّعَمَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ  
 ذَلِكَ لَهُ فَاَمَرَهُ اَنْ يَرَا جَعَهَا فَاِذَا طَهَّرْتُ فَاَرَادَ اَنْ يُطَلِّقَهَا  
 فَلْيُطَلِّقَهَا قُلْتُ فَهَلْ عُدَّ ذَلِكَ طَلًّا قَالَا رَأَيْتَ اِنْ عَجَزُوا اسْتَحَقَّ

کہا یہ عورت برکت والی نہیں ہے۔

۴۹۲۱ — ترجمہ : عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہ ہمیں ابراہیم بن ابی الوزیر نے

خبر دی کہ ہمیں عبد الرحمن نے حمزہ سے اس نے اپنے والد

اور عباس بن سہل بن سعد سے انھوں نے اپنے والد سے یہ حدیث بیان کی۔

(یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے)

ترجمہ : ابو غلاب یونس بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہو۔ ابن عمر نے کہا

عبد اللہ بن عمر کو پہچانتے ہو؟ ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی، حالانکہ وہ حائض تھی۔ عمر فاروق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ ذکر کیا تو حضور نے حکم دیا کہ عبد اللہ

رجوع کرے جب وہ پاک ہو جائے اور وہ طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اسے طلاق دیدے۔ میں نے

کہا کیا اس کو طلاق شمار کیا؟ عبد اللہ نے کہا مجھے خبر دو۔ اگر عبد اللہ عاجز ہو گیا اور حماقت کی وجہ سے

طلاق دے دی۔



## بَابُ مَنْ أَحَازَ طَلَّاقَ الثَّلَاثِ

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِنْ سَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِحَ  
بِإِحْسَانٍ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي مَرِيضٍ طَلَّقَ لَا أَرَى أَنْ تَرِثَ  
مَبْنُوتَةً وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهُ فَقَالَ ابْنُ شَبْرَمَةَ تَزْوِجُ إِذَا  
انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ  
فَرَجَعَ عَنْ ذَلِكَ

۲۹۲۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں دو طہر شرط  
قرار دیئے اور اس حدیث میں صرف ایک طہر ذکر کیا ہے اس کی

جواب یہ ہے کہ دو طہر محض اولویت اور افضلیت کے لئے ہیں ؛ ورنہ واجب صرف طہر کا حصول کافی  
ہے (دکرمانی)

## بَابُ حَسَنِ تَيْنِ طَلَّاقٍ دِينَ جَائِزٌ كَمَا

كَيُونَكُمُ اللَّهُ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِيَ : طَلَّاقٌ دَوَّارٌ تَكْ هِيَ - پھر مہجلائی  
کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ،

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس مریض کے بارے میں کہا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں  
دی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی طلاق پوری کرنے والی بیوی اس کی وارث ہو۔ شعبی نے کہا وہ وارث  
ہوگی۔ عبداللہ بن شبرمہ نے (شعبی سے) کہا کیا یہ عورت بعد نکاح کر سکتی ہے۔ شعبی  
نے کہا جی ہاں! نکاح کر سکتی ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا آپ بتائیں جب دوسرا شوہر مر گیا تو اس کی  
وارث ہوگی؟ یہ سن کر شعبی نے رجوع کر لینا۔

شرح : پہلے ہم باب کے عنوان کی وضاحت کرتے ہیں۔ شیعہ اور بعض ظاہری  
کہتے ہیں کہ جب کوئی ایک بار تین طلاقیں دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ؛

کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اشراف میں بعض مہتدعہ سے منقول ہے کہ جب تین طلاقیں



دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اشراف میں بعض مبتدعہ سے منقول ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی دے تو ایک طلاق واقع ہوگی ان کی دلیل یہ ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر سخت غمناک ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم نے کیسے طلاق دی۔ رکانہ نے کہا ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک ہی طلاق ہے اگر چاہتے ہو تو رجوع کر لو رکانہ نے رجوع کر لیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اور جب راوی اپنی روایت کے خلاف فتویٰ صادر کرے تو اس کے نزدیک روایت منسوخ ہوتی ہے۔ نیز ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قسم دی کہ اُس نے کیا ارادہ کیا تھا۔ رکانہ نے کہا یا رسول اللہ بخدا میرا ارادہ ایک طلاق تھا اور بار بار بار کہا بخدا! میرا ارادہ ایک طلاق تھا تو حضور نے ان کی بیوی ان کی طرف واپس کر دی پھر رکانہ نے دوسری طلاق عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دی اور تیسری طلاق عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دی؛ چونکہ رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور بتہ گناہات طلاق سے ہے اس میں طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے کہ اگر ایک طلاق کی نیت کرے تو ایک ہی طلاق ہوگی اگر دو کی نیت کرے تب بھی ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین کی نیت کرے تو تین طلاقیں ہوں گی۔ جب رکانہ نے قسم کھا کر کہا کہ اُس نے ایک طلاق کی نیت کی تھی تو یہ کہنا غلط ہوا کہ اس نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں۔

ابو داؤد نے اس حدیث کو صحیح تر کہا ہے۔ ابو داؤد نے ابن مجاہد کے طریق سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی کہ ابن مجاہد نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا اُس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ یہ سن کر پہلے ابن عباس خاموش رہے یہاں تک کہ میرا یہ گمان ہوا کہ ابن عباس اس کی بیوی اس کو واپس کر دیں گے پھر فرمایا تم میں سے بعض لوگ حماقت پر سوار ہوتے ہیں پھر آکر مجھے کہتے ہیں یا ابن عباس یا ابن عباس! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا، جو اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے کوئی راہ نکال دیتا ہے تو اللہ سے نہیں ڈرا میں تیرے لئے کوئی راہ نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے تیری بیوی تجھ سے بائیں مغلف ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے طریق سے ابن عباس سے مروی ہے کہ جو شخص ایک بار تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ مؤطا میں ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاق دی ہے۔ آپ کا اس میں کیا فتویٰ ہے۔ ابن عباس نے کہا تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور



۹۷ طلاقوں میں تو نے اللہ کی آیات سے استہزاء کیا۔

جمہور علماء تابعین اور اُن کے بعد تبع تابعین اوزاعی، نخعی، ثوری، ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ امام مالک اور اُن کے تلامذہ امام شافعی اور اُن کے تلامذہ امام احمد اور اُن کے تلامذہ، اسحاق، ابوہریرہ اور ابو عبیدہ اور دیگر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو اپنی بیوی کو ایک ہی بار تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں، لیکن گنہگار ہوگا۔ اُنھوں نے کہا جو اس مذہب کی مخالفت کرے وہ اہل سنت کے خلاف ہے۔ مسلم میں ابن عباس کی حدیث کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ابوہریرہ صدیق کے عہد اور دو سال عمر فاروق کے عہد خلافت میں تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے ایک کام میں جلدی کرنی شروع کر دی ہے جس میں ان کو سہولت تھی اگر ہم یہ ان پر جاری کر دیں تو اچھا ہوگا اور ان پر جاری کر دیا،

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شروع اسلام میں جب کوئی اپنی بیوی سے کہتا تھا طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق ہے تو تائید کیا نئی طلاق کی نیت نہ کی تو ایک ہی طلاق کے وقوع کا حکم دیا جاتا تھا کیونکہ وہ دوسری بار سے نئی طلاق کا ارادہ نہ کرتے تھے تو غالب یہی ہوتا تھا کہ وہ دوسری اور تیسری بار سے پہلی طلاق کی تاکید کرتا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگ یہ صیغہ بکثرت استعمال کرتے تھے اور دوسری اور تیسری بار سے نئی طلاق کا ارادہ کرتے تھے تو عمر فاروق نے تین طلاقوں کا حکم جاری کر دیا بعض علماء نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ اس سے ایک طلاق واقع کرتے تھے پھر عمر فاروق کے زمانہ میں وہ ایک ہی بار تین طلاقیں واقع کرنے لگے تو عمر فاروق نے اسے نافذ کر دیا۔ اس تقدیر پر یہ لوگوں کی عادت کے اختلاف کی خبر ہے۔ ایک مسئلہ میں حکم کی تبدیلی نہیں۔

امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے اس آدمی کے متعلق جو باکرہ کو تین طلاقیں دے۔ کہا وہ اس کے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔ بہر کیف امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل اور ان کے ساتھیوں سب کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، لیکن اخاف کہتے ہیں یہ بدعی طلاق ہے، چنانچہ دارقطنی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو کیا ہوتا حضور نے فرمایا اس وقت تو اپنے رب کی نافرمانی کرتا اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہو جاتی۔ نیز طلاق میں تین کا عدد اس لئے رکھا گیا ہے کہ طلاق سے ندامت کے بعد تدارک ہو سکے کیونکہ اگر اس نے ایک طلاق دی اور بعد میں نادم ہوا تو رجوع کرے اور اگر تین طلاقیں دیں تو نادم ہونے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور فوت کردہ واپس نہ کر سکے گا۔



امام طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ ابن عباس کی حدیث منسوخ ہے؛ کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں سنیرا مبارک :  
اے لوگو! طلاق کے بارے میں تمہیں سہولت تھی۔ اب جس نے طلاق میں اللہ کی سہولت سے جلدی کی ہم اس کو طلاق لازم کر دیں گے۔ اسے امام طحاوی نے صحیح اسناد سے روایت کیا اور ان صحابہ کرام سے خطاب کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں جہالت تھے کہ ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر تمام صحابہ کرام خاموش رہے کسی نے عمر فاروق کے فیصلہ کو مسترد نہ کیا تو یہ ان کا تین طلاقیں کے وقوع پر اجماع منعقد ہوا جس نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چند اشیاء کے معافی تھے۔ صحابہ کرام نے آپ کے بعد ان معافی کا خلاف کیا جو پہلے حکم کا ناسخ ہوا؛ چنانچہ پہلے اہبات الاولاد کی بیع کی جاتی تھی اور شراب میں کوڑوں کی حد مقرر نہ تھی۔ صحابہ کرام نے اہبات الاولاد کی بیع جرم قرار دیا اور شراب کی حد استی (۸۰) کوڑے مقرر کی۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ناسخ ہو سکتا ہے؛ کیونکہ جب خبر مشہور سے نسخ جائز ہے تو صحابہ کے اجماع سے بطریق اولیٰ جائز ہے؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کو کوئی نص ملا ہو جو پہلے حکم کا ناسخ ہو اور وہ ہم تک نہ پہنچا ہو۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طحاوی نے چند احادیث روایت کی ہیں جو ان کی روایت کی تفسیح کرتی ہیں؛ چنانچہ اعمش نے مالک بن عمارت سے روایت کی کہ ایک آدمی ابن عباس کے پاس آیا اور کہا میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اور شیطان کی اطاعت کی ہے اس کے لئے اب کوئی راہ باقی نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حق یہی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی شئی معلوم کی ہو پھر وہ منسوخ ہو گئی ہو؛ کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی روایت نہیں کرتے جس کی وہ بعد میں مخالفت کریں معلوم ہوا کہ ابن عباس کا پہلی روایت کے خلاف فیصلہ اس روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرِوْفٍ اَوْ تَسْرِيْهِ بِاِحْسَانٍ  
طلاق دوبار تک ہے۔ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا یا نکوئی کے  
ساتھ چھوڑ دینا ہے،،



اس آیت کریمہ سے استدلال اس طرح ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ طلاق دوبارہ ہے جب دو طلاقوں کو جمع کرنا جائز ہے تو تین کو بھی جمع کرنا جائز ہے۔ علامہ عینی نے کہا احسن یہ ہے کہ اَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ، عام ہے ایک دفعہ تینوں کو شامل ہے ابن ابی حاتم نے یونس بن عبد الاعلیٰ ابن وہب، سفیان ثوری، اسماعیل بن سبیح اور ابوزرین سے روایت کی کہ ایک آدمی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! امساک بمعروف و تسریح باحسان کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ تیسری طلاق کوئی ہے۔ آپ نے فرمایا تسریح باحسان ہے یہ اسناد صحیح ہے لیکن مرسل ہے۔ ابن مردویہ نے اپنے اسناد سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ ایک آدمی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے طلاق دوبارہ ذکر کی ہے۔ تیسری کوئی طلاق ہے حضور نے فرمایا تیسری اِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ، ہے۔

### قَالَ ابْنُ زُبَيْرٍ فِي مَرِيضٍ طَلَّقَ لَا أَرَى أَنْ تَرِثَ مَبْتُوتَتُهُ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس مریض کے متعلق جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے میں نہیں دیکھتا کہ وہ اس کی وارث ہو بٹہ طلاق میں تین کی نیت ہو تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور تین طلاقیں کے بعد بیوی شوہر کے درمیان زوجیت کا علاقہ نہیں رہتا۔

شعبی نے کہا جب مبتوتہ کی عدت پوری ہو جائے اور اس کا شوہر زندہ ہو تو اس کی وارث ہوگی ابن شبرمہ نے کہا اگر عدت پوری ہو جائے تو کیا وہ نکاح کر سکتی ہے؟ شعبی نے کہا ہاں نکاح کر سکتی ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا مجھے خبر دیں اگر دوسرا شوہر بھی مر جائے تو اس کی وارث ہوگی؟ اس طرح وہ دو شوہروں کی ایک ہی حالت میں وارث ہوگی۔ شعبی نے یہ سن کر رجوع کر لیا۔ اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے مرض موت میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تاکہ وہ اس کی وارث نہ ہو ابھی وہ زندہ تھا کہ عدت پوری گئی۔ شعبی نے کہا وہ اس کی وارث ہوگی۔ ابن شبرمہ نے کہا کیا وہ نکاح کر سکتی ہے؟ جبکہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور پہلا شوہر ابھی زندہ ہے۔ شعبی نے کہا جی ہاں نکاح کر سکتی ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا اگر دوسرا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی بھی وارث ہوگی تو لازم آئے گا کہ ایک حالت میں دو خاوندوں کی وارث ہو۔ یہ سن کر شعبی نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔ ”ابن شبرمہ“ کوفہ کے قاضی تھے تابعی ہیں ان کا نام عبداللہ ہے۔ الحاصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے عنوان سے ظاہریوں، روافض اور حجاج بن اوطاة کا رد کیا ہے۔ جن کے نزدیک ایک دفعہ تین طلاقیں دینے سے طلاق ہی نہیں ہوتی یا ایک طلاق ہوتی ہے۔



۴۹۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَيْرَ  
الْعَجَلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا  
عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَلَهُ فَنَقَلُونَهُ  
أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلِّ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ  
عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ  
إِلَى أَهْلِهِ جَاءَ عُمَيْرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُ عَنْهَا قَالَ عُمَيْرٌ وَاللَّهِ

۴۹۲۲۔ ترجمہ : عومیر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے تو ان  
سے کہا اے عاصم ایک مرد کی خبر دو جو اپنی بیوی کے ساتھ  
کسی مرد کو پائے۔ کیا اس کو قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دو گھر بار وہ کیا کرے اے عاصم اس کے  
متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے پوچھو عاصم نے اس کے متعلق جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا ضرورت مسائل کو پسند نہ کرتے تھے  
اور ان کو معیوب جانتے تھے حتیٰ کہ عاصم پر وہ چیز شاق گزری جو انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے سنا تھا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو عومیر آگئے اور کہا اے عاصم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے تمہیں کیا فرمایا ہے۔ عاصم نے کہا تو میرے پاس اچھی چیز نہیں لایا۔ جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے سوال عرض کیا ہے۔ حضور نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ عومیر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا حتیٰ کہ



لَا أَنْتَهَى حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُمَيْرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ  
 رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَتْلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ  
 يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ  
 وَفِي صَاحِبَتِكَ فَادْهَبْ فَأْتِ بِمَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَا عَنَّا وَ أَنَا  
 مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا  
 قَالَ عُمَيْرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَقْتُهَا  
 ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ  
 شَهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَا عَيْنِينَ۔

آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گا۔ پس عومیر (در بار رسالت میں) آئے جبکہ آپ لوگوں میں تشریف فرما  
 تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد  
 کو دیکھے کیا اس کو قتل کر دے؟ تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا وہ کس طرح کرے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے جاؤ!  
 اپنی بیوی کو لے کر آؤ! سہل نے کہا دونوں بیوی خاوند نے لعان کیا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے پاس لوگوں کے ساتھ تھا جب دونوں لعان سے فاسخ ہوئے تو عومیر نے کہا یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اب روکوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے  
 کہا یہ واقعہ متلا عنان کا طریقہ ہے۔

شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ عومیر  
 نے بیوی کو تین طلاقیں دیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو

نافذ العمل کیا۔ معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک دفعہ تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ حدیث ۴۲۷۹ کی شرح دیکھیں  
 (تفسیر سورہ نور)



۴۹۲۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي  
 اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ  
 ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ الْقُرْطُبِيَّ  
 جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبِتَّ طَلَاقِي وَإِنِّي نَكَحْتُ  
 بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرْطُبِيَّ وَإِنَّمَا مَعَهُ  
 مِثْلُ الْهَذْبَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكَ  
 تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكَ  
 وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ

۴۹۲۳ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین  
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی رفاعہ قرظی کی عورت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! رفاعہ  
 نے مجھے طلاق دی ہے پس بٹہ طلاق دی ہے (ایک بار تین طلاقیں دی ہیں) میں نے اس کے بعد عبد الرحمن  
 ابن زبیر قرظی سے نکاح کیا۔ اس کے پاس صرف کپڑے کے پھندے کی مانند ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا شائد تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی طرف واپس چلی جائے تو اس کی طرف رجوع نہیں  
 کر سکتی حتیٰ کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس کا مزہ چکھے

۴۹۲۳ — شرح : بٹہ طَلَاقِي، یعنی اُس نے کلیتہً تعلق قطع کر دیا ہے

یعنی اس کو ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدی ہیں عُسَيْلَتِہ  
 بمعنی جماع ہے۔ یعنی تو پہلے شوہر کی طرف واپس نہیں جاسکتی۔ جب تک دوسرا شوہر تجھ سے  
 جماع نہ کرے۔ فقہاء نے اس جماع میں انزال شرط نہیں اگر التقاء ختائین ہو جائے تو کیا پہلے شوہر  
 کے لئے حلال ہو جائے گی؛ کیونکہ التقاء ختان سے زنا کی صورت میں حد واجب ہوتی ہے۔ روزہ



۴۹۲۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا

يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ  
عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ  
فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ قَالَ  
لَوْ حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ

### بَابُ مِنْ خَيْرِ نِسَاءٍ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى قُلْ لَا زَوَاجَ لَكَ إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ  
وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُمْ وَاسْتَرْحِمْكُمْ سَرَّاحًا جَمِيدًا

فاسد ہو جاتا ہے ہر پورا دینا پڑتا ہے اور زوجین محسن قرار پاتے ہیں اور حج فاسد ہو جاتا ہے اگر  
دوسرے شوہر سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ پہلے کے لئے حلال ہو جائے تو امام ابو حنیفہ  
رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوسرا نکاح صحیح اور شرط باطل ہے اور وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائیگی  
اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد د "لَعَنَ اللَّهُ الْمُحِلَّ وَالْمُحِلَّلَ لَهُ" زجر و شہید  
پر محمول ہے۔ کذا قال الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴۹۲۲۔ توجہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے  
اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ اُس نے کسی اور شخص سے نکاح کیا  
اور اُس نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ پہلے شوہر  
کے لئے حلال ہو گئی فرمایا نہیں حتیٰ کہ وہ اس سے جماع کرے جیسے پہلے شوہر نے جماع کیا تھا۔

۴۹۲۲۔ شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ  
ایک دفعہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، کیونکہ طلاق امر نہ ثلاثا  
کا قیادہ معنی یہی ہے کہ ایک ہی بار تین طلاقیں دیں۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں  
دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں اس طرح عنوان سے بھی مطابقت واضح ہے۔



۴۹۲۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ  
 الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ  
 أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 بِتَحْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ أَبِي فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ  
 أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكَ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَوَيَّ  
 لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ خَلِّ  
 ثَنَا وَهَ يَا مَاهَا السَّيِّئُ قُلْ لِرِزْوَانِكَ إِنْ كُنْتِ تَرْضَيْنَ الْحَيَاةَ  
 الدُّنْيَا إِلَى قَوْلِهِ أَجْرًا عَظِيمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ  
 أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْدارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ  
 أَزْوَاجُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ

## باب — جس نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے میرے محبوب! اپنی بیویوں سے فرمادیجئے  
 اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مشعہ طلاق  
 دیتا ہوں اور تمہیں ابھی طرح چھوڑے دیتا ہوں۔

۴۹۲۵ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا تو آپ نے اس



۴۹۲۶ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قَالٍ  
 حَدَّثَنَا الْأَوْعَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ  
 قَالَتْ خَيْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْتَرْنَا اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
 فَلَمْ يُعَدَّ ذَلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
 عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ  
 عَنِ الْخَيْرَةِ فَقَالَتْ خَيْرُنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَكَانَ طَلَاقًا  
 قَالَ مَسْرُوقٌ لَا أَبَالِي خَيْرُهَا وَاحِدَةٌ أَوْ مِائَةٌ بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي

اختیار کو کچھ بھی شمار نہ کیا (یعنی یہ نجس طلاق نہ تھی)

۴۹۲۶ — ترجمہ : مسروق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ام المؤمنین  
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحنیر کے متعلق دریافت کیا ام المؤمنین  
 نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا کیا وہ طلاق تھی؟ مسروق نے کہا میں پر وہاں نہیں  
 کرتا کہ میں اُس کو ایک بار یا سو بار اختیار دوں جبکہ وہ مجھے اختیار کر لے۔

۴۹۲۶ — شرح : یعنی مسروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت  
 کیا کہ اگر شخص اپنی بیوی کو طلاق اور عدم طلاق میں اختیار دے

کیا یہ اختیار دینا طلاق شمار ہوگا یا نہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ہمیں اختیار دیا تھا اور وہ طلاق نہ تھی یعنی اختیار دینا طلاق نہ تھی اگرچہ سو بار اختیار دے جبکہ عورت  
 اپنے شوہر کو اختیار کرے۔ اسی لئے مسروق نے کہا کہ مجھے یہ پر وہاں نہیں کہ میں اپنی بیوی کو ایک بار یا  
 سو بار اختیار دوں اور وہ مجھے اختیار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ائمہ الفتویٰ کا یہی قول ہے۔ عمر فاروق  
 اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔  
 ان کا ایک قول یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگر اپنے شوہر کو اختیار کیا تو کوئی شئی واقع نہ ہوگی۔  
 اخاف کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے اپنا نفس اختیار کر لیا اور شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق  
 بائنہ واقع ہوگی۔



بَابُ إِذَا قَالَ فَارُقْتُكَ أَوْ سَرَّحْتُكَ أَوِ الْخَلِيَّةُ  
 أَوِ الْبَرِيَّةُ أَوْ مَا عَنِ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلَى نِيَّتِهِ  
 وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَرَّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَقَالَ وَأَسْرَحِكُنَّ  
 سَرَاحًا جَمِيلًا وَقَالَ فَاْمَسَاكِي مَعْرُوفٌ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ  
 وَقَالَ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَوِي لَمْ يَكُونَا يَمُرَانِي بِفِرَاقِهِ

**باب** اگر اپنی بیوی کو کہے میں نے تجھے جدا کر دیا  
 یا تجھے چھوڑا یا کہے تو رہا کی ہوئی ہے یا تو بیزار کی ہوئی ہے  
 یا وہ الفاظ کہنے جس سے طلاق کا ارادہ کیا جا سکتا ہو تو وہ اس  
 کی نیت پر موقوف ہے !

**شرح :** یعنی اگر شوہر کہے فَارُقْتُكَ، سَرَّحْتُكَ یا کہے انت خَلِيَّةٌ یا کہے  
 انت بَرِيَّةٌ یا جس لفظ سے طلاق مراد ہو یہ کنایات طلاق ہیں اگر ان میں طلاق کی نیت کرے تو طلاق  
 ہوگی ورنہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ کنایات نکاح نہیں کیونکہ نکاح گواہوں کے بغیر جائز نہیں اور طلاق  
 گواہوں کے بغیر واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بیوی سے کہا اَنْتِ خَلِيَّةٌ یا کہا بَرِيَّةٌ، تو خالی ہے تو بری ہے  
 امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا اس میں نیت کا اعتبار ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی یا دو طلاقوں  
 کی نیت کی تو ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی اور اگر تین طلاقوں کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! سَرَّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا الخ یعنی ان کو اچھی طرح  
 چھوڑو اور فرمایا :



**بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ**  
 قَالَ الْحُسَيْنُ نَبِيَّتُهُ وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ إِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حُرِّمَتْ  
 عَلَيْهِ فَسَمَوُهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ وَلَيْسَ هَذَا كَالَّذِي  
 يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ لِبَطْعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَيُقَالُ  
 لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلَاثٌ لَا تُحِلُّ لَهَا حَتَّى تَنْكِحَ  
 زَوْجًا غَيْرَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ  
 عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهَذَا فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا حُرِّمَتْ حَتَّى  
 تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

میں تمہیں اچھی طرح چھوڑتا ہوں اور فرمایا پس نیکوئی سے روک رکھے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے اور  
 فرمایا یا ان کو نیکوئی سے جدا کر دو! ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے  
 کہ میرے ماں باپ مجھے آپ سے جدا ہونے کا مشورہ نہ دیں گے۔

**شرح** : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان میں فارق تکتک، سرحتک الفاظ  
 ذکر کئے تھے۔ اب ان کے مطابق وہ آیات ذکر کرتے ہیں جن میں یہ الفاظ  
 ہیں۔ سراح جمیل اور مفارقت سے مفارقت طلاق کے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں اگر نیت  
 طلاق ہوگی تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ ورنہ کوئی شئی واقع نہ ہوگی۔

**بَابُ حَسَنِ بَصْرِيِّ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ بِأَنَّ بَيْوتَ الْحَرَامِ حَرَامٌ**

حسن بصری نے کہا اگر بیوی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے طلاق کے وقوع یا عدم وقوع میں اس کی  
 نیت کا اعتبار ہے اور اہل علم نے کہا اگر تین طلاقیں دیں تو اس پر حرام ہوگئی۔ انھوں نے بیوی کو طلاق



اور جدائی کے باعث حرام کہا۔ یہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو اپنے لئے کھانا حرام کرتا ہے۔ کیونکہ حلال طعام کو حرام نہیں کہا جاتا اور مطلقہ کو حرام کہا جاتا ہے اور طلاق ثلاثہ میں شوہر کے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ اس کے غیر سے نکاح کرے۔

لیث نے نافع سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو بیوی کو تین طلاقیں دے تو انہوں نے کہا اگر ایک یا دو طلاقیں دیتا تو بہتر ہوتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا تھا اور اگر اس کو تین طلاقیں دیں تو حرام ہوگئی حتیٰ کہ وہ تیسرے غیر سے نکاح کرے۔

**شرح :** انت علی حرام ، میں علمائے کرام کے کئی اقوال ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور آپ کے

اصحاب کہتے ہیں۔ اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک بائٹہ ہوگی۔ اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی اور وہ مغلطہ ہو جائے گی اور اگر قسم کی نیت کی تو قسم ہوگی اس کا کفارہ دے گا اور اگر فرقت اور قسم کی نیت نہ کی تو جھوٹ ہوگا۔ ہاں اگر دو کی نیت کی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر طلاق کی نیت نہ کی تو قسم ہوگی۔ اس کا کفارہ ادا کرے گا۔

**قَالَ اهل العلم** امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کا عنوان مد من قال لامرئہ انت علی حرام ، ذکر کیا لیکن اس کا جواب ذکر نہ کیا اس لئے

**قَالَ اهل العلم** سے جواب کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی تحریم حلال اپنے اطلاق پر نہیں کیونکہ جو کوئی بیوی کو تین طلاقیں دے وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

حرمت علیہ ، کا یہی معنی ہے۔ فقہانے اس کا نام حرام بالطلاق رکھا ہے اور جس نے اپنے لئے طعام کھانا حرام کر دیا وہ اس پر حرام نہ ہوگا اور طلاق ثلاثہ کا حکم اور تحریم طعام کا حکم ایک نہیں کیونکہ تین طلاقیں سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اور کھانا حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا** ، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَاتٍ مَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ** ، یعنی دونوں مسئلوں میں فرق ہے اور تحریم مباح قسم ہے۔ امام بخاری نے اس سے ان لوگوں کا رد کیا جو ان میں فرق نہیں کرتے۔

**قَالَ الْكِتَابُ** الخ اس سے اہل علم (فقہاء) کے کلام کی تائید کی کہ اگر بیوی کو تین طلاقیں دیں تو اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس پر حرام کا اطلاق کیا۔ **قَوْلُهُ لَوْ طَلَّقْتَ مَرْءَةً اَوْ مَرَّتَيْنِ** ، اگر کوئی شرط کے لئے ہے تو جواب محذوف ہے اور وہ **لَكَانَ خَيْرًا لَّكَ** ہے اگر تمہاری کے لئے ہے تو جواب کی ضرورت نہیں یعنی انہوں نے کہا تو ایک یا دو طلاقیں دیتا۔ بعض نے کہا اگر کوئی شرط کے لئے تو اس کا جواب **لَكَانَ لَكَ الرَّجْعَةُ** ، لیکن اس کا معنی اور **لَكَ خَيْرًا** کا معنی واحد ہے یہ اس لئے کہ اس وقت اس کی بہتری ہے اور رجوع کر سکتا ہے لیکن جب تین طلاقیں دیں تو رجوع نہیں ہو سکتا۔



## ۴۹۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ

قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا  
وَكَانَ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ  
تُرِيدُهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي وَإِنِّي  
تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ  
الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرُبْنِي إِلَّا هَنَةً وَاحِدَةً وَلَمْ يَصِلْ  
مَنِي إِلَى شَيْءٍ أَفَاحِلُ لَزَوْجِي الْأَوَّلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِينَ لَزَوْجِكَ الْأَوَّلِ حَتَّى يَذُوقَ  
الْآخِرَ عَسَيْتَ لَكَ وَتَذُوقِي عَسَيْتَ لَنَّهُ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک آدمی نے اپنی  
بیوی کو طلاق دی تو اُس نے اس کے غیر سے نکاح کر لیا پھر

اُس نے بھی طلاق دیدی اور اس کے ساتھ کپڑے کے پھندنے کی طرح تھا (نامرد تھا) اس سے کچھ  
نہ پاسکی جو اس کا ارادہ تھا وہ بھٹوڑی دیر نہ بھڑی ہوگی۔ کہ اس کو طلاق دیدی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے  
اور میں نے اس کے غیر سے نکاح کیا وہ میرے پاس آیا جبکہ اس کے ساتھ کپڑے کے پھندنے کی  
طرح تھا اُس نے میرے ساتھ صرف ایک دفعہ وطی کی اور مجھ سے کچھ نہ پاسکا ہے کیا میں پہلے شوہر  
کے لئے حلال ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں یہاں تک  
کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے لطف اندوز ہو۔



## بَابُ لِمَ تَحَرَّمَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۴۹۲۸ حَدِيثِي

۴۹۲۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ اُس نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں تو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔ آپ نے تین طلاقیں کے بعد حرام کا اطلاق کیا ہے پس وہ حرام بالطلاق ہے۔ نیز اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایک دفعہ تین طلاقیں دی جائیں تو عورت حرام منغلظہ ہو جاتی ہے۔ اور تحلیل کے بغیر پہلے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اس عورت کا شوہر رفاعہ قرظی تھا اور دوسرا شوہر عبدالرحمن بن زبیر تھا۔ ابن تین نے کہا حنہ کے معنی یہ ہے کہ اُس نے صرف ایک بار جماع کیا ہے۔ خلیل نے کہا ”حنہ“ ایسی شئی سے کنا یہ ہے جس کا نام لیتے مشرم آتی ہے۔ اس عورت کا نام نمیمہ بنت دعب تھا۔

قولہ لم یصل منی الی شئی، صاحب مصابیح نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اُس نے صرف ایک بار بھی جماع نہیں کیا اور الا حنہ واحدة، کے معنی یہ ہیں کہ اُس نے جماع کے ارادے سے میرے پاس آنے کا ارادہ ایک ہی بار کیا۔ ہاں اگر اس کا معنی یہ ہو کہ اُس نے آلہ تناسل نرم ہونے اور جماع پر قادر نہ ہونے کے باعث پوری طرح جماع نہیں کیا۔ لہذا فلم یقر بنی الا حنہ واحدة اور لم یصل منی الی شئی میں مخالفت نہیں ہے یعنی ایک بار جماع کیا اور سیر نہ ہوا، کیونکہ وہ جماع پر قادر نہ تھا۔

## بَابُ تَمَّ اِپْنِے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو

وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی،

تفسیر : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما ہوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں حضور نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سرفراز خدمت کیا۔ یہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا پر گراں گزرا حضور نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے۔ اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امور امت کے مالک ابوبکر و عمر ہوں گے رضی اللہ عنہم وہ اس سے خوش ہو گئیں اور نہایت خوشی میں انھوں نے یہ تمام گفتگو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل



۲۹۲۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَاحٍ سَمِعَ الرَّبِيعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَمْعَةَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِذَا حَرَّمَ امْرَأَةٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کرتے ہیں۔ اپنی بیبیوں حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی رضا جوئی کے لئے ؟ اس آیت کے شان نزول میں ایک قول یہ ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ شہید پیش کرتیں۔ اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ شئی ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کو ناگوار گذری اور انہیں رشک ہوا اُحفوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے دہن مبارک سے مغفیر کی بو آتی ہے اور مغفیر کی بو حضور کو ناپسند بھی چنانچہ ایسا کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا منشا معلوم تھا کہ مغفیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں شہد میں نے پایا ہے۔ اس کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرمادیتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ تحریم ماریہ میں نازل ہوئی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ، اسی اعتبار سے ہے ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو کوئی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرے اور کہے اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ،

یہ کوئی شئی نہیں تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوۂ حسنہ ہے۔  
 شرح: یعنی یہ قول: اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ، کوئی شئی نہیں اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا۔  
 ۲۹۲۸۔ حدیث ۴۵۹۱ کی شرح دیکھیں۔ سورۃ تحریم



۴۹۲۹۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
 حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ  
 يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُمَكِّثُ  
 عِنْدَ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرِبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَّيْتُ أَنَا  
 وَحَفْصَةُ إِنِّي آتَيْتُنَا دَخَلْ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ  
 إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرٍ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَيَّ أَحَدُهُمَا  
 فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ  
 وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَتَزَلْتُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ إِلَى  
 أَنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَإِذَا أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ  
 أَزْوَاجِهِ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَغَافِيرُ  
 شَبِيهٌ بِالضَّمْرِ يَكُونُ فِي الرَّمْثِ فِيهِ حَلَاوَةٌ تُغْفَرُ الرَّمْثُ إِذَا  
 ظَهَرَ فِيهِ وَاحِدًا مَا مَغْفُورٌ وَيُقَالُ مَغَافِيرٌ

۴۹۲۹۔ ترجمہ : عبید بن عمیر نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
 سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے  
 پاس ٹھہرتے اور ان کے پاس شہد پیتے تھے میں نے اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور  
 تشریف لائیں۔ وہ کہے میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں چنانچہ دونوں میں سے ایک کے پاس تشریف  
 گئے تو انھوں نے آپ سے یہ کہا آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد  
 پیا ہے اور آئندہ نہیں پیوں گا تو یہ استکرامیہ : يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ  
 إِنَّ تَتُوبَا تَكْ نَازِلْ هُوَتْی۔ یہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا اور جب اپنی بیوی سے تحفہ  
 گفتگو کی، چنانچہ فرمایا : بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا ،



۴۹۲۰۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ  
ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحُلُوءَ وَكَانَ إِذَا  
انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ أَحَدِهِنَّ فَدَخَلَ  
عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَمَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَعَرِثُ  
فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةً مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً  
مِنْ عَسَلٍ فَسَقَّتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ  
أَمَا وَاللَّهِ لَنَتَّخِلَنَّ لَهُ فَقُلْتُ لِسُودَةَ بِنْتُ زَمْعَةَ إِنَّهُ سَيَدْنُو  
مِنْكَ فَإِذَا دَنَا مِنْكَ فَقُولِي أَكَلْتُ مَغَافِرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكَ لَا  
فَقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكَ سَقَتْنِي

۴۹۲۹۔ شرح : مغافیر مغفور بضم المیم کی جمع ہے۔ اس کی خوشبو اچھی نہیں ہوتی۔  
کرمائی نے کہا مغفور بضم المیم بہت کم آتا ہے۔ بعض نے کہا یہ مغفایہ  
کی جمع ہے اور وہ گوند کی قسم ہے جو بعض درختوں سے نکالی جاتی ہے۔ اور پانی سے ملا کر پی جاتی ہے۔ اس کی  
بو ناپسند ہو جاتی ہے۔ امام بخاری نے کہا مغافیر گوند کے مشابہ ہے۔ اس میں قدرے شیرینی ہوتی ہے۔  
توجہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم شہد اور بیٹھی شئی کو بہت پسند فرماتے تھے اور جب عصر کی  
نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے قریب تشریف  
فرما ہوتے حضور حفصہ بنت عمر کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس معمول کی نسبت زیادہ کھڑے مجھے  
غیرت آئی تو میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے کہا گیا انہیں ان کی قوم سے کسی نے شہد کی چھوٹی سی مشک بھیجی  
ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کچھ پلایا ہے۔ میں نے کہا بخدا! میں آپ کے لئے  
کوئی جیلہ کرتی ہوں تو میں نے سودہ بنت زمعہ سے کہا کہ حضور عنقریب تمہارے پاس تشریف لائیں گے جب تمہارے



حَفْصَةُ شَرِبَتْ عَسَلٍ فَقُولِي لِي جَدَسْتُ نَحْلَهُ الْعَرْفُطَ وَسَاوُلُ  
 ذَٰلِكَ وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَٰلِكَ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ  
 إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَكَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتَنِي فَرَقَامُنْكَ  
 فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لِي سَوْدَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلْتُ مَغَافِرَ قَالَ لَا قَالَتْ  
 فِيمَا هَذِهِ الرَّيْحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَيْتُ حَفْصَةَ شَرِبَتْ عَسَلٍ  
 فَقَالَتْ جَدَسْتُ نَحْلَهُ الْعَرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوُ ذَٰلِكَ  
 فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ صَفِيَّةُ قَالَتْ لَهُ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ حَفْصَةُ  
 قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ قَالَتْ  
 تَقُولُ سَوْدَةُ وَاللَّهِ لَقَدْ حَرَمْنَا هَٰذَا قُلْتُ لَهَا أَسْكَنْتِي

قریب آئیں تو کہو آپ نے مغایر کھایا ہے؟ تو آپ فرمائیں گے نہیں پھر آپ سے عرض کرو یہ بُوکیسی ہے جو میں  
 آپ سے پانی ہوں تو آپ فرمائیں گے مجھے حفصہ نے کچھ شہد پلایا ہے تو آپ سے عرض کرو کہ شاید مکھی نے  
 عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ میں بھی آپ سے یہی عرض کروں گی۔ اے صفیہ تم نے بھی یہی کہنا ہوگا۔ ام المؤمنین  
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ کہتی تھیں بخدا! ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر ہی قدم سمیٹ  
 لکھا تھا تو میں نے چالا کہ میں تمہارے ڈر سے آپ سے وہ عرض کر دوں جو مجھے تم نے کہا تھا پس جب اُن  
 کے قریب ہوئے تو سودہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مغایر کھایا ہے فرمایا نہیں۔  
 سودہ نے کہا یہ بُوکیسی ہے جو میں آپ سے پانی ہوں؟ فرمایا مجھے حفصہ نے کھوڑا سا شہد پلایا ہے۔ سودہ  
 نے کہا شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا۔ جب میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی اسی طرح عرض کیا جب صفیہ  
 کے پاس تشریف لے گئے تو اُنھوں نے بھی اسی طرح عرض کیا پھر جب حفصہ کے گھر تشریف لے گئے تو اُنھوں  
 نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو اس شہد سے نہ پلاؤں؟ فرمایا مجھے اس کی حاجت نہیں۔ اُنھوں نے  
 کہا سودہ کہتی ہیں بخدا! ہم نے اس کو حرام کر دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا خاموش رہو۔



۲۹۳۰

شرح : عبید بن عمیر کی حدیث اور اس حدیث میں بظاہر مخالفت ہے

کیونکہ عبید بن عمیر کی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پایا تھا اور ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ نے اس قول میں اتفاق کیا تھا اور اس وقت تحریم کی آیت کریمہ نازل ہوئی تھی اور فروہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ام المؤمنین حفصہ کے ہاتھ سے شہد پایا تھا۔ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ سے اتفاق کیا کہ جس کے قریب حضور تشریف لائیں وہ عرض کرے کہ آپ سے مغایر کی بوا آتی ہے کیا آپ نے مغایر کھایا ہے ؟ علامہ کرمانی نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں کہہ جائے یہ دونوں واقعہ علیحدہ علیحدہ وقوع پذیر ہوئے ہیں۔

اس طرح ان میں مخالفت نہیں رہتی ؛ لیکن یہ بات ظاہر غیر مخفی ہے کہ تعدد کی تقدیر پر ظاہر ہے کہ یہ دونوں واقعات آگے پیچھے ہوئے ہیں۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ پہلے ہوا تھا اور مذکور آیت کریمہ بھی پہلے واقعہ میں نازل ہوئی تھی۔ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں بھی اس آیت کریمہ کا مضمون

ہے۔ لہذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت نے دوسرے وقت اس کے خلاف عمل کیا اور حلال کو حرام اور یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ قسطلانی نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ عبید بن عمیر کی حدیث زیادہ مضبوط ہے ؛ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے موافق ہیں جبکہ متظاہرین عائشہ اور حفصہ میں اگر حفصہ کے پاس شہد پایا ہوتا تو وہ مظاہرہ میں ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ نہ ہوتیں اور راجح بھی یہ ہے کہ ام المؤمنین

زینب رضی اللہ عنہا کے گھر حضور نے شہد پایا تھا۔ سودہ کے گھر نہیں پایا تھا۔ کیونکہ عبید بن عمیر کا اسناد ابن ابی لمبکۃ کے اسناد سے قوی تر اور اثبت ہے اور کتاب الہبیہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کی دو جماعتیں تھیں ایک میں امہات المؤمنین عائشہ، سودہ، حفصہ اور صفیہ تھیں اور دوسری جماعت زینب بنت جحش، ام سلمہ اور باقی امہات المؤمنین پر مشتمل تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن

اسی لئے ام المؤمنین عائشہ کو ان پر رشک آیا کیونکہ وہ ان کی جماعت میں نہ تھیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبید بن عمیر کی روایت ظاہر قرآن کے موافق ہے ؛ کیونکہ قرآن کریم میں ہے : وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ

اور وہ صرف دو ہی ہیں زیادہ نہیں اور سدی کی تفسیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پایا تھا لیکن یہ روایت مرجوح ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ کیسے ہو سکتا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں جلیہ سازی کریں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں کی طبعی غیرت کا مقتضی ہے جس میں وہ مجبور ہوتی ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کے گھر کیسے تشریف

فرما ہوئے ؛ حالانکہ انھوں نے اپنی باری ام المؤمنین عائشہ کو ہبہ کر دی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف عادت آنا جانا ہوتا تھا اس کا باری سے تعلق نہیں یا ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ باری ہبہ کرنے سے پہلے کا ہو اس حدیث میں فوائد میں جنہیں علامہ نے ذکر کیا ہے اول یہ کہ غیرت عورتوں میں طبعی چیز ہے اور اس کی وجہ



## بَابُ لَا طَّلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا انْكِحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ  
 طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا  
 فَمَتَّعُوهُنَّ وَسَرَّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللَّهُ الطَّلَاقَ  
 بَعْدَ النِّكَاحِ وَيُرْوَى فِي ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ  
 وَإِلَى بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبَانَ بْنِ  
 عُمَانَ وَعَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْمٍ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ قَسَالِمٍ وَ  
 وَطَّائِسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَاءَ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ  
 ابْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٍ وَابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ  
 عُمَرُ بْنُ هَرِيرَةَ وَالشَّعْبَةَ أَنَّهُ لَا طَّلَاقَ

سے جملہ سازی ہوئی۔ دوم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ ہے۔ حتیٰ کہ ان کی  
 ہوکنیں ان سے خائف تھیں۔ سوم عورتوں کی باری کی تقسیم کا تعلق رات سے ہے۔ دن میں سب سے مل سکتے ہیں  
 بشرطیکہ جماع اسی بیوی سے ہو جس کی باری ہو۔ چہارم یہ کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جس شئی کے ذکر کرنے  
 میں شرم محسوس ہو وہاں کنایات کے الفاظ استعمال کئے جائیں جیسے اس حدیث میں ہے کہ سرور کو نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم دن میں ہر ایک بیوی کے قریب تشریف فرما ہوتے اس سے مراد بوس و کنار ہے محض قریب جانا ہی  
 مراد نہیں۔ پنجم اس میں ہر بیوی شہی اور شہد کی فضیلت ہے کیونکہ ان سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت  
 حق بیشمار ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں انتہائی صبر اور حلم تھا اور آپ بہت کریم تھے صلی اللہ علیہ وسلم !

## بَابُ نِكَاحِ كَرْنِ سَیْلِ طَّلَاقِ نَهْنِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح



کرو پھر ان کو مس کرنے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر عدت نہیں جس کو تم شمار کرو پس ان کو کچھ سامان دو اور ان کو اچھی طرح چھوڑ دو،  
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد کیا ہے  
اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، ابی بکر  
ابن عبد الرحمن، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، ابان بن عثمان، علی بن حسین، شریح  
سعید بن جبیر، قاسم، سالم، طاؤس، حسن بصری، عکرمہ، عطاء، عامر بن سعد  
جابر بن زید، نافع بن جبیر، محمد بن کعب، سلیمان بن یسار، مجاہد، قاسم بن  
عبد الرحمن، عمرو بن ہرم اور شعبی سے روایت کی گئی ہے کہ عورت کو نکاح  
سے پہلے طلاق نہیں دی جاتی،

**شرح :** علامہ کرمانی نے کہا اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ یہ بیان کریں کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق صحیح ہے۔ امام نے اخاف کا رد کیا ہے۔  
ان چوبیس فقہاء افاضل کے ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ قریب تھا کہ نکاح سے پہلے طلاق نہ ہونے پر اجماع ہو جاتا۔ یہ تمام حضرات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا تابعی ہیں۔ البتہ ابن ہرم تبع تابعی ہے۔  
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حنفیہ کا یہ مذہب نہیں کہ وجود نکاح سے پہلے طلاق ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔ کرمانی اور جنہوں نے کرمانی کی موافقت کی ان پر تعجب ہے کہ انہوں نے ایسا کلام کیسے کیا پھر بلا وجہ رد کیا اخاف تو مسئلہ تعلیق سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے اجنبیہ عورت سے کہا اگر میں تیرے ساتھ نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے جب اس سے نکاح کرے گا اخاف کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ شافعیہ کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا ابن آدم مالک نہیں اس میں نذر ماننا صحیح نہیں اور جس عورت کا مالک نہیں اس کو طلاق دینا صحیح نہیں اور جس شئی کا مالک نہیں اس کی بیع نہیں کر سکتا (ابن ماجہ) حنفیہ کہتے ہیں یہ شرط کے ساتھ معلق ہے اور وہ قسم ہے جس کی صحت محل کی ملکیت پر موقوف نہیں اور شرط کے موجود ہونے کے بعد



بَابُ إِذَا قَالَ لِامْرَأَةٍ وَهُوَ مُكْرَهُ هَذِهِ أُخْتِي فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِسَارَةَ هَذِهِ أُخْتِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

طلاق واقع ہو جائے گی تو یہ طلاق وجود نکاح کے بعد ہے اسے یہ مرکز نہیں کہا جاتا کہ یہ نکاح سے پہلے طلاق ہے۔ نکاح سے پہلے طلاق تو یہ ہے کہ کسی اجنبیہ عورت کے لئے تجھے طلاق ہے۔ یہ لغو کلام ہے اس کو طلاق قبل وجود نکاح کہا جاتا ہے اور مذکور حدیث کا معنی یہ ہے کہ نکاح کے وجود سے پہلے بالفعل طلاق نہیں اور اگر طلاق کو نکاح سے معلق کر دیا جائے تو اس صورت میں جب نکاح ہو گا تو طلاق واقع ہو گی۔ تنجیز اور تعلیق میں مانع ہے؛ کیونکہ معلق طلاق میں تعلیق کے وجود کے بعد طلاق ہوتی ہے۔ تو یہ طلاق نکاح کے بعد ہے اور تنجیز میں بالفعل طلاق ہوتی ہے اور اجنبیہ عورت کو بالفعل طلاق دینا جائز نہیں اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔

بَابُ اِگر کوئی جبر کی حالت میں اپنی بیوی سے کہے یہ میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا  
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارہ سے کہا یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ کی رضا کے لئے تھا،

سارہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا لاران کی بیٹی اور لوط علیہ السلام کی ہمیشہ عقیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کے متعلق فرمایا تھا یہ میری بہن ہے۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ شام میں قحط پڑا تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی سارہ اُمّ اسحاق علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو ساتھ لے کر مصر کی طرف تشریف لے گئے وہاں وہ فرعون تھا جو سب سے پہلے فرعون ہوا ہے اس کی عمر بہت لمبی تھی۔ سارہ بہت خوبصورت خاتون تھیں انہیں ایک شخص نے دیکھا تو فرعون سے ان کے حسن و جمال کا ذکر کیا فرعون نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغام بھیجا کہ یہ عورت کون ہے جو تمہارے



بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكَرَانِ وَالْمَجْنُونِ  
وَأَمْرُهُمَا وَالْغُلَطُ وَالنِّسْيَانُ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكَ وَغَيْرُهُ  
لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ أَمْرٍ  
مَا نَوَى وَتَلَا الشَّعْبِيُّ لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا وَمَا لَا يَحُوزُ  
مِنْ إِقْرَارِ الْمُؤَسَّسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي أَقَرَّ عَلَى

ساتھ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے؛ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کو ڈرتھا کہ اگر اُنہوں نے یہ فرمایا کہ  
میری بیوی ہے تو وہ قتل کر دے گا جب سارہ فرعون کے پاس تشریف لے گئیں تو اس نے سارہ کی  
طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ سینے تک خشک ہو گیا۔ فرعون نے کہا اپنے رب سے دعا کرو کہ ہاتھ صحیح  
ہو جائے۔ سارہ نے فرمایا اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کا ہاتھ درست کر دے۔ بعض نے کہا اس  
طرح کئی بار کیا جب کوئی چارہ کار گر نہ ہوا تو انہیں ایک لونڈی ہاجرہ دے کر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی طرف واپس بھیج دیا۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا قبطیہ لونڈی تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا کے لئے فرمایا تھا کہ سارہ میری بہن ہے؛ کیونکہ وہ آپ  
کی اسلامی بہن تھیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت سارہ کے سوا اس وقت کوئی مسلمان نہ  
تھا اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبر کی حالت میں کہا تھا؛ کیونکہ یہ ڈرتھا کہ اگر فرعون کے حکم  
کی مخالفت کی تو وہ قتل کر دے گا؛ کیونکہ وہ تھوڑی سی مخالفت پر قتل کر دیتا تھا۔ لہذا ابراہیم  
علیہ السلام بہن کہنے میں مجبور تھے۔

بَابُ أَكْرَاهٍ فِي طَلَقِ الْحَكْمِ، مُكْرَهٍ، نَشْءٍ كَرِهٍ وَالْأَ  
وَرِ مَجْنُونٍ كَالْحَكْمِ أَوْ رَانَ دُونِ كَالْحَكْمِ، طَلَقٍ فِي غُلَطٍ  
أَوْ نَسْيَانٍ كَالْحَكْمِ أَوْ شِرْكَ وَغَيْرِهِ كَالْحَكْمِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عمل کا دارِ نیت پر ہے اور ہر انسان کے لئے



نَفْسِهِ أَبَاكَ جُنُونٌ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْرَةَ خَوَاصِرُ شَارِفِي فَطَفِقَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْرَةَ فَإِذَا حَمْرَةُ قَدْ ثَمَلَ مُحَمَّرَةٌ  
 عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ حَمْرَةُ وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدُ لِأَبِي فَعَرَفَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ قَدْ ثَمَلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ وَقَالَ  
 عُثْمَانُ لَيْسَ لِجُنُونٍ وَلَا لِسُكَرَانَ طَلَاقٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
 طَلَاقُ السُّكَرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهَ لَيْسَ بِجَائِزٍ وَقَالَ عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ  
 لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الْمَوْسُوسِ وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا بَدَأَ بِالطَّلَاقِ فَلَهُ  
 شَرْطُهُ وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَثَّةَ إِنْ خَرَجَتْ  
 فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بَثَّتْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ  
 بِشَيْءٍ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا أَوْ كَذَا فَأَمْرَاتِي  
 طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسَالُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِتِلْكَ  
 الْيَمِينِ فَإِنْ سَمِيَ أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ جَعَلَ

وہی ہے جو وہ نیت کرے۔

شرح

اس باب میں اخلاق میں طلاق کا حکم اور دیگر احکام بیان کریں گے۔  
 اخلاق بمعنی اکراہ ہے یعنی زبردستی طلاق لینا گویا کہ مکرمہ پر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور اس پر  
 تنگی اور سختی کی جاتی ہے تاکہ وہ طلاق دے۔ بعض نے اخلاق بمعنی غضب کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں  
 کیونکہ اکثر لوگ غیظ و غضب میں طلاق دیتے ہیں۔ اگر غصہ میں دی ہوئی طلاق واقع نہ ہو تو وہ  
 کہہ سکتا ہے میں نے غصہ میں طلاق دی تھی یہی حق ہے کہ اخلاق اور غلق دونوں طرح مردی ہے۔  
 ابن بطال نے کہا جب مکرمہ پر زبردستی کی جائے اور اس کو طلاق پر سختی سے مجبور کیا جائے تو اس کی



ذَلِكَ فِي دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنْ قَالِ لِحَاجَةٍ لِي فِيمَا بَيْنَهُ  
وَالطَّلَاقُ كُلُّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ وَقَالَ قَتَادَةُ إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلَتْ فَأَنْتِ طَاقٌ  
ثَلَاثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ اسْتَبَانَ حَمَلُهَا فَقَدْ بَانَ وَقَالَ  
الْحَسَنُ إِذَا قَالَ الْحَقِّي بِأَهْلِكَ بَيْنَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ  
وَالْعِتَاقُ مَا أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِأُمْرَأَةٍ  
بَيْنَهُ وَإِنْ نَوَى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوَى وَقَالَ عَلِيُّ الْمَدِينِيُّ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ  
عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ وَعَنِ  
النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَقَالَ عَلِيُّ وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ  
الْمَعْتُوهِ

طلاق واقع نہ ہوگی۔ گویا اس نے طلاق دی ہی نہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ذکر کیا کہ عامر شعبی مکرہ کی طلاق کو جائز کہتے ہیں۔ ابراہیم نخعی، ابو قلابہ، سعید بن مسیب اور شریح بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن حزم نے کہا زہری، قتادہ اور سعید بن جبیر یہی کہتے ہیں کہ مکرہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہی مذہب ہے۔ فرج بن فضالہ نے عمرو بن شراحیل سے روایت کی کہ ایک عورت کے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اُس نے طلاق دیدی پھر یہ فیصلہ عمر فاروق کے پاس لایا گیا تو انھوں نے اس کو نافذ کر دیا امام مالک اور شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زبردستی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

قولہ الکمرہ، مجرور فی الاغلاق پر معطوف ہے لیکن یہ جب صحیح ہوتا ہے کہ اغلاق بمعنی غضب جیسے ابو داؤد نے اس کی تفسیر غضب سے کی ہے اور باب کا عنوان ”اطلاق علی غیظ“ ذکر کیا۔ بعض نے اغلاق کی تفسیر غضب سے کی ہے لیکن اگر ”الکمرہ“ میں کاف سے پہلے میم ذکر کی جائے کیونکہ اس پر سکران کا عطف کیا گیا ہے تو کلام مستقیم ہو جاتا ہے اور باب کے عنوان کا معنی یہ ہوں گے۔ حکم الطلاق فی الاغلاق وحکم المکرہ والسكران الخ یہ عنوان کئی احکان پر مشتمل ہے۔ امام نے ان کو ذکر نہیں کیا اور حدیث پر ہی اکتفاء کی ہے۔ ہم اس کی پوری تفصیل ذکر کرتے ہیں۔  
غصہ میں طلاق کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق متاخرین خاندان کے



نزدیک واقع نہیں ہوتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس عنوان سے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ غیظ و غضب میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

مگرہ کی طلاق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں زبردستی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک مگرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح نشہ کی حالت میں طلاق دے تو احناف اور امام مالک کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں ایک میں جائز کیا اور دوسرے میں منع کیا ہے۔

قولہ والسكران والمجنون وامرهما الخ یعنی نشہ اور جنون کی حالت میں اسی طرح غلطی اور بھول کر طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی۔ امام بخاری کا یہی مقصد ہے۔ اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر آدھی کی نیت کا اعتبار ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مست، دیوانہ، ناسی اور مخطی (غلطی کرنا والا) کی نہیں ہوتی لہذا ان کی طلاق نہ ہوگی۔

قولہ والشرك وغيره یعنی ان لوگوں کے منہ سے مذکور حالات میں کلمہ شرک نکلنے سے وہ مشرک نہیں ہوتے حالانکہ شرک عظیم ظلم ہے جب شرک ثابت نہیں ہوتا تو طلاق کیسے ثابت ہوگی۔ شعبی نے یہ آیت تلاوت کی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اس سے شعبی کا مقصد یہ ہے کہ ناسی اور مخطی کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح شعبی نے کہا جو شخص دوسرے کو تاہو اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ حدیث نفس میں مکلف ماخوذ نہیں ہے۔ کیونکہ جس شخص نے زنا کا اقرار کیا تھا۔ اس کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے جنون تو نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجنون پر مواخذہ نہیں ہے اور اس کا فعل لغو ہے۔

## وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَزْمَةَ خَوَاصِرُ شَارِفِيؒ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ نے دونوں اونٹنیوں کی کوکھیں پھاڑ ڈالیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو ملامت کہنا شروع کی اچانک دیکھا تو حمزہ نشہ میں ڈھکتے تھے ان کی دونوں آنکھیں سُرخ تھیں۔ پھر حمزہ نے کہا تم تو میرے باپ کے غلام ہو۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ حمزہ بے ہوش ہیں۔ حضور باہر تشریف لے گئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ باہر چلے گئے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ بیہوش آدمی سے بیہوشی کی حالت میں جو طلاق وغیرہ صادر ہو اس میں اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے کیونکہ اونٹنیوں کا واقعہ بالاتفاق جنگِ اُحد سے پہلے کا ہے؛ جبکہ حمزہ رضی اللہ عنہ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور یہ واقعہ بدر اور اُحد کے درمیان کا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے نکاح فرمایا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اُحد میں صبح کو شراب پیا اور اسی روز وہ شہید ہو گئے اس



صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریم خمر جنگ اُحد کے بعد ہوئی تھی۔

## قَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُونٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ الْخ

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجنون اور بیہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بیہوش اور مجبور شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور عقبہ بن عامر نے کہا مؤنس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ وسوسہ خیالی کلام ہے اور اس قسم کے خیال سے جو دل میں آجائے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

## قَالَ عَطَاءٌ إِذَا بَدَأَ بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ،

عطاء نے کہا جب طلاق دینے کا ارادہ کرے تو وہ شرط سے معلق کر سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ شرط طلاق سے پہلے ہو یا بعد ہو؛ چنانچہ کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے یا کہے تجھے طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی۔ دونوں میں شرط پائے جانے پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔  
قولہ قَالَ نَافِعُ الْخ یعنی نافع نے کہا کسی آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی اگر وہ گھر سے نکلے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اگر وہ گھر سے نکلی تو اس کو بتہ طلاق واقع ہوگی اور اگر گھر سے نہ نکلی تو کوئی شئی واقع نہ ہوگی؛ کیونکہ طلاق شرط سے معلق ہے تو وجود شرط کے بعد ہی طلاق واقع ہوگی۔

## قوله وَقَالَ الزُّهْرِيُّ الْخ نہ ہری نے اس شخص کے بارے میں کہا جو کہے

اگر میں نے ایسا ایسا نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں،

اس کلام کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا کہ جس وقت اس نے یہ قسم کھائی تھی۔ اس کی نیت کیا تھی اگر مدت کو ذکر کرے جو اس نے ارادہ کیا تھا اور اس پر اس کے دل نے عقد کیا تھا جس وقت قسم کھائی تھی تو اس کو اس کے دین و امانت پر چھوڑا جائے گا۔ ابراہیم نخعی نے کہا اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے مجھے تیری حاجت نہیں اس میں اس کی نیت کا اعتبار ہے۔

اس مسئلہ کی صورت واضح ہے کہ اس میں تین طلاق کو شرط سے معلق کیا ہے جب شرط پائی جائے گی تو عورت کو تین طلاق واقع ہو جائے گی اس میں صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ اس سے اس قول میں پوچھا جائے گا کہ اس نے کیا نیت کی تھی؟ تو اس کے اور اللہ کے درمیان اس کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ وجود شرط کے وقت تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

ابراہیم نخعی نے کہا جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا مجھے تیری ضرورت نہیں تو اس میں اس کی نیت کا



اعتبار ہے۔ اگر اس نے طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اس کو وصل کیا ہے۔

## طَلَّاقٌ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ

ابراہیم نخعی نے کہا ہر قوم عربی ہو یا غیر عربی ہو طلاق میں اس کی زبان کا اعتبار ہے۔ یعنی ان کا اپنی زبان میں طلاق دینا جائز ہے،

علامہ عینی رحمہ اللہ نے صاحب محیط سے نقل کیا کہ فارسی میں طلاق کے چار کلمات متعارف ہیں ایک یہ کہ ہشتم ترا یا کہے ہشتم تراز زنے، ابن رستم نے اپنے نوادر میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نیت کے بغیر اس کلمہ سے طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیونکہ اس کے معنی تخلیہ میں اور تخلیہ الفاظ کنایات سے ہے نیت کے بغیر ان میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ دوم اگر کوئی کہے بلہ کردم۔ سوم پائے کشادہ کردم، ان سے نیت کے بغیر رجعی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ چہارم اپنی بیوی سے کہے ”دست بازداشتم“ طلاق واقع ہو جائے گی۔ بعض نے رجعی اور بعض نے بائنہ کہا ہے اور اگر کہے تجھ پر چاروں راستے کھلے ہیں تو طلاق کی نیت سے بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر ترکی میں کہے دو بوشادم سنی بر طلاق، تو ایک طلاق رجعی واقعی ہوگی۔ اور اگر کہے در ایکی طلاق، تو دو طلاق واقع ہوں گی۔ اگر کہے ”اوج طلاق“ تو تین واقع ہوں گی، قیاس یہ چاہتا ہے کہ اردو کے الفاظ جو فارسی کے ہم معنی ہیں ان سے بھی اسی طرح طلاق واقع ہو جائے ایسے ہی پنجابی میں ہے مثلاً اگر کہے میں نے بیوی چھڑی، تو اس سے طلاق بائنہ واقع ہوگی کیونکہ یہ سرحتک کے ہم معنی ہے اگر طلاق کی نیت سے کہا ہوگا تو طلاق بائنہ ہوگی ورنہ نہیں۔

قال قتادة الخ قاده نے کہا جب تجھے حمل ہو جائے تو تجھے تین طلاق تو

ہر طہر میں اس سے جماع کرے اگر اس کا حمل ظاہر ہو گیا تو اس سے بائن ہو جائیگی

یعنی قتادہ نے کہا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا جب تو حاملہ ہو جائے گی تو تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ اس سے ہر طہر میں ایک بار جماع کرے دوبارہ نہ کرے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے جماع سے حاملہ ہو گئی ہو تو اس کو طلاق واقع ہو گئی۔ ابن سیرین نے کہا اس سے جماع کرتا رہے حتیٰ کہ وہ حاملہ ہو جائے جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یکبار تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔



سے جا ملو تو اس کی نیت کا اعتبار ہے۔“

کیونکہ الحقی باہلک کنایات طلاق سے ہے ان میں نیت کا اعتبار ہے۔ اگر طلاق کی نیت سے نہ کہا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الْحَضْرَتُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَبَا

طلاق حاجت کے وقت دی جاتی ہے اور غلام آزاد کرنے میں اللہ تعالیٰ کی

رضاء مقصود ہوتی ہے ۔

یعنی حاجت اور ضرورت کے بغیر طلاق نہیں دی جاتی وہ یہ کہ بیوی نافرمان ہے یا اجازت کے بغیر جہاں چاہے چلی جاتی ہے۔ اور غلام کو آزاد کرنا ثواب کے لئے ہے لہذا جب بھی ثواب مطلوب ہو تو غلام آزاد کرے و طر بمعنی حاجت ہے اس سے فعل نہیں آتا۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ الخ اگر اپنی بیوی سے کہے تو میری بیوی نہیں اس کی نیت

کا اعتبار ہے،، اگر اُس نے طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق واقع ہوگی،،

امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ

کہتے ہیں۔ یہ طلاق نہیں لیث نے کہا یہ جھوٹ ہے۔“

قَالَ عَلَىٰ أَلْمُتَعَلَّمُ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثِ الْخ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تین شخصوں سے

سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔ ایک مجنون سے حتیٰ کہ صحیح ہو جائے۔ دوسرا بچہ حتیٰ کہ

بالغ ہو جائے، تیسرا سونے والا حتیٰ کہ بیدار ہو جائے،

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کلام سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا؛ کیونکہ عمر فاروق ایک عورت کے پاس سے گزرے جو پاگل تھی اُس نے زنا کیا تھا اور وہ حاملہ تھی۔ عمر فاروق نے اس کو رجم



۴۹۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ  
قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَّانَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ  
بِهِ أَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمَ قَالَ قَتَادَةُ إِذَا طَلَّقَ فِي  
نَفْسِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ

کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مذکور کلام ذکر فرمایا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے  
فرمایا: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عَمْرُؤُ، اگر علی موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا،

بظاہر ایک اور واقعہ ہے کہ ایک عورت زنا سے حاملہ تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا  
کہ اسے رجم کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو کہ اس کے پیٹ میں ہے اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ کہ  
وہ بھی اس رجم سے ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عمر فاروق رک گئے اور یہ لفظ کہے: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عَمْرُؤُ،

قَالَ عَلِيٌّ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوَّةِ  
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر طلاق جائز ہے لیکن ناقص  
عقل والے کی طلاق جائز نہیں،

اس میں بحث، دیوانہ اور مست بھی شامل ہیں کہ ان کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، کیونکہ ان میں  
عقل ناقص ہے۔ (ترمذی)

۴۹۳۱۔ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پھیری امت سے وہ چیز درگزر  
کی ہے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ جب تک اس پر عمل نہ کریں یا کلام نہ کریں۔ قتادہ نے کہا  
اگر اپنے دل میں طلاق دی تو وہ کوئی شئی نہیں۔

۴۹۳۱۔ شرح: کلام سے مراد جو زبان پر جاری ہو، کیونکہ یہی حقیقت کلام ہے اور  
جو کلام نفسی اور دل میں موجود ہو وہ حقیقت کلام نہیں، کیونکہ جو  
کوئی دل سے طلاق کی نیت کرے اور زبان پر لفظ طلاق جاری نہ ہو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛



۴۹۳۲ — حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ  
 يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
 مَنْ أَسْلَمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّهُ  
 قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقْبِهِ الَّذِي أَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ  
 أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَا فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُونٌ هَلْ أَحْصَيْتَ قَالَ  
 نَعَمْ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلَّةِ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحَجَارَةُ جَمَزَتْهُ  
 أَدْرَكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ

لہذا عزم سے طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیونکہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر ظہار پر عزم کیا اور زبان سے تلفظ نہیں کیا تو ظہار نہ ہوگا۔ اگر دل میں کسی کو قذف لگائی تو وہ قاذف نہ ہوگا۔ اگر نمازی کے دل میں کلام پیدا ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی؛ حالانکہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے۔ اگر حدیث نفس کلام ہو تو نماز باطل ہونی چاہیے؛ حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نماز میں شکر ترتیب دیتا ہوں۔ سفیان ثوری امام ابو حنیفہ شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے کہ حدیث نفس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر دل میں طلاق پیدا ہوئی پھر اس کو کاغذ پر لکھ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی؛ کیونکہ کتابت عمل ہے۔ اگر کسی تختی یا دیوار یا زمین پر طلاق لکھی اور اس کے حروف واضح ہیں تو طلاق واقع ہوگئی ورنہ نہیں اور اگر ہوا میں یا پانی پر طلاق لکھی تو واقع نہ ہوگی اگرچہ طلاق کی نیت کرے۔

۴۹۳۲ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے جابر سے خبر سنائی کہ ایک آدمی جو قبیلہ اسلم سے تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ حضور مسجد میں تشریف لے رہے تھے۔ اور عرض کیا کہ اس نے زنا کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا تو وہ اس طرف پھر گیا۔ جدھر آپ نے چہرہ انور فرمایا تھا اور اپنی ذات پر چار بار گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے۔ آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون تو نہیں کیا تو شادی شدہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں! حضور نے حکم دیا کہ اس کو مصلی رجم کر دیا جائے۔ جب اس کو پتھر لگے تو تیز دوڑا حتیٰ کہ حرہ میں پایا گیا اور قتل کیا گیا۔



۴۹۳۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ  
 أَبَاهُ زَيْدَةَ قَالَ أَنِّي رَجُلٌ مِّنْ أَسْلَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَدَّاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْأَخْرَقَ قَدْ زَنَى لِيغْنِي  
 نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قَبْلَهُ فَقَالَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْأَخْرَقَ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي  
 أَعْرَضَ قَبْلَهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَأَعْرَضَ فَتَنَحَّى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى  
 نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ هَبُوا بِهِ فَارْجُوهُ وَكَانَ قَدْ أَحْصَيْنَ وَعَنِ  
 الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ  
 كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمِصْلَةِ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَابَةُ  
 جَمَزُ حَتَّى أَذْرَكُنَا بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتَّى مَاتَ

۴۹۳۳ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمن اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عرض کیا : یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!  
 اس کم بخت مرد نے زنا کیا ہے اس سے اپنی ذات کا قصد کیا،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرہ  
 انور ایک طرف کر لیا تو اس طرف کا قصد کیا جس طرف حضور نے چہرہ انور کیا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ  
 اس کم بخت نے زنا کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرہ انور دوسری طرف کر لیا تو وہ اسی  
 طرف پھر جس طرف حضور نے چہرہ کیا تھا اور وہی عرض کیا حضور نے اس سے چہرہ انور دوسری طرف  
 پھیر لیا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چار بار قصد کیا جب اپنی ذات پر چار بار شہادت قائم کی تو



آپ نے اس کو پاس بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون ہے اُس نے کہا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اُس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو، حالانکہ وہ مُحْصَن تھا۔ زہری نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا تھا۔ اُس شخص نے کہا میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اس کو سنگسار کیا تھا۔ ہم نے اس کو مدینہ منورہ کے مصلیٰ میں سنگسار کیا۔ جب اس کو پتھر لگے تو وہ تیز دوڑا یہاں تک کہ ہم نے اس کو حرہ میں پالیا اور اس کو پتھر مارے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔

شرح : ان دونوں حدیثوں کی مطابقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام شریف ”هَلْ بَكَ جُنُونًا“

”کیا تجھے جنون ہے؟“ سے ماخوذ ہے، کیونکہ اگر اسے جنون نہ ہوتا تو اس سے اقرار نہ ہوتا۔ مصلیٰ عید گاہ شہر سے باہر تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض کہتے ہیں مصلیٰ سے مراد وہ جگہ ہے جو بقیع غرقہ میں نماز جنازہ کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی جگہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور وہاں رجم کرنا اور اس کو خون آلود کرنا حرام نہیں۔

علماء نے اس رجم میں اختلاف کیا ہے جو چار بار اقرار کرنے کے بعد مستوجب رجم ہوتا ہے بھیان ثوری، ابن ابی سلیٰ حکم بن عقیبہ اسی کے قائل ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہی مذہب ہے ”رضی اللہ عنہم“ ایک صحیح ترین روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی قول ہے اور یہ دونوں حدیثیں اس مسئلہ کی دلیل ہیں۔ حماد بن ابی سلیمان اور امام مالک وشافعی اور ایک روایت میں امام احمد کہتے ہیں اگر عورت اپنی ذات پر ایک بار اقرار کر لے تو حد واجب ہو جائے گی اور اس سے زیادہ بار اقرار کی ضرورت نہیں انہوں نے غادیہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس کے ایک بار اقرار کرنے سے رجم کا حکم کر دیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کا جواب دیا کہ راوی نے ایک بار اقرار نقل کرنے پر اس لئے اکتفاء کی ہے کہ گمان یہی تھا کہ چار بار اقرار موجب رجم ہے جبکہ ماعز اسلمی کی حدیث مشہور تھی اور چار بار اقرار ذکر نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ چار بار اقرار کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری شرطیں جن کا رجم میں اعتبار ہے بھی مذکور نہیں ہیں اور وہ سات شرطیں ہیں۔ اول احصان (شادی شادی ہونا) دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا۔ پنجم عاقل ہو۔ ششم اور زنانہ کیا ہو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے احصان میں اسلام شرط قرار دیا ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شرک کیا وہ مُحْصَن نہیں ہے۔ نیز غادیہ کو بھی چار بار رد کیا تھا (مسند بزار) نیز اس مسئلہ میں بھی علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس کے لئے گڑھا کھودا جائے گا یا نہیں۔ بعض نے کہا گڑھا کھودنا عورت کے لئے مخصوص ہے تاکہ کشف عورت نہ ہو۔ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا مرد و زن کے لئے گڑھا کھودنے میں تین وجہیں ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور صحیح تر روایت میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا عورت اور مرد کے لئے گڑھا نہ کھودا



## بَابُ الْحُكْمِ وَكَيْفِ الطَّلَاقِ فِيهِ

جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ مرد اور عورت کے لئے گڑھا کھودا جائے گا۔ زنا کو اہی سے ثابت ہو یا اقرار سے ثابت ہو اور عورت میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ سینہ تک گڑھا کھودنا مستحب ہے دوسرا یہ کہ مستحب نہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر گواہی سے زنا ثابت ہو تو گڑھا کھودنا جائز ہے۔ اور اگر اقرار سے ثابت ہو تو گڑھا کھودنا جائز نہیں؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دودھ جائے اور اقرار سے رجوع کر لے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک بار اقرار ہی کافی ہوتا ہے؛ کیونکہ شریعت میں اقرار حجت ہے۔ جبکہ اس میں صدق کا رجحان ہوتا ہے۔ ایک بار کرے یا بار بار اقرار کرے اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس ہی چاہتا ہے لیکن اس کو نص سے ترک کر دیا ہے اور وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز کو رد کیا تھا یہاں تک کہ اس نے چار بار اقرار کیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ خُلْعٍ أَوْ رَأْسٍ فِي طَلَقٍ كَيْسِي هـ

خُلْعٌ بضم الخاء وسكون اللام خُلْعُ الثوب والنعل وغيرهما سے ماخوذ ہے۔ یعنی کپڑا یا جوتا وغیرہ اتار دیا؛ کیونکہ عورت مرد کا لباس ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ، عورتیں تمہارا لباس ہیں تم ان کا لباس ہو۔ اجرام اور معانی میں فرق کرنے کے لئے اس کی مصدق بضم الخاء ہے؛ چنانچہ اجرام میں خُلْعُ الثوب خُلْعًا بفتح الخاء کہا جاتا ہے۔ اور معانی میں خُلْعُ امرئ خُلْعًا خُلْعَةً بضم الخاء کہا جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں مرد کا اپنی بیوی کو کسی عوض پر جدا کرنا خُلْع ہے۔ لہذا اگر عورت نے شوہر سے قرضہ لینا ہو یا قصاص کا بدل شوہر پر ہو تو اس پر خُلْع جائز ہے۔ ضروری نہیں کہ بدل مال ہو اس کی شرط وہی ہے جو طلاق کی شرط ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ طلاق بائن واقع ہوگی وہ مرد کی طرف سے قسم ہے اور عورت کی طرف سے معاوضہ ہے۔ تمام علماء خُلْع کی مشروعیت پر اتفاق ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قول یہ ہے کہ خُلْع فسخ ہے۔ اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق بائن ہوگی اور ایک قول کے مطابق رجعی طلاق ہے۔

صحیح ترین قول یہ ہے کہ خُلْع طلاق بائن ہے۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ خُلْع طلاق بائن ہے۔ احناف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلْع کو طلاق



وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا  
إِلَى قَوْلِهِ الظَّالِمُونَ وَأَجَازُ عُمَرُ الْخُلَعِ دُونَ السُّلْطَانِ وَأَجَازُ  
عُثْمَانُ الْخُلَعِ دُونَ عِقَاصِ رَأْسِهَا وَقَالَ طَاوُسٌ إِلَّا أَنْ يَخَافَا  
أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فِيمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ فِي  
الْعِشْرَةِ وَالصُّبْحَةِ وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَاءِ لَا تَحِلُّ حَتَّى تَقُولَ  
لَا أَعْتَسِلُ لَكَ مِنْ بَنَاتِي

بائن کہا ہے (دارقطنی و بیہقی)  
عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع کو طلاق کیا ہے احادیث  
کا یہی مذہب ہے کہ خلع طلاق بائن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں سے وہ لو جو تم نے  
اُن کو مہر دیا ہے مگر یہ کہ مرد وزن کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود  
قائم نہ رکھ سکیں گے تو اُن پر کچھ حرج نہیں کہ عورت فدیہ دے یہ اللہ  
کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو کوئی اللہ کی حدود سے آگے بڑھے  
وہی لوگ ظالم ہیں۔“

اس آیت کریمہ کو یہاں ذکر کرتے ہوئے غرض ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کا اُن سے جھگڑا رہتا تھا  
اُس نے خلع کی درخواست دربار رسالت میں گزاری تھی۔ یہ اسلام میں سب سے پہلا خلع تھا اُس کے  
متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اَلَا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ میں حکام اور ازواج دونوں مخاطب ہیں اور یہ بھی  
ہو سکتا ہے کہ خلع میں صرف حکام مخاطب ہوں چونکہ ازواج حکام کے حکم سے فدیہ پکڑتے ہیں اس لئے  
اخذ فدیہ کی نسبت حکام کی طرف کی ”  
” أَجَازُ عُمَرُ الْخُلَعِ دُونَ السُّلْطَانِ الْخُلَعِ “



۴۹۳۴۔ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ  
الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خُلْدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَمْرَأَةً ثَابِتِ  
ابْنِ قَيْسٍ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتٌ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بادشاہ (قاضی، حاکم) کے بغیر خلع  
جائز کہا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عورت کے چٹلے کے  
سوا خلع جائز کہا ہے۔

یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ضروری نہیں کہ خلع حاکم یا قاضی کے سامنے ہو اور حضرت عثمان  
رضی اللہ عنہ ہر شئی جس کی عورت اپنے سر کے چٹلے کے سوا مالک ہو کے عوض خلع جائز کہا ہے۔ عقاص  
بکسر العین عقیقہ کی جمع ہے۔ اس میں حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے متعدد روایات منقول ہیں  
بعض کہتے ہیں شوہر نے جو مہر دیا ہے اس سے زیادہ نہ لے اگر زیادہ لیا ہو تو صدقہ کر دے۔ اکثر علماء یہی  
کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

قَالَ طَاوُسٌ إِلَّا أَنْ تَخَافَا أَنْ لَا يُقِيمَا حَدُّدَ اللَّهِ

طاووس نے کہا مگر یہ کہ انہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کے حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے۔  
کی تفسیر میں کہا: اس سے وہ احکام مراد ہیں جو ان دونوں میں سے ہر ایک پر صحبت اور ایک ساتھ رہنے  
میں مقتدر رکھے ہیں، اور طاووس نے بیوقوفوں کی سی بات نہیں کی، کہ خلع اس وقت ہی جائز ہے کہ عورت  
کہے کہ میں تیرے لئے جنابت سے غسل نہیں کروں گی اور اس کو جماع کرنے سے روکے بلکہ خلع اس وقت  
جائز ہے کہ جب عورت شوہر سے صحبت اور ایک ساتھ رہنے کو جو اس کے لئے مقتدر ہے۔  
تو تم نہ کر سکتے ہو کہ صحبت اور ایک ساتھ رہنے کو جو اس کے لئے مقتدر ہے۔  
اس وقت عورت نافرمان شمار ہوگی اور خلع میں اس سے مال لینا جائز ہے۔  
قوله لَا آغْتَسِلُ یہ وطی سے کنایہ ہے۔

۴۹۳۴۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس  
کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور



ابن قیسؒ ما اُعتب علیہ فی خلق ولا دین و لکنی اکرہ  
 الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتردین  
 علیہ حدیقتہ قالت نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل  
 الحدیقتہ و طلقہا تطلیقتہ

عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ثابت بن قیس کے خلق اور دین میں اسے میں عتاب نہیں کرتی  
 لیکن میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا  
 باغ اسے واپس کرے گی؟ عرض کیا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس سے  
 فرمایا باغ قبول کرو اور اسے ایک طلاق دے دو! بخاری نے کہا ابن عباس سے روایت کرنے میں ازہر  
 ابن جمیل کی مطابعت نہیں کی گئی۔

شرح: — ۲۹۳۲ — یعنی ثابت قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا میں ثابت بن قیس  
 سے مفارقت چاہتی ہوں اور کسی بُرائی یا بدظنی اور بے دینی کے

باعث نہیں لیکن میں اس کی طبیعت سے خوش نہیں مجھے اپنی ذات پر خوف ہے کہ اسلام میں عداوت  
 اور نفاق وغیرہ جو اسلام کے مقتضی ہے نہ ہے سرزد نہ ہو جائے یا ہم باہم ایک دوسرے کے لئے  
 حقوق زوجیت پورے نہ کر سکیں یعنی میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ میں ایک دن خیمہ کے پاس کھڑی تھی کہ ثابت کو چند مردوں میں آتے ہوئے  
 دیکھا۔ اچانک میری نظر اس پر پڑی وہ سیاہ فام اور قد و قامت میں بہت ہی چھوٹا اور قبیح المنظر ہے۔  
 ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ ثابت بن قیس کے منہ پر چیچک تھی اس کی بیوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم اگر مجھے اللہ کا خوف نہ ہو تو جب وہ میرے پاس آئے میں اس کے چہرے پر تھوک دوں۔

عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ میری خوبصورتی اور حسن و جمال کو دیکھتے  
 ہیں جبکہ ثابت کے چہرہ پر چیچک (وہ رنگ میں سیاہ دیکھنے میں بد صورت ہے) اس لئے میں اس سے  
 مفارقت چاہتی ہوں کہ میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی ہوں۔ ثابت بن قیس جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے خطیب تھے جیسے حسان بن ثابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے۔ وہ اُحد اور دیگر غزوات  
 میں شریک ہوئے اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لڑی گئی تھی  
 ان کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول ہے، لیکن اہل مدینہ منورہ نے کہا کہ وہ حبیبہ بنت سہل



۴۹۳۵ — حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

خَلْدُ عَنْ خَلْدِ الْحَذَاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أختَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
أَبِي هَذَا وَقَالَ ثُرَيْدُ بْنُ حُدَيْقَةَ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْهَا وَأَمْرَهُ  
يُطْلِقُهَا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَلْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلَّقَهَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي تَمِيمَةَ  
عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ ثَابِتُ بْنُ  
قَيْسٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنِّي لَا أَعْتَبُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلَا خَلْقٍ وَلَكِنِّي لَا أَطِيقُهُ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ  
قَالَتْ نَعَمْ ۴۹۳۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

انصاریہ ہے۔ ثابت بن قیس سے پہلے جمیلہ حنظلہ بن ابی عامر غسیل ملائکہ کی بیوی تھی ان کے شہید  
ہونے کے بعد اس سے ثابت بن قیس نے نکاح کیا تھا۔ اُن سے طلع کے بعد اس سے حبیب بن اساف  
انصاری نے نکاح کیا تھا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں ثابت بن قیس کی بیوی کا نام حبیبہ  
بنت سہل ذکر کیا نام مریم مغالیہ ذکر کیا ہے۔ بخاری کی عکرمہ سے روایت میں عبد اللہ بن ابی کی بہن  
مذکور ہے۔ کما یجہی ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم !

۴۹۳۵ — ترجمہ : عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی کی

بہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور حدیث ذکر  
کی "سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ واپس کرے گی۔ عرض کیا جی ہاں اور اُس نے  
باغ واپس کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو حکم دیا کہ اس کو  
طلاق دیے۔ ابراہیم بن طہمان نے خالد اور عکرمہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی



ابن المبارک المخرمی قال حَدَّثَنَا قُرَادُ أَبُو نُوحٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِمٍ  
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ  
ابْنَ شِمَاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَنْفَعُ  
عَلَيَّ ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلَا خُلُقٍ إِلَّا إِنِّي أَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَامْرَأَةٌ  
فَفَارَقَهَا ۲۹۳۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ  
أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ جَمِيلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثابت بن قیس کی بیوی جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم! میں ثابت کی دینداری اور اس کے خُلُق پر اسے عتاب نہیں کرتی، لیکن میں اس کو برداشت  
نہیں کر سکتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کا باغ اسے واپس کرے گی؟ عرض  
کیا جی ہاں! میں واپس کرتی ہوں۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثابت بن قیس بن شماس کی  
بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ  
میں ثابت بن قیس کی دینداری اور اس کے اچھے خُلُق کا انکار نہیں کرتی، لیکن میں اسلام میں کفر سے ڈرتی  
ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرے گی؟ عرض کیا جی ہاں! پھر  
اس نے ثابت کو باغ واپس کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اسے مجھا کر دے۔

ترجمہ : ایوب نے عکرمہ سے روایت کی کہ جمیلہ اور مذکور حدیث  
ذکر کی۔ ۲۹۳۸ —

شرح : اس باب کی آخری حدیث میں اشارہ کیا ہے  
کہ جس عورت نے ثابت بن قیس سے خلع کیا

مٹھا۔ اس کا نام جمیلہ ہے۔ اس عورت کے نام میں اقوال مذکور ہیں۔ دارقطنی اور بیہقی نے ابو زبیر کی روایت  
میں ذکر کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی عبداللہ بن ابی کی لڑکی زینب تھی اور ابی ماجہ کی روایت



## بَابُ الشَّقَاقِ

وَهَلْ يَتَّبِعُ بِالْخُلَعِ عِنْدَ الضَّرَرِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ  
بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ خَيْرًا

میں ذکر کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی عبداللہ بن ابی کی لڑکی زینب تھی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں مریم مغالیہ نام ذکر کیا ہے نسائی اور طبرانی نے ربیع بنت معوذ کی حدیث میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ذکر کیا ہے اسی پر ابن سعد نے طبقات میں جویم کیا ہے کہ وہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ہے۔ بخاری نے عکرمہ سے روایت کی کہ اس میں عبداللہ بن ابی کی بہن کا ذکر کیا ہے کہ اُس نے ثابت بن قیس سے خلع کیا تھا۔ اکثر طرق میں اس کا نام حبیبہ بنت سہل مذکور ہے۔ امام مالک نے مؤطا میں یہی ذکر کیا ہے۔ بعض محدثین نے اسے اصح کہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ثابت بن قیس نے متعدد دفعہ خلع کیا ہو کبھی اس کے لئے کبھی اس کے لئے ہو : اسحاق واسطی وہ ابوبشر اسحاق بن شاہین واسطی۔ ابن ابی نعیمہ کا نام ابوبکر کیسان ہے۔ قراد بضم القاف و تخفیف الراء لقب ہے۔ ان کا نام عبدالرحمن ابن غروان ہے اور کنیت ابونوح ہے۔ بہت بڑے حفاظ میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو ثقت کہا ہے لیکن ایک حدیث میں ان کی خطا ذکر کی ہے جو انہوں نے لیث سے بیان کی ہے بخاری میں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث نہیں۔

## بَابُ الشَّقَاقِ

کیا ضرورت کے وقت خلع کی طرف اشارہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم زوجین میں دشمنی کا خوف کرو تو ایک فیصل شوہر کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے فیصل بھیجوا لے خیراً تک

منشرح : اس باب میں اس شقاق کا ذکر ہے جو مذکور آیت کریمہ میں ہے۔ شقاق بکسر الشین بمعنی عداوت اور اختلاف ہے۔ خلع کو اس لئے شقاق کہتے ہیں کہ زوجین میں سے

ہر ایک وہ کام کرتا ہے جو دوسرے کے لئے دشوار ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں حکام سے خطاب ہے۔



۴۹۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ  
ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ فَخْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ اسْتَاذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحَ عَلَى  
ابْنَتِهِمْ فَلَا أَذْنَ۔

ابن بطال نے کہا ایک حکم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے ہو اگر ان کے خاندان سے کوئی  
حکم نہ ہو تو اجازت سے حکم تجویز کر لیا جائے جو فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ جب حکم (فیصلہ) آپس میں  
اختلاف کریں تو ان کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا اور اگر ان میں اتفاق ہو تو توکیل و اجازت کے بغیر ان کا فیصلہ  
قابل عمل ہوگا۔ اگر وہ فیصلہ میں ان کی تفریق پر اتفاق کریں تو علماء کو فہم اور امام شافعی اور احمد نے کہا ان کے  
لئے زوجین کی اجازت ضروری ہے ان کی اجازت کے بغیر تفریق نہیں؛ کیونکہ طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہے مگر  
وہ اجازت دے تو فہم ورنہ اس کی طرف سے حاکم طلاق دے گا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ  
سے روایت کی کہ حاکموں کے باعث زوجین میں اتفاق و تفریق ہو سکتی ہے۔ عامر سے ایک مرد اور عورت سے متعلق  
پوچھا گیا۔ جنہوں نے حاکم مقرر کیا تھا پھر ان کا خیال ہوا کہ آپس میں رجوع کریں تو عامر نے کہا جب تک اُحفوں  
کلام نہیں کیا رجوع کر سکتے ہیں اور اگر کلام کر لیا ہے تو ان کا رجوع کرنا جائز نہیں۔

۴۹۳۹۔ ترجمہ: مسویر بن مخزوم نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے  
سنا کہ بنی مغیرہ نے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا علی سے نکاح

کردیں میں اجازت نہیں دیتا ہوں۔

۴۹۳۹۔ شرح: کرمانی نے کہا اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ  
سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اس نکاح سے راضی نہ تھیں اور آپ کے

اور حضرت علی المرتضیٰ کے درمیان اس کے باعث اختلاف متوقع تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اس کے وقوع کا دفاع فرمایا کہ اس کی اجازت نہیں دیتا تا کہ شروع سے ہی خلع کی راہ بند ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلے گزرا ہے کہ بنی ہشام نے یہ ارادہ کیا تھا اور کتاب الجہاد میں ہے  
کہ یہ لڑکی ابو جہل کی لڑکی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں کیونکہ ابو جہل  
عمر بن ہشام بن مغیرہ ہے لہذا دونوں ایک ہی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!



## بَابُ لَا يَكُونُ بَيْعُ الْأَمَةِ طَلَاقًا

۴۶۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي

مَلِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ

عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ

سَنِينَ أَحَدِي السَّنَيْنِ أَنَّمَا أُعْتِقْتُ فَخَبِرْتُ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تُفَوِّرُ بِالْحَمِّ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خَبْرٌ

وَأَدْمُ مِنْ أَدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرِ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ قَالُوا بَلَى

وَلَكِنْ ذَلِكَ لَحْمٌ تَصَدَّقَ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتِ لَا تَأْكُلِ الصَّدَقَةَ

قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

## بَابُ لُونْدِي كَوَيْحِنِ طَلَاقٍ نَهَى

یعنی کسی نے اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کر دیا۔ اگر لونڈی کا مالک اسے فروخت کر دے تو وہ اس کے شوہر کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ تمام فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ بعض نے کہا لونڈی کو بیچنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۴۶۴۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا بریرہ کے معاملہ میں تین احکام ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ وہ آزاد کی گئی تو اسے اپنے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ (۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے (۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے، حالانکہ گوشت کی ہڈیا جو شہ مار رہی تھی۔ روٹی



## بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۴۹۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدًا يَعْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ

۴۹۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَاكَ مُغِيثُ عَبْدِ بَنِي فُلَانٍ يَعْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَّبِعُهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ يَمْلِكُ عَلَيْهَا

اور گھر کے سالن سے سالن آپ کے پاس لایا گیا تو فرمایا کیا میں ہنڈیا نہیں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں گوشت ہے۔ گھر والوں نے عرض کیا کیوں نہیں لیکن وہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اور آپ صدقہ نہیں کھاتے فرمایا یہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے۔ ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔

۴۹۴۰۔ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب عتق سے (آزاد کرنا) طلاق واقع نہیں ہوتی تو بیع سے بطریق اولیٰ طلاق

واقع نہ ہوگی۔ اگر عتق سے طلاق واقع ہو جاتی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ کو اختیار نہ دیتے ؛ کیونکہ اختیار دنیا وجود نکاح کی دلیل ہے ؛ کیونکہ نکاح کا عقدہ اس کے شوہر کے ہاتھ میں ہے اس کو کھولنے کا حق بھی شوہر کو ہے لہذا لونڈی کا مالک طلاق کے حق سے محروم ہے۔ بریرہ کے معاملے میں تین شرعی احکام ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ منکوحہ جب آزاد ہو جائے تو اسے اپنے شوہر کے نکاح میں رہنے میں اختیار ہے چاہے تو اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کوئی غلام کو آزاد کرے اس کی ولایت کا وہی مستحق ہے بیچنے والا ولایت سے محروم ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ ملکیت تبدیل ہو جانے سے شئی میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ کیونکہ گوشت جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ اس کا حکم اور تھا ؛ لیکن جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنا ہوا تو اس کا تبدیل ہو گیا۔ اب وہ صدقہ نہ رہا نذرانہ بن گیا۔



۴۹۴۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ  
زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ مَغِيثٌ عَبْدٌ لِبَنِي فُلَانٍ  
كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ وَدَاءُهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ

## باب جو لونڈی غلام کی مستکوحہ ہو،

آزاد ہو جانے سے اسے اختیار ہے،

۴۹۴۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے بریرہ کے شوہر کو عبد دیکھا ہے۔

۴۹۴۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ یعنی بریرہ کا شوہر مغیث ہے جو بنی فلان کا غلام ہے۔ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے روتا پھرتا ہے۔

۴۹۴۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بریرہ کا شوہر سیاہ غلام تھا اس کو مغیث کہا جاتا ہے۔ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ اس کے پیچھے مدینہ منورہ کی گلیوں میں پھر رہا ہے۔

۴۹۴۴ — شرح : باب کے عنوان اور اس کے تحت بعض احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بریرہ

کا شوہر غلام تھا آزاد نہ تھا۔ محدثین کی جماعت نے بھی عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بریرہ کا شوہر سیاہ غلام تھا۔ اس حدیث سے امام شافعی اور امام مالک نے استدلال کیا کہ اگر مستکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس کے نکاح میں رہے یا نہ رہے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا تھا جبکہ وہ غلام تھا تو بریرہ نے اپنی ذات کو اختیار کیا شوہر کو اختیار نہ کیا۔ اگر وہ آزاد ہوتا تو آپ اختیار نہ دیتے۔ امام ابو حنیفہ اور آپ کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا مستکوحہ لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ۔



**بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ**  
**۴۹۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ**  
**حَدَّثَنَا خَلْدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا**

اس کا شوہر غلام ہو یا آزاد ہو اس کی دلیل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جب بریرہ آزاد ہوئی تھی اس کا شوہر آزاد تھا اور اسے اختیار دیا گیا (ترمذی) نیز نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں بھی یہی ہے کہ بریرہ کا شوہر اس کے عتق کے وقت آزاد تھا۔ ظاہری بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ وہ اگر وہ آزاد ہوتا تو بریرہ کو اختیار نہ دیا جاتا، یہ اضافہ عروہ نے کیا ہے، کیونکہ نسائی نے تصریح کی ہے کہ قَالَ رُؤُةٌ وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمَّا خَيْرَهَا، نسائی کے الفاظ میں ابن حبان نے اپنی تصحیح میں اسی طرح روایت کی ہے۔ طحاوی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ عروہ کا کلام ہو پہلے احتمال سے قطعی حجت ثابت نہیں۔ اگر تسلیم بھی کریں کہ یہ ام المؤمنین کا کلام ہے لیکن ام المؤمنین سے دو متعارض روایتیں ہیں ایک میں مغیث کو عبد ذکر کیا ہے۔ دوسری میں حُرّ (آزاد) ذکر کیا ہے۔ لہذا ان دونوں سے استدلال صحیح نہیں۔

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ مغیث میں دو حالتوں میں اختلاف ہے۔ ایک یہ کہ وہ عبد تھا دوسری یہ کہ وہ حُرّ تھا۔ یہ مسلم ہے کہ اصل میں عبد تھا بعد میں حُرّ ہوا تھا، کیونکہ عکس محال ہے کہ حریت کے بعد عبدیت نہیں آسکتی تو اس سے واضح ہو گیا کہ جب مغیث کی بیوی آزاد ہوئی تھی اور اس کو اختیار دیا گیا تھا۔ اس وقت اس کا شوہر آزاد تھا۔ لہذا جن روایات میں عبد مذکور ہے وہ پہلی حالت ہے اور جن میں حُرّ مذکور ہے وہ آخری حالت ہے آخری حالت میں بریرہ آزاد ہوئی ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ اگر وہ حُرّ ہوتا تو بریرہ کو اختیار نہ دیا جاتا محل تاقل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

**بَابُ سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَابَرِيرَةَ**  
**کے شوہر کی شفاعت کرنا،**

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ کا شوہر عبد تھا اس کو مغیث کہا جاتا تھا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ



يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ  
تَسِيلُ عَلَى لَحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ  
أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَأَيْتَ بَرِيرَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَأْمُرُنِي  
قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ بَابٌ

اس کے پیچھے روتا ہوا پھر رہا ہے اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس کیا تم بریرہ سے مغیث کی محبت اور مغیث سے بریرہ کے بغض سے تعجب نہیں کرتے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بریرہ سے) فرمایا: اگر تو مغیث کی طرف رجوع کر لیتی تو اچھا ہوتا۔ بریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے حکم فرماتے ہیں یا شفاعت فرما رہے ہیں۔ فرمایا میں صرف شفاعت کرتا ہوں۔ بریرہ نے کہا مجھے اس کی حاجت نہیں۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حاکم کے پاس

مقدمہ آئے تو حاکم ختم سے کہہ سکتا ہے کہ تم اپنا حق دوسرے سے ساقط کر دو یا دعویٰ چھوڑ دو؛ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے فرمایا تھا جبکہ وہ مدعی علیہا تھیں کہ اگر تو اس طرف رجوع کر لیتی تو اچھا ہوتا۔

معلوم ہوا کہ امام، عالم اور خلیفہ سے رعیت کی حاجات میں شفاعت کرائی جاسکتی ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے: اَشْفَعُوا تَوْجَرُوا وَيَقْضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا يَشَاءُ۔ یعنی شفاعت کرو تمہیں ثواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔ جو دہاں تھے برہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں۔

نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کسی مسلمان کو کسی مسلمان عودت سے محبت ہو اور وہ اس کے عشق میں بیقرار ہو تو جب تک حرام یا گناہ میں ملوث نہ ہو اس کی محبت کو ظاہر کرنے یا چھپانے رکھنے میں حرج نہیں۔

بَابٌ



۲۹۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ  
عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ  
بَرِيرَةَ فَأَبَى مَوَالِيهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَاعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَ  
أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ إِنَّ هَذَا مِمَّا تُصَدِّقُ بِهِ  
عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

۲۹۲۶ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ فَخِیرَتْ  
مِنْ زَوْجِهَا

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَا تَتَّبِعُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى  
يُؤْمِنَنَّ وَلَا مَنَّةً مُؤْمِنَةً خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ

۲۹۲۵ — ترجمہ : اسود سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ  
کو خریدنے کا ارادہ کیا تو بریرہ کے مالکوں نے انکار کر دیا مگر یہ کہ  
ولاء کی شرط کریں (کہ ولاء ان کی ہوگی) ام المؤمنین نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے  
فرمایا بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو۔ ولاء اس کے لئے جو آزاد کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت  
لایا گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بریرہ کے لئے صدقہ تھا ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

۲۹۲۶ — ترجمہ : آدم نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی اور یہ اضافہ کیا کہ بریرہ  
کو اس کے شوہر سے اختیار دیا گیا۔ (یہ حدیث کئی بار گزری ہے)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! مشرک عورتوں سے نکاح  
نہ کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں!



## البتہ مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے اگرچہ تمہیں اچھی معلوم ہو !

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ آنے والے بابوں کے لئے بطور تمہید ذکر کی ہے اور مقصود ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ غیر مسلمہ عورت کے نکاح میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آئت کے عموم کے پیش نظر جو آئت سے ظاہر ہے فرمایا کتابیہ عورتوں سے نکاح جائز نہیں؛ کیونکہ کتابی عورتیں یہودی ہوں یا نصرانی مشرکہ ہیں وہ حضرت عیسیٰ اور عزیٰر علیہما السلام کو اللہ کے بیٹے اعتقاد کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی عورتوں کو اس آئت سے مستثنیٰ کیا ہے اور سورہ مائدہ کی آئت کریمہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ، سے اس عموم کی تخصیص کی گئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آئت کریمہ: لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ الْخَ نَازِل ہوئی تو لوگ اُن سے رُک گئے حتیٰ کہ اس کے بعد والی آئت کریمہ: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ تَارِک ہوئی تو لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نصرانی عورتوں سے نکاح کیا اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھا۔ ابو عبیدہ نے کہا صحابہ کرام اور تابعین کے آثار اس باب میں بسیار منقول ہیں۔

امام مالک، اوزاعی، سفیان ثوری، تمام علماء کوفہ، شافعی اور تمام علماء کا یہی مسلک ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نائکہ بنت فرافصہ کلبیہ سے نکاح کیا؛ حالانکہ وہ نصرانیہ تھی۔ حضرت حذیفہ نے یہودی عورت سے نکاح کیا جبکہ اُن کے نکاح میں دو عربی عورتیں بھی تھیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا کہ یہودی عورت چھوڑ دیں۔ حذیفہ نے جواب لکھا کیا یہودیہ عورت سے نکاح حرام ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حرام نہیں ہے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم زانیہ عورتوں میں واقع نہ ہو جاؤ جو اُن میں بسیار ہیں۔ اور اس تکامل اور مسابہ سے زانیہ عورتوں سے نکاح میں نہ پڑ جاؤ۔ بعض نے کہا مشرک عورتوں سے مراد بت پرست عورتیں ہیں۔ بعض نے کہا محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو زنا کی تہمت سے پاک ہیں۔ بعض نے کہا محصنات سے مراد آزاد عورتیں ہیں۔ لونڈیاں مراد نہیں۔ بعض نے کہا اہل کتاب سے اسرائیلیات مراد ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ذمی عورتیں ہیں عربی عورتیں مراد نہیں۔ (عیسیٰ)



۴۹۴۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ  
ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ أَوِ الْيَهُودِيَّةِ قَالَ إِنَّ  
اللَّهَ حَرَّمَ الْمُشْرَكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا أَعْلَمُ مِنَ الْإِشْرَاقِ شَيْئًا  
أَكْثَرَ مِنْ أَنْ تَقُولَ الْمَرْأَةُ بَهْأَعَيْنِي وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ  
بَابُ نِكَاحٍ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرَكَاتِ وَعِدَّتُهُنَّ

۴۹۴۷ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے  
نصرانیہ اور یہودیہ عورت سے نکاح کے متعلق پوچھا جاتا تھا  
تو وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر مشرک عورتوں سے نکاح حرام فرمایا ہے اور میں اس سے بڑا  
کوئی شرک نہیں جانتا کہ عورت کہے میرا رب عیسیٰ ہے، حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے بندہ تھے۔  
شرح : اسی طرح یہودیہ عورت کہتی ہے کہ میرا رب عزیر ہے۔ جہو  
۴۹۴۷ — علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان سے نکاح جائز ہے اور یہ آیت لیم  
وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ مَسْخُوحَہ ہے۔ اس کا نسخ و الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الدِّينِ اَوْ تَوَّأ  
الْكِتَابِ ہے۔ ابو عبید نے کہا اب مسلمانوں کو اہل کتاب سے نکاح کرنے کی رخصت ہے۔ اور  
یہ تحلیل تحریم کی نسخ ہے نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت سورہ مائدہ  
کی آیت سے مسخ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بقرہ کی آیت کو مخصوص اور مسخ نہیں  
مانتے وہ اس حدیث میں متفرد ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہل کتاب کی عورتوں  
سے نکاح کرنا حلال ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ نہ کرے۔

بَابُ مُشْرِكِ عَوْرَتُونَ مِمَّنْ سَبَّ جُوسْلَمَانِ ہو جائے  
اُن سے نکاح کرنا اور ان کی عدت  
کافرہ عورت اگر مسلمان ہو جائے اور مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے



۴۹۴۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ  
عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى  
مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ كَانُوا مُشْرِكِي  
أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ وَمُشْرِكِي أَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ  
وَلَا يُقَاتِلُونَهُ وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ  
تُخْطَبْ حَتَّى تَحِيضَ وَتَطْهَرُ فَإِذَا طَهَّرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَإِنْ  
هَاجَرَ نَوْحًا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ  
أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّتَانِ وَلَهُمَا مَا لِلَّهِمَا جَرِيئِينَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ

آجائے تو اس کے شوہر اور اس کے درمیان فرقت واقع ہو جاتی ہے۔ اکثر  
فقہاء کے نزدیک تین حیض گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔ یہ امام شافعی کا مذہب ہے  
امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک استبراء رحم کے لئے صرف  
ایک حیض کافی ہے، کیونکہ اسلام قبول کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے  
اس کے لئے ایک حیض کافی ہے اور تین حیض مطلقہ عورت کی عدت ہے۔

۴۹۴۸۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
اور مومنوں کے نزدیک مشرکوں کے دو مرتبے تھے۔ ایک حربی

مشرک جن سے حضور جنگ کرتے تھے اور وہ حضور سے لڑتے تھے دوسرے ذمی مشرک جن سے حضور  
جنگ نہ کرتے تھے اور نہ وہ حضور سے لڑتے تھے جب حربی مشرکوں کی کوئی عورت مسلمان ہو کر ہجرت  
کر کے آتی تو اس کو پیغام نکاح نہ بھیجا جاتا حتیٰ کہ اسے حیض آتا اور وہ اس سے پاک ہو جاتی جب  
وہ پاک ہو جاتی تو اس کے لئے نکاح کرنا حلال ہوتا اگر اس کے نکاح کرنے سے پہلے اس کا شوہر بھی



الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيثِ مُجَاهِدٍ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِينَ  
 أَهْلُ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّ وَأَوْدَتْ أُمَّتُهُمْ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ  
 عَبَّاسٍ كَانَتْ قُرَيْبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا  
 فَتَزَوَّجَهَا مَعْوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ  
 تَحْتَ عِيَّاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفَهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
 عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ

مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آجاتا تو اس کو واپس کی جاتی۔ اور اگر ان میں سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت  
 کر کے آتے تو دونوں آزاد ہوتے اور جو مہاجرین کا حکم اور حال ہوتا ان کا بھی وہی حکم و حال ہوتا۔ پھر  
 عطاء نے مشرکان اہل عہد کے حال سے مجاہد کی حدیث کی مانند ذکر کیا اور اگر مشرکین اہل عہد اہل ذمہ  
 سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آتے تو ان کو واپس نہ کیا جاتا اور ان کی قیمتیں واپس کی جاتیں۔ عطاء  
 نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قُرَيْبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی  
 اُنھوں نے اس کو طلاق دیدی تو اس سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور اُمُّ حکم بنت ابی سفیان  
 عیاض بن غنم فہری کی بیوی تھی اُنھوں نے اس کو طلاق دیدی تو اس سے عبداللہ بن عثمان ثقفی نے  
 نکاح کر لیا۔

۲۹۲۸ — شرح : قولہ ثم ذکر ، یعنی پھر عطاء نے اہل عہد اہل ذمہ کا قصہ مجاہد کی

حدیث کی مثل ذکر کیا اور وہ یہ کہ اگر مشرکین اہل ذمہ سے کوئی غلام  
 یا لونڈی مسلمان ہو کر مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے آئے تو انہیں واپس نہ کیا جاتا بلکہ ان کی قیمت ادا کر دی  
 جاتی تھی جیسے مسلمان قیدیوں کا فدیہ دیا جاتا ہے اور فدیہ ادا کرنے سے وہ مسلمانوں کے مملوک نہیں ہوتے  
 تھے ؛ کیونکہ مملوک ہونے کی علت کفر ہے اور وہ مفتی ہو چکی ہے۔ قُرَيْبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ ام المؤمنین ام سلمہ  
 بنت ابی امیہ کی ہمیشہ ہے۔ ابو امیہ کا نام حذیفہ ہے۔ بعض نے شہیل ذکر کیا ہے اور ام المؤمنین  
 ام سلمہ کا نام حند ہے۔ ذہبی نے قریبہ کو صحابیات میں سے شمار کیا ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ام سلمہ سے نکاح فرمایا تھا وہ وہاں موجود تھی۔ اُمُّ حکم فتح مکہ میں مسلمان ہوئی۔ وہ ام حبیبہ  
 اور معاویہ کی علاتی بہن ہے۔ ابو عمر نے کہا جب یہ آیت کریمہ : وَلَا تَمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ



بَابُ إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ  
 الذِّمَّةِ أَوْ الْحَرْبِ وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خُلْدٍ عَنْ عِكْرَمَةَ  
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ  
 حَرُمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ أَبِي هَيْمَةَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ  
 عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي  
 الْعِدَّةِ أَهِيَ امْرَأَتُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ  
 وَصِدَاقٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ  
 اللَّهُ تَعَالَى لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ

نازل ہوئی اس وقت وہ عیاض بن غنم فہری کی بیوی تھی۔ اس وقت انہوں نے اس کو طلاق دیدی  
 تو عبداللہ بن عثمان ثقفی نے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

## بَابُ جَبِّ مُشْرِكَةٍ بِالنَّصْرَانِيَّةِ عَوْرَتِ ذِمِّيٍّ يَأْخُذُ بِهَا كَيْفَ يَسْلَمُ

یعنی جب عورت اپنے شوہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو ان میں محض عورت کے اسلام قبول کرنے  
 سے ہی فرقت واقع ہو جاتی ہے یا عورت کو اختیار ہے یا عدت کے اندر اندر موقوف رہے گا۔ اگر  
 شوہر مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی رہے گا ورنہ ان میں تفریق ہو جائے گی۔ اس مسئلہ میں مشہور اختلاف ہے  
 ابن بطال نے کہا ابن عباس اور عطاء رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ نصرانیہ عورت کا شوہر سے پہلے  
 اسلام قبول کرنا اس کے نکاح کو فسخ کر دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ  
 يَحِلُّونَ لَهُنَّ، نہ عورتیں مردوں کے لئے ہیں اور نہ مرد عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ یہ آیت کریمہ  
 اپنے محرم کے اعتبار سب کو شامل ہے۔ عدت اور غیر عدت کا وقت مخصوص نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ



وَقَدَادَةُ فِي فَجُوسِيَّيْنِ اسْلَمَا هُمَا عَلَى نِكَاحِهِمَا وَادَا سَبَقَ  
 أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَابْنُ الْأَخْرِبَانَتِ لَا سَبِيلَ لَهُ عَلَيْهَا وَ  
 قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ امْرَأَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ جَاءَتْ  
 إِلَى الْمُسْلِمِينَ أَيْعَا وَضَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَاتَّوهُمُ مَا أَنْفَقُوا

سے بھی اس طرح مروی ہے۔ مجاہد، قتادہ، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا اگر شوہر  
 عدت میں مسلمان ہو گیا تو اس سے نکاح کر لے ورنہ نہیں۔ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا شوہر  
 پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ دونوں پہلے نکاح پر قائم رہیں گے اور  
 اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ان میں تفریق کر دی جائے گی اور شوہر کا انکار تفریق کا سبب ہے  
 اور اگر دار حرب میں عورت مسلمان ہو کر دار اسلام میں آگئی تو اختلاف دارین کے سبب بائن ہو جائے گی  
 قَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا اسْلَمَتِ النِّسْرَانِيَّةُ  
 قَبْلَ ذَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ، عبد الوارث نے خالد، عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 سے روایت کی کہ جب نصرانیہ عدت اپنے شوہر سے پہلے ایک گھڑی اسلام قبول کر لے تو وہ شوہر پر  
 حرام ہو جاتی ہے (اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے مدخول بہا اور غیر مدخول بہا دونوں کو شامل ہے۔  
 قولہ قال داؤد الخ داؤد نے ابراہیم صلیغ سے روایت کی کہ عطاء سے اہل ذمہ کی عدت کے  
 متعلق پوچھا گیا جو اسلام قبول کر لے پھر اس کی عدت میں اس کا شوہر اسلام قبول کر لے تو وہ اس کی  
 بیوی ہے ورنہ نہیں مگر یہ کہ وہ چاہے تو از مہر نکاح کر لے اور نیا مہر مقرر کرے۔

قولہ قال مجاہد الخ مجاہد نے کہا جب عدت میں مسلمان ہو گیا تو اس سے نکاح کر لے اس کی صورت  
 یہ ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے پھر اس کی عدت میں اس کا شوہر اسلام قبول کر لے تو وہ اس سے نکاح  
 کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ وہ عورتیں مردوں کے لئے حلال ہیں اور نہ مرد عورتوں کے لئے حلال  
 ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ عطاء کے مذکور قول کی تائید کے لئے ذکر کی ہے اور انھوں نے  
 یہی قول اختیار کیا ہے۔ وہ یہ کہ جب نصرانیہ عورت اسلام قبول کر لے پھر اس کی عدت میں شوہر مشرف  
 باسلام ہو جائے تو وہ نکاح جدید کے بغیر اس کے لئے حلال نہیں اور اس میں مہر بھی نیا مقرر کرنا ہوگا۔  
 اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عطاء نے اس سے پہلے باب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب  
 کوئی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے ہجرت کر کے آئے تو اس کو نکاح کا پیغام نہیں دیا جائے گا حتیٰ کہ



قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
بَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ هَذَا كُلُّهُ فِي صَلَاحِ بَيْنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ

۴۹۴۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ  
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ أَبُو هَاشِمٍ ابْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي

اس کو حیض آجائے پھر اس سے پاک ہو جائے اور یہ روایت اُس روایت کے متعارض ہے۔ اس کا  
جواب یہ ہے کہ قولہ لم تخطب حتی تحيض و تطهر ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جب تک وہ  
عدت میں ہے اپنے شوہر کا انتظار کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ نکاح کے پیغام کی تاخیر اس لئے  
ہو کہ وہ مقعدہ ہے۔ اور اس کو جب تک عدت میں ہو نکاح کا پیغام نہیں دیا جاتا۔ اور جب دوسرے  
احتمال پر محمول کیا جائے تو تعارض ختم ہو جائے گا۔

قولہ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَصَنِ بَصْرِيٍّ اور قتادہ نے دو مجوسیوں کے بارے میں کہا جو ایک ساتھ مسلمان  
ہو گئے کہ وہ اپنے پہلے نکاح پر قائم رہیں۔ اگر ان میں سے ایک پہلے مسلمان ہو گیا اور دوسرے نے  
اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ شوہر سے بائٹہ ہو جائے گی اب شوہر کو اس کی طرف  
کوئی راہ نہیں ہے۔

قولہ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْحَزَنُ ابْنُ جُرَيْجٍ نے کہا میں نے عطاء سے کہا کوئی مشرک عورت اسلام قبول  
کر کے مسلمانوں کی طرف آجائے تو کیا اس کے مشرک شوہر کو اس کے مہر کا معاوضہ دیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے ان کو وہ دو جو انھوں نے خرچ کیا ہے۔ عطاء نے کہا کچھ نہ دے۔ ادا معاوضہ اس وقت  
تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل عہد کے درمیان معاہدہ تھا۔ آج کوئی معاہدہ نہیں لہذا کچھ نہ  
دیا جائے گا۔ قَالَ مُجَاهِدٌ الْحَزَنُ ابْنُ جُرَيْجٍ نے کہا یہ تمام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان صلح  
میں تھا کہ اگر مسلمانوں کی عورتیں کفار کی طرف چلی جائیں تو کافر مسلمانوں کو ان کے مہر واپس کریں گے اور  
انہیں روک لیں گے اور جو کفار کی عورتوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی طرف ہجرت  
کر کے آجائیں وہ ابھی ایسا ہی کریں گے کہ ان کے مہر واپس کریں گے۔ یہ شرط صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم اور قریش کے درمیان طے پائی تھی۔ یہ اب نہیں۔

۴۹۴۹ - ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ



ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ  
 الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتْ  
 الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْتَحِنُهُنَّ  
 يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ  
 هُمَاجِرَاتٍ فَانْحَنُوهُنَّ إِلَى الْخِرَالِ أَيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ  
 بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمَحْنَةِ فَكَانَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقَرَّرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ  
 لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُنَّ  
 لَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ  
 قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللَّهُ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَ اللَّهُ يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ  
 قَدْ بَايَعْتُنَّ كَلَامًا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن عورتیں جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتیں تو آپ ان کا اللہ تعالیٰ کے کلام ”اے مومنو! جب تمہارے پاس  
 مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو اور اللہ ان کا ایمان جانتا ہے“ سے ان کا امتحان  
 لیتے، جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کرتی وہ محنت و ابتلاء میں واقع ہونے کا اقرار کرتی (آزمائش میں  
 پوری آتھیں) جب وہ اپنے قول سے اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے  
 فرماتے جاؤ میں نے تمہیں بیعت کر لیا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت  
 کے ہاتھ کو مست نہیں کیا۔ سوا اس کے آپ صرف ان کو کلام سے بیعت کرتے تھے۔ خدا کی قسم جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے وہی شئی لیتے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے۔ آپ



## بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ إِلَى قَوْلِهِ سَمِيعٌ عَلِيمٌ فَأَوْارِجَعُوا

عورتوں سے فرماتے جبکہ اُن سے عہد لیتے ہیں تو انہیں بیعت کر لیا ہے۔

شرح ————— ۲۹۲۹

علیہ وسلم کی طرف آئیں تو آپ حسب ارشاد خداوند اُن کا اس آئت کریمہ سے امتحان لیتے کہ وہ اس شرط پر ثابت قدم رہتی ہیں۔ یہ اُن کا ظاہری ایمان تھا اور باطن کے اعتبار سے اللہ ان کا ایمان جانتا ہے اور وہ چند شرطیں تھیں کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی چوری نہ کریں گی۔ زنا نہ کریں گی، کسی پر بہتان نہ باندھیں گی جب وہ اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو وہ آزمائش میں پوری اترتیں، اور تاکید کے لئے بیعت کی کیفیت کا تکرار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عورتوں کے امتحان کے معنی یہ ہیں کہ انہیں دیکھیں وہ اپنے شوہروں سے بغض کی وجہ سے تو نہیں آئی ہیں اور نہ ہی ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف جانے کی رغبت کی وجہ سے آئی ہیں اور نہ دنیا کی خواہش رکھتی ہیں۔ بلکہ انہوں نے صرف اللہ اور اس کی محبت کے لئے ہجرت کی ہے۔

## بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاِرشادِ اِنْ لَوْكُلَّ كَلَمَةٍ

اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں چار ماہ انتظار ہے،

سَمِيعٌ عَلِيمٌ تَك فَاِنْ فَاَوْارِجَعُوا، یعنی لوٹیں،

لعنت میں ایلاء کے معنی حلف ہیں الی یولی ایلاء بمعنی حلف ہے۔ ایلاء یہ ہے کہ قسم کھا کر کہے کہ وہ چار ماہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائے گا۔ یعنی ابتداء قسم سے چار ماہ تک جماع نہ کرے گا چار ماہ گزر جانے کے بعد رجوع کرے یا طلاق دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ پہلے حال کی طرف لوٹیں۔ اگر چار ماہ سے پہلے جماع کرے گا تو حانت ہوگا اور اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ اگر چار ماہ بعد جماع کرے گا تو اس پر کفارہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اگر چار ماہ گزر جانے کے بعد جماع نہ کرے تو ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ حضرت عثمان غنی، علی المرتضیٰ، زید بن ثابت، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود کا یہی مسلک ہے امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کا مذہب بھی یہی ہے اگر چار ماہ سے کم پر ایلاء کرے



۴۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيهِ  
عَنْ سُلَيْمٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ وَكَانَتْ أَنْفَكَتْ  
رَجُلَهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ الْبَيْتُ شَهْرًا قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا

قویہ شرعی ایلاء نہیں اور ایلاء جب ہی صحیح ہے کہ قسم میں اللہ کا نام ذکر کرے اور کہے واللہ لا افریک  
اربعة اشهر،، بخدا میں چار ماہ تیرے قریب نہیں جاؤں گا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ذمی کا ایلاء صحیح  
ہے، لیکن امام مالک، ابو یوسف اور محمد کے نزدیک ذمی کا ایلاء صحیح نہیں۔ امام شافعی اور امام احمد کے  
نزدیک ایلاء کے صحیح ہونے میں کافر، غلام اور لونڈی برابر ہیں۔ اگر کافر ایلاء کے بعد مشرّف باسلام ہو گیا  
تو ایلاء باقی رہے گا۔ ایلاء سے اگر عورت مطلقہ ہو جائے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اکثر فقہاء کے  
نزدیک عید کا ایلاء دو ماہ ہے۔

جو شخص خود یا بیوی کے بیمار ہونے یا گوشت سے عورت کی فرج بند ہو جانے یا فرج میں ہڈی  
بڑھ جانے یا کسی یا بعد مسافت یا قید ہونے کے سبب بیوی سے جماع نہ کر سکے تو زبانی رجوع کر سکتا ہے  
چنانچہ کہے میں نے رجوع کیا مگر شرط یہ ہے کہ چار ماہ تک جماع پر قادر نہ ہو سکے۔ امام شافعی فرماتے ہیں :  
زبانی رجوع کا اعتبار نہیں (یعنی)

توجہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا جبکہ آپ کا پاؤں

نکل گیا تھا۔ تو آپ بالا خانہ میں انیس روز ٹھہرے رہے پھر اترے تو حاضرین مجلس نے عرض کیا یا رسول اللہ  
آپ نے ایک ماہ کے لئے ایلاء فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انیس دن کا ہے۔  
۴۹۵۔ شرح : ظاہر ہے کہ یہ ایلاء فقہی نہیں جس کا آیت کریمہ میں تذکرہ ہے۔ بلکہ یہ  
تو حضور نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ بیویوں کے پاس نہ جائیں گے لہذا

اس باب میں جہاں شرعی ایلاء کا ذکر ہے اس حدیث کا ذکر مناسب نہ تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے  
کہا اس حدیث کو جس میں ایلاء لغوی مذکور ہے اس باب میں ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ شرعی ایلاء



۴۹۵۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ  
 أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الْإِيلَاءِ الَّذِي سَمِيَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَحِلُّ  
 لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يَعْزِمَ الطَّلَاقَ  
 كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ  
 نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ حَتَّى يُطْلَقَ  
 وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتَّى يُطْلَقَ وَيُذَكَّرُ ذَلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَ  
 أَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا معنی لغوی ایلاء سے جدا نہیں جو مطلق حلف ہے اس طرح یہ حدیث عنوان کے موافق ہے؛ کیونکہ  
 ایلاء شرعی اور لغوی میں لفظی اشتراک ہے۔

۴۹۵۱۔ ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر  
 کیا ہے۔ مدت ایلاء کے بعد کسی کے لئے حلال نہیں مگر یہ کہ  
 عورت کو بھلائی سے روکے یا طلاق کا قصد کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے اسماعیل نے کہا  
 کہ مجھے مالک نے نافع کے واسطے سے عبد اللہ بن عمر سے خبر دی کہ جب چار ماہ گزر جائیں تو توقف  
 کیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ طلاق دے اور جب تک طلاق نہ دے گا طلاق واقع نہ ہوگی، یہ حضرت عثمان  
 علی، ابودرداء، ام المؤمنین عائشہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ صحابہ سے مذکور ہے۔

۴۹۵۱۔ شرح: فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جس عورت کے ایلاء کیا  
 اور چار ماہ گزر گئے۔ آیا اس مدت کے بعد عورت مطلقہ ہو جاتی  
 ہے یا تطلق پر موقوف ہوتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایلاء کی مدت چار ماہ گزرنے  
 کے بعد عورت کو طلاق ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حالف کی مدت ایلاء چار ماہ  
 گزرنے کے بعد اختیار ہے۔ اگر حالف چاہے تو رجوع کرے چاہے تو طلاق دیدے اس کے طلاق  
 دیئے بغیر عورت مطلقہ نہ ہوگی۔ ان کی دلیل عبد اللہ بن عمر کی یہی حدیث ہے۔ احناف نے دارقطنی



بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُودِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ  
 وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِذَا فَقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرِيصُ  
 امْرَأَتِهِ سَنَةً وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُودٍ جَارِيَةً وَالتَّمَسَ صَاحِبَهَا  
 سَنَةً فَلَمْ يَجِدْ وَفُقِدَ فَأَخَذَ يُعْطِي الدَّارَهُمَ وَالِدَرَهْمَيْنِ  
 وَقَالَ اللَّهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَإِنِ اتَى فُلَى وَعَلَى وَقَالَ هَكَذَا فافْعَلُوا  
 بِاللُّقْطَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوُهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَسِيرِ

کی حدیث جسے سعید بن مسیب اور ابو بکر بن عبد الرحمن نے روایت کیا ہے استدلال کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں اپنے اسناد کے ساتھ عثمان غنی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ دونوں ایلاء کے مسئلہ میں کہتے تھے جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت ایک طلاق سے مطلقہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ عورت اپنے نفس کی مالک ہے شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں وہ مطلقہ کی عدت گزارے گی۔ معمر نے قتادہ سے ذکر کیا کہ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور وہ اپنے نفس کی مالک ہے وہ مطلقہ جیسی عدت پوری کرے گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی سے اس کے خلاف بھی منقول ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر سے بھی بخاری میں مذکور کے خلاف منقول ہے؛ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ اگر کسی نے بیوی سے ایلاء کیا اور ایفاء نہ کی حتیٰ کہ چار ماہ گزر گئے تو اسے ایک بائن طلاق واقع ہو جائے گی۔ دارقطنی نے سہل بن ابی صالح کے طریق سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ صحابہ کرام نے کہا کہ ایلاء میں کوئی شئی نہیں حتیٰ کہ چار ماہ گزر جائیں اگر رجوع کرے تو فہا ورنہ طلاق دے لیکن اس روایت میں بارہ صحابہ میں اجمال ہے نہ معلوم وہ کون ہیں اور جو احناف نے ذکر کیا ہے اس میں بارہ صحابہ کی تفصیل مذکور ہے؛ چنانچہ وہ عمر فاروق عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت ہیں اور تفصیل و تعیین اجمال سے اقویٰ ہیں لہذا انصاف یہ ہے کہ چار ماہ بعد توقف کا قول نہیں کرنا چاہیے (یعنی)



يُعْلَمُ مَكَانَهُ لَا تَزَوَّجُ امْرَأَتَهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ خَبْرُهُ  
فَلْتَنَّهُ سَنَةُ الْمَقْضُودِ

## باب گمشدہ کے مال و دولت اور اس کے اہل و عیال کا حکم

سعید بن مسیب نے کہا جب جنگ کی صفت میں لڑائی کے وقت غائب  
پایا جائے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود  
رضی اللہ عنہ نے ایک باندی خریدی اور اس کے مالک کو ایک سال تلاش  
کرتے رہے پھر ایک درہم دو درہم (فقراء کو) دینے شروع کئے اور کہتے  
اے اللہ یہ فلاں شخص (بائع) کی طرف سے ہیں اگر فلاں آگیا تو یہ میرے  
ہیں اور اگر نہ آیا تو مجھ پر (غرامت ہے)

ابن مسعود نے کہا جو چیز گرتی ہوئی ملے اس کے ساتھ بھی اسی طرح کر دو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما  
نے اسی طرح فرمایا۔ زہری نے اس قیدی کے متعلق فرمایا جس کی رہنے کی جگہ معلوم ہے اس کی بیوی نکاح  
نہ کرے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے جب اس کی خبر منقطع ہو جائے تو اس کا طریقہ گمشدہ کا طریقہ ہے۔  
تشریح : جو شخص گم ہو جائے اور اس کے زندہ ہونے کا پتہ نہ چلے تو اس کے اہل و عیال  
اور مال و دولت کے حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر دشمن سے جنگ ہو رہی ہو اور  
وہ صفت قتال میں ہے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرنے کے بعد نکاح کر لے اور اس کا مال بطور  
وراثت تقسیم کیا جائے۔ بعض نے کہا اتنی مدت انتظار کرے کہ صفت قتال میں جتنے لوگ گمشدہ تھے  
وہ سب ہو جائیں اور وہ نہ ملے تو اس کو فوت شدہ قرار دیا جائے اس کے بعد اس کی بیوی نکاح کر سکتی ہے  
حنفیہ کے نزدیک اتنی مدت انتظار کرے کہ اس کے ہم عصر زندہ نہ رہیں۔ بعض لوگوں نے عام گمشدہ اور  
صفت قتال میں گم ہو جانے والوں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک اس کی



۴۹۵۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ  
لِأَخِيكَ أَوْ لِلذَّئِبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَعَضِبَ وَاحْمَرَّتْ  
وَجُنَّتَاةُ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهُمَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسَّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءُ وَ  
تَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ أَعْرِفُ

موت کا یقین نہ ہو جائے۔ اس کا مال تقسیم نہ کیا جائے۔

قولہ اشترى عبد الله بن مسعود الخ یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اور  
بیچنے والا فروخت کرنے کے بعد رقم وصول کئے بغیر غائب ہو گیا۔ عبد اللہ بن مسعود نے اس کو سال بھر  
تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ پھر انھوں نے قیمت کے عوض فقراء و مساکین کو ایک ایک دو دو درہم دینے شروع  
کئے اور کہا اے اللہ! یہ فلاں لونڈی فروخت کرنے والے کی طرف سے صدقہ ہے کہ اس کا ثواب اسے  
پہنچے پس اگر وہ آجائے اور مجھ سے لونڈی کی قیمت طلب کرے تو اس کا ثواب میرے لئے ہو اور  
اس کی قیمت میرے ذمہ ہوگی میں اسے ادا کر دوں گا۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو چیز تمہیں راہ میں مل  
جائے تو اس کے ساتھ بھی اسی طرح کرو کہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد صدقہ کر دو اگر مالک آجائے تو  
اس کی ضمانت ادا کر دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فتویٰ صادر کرتے تھے۔ زہری نے اس قیدی کو  
جو دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو اور اس کی جگہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے مکے بارے میں کہا کہ اس کی بیوی  
نکاح نہ کرے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے؛ کیونکہ وہ زندوں کے حکم میں ہے اور جب اس کی  
زندگی کی خبر منقطع ہو جائے اور اس کی جگہ بھی معلوم نہ ہو اس کا معاملہ غائب ہونے والے کی طرح ہے  
کہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد اس کو فوت شدہ قرار دے کر اس کا ترکہ بطور وراثت تقسیم کیا  
جائے اور اس کی بیوی نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : یزید مولى المنبعث سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے گمشدہ بکری کے متعلق سوال عرض کیا کیا تو آپ

نے فرمایا اسے پکڑ لو وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے۔ حضور سے گمشدہ اونٹ



وَكَاؤُهَا وَعِصَامُهَا وَعِزُّهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ مِنْ يَعْرِفُهَا وَلَا فَلَخْلُطُهَا  
بِمَالِكَ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيتُ رِبْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سُفْيَانُ  
وَلَمَّا أَحْضَطُ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هَذَا فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ حَدِيثَ يَزِيدَ مَوْلَى  
الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَلْدٍ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيتُ رِبْعَةَ فَقُلْتُ لَهُ

کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ غصہ سے بھر گئے اور آپ کے رخسار سے سُرخ ہو گئے اور فرمایا تجھے اس  
کیا کام اس کے ساتھ پاؤں اور مشکیزہ ہے۔ وہ پانی پیتا رہے گا۔ درخت کھاتا رہے گا حتیٰ کہ اس کا  
مالک اس کو ملے گا۔ آپ سے لفظ (دگری ہوئی شے) کے متعلق سوال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا  
اس کی عقلی اور سرسبز من پہچان لو اور ایک سال اس کا اعلان کرو اگر اس کو پہچاننے والا کوئی آجائے  
تو فہم اور نہ اس کو اپنے مال سے ملا لو۔ سفیان نے کہا میں ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے ملا سفیان نے کہا میں  
نے اس کے سوا اس حدیث سے کچھ یاد نہیں کیا میں نے کہا آپ مجھے گم شدہ کے متعلق یزید مولى منبعت  
کی حدیث کی خبر دیں۔ کیا وہ زید بن خالد سے مروی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں یحییٰ نے کہا ربیعہ نے اس کو  
یزید سے اُنھوں نے زید بن خالد سے ذکر کیا ہے۔ سفیان نے کہا میں نے ربیعہ سے ملاقات کی اور اُن سے کہا۔

شرح : لفظ کی حدیث مفقود الخبر کے باب میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے  
کہ گمشدہ مفقود الخبر کی طرح ہے چنانچہ ضالہ ہمیشہ مالک کی ملک

۲۹۵۲ —

میں رہتا ہے اس سے مالک کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔ ایسے ہی چاہیے کہ مفقود الخبر یعنی گمشدہ مرد کی بڑی  
کانکاح باقی رہے۔ جب تک اس کی زندگی کی امید منقطع نہ ہو۔

قولہ قال یحییٰ الخ اس کلام سے مقصد یہ ہے کہ یزید مولى منبعت تابعی ہے وہ زید بن خالد صحابی  
سے روایت کرتے ہیں۔ لہذا یہ حدیث مُرسَل نہیں ہے۔ قولہ قال سفیان، ظاہر ہے کہ یہ تکرار ہے لفظ  
وہ ہے جو کسی شخص سے غفلت سے گر جائے۔ سقاء سے مراد پیٹ ہے۔ وکاء جس رستی سے بوری کا سر  
باندھا جاتا ہے۔ عفاص عقلی جس میں خرچہ ہوتا ہے۔

حدیث کی تقریر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لفظ کا مالک نہ آئے تو یہ تمہارا ہے اگر  
تم نے اُٹھایا تو کوئی تیرا بھائی پکڑ لے گا یا مالک آجائے تو وہ پکڑ لے گا اور اگر کسی نے بھڑا تو ضائع ہو جائیگی  
اور اس کو بگھیاڑ کھا جائے گا اور اُونٹ کے متعلق فرمایا وہ دوڑتا خوب ہے اس کا کھانا پینا اسے فراہم وہ لفظ  
نہیں اسے نہ پکڑو۔ لفظ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی کوئی گمشدہ شے ملے تو اس کو اٹھانے اور سال بھر اس کی شانت



**بَابٌ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا  
إِلَى قَوْلِهِ فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا  
وَقَالَ لِي اِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَلِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ  
ظَهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ مَخُوطُهَا بِالْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَهِيَامُ الْعَبْدِ**

کرے اگر کوئی مالک نہ آئے۔ تو اٹھانے والا غریب ہے تو خود استعمال کر لے اور اگر مالدار ہے تو فقراء پر صدقہ کر دیں لیکن دونوں صورتوں میں اگر مالک آجائے اور اپنی گمشدہ شئی کی شناخت کر دے تو اس کی ضمان ادا کرنا واجب ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیل کتاب العلم اور کتاب اللقطہ میں گزری ہے۔

## بَابُ الظَّهَارِ

ظہار بکسر الظاء شرعاً یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے کہے اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّي، تو میرے اوپر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا بیوی کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو اس میں بیٹی، بہن، خالہ وغیرہ داخل ہیں ظہار سے مقصد جماع اور اس کے دوائی کو حرام کرنا ہے۔ تمام اعضاء میں سے ظہر (پشت) سے تعبیر کرنا اگرچہ پیٹ، ران اور فرج کے ذکر سے بھی ظہار ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ظہر محل رکوب ہے اور عورت بھی مرد کا رکوب ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ استعداء قریب تر ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قول یہ ہے کہ بہن اور دیگر ذی محرم کی ظہر سے تشبیہ دینے سے ظہار ہو جاتا ہے، لیکن متبعین یہ ہے کہ کَظَهْرُ اُمِّي، کہے اور اگر کَظَهْرُ اُمِّي، کہا تو جمہور علماء کے نزدیک ظہار نہ ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے کہ ظہار ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا إِلَى فَمَنْ لَمْ

يَسْتَطِعْ فَاطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا، قَوْلِهِ مَكْسُورٌ، ظہار پر معطوف ہے یعنی یہ باب اس آیت کریمہ کے بیان میں ہے۔ اس آیت کریمہ میں ظہار کا ذکر ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے وہ عورت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شکوای کرنے آئی اور گفتگو کی آیت کے معنی یہ ہیں۔ بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے



شَهْرَانِ وَقَالَ الْحَسَنُ ظَهَرَ الْحُرُّ وَالْعَبْدُ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْإِمَّةِ  
سَوَاءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِنَّ ظَاهِرَ مِنْ أُمَّتِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا الظَّهَارُ

بے شک اللہ سنا دیکھتا ہے۔

اس عورت کا نام خوار بنت ثعلبہ ہے۔ یہ اوس بن صامت کی بیوی تھی۔ اوس بن صامت عبادہ بن صامت کے بھائی اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں اوس نے کسی بات پر اپنی بیوی خولہ سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی۔ یہ کلمہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہو گئی ہے خولہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارے واقعہ عرض کیا اُس نے عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا ہے ماں باپ گزر گئے ہیں عسر زیادہ ہو گئی ہے۔ بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اُن کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں گے اپنے ساتھ رکھوں تو بھوکے مر جائیں گے کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں تو اس پر حرام ہو گئی ہے عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اوس نے طلاق کا لفظ نہیں کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے۔ اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور حسبِ خواہش جواب نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی۔ یا اللہ میں تجھ سے اپنی احتیاجی، بے بسی اور پریشانی حال کی شکایت کرتی ہوں اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خاموش ہو دیکھ چہرہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے آثار ظاہر ہیں۔ جب وحی پوری ہو گئی تو فرمایا اپنے شوہر کو بلاؤ! اوس حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔ اس عورت کے نام میں کثیر اختلاف ہے۔

مقاتل بن حبان سے روایت ہے کہ یہ عورت خولہ بنت ثعلبہ بن مالک بن حرام خزرجیہ ہے بیضاوی نے یہی روایت پائی ہے۔ ہشام بن عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اس عورت کا نام جمیلہ ہے۔ اس کا شوہر اوس بن صامت ہے جو عبادہ بن صامت کا بھائی ہے وہ بدر، اُحد اور دیگر تمام جنگوں میں حاضر ہوتا رہا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہا۔ بعض علماء نے کہا یہ عورت عبد اللہ بن ابی راس المنافقین کی باندی تھی۔ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں یہ آیت کریمہ: وَلَا تَكُونُوا فَتْنًا يَكُمُ عَلَى الْبَغَاءِ،، نازل ہوئی تھی



مِنَ النِّسَاءِ وَفِي الْعَرَبِيَّةِ لِمَا قَالُوا أَيْ فِيمَا قَالُوا وَفِي نَقْضِ مَا قَالُوا  
وَهَذَا أَوْلَى لِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّورِ

”بیوی سے ظہار کرنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو تم میں اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک بڑی اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ جن الفاظ سے آدمی مظاہر ہو جاتا ہے وہ دو قسم پر ہیں ایک قسم صریح جیسے بیوی سے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یا کہے تو میرے نزدیک میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ دوسری قسم کنایہ جیسے کہے تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے، میری ماں کی مثل ہے۔ اس میں نیت کا اعتبار ہے اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا ورنہ ظہار نہ ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ظہار ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اگر غصہ میں کہے تو ظہار ہے اُن سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ ایلا ہے اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ ذوالمحارم سے تشبیہ دینے سے ظہار ہوتا ہے اگر غیر ذات محرم سے تشبیہ دی تو ظہار نہ ہوگا۔ حسن بصری، عطاء، شعبی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی مشہور قول یہی ہے اور اگر کہا جس عورت سے میں نکاح کروں یا کہے فلاں قبیلہ کی عورت میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو یہ ظہار ہے۔

کس سے ظہار درست ہے اور کس سے درست نہیں“

ہر شوہر جس کی طلاق صحیح ہے اس کا ظہار بھی صحیح ہے وہ محرم ہو یا غلام ہو مسلمان ہو یا ذمی ہو عورت سے دخول کیا ہو یا نہ جماع پر قادر ہو یا نہ ایسے ہی اس کا ظہار ہر بیوی سے درست ہے وہ مکسن ہو یا بوڑھی ہو عاقلہ ہو یا مجنونانہ ہو۔ رتقاء ہو یا صحیحہ ہو محرمہ ہو یا غیر محرمہ ہو ذمیہ ہو یا مسلمہ ہو یا عدت میں ہو جس میں رجوع ہو سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذمی کا ظہار درست ہے۔ امام مالک نے کہا غلام کا ظہار صحیح نہیں۔ امام شافعی اور اہل کوفہ نے کہا لونڈی اور اقم ولد سے ظہار صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَاءِهِمْ اور لونڈی نساء سے نہیں۔ وہ عورت ہے جس کی فرج میں ہڈی بڑھ گئی ہو۔



## کفارہ کا بیان

کفارہ ظہار جماع سے پہلے غلام آزاد کرے یا لونڈی آزاد کرے کسین ہوں یا عمر رسیدہ ہوں۔ مسلمان ہو یا کافر ہو؛ کیونکہ قرآن کریم میں رقبہ مطلق ہے اس کے ساتھ مومن کی قید نہیں؛ لہذا کافر بھی آزاد کرنا جائز ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کافرہ رقبہ جائز نہیں وہ کہتے ہیں مسلمان غلام ہی آزاد کرنا ضروری امام مالک اور امام احمد بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے کہا عیب غلام جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ظہار کے کفارہ میں مجنون غلام آزاد کرنا صحیح نہیں۔

## کفارہ کے اقسام

کفارہ ظہار میں غلام آزاد کرے۔ اگر عاجز ہو غلام آزاد نہ کر سکے تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اُن میں ماہ رمضان اور وہ ایام نہ ہوں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے اور وہ عید کے دو دن اور ایام تشریق ہیں۔ اگر ان دونوں میں رات یا دن کو قصد یا بھول کر جماع کر لیا تو دوبارہ از سر نو کفارہ دے گا۔ اگر روزے نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ مساکین کو کھانا دے۔ وہ گندم سے آدھا صاع اور جو کا پورا صاع ہے جیسے روزے کا کفارہ ہے۔

ابن حزم نے کہا اگر ایک یا دو بار یا تین بار ظہار کیا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگر چوتھی بار ظہار کیا تو دوسرا کفارہ دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایک مجلس متعدد بار ظہار کیا تو اس کا ایک ہی کفارہ ہے۔ اگر مختلف جگہوں میں ظہار کیا تو جتنی جگہوں میں ظہار کیا اتنے ہی کفارے واجب ہیں قسم کا بھی یہی حال ہے۔ بعض علماء نے کہا ہر تقدیر پر ایک ہی کفارہ ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ امام الائمہ سراج الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت سے ظہار کیا ہو کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے بوس و کنار کرنا اور مافوق الازاؤ فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے جیسے کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع حرام ہے اس کے دواعی بھی حرام ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا بہتر اور مستحب یہ ہے کہ دواعی جماع متبوع ہیں۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عبد کے ظہار کا کفارہ صرف روزے میں اور آست کریمہ ثَمَرٌ کَعُودُونَ لِمَا قَالُوا، میں عود کے معنی یہ ہیں کہ عودت کو اپنے اوپر حرام کرنے کے بعد اس سے جماع کا عزم کرے یا اس کی نیت کرے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اس کو لازم یہ ہے کہ پہلے کفارہ دے اگر عزم نہ کرے تو عود نہیں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا لگے بالفعل جماع کیا تو عود ہے محض نیت اور عزم کر لینا عود نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ جماع کرنے سے پہلے کفارہ دیدے۔ ابن بطال نے کہا امام مالک کے نزدیک



عود کے معنی جماع کا عزم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ لعینہ وطی کرنا عود ہے اور کفارہ پہلے ادا کرنا لازم ہے۔ امام طحاوی نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عود کے معنی یہ ہیں کہ کفارت دینے کے بغیر جماع کو مباح نہ جانے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا كَانُوا يَحْزَنُونَ کے معنی یہ ہیں کہ اگر جماع کرنے کا عزم کرے اور اس سے جماع کرنا چاہے تو یہ عود ہے اور اس سے پہلے کفارہ دینا لازم ہے اور اگر وطی کرنے کا عزم نہ کیا تو یہ عود نہیں۔  
امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عود جو کفارہ کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ ظہار کے بعد طلاق دینے سے اتنی مدت رک جائے جن میں اس کو طلاق دینا ممکن تھا اور طلاق نہ دی۔

## جس عورت سے ظہار کیا اس کے ساتھ کیا کچھ جائز ہے؟

احناف کے مذہب میں جس عورت سے ظہار کیا اس سے جماع کرنا حرام ہے ایسے ہی جماع کے دواعی مثلاً بوس و کنار کرنا وغیرہ بھی کفارہ دینے سے پہلے حرام ہیں جیسے کفارہ سے پہلے جماع کرنا حرام ہے۔ سفیان ثوری سے ایک روایت ہے کہ جس عورت سے ظہار کیا۔ کفارہ دینے سے پہلے اس سے بوس و کنار جائز ہے اور ما دون الفرج اس سے مباشرت بھی جائز ہے، کیونکہ یہاں میس سے جماع مراد ہے۔ ان سے دوسری روایت یہ ہے کہ احتیاط کے طور پر بوس اور اس سے لذت پانے سے رکا رہے۔

## جس پر کفارہ واجب ہوا وہ مرگیا یا طلاق دے دی

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا غلام پر ظہار کے کفارہ میں دو ماہ کے روزے ہیں آنھوں نے موٹا میں روایت کی کہ ابن شہاب سے عبد کے ظہار کے متعلق پوچھا گیا تو آنھوں نے کہا عبد کا ظہار آزاد کے ظہار کی طرح ہے۔ ابو عمر نے کہا اس میں تمام کا اتفاق ہے کہ غلام کا ظہار لازم ہے اور اس کا کفارہ صرف روزے ہیں۔ اگر اس کے مالک نے اسے غلام یا طعام دیا تو اس کا غلام



کو آزاد کرنا اور طعام دینا بھی جائز ہے۔ یہ ابو ثور اور داؤد کا مذہب ہے؛ لیکن دوسرے علماء اس کے خلاف ہیں۔ احناف کہتے ہیں غلام کفارہ ظہار میں صرف روزے رکھے (یعنی)

ترجمہ: ۲۹۵۲ — امام بخاری نے کہا مجھے اسماعیل بن ابی اویس نے خبر دی کہ مجھ سے

امام مالک نے بیان کیا کہ انھوں نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے متعلق پوچھا (عبد مملوک کا ظہار صحیح ہے یا نہیں) ابن شہاب نے کہا غلام کا ظہار آزاد کے ظہار کی مثل ہے۔ امام مالک نے کہا غلام کے روزے دو ماہ ہیں۔ حسن بن محرز نے کہا آزاد اور غلام کا ظہار آزاد عورت اور باندی سے مساوی ہے۔ عکرمہ نے کہا اگر اپنی باندی سے ظہار کیا تو یہ کوئی شئی نہیں۔ ظہار صرف ان عورتوں سے ہے جن سے نکاح کیا ہو اور عرب کے کلام میں لما قالوا یعنی فیما قالوا ہے۔ وفی نقص ما قالوا اور لما قالوا کا یہ معنی بہتر ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منکر اور جھوٹ بات پر دلالت نہیں کی۔

شرح: ۲۹۵۲ — قولہ فی العربیۃ لما قالوا الخ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

کی غرض داؤد ظاہری کی تردید کرنا ہے جبکہ اس نے کہا لما یعودون میں عود کلمہ ظہار کا تکرار کرنا ہے۔ قولہ لان اللہ تعالیٰ الخ یہ ”ہذا اولیٰ“ کی دلیل ہے۔ اولویت کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کا معنی وہ ہو جو داؤد ظاہری نے ذکر کیا ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ منکر اور قول زور پر دلالت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے (باقی تفصیل گزری ہے)

## باب طلاق اور دوسرے امور میں اشارہ کرنا

ابن تیم نے کہا جس اشارہ سے صحیح اور گنگ سے طلاق سمجھی جائے۔ مہلب نے کہا جب اشارہ مفہم ہو یعنی سمجھا جائے تو اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اس کی تائید اس اشارہ سے ہوتی ہے جس کے ساتھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی لونڈی کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا جبکہ اس سے فرمایا: اللہ کہاں ہے اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نے فرمایا اس کو آزاد کر دو! یہ مومنہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان جو اصل دین اور اہم مقصد ہے میں اشارہ پر حکم فرمایا اور اس کا اعتبار کیا۔ جب اتنے اہم میں اشارہ کے مطابق حکم کرنا جائز ہے تو دیگر امور میں بطریق اولیٰ جائز ہے۔ عام فقہاء یہی کہتے ہیں۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر طلاق کی طرف اشارہ کرے تو طلاق لازم ہے۔ امام اللہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے سامعین فقہاء سے منقول ہے کہ آپ نے کہا یہ قیاس نہیں بلکہ استحسان ہے اور اس مقام میں قیاس باطل ہے کیونکہ کلام تو کیا نہیں اور اشارہ سمجھا نہیں جاتا۔ ابن منذر نے کہا اس کلام میں امام ابو حنیفہ نے اقرار کیا ہے کہ یہ حکم باطل کے ساتھ کیا ہے؛ کیونکہ ان کے نزدیک قیاس حق ہے جب



## بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُورِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللَّهُ بِدُمْعِ  
الْعَيْنِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ  
أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ أَسْمَاءُ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُفُوفِ فَقُلْتُ لِعَالِشَةَ مَا شَأْنُ  
النَّاسِ وَهِيَ تَصَلِّي فَأَوَمَّتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَوَمَّتْ  
بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ وَقَالَ أَنَسٌ أَوْ مَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ  
إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوْ مَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِيَدِهِ لَا حَرَجَ وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
الصَّيْدِ لِلْمُحْرَمِ أَحَدٌ مِنْكُمْ أَمْرُهُ أَنْ يَحْمَلَ عَلَيْهِ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا  
قَالُوا لَا قَالَ فَكَلُّوا

استحسان جو قیاس کی ضد ہے کے ساتھ حکم کیا تو قیاس جو امام کے نزدیک حق ہے باطل ہو گیا۔  
تو ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ نے باطل کے ساتھ حکم کرنے کا اقرار کیا ہے۔  
علامہ عینی شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ذکر کیا کہ یہ اس شخص کا کلام ہے  
جو احکام کے دقائق کے سمجھنے سے قاصر ہے اور امام اعظم ایسے پر جرأت کرتا ہے جو خیر القرون میں شمار  
ہوتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس میں قیاس باطل ہے کیا اس سے تمام قیاسیات کا بطلان  
لازم آئے گا؟ حالانکہ استحسان قیاس کی ضد نہیں بلکہ اس کا نوع ہے؛ کیونکہ قیاس کی دو قسم ہیں ایک  
قیاس میں دوسرے قیاس خفی اور استحسان قیاس خفی ہے جو شخص یہ نہیں جانتا وہ ایسا کلام کیسے کر سکتا ہے۔  
جس میں محض افتراء اور بغیر حق کے عظیم انسان پر جرأت ہو۔ اسی طرح ابن بطال نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ  
پر زبان درازی کی ہے جب اُس نے کہا امام بخاری کا اس باب سے ابو حنیفہ کا رد کرنا مقصود ہے؛



کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث میں اشارہ کے ساتھ حکم فرمایا ہے اور اس سے باب کی حدیث کی طرف اشارہ کیا پھر اس نے ابن منذر کا کلام نقل کیا پھر کہا اس نے ابو حنیفہ کو اپنے اس قول پر محمول کیا ہے وہ یہ کہ ابو حنیفہ وہ سنن نہیں جانتے ہیں جن میں اشارات کے ساتھ مختلف احکام ثابت نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نہایت ہی سوء ادب ہے کہ امام ابو حنیفہ یسنن نہیں جانتے ہیں کس نے ان سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اشارہ کے ساتھ عمل نہیں کرتے ہیں۔ یہ ان کے تلامذہ کی کتب میں جن میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ اشارات کے ساتھ احکام ثابت ہوتے ہیں۔ ہمارے اخاف کہتے ہیں گنگ کا اشارہ اور اس کی کتابت زبانی نطق کی مثل ہے لہذا اس پر اشارہ اور کتابت کے ساتھ احکام لازم آئیں گے حتیٰ کہ اس کا نکاح، طلاق، عتاق اور خرید و فروخت وغیرہ ایسے احکام اشارہ کے ساتھ جائز ہیں۔ بخلاف اس شخص کے جس کی زبان بستہ ہو اور اس کی زبان چلنے سے رک گئی ہو اس کا اشارہ معتبر نہیں؛ کیونکہ اشارہ مراد واضح نہیں کر سکتا؛ البتہ جب زبان بستہ زمانہ دراز تک رہی ہو تو وہ بھی گنگ کی مثل ہوگا۔ ممر تاسی، زبان بستہ کی مدت ایک سال بیان کی ہے۔

امام ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ زبان بستہ اگر موت کے وقت تک ہی تو اس کے اشارہ کے ساتھ اس کا اقرار معتبر ہوگا اور اس پر اشتہاد بھی جائز ہے۔ فقہاء نے کہا اسی پر فتویٰ ہے۔ محیط میں ہے کہ اگر کسی عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا اے زینب تجھے طلاق ہے اچانک وہ عمرہ بھتی تو عمرہ کو طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ کیونکہ یہ اشارہ ہے اور اعتبار اشارہ کلہے نام کا نہیں۔ **فَالْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُبْتَعَ** (عینی)

**ترجمۃ التعلیقات** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہانے سے عذاب نہیں دیتا،

لیکن اس وجہ سے عذاب کرتا ہے اور زبان مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ کعب بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ نصف قرضہ لے لو! اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف پڑھی تو میں نے عائشہ سے کہا لوگوں کا کیا حال ہے؟ اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ انھوں نے سورج کی طرف مڑ کے ساتھ اشارہ کیا میں نے کہا یہ کسوف (سورج گرہن) کوئی علامت ہے انھوں نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں! (یہ علامت ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اشارہ فرمایا کہ کچھ حرج نہیں (جج کے ایام میں) ابو قتادہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے لئے



۴۹۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ  
ابْنُ عَمْرِو حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ طَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعِيرِهِ وَكَانَ كَلِمًا آتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ  
إِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِحَ مِنْ يَأْجُوجَ  
وَمَا جُوجَ مِثْلُ هَذِهِ وَعَقَدَ تَسْعِينَ

۴۹۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ  
حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُؤَافِقُهَا  
مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ يَبْدُوهُ وَوَضَعَ  
أَمَلَتْهُ عَلَى بَطْنِ الْوَسْطَى وَالْخَنْصَرِ قُلْنَا يَزِيدُهَا وَقَالَ الْأَوَّلِيُّ

شکار کے متعلق فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اس کو حکم دیا کہ وہ شکار کرے یا اس کی طرف اشارہ کیا ہو؟  
صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم نے شکار کی طرف اشارہ نہیں کیا) جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

دان تعلیقات جو مختلف احادیث میں مذکور ہیں اور ان میں اشارات سے ثبوت احکام ہے ثابت  
کیا ہے کہ اشارات کے ساتھ احکام جائز ہیں۔

۴۹۵۵۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور جب بھی

رُکْن کے پاس تشریف لائے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے اور اللہ اکبر فرماتے۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا  
نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا جوج و ما جوج کا سورخ اس کی مثل کھل گیا ہے اور نوے کے عدد  
کی گمرہ لگائی۔ (انگلیوں سے گمرہ لگانا اشارہ کی قسم ہے لہذا یہ حدیث عنوان کے مطابق  
ہے اور یہی بخاری کا مقصد ہے)



حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ  
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَدَا يَهُودِيٌّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَى جَارِيَةٍ فَاخَذَ اَوْضَاخًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَاسَهَا فَاتَى بِهَا اَخَاهَا  
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِي اُخْرَى رَمَقٍ وَقَدْ اُصِمَتْ  
فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَكَ فُلَانٌ لِّغَيْرِ  
الَّذِي قَتَلَهَا فَاسَّارَتْ بِرَاسِهَا اَنْ لَّا قَالَ فُلَانٌ لِّرَجُلٍ اُخَرَ  
غَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا فَاسَّارَتْ اَنْ لَّا فَقَالَ فُلَانٌ لِّقَاتِلِهَا فَاسَّارَتْ  
اَنْ نَعَمْ فَاَمَرِيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَخَ رَاسَهُ  
بَيْنَ حَجَرَيْنِ

۲۹۵۶ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت ہے اس کی کوئی مسلمان موافقت نہیں کر پاتا جو گھرے ہو کر نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو عطاء کرتا ہے اور حضور نے دست اقدس سے اشارہ کیا انگلیوں کے پوروں کو درمیانی اور چھوٹی انگلی کے پیٹ پر رکھا۔ ہم نے کہا آپ اس ساعت کی قلت بیان فرماتے تھے۔ اویسی نے کہا ہم سے ابو ہریم بن سعد نے شعبہ ابن حجاج کے ذریعہ ہشام بن زید کے واسطے سے انس سے بیان کیا۔

۲۹۵۷ شرح : انگلیوں کو درمیانی انگلی پر رکھنے میں یہ اشارہ ہے کہ یہ گھڑی نصف نماز میں ہے۔ اور خنصر پر رکھنے میں آخر دن طرف اشارہ ہے ،،  
حدیث ع ————— کی شرح دیکھیں (باب الساعة يوم الجمعة)

۲۹۵۸ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک لڑکی پر زیادتی کی اور اس کے زیورات جو اس پر تھے اتار لئے اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا اس کے گھر والے لڑکی کو



جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جبکہ وہ زندگی کے آخری سانس لے رہی تھی اور خاموش ہو گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا قاتل شخص نے تجھے قتل کیا ہے اور قتل کرنے والے کے علاوہ کسی اور کا نام لیا اس نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے آدمی کے متعلق فرمایا جو قتل کرنے والے کے علاوہ تھا اس نے اشارہ کیا کہ نہیں فرمایا قاتل شخص نے قتل کیا ہے؟ اور قاتل کے متعلق فرمایا اس نے اشارہ کیا کہ ہاں اس نے قتل کیا ہے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا اور اس یہودی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

۴۹۵۷ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے جو اس کا دوسرا جزء ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ شاید بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ قاتل واجب القتل ہے جسے ڈاکو واجب القتل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے اقرار کے بعد اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔

## تیز دھار آلہ کے بغیر قتل کرنے میں قصاص

اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرات تابعین کرام سے عمر بن عبد العزیز قتادہ، حسن بصری، ابن سیرین، مالک، شافعی، احمد، ابواسحاق، ابو ثور اور ابن منذر اور ظاہریہ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ جس طرح قاتل قتل کرے اسی طرح اسے قتل کیا جائے دوسری علماء کی جماعت نے کہا اگر تیز دھار آلہ ایسے خنجر، تلوار سے قتل کرے تو قصاص واجب ہے ورنہ نہیں یہ حضرات شعبی، ابراہیم نخعی، حسن بصری، سفیان ثوری، ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد بن حسن ہیں۔ انھوں نے پانچ کبار صحابہ کرام ابو بکر صدیق، علی بن ابی طالب، نعمان بن بشیر، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے استدلال کیا ہے؛ چنانچہ ابن ماجہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لَا قَوْدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ، کہ تلوار کے ساتھ قتل کرنے والے سے ہی قصاص لیا جائے۔

دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا قَوْدَ فِي النَّفْسِ وَغَيْرِهَا إِلَّا بِحَدِيدَةٍ، یعنی نفس وغیرہ کے قتل میں قصاص نہیں مگر جب تیز دھار آلہ سے قتل کئے جائیں۔ ابن ماجہ جابر جعفی کے ذریعہ ابن عازب سے انھوں نے نعمان بن بشیر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا قَوْدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ، قصاص صرف تیز دھار آلہ کے ساتھ قتل کرنے سے ہے۔ طبرانی نے معجم میں علقمہ کے ذریعہ ابن مسعود سے اس طرح روایت کی ہے۔



۴۹۵۸ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفِتْنَةُ مِنْ هَهُنَا وَآشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ

۴۹۵۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ

عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي اسْحَقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ أَنْزِلْ فَأَجْدَحُ لِي قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أُمْسِيَتْ ثُمَّ قَالَ أَنْزِلْ فَأَجْدَحُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أُمْسِيَتْ إِنَّ عَلَيْكَ هَارًا ثُمَّ قَالَ أَنْزِلْ فَأَجْدَحُ فَانْزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّلَاثَةِ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ

اسی طرح دارقطنی نے اپنے سنن میں ابو ہریرہ سے مرفوع روایت ذکر کی ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض احادیث کے اسناد میں ضعف ہے لیکن جب ثقہ روایت سے اس کی تائید ہو جائے تو اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابلِ حجت ہوتی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر تیز دھار مثقل شئی سے قتل کرنے سے قصاص ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کا حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ واقعہ شروع اسلام میں پیش آیا تھا جیسے شروع اسلام میں مثلہ مباح تھا پھر منسوخ ہو گیا اور قصاص تیز دھار آلہ سے قتل کرنے ہی سے ہو گا۔ نیز علماء نے ذکر کیا کہ اس یہودی کی عادت تھی کہ وہ اس طرح قتل کیا کرتا تھا اور وہ عادی قاتل تھا۔ اس لئے زجر و تشدید کے لئے اس کو اسی طرح قتل کیا گیا جس طرح وہ قتل کرتا تھا۔ فَلَا قِصَاصَ إِلَّا فِي الْقَتْلِ بِالْحَدِيدِ تیز دھار آلہ سے قتل کر نیکی صورت قصاص واجب ہوتا ہے۔

۴۹۵۸ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو



۴۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ  
عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ نَدَاءُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ أَذَانُهُ  
مِنْ سَعُورِهِ فَإِنَّمَا يَنَادِي أَوْ يُؤْذِنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ  
كَأَنَّهُ يَعْنِي الصُّبْحَ أَوْ الْفَجْرَ وَأَظْهَرَ يَزِيدُ يَدِيهِ ثُمَّ مَدَّ أَحَدُهُمَا  
مِنَ الْآخِرَى وَقَالَ اللَّيْثُ ۴۹۶۔ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فتنہ ادھر سے آئے گا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

۴۹۵۹۔ ترجمہ : عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہا ہم ایک سفر میں جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب سورج  
غروب ہوا تو ایک شخص سے فرمایا اترو اور میرے لئے ستو گھولو اس نے عرض کیا  
یا رسول اللہ اگر تھوڑی دیر فرمائیں تو بہتر ہوتا۔ پھر فرمایا اترو اور میرے لئے ستو گھولو اس نے عرض  
کیا یا رسول اللہ! اگر تھوڑی دیر فرمائیں تو بہتر ہے۔ ابھی دن ہے پھر فرمایا اترو ستو گھولو وہ شخص  
سواری سے اُترا اور اس نے تیسری بار میں آپ کے لئے ستو گھولے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ستو پٹے پھر اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ  
ادھر سے آ رہی ہے تو روزے دار افطار کر دے۔ (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

۴۹۶۰۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا تم میں سے کسی کو بلال کی نداء یا فرمایا بلال کی اذان سحری کھانے  
سے منع نہ کرے؛ کیونکہ وہ نداء کرتے ہیں یا فرمایا وہ اذان دیتے ہیں تاکہ تم سے تہجد پڑھنے والے  
کو گھر کی طرف لوٹائیں اور یہ نہیں کہ فجر یا صبح ہوئی۔ یزید بن زریع نے اپنے دونوں ہاتھ ظاہر کئے  
پھر ایک کو دوسرے سے پھیلایا

۴۹۶۰۔ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ”اظہر ید یہ“ میں ہے کہ  
آپ نے دونوں ہاتھ پھیل کر اشارہ فرمایا کہ صبح کی روشنی اس  
طرح ہوتی ہے کہ سفیدی مشرق کے کناروں میں پھیل جائے قولہ لیرجع الخ جائز ہے کہ یہ رجوع سے



رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرَيْرٍ سَمِعْتُ أَبَاهُ رِيَّةَ قَالَ رَوَى  
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمِثْلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا  
 جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثُدَيَّهِمَا إِلَى تَرَافُفِهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ  
 شَيْئًا إِلَّا مَادَتْ عَلَى جُلْدِهِ حَتَّى يُجْحَنَ بَنَانُهُ وَتَعْفُو أَثَرُهُ وَأَمَّا الْبَخِيلُ  
 فَلَا يُرِيدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَيُؤَسِّعُهَا وَلَا تَنْسَعُ  
 وَلَيْشِيرُ بِأَصْبَعِهِ إِلَى حَلْقَةٍ

مشتق ہو یا رج سے ہو۔ قولہ قائمکم، مفعول منصوب ہے۔ قائم تہجد پڑھنے والا یعنی نماز پڑھنے والا  
 گھر کی طرف لوٹے اور صبح سے پہلے کچھ دیر سو کر آرام کرے۔

قولہ کاتہ، اس سے غرض یہ ہے کہ لیس کا اسم صبح ہے یعنی صبح کاذب معتبر نہیں بلکہ  
 صبح وہ ہے جو جنوب سے شمال کی طرف مشرق میں پھیل جائے اور وہ صبح صادق ہے۔

قولہ اظہر، یعنی یزید بن زریع نے ایک ہاتھ دوسرے کی پشت پر رکھا اور اس کو دوسرے سے  
 جدا کر کے بلند کیا اس میں صبح کاذب کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ ثم مداحدھما من الاخری یہ صبح صادق کی طرف اشارہ ہے۔ حدیث — کی شرح دیکھیں

ترجمہ : لیث نے جعفر بن ربیعہ کے ذریعہ عبد الرحمن بن ہریر سے روایت  
 ۴۹۶۱ —

کی آنکھوں نے کہا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور مال خرچ کرنے والے کی مثال دو آدمیوں کی مثل ہے  
 جو لوہے کی دو زریں پہنے ہوئے ہیں جو چھاتیوں سے ہنسیوں تک میں خرچ کرنے والا خرچ  
 نہیں کرتا مگر زرہ اس کے چمڑے پر لمبی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ  
 لیتی ہے اور اس کا اثر مٹا دیتی ہے اور بخیل خرچ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا مگر اس کی زرہ کا ہر حلقہ  
 اپنی جگہ پر چپک جاتا ہے وہ اس کو کشادہ کرتا ہے وہ کشادہ نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 اپنی انگلی شریف کے ساتھ حلق کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

یشیر یا صبعہ الی حلقہ میں عنوان سے مطابقت واضح ہے۔

(حدیث — کی شرح دیکھیں)



## بَابُ اللَّعَانِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ إِلَى قَوْلِهِ مِنَ الصَّادِقِينَ فَإِذَا تَذَنَّفَ الْأَخْرَسُ امْرَأَتَهُ بِكِتَابِهِ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ بِإِيمَاءٍ مَعْرُوفٍ

## بَابُ اللَّعَانِ

لعان مصدر ہے اس سے ماضی مضارع لَاَعَنَ يُلَاعِنُ مَلَاعَنَةً ہے۔ یہ لعن سے مشتق ہے یعنی مرد زنی کا رحمت الہی سے دور ہونا مرد کو مَلَاعِن اور عورت کو مَلَاعِنَةٌ کہتے ہیں۔ اس کو لعان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچویں مرتبہ جھوٹے پر لعنت کی جاتی ہے۔ لعان کا شرعی معنی شہادت میں جو قسموں کے ساتھ تاکید کی جائیں اور لعنت و غضب کے ساتھ ملی ہوئی ہوں۔  
حنفیہ کے نزدیک شہادت کے اہل ہونا شرط ہے۔ لہذا لعان صرف دو مسلمانوں میں جاری ہوگا جو آزاد، بالغ ہوں اور انہیں تہمت میں حد نہ لگی ہو۔ مشافعیہ کے نزدیک قسم کی اہلیت شرط ہے لہذا اُن کے نزدیک مسلمان مرد اور عورت کافرہ کے درمیان لعان جائز ہے نیز مرد و زن کافروں اور غلام اور اس کی بیوی میں بھی لعان جائز ہے۔ کیونکہ یہ تمام قسم کی اہلیت رکھتے ہیں۔ امام مالک امام احمد رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے گواہی یہ ہے، کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو۔

یعنی اس باب میں اس آیت کریمہ کا ذکر ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب نئے ہجری کو شعبان کے مہینہ میں غزوہ تبوک سے مسلمانوں کا لشکر واپس آیا اور اُن میں عویمر عبدلہ بھی شامل



فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِأَنَّ الْمُنْبَيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَازَ الْإِشَارَةَ فِي  
الْفَرَائِضِ وَمَوْقُولُ بَعْضِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ

تھے تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، ”مورخین کا کہنا ہے کہ یہ آیت ہلال بن امیہ کے بارے  
میں نازل ہوئی۔ مہلب نے کہا صحیح یہ ہے کہ قاذف (تہمت لگانے والے) عویر تھے۔ ابن عباس،  
ابن عمر اور سہیل بن سعد سے روایت ہے کہ عویر عجلانی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تھی“  
صاحب تلویح نے کہا اس روایت میں ضعف ہے ہلال بن امیہ اور اس کا اپنی بیوی کو شریک  
ابن ثابت کے ساتھ متہم کرنے کا واقعہ صحیح بخاری میں دو جگہ شہادت اور تفسیر کے ابواب میں مذکور  
ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت مذکور ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی  
بیوی کو شریک بن سحاء کے ساتھ متہم کیا تھا۔ یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے ملاعنہ کیا ہے۔ بعض نے  
کہا یہ دو واقعات علیحدہ علیحدہ ہیں (یعنی)

قَوْلُهُ فَإِذَا قَذَفَ الْآخَرُ أَمْرَهُ، یعنی جب گنگ نے اپنی بیوی کو لکھ  
کر یا اشارہ یا ایماء معروف جس کو  
ہر ایک جانتا ہو، کے ذریعہ تہمت لگائی تو یہ متکلم کی مانند ہے اور ناطق کے حکم میں ہے؛ کیونکہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض میں اشارہ کو جائز فرمایا ہے۔ بعض اہل حجاز (امام مالک) اور دوسرے  
علماء کا یہی قول ہے۔

تشریح: اشارہ اور ایماء میں فرق یہ ہے کہ عموماً اشارہ ہاتھ سے ہوتا ہے اور  
ایماء سر اور آنکھ کی پلکوں سے بھی کیا جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس شخص سے فرمایا جو نماز کے افعال جو فرض میں پر قادر نہ تھا کہ وہ اشارہ سے نماز پڑھ لے لہذا  
جو احکام فرض نہیں ان میں اشارہ بطریق اولیٰ معتبر ہے۔ امام مالک اور ان کے تابعین اور دیگر  
علماء غیر مالکیہ کا یہی مسلک ہے اگر گنگ نے بیوی کو اشارہ سے تہمت لگائی تو اس پر حد قذف ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مَرِيَمُ (عَلَيْهَا السَّلَامُ) كِي طَرَفِ إِشَارَةٍ كَمَا

حضرت مریم علیہا السلام نے نوموود حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کیا اور لوگوں  
نے یہ اشارہ سمجھا جیسے کلام سمجھتے ہیں تو انہوں نے کہا ہم اُس سے کس طرح گفتگو کریں جو گہوارہ میں



اللَّهُ تَعَالَى فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ  
صَبِيًّا وَقَالَ الضَّحَّاكُ إِلَّا رَمَزًا إِشَارَةً وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ

بجہ سے (معلوم ہوا کہ اشارہ کلام جیسا ہے) ضحاک نے (إِلَّا رَمَزًا)، کی تفسیر اشارہ سے کی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد: أَنْ لَا تَكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمَزًا، کی تفسیر میں ضحاک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر یا علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہارے ہاں بچہ پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تم تین دن لوگوں سے اشارہ سے کلام کرو گے۔ اگر اشارہ سے وہ نہ سمجھا جاتا جو کلام سے سمجھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ تم لوگوں سے اشارہ سے کلام کرو گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ پر حکم مرتب ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی ایماء اور کتابت کا حکم ہے۔ مذکور بالا تقریر سے بعض نے استدلال کیا کہ گنگ کا قذف صحیح ہے اور وہ کلام کی طرح ہے۔

قَوْلُهُ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْخ بعض لوگوں نے کہا گونگے کے قذف میں حد قذف نہیں اور نہ ہی لعان ہے۔ پھر کہا کہ کتابت یا اشارہ یا ایماء سے طلاق دی تو جائز ہے، حالانکہ طلاق اور قذف میں کچھ فرق نہیں اگر وہ کہیں کہ قذف تو صرف گفتگو سے ہی ہوتی ہے تو انہیں کہا جائے گا کہ طلاق بھی تو گفتگو سے ہی ہوتی ہے۔ ورنہ طلاق اور قذف ایسے عین وغیرہ سب باہل ہو جائیں گے۔ ایسے ہی پہرہ شخص لعان کرے گا۔ شعبی اور قتادہ نے کہا جب یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے اور اپنی انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا تو عورت بائن ہو جائے گی۔ ابراہیم نخعی نے کہا گونگا جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو طلاق لازم ہو جائے گی۔ حماد نے کہا گونگا اور پہرہ اگر اپنے سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے،

مذکور کلام سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اہل حجاز اور علماء کوفہ کے درمیان شرح: گونگے کے لعان اور حد قذف میں اختلاف ہے۔ اسی لئے آت کریمہ وَالَّذِينَ يُؤْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ الْإِيْمَةُ کی قذف ذکر کی اور يُؤْمُونَ، کے عموم سے استدلال کیا کہ نہمت عام ہے۔ لفظ سے ہو یا اشارہ مفہمہ یا ایماء مفہم سے ہو۔ اس لئے کہا إِذَا قَذَفَ الْاَوْخُسُ اِمْرًا تَبْكُتَابَةً الْخ تو حد قذف اور لعان گونگے پر لازم ہے اور مذکور عبارت اور نصوص سے ثابت کیا کہ اشارہ، ایماء اور کتابت سب گفتگو کی مثل ہیں۔ جب گفتگو سے حد قذف اور لعان لازم ہے تو ان سے بھی حد قذف اور لعان لازم ہوگا۔ اور بعض الناس سے علماء کوفہ مراد ہیں۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ حنفیہ نے کہا گونگے



لَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ دَعَمَ إِنْ طَلَّقُوا بَكْتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ أَيْمَانٍ  
جَازٍ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَإِنْ قَالَ الْقَذْفُ  
لَا يَكُونُ إِلَّا بِكَلَامٍ قِيلَ لَهُ كَذَلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِكَلَامٍ

پر حد نہیں، کیونکہ اس کی قذف کا اعتبار نہیں اور نہ ہی اس پر لعان ہے؛ چنانچہ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا کہ گونگے کی قذف سے لعان ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ اس کا تعلق صریح کلام سے ہوتا ہے جیسے حد و قذف میں صریح کلام سے قذف ثابت ہوتی ہے پھر بعض الناس نے کہا اشارہ سے گونگے کی طلاق واقع ہے؛ کیونکہ یہ ہر ایک جانتا ہے لہذا دفع حاجت کے لئے یہ کلام کے قائم مقام ہے امام بخاری نے حنفیہ کے کلام میں تضاد ثابت کیا کہ حنفیہ نے کہا گونگے کی ہمت کا اعتبار نہیں اور اس کی طلاق کا اعتبار ہے؛ حالانکہ یہ تخصیص بلا تخصیص ہے۔ احناف نے اس کا جواب دیا کہ قذف کی صحت کا تعلق صریح زنا سے ہوتا ہے اس کے معنی سے نہیں ہوتا اور یہ گونگے کے اشارہ سے حاصل نہیں؛ کیونکہ اس میں اشتباہ ہو سکتا ہے؛ لہذا گونگا قاذب نہ ہوگا جبکہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طلاق اور قذف میں فرق نہیں لیکن یہ دعویٰ ممنوع ہے؛ کیونکہ طلاق کا لفظ اس کا معنی ادا کرنے میں صریح ہے۔ اور قذف بلا اشارہ میں زنا کی تصریح نہیں ہوتی لہذا اس پر حکم مرتب نہ ہوگا۔

قَوْلُهُ فَإِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِكَلَامٍ، یعنی اگر حنفیہ یہ کہیں کہ قذف کلام سے ہوتا ہے اور گونگے کا قذف کلام نہیں لہذا اس پر حد مرتب نہ ہوگی اور نہ لعان لازم ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق بھی کلام کے بغیر واقع نہیں ہوتی حالانکہ گونگے کی طلاق تمہارے نزدیک بھی واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن امام بخاری کا یہ جواب کمزور ہے؛ کیونکہ طلاق میں کلام سے مراد اس کا معنی ظاہر کرنا ہے اور لفظ طلاق نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگی بخلاف گونگے کے کہ اس کا کلام نہیں اس کا تو صرف اشارہ ہے اور اشارہ میں دو وجہیں پائی جاتی ہیں۔ لہذا اس سے حد واجب نہیں جیسے کتابت اور تعریف سے حد واجب نہیں؛ چنانچہ اگر کوئی کسی سے کہے تو نے حرام وطی کی ہے تو وہ قاذب نہ ہوگا؛ کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے شبہ سے وطی کی ہو اسی لئے قائل نے کہا کہ تو نے حرام وطی کی ہے اور اشارہ سے دو معنوں



وَالْأَبْطَلُ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذَلِكَ الْعِتْقُ وَكَذَلِكَ الْأَوْصَمُ  
يُلَاحِظُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقْتَادَةُ إِذَا قَالَ أَنْتَ طَالِقٌ فَأَشَارَ بِأَمْرٍ  
تَبَيَّنَ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ الْأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقُ  
بِيَدِهِ لَزِمَهُ وَقَالَ حَمَّادُ الْأَخْرَسُ وَالْأَوْصَمُ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ جَازَ

میں تفصیل واضح نہیں اسی لئے تعریف سے حد واجب نہیں ہوتی۔

قَوْلُهُ إِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ

یعنی اگر خفیہ کہیں کہ قذف کا وقوع  
بھی صرف کلام سے ہوتا ہے تو اس کا  
جواب یہ ہے کہ طلاق کا وقوع بھی کلام سے ہوتا ہے اگر فرق نہ کریں تو طلاق اور قذف دونوں بطل  
ہوں گے تو صرف قذف کے بطلان کا کیا معنی ہے؟ ایسے ہی عتق کا حکم ہے جو قذف کا حکم ہے  
تو چاہیے کہ عتق کا اشارہ بھی باطل ہو حالانکہ اسے خفیہ صحیح کہتے ہیں، لیکن امام بخاری کا یہ جواب  
بھی کمزور ہے؛ کیونکہ ادنیٰ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور طلاق میں احتیاط اس کے وقوع  
میں ہے تاکہ حرام میں مبتلا نہ ہو جائے۔

وَكَذَلِكَ الْعِتْقُ

یعنی اسی طرح عتق ہے کہ اشارہ سے ثابت نہیں ہوتا،  
لیکن اخاف اشارہ کے ساتھ عتق کے قائل ہیں۔

قَوْلُهُ كَذَلِكَ الْأَوْصَمُ يُلَاحِظُ

ایسے ہی بہرہ آدمی لعان کرے گا، یعنی جب اس  
نے اشارہ کیا یہاں تک کہ اس کے بار بار اشارہ

کرنے سے سمجھا گیا تو اس کا لعان جائز ہے۔

قَوْلُهُ قَالَ الشَّعْبِيُّ الْخ

عامر بن شراحیل شعبی نے کہا گونگے نے اپنی بیوی سے اپنی انگلیوں  
کے اشارے سے طلاق دی تو انگلیوں کے اشارہ سے جس

عدد کی نیت کرے گا۔ وہی عدد طلاق واقع ہوگی اور اس کی نیت کا اعتبار ہے جس کی تعبیر اشارہ  
سے کرے گا۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ

ابراہیم نخعی نے کہا اگر گونگے نے اپنے ہاتھ سے طلاق

لکھی تو اس کی طلاق لازم ہوگی۔ امام مالک اور شافعی کا یہی مذہب ہے۔

قَالَ حَمَّادٌ، امام ابو حنیفہ کے شیخ حماد رضی اللہ عنہما نے کہا گونگے اور بہرے سے



۴۹۶۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَخْبَرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَنُو النَّجَارِ ثُمَّ يَلُوكُهُمْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوكُهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْزَجِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوكُهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بَيْدَهُ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ بَسَطَهُمْ كَالرَّاحِي بَيْدَهُ ثُمَّ قَالَ وَفِي كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ

پوچھا گیا کہ تو نے طلاق دی ہے اُنھوں نے سر کے اشارے سے جواب دیا تو طلاق واقع ہو گئی اس سے امام بخاری کا مقصد اخاف کو الزام دینا ہے کہ اُن کے شیخ اشارہ سے حکم کے جواز کے قائل ہیں لیکن حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ شیخ کی مراد یہ ہے کہ گونگے کا اشارہ معروف جس کو ہر ایک سمجھتا ہو تو وہ عبارت کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اخاف ایسے اشارہ کے قائل ہیں لہذا اس سے اخاف کو الزام نہیں دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں انصار کے بہترین خاندانوں کی

خبر نہ دوں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے فرمایا بنو النجار پھر وہ جو اُن سے ملنے والے بنو عبد الاشہل پھر اُن سے ملنے والے بنو الحارث بن خزرج پھر اُن سے ملنے والے بنو ساعدہ میں پھر اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور ساری انگلیوں کو جمع کر کے کھول دیا جیسے کوئی لٹختے سے کوئی شئی پھینکتا ہے۔ انصار کے تمام خاندان بہتر ہیں اور وہ بھلائی سے خالی نہیں۔

۴۹۶۲۔ شرح : بعض مشراح نے کہا اس حدیث کا اور اس کے بعد والی حدیث کا عنوان یعنی لعان سے تعلق نہیں۔ بعض نے اس کا جواب

یہ دیا کہ یہ حدیثیں اس باب سے مقدم ہیں۔ کاتب نے سہواً موخر لکھ دی ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ جواب کوئی شئی نہیں بلکہ یہ حدیث اور اس کے بعد مذکور چار



۴۹۶۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
 قَالَ أَبُو حَازِمٍ سَمِعْتُهُ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَذِهِ مِنْ هَذِهِ أَوْ كَهَاتَيْنِ  
 وَقَرْنَ بَيْنَ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى

احادیث جو اشارہ کے باب میں مذکور ہیں۔ ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اشارہ ثابت کیا ہے کہ جو اشارہ لعان میں مذکور ہے جائز ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے بعض مسائل ثابت ہیں۔ (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ — ۴۹۶۳۔ سہل بن سعدی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ میں اور قیامت اس انگلی سے اس انگلی کی نسبت بھیجا گیا ہوں یا ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہوں اور سبابہ اور درمیانی انگلی کو ہلایا۔

شرح — ۴۹۶۳۔ یعنی میرے اور قیامت کے درمیان بہت کم تفاوت ہے جیسے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی

انگلی کے ساتھ متصل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آج سے زمانہ بعثت کو چودہ سو پانچ برس گزرنے کو ہیں جبکہ آپ نے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی، حالانکہ ابھی تک قیامت کا وقوع معلوم نہیں کہ کب واقع ہوگی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت بہت قریب ہے۔ شیخ دہلوی نے کہا یہ کہنا بعید نہیں کہ چونکہ قیامت کے علامات کا ظہور آپ کے زمانہ بعثت سے مقترن ہے۔ لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ قیامت آپ سے مقترن ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان کہا جاتا ہے۔ اور اقتران بھی اضافی شئی ہے۔ یعنی دوسرے نبیوں مثلاً نوح کی نسبت آپ قیامت سے مقترن ہیں اور آپ کا زمانہ قیامت سے مقرون ہے۔ لہذا احسن فی تاویلہ واللہ ورسولہ اعلم!



۲۹۶۲ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا

جَلَدَةُ بْنُ سَعْدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا يَعْنِي ثَلَاثِينَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا

وَهَكَذَا يَعْنِي تِسْعًا وَعِشْرِينَ يَقُولُ مَرَّةً ثَلَاثِينَ وَمَرَّةً تِسْعًا

وَعِشْرِينَ . ۲۹۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ وَأَشَارَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِيَدِهِ نَحْوًا لِيَمِينِ الْإِيمَانِ هُمَا مَرَّتَيْنِ الْأَوَّلَى

الْقُسْوَةُ وَغَلَطَ الْقُلُوبُ فِي الْفَدَا دِينَ حَيْثُ يُطْلَعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ

رَبِيعَةً وَمُضَرَ

ترجمہ : ۲۹۶۲ — عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا مہینہ اتنے

اتنے اور اتنے یعنی تیس دنوں کا ہوتا ہے پھر اتنے اتنے اور اتنے دن یعنی اسیس دن کا ہوتا ہے۔  
ایک بار تیس اور دوسری بار اسیس دن فرمایا۔

ترجمہ : ۲۹۶۵ — ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف اشارہ کر کے دوبار

فرمایا ایمان اس جگہ ہے خبردار! دلوں کی قساوت اور سختی قدا دین میں ہے جو سخت آوازوں سے  
اونٹ چلاتے ہیں اس جگہ سے شیطان کے دو سینک طلوع کرتے ہیں وہ ربیعہ اور مضر کے قبیلے ہیں۔

شرح : ۲۹۶۵ — سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ایمان اس جگہ ہے اور

یمن کی طرف اشارہ فرمایا، کیونکہ ایمان کی ابتداء مکہ مکرمہ سے

ہوئی اور وہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اسی لئے کعبہ کو میمانہ کہا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد تبوک میں فرمایا تھا۔ اس روز مدینہ منورہ آپ کے اودھین کے درمیان  
تھا تو آپ نے مکہ مکرمہ کی جانب اشارہ فرمایا جبکہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔



۴۹۶۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَ  
أَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَجَ يَدَيْهَا شَيْئًا بَابٌ إِذَا عَرَّضَ بَنُو الْوَلَدِ

بعض نے کہا اس سے مراد انصار ہیں، کیونکہ وہ یمنی ہیں اور انھوں نے ایمان اور مومنوں کی مدد کی اور ان کو  
رہنے کی جگہ دی اس لئے ایمان کی نسبت ان کی طرف کی ہے۔

قولہ فَفَرَجَ يَدَيْهَا شَيْئًا، دال مشدّد ہے۔ فداد کی جمع ہے۔ اس کے معنی میں سخت آواز۔ اور اگر دال  
مخفف ہو تو فدان کی جمع ہے اس کے معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے۔ کھیتی باڑی کرنے والوں کی مذمت اس لئے  
فرمائی کہ آلات حرث دین کے امور سے روکتے ہیں اس سے قساوت قلب پیدا ہوتی ہے  
فرنا الشیطان، شیطان کے سر کے دو کنارے ہیں یہ اس لئے فرمایا کہ وہ سورج کے مطلع کی محاذات  
میں سینک کھڑے کر دیتا ہے اور جب سورج طلوع کرے تو اس کے دونوں سینکوں کے درمیان ہوتا  
ہے۔ تو سورج کی عبادت کرنے والوں کا سجدہ اس کے لئے واقع ہوتا ہے۔

رَبِيعَةٍ اور مُضَرَّ فِدَادِین سے بدل ہے اور وہ مشہور دو قبیلے ہیں۔  
ترجمہ : سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم  
کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے اور

۴۹۶۶ —

سبابہ اور وسطی (درمیانی انگلی) سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ کیا۔

شرح : دونوں پاک انگلیوں کے درمیان فاصلہ اس لئے

۴۹۶۶ —

ظاہر کیا کہ نبیوں اور امتیوں کے درجات میں فرق ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ فرمایا  
تو آپ کی سبابہ اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی دونوں اس وقت برابر ہو گئیں پھر اپنی طبعی  
حالت کی طرف لوٹ آئیں۔ یہ یتیم کی کفالت کی تاکید کے لئے تھا۔

باب جب نومولود کی نفی کی تعریض کی،



۴۹۶۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ  
عَنِ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا  
أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِدَ لِي غُلَامٌ  
أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلَوَاهَا قَالَ  
حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْزُقٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَيُّ ذَلِكَ قَالَ  
لَعَلَّ نَزْعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ أَبْنَاكَ هَذَا نَزْعَهُ عِرْقٌ

تعریض یہ ہے کہ تو کوئی شئی ذکر کرے جس سے تو ایسی شئی پر دلالت  
کرے جو ذکر نہیں کی گئی اور کنا یہ یہ ہے کہ تو کسی شئی کو اس کے موضوع لہ  
لفظ کے بغیر ذکر کرے

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں بچہ کالا پیدا ہوا ہے حضور

۴۹۶۷ —

نے منبر بایا تیرے پاس اونٹ ہیں؟  
عرض کیا جی ہاں! فرمایا ان کے کیا رنگ ہیں عرض کیا سرخ ہیں فرمایا ان میں کوئی سیاہی مائل بھی ہے؟  
عرض کیا جی ہاں! فرمایا وہ کیونکر ہوا اس نے کہا شاید کسی رگ نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا ہوگا حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تیرے اس بیٹے کو کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

۴۹۶۷ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت و لَدَی غُلَامٌ اَسْوَدُ  
میں ہے کیونکہ اس کلام میں اس کی نفی کی طرف اشارہ ہے

یعنی میں سفید ہوں اور تو مولود سیاہ ہے۔ لہذا وہ میرا بیٹا نہیں۔ اس حدیث سے علماء کوفہ اور امام  
شافعی نے استدلال کیا کہ تعریض کرنے سے نہ حد واجب ہے اور نہ لعان لازم ہے؛ کیونکہ سرور کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر حد قدف قائم نہیں کی جس نے اپنی بیوی کو زنا کی تعریض کی تھی۔ امام مالک  
رضی اللہ عنہ تعریض سے حد اور لعان واجب کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے وہ مفہوم ہو جو صریح لفظ سے سمجھا  
جاتا ہے۔ ابن عربی نے کہا اس حدیث میں قیاس کی صحت کی قطعی دلیل ہے اور علت جامعہ کے ساتھ



## بَابُ إِحْلَافِ الْمُلَا عِن

۴۹۶۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَحْلَفَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

ایک شئی کا حکم دوسری شئی کے لئے ثابت ہو سکتا ہے۔  
امام نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نو مولود کا رنگ والد کے رنگ سے مختلف ہو تو بچہ باپ سے لاحق کیا جائے گا۔ اور محض رنگ کے اختلاف سے بچہ کی نفی کرنا جائز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ بدگمانی کرنا جائز نہیں۔

## بَابُ لَعَانِ كَرْنِے وَالے كو قسم دینا،

یعنی لعان کرنے والے کو لعان میں متعارف کلمات سے قسم دینا،

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۹۶۸

نے دونوں کو متعارف کلمات سے قسم دی پھر اُن کے درمیان جدائی کر دی۔

شرح : ابن بطال نے کہا اس سے مراد لعان کی معروف قسمیں ہیں کیونکہ جب مرد اپنی بیوی کو تہمت لگائے۔ اگر وہ چار گواہ قائم نہ

۴۹۶۸

کرے جو اس کی تصدیق کریں تو اس پر حد قذف واجب ہے جب عجلانی نے اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : **وَالَّذِينَ يَسْمُؤْنَ اَزْوَاجَهُمْ**، نازل فرمائی تو شوہر کو اس کے عموم سے نکالا اور اس کی چار قسمیں یا پانچویں قسم کے ساتھ چار گواہوں کے قائم مقام کیں تاکہ وہ اپنے آپ سے حد دفع کرے جیسے عام لوگ اپنے آپ سے چار گواہ قائم کر کے حد قذف دفع کرتے ہیں جب شوہر قسمیں کھا جائے تو پھر اگر عورت لعان نہ کرے تو اس پر حد واجب ہوگی اور اگر اس نے لعان کیا اور قسم کھائی تو اپنے آپ سے حد دفع کرے گی جیسے شوہر نے کیا تھا (عینی)



## بَابُ يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالثَّلَاةِ

۴۹۶۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو

عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ  
أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فُجَاءً فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمْ كَاذِبٌ فَهَلْ  
مِنْكُمْ تَائِبٌ تَمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ

## بَابُ — پہلے مرد لعان کرے

۴۹۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن اُمیہ نے اپنی  
بیوی کو گالی دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے  
تھے۔ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ پھر عورت  
کھڑی ہوئی اور گواہی دی۔

۴۹۶۹ — شرح : تمام علماء کا اتفاق ہے کہ لعان کی ابتداء مرد سے ہوگی، کیونکہ  
اللہ تعالیٰ نے اس سے ابتداء کی ہے۔ اگر عورت نے مرد سے  
پہلے لعان شروع کیا تو جائز نہ ہوگا اور مرد کے بعد پھر عورت لعان کا اعادہ کرے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ  
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح لعان مرتب کیا ہے۔ ابن تین نے کہا لعان جائز ہے، لیکن سنت  
کے خلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی  
فرمایا ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ اگر لعان کی ابتداء عورت کرے تو لعان صحیح نہ ہوگا اور وہ دوبارہ لعان  
کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ بظاہر  
یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ لعان ہو جانے کے بعد فرمایا تھا، کیونکہ لعان کے بعد بھی جھوٹ متحقق ہوتا  
ہے اور توبہ واجب ہوتی ہے۔ بعض نے کہا یہ لعان سے پہلے فرمایا تھا بعد نہیں فرمایا تھا اس سے دونوں کو  
ڈرایا اور وعظ و نصیحت فرمائی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!



## بَابُ اللَّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللَّعَانِ

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ

أَبْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ حُومِرًا  
الْعَجَلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا  
عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَتْلُهُ فَنَقْتُلُونَهُ  
أَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلِّ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ فَسَأَلَ عَاصِمُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ

## بَابُ اللَّعَانِ أَوْ رَجَسِ نِ لَعَانِ كَعَبْدِ طَلَّاقِ دِي،

اس مسئلہ میں فقہاء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ جب زوجین لعان کر چکے ہوں تو نفس لعان  
سے دونوں میں جدائی واقع ہوگی یا لعان سے فراغت کے بعد حاکم ان میں تفریق کرے گا یا شوہر طلاق  
دے گا۔ امام مالک اور امام شافعی کہتے ہیں۔ نفس لعان سے زوجین میں تفریق واقع ہو جاتی ہے۔ سیفیان  
ثوری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اتباع نے کہا کہ زوجین میں جدائی واقع نہ ہوگی۔ یہاں تک  
کہ ان میں حاکم جدائی کرے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک شوہر تفریق نہ کرے زوجین  
ملاعنین میں تفریق نہ ہوگی۔ ابو عبیدہ نے کہا نفس قذف سے دونوں میں تفریق ہو جانی چاہیے۔ اگر جب  
لعان واقع نہ ہو تو یا کہ تفریق وجوب لعان پر متفرع ہے اور جس حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے زوجین میں تفریق کی یہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

۴۹۷۔ ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سہل بن سعد ساعدی نے انہیں



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ  
 عُومِرُ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُومِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُومِرُ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهَيْ  
 حَتَّى أَسْأَلَ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُومِرُ حَتَّى جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ  
 مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَلُّهُ فَقَتَلُوهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ  
 فَادْهَبْ فَأْتِ بِمَا قَالَ سَهْلٌ قَتَلَا عَنَّا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تِلَاوَعِهَا قَالَ عُومِرُ كَذَبْتُ  
 عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُمَا فَطَلَقْتُمَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاَعَيْنِ

خبر سنائی کہ عومیر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا اے عاصم مجھے اس آدمی کی  
 خبر دو جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پائے کیا اس کو قتل کر دے؟ تو تم اسے قتل کر دیتے ہو یا وہ کیا کہے  
 اے عاصم میری طرف سے اس کے متعلق پوچھو عاصم نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال پسند نہ آتے تھے اور انہیں معیوب جانتے تھے حتیٰ کہ عاصم پر یہ گراں گزر اچھو  
 اٹھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو ان کے پاس  
 عومیر آئے اور کہا اے عاصم تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ عاصم نے عومیر سے  
 کہا تو میرے پاس خیر سے نہیں آیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کو پسند نہیں کیا جس کے  
 متعلق تو نے پوچھا تھا۔ عومیر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے



## بَابُ الشَّلَا عَنِ الْمَسْجِدِ

۴۹۷۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا  
ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ الْمَلَاءِ عَنَةِ وَعَنِ السَّنَةِ  
فِيهَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا  
مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

متعلق پوچھوں گا۔ پھر وہ آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضور لوگوں  
کے درمیان تشریف فرما تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی  
کے ساتھ کوئی آدمی پائے کیا اس کو قتل کر دے؟ تو تم اسے قتل کر دیتے ہو، وہ کیا کرے (یہ سن کر) جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل فرمایا ہے  
جاؤ اس کو لے کر آؤ سہل نے کہا دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ تھا۔ جب وہ لعان کر کے فارغ ہوئے تو عمو میر نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو  
اپنے پاس روک رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ کہا ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد  
سے قبل اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے کہا یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ ہے۔  
دعو میر نے لعان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے  
دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیک کلمہ تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ لہذا حدیث کی مناسبت عنوان سے واضح ہے۔

## بَابُ مَسْحٍ فِي لَعَانِ كَرْنَا

بعض علماء نے کہا امام بخاری کی اس عنوان سے غرض اخاف کی مخالفت ہے، کیونکہ احنا  
کے نزدیک لعان مسجد میں متعین نہیں۔ حاکم جہاں بھی ہو یا جہاں بھی وہ چاہے لعان کر داسکتا ہے۔ لیکن مذکور  
عنوان میں اخاف کا خلاف نہیں کیونکہ اس عنوان کا مقصد یہ نہیں کہ لعان مسجد میں ہی متعین ہے بلکہ یہ  
تو اس لعان کا بیان ہے جو مسجد میں ہوا تھا۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ لعان مسجد میں ہی متعین ہے جس جگہ  
بھی چاہیں لعان ہو سکتا ہے۔ البتہ جامع مسجد زیادہ مناسب ہے۔



يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَتُهُ أَوْ  
 كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ  
 التَّلَاوَعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَضَى اللَّهُ فُيُكَ  
 وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَلَا عَنَّا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ فَلَمَّا فَرَغَا  
 قَالَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمْسَكْتَهَا فَطَلَقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ  
 أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَوَّغَا مِنَ التَّلَاوَعِ  
 فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيقُ بَيْنَ  
 كُلِّ مُتَلَاوَعَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ السُّنَّةُ  
 بَعْدَهُمَا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ كُلِّ الْمُتَلَاوَعَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ  
 ابْنُهَا يُدْعَى لِأُمِّهِ قَالَ ثُمَّ جَرَتْ السُّنَّةُ فِي مِثْرَاتِهَا أَنْ تَأْتِيَهُ  
 وَيُرْتُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللَّهُ لَهَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ

۴۹۷ — ترجمہ : ابن جریج نے ابن شہاب کو ملا عنہ اور اس کے مسنون طریقہ  
 کی خبر دی۔ اُنھوں نے سہل بن سعد برادر بنی سعد کی حدیث سے  
 ذکر کیا کہ ایک انصاری مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی مرد پائے کیا اس کو قتل کر دے یا کس طرح کرے  
 تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں نازل کیا جو لعان کرنے والوں کے متعلق قرآن میں مذکور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ سہل نے کہا دونوں نے مسجد  
 میں لعان کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا اگر اس عورت  
 کو اپنے پاس روکوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے  
 سے پہلے اُس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ جس وقت وہ لعان سے فارغ ہوئے اور اُس نے



عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ جَاءَتْ بِهٍ أَحْمَرُ قَصِيرًا كَانَتْ وَحَرَةً فَلَا أَرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهٍ أَسْوَدَ أَعْيَنَ ذَا اللَّيْتَيْنِ فَلَا أَرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٍ عَلَى الْمَكْرُوهِ مِنْ ذَلِكَ

بیوی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جُدا کر دیا۔ ابن شہاب نے کہا ان دونوں کے بعد سنت یہ ہے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔ وہ عورت حاملہ تھی اور اس کا بیٹا اپنی ماں کے نام سے بلایا جاتا تھا۔ ابن شہاب نے کہا ایسی عورت کی وراثت میں یہ طریقہ جاری ہوا کہ وہ اپنے بچے کی وارث ہوگی اور لڑکا اس کا وارث ہوگا! جو اللہ تعالیٰ نے لڑکے کا مال سے حصہ مقرر کیا ہے۔ ابن جریر نے ابن شہاب کے ذریعہ سہل بن سعد ساعدی کا اس حدیث میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اس حمل سے سُرخ رنگ والا چھوٹا قد بچہ پیدا ہوا۔ گویا وہ سام ابرص ہے تو میں اس عورت کو گمان کروں گا مگر اُس نے سچ کہلے اور مرنے میں پھوٹا ہے اور اگر اس حمل سے بڑی بڑی آنکھوں والا اور موٹے موٹے سرینوں والا بچہ پیدا ہوا تو میں اس مرد کو گمان نہ کروں گا مگر اُس نے سچ کہا ہے۔ پس اس عورت نے مکروہ حالت پر بچہ کو جنم دیا۔

شرح : امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لعان مسجد میں ہونا چاہیے البتہ اگر عورت کی حالت حیض والی ہو تو مسجد کے دروازے پر لعان

۴۹۷۱ —

کرے۔ حدیث میں مذکورہ عورت حاملہ تھی جس کا اس کے شوہر نے انکار کر دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حمل کی وجہ سے بھی لعان ہو سکتا ہے۔ ابن ابی لیلیٰ، امام مالک، ایک روایت میں امام ابو یوسف، ابو عبیدہ کا یہی مسلک ہے۔ اُنھوں نے کہا جس نے اپنی بیوی کے حمل کا انکار کیا۔ قاضی ان میں لعان کرائے گا۔ اور بچہ ماں سے لاحق کیا جائے گا۔

سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور مشہور روایت کے مطابق امام ابو یوسف، امام محمد اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا حمل کے سبب لعان نہ کیا جائے گا۔ اُنھوں نے متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ یہ لعان قذف و تہمت کی وجہ تھا حمل کے باعث نہ تھا جب ملاعنہ کا بچہ ماں سے لاحق کیا جائے گا تو دونوں کے درمیان وراثت جاری ہوگی۔ اس میں علماء کا اتفاق ہے یعنی ماں، بیٹا اور اس کی ماں کی جہت سے اصحابِ فروع بہن، بھائی اور دادی میں وراثت جاری



بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَوْ كُنْتُ رَاجِعًا بَغِيرَ بَيْتِنَا ۲

۴۹۷۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ التَّلَاْعُنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاتَّاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتَلَيْتَ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ إِلَى

ہوگی۔ قولہ وخرۃ، یہ ایک جانور ہے جو گوشت اور طعام کو خراب کر دیتا ہے اور یہ سام ابرص جیسا ہے۔ بعض نے کہا یہ سُرخ کپڑا ہے جو زمین پر پھس کر چلتا ہے۔  
قولہ جَاءَتْ عَلَى الْمَكْرُوهَةِ مِنْ ذَلِكَ، یعنی سیاہ بچہ پیدا ہوا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ اس لئے فرمایا کہ یہ تحقیق زنا اور تصدیق زوج کو مستلزم ہے (یعنی)

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا ارْتِشَادِ  
اگر میں کسی کو بلا دلیل رجم کرتا،

۴۹۷۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لعان ذکر کیا گیا اور عاصم بن عدی نے اس بارے میں بات کی پھر وہ چلے گئے تو ان کی قوم سے ایک آدمی حضور کے پاس آیا جو حضور سے یہ شکوی کر رہا تھا کہ اُس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اس میں مبتلا نہ ہوا مگر یہ بات کرنے سے مبتلا ہوا وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَةً وَكَانَ  
 ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصَفَّرًا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبَطَ الشَّعْرَ وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى  
 عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ خَذُلًا أَدَمَ كَثِيرًا اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَيِّنْ فِجَاءَتِ شَبْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ  
 زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ فَلَا وَعَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا قَالَ  
 رَجُلٌ لَابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ فَقَالَ لَأَتْلُكَ أُمْرَأَةً  
 كَأَنْتِ تُظْهِرُنِي الْإِسْلَامَ السُّوءَ قَالَ أَبُو صَالِحٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
 يُوسُفَ خَذُلًا

کے پاس لے گئے اور حضور کو وہ خبر دی جس حال پر اپنی بیوی کو پایا تھا۔ اس کا رنگ زرد اور بدن  
 نحیف تھا اور اس کے بال سیدھے لمبے تھے اور جس آدمی پر دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے  
 پاس پایا ہے وہ بڑی بڑی پنڈیاں والا پُتر گوشت گندمی رنگ اور فریبہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا اے اللہ! حق ظاہر کر تو اس نے اس مرد کے مشابہہ سچے کو جنم دیا جس کا اس کے شوہر نے  
 ذکر کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان لعان  
 کے مقتضی کے مطابق حکم دیا (ان میں تفریق کر دی)۔ ایک آدمی نے جو اس مجلس میں تھا۔ ابن عباس  
 رضی اللہ عنہما سے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر میں کسی کو  
 بلا دلیل رجم کرتا تو ایسے رجم کرتا۔ ابن عباس نے کہا وہ اور عورت ہے جس نے اسلام میں زنا ظاہر  
 کیا تھا۔ ابو صالح اور عبد اللہ بن یوسف نے خذلا پڑھا ہے۔ (کثیر اللحم)

۲۹۷۲ — شرح: شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ عاصم بن عدی نے اس باب میں  
 ایک ایسی بات کہی تھی جو ان ایسے عظیم انسان کے لائق نہ تھی کیونکہ  
 یہ بات عجیب نفس، نخوت، غیرت اور خداوند قدوس کے حکم اور اس کے حول اور قوت پر عدم تفویض



پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یہ بات بھی کہ انھوں نے پیغمبر خدا کے حضور کہا۔ اگر میں کسی کو اپنی بیوی کے پاس پاؤں تو یقیناً اس کو تلوار سے قتل کر دوں؛ چنانچہ وہ اس شیعہ امر میں اسی بات کے باعث مبتلا ہوئے جو انھوں نے عجب و سخت کے طور پر کہا تھا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھایا کہ اس کا حکم اس میں کیسا ہے اور اسے معلوم ہو کہ کسی کی خونریزی پر تسلیط کا دعویٰ کرنا جائز نہیں اور جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تاکہ جاہلیت کے امور کا قلع مٹے ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو متہم کیا تھا اس کا رنگ زرد تھا اور وہ خیف البدن تھا، حالانکہ سہل بن سعد کی حدیث میں ہے کہ اس کا رنگ سُرخ یا زردی مائل تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس کا اصلی رنگ تھا اور زرد رنگ عارضی تھا۔

## عاصم بن عدی عبدانی

جد اعلیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عاصم بن عدی بن جد بن عبدان ابن حارث بن ضبیعہ عبدانی۔ وہ قلیل اللحم یعنی خیف البدن اور سبط الشعر یعنی سیدھے بالوں والا تھا۔ جس کو عاصم نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا وہ خذل یعنی موٹے اعضاء والا تھا اور اس کے گوشت کے ساتھ سخت ہڈیاں تھیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اللَّهُمَّ بَيِّنْ**، یعنی اے اللہ اس مسئلہ کی وضاحت کر دے۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کا حکم ظاہر امور پر ہے۔ لیکن آپ کو یہ حرص بھی کہ مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی عورت کو شہادت کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا اس عورت سے مراد عویمر کی بیوی ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت اور اس کے شوہر کے درمیان لعان کرایا اور مشابہت کے سبب اس عورت کو رجم نہیں کیا؛ کیونکہ رجم صرف شہادت یا افتراء سے ہوتا ہے۔ مشابہت سے رجم نہیں کیا جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ عورت عویمر کی بیوی نہیں بلکہ یہ وہ عورت ہے جس نے اسلام میں فحش کو رواج دے رکھا تھا۔ یعنی وہ کوئی فاحشہ عورت تھی۔



## بَابُ صَدَاقِ الْمَلَا عَنَةِ

۴۹۷۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَنَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا وَقَالَ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ إِنَّ فِي الْحَدِيثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَا لِي قَالَ قِيلَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ

## بَابُ مَلَا عَنَةِ عَوْرَتِ كَا مِهْر

۴۹۷۳۔ ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کو منہم کرے (اُس کا کیا حکم ہے) عبد اللہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بہن بھائی میں تفریق کی۔ اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے۔ دونوں نے انکار کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں تفریق کر دی۔ ایوب نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے کہا اس حدیث میں ایک شئی ہے جس سے وہ بیان کرتے نہیں دیکھتا ہوں۔ اس مرد نے کہا میرا مال جو بہن نے دیا ہے؟ اُس سے کہا کیا تیرا کچھ مال نہیں (کیونکہ) اگر تو سچا ہے (تہمت لگانے میں) تو اس سے دخول کر چکا ہے (لہذا مہر پورا ہو گیا) اور اگر تو جھوٹا ہے تو یہ تیرے لئے بہت دور ہے۔

۴۹۷۳۔ شرح : قولہ بین اخوی من بنی عجلان، اس کے معنی یہ ہیں کہ زوجین میں



بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِلْمُتْلَاعَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا

كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ۚ

۴۹۷۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ  
ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتْلَاعَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تفریق کر دی جبکہ وہ دونوں قبیلہ بنی عجلان سے تھے اور یہ باب تغلیب سے ہے کہ اخت کو اخ  
کی مثل کیا۔ اور زوجین پر بہن بھائی کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ یا یہ  
دونوں مرد وزن ایک قبیلہ سے تھے اس لئے اُن پر بہن بھائی کا اطلاق کیا۔

قال ایوب " یعنی ایوب سختیانی نے مذکور سند کے ذریعہ بیان کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ  
عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی دونوں نے یہ حدیث سعید بن جبیر سے سنی۔ عمرو نے وہ الفاظ  
یاد رکھے جو ایوب نے یاد نہ کئے اور وہ یہ کہ مرد نے کہا میرا مال جو میں نے ہرمیں دیا ہے اس کا  
کیا ہوگا تو اسے کہا گیا وہ مال اب تیرا نہیں رہا، کیونکہ اگر تو اس پر دعویٰ کرنے میں سچا ہے تو جب بھی  
مال کا مستحق نہیں؛ کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا ہے اور جماع کرنے سے عورت مال کی مالکہ ہو جاتی  
ہے۔ اور اگر تو اس دعویٰ میں جھوٹا ہے تو مال کا مطالبہ کرنا بہت دور کی بات ہے کیونکہ ایک تو تو  
نے اس پر بہتان باندھا اور یہ ظلم ہے۔ دوسرے اس مال کا مطالبہ کرتا ہے جس کا تو مستحق نہیں کیونکہ  
جب تو نے اس سے جماع کیا تو وہ مال کی مستحق ہو گئی۔ لہذا مال کا مطالبہ کرنا بعید از عقل ہے۔  
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت زنا کا اقرار بھی کر لے جب بھی اس کا شوہر مال کا مطالبہ  
نہیں کر سکتا؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو جب بھی مال کا مستحق  
نہیں؛ کیونکہ جب تو نے جماع کر لیا تو عورت مال کی مستحق ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ اقرار زنا سے  
پہلے ہی وہ مال کی مستحق ہو گئی تھی۔

بَابُ إِمَامِ الْإِسْلَامِ عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَدِيِّ أَنَّ أَحَدَكُمَا  
كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ۚ



لَمَّا وَعَيْنِ حَسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ  
عَلَيْهَا قَالَ مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا  
اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ الْبَعْدُ لَكَ  
قَالَ سُفَيْنٌ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرِو وَقَالَ أَيُّوبُ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ  
جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لَابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَا عَنْ امْرَأَتِهِ فَقَالَ بِأَصْبَعِيهِ وَ  
فَرَّقَ سُفَيْنُ بَيْنَ أَصْبَعِيهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا  
كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفَيْنٌ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرِو  
وَأَيُّوبُ كَمَا أَخْبَرْتُكَ

ترجمہ: عمرو بن دینار نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا کہ میں نے عبد اللہ  
۲۹۷۴ — ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والوں کے متعلق سوال پوچھا تو انھوں  
نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متلاعنین (لعان کرنے والوں) سے فرمایا تمہارا حساب اللہ کے ذمہ ہے تم  
میں سے ایک تو جھوٹا ہے (مرد سے کہا) تیرے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ اُس نے کہا میرے  
مال کا کیا ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا مال ہی نہیں رہا۔ اگر تو سچا ہے تو وہ اس کا بدل ہوگا  
جو تو نے اس کی عصمت حلال پائی ہے۔ اگر تو نے اس پر جھوٹ بولا ہے تو یہ تیرے لئے اور زیادہ بعید  
ہے۔ سفیان نے کہا میں نے عمرو بن دینار سے یاد رکھا ہے۔ ایوب نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے  
سنا ہے۔ انھوں نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا ہے۔ انھوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا کوئی  
آدمی اپنی بیوی سے لعان کرتا ہے اور اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا اور سفیان نے اپنی دونوں  
انگلیوں سبابہ اور وسطی کے درمیان تفریق کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بھائیوں  
(مرد دوزن) میں تفریق کی۔ اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی  
تائب ہوتا ہے۔ یہ حضور نے تین بار فرمایا۔ سفیان نے کہا میں نے یہ الفاظ عمرو اور ایوب سے سنے ہیں



## بَابُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

۴۹۷۵ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا

النَّسَبُ بْنُ عِيَّاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ  
عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ  
وَأَمْرَأَةٍ قَدْ فَهَّأَ وَأَحْلَفَهَا

۴۹۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ لَا عَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَيْنَ رَجُلٍ وَأَمْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفَزَقَ بَيْنَهُمَا

## بَابُ لَعَانِ كَرْنِ وَالْمَرْدُوزِنِ فِي تَفْرِيقِ كَرْنَا

۴۹۷۵ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
مرد و زن کے درمیان تفریق کی مرد نے عورت  
کو تہمت لگائی تھی اور حضور نے دونوں سے قسمیں لیں۔

۴۹۷۵ — شرح : یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ جن دو مرد و زن میں لعان

ہو جائے۔ محض لعان کرنے سے اُن میں تفریق نہ ہوگی جب تک  
حاکم تفریق نہ کرے گا۔ سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں کہ متلاعنین میں تفریق حاکم کے حکم سے ہوگی۔  
محض لعان سے تفریق نہ ہوگی۔

۴۹۷۶ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا وہ دونوں انصاری  
تھے اور ان میں تفریق کر دی۔



## بَابُ يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمَلَاعِنَةِ

۴۹۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ  
قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَنَ  
بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَأَنْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَالْحَقُّ  
الْوَلَدُ بِالْمَرْأَةِ

۴۹۷۸۔ شرح : جس انصاری نے اپنی بیوی کو مستہم کیا تھا وہ ہلال بن امیہ  
انصاری ہیں۔ انھوں نے شریک بن سحاح جو انصار کے حلیف تھے  
کے ساتھ مستہم کیا تھا۔ سحاح اس کی والدہ کا نام ہے اس کا والد عبد بن مغیث ہے۔ ابو عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ  
نے کہا۔ جریر بن حازم نے ایوب، عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب ہلال  
ابن امیہ نے اپنی بیوی کو ہمت لگائی تو ان سے کہا گیا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے  
کوڑے حدِ قذف ماریں گے۔ ہلال نے کہا اللہ تعالیٰ بہت بڑا عادل اور منصف ہے جو کچھ میں نے دیکھا  
ہے وہ جانتا ہے تو آیت الملاءنہ نازل ہوئی۔ ابن تین نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ ہلال بن امیہ  
نے عویر سے پہلے لعان کیا تھا،

ماوردی نے حاوی میں ذکر کیا کہ ہلال کا واقعہ عویر کے واقعہ سے قبل ہے۔ ابن صباغ  
نے کہا ہلال کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اُن کے واقعہ میں نازل ہوئی اور جو عویر  
سے کہا گیا ہے کہ تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو  
ہلال کے واقعہ میں نازل ہوا تھا وہی تمہارے لئے ہے کیونکہ یہ حکم تمام لوگوں کے لئے عام ہے اور  
علماء اصول نے کہا عموم لفظ کا اعتبار ہے۔ خصوص سبب کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے  
کہ پہلی روایت میں ہے کہ مرد و زن کے درمیان تفریق کر دی اور انہیں قسمیں دیں اور اس روایت  
میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لعان کرایا۔ پھر ان میں تفریق کر دی بظاہر ان دونوں  
میں تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے۔ درحقیقت معنی میں کچھ فرق نہیں؛ کیونکہ لعان تو ضروری ہے  
اور تفریق حاکم کی طرف سے ہے۔ اس میں اخلاف کے مذہب کی دلیل ہے کہ لعان جب ہی مکمل ہوتا  
ہے کہ زوجین میں حاکم تفریق کرے۔



## باب بچہ لعان کرنے والی عورت سے لاحق کیا جائے،

ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ

بہی کے درمیان لعان کرایا اور اس کے بچہ کی مرد سے نفی کر دی اور ان دونوں میں تفریق کر دی اور بچہ عورت سے لاحق کر دیا۔

شرح : یہ حدیث تین احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔ اول یہ کہ

لعان مشروع ہے۔ دوسرے یہ کہ لعان کے بعد حاکم مرد و زن میں تفریق کرے۔ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ تفریق نفس لعان سے ہو جاتی ہے یا لعان کے بعد حاکم تفریق کرے گا۔

امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ حاکم کے تفریق کرنے سے تفریق ہوگی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر شوہر بچہ کی پیدائش کے وقت اس کی نفی کر دے تو بچہ ماں سے لاحق کیا جائے گا۔ چہرہ فقہاء اور چاروں ائمہ کا اس پر اتفاق ہے امام طحاوی رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر عورت کو بچہ کی نفی کی تہمت لگائی تو بچہ منتفی نہ ہوگا اور نہ ہی ان میں لعان کیا جائے گا؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الولد للفراش وللعاهر الحجر، کہ بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی محروم ہے۔

دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جب بچہ کی نفی بوقت ولادت کرے یا ولادت کے ایک دو روز بعد کرے۔ پہلی صورت میں بچہ کی نفی ہو جائے گی اور دوسری صورت یعنی ایک دو روز بعد نفی کرنے سے نفی نہ ہوگی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے وقت معتد نہیں کیا اور ان سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اس کے لئے سات دن مقرر کئے ہیں۔

امام ابو یوسف امام محمد اور قتادہ نے نفس اس کی اکثر مدت معتد رکھی ہے اور وہ چالیس روز ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا بچہ کی پیدائش کے فوراً بعد نفی کا اعتبار ہے ورنہ نفی نہ ہوگی۔



## بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ اللَّهُمَّ بَيِّنْ

۴۹۷۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ بِلَالٍ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ الْقَاسِمِ  
ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ الْمُتَلَوِّعَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ  
أَنْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ  
رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتَلَيْتُ بِهَذَا الْأَمْرَ إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ  
بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَّرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ  
عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصَفَّرًا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبَطَ  
الشَّعْرَ وَكَانَ الَّذِي وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ أَدَمَ خَدًا لَكثيرَ اللَّحْمِ

## بَابُ إِمَامٍ كَاكِبْنَا اے اللہ اس کا حکم ظاہر کر

اس عنوان کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ اس عورت سے بچہ پیدا ہوتا کہ  
اس کی لاعن یا جس کی طرف زنا کی نسبت کی ہے سے مشابہت ظاہر ہو،

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۴۹۷۸

صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس دو مرد و زن لعان کرنے والوں کو

ذکر کیا گیا۔ عاصم بن عدی نے اس بارے میں ایک بات کی اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے  
تو کیا کرے، پھر وہ چلے گئے اس کے پاس اس کی قوم سے کوئی آدمی آیا اس نے عاصم سے ذکر کیا  
کہ اُس نے اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اس امر میں جتلا نہ ہوا مگر میرے



جَعْدًا اقْطِطًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَيْنَ  
 فَوْضَعَتْ شَيْئَهَا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجَهَا أَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَهَا  
 فَلَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ ابْنُ  
 عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هَذِهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
 لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَأَنَّكَ تَظْهَرُ السُّوءَ فِي الْإِسْلَامِ  
**بَابُ إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ  
 الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يُمْسَهَا**

یہ بات کرنے سے ہوا۔ عاصم اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کی خبر دی جس کو اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ جبکہ اس آدمی کا رنگ زرد گوشت کم اور بال سیدھے تھے۔ اور جس کو اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ ان کا گندمی رنگ، پنڈلیاں موٹی موٹی، جسم بھارا اور بال سخت گھنگریالے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کو ظاہر فرما تو اس عورت نے ایسا بچہ پیدا کیا جو اس آدمی کے مشابہ تھا جس کو عورت کے شوہر نے ذکر کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کے مقتضی کے مطابق ان میں تفریق کر دی اسی مجلس میں ایک آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو شہادت کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں وہ اور کوئی عورت ہے جس نے اسلام میں بے حیائی کو فروغ دیا تھا اور برملا بدی ظاہر کرتی تھی۔ اس حدیث کی پہلے تشریح ہو چکی ہے۔

**بَابُ جَبِ بِيَوِي كَوْتَيْنِ طَلَقَيْنِ دِيں پھر اُس نے**

عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور آدمی سے نکاح کیا اور اُس نے اس سے جماع نہ کیا،

ترجمہ: ام الفضل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے



۴۹۷۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا  
 هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ  
 ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرْظِيَّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً  
 ثُمَّ طَلَقَهَا فَتَزَوَّجَتْ أَخْرَفَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَذَكَرْتُ أَنَّ لَوَايَاتِيهَا وَأَنَّ لَيْسَ مَعَهَا لَوْ مِثْلُ هَذَابَةٍ فَقَالَ  
 لَوْحَتِي تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقِي عُسَيْلَتَكَ

### بَابُ قَوْلِهِ وَاللَّائِي يَبْسُنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ

نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ الْآيَةَ قَالَ  
 مُجَاهِدٌ وَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا يَحِيضُ أَوْ لَا يَحِيضُ وَاللَّائِي قَعْدَنَ  
 عَنِ الْحَيْضِ وَاللَّائِي لَمْ يَحِيضْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ  
 قرظی نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے دی اُس نے کسی  
 اور آدمی سے نکاح کر لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے ذکر کیا کہ  
 وہ اس سے جماع نہیں کر سکتا ہے اور اس کے پاس نہیں مگر کپڑے کے کنارے کی مثل (یعنی وہ  
 نامرد ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے شوہر کی طرف رجوع نہیں کر سکتی حتیٰ کہ  
 تو اس کے شہد کو چکھ لے اور وہ تیرا شہد چکھ لے (یعنی تم ایک دوسرے سے جماع کی لذت پاؤ،  
 (طلاق ثلاثہ کے باب میں اس کی تشریح ہو چکی ہے)



# کِتَابُ الْعِدَّةِ

عدت کا لغوی معنی شمار کرنا ہے اور شریعت میں عورت کا ایک مدت تک انتظار کرنا ہے جو اس پر نکاح زائل ہونے کے بعد لازم ہے۔

## باب تمہاری عورتیں جو حیض سے ناامید ہو جائیں اگر تم اس کے وجود میں تردد کرو،

اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ انہیں حیض آتا ہے یا نہیں آتا اور وہ عورتیں جو حیض سے بیٹھ گئیں ہیں (بوڑھی ہو گئی ہیں)، اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا۔ (وہ کمسن ہیں) ان کی عدت تین ماہ ہے۔

**تشریح :** آزاد عورت کو اگر طلاق ہو جائے یا طلاق کے بغیر نکاح فسخ ہو جیسے خیار بلوغ میں ہے اگر حیض آتا ہے اور دخول کے بعد طلاق ہوئی ہے۔ تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اگر وہ کمسن یا بوڑھی ہے تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔ اگر اس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ اگرچہ وہ کتابیہ مسلم کی بیوی ہو کمسن ہو یا بوڑھی ہو اس سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر لونڈی ہو تو اس کی عدت طلاق دو حیض ہیں۔ اگر کمسن یا بوڑھی ہونے کے سبب اسے حیض نہ آتا ہو یا اس کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت جماع کے بعد طلاق کی صورت میں ڈیڑھ ماہ اور وفات شوہر کی تقدیر پر دو ماہ پانچ دن ہے۔ اس میں قنہ، ام ولدہ، مدبرہ، مکاتبہ اور معتقۃ البعض سب مصادی ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے اس میں آزاد اور لونڈی دونوں برابر ہیں۔

فراوانے کتاب معانی القرآن میں ذکر کیا کہ لوگوں نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! رجن عورتوں کو حیض آتا ہے، ان کی عدت تو ہمیں معلوم ہو گئی ہے جو عورتیں بوڑھی ہو گئی ہوں اور حیض سے ناامید ہو چکی ہوں ان کی عدت



بَابُ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

۴۹۸۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

جَعْفَرِ بْنِ زَيْبَعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ الْأَعْرَجِ قَالَ

أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ

أَخْبَرَتْ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ أَسْلَمٍ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا

تُوفِّي عَنْهَا وَهِيَ حَبْلٌ فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْلَكٍ فَأَبَتْ

کیا ہے تو یہ آیت کریمہ فَعَدَّتْ تَحْمِلُ ثَلَاثَةَ أَشْهُدٍ، نازل ہوئی کہ ان کی عدت تین ماہ ہے پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کس جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت کیا ہے؟ فرمایا ان کی عدت وہی ہے جو بڑھی عورتیں حیض سے ناامید ہو چکی ہوں یعنی تین ماہ، پھر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حاملہ عورتوں کی عدت کیا ہے فرمایا: وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، یعنی ان کی عدت وضع حمل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اگرچہ اسے غسل دیا جا رہا ہو اور ابھی دفن بھی نہ کیا گیا ہو اور اس کی بیوی حاملہ وضع حمل کر دے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عدت الوفات البعدُ الْأَجَلِینَ ہے۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو چاہے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں کہ سورۃ طلاق قصریٰ جس میں عدت الوفات وضع حمل ہے سورۃ طلاق کبریٰ (نساء) جس میں عدت الوفات چار ماہ دس دن ہے کے بعد نازل ہوئی یعنی سورۃ نساء میں چار ماہ دس دن ان عورتوں کی عدت ہے جو حاملہ نہ ہو اور جو حاملہ ہوں ان کی عدت وضع حمل ہے جیسے سورۃ طلاق میں ہے۔ واللہ اعلم!

۴۹۸۰۔ ترجمہ: ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے کہا کہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا

نے انہیں اپنی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ قبیلہ اسلم کی ایک عورت جس کو سُبَيْعَةُ کہا جاتا ہے کا شوہر



أَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا يَصْلَحُ أَنْ تَنْكِحِيهِ حَتَّى تَعْتِدِي  
أَخْرَ الْأَحْلِينَ فَمَكَثَتْ قَرِيبًا مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَاءَتْ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكِ

۴۹۸۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ  
أَنَّ ابْنَ شَهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ  
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ كَتَبَ إِلَى ابْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ سَلِ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ  
كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَفْتَانِي إِذَا وَضَعْتُ  
أَنْ أَنْكِحُ

فوت ہو گیا جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اسے ابوالسنابل نے منگنی کا پیغام بھیجا۔ اُس نے اس کے ساتھ  
نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ ابوالسنابل بن لعکب نے کہا بخدا! تو نکاح نہیں کر سکتی حتیٰ کہ  
دو عذتوں (چار ماہ دس دن اور وضع حمل) میں سے لمبی عذت نہ پوری کرے۔ وہ تقریباً دس  
روز بھری پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
تو نکاح کر سکتی ہے۔

۴۹۸۰۔ شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عذت الوفا چار ماہ دس دن  
ہے اس سے ان عورتوں کی عذت مستثنیٰ ہے جن کے شوہر فوت  
ہو جائیں حالانکہ وہ حاملہ ہو کیونکہ ان کی عذت وضع حمل ہے۔

۴۹۸۱۔ ترجمہ : یزید سے روایت ہے کہ انہیں ابن شہاب نے خط لکھا کہ عبد اللہ  
ابن عبد اللہ نے انہیں اپنے والد سے خبر دی ہے کہ اُمّھوں نے  
ابن ارقم کو خط لکھا کہ وہ سبیبہ اسلمیہ سے دریافت کریں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
انہیں کیا فتویٰ دیا تھا؟ فاطمہ نے کہا مجھے حضور نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جب حمل وضع کرے تو نکاح کرے  
۴۹۸۱۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت بالمکاتبہ جائز ہے۔  
ابن ارقم کا نام عمر بن عبد اللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن وہب بن



۴۹۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ  
 هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ سُبَيْعَةَ  
 الْأَسْلَمِيِّ لَفِيسَتْ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِلَيْالٍ فَجَاءَتْ النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنْتَهُ أَنْ تَتَكَبَّرَ فَادِنَ لَهَا فَتَكَبَّرَتْ  
 بِأَبِ قَوْلِ اللَّهِ وَالْمُطَلَقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ  
 قُرُوءٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَخَاضَتْ عِنْدَهُ  
 ثَلَاثَ حِجْصٍ بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ وَلَا يُحْتَسَبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ وَقَالَ  
 الزُّهْرِيُّ تُحْتَسَبُ وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ سَفِينٍ يَعْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ  
 وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ اقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَاقْرَأَتْ إِذَا دَنَا  
 طَهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَأَتْ بِسَلَى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِي بَطْنِهَا

عبد مناف بن زہرہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب رہے۔ پھر ابوبکر صدیق اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے کاتب رہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی سال بیت المال پر مقرر کیا پھر وہ مستعفی ہو گئے۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا عبد اللہ بن ارقم عمر فاروق کے پورے عہد خلافت میں بیت المال پر مامور رہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دو برس بیت المال پر حاکم رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترجمہ : مسوید بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سُبَیْعَةُ اسلمی نے اپنے شوہر کی وفات کے چند روز بعد بچہ کو جنم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر نکاح کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دیدی۔ پھر اُس نے نکاح کر لیا۔

۴۹۸۲ —

۴۹۸۲ — شرح : اس حدیث میں مدت ولادت مبہم ذکر کی ہے۔ مناسب بھی



یہی ہے؛ کیونکہ اس مدت میں مختلف اقوال ہیں بعض پچیس روز اور بعض اس سے کم ذکر کرتے ہیں۔ بعض دو ماہ اور بعض چالیس روز ذکر کرتے ہیں؛ حالانکہ واقع ایک ہی ہے۔ لہذا اس میں ابہام ہی موزون ہے

## باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض انتظار کریں!

ان مطلقات سے مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں حیض آتا ہو اور ان کے شوہروں نے ان سے جماع کیا ہو ان کے شوہر اگر انہیں طلاق دیں تو تین حیض عدت پوری کرنے کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہیں اس عموم سے منکوحہ لونڈی جسے طلاق دی جائے مستثنیٰ ہے وہ دو حیض عدت پوری کرے گی؛ کیونکہ لونڈی منکوحہ کی عدت آزاد عورت کی عدت سے نصف ہے اور تین حیض کا نصف ڈیڑھ حیض ہے چونکہ حیض متجزی نہیں ہے۔ اس لئے دوسرا حیض بھی مکمل شمار ہوگا۔ اس میں چاروں اماموں کا اتفاق ہے اور یہ کہنا ضعیف ہے کہ اس میں آزاد اور لونڈی برابر ہیں

ابراہیم نخعی نے اس شخص کے بارے میں جو عدت میں نکاح کرے اور اس کے پاس عورت کو تین حیض آئیں۔ کہا کہ وہ پہلے حیض بائنہ ہو جائے گی اور اس حیض کو بعد والے شوہر کے لئے شمار نہ کرے گی،

اس صورت میں دو عدتوں کا اجتماع ہے۔ علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ جس شخص نے عدت میں نکاح کر لیا اس کا نکاح فسخ کیا جائے گا اور ان میں تفریق کر دی جائے گی۔ پس اگر کسی نے عدت میں نکاح کیا اور اس کے پاس عورت کو تین حیض آئے تو وہ پہلے حیض سے بائن ہو جائے گی؛ کیونکہ اس شوہر سے اس عورت کی یہی عدت ہے اور یہ عورت پہلے شوہر کے بعد اس حیض کو شمار نہ کرے گی بلکہ دوسرے شوہر کے لئے دوسری عدت پوری کرے گی۔ مدینہ منورہ والے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر اسے پہلے شوہر کے پاس ایک یا دو حیض آئے تو اس کی وہ باقی عدت بھی پوری کرے۔ پھر دوسرے شوہر کے لئے مستقل عدت پوری کرے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالک سے ابن قاسم کی روایت کے مطابق ایک عدت دونوں کے لئے شمار ہوگی۔ اوزاعی، سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ کذا فی الہدایہ



زہری نے کہا یہ عورت اس حیض کو پہلے شوہر کے بعد  
شمار کرے گی۔ زہری کا قول سفیان ثوری کو بہت پسند ہے

یعنی پہلا حیض دونوں عدتوں میں شمار ہوگا اور وہ اس میں متداخل ہوں گے اور دوسرے دو  
حیض دوسرے کے لئے ہوں گے؛ لہذا متداخل سمیت اور دو حیض پورے کر کے شوہر ثانی سے نکاح  
کر سکتی ہے۔

”معمرنے کہا جب عورت کا حیض تریب آجائے تو کہا  
جاتا ہے ”أَقْرَعَتِ الْمَرْءَةَ“

اور جب طہر قریب آجائے تو اقروع کہا جاتا ہے۔ اور  
جب عورت کے پیٹ میں بچہ کی صورت پیدا نہ ہو سکے تو  
تو کہا جاتا ہے۔ مَا قَرَعَتْ بِسَلَى قَطُّ“

اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ لفظ قرع حیض اور طہر دونوں کے لئے استعمال ہوتا  
ہے۔ اور یہی خدا میں سے ہے کہ ایک لفظ دو ضدوں میں استعمال ہو۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا قرع  
بمعنی حیض ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ اور صحیح تر روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی  
یہی کہتے ہیں۔ ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان و علی اور دیگر صحابہ کرام سے بھی یہی منقول ہے۔  
امام مالک، شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کہتے ہیں کہ قرع بمعنی طہر ہے۔ یہ  
ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ان حضرات کے نزدیک مطلقہ جب تیسرے  
حیض کے خون میں داخل ہوگی تو عورت اس حیض کو شمار کرے گی۔ اگرچہ اس طہر میں جس میں طلاق  
واقع ہوئی تھی کے ایک دو دن باقی ہوں۔ اور پہلے حضرات کے نزدیک مطلقہ کسی شخص کے لئے  
حلال نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تیسرے حیض کے بعد غسل کرے۔ کتب فتنہ میں اس مسئلہ کی  
تفصیل مذکور ہے۔



**بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ**  
**وَقَوْلُهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ إِلَى قَوْلِهِ**  
**أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ إِلَى قَوْلِهِ يُسْرًا**

## بَابُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ کا واقعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فاطمہ بنت قیس قرشیہ فہریہ ضحاک بن قیس کی ہمیشہ میں وہ اس سے دس سال بڑی تھی اور مہاجر تہ  
 اول سے میں۔ وہ بہت خوبصورت اور عقلمند تھیں اور نہایت ہی باکمال تھیں۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
 شہید ہوئے تو ان کے گھر میں ہی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا تھا۔ ابو عمرو نے کہا ان سے شعبی اور ابوسلمہ  
 نے روایت کی ہے۔ ان کے بھائی ضحاک بن قیس ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو کسین تھے۔ کہا جاتا ہے  
 کہ وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سات سال قبل پیدا ہوئے کہا جاتا ہے کہ نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سماع ثابت نہیں وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے زیاد کے بعد  
 کوفہ کے حاکم رہے جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ترین ہجری میں حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر سادہ ہجری  
 میں انہیں معزول کر کے ان کی جگہ عبدالرحمن بن حکم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور انہیں شام بلا لیا۔ وہ امیر معاویہ  
 رضی اللہ عنہ کی وفات تک شام میں رہے۔ اور ان کی نماز جنازہ پڑھی جب معاویہ بن زیاد فوت ہوا تو مہران  
 نے شام کے بعض علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کے لوگوں نے اس کی بیعت کی جبکہ ضحاک بن قیس اور اکثر  
 اہل شام نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وہ چونسٹھ ہجری کو ذوالحجہ کے مہینہ میں مرج راسط  
 میں شہید ہو گئے حسن بصری، تمیم بن طرفة، محمد بن سوید فہری، میمون بن مہران اور سماک بن حرب  
 نے ان سے روایت کی ہے۔

فاطمہ بنت قیس کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے شوہر ابو عمرو بن حفص نے انہیں تین طلاقیں دیں جبکہ وہ  
 غائب تھے اور اپنے وکیل کو کچھ خود سے کر اس کے پاس بھیجا تو وہ اس سے ناراض ہو گئیں۔ اس نے  
 کہا تمہارے ہمارے ذمہ کچھ نہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا  
 واقعہ عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ذمہ تمہارا خرچہ وغیرہ نہیں ہے اور اسے حکم  
 دیا کہ وہ ام شریک کے گھر میں عدت پوری کرے پھر فرمایا وہ عورت بہت ہمان نواز ہے وہاں



مہمان بہت آتے جاتے ہیں تم ابن اکثم تم کے گھر عدت پوری کرو وہ نابینا شخص ہے تم اپنے کپڑے بھی کبھی اتار سکو گی۔ جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع کرو۔ فاطمہ نے کہا جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان اور ابو جہم نے اسے منگنی کے پیغام بھیجے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو جہم اپنے کندھے سے لاکھی نہیں اتارتے ہیں (عورتوں کو بہت مارتے ہیں) اور معاویہ بن ابوسفیان غریب آدمی ہے تو اسامہ بن زید سے نکاح کیلئے پہلے پہلے تو میں نے اچھا نہ جانا جب میرا اسامہ سے نکاح ہو گیا تو عورتیں مجھ پر رشک کرتی تھیں اور اس میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے خیر ہی خیر کی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا تیرے لئے نہ تو خرچہ ہے اور نہ ہی رہنے کا مکان ہے۔ اس سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں اس کے لئے نفقہ اور سکنت نہیں ہے جبکہ وہ حاملہ نہ ہو، لیکن بعض علماء نے کہا مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنت ہے حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو یا امام ابو حنیفہ اور آپ کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک اور شافعی نے کہا اس کے لئے ہر حال میں سکنت ہے اور اگر حاملہ ہو تو وہ نفقہ کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم مسلک حضرات اور حضرت عمر فاروق ام المؤمنین عائشہ اور اسامہ بن زید نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا انکار کیا ہے۔ انھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کیا کہ ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ کیا معلوم اس نے وہم کیا ہے یا بھول گئی ہے۔ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنت دونوں واجب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بَيْوتِهِنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ، (ابوداؤد)

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں۔ وہ عدت میں اپنے گھر سے باہر نہیں جاسکتی۔ عبد اللہ بن مسعود اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں جہاں اسے طلاق ہوئی عدت پوری کرے۔ ابن عباس، جابر، عطاء، طاؤس اور حسن بصری نے کہا جہاں چاہے عدت پوری کرے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ عشاء کے بعد لوگوں کے سونے تک باہر جاسکتی ہے پھر واپس آجائے۔ امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ دن کو باہر جاسکتی ہے اور رات اپنے گھر میں ہی رہے گی۔ اور جس عورت کو طلاق دی گئی ہو وہ نہ رات کو اور نہ دن میں باہر نکل سکتی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مطلقہ اور جس کا شوہر فوت ہو گیا وہ نہ رات نہ دن کے وقت عدت میں باہر نکل سکتی ہے اور جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو اس میں تمام علماء کا اتفاق



۲۹۸۳ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَلِكٌ عَنْ يَحْيَى  
ابْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسَيْلَمِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا

اور اجماع ہے کہ وہ سکنی اور نفقہ کی مستحق ہے جیسے منکوحہ عورت مستحق ہوتی ہے۔ وہ تمام  
امور میں زوجات کے حکم میں ہے (یعنی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے“

عورتوں کو ان کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور عورتیں باہر نہ نکلیں مگر یہ کہ بدکاری کریں۔ یہ  
اللہ کی حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدوں سے آگے گزرے گا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ اسے  
طلاق دینے والے تو نہیں جانتا کہ شاید اللہ تعالیٰ طلاق کے بعد کوئی شئی ظاہر کر دے اور مطلقہ  
عورتوں کو بھڑاؤ جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت کے مطابق، ان کو تنگی نہ پہنچاؤ تاکہ ان پر مسکن  
تنگ کرو۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو خرچہ دو یہاں تک کہ وہ اپنے حمل وضع کریں۔

بَعْدَ عَسْرِ لَيَّاتٍ

یعنی جن عورتوں کو ایک طلاق یا دو طلاقیں یا وہ خلع کے سبب بائن ہو یا تین طلاقیں ہوں حاملہ ہوں یا نہ ہوں  
جس گھر میں وہ رہ رہی ہوں اور وہاں عدت گزارنے بھیجی ہوں تو ان کو وہاں سے مت نکالو! اس  
اس اعتبار سے بیوت کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ ہاں اگر وہ بدکاری یعنی زنا کریں تو حد  
قائم کرنے کے لئے انہیں باہر نکالو۔ بعض نے کہا فاحشہ سے مراد نشوز (نافرمانی) ہے اور نشوز سے  
سکنی کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ لَعَلَّ اللّٰهُ يُخَدِّثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا، یعنی شاید اللہ تعالیٰ  
ایک بار یا دو بار طلاق دینے کے بعد کوئی شئی ظاہر کر دے اور طلاق کے بعد پریشان اور نادام ہو اور  
اس کے دل میں عورت کی محبت ظاہر ہو اور وہ رجوع کر لے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما

کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید بن عاص نے عبد الرحمن  
ابن حکم کی بیٹی کو طلاق دیدی تو عبد الرحمن اس کو وہاں سے لے گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے  
مردان بن حکم (برادر عبد الرحمن بن حکم) کو پیغام بھیجا جبکہ مردان مدینہ منورہ کا حاکم تھا کہ اللہ سے ڈرو



يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ بْنَ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
ابْنِ الْحَكَمِ فَأَنْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأُتِيَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ  
إِلَى مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ اتَّقِ اللَّهَ وَارْجِعْهَا إِلَى بَيْتِهَا  
قَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي  
وَقَالَ الْقِسْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَوْ مَا بَلَغَكَ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ  
قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ إِلَّا تَذْكُرُ حَدِيثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنْ  
كَانَ بِكَ شَرٌّ فَحَسْبُكَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ

اور لڑکی کو اپنے گھر واپس کرو۔ سلیمان کی حدیث میں ہے کہ (مائی صاحبہ کے جواب میں) مروان نے کہا عبد الرحمن  
ابن حکم مجھ پر غالب آگیا ہے (میری بات تسلیم نہیں کرتا) اپنی زواہت میں قاسم بن محمد نے کہا کہ مروان نے  
جواب میں کہا کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کی خبر نہیں پہنچی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تجھے یہ  
بات تکلیف نہ دے کہ فاطمہ کا قصہ ذکر نہ کرو (اس کے جواب میں) مروان نے کہا اگر آپ کے نزدیک  
کوئی شر ہے تو آپ کو ان دونوں کے درمیان شر کافی ہے۔

شرح : یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کو پیغام بھیجا کہ  
اپنے بھائی عبد الرحمن سے کہو کہ وہ اپنی مطلقہ بیٹی کو واپس چھوڑ دے

۲۹۸۳

جہاں اسے طلاق ہوئی ہے۔ اس کو واپس سے باہر لانا مناسب نہیں۔ مروان نے کہا میرا بھائی مجھ پر غالب  
ہے وہ میری بات قبول نہیں کرتا۔ قاسم بن محمد نے اپنی زواہت میں کہا کہ مروان نے مائی صاحبہ کو جواب دیا  
کہ یا ام المؤمنین فاطمہ بنت قیس کا قصہ معروف ہے کہ ان کو تین طلاقیں دی گئی تھیں۔ اس کو نان و نفقہ اور  
مسکن وغیرہ نہ دیا گیا اور اس نے اپنے شوہر کے گھر میں عدت پوری نہ کی تھی۔ بریں قیاس اگر عبد الرحمن کی  
بیٹی بھی اپنے شوہر کے گھر میں عدت پوری نہ کرے تو حرج نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے جواب میں ام المؤمنین  
رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تو فاطمہ کا قصہ ذکر نہ کرے تو تجھے تکلیف نہیں ہونی چاہیے یعنی فاطمہ پر قیاس  
نہ کرو؛ کیونکہ جہاں فاطمہ رہتی تھی۔ وہ جگہ خطرناک تھی اس لئے وہ وہاں سے منتقل ہو گئی تھی وہ سبب  
عبد الرحمن کی بیٹی کے لئے نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مروان نے کہا اگر فاطمہ اور اس کی رہائش میں



۲۹۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ  
مَا لِفَاطِمَةَ إِلَّا تَقَى اللَّهَ تَعْنِي فِي قَوْلِهَا لَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةَ

۲۹۸۵ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ  
الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ أَلَمْ تَرَي إِلَى فُلَانَةٍ بَدَتْ الْحَكَمَ طَلَّقَهَا زَوْجَهَا الْبَتَّةَ  
فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بَدَسُ مَا صَنَعْتُ فَقَالَ أَلَمْ تَسْعِي فِي قَوْلِ فَاطِمَةَ  
قَالَتْ أَمَا أَنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِي ذِكْرِ هَذَا الْحَدِيثِ

کوئی شتر تھی جو شوہر کے گھر سے باہر آنے کا سبب تھی تو ایسا سبب یہاں بھی ہے کہ ان دونوں یعنی عبدالرحمن  
کی بیٹی اور اس کے شوہر میں باہم ناراضگی ہے جس کے سبب طلاق واقع ہوئی ہے۔ لہذا اس کے مسکن سے  
باہر جانے کا یہ سبب کافی ہے۔

۲۹۸۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا فاطمہ کا کیا حال ہے

کیا وہ اللہ سے نہیں ڈرتی ہے۔ یعنی اپنی بات میں کہ مطلقہ

نکاح کے لئے نفقہ اور سکنی نہیں ہے۔

(یعنی فاطمہ بنت قیس کا شوہر کے مسکن سے نکلنا کسی سبب سے تھا اس کا مطلب یہ نہیں  
کہ اس کے لئے سکنی و نفقہ ہی نہیں)

۲۹۸۵ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا آپ نے

فلانہ بنت الحکم کو نہیں دیکھا کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دیں

تو وہ گھر سے باہر چلی گئی۔ ام المؤمنین نے فرمایا اس نے بڑا کیا ہے۔ عروہ نے کہا یا ام المؤمنین آپ نے  
فاطمہ بنت قیس کا کلام نہیں سنا؟ مائی صاحبہ نے فرمایا اس حدیث کے ذکر کرنے میں فاطمہ کی خیریت  
نہیں ہے۔ ابن ابی زناد نے ہشام انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے سخت معیوب جانا اور فرمایا کہ فاطمہ وحشت مکان میں تھی اس کو اس کی جانب سے خطرہ لاحق



**بَابُ الْمُطْلَقَةِ إِذَا خَشِيَ عَلَيْهَا فِي مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ  
يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا أَوْ تَبْدُو عَلَى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ**

۴۹۸۶۔ حَدَّثَنَا جَبَّانُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ  
عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ وَ  
زَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَ  
قَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَخَشِيَ خَيْفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذَلِكَ  
أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۸۵۔ شرح : یعنی فاطمہ بنت قیس وحشتناک مکان میں رہتی تھی جہاں کو انیس نہ تھا  
اور اسے ہر طرف سے خطرہ تھا۔ اس لئے اسے وہاں سے انتقال  
کی رخصت دی گئی۔ اسی لئے ام المؤمنین فرمایا کرتی تھیں کہ جہاں فاطمہ یہ کہتی ہے کہ مطلقہ ثلاث کے  
لئے نفقہ سکنی نہیں۔ وہاں اسے اس کا سبب بھی ذکر کرنا چاہیے۔ اور علت بیان کئے بغیر اسے یہ نہیں  
ذکر کرنا چاہیے تھا۔ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنی دونوں ہیں۔ اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو  
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسترد کر دیا تھا۔ جبکہ انھوں نے فرمایا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ایک عورت کے کہنے پر ترک نہیں کر سکتے۔ ہمیں معلوم نہیں وہ اس بات میں سچی  
ہے یا جھوٹی ہے اس کو یاد رہا ہے۔ یا بھول گئی ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ  
آپ فرماتے تھے مطلقہ ثلاث کے لئے عدت میں نفقہ اور سکنی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

**بَابُ** جب مطلقہ عورت پر اس کے شوہر کے  
گھر میں ڈر معلوم ہو کہ اس کے گھر میں کوئی اچانک داخل  
ہو جائیگا یا یہ خوف ہو کہ وہ اس کے اہل خانہ کو برا بھلا کہے گی،



بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ  
اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ مِنَ الْخَبْصِ وَالْحَمْلِ

۴۹۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةٌ عَلَى بَابِ  
خَبَائِثِهَا كَيْبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرَى أَوْ حَلْقَى إِنَّكِ لِحَايِسْتُنَا أَكُنْتَ  
أَفْضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَأَنْفِرْ عِدَا ذَنْ

۴۹۸۶ ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے  
فاطمہ کے متعلق اس کا انکار کیا یعنی فاطمہ بنت قیس کی حدیث  
کہ مطلقہ کے لئے نان و نفقہ اور سکنی نہیں ہے کا انکار کیا ہے

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِثَادِ عَوْرَتِوَلِ كَلِّ حَلَالِ  
نَهَى كَلِّ اللَّهِ تَعَالَى نَعِ جَوَانِ كَلِّ پِیُوں مِی حِیضِ اور  
حَمْلِ پِیَا كَلِّا هِ اَسَ پُوشِیدَہ رَکھِیں،،

۴۹۸۷ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حج سے واپسی کا ارادہ کیا تو اچانک ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے خیمہ کے دروازہ پر  
غٹناک کھڑی ہیں۔ حضور نے اُن سے عَقْرَى یا حَلْقَى فرمایا۔ کہ تو ہمیں مکہ میں روکنے والی ہے کیا تو نے  
نحر کے روز طواف زیارت کیا تھا؟ عرض کیا جی ہاں فرمایا اس وقت چلو (حرج نہیں)



# بَابُ قَوْلِهِ <sup>تَعَالَى</sup> وَبَعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ

شرح — ۴۹۸۷ — یعنی جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کا ارادہ کیا تو طواف سے پہلے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔ اس لئے وہ اندوہ ناک اور غمگین ہوئیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ کلمہ عقریٰ حلقیٰ فرمایا۔ اس کے معنی میں کئی اقوال ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا اس کے جسم کو زخمی کرے اور اس کے حلق میں درد ہو۔ صاحب محکم نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ ”اللہ اس کو ہلاک کرے اور اس کے بال حلق کرے“ بعض نے یہ کہا کہ وہ اپنی قوم کو ہلاک کرے اور ان کا حلق کرے کہ وہ منحوس ہے۔ بعض یوں کہتے ہیں عقریٰ بانجھ ہو اور ”حلقیٰ“ منحوس ہو بہر حال اس کے معنی جو بھی ہوں اس کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے۔ جیسے تَرْبَتْ يَدَاہُ، کا حقیقی معنی مراد نہیں اسی طرح ”قَاتَلَهُ اللّٰهُ“ کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ یہ آپ نے بطور شفقت فرمایا ہے۔

(حدیث ۱۴۶۷ کی شرح دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم)

## بَابُ مَطْلَقَةِ عَوْرَتَوْنَ كَ شَوْہِرِ عِدَّتِہِمْ

### رجوع کرنے کے زیادہ حصہ دار ہیں

جب بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اس سے رجوع کس طرح کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: عورتوں کو منع نہ کرو!،

تشریح: بعولہ بعل کی جمع معنی شوہر ہے۔ مفسرین نے کہا جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی۔ جب تک اس کی عدت ختم نہ ہو وہ اس کو واپس لانے کا مستحق ہے۔ اور اگر عدت ختم ہو جائے تو وہ بائنہ ہو جائے گی اور رجعت کا محل نہ رہے گی۔ اب اسے اجازت نکاح حاصل کرنا ہوگا اور شروطِ نکاح کے ساتھ عقدِ جدید کرے گا۔



۴۹۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا  
يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ زَوْجٌ مَعْقِلٌ أُخْتُهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً ح  
قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا  
سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ أُخْتُهُ  
تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلَى عَنْهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا  
فَحَمَى مَعْقِلٌ مِنْ ذَلِكَ أَنْفًا فَقَالَ خَلَى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ  
يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ  
فَبَلَّغْنِ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَى آخِرِ  
الْآيَةِ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَتَرَكَ  
الْحِمْيَةَ وَاسْتَرَادَ لِأَمْرِ اللَّهِ

مراجعة کی صورت میں بعض علما نے کہا جب اس سے جماع کرے گا تو رجوع ہو جائے گا یہ سفیان  
ثوری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ نیز اٹھنوں نے کہا اگر اس کو مست کیا یا قصد رجعت  
کے بغیر اس کی شرمگاہ کو بنظر شہوت دیکھ لیا تو رجوع ثابت ہو جائے گا۔ اس پر گواہ بنانا مناسب ہے  
امام مالک اور اسحاق نے فرمایا جب رجعت کے ارادہ سے عدت میں جماع کیا اور گواہ قائم کرنے سے  
جاہل تھا تو رجوع ثابت ہوگا اور جب تک رجعت پر گواہ قائم نہ کرے بیوی اس کو جماع کرنے سے  
روک سکتی ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب رجوع کیا اور گواہ نہ بنائے تو رجوع صحیح ہے۔ احناف بھی یہی  
کہتے ہیں۔ البتہ گواہ قائم کرنا مستحب ہے۔ امام شافعی نے فرمایا رجوع صرف کلام سے ہوتا ہے۔ اور اگر  
رجعت کے ارادے سے جماع کیا تو رجوع نہ ہوگا اور اس کو مہر مثل ادا کرے گا، لیکن اس میں اشکال  
ہے کہ وہ عورت بیوی کے حکم میں ہے لہذا یہ وطی موجب مہر مثل نہیں۔ امام مالک نے فرمایا جب اس کو  
حالت حیض یا نفاس میں طلاق دی تو اسے رجوع پر مجبور کیا جائے گا۔ ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید سے  
روایت کی جب دل میں رجوع کیا تو یہ رجوع نہ ہوگا۔



۴۹۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلُقُهُ وَاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ يَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا فَبِذَلِكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي

ترجمہ: حسن بصری نے کہا معقل بن یسار کی ہمیشہ ایک عورت کی بیوی تھی اس نے اسے طلاق دیدی پھر اس سے علیحدہ رہا حتیٰ کہ اس کی عدت پوری ہوگئی پھر اسے منگنی کا پیغام بھیجا تو معقل بن یسار نے غصہ سے اس کا انکار کر دیا اور کہا اس علیحدہ رہا حالانکہ وہ اس پر قادر تھا پھر اب منگنی کا پیغام دیتا ہے اور اپنی ہمیشہ اور اس کے شوہر کے درمیان حائل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ”وَجِبَ تَمَّ عَوْرَتُوكَ طَلَاقُ دَوَّوہِ اِپنِ عِدَّتِ پوری کر لیں تو انہیں اپنے سابق شوہر سے نکاح سے منع نہ کرو“ نازل ہوئی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو اس نے غصہ ترک کیا اور اللہ کے حکم کے تابع ہوا،

(ایک روایت میں ہے کہ معقل نے سابق شوہر کو بلایا اور اس سے اپنی ہمیشہ کا نکاح کر دیا)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی؛ حالانکہ وہ حالت حیض میں تھی۔ تو جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجوع کرے پھر اس کو روک رکھے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے پاس دوسری بار حیض آئے پھر اس کو مہلت دے حتیٰ کہ حیض سے پاک ہو جائے اب اگر اس کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو جس وقت پاک ہو جائے جماع کرنے سے پہلے طلاق



نَافِعُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهَذَا

### بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

۴۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي رَاهِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقُ مِنْ قَبْلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ فَتَعَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزُوا اسْتَحْمَقَ

دے یہی وہ حدت ہے جس میں عورتوں کو طلاق دینے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ جب عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو ان میں سے کسی سے کہتے تھے۔ اگر تو نے بیوی کو تین طلاقیں دیں تو وہ تیرے اوپر حرام ہوگئی یہاں تک کہ وہ تیرے سوا کسی اور شخص سے نکاح کرے اس حدیث میں قتیبہ کے غیر نے لیث سے روایت میں اضافہ کیا کہا مجھے نافع نے خبر دی کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو ایک یا دو طلاق دے تو بہتر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہی حکم فرمایا تھا۔ (حدیث ۴۹۱ کی شرح دیکھیں)

### بَابُ حَائِضَةٍ مَطْلُفَةٍ سَعَى رَجُوعِ كَرْنَا

۴۹۹۔ ترجمہ : یونس بن جبیر نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا عبد اللہ بن عمر نے طلاق دی جبکہ ان کی بیوی حالت حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) سوال عرض کیا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے پھر جب حدت کا وقت آئے تو اس کو طلاق دے (طہر میں طلاق دے)



بَابُ تَحْدِثِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا  
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا أَرَى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةَ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا  
الطِّيبُ لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ ۴۹۹۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

یونس نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے گا درجہ حیض کی حالت میں ہی  
تھی، تو انھوں نے کہا مجھے خبر دو اگر عبد اللہ عاجز آگیا ہو اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی تو  
طلاق واقع نہ ہوگی؟ (حدیث ۴۹۱۸ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ حِسِّ عَوْرَتِ كَا شَوْهَرٍ فَوْتٌ هُوَ جَائِ  
وَهْ چار ماہ دس دن سوگ کرے،

در اصل اعداد بمعنی منع ہے۔ اور اس سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے آپ کو زینت اور خوشبو  
وغیرہ سے دُور رکھے اور منگنی کرنے والوں کو منگنی اور اس میں طمع کرنے سے منع کرے۔

زُہری نے کہا میں نہیں جانتا کہ کس لڑکی جس کا شوہر فوت ہو جائے  
وہ خوشبو کے قریب جائے، کیونکہ اس پر عِدَّت ہے۔

کس لڑکی جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کے زینت ترک کرنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے  
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر ترک زینت واجب نہیں اور دوسرے تینوں ائمہ کرام  
کے نزدیک واجب ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ زہری نے یہ اجتہاد کیا ہے اس میں کوئی روایت ذکر نہیں کی  
اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اُن کے اجتہاد کے خلاف ہے۔ اور دوسرے ائمہ کا اجتہاد  
اُن کے موافق ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کس لڑکی موطوہ ہے یا غیر موطوہ ہے۔

ترجمہ : حمید بن نافع نے زینب بنت ام سلمہ سے روایت کی کہ  
۴۹۹۱ — انھوں نے اسے ان تینوں حدیثوں کی خبر دی (ان میں سے ایک ہے)



ابْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ  
 عَمْرِو بْنِ حَرْمٍ عَنْ حَمِيدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا  
 أَخْبَرَتْ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ  
 زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا الْيُوسُفُ بْنُ حَرْبٍ  
 فَدَعَتْ أُمَّ حَبِيبَةَ بِطَيْبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خُلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ فَدَاهَنْتُ مِنْهُ  
 جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ لِعَارِضٍ هَاتِمَةً قَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّيِّبِ مِنْ حَاجَةٍ  
 غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ  
 تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى  
 زَوْجِ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ  
 جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطَيْبٍ فَسَسْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ  
 أَمَّا وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّيِّبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمَنِيْرِ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
 الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ

زینب نے کہا میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جبکہ ان کے  
 والد ابوسفیان بن حرب فوت ہو گئے۔ ام حبیبہ نے خوشبو منگائی جس میں خلوق وغیرہ کی زردی تھی۔ انھوں  
 نے اس سے کسن بھی کو خوشبو لگائی پھر اپنے رخساروں کو لگائی پھر فرمایا اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت  
 تو نہیں لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت، جو اللہ اور قیامت  
 کے دن پر ایمان رکھتی ہے کے لئے حلال نہیں کہ وہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر شوہر پر  
 چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ زینب نے کہا میں ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی



وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَتِي تُؤْتِي عَنْهَا زَوْجَهَا  
وَقَدْ اشْتَكَتْ عَنْهَا أَفَنُكْحُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا مَرَّتَيْنِ أَفْتُلْنَا كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ  
تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَ حَمِيدٌ فَقُلْتُ لَزَيْنَبُ وَمَا تَرْمِي  
بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتْ الْمَرْأَةُ إِذَا تُؤْتِي  
عَنْهَا زَوْجَهَا دَخَلَتْ حَفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمْسُ طِبَّاحِي  
تَمْرًا لَهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتِي بِدَابَةِ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَلْئٍ فَتَقْتَضُ بِهِ  
فَقُلَّ مَا تَقْتَضُ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطِي الْبَعْرَةَ فَتَرْمِي ثُمَّ  
تُرَاجِعُ نَعْدًا مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ سَأَلَ مَلِكٌ مَا تَقْتَضُ  
بِهِ قَالَ تُمَسِّحُ بِهِ جِلْدَهَا

جس وقت ان کا بھائی فوت ہوا تھا تو آنکھوں نے خوشبو منگائی اور اس سے کچھ خوشبو لگائی پھر فرمایا بخدا  
مجھے خوشبو کی حاجت نہیں، لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا  
کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے  
مگر شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ زینب نے کہا میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے  
ہوئے سنا کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں درد ہے کیا میں اس کی آنکھوں  
میں سرمہ لگا سکتی ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرمہ مت لگاؤ! دو یا تین بار فرمایا  
ہر بار فرماتے سرمہ مت لگاؤ۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف چار ماہ دس دن



ہیں، حالانکہ تم میں کوئی عورت جاہلیت کے زمانہ میں ایک سال کے بعد منیگنی پھینکتی تھی۔ محمدؐ نے کہا میں نے زینب سے کہا اس کے معنی کیا ہیں کہ وہ سال کے بعد منیگنی پھینکتی تھی۔ زینب نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا وہ چھوٹے سے کمرہ میں داخل ہو جاتی اور بدترین کپڑے پہن لیتی اور خوشبو وغیرہ نہ لگاتی حتیٰ کہ اس پر ایک سال گزر جاتا پھر کوئی جانور گدھا یا بکری یا پرندہ لایا جاتا تو وہ اس کے چمڑے پر لٹکے پھرتی تو بہت کم ایسا ہوتا کہ جس پر وہ لٹکے پھرتی مگر وہ مر جاتا تھا پھر وہ باہر نکلتی تو اس کو منیگنی دی جاتی اس کو وہ پس پشت پھینکتی پھر اس کے بعد خوشبو وغیرہ لگاتی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: مَا تَقْنِصُ کے معنی کیا ہیں؟ انھوں نے فرمایا اس سے اپنی کھال ملتی تھی۔

شرح: جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی بیوہ کو چارہ دس دن عدت و فوات پوری کرنے میں حکمت یہ ہے کہ عورت کے بیٹ میں بچے کی کمال تخلیق اور اس میں نفخ روح ایک سو بیس دن کے بعد ہوتا ہے۔ چونکہ چاند کی کمی بیشی سے فرق پڑ جاتا ہے اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے اس عدد پر احتیاطاً دس روز کا اضافہ کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے سوا اور کتنی تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں۔ جس عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تھا اس کا نام عاتکہ بنت نعیم بن عبد اللہ بن سخام ہے۔ بعض نے کہا بنت کا نام عاتکہ ہے اور اس کی ماں کا نام معلوم نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں دو تین بار فرمایا کہ وہ سرمہ مت لگائے؛ لیکن موطا وغیرہ میں ہے کہ حضور نے فرمایا رات کو لگا لیا کرو اور دن کو صاف کر دیا کرو۔ یعنی جب سرمہ لگانے کی ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں اور جب اس کی احتیاجی ہو تو رات کو جائز ہے دن میں جائز نہیں بہتر یہ ہے کہ سرمہ ہرگز نہ لگائے اگر لگایا ہو تو دن کو پونچھ دے؛ لیکن متن کی حدیث میں تصریح ہے کہ عدت کے ایام میں سرمہ کرنا حرام ہے اگرچہ اس کی احتیاجی ہو۔ لہذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔ ان میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ بخاری کی حدیث میں سرمہ لگانے کی ممانعت دن میں ہے۔ بعض نے کہا حدیث میں بھی تنزیہ کے لئے ہے۔ بعض نے مخصوص سرمہ پر محمول کیا ہے اور وہ سرمہ ہے جس سے زینت کی باقی ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَدْ كَانَتْ أَحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسلام میں اس کے خلاف حکم ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَصِيَّةٌ لِّذَوِ الْجِهَةِ مَتَاعًا إِلَى الْحَوَالِ، پھر یہ حکم اس سے پہلی آیت سے منسوخ ہو گیا اور وہ یہ کہ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، یہ ناسخ تلاوت کے اعتبار سے مقدم اور نزول کے اعتبار سے متاخر ہے۔ قولہ خِفْشًا، بحسب الحاء وسكون الفاء اور اس کے بعد شین ہے۔ اس کا معنی چھوٹا سا کمرہ ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ذیل اور پرانا کمرہ ہے۔



## بَابُ الْكُلِّ لِلْحَادَّةِ

۴۹۹۲ حَدَّثَنَا إِدْمُ بْنُ أَبِي أَيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْتَبِ بْنِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أَهْلِهَا أَنَّ

قَوْلَهُ فَتَقَنَّضَ بِهِ ،، ابْنُ قَتَيْبَةَ نے کہا میں نے اہل حجاز سے افتضاض کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ذکر کیا معتدہ عورت نہ تو پانی کو ہاتھ لگاتی نہ ناخن ترشواتی اور نہ بال اترواتی تھی اور سال کے بعد بری حالت میں نکلتی پھر وہ عدت کو پہنچتا تھا تو اس کو اپنی شرمگاہ سے مس کر کے پھینک دیتی اس کے بعد وہ زندہ نہیں رہتا تھا۔

خطابی نے کہا یہ وہ فَتَقَنَّضَ الشَّيْءُ ،، سے ہے جبکہ اس کو توڑے اور جدا جدا کر دے یعنی وہ سوگ کو اس پر بندے سے توڑتی تھی۔ اخفش نے کہا یہ ذمتہ سے ماخوذ ہے۔ صفائی اور سفیدی میں چاندی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی وہ جانور کو مس کر کے غسل کرتی تھی کہ چاندی کی طرح سفید ہو جاتی۔ خلیل نے کہا : اَلْفَقْضُ مَعْنَى خُوشِ ذَاتِ قَهْ پانی ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اِفْتَقَضْتُهُ بِهٖ یعنی یعنی اس کے ساتھ غسل کیا۔

قَوْلُهُ فَتَوَدَّهِ ،، یعنی اس میں گنے کو اپنے آگے پھینکتی تو یہ اس کو چھوٹے سے ذیل اور برے کمرے سے نکلنے کو حلال کرتا تھا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ عدت کو ایسے پھینکتی جیسے مینگنا پھینکا جاتا ہے بعض نے کہا اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ جس مصیبت پر صبر اور انتظار کرتی رہی جس میں مبتلا تھی جب وہ ختم ہو گئی تو وہ اس کے نزدیک مینگنے کی مانند ہے جس کو حقارت سے پھینکا جاتا ہے۔ اس میں حتی زوج کی تعظیم مقصود ہے۔

قَوْلُهُ سَأَلَ مَالِكُ الْخَزَّاعِيَّ إِمَامَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعَى پوچھا گیا : تَقَنَّضُ ،، کے معنی کیا ہیں ؟ انہوں نے فرمایا وہ اپنے چمڑے سے مینگنے کو مس کرتی ؛ لیکن ہم نے اس سے پہلے جو ابن قتیبہ سے ابھی ابھی نقل کیا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو مس کر کے پھینک دیتی کے منافی نہیں ؛ لیکن اس سے خاص ہے کیونکہ امام مالک رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے مطلق جلد ذکر کی ہے اور جو ابن قتیبہ سے منقول ہے وہ شرمگاہ کی جلد ہے۔ بات ایک ہی ہے۔

امام شافعی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے تَقْبِصُ بِالْإِصْبَافِ۔ اور قبض کے معنی انگلیوں کے کناروں سے پکڑنا ہے اور یہ جلدی سے کناہ ہے یعنی وہ برے منظر سے کثرت جیاء اور نکاح کے شوق کے باعث دوڑتی ہوئی تیزی سے اپنے والدین کے گھر جاتی تھی (تسطلانی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !



امْرَأَةً تُوْفِي زَوْجَهَا فَخَشَوْا عَيْنَيْهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَاسْتَأْذَنُوهُ فِي الْكُلِّ فَقَالَ لَا تَكُلُّ قَدْ كَانَتْ أَحَدَكُنْ تَمْكُثُ فِي شَرِّ  
أَحْلَاسِهَا أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا كَانَ حَوْلُ فَمَرَّ كُلُّ رَمَتْ بِبَعْضَةِ فَلَا حَتَّى  
تَمُضِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تُحَدِّثُ  
عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسَلِمَةٍ  
تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحَدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ  
أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

## باب سوگ منانے والی عورت کا سہ ماہہ استعمال کرنا،

حادثہ ثلاثی مجرد حدِّ سُدُّ سے ہے اور مُجْتَدِہ اِحْدَاد سے اِفْعَال ہے۔ سفاقی نے کہا صحیح حادثہ ہے ہا کے  
بغیر۔ جیسے طالق اور حائض ہا کے بغیر ہیں، کیونکہ یہ عورت کی ایسی صفت ہے جس میں مرد شریک  
نہیں۔ شیخ ابن حجر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ جائز ہے۔ خطا نہیں اگرچہ دوسرا زیادہ راجح  
ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر طالق میں طالق اور حائض میں حائضہ کہا جاتا ہے تو حادثہ بھی کہا جاسکتا ہے  
اور اگر طالق اور حائضہ نہیں کہا جاتا تو حادثہ بھی نہیں کہا جائے گا، لیکن درست وہی ہے جو سفاقی  
نے کہا ہے اور شیخ ابن حجر کا اس میں جواز کا دعویٰ کرنا نظر سے خالی نہیں جو غیر مخفی ہے۔

صاحب مصابیح نے زنجیری سے نقل کیا کہ اگر ان صفات میں حدوث کا معنی مقصود ہو تو تاء  
لانا ضروری ہے جیسے حاصنت فھی حائضتہ و طلق فھی طالقہ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدوث کا  
معنی مقصود نہیں ہوتا پھر بھی تاء لاحق کر دیتے ہیں جیسے مُرَضِعَةٌ وَحَامِلَةٌ، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ  
کا کلام اسی پنج پر ہے۔

۴۹۹۲۔ ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ام المومنین ام سلمہ سے



۴۹۹۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا

سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ مَهْنًا أَنْ  
نُحَدِّثَ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ الْأَزْوَاجِ

روایت کی کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر خوف محسوس کیا وہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے آنکھوں میں سرمہ لگانے کی اجازت چاہی تو فرمایا  
سرمہ نہ لگائے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت (جاہلیت کے زمانہ میں) خراب قسم کے گھر اور  
گندے کپڑوں میں رہتی تھی۔ جب سال گزر جاتا اور کوئی کتا وہاں سے گزرتا تو اس کی طرف مینگنا  
پھینکتی اور عدت سے باہر ہوتی۔ میں سرمہ کی اجازت نہیں دیتا یہاں تک کہ چار ماہ دس دن گزر  
جائیں (نافع نے کہا) میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ ام المؤمنین ام حبیبہ سے بیان کرتی  
تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان عورت جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے۔  
کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر اپنے شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔  
ام حبیبہ ام المؤمنین زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کی بیٹی اور امیر معاویہ کی ہمشیر  
ہیں۔ ان کا نام رملہ ہے)

ترجمہ : محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا  
۴۹۹۳ — ہم کو شوہر پر سوگ منانے کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ

منانے سے منع کیا گیا۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت کے مطابق جناب  
۴۹۹۳ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو رخصت دی کہ وہ عدت

ختم ہونے تک اپنے شوہر پر سوگ مناتی رہے اور اپنے والد پر سات روز ساگ منائے اور ان کے سوا  
دو چیزوں پر تین دن سوگ منائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ جب ام المؤمنین ام حبیبہ  
رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان فوت ہوئے تو انھوں نے تین دن سوگ منانے کے بعد عمو شہو استغاث کی اولاد  
سائل نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ ابوداؤد نے مراسیل میں عمرو بن شعیب کے ذریعے منقول ذکر کی ہے  
علامہ عینی نے کہا ابوداؤد کا اس حدیث کو مراسیل میں ذکر کرنا یہ کوئی توجیہ نہیں؛ لیکن اگر اسال  
سے انقطاع مراد لیا جائے تو توجیہ ہو سکتی ہے کیونکہ عمر تابعی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!



## بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الظَّهْرِ

۴۹۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا  
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا  
نُحْمَى أَنْ مُحَمَّدًا عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ الْأَوْعَالِ زَوْجِ أَرْبَعَةِ أَشْهُدٍ  
وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلُ وَلَا نَطِيبُ وَلَا نَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا تَوْبَ  
عَصَبٍ وَقَدْ رَخِصَ لَنَا عِنْدَ الظَّهْرِ إِذَا اغْتَسَلْتُ أَحَدَنَا مِنْ  
حَيْضِهَا فِي بُدَّةٍ مِنْ كُسْتٍ ظَفَارٍ وَكُنَّا نُنْهَى عَنْ اتِّبَاعِ الْحَنَائِنِ  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كِلَاهُمَا يُقَالُ الْكُسْتُ وَالْقُسْطُ وَالْكَافُورُ وَالْقَافُورُ

## بَابُ سَوَكِ مَنَانِ وَالِی عَوْرَتِ کَا حِیضِ کِ پاک ہونے کے وقت قسط استعمال کرنا

۴۹۹۲۔ ترجمہ : ام عطیہ نے کہا ہم کو میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے  
سے منع کیا جاتا تھا مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک اور ہم سرسہ نہ لگاتی تھیں نہ خوشبو لگاتی تھیں اور  
نہ ہی رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں مگر وہ کپڑا جو پہلے سے رنگا ہوا ہو اور جب کوئی ہم سے حیض  
سے پاک ہو اور غسل کرے تو تھوڑا سا قسط ظفار کے استعمال کی رخصت دی جاتی ہے اور ہم کو  
خازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا جاتا تھا۔ ابو عبد اللہ بخاری نے کہا قسط اور کست کا نور اور قافور کی طرح  
ہے۔ بُدَّةٌ بمعنی قطعہ ہے۔

۴۹۹۲۔ شرح : عصب یعنی چادر میں ہیں ان کو مٹنے سے پہلے ان کے دھاگے  
رنگ دیئے جاتے تھے۔ ظفار میں ہمزہ پڑھنا خط ہے ظفار  
عدن کے ساحل کے کنارے ایک موضع ہے (حدیث : ع ۳۰۹ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)



## بَابُ تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصَبِ

۴۹۹۵۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ  
ابْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوُفُّ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحُدُّ  
فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ تَوْبًا مَصْبُوغًا  
إِلَّا تَوْبَ عَصَبٍ

۴۹۹۶۔ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا  
حَفْصَةُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةٍ زَيْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَسُّ  
طَبِيبًا إِلَّا أَذْنِي طَهْرَهَا إِذَا طَهَّرَتْ نُبْدَةَ مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ

## بَابُ سَوَكٍ مَنَانِ وَالِی عَوْرَتِ مَنَنِ سَے پہلے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ،

۴۹۹۵۔ ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی  
عورت کے لئے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے۔ شوہر پر سوگ کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ  
منانا حلال نہیں ہے۔ وہ نہ تو سرسبز ہو۔ استعمال کرے اور نہ رنگے ہوئے کپڑے  
پہنے مگر وہ کپڑے پہن سکتی ہے جو مننے سے پہلے ان کے دھاگے رنگے ہوئے ہوں۔

۴۹۹۵۔ شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن منذر سے نقل کیا کہ علماء نے اس پر  
اتفاق کیا ہے کہ سوگ منانے والی عورت کے لئے رنگے ہوئے کپڑے

اور زرد رنگ والے کپڑے پہنے جائز نہیں لیکن سیاہ رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے۔ اس کی عروہ بن  
زبیر، امام مالک اور امام شافعی نے بھی رخصت دی ہے۔ زہری نے سیاہ رنگ والے کپڑوں کو مکروہ



## بَابُ وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبُّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ إِلَىٰ آخِرِ الْأَيَّةِ

کہا ہے۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں میں نے پہلے رنگے ہوئے کپڑے جائز ہیں۔ سفیان ثوری نے کہا رنگے ہوئے کپڑوں سے اجتناب کرے البتہ مٹنے سے پہلے رنگے ہوئے کپڑے جائز ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس رنگ میں زینت ہو کپڑا باریک ہو یا موٹا ہو وہ نہ پہنے۔

ترجمہ : انصاری نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی اٹھنوں نے حفصہ اور ام عطیہ کے ذریعہ روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ سوگ منانے والی عورت خوشبو استعمال نہ کرے، لیکن جب طہر کا وقت قریب ہو جبکہ وہ پاک ہو جائے تھوڑا سا قسط طہار استعمال کرے۔

۴۹۹۶ — شرح : حدیث میں کچھ عبارت مقدر ہے۔ دراصل عبارت یہ ہے۔  
نبی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ وَلَا تَمْسُ طَبِيبًا، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، چنانچہ فرمایا خوشبو نہ ملے۔

قولہ ادنیٰ، یعنی قریب ہے۔ قولہ نَبَذَةً، طَبِيبًا سے بدل واقع ہے یا فعل مقدر کا مفعول ہے یعنی تَمَسُّ طَبِيبًا مِنْ قِطْعٍ وَاطْفَار۔ اطفار خوشبو کی قسم ہے۔ بعض حواشی میں ہے کہ قسط و اطفار بخور کی دو قسمیں ہیں کہ جو عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کرے تو بدبو دور کرنے کے لئے خون کے اثرات پر خوشبو ملے تاکہ خون کا نفقہ جاتا رہے۔ یہ خوشبو کے استعمال کی رخصت نہیں۔ یعنی قسط طہار کا ٹکڑا ملے تاکہ بوجاتی رہے۔

## بَابُ — جو لوگ تم سے فوت ہو جائیں

اور بیویاں چھوڑ جائیں،

تم میں جو مریں اور بیویاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں،  
اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ فوت ہوں فوت ہونے سے پہلے ان پر واجب ہے کہ اپنی بیویوں کے لئے



۴۹۹۷ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنَا رُوِيَ حَدَّثَنَا  
 شَيْبَلٌ عَنْ ابْنِ أَبِي جَحِيمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذُرُونَ  
 أَزْوَاجًا قَالَ كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُ عِنْدَ أَهْلِ نَوْحَاءٍ وَاجِبٌ فَاذِلَّ  
 اللَّهُ وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذُرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّتُهُ لِأَزْوَاجِهِمْ  
 مِمَّا عَالِيَ الْحَوْلِ غَيْرَ أَخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي  
 أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ قَالَ جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ  
 لَيْلَةً وَصِيَّتُهُ إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ  
 قَوْلُ اللَّهِ غَيْرَ أَخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ  
 عَلَيْهَا زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هَذِهِ

سال بھرتک نان و نفقہ دینے کی وصیت کریں۔ اور ان کو گھر سے باہر نہ نکالیں۔ ابتداء اسلام میں بیوہ  
 کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک  
 سال کی عدت باب میں مذکور آیت نے منسوخ کر دی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی  
 گئی اور سال بھر کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے  
 مقرر کیا گیا۔ لہذا اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ یہ آیت اگرچہ تلاوت میں مقدم ہے لیکن نزول میں آخر  
 ہے ربع یا ثمن (چوتھا یا آٹھواں حصہ) وراثت پانے سے نفقہ ساقط ہو گیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے  
 نزدیک سکنی باقی ہے، لیکن احناف کہتے ہیں اس آیت کے منسوخ ہونے سے سکنی بھی منسوخ ہو گیا لہذا  
 اس عورت کے لئے سکنی واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔  
 ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذُرُونَ أَزْوَاجًا  
 یہ عدت جس کی طرف مذکور آیت اشارہ کرتی ہے شوہر کے گھر میں پوری کرنا

۴۹۹۷ —

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَالْآيَةُ نَازِلٌ فَرَمَائِي يَعْنِي مَرْنِے دالے مڑول  
 کے لئے مناسب یہ ہے کہ وفات کے وقت پواؤں کے لئے وصیت کریں کہ وہ ایک سال تک سکونت کریں



الْأَيَّةُ عِنْدَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُ حَيْثُ شَاءَتْ وَقَوْلُ اللَّهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ  
 قَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَاءَتْ أَعْتَدْتُ عِنْدَ أَهْلِي وَسَكَنْتُ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ  
 شَاءَتْ خَرَجْتُ لِقَوْلِ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ  
 قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَتَحَرَ السُّكْنَى فَتَعْتَدُ حَيْثُ شَاءَتْ  
 وَلَا سَكْنَى لَهَا

اور ان کو گھر سے نکالا جائے۔ اگر وہ اپنے اختیار سے باہر آئے تو تم پر کچھ گناہ نہیں جو وہ اپنے معاملہ  
 میں مناسب طور پر کریں۔ مجاہد نے کہا اللہ تعالیٰ عورت کے لئے سات ماہ بیس دن سال پورا کرنے کے لئے  
 وصیت شمار کیا ہے۔ اگر وہ چاہے وصیت سمجھ کر بھڑی رہے اور اگر چاہے تو چلی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ  
 کے اس ارشادِ غیرِ اخراج، کا یہی معنی ہے کہ عدت جیسی کہ اس پر واجب ہے (چار ماہ دس دن)  
 یہ مجاہد سے منقول ہے اور عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت نے اہل خانہ  
 کے پاس عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے اور اللہ تعالیٰ  
 کا قول در غیرِ اخراج، کے متعلق عطاء نے کہا اگر چاہے تو عدت اپنے گھر والوں کے پاس گزارے اور  
 اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو چلی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا  
 فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ، عطاء نے کہا پھر میراث کی آیت نازل ہوئی تو اس نے سکنی منسوخ کر دیا۔  
 اس لئے جہاں چاہے وہ عدت پوری کرے اور اس کے لئے سکنی نہیں ہے۔

۴۹۹۷ شرح: مجاہد کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ معتدہ (عدت گزارنے والی عورت)

چار ماہ دس دن تک انتظار کرے اور اس کے گھر والوں پر واجب  
 کیا گیا کہ وہ ان کے پاس باقی سات مہینے اور بیس دن یعنی پورا سال رہے۔ ابن بطال نے کہا کسی مفسر  
 نے یہ تفسیر نہیں کی اور نہ ہی کسی فقیہ نے یہ کہا ہے بلکہ انھوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سال والی  
 آیت منسوخ ہے اور سکنی سال کی عدت کے تابع ہے۔ جب چار ماہ دس دن عدت سے سال بھر کی  
 عدت منسوخ ہو گئی تو سکنی بھی منسوخ ہو گیا، چنانچہ ابن عبد البر نے کہا کہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے  
 کہ چار ماہ دس دن عدت نے سال بھر کی عدت کو منسوخ کر دیا ہے۔ البتہ اختلاف صرف "غیرِ اخراج"  
 میں ہے۔ جمہور علماء نے کہا یہ بھی منسوخ ہے۔

ابن ابی یحییٰ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جو عدت واجب ہے وہ صرف چار ماہ دس دن



۴۹۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ  
زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ لَمَّا جَاءَهَا  
نَعْيُ أَبِيهَا دَعَتْ بِطَبِيبٍ فَسَمِعَتْ ذَرَأَتَهَا وَقَالَتْ مَا لِي بِالطَّبِيبِ  
مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ  
لِامْرَأَةٍ تُوَمِّنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحْتُمِدُ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ أَوْ  
عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

### بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا تَزَوَّجَ مُحْرَمَةً وَهُوَ لَا يَشْعُرُ فُرْقَ بَيْنَهُمَا  
وَلَهُمَا مَا أَخَذَتْ وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ يُعْطِيهِمَا صَدَاقُهَا  
۴۹۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

ہے اور سال بھر عدت میں رہنا یعنی سات ماہ بیس روز زیادہ عدت گزارنا وصیت کے اعتبار سے اس کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو وصیت قبول کرے اور پورا سال عدت گزارے اور اگر چاہے تو صرف واجب پر اکتفاء کرے جو چار ماہ دس دن ہے۔ بعض نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پورا سال عدت واجب ہے اور شوہر کے گھر والوں کے پاس سکونت چار ماہ دس دن واجب ہے اور باقی سات ماہ بیس دن میں اسے اختیار ہے اور فالعدہ گماہی واجب علیہا، اس احتمال کی تائید کرتا ہے یعنی یہ نسخ کا قول نہیں کرتے۔

ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے روایت کی کہ جب ام حبیبہ کو ان کے والد ابوسفیان کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی اور اسے اپنے رخساروں پر مل لیا اور فرمایا مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا نہ ہوتا کہ اس عورت کے لئے جو اللہ اور



الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ

قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ منائے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن عدت پوری کرے (ابھی ابھی حدیث کی تشریح ہو چکی ہے)

## باب — فاحشہ عورت کا مہر اور نکاح فاسد

بدکار عورت اور نکاح فاسد کا مہر،  
بغی و فحیل کے وزن پر ہے اس میں مذکر و مؤنث برابر ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ فعل کے وزن پر ہے یعنی اصل میں بُغْوِیُّ بروزن فَعُول تھا۔ واؤ اور یاء کا اجتماع ہوا جبکہ ان میں سے پہلی ساکن ہے تو واؤ کو یاء سے بدل کر کے یاء میں ادغام کیا اور باء کے ضمہ کو یاء کے لئے کسرہ سے بدل دیا تو بُغِیُّ ہوا، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کا وزن فَعِيل ہے؛ کیونکہ اگر ایسا ہو تو اس کے آخر میں ماء لازم ہے جیسے امرؤہ حلیمۃ، کریمۃ، یہ بغاء یعنی زنا سے مشتق ہے۔ نکاح فاسد وہ نکاح ہے جس میں گواہ نہ ہوں یا عدت میں نکاح کیا جائے یا نکاح کی مدت مقرر کی جائے جسے نکاح موقت کہتے ہیں۔ یہاں نکاح فاسد کا حکم بیان کرنا مطلوب ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس نے مُحْرَمَہ سے نکاح کیا، حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ یہ عورت اس پر حرام ہے تو ان کے درمیان تفریق کر دی جائے اس عورت نے جو مہر اس سے لے لیا ہے اس کے لئے وہی ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں پھر اس کے بعد کہا کہ اس کے لئے مہر ہے۔

شرح : یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے تو یہ کہتے تھے۔ اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح



۵۰۰۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ  
ابْنِ اَبِي جَحْفَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ  
وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَاکِلَ الرِّبَا وَمُؤَكِّلَهُ وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَکَسْبِ  
الْبَغِيِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِينَ

کیا جو اس پر حرام ہے اور اس کو تحریم کا علم نہ تھا تو ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے اور نکاح کے وقت جو  
مہر مقرر کیا تھا وہ عورت وہی لے گی اس کے علاوہ کسی شئی کی مستحق نہیں اس کے بعد حسن بصری نے یہ  
فتویٰ دیا کہ اس کے لئے مہر مثل ہے۔ ان ہی دو دونوں اقوال پر فقہاء کے قول ہیں۔ بعض مہر مثل کے  
قائل ہیں اور بعض نکاح کے وقت مقرر شدہ مہر کے قائل ہیں۔ اور جس نے محترّمہ سے نکاح کیا حالانکہ  
اسے معلوم تھا کہ یہ عورت مجھ پر حرام ہے تو امام مالک، ابو یوسف، محمد اور امام شافعی کے نزدیک  
اس پر حد واجب ہے۔ اور مہر وغیرہ کچھ نہیں۔ سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا اس پر  
حد نہیں تعزیر ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تعزیر چالیس کوڑوں سے کم ہوگی۔

ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی

۴۹۹۔

قیمت کاہن کی اجرت اور بدکار عورت کی کمائی سے منع فرمایا۔

شرح : اس حدیث سے حسن بصری، ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان اور امی

۴۹۹۔

شافعی، احمد اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم

نے استدلال کیا کہ کتے کی قیمت حرام ہے۔ عطاء، ابراہیم نخعی، امام ابو حنیفہ اور

محمد رضی اللہ عنہم نے کہا جن کتوں سے نفع حاصل ہو سکتا ہے ان کی بیع جائز ہے۔ اور قیمت مباح ہے

انہوں نے اس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ ان کی قیمت کی ممانعت اس وقت تھی جب کتوں کو

قتل کرنے کا حکم تھا۔ جب شکار وغیرہ کے لئے ان سے انتفاع مباح ہوا تو ان کی قیمت بھی مباح

ہو گئی اور ان کو قتل کرنے کی نہی منسوخ ہو گئی ہاں جن کتوں سے انتفاع جائز نہیں ان کی قیمت

حرام ہے (حدیث : ۲۰۹۸ ج ۳ : ۱۳)

## کاہن کی مزدوری

کاہن لوگوں کو باطل باتیں بتا کر ان سے رشوت وصول کرتے ہیں یہ حرام ہے۔ امام طحاوی



۵۰۰۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُجْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَّادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْأَمْوَالِ

نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشیاء حرام ہیں اور صحیح کی حدیث ایسی روایت ذکر کی ،،

## بدکار عورت کی کمائی

حرام نکاح پر جو رقم دی جاتی ہے وہ مہربختی ہے اور حرام ہے۔ اس مال کی تحریم میں کسی کا اختلاف نہیں، کیونکہ یہ مال زنا سے حاصل کیا جاتا ہے اور زنا کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اس لئے مغنیہ عورت اور نوکر کرنے والی عورت کی اجرت حرام ہے۔ اور اس کے بطلان پر علماء کا اجماع ہے۔  
ترجمہ : عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے داسشمہ، مستوشمہ، سودخور اور سود کھلانے والے

پر لعنت فرمائی اور کتے کی ٹمن، بدکار عورت کی کمائی سے منع فرمایا اور تصویریں لینے والوں پر لعنت فرمائی : داسشمہ دشم سے ہے وہ یہ ہے کہ سوئی کے ساتھ جلد کو چیرا جاتا ہے۔ پھر اس میں سرمہ بھرا جاتا ہے۔ مستوشمہ وہ عورت ہے جس کو اس کام کے لئے بلایا جاتا ہے۔ سود کھلانے والے اور کھلانے والے میں اگرچہ ایک کو خسارہ ہوتا ہے لیکن وہ دونوں حرام فعل میں ایک دوسرے کے معاون اور شریک ہیں۔

(حدیث : ۲۰۹۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو حازم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا۔

شرح : کسب اماء سے مراد یہ ہے کہ اُن سے بدکاری کر اگر مال وصول کیا جائے۔ یہ حرام ہے یہ بدکار عورت کی کمائی میں داخل ہے۔

(حدیث : ۲۰۹۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)



بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُولِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُولُ

أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ وَالْمَسِيئِ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ أَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ  
ابْنِ جَبْرِ قُلْتُ لَابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللَّهُ يَعْلَمَانِ أَحَدُكُمَا  
كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللَّهُ يَعْلَمَانِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ  
فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ فَقَالَ لِي عَمْرُو  
ابْنُ دِينَارٍ فِي الْحَدِيثِ شَيْءٌ لَا أُرَاكَ تَحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِي  
قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا  
فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ

بَابُ اس عورت کا مہر جس کو دخول کیا ہے اور  
دخول کیسے ہوتا ہے یا عورت کو مس کرنے

اور دخول کرنے سے پہلے طلاق دی

شرح الباب : جب عورت کو پردہ میں گرے یا کرے کا دروازہ بند کرے تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے  
اور طلاق کی صورت میں عدت واجب ہے۔ امام احمد اور احناف کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جماع  
کرنے کے بغیر واجب نہیں۔ مسیئ اور دخول دو لفظ ذکر کر کے دو مذہبوں کی طرف اشارہ کیا۔ ایک صرف خلوت  
پر اکتفا کرنے سے مہر واجب ہے۔ دوسرے مہر واجب ہونے کے لئے جماع ضروری ہے۔

ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں

نے ابن عمر سے کہا ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی ہے

۵۰۲



**بَابُ الْمُتَعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلُهُ تَعَالَى**  
**لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا**  
**لَهُنَّ فَرِيضَةٌ وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتَرِ قَدَرُهُ**  
**إِلَى قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَقَوْلُهُ وَلِلْمُطَلَّقاتِ مَتَاعٌ**  
**بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
**فِي الْمَلَاعِنَةِ مُتْعَةً حَتَّى طَلَقَهَا زَوْجَهَا**

تو انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے بیوی خاوند میں تفریق کر دی اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم دونوں میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ دونوں نے انکار کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم دونوں میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ انہوں نے انکار کیا پھر حضور نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ ایوب نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے کہا اس حدیث میں ایک شئی ہے۔ میں تجھے نہیں دیکھتا کہ اس کو بیان کرو انہوں نے کہا اس آدمی نے کہا میرا مال؟ فرمایا تیرا مال نہیں اگر تو سچا ہے تو تو نے اس سے جماع کر لیا ہے (لہذا مہر کے مال کا وہ مالک بن گئی ہے) اور اگر تو جھوٹا ہے تو مال کی طلب تجھ سے بہت بعید ہے

شرح : بیوی کو زنا کی تہمت لگانے سے دونوں لعان کریں گے۔ اگر وہ لعان کر لیں تو

۵۰۰۲

قاضی دونوں میں تفریق کرے گا حنفیہ کا مذہب یہی ہے اور یہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ کہتے ہیں نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ اگر ایک بار بھی بیوی سے جماع کر لیا یا خلوت صحیحہ ہو گئی ہو تو مدخل بہا مہر کی مالکہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے حضور نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو تو نے اس سے جماع کر لیا ہے لہذا مہر کا مال اب تیرا نہیں رہا۔ اگر جھوٹا ہے تو مہر کا مطالبہ کرنا فضول ہے۔

**بَابُ اس عورت کے لئے متعہ جس کے لئے**

**مہر مقرر نہیں کیا گیا،**

یعنی جس عورت سے جماع نہ کیا گیا اور نہ اس کے لئے مہر ذکر کیا گیا ہو اس کے متعہ میں علماء کا اختلاف ہے۔  
 ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا یہ اس عورت کے لئے واجب ہے جس سے جماع نہ کیا گیا ہو اور یہی اس



کے لئے مہر مقرر کیا گیا ہو۔ علماء کو فہم بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ مہر اور متعہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔  
 اخاف کہتے ہیں اگر اس سے جماع کر کے طلاق پیری تو اس کو متعہ دے گا لیکن اس پر اسے  
 جبر نہیں کیا جائے گا۔ سفیان ثوری اور اوزاعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابو عمرو نے کہا امام شافعی رضی اللہ عنہ  
 سے ایک روایت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول جیسی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہر مطلقہ کیلئے متعہ ہے اس  
 سے جماع کیا گیا ہو یا نہ۔ جبکہ تفریق فقہ کی جانب سے ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر مطلقہ  
 کے لئے متعہ ہے۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ متعہ کوئی ضروری نہیں۔ ابن ابی یعلیٰ مالک اور لیث  
 بھی یہی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر حرج نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم  
 نے ان سے جماع نہیں کیا یا ان کے لئے مہر مقرر نہیں کیا اللہ تمہارے  
 عملوں کو دیکھتا ہے تک۔

اس آیت کریمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً ہر مطلقہ کے لئے وجوب متعہ پر استدلال  
 کیا ہے۔ پوری آیت کریمہ یہ ہے: مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوهُنَّ فِرْيَضًا وَ مَتَّعُوهُنَّ عَلَى  
 الْمَوْسِعِ قَدَرًا وَعَلَى الْمُقْتَرِ قَدَرًا، یہ آیت کریمہ ایک انصاری مرد کے حق میں نازل ہوئی جس  
 نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر مقرر نہ کیا اور اس سے جماع کرنے سے قبل  
 اس کو طلاق دے دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو متعہ دو اگرچہ ٹوپی ہو۔ اخاف کہتے ہیں  
 متعہ صرف ایسی عورت کے لئے ضروری ہے اور اس کے علاوہ دوسری مطلقات کے لئے متعہ مستحب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! طلاق والی عورتوں کے لئے بھی مناسب طور پر متعہ (نان نفقہ)  
 ہے یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے ”اسی طرح اللہ اپنی آیات بیان کرتا ہے کہ کہیں

تمہیں سمجھ ہو“ اس آیت کریمہ کے عموم سے بھی امام بخاری نے مطلقاً ہر مطلقہ کے لئے  
 وجوب متعہ (نان و نفقہ) پر استدلال کیا ہے اور جو علماء اس کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں یہ آیت کریمہ  
 منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ لَوْ جُنَّاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ الْبَنَاتِ الْآیۃ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ  
 یہ آیت مذکور آیت سے مقدم ہے۔ تو یہ متاخر کی ناسخ کیسے ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تلاوت  
 میں مقدم ہے اور نزول میں متاخر ہے۔ ابو عمرو نے کہا قرآن کریم میں مذکور متعہ میں علماء کا اتفاق ہے کہ اس قدر کی



۵۰۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ  
عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ لِلْمُتَلَا عَيْنِينَ حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ  
عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ  
عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحَلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا  
فَذَلِكَ أَبَعْدُ وَأَبَعْدُ لَكَ مِنْهَا

حد مقرر نہیں اور نہ ہی اس کی انتہا معلوم ہے اس کی قدر میں کوئی نقص بھی نہیں ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ متعہ اور ڈھنی، قمیص اور دوپٹہ ہے اور یہ ہر آزاد عورت باندی اور کتابیہ عورت کے لئے ہے جبکہ طلاق کا سبب مرد کی طرف سے ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تیس درہم ذکر کئے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ متعہ ان عورتوں کے لئے ہے جو طلاق والی ہوں اور طلاق دینے والے شوہر ادا کرتے ہیں کہیں اس کا اور معنی نہ سمجھ لینا جو اثنا عشر یہ کہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاعنہ عورت کے لئے متعہ ذکر نہیں فرمایا  
جس وقت اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی،

اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ جن احادیث میں لعان کا ذکر ہے ان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ ملاعنہ کے لئے متعہ نہیں ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا امام بخاری کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے لئے متعہ ہے اور لعان کرنے والی عورت مطلقہ میں داخل نہیں ہے کہ لفظ ثُمَّ طَلَّقَهَا، میں یہ صراحت ہے کہ ملاعنہ مطلقہ ہے اور خود اس کا جواب دیا کہ یہ نفس لعان سے فراق ہوا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تیرے لئے اس کی طرف راہ نہیں ہے۔ اور طلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہ دی تھی بلکہ یہ زائد کلام تاکید کے لئے شوہر سے صادر ہوا تھا۔

۵۰۰۳۔ ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب النفقات

## باب فضل النفقة على الأهل

وَقَوْلِهِ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ إِلَى قَوْلِهِ فِي

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ الْعَفْوَ الْفَضْلُ

۵۰۰۵ — حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقُلْتُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً

عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً

نے لعان کرنے والے مرد وزن سے فرمایا تمہارا حساب اللہ کے ذمہ ہے تم دونوں میں سے ایک ضرور کاذب ہے (مرد سے فرمایا) تیرے لئے عورت پر کوئی راہ نہیں (تم میں مفارقت ہوگئی) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے مال کا کیا بنے گا۔ حضور نے فرمایا اب وہ مال تیرا نہیں کیونکہ اگر تو نے اس کے متعلق سچ کہا ہے تو مال اس کا بدل ہو گیا ہے جو تو نے اس کی فوج سے استفادہ کیا ہے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو یہ تیرے لئے اس کی نسبت بہت بعید ہے (جھوٹ بولتا ہے پھر مہر طلب کرتا ہے) شرح : بہت بعید کا معنی یہ ہے کہ جس کے مقابلہ مہر تھا اور وہ جماع تھا وہ پورا کر لینے کے باوجود مہر طلب کرتا ہے۔ یہ تیرے لئے بعید ہے پھر اس کو نہمت لگا کر اسے ایذا پہنچائی جو انتقام کی موجب ہے یہ بہت بعید ہے۔

۵۰۰۲ —



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب النفقات

اور اہل و عیال پر نان و نفقہ کی فضیلت کا بیان ہے  
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں  
آپ فرمادیں عفو (خرچ کرو) اللہ ایسے ہی تمہارے لئے آیتیں بیان  
کرتا ہے کہ تم دنیا و آخرت میں غور و خوض کرو!

حسن بصری نے کہا "عفو" وہ ہے جو قدر حاجات سے زائد ہو۔ دراصل عفو جہد و مشقت کی  
نقیض ہے؛ چنانچہ نرم زمین کو عفو کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خرچ کرو جو تمہارے آسان ہو اور  
اس میں جہد و مشقت نہ پہنچے، چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل صدقہ وہ ہے جو ظہری  
سے صدقہ کرے۔ یعنی جس سے مستغنی ہے وہ صدقہ کر

۵۰۰۲۔ ترجمہ محمد بن ثابت نے کہا میں نے عبد اللہ بن یزید انصاری کو ابو مسعود  
انصاری سے روایت کرتے ہوئے سنا تو میں نے کہا یہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے؛ ابو مسعود نے کہا ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا  
ہوں۔ کہ حضور نے فرمایا جب مسلمان اپنے اہل و اولاد پر خرچ کرے اس حال میں کہ اس کو ثواب شمار  
کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

۵۰۰۴۔ شرح : لغت کی کتاب مغرب میں ہے کہ مرد کے اہل اس کی بیوی، بیٹا اور  
عیال ہے۔ جن پر وہ خرچ کرتا ہے اور وہ بھائی، بہن، چچا کا بیٹا اور  
جو کوئی اجنبی گھر میں رہتا ہو (گھریلو ملازم) زہری نے کہا اہل وہ ہیں جو اس کے خاص ہوں بعض نے  
کہا اہل سے مراد بیوی ہے اس سے اقارب بطریق اولیٰ لاحق ہیں؛ کیونکہ جب عورت پر نفقہ کرے جو اس



۵۰۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَلِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ  
عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
قَالَ اللَّهُ أَفْقُ يَا ابْنَ آدَمَ أَفْقُ عَلَيْكَ

۵۰۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَلِكٌ عَنْ ثَوْرٍ  
ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
السَّاعِي عَلَى الْأُزْمَلَةِ وَالْمُسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ الْقَائِمِ اللَّيْلِ  
وَالصَّائِمِ النَّهَارِ

پر واجب ہے وہ موجب ثواب ہے تو جو اس کے بغیر ہے وہ بطریق اولیٰ موجب ثواب ہوگا۔ مہلتب نے  
کہا اہل و عیال پر نفقہ واجب ہے اور چھوٹی اولاد کا نفقہ بھی واجب ہے جبکہ وہ صغیر ہوں بالغ اولاد جو  
غریب ہو اور کسب نہ کر سکتے ہوں۔ ان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور جب تک لڑکی کا نکاح نہ کیا  
جائے اس کا نفقہ بھی بعض کے نزدیک واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
۵۰۰۵۔ اے ابن آدم تو لوگوں پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا بیواؤں اور مسکین کے لئے سعی کرنے والا اس شخص  
۵۰۰۶۔ کی مانند ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے یا اس کی مانند ہے جو ساری رات عبادت کرنے والا  
۱۔ کو روزہ سے رہنے والا۔

شرح : یعنی بیوہ عورتوں اور مسکینوں کو نفع پہنچانے کے لئے کوشش کرتا  
۵۰۰۶۔ ہے۔ لفظ دراو، راوی کو شک ہے اور القائم اللیل والصائم  
النهار میں قائم اور صائم اسم فاعل لیل و نهار کی طرف مضاف ہیں۔ یہ اضافت لفظی ہے جو تخفیف کا  
مقتضی ہے اور یہ اضافت الحسن الوجہ کے قبیلہ سے ہے جبکہ حسن صفت مشبہ ہے۔



۵۰۰۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ  
 سَعْدِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ قَالَ كَانَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِي  
 مَا أَوْصَى بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالْشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثَّلَثُ  
 قَالَ الثَّلَثُ وَالثَّلَثُ كَثِيرٌ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ  
 أَنْ تَدَعَ لَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ وَهَمَّهَا أَنْفَقْتَ  
 فَمَوْلَاكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللَّقْمَةُ تَرْفَعُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ وَلَعَلَّ اللَّهَ  
 يَرْفَعُكَ يَنْتَفِعُ بِكَ النَّاسُ وَيُضَرِّبُكَ آخِرُونَ

ترجمہ : ۵۰۰۷ — عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

میری بیمار پرسی کرتے جبکہ میں مکہ مکرمہ میں بیمار تھا۔ میں نے عرض کیا - یا رسول اللہ! میرا مال ہے میں وہ سارا فقراء کے لئے وصیت کر دوں؟ فرمایا سارے مال کی وصیت نہ کرو میں نے عرض کیا نصف مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا ایسا مت کرو میں نے عرض کیا ایک تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا تہائی مال کی وصیت کر دو اور تہائی مال بھی زیادہ ہے۔ تیرا اپنے وارثوں کو غنی چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقراء چھوڑے کہ وہ لوگوں کے آگے اپنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور جو بھی تو اپنے اہل پر خرچ کرے گا وہ تیرے لئے صدقہ ہوگا حتیٰ کہ لقمہ جسے تو اپنی بیوی کے منہ میں دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے گا اور تمہارے باعث لوگ نفع حاصل کریں گے اور دوسرے تمہاری وجہ سے نقصان اٹھائیں گے۔“

۵۰۰۸ — شرح : الثلث اول اغراء کے طور پر منصوب ہے یا اعط، کا مفعول بہ ہے

ای اعط الثلث، اس میں رفع بھی جائز ہے یعنی الثلث یکفیک اور دوسرا و الثلث مبتداء مرفوع ہے اور اس کی خبر کثیرہ ہے۔ اور ان تدع بتاویل مصدر مبتداء ہے۔ اور خبر اس کی خبر ہے یعنی ترک و ترک و ترک اغنیاء خیر من ان تدعهم عالة، تیرا اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقیر اور بھوکے ننگے چھوڑے جو لوگوں کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ



## بَابُ وَجُوبِ النِّفْقَةِ عَلَى الْاَهْلِ وَالْعِيَالِ

۵۰۰۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قَالَ  
 حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ  
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غَنًى وَ  
 الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ تَقُولُ الْمَرْأَةُ  
 إِمَّا أَنْ تُطِيعَنِي وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِي  
 وَاسْتَعْمِلْنِي وَيَقُولُ الْإِبْنُ أَطْعِمْنِي إِلَى مَنْ تَدْعُنِي قَالُوا  
 يَا بَاهُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَ لَا هَذَا مِنْ كَيْسِ ابْنِ هُرَيْرَةَ

پھیلاتے پھریں۔ عائکہ عائل کی جمع بمعنی فقیر ہے قولہ فی فی امرء تک، یعنی عورت کے منہ میں لقمہ کر ناطاعت سے بہت  
 دور ہے جب اس سے اللہ کی رضا مقصود ہو اور اس سے ثواب حاصل ہو تو اس کے علاوہ جس میں طاعت  
 ہو بطریق اولیٰ ثواب حاصل ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے  
 کیونکہ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص چالیس برس زندہ رہے حتیٰ کہ عراق اور دیگر ممالک فتح کئے اور لوگوں نے  
 آپ کے سبب دین و دنیا میں منافع حاصل کئے اور کفار مصائب میں مبتلا ہوئے۔ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ  
 اور رسول کے کلام میں لفظ "لعل" تحقیق کے لئے ہوتا ہے (حدیث : ۱۲۴۱، ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ۔ اہل و عیال پر وجوب نفقہ

یعنی عورتوں اور باقی گھروالوں پر خرچ کرنا یہاں اہل سے مراد سب سے ہے اور عیال اس پر معطوف عام  
 کا خاص پر عطف ہے۔ مرد جن کو قوت دیتا ہے اور ان پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے عیال ہیں۔ عیال  
 دراصل حوالہ تھا کیونکہ اس کی تصریف عال یعول عیال و حوالہ۔ وہ او متحرک کا ماقبل مکسور ہے۔ اس کو یا سے



بدل کیا۔ جوہری نے کہا عیال کا واحد عیال بتشدید الیاد ہے۔ اس کی جمع عیایل ہے جیسے جید کی جمع جیاد اور جیاید ہے۔

ترجمہ : ۵۰۰۸ — ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

بہترین صدقہ وہ ہے جو صدقہ دینے والے کی غنا باقی رکھے۔ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ کی ابتدا اس سے کر جس پر تو خرچ کرتا ہے۔ عورت کہے یا تو مجھے کھانا دو یا طلاق دیدو اور غلام کہے مجھے طعام دے اور مجھ سے کام لے اور بیٹا کہے مجھے کھانا دے مجھ سے کس کے پاس چھوڑ رہا ہے۔ لوگوں نے کہا اے ابوہریرہ یہ تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ ابوہریرہ نے کہا نہیں یہ ابوہریرہ کی جیب سے نکلا ہے۔

۵۰۰۸ — قولہ افضل الصدقة ما ترک غنی، یعنی بہترین صدقہ وہ ہے جو صدقہ کرنے والے کو مالدار چھوڑے یعنی اس کو فقیر نہ کر دے۔ اوپر کا ہاتھ صدقہ کرنے والا ہے جبکہ نچلا ہاتھ صدقہ لینے والا ہے۔ یعنی اوپر کا ہاتھ معطی اور نچلا ہاتھ سائل ہے اور صدقہ کی ابتدا ان لوگوں سے کرنی چاہیے جن کا اس پر نفقہ لازم ہے اور انسان کا حال ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ عورت تنگ آکر کہے کہ مجھے کھانا دو یا طلاق دو اسی طرح غلام کہے مجھ سے کام لیتے ہو تو کھانا بھی دو۔ اور لڑکا کہے مجھے کھانا دو تم مجھے کس کے حوالہ کر رہے ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیال کی تمام قسمیں طعام کا تقاضا کرتی ہیں اور ان کا حق بھی ہے لہذا جب صدقہ کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے طعام صدقہ کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ابوہریرہ کی کس سے ہے۔ کیس بفتح الکاف یعنی عقل اور بحسب الکاف یعنی عقل یا جیب ہے۔

ان الفاظ سے ابوہریرہ نے پوچھنے والوں کے تردد کا انکار کیا ہے۔ یعنی جو کچھ میں نے کہا ہے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہا ہوں۔ اس نفی سے مراد اثبات ہے اور ابوہریرہ کے اثبات سے مراد نفی ہے۔ بعض نے کہا یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بطور زجر و تہدید فرمایا ہے کہ میں نے یہ اپنے تھیلے سے نکال کر بیان کیا ہے۔

بعض نے کہا یہ ہذا کے لفظ سے آخری کلام کی طرف اشارہ ہے جو ابوہریرہ نے اپنا قول درج کیا ہے اور وہ تقول المرأة الخ لہذا یہ اثبات ہے انکار نہیں یعنی یہ نہیں ہے مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔ اس نفی میں اثبات مراد ہے یعنی یہ مقدار ابوہریرہ کی عقل سے ہے یعنی یہ نفی و اثبات حقیقت پر مبنی ہے۔ تمہی نے کہا امام بخاری نے اس میں یہ اشارہ دیا ہے کہ اس حدیث کا کچھ حصہ ابوہریرہ کا کلام ہے جو حدیث میں درج کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے چند فوائد اخذ ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ انسان کا اپنا حق غیر کے حق سے مقدم ہے۔ دوم یہ کہ بالاتفاق بیوی اور اولاد کا نان نفقہ فرض ہے۔ سوم خادموں کا نفقہ بھی واجب ہے۔ چہارم اس قول اما ان تطعنوا واما نطلقنی سے یہ



۵۰۱۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ  
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ  
ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنَى وَأَبَدًا يَمُنُّ تَعُولُ

یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کا نان نفقہ پورا نہ کر سکے۔ ان میں تفریق کر دینی چاہیے اور عورت شوہر سے فراق کر سکتی ہے چہرہ کا یہی قول ہے علماء کو فہم کہتے ہیں۔ عورت کو صبر کرنا لازم ہے اور مرد کے ذمہ نفقہ فرض ہے۔ عطاء بن ابی رباح، ابن شہاب زہری، ابن شبرہ، ابوسلمان اور عمر بن عبدالعزیز بھی یہی کہتے ہیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت مذکور سے یہ استدلال تام نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت کریمہ اس آدمی کے حق میں نازل ہوئی کہ جو عورت کو طلاق دیدے جب عدت پوری ہونے کو ہو تو رجوع کرے تاکہ دوسرے تک نہ جاسکے پھر طلاق دے دیتا ہے اور وہ عدت میں بیٹھ جاتی ہے پھر جب عدت پوری ہونے کو ہوتی ہے تو رجوع کر لیتا ہے پھر اس کو عدت میں داخل کر دیتا ہے اس کو سخت وعید کے ساتھ منع کیا جو اس طرح کرے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے لہذا اس سے استدلال باطل ہے ترجمہ : ابوسریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو قوت غنی سے ہو۔

۵۰۰۹۔

شرح : یعنی صدقہ کرنے کے بعد خود محتاج نہ ہو جائے۔ لفظ ظہر زائد ہے یعنی اہل و عیال کی حاجت ضروریہ سے زائد کا صدقہ کرے

۵۰۰۹۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنگ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی فراہمی کے لئے فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو کچھ تھا لے کر دربار رسالت میں پیش کر دیا اور اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ بایں ہمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحسین فرمائی اور اس عمل کو بنظر استحسان دیکھا تھا لیکن اس حدیث کے مقتضی کے مطابق وہ صدقہ بہترین نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مفہوم عام لوگوں کے لئے ہے۔ اخص خواص کی نسبت اور ہے۔ نیز یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہو کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو غنا ذاتی سے ہو اور کثرت مال غنی نہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے غنا بدل است نہ بکثرت مال۔



## بَابُ حَبْسِ الرَّجُلِ قُوَّتِ سَنَةِ عَلَى أَهْلِهِ

وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ

۵۰۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَنَا وَكَيْعٌ عَنْ ابْنِ عَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِي مَعْمَرٌ قَالَ لِي الثَّوْرِيُّ هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِأَهْلِهِ قُوَّتَ سَنَةٍ أَوْ بَعْضَ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ يَحْضُرْنِي ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيثًا حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَلِكِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَيَحْبِسُ لِأَهْلِهِ قُوَّتَ سَنَتِهِمْ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل غنی تھا۔ لہذا ان کا صدقہ بہترین صدقہ تھا۔

## بَابُ آدَمِيِّ كَمَا يَنْفِقُ الْوَالِدُ لِقُوَّتِ سَنَةٍ

کاخرجہ جمع کرنا اور اہل و عیال کا خرجہ کیسے ہو

اس باب کے دو عنوان ہیں ایک اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرجہ جمع کرنا دوسرے یہ بیان کرنا ہے کہ اہل و عیال کا خرجہ کیسا ہے؟ واجب ہے یا مستحب ہے۔

۵۰۱۰ — ترجمہ : سفیان بن عیینہ نے کہا مجھے معمر بن راشد نے کہا کہ

مجھے سفیان ثوری نے کہا کیا تم نے اس آدمی کے متعلق کچھ سنا ہے جو اپنے اہل و عیال کے لئے سال یا بعض سال کا خرجہ جمع کرے۔ معمر نے کہا مجھے اس کا جواب سمجھ نہ آیا پھر مجھے حدیث یاد آگئی جو ہم سے ابن شہاب نے مالک بن اوس کے ذریعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے کھجور کے باغ فروخت کرتے تھے۔ اس میں سے اپنے اہل و عیال کے سال بھر کا نفقہ روک لیتے تھے



۵۰۱۱ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ  
 قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُلْكُ بْنُ أَوْسٍ  
 ابْنُ الْحَدَّاثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ  
 حَدِيثِهِ فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى مُلْكِ بْنِ أَوْسٍ ابْنِ الْحَدَّاثَانِ  
 فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مُلْكُ أَنْطَلَقْتُ حَتَّى ادْخُلَ عَلَى عُمَرَ إِذَا تَأَهُ حَاجِبُهُ  
 يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ  
 بَنِي تَمِيمٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ قَالَ فَدَاخَلُوا وَسَلَّمُوا فَجَلَسُوا  
 ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيلًا فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ  
 نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسُ يَا  
 أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَ

۵۰۱۰ — شرح : زہری کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 بنی نضیر کے مال سے جو آپ حضور کا خصوصی فنی کا مال تھا اہل و  
 عیال کے لئے سال بھر کا نفقہ رکھ کر باقی ملکی ضروریات کے لئے صرف کرتے تھے۔ اور اس سے گھوڑے  
 اور جنگی سامان خرید فرماتے تھے۔ بنی نضیر خبیث کے یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جو عرب میں داخل تھے وہ  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی مارون علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔ مہلب نے کہا اس حدیث  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا احتکار میں داخل نہیں ہے۔ اور  
 اگر کوئی اپنی کھیتی یا کھجور کے باغات سے جمع کرے تو وہ احتکار نہیں ہے۔ اس میں فقہاء متفق ہیں۔ اس حدیث  
 سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا توکل کے منافی نہیں۔

۵۰۱۱ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی جبکہ  
 محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے حدیث ذکر کی تو میں چلا حتی کہ مالک  
 ابن اوس کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا تو مالک نے کہا میں چلا حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس



أَصْحَابَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَارْحَمْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخِرِ فَقَالَ  
عُمَرُ اشْعِدُوا وَأَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بَادَنِي تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ  
هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِثُ مَا تَرَكْنَا  
صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ  
ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ فَلَا قَدْ قَالَ ذَلِكَ  
قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ أَنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ

پہنچا اچانک اُن کے پاس ان کا چوکیدار یوسف آیا اور کہا عثمان، عبدالمعین، زبیر اور سعد بن ابی وقاص اجازت  
طلب کرتے ہیں کیا آپ انہیں اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں؟

عمر فاروق نے فرمایا میں انہیں اجازت دیتا ہوں۔ پس وہ اندر آئے اور سلام کیا پھر بیٹھ گئے پھر  
یوسف تھوڑا سا ٹھہرا اور عمر فاروق سے عرض کیا۔ کیا آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہما، کو اندر آنے کی  
اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا میں ان کو اجازت دیدی جب وہ اندر آئے تو انھوں نے سلام کیا پھر  
بیٹھ گئے۔ اچانک حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کریں  
حضرت عثمان اور اُن کے ساتھیوں نے کہا یا امیر المؤمنین ان کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ایک کو دوسرے  
سے آرام پہنچائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ذرا صبر کرو جلدی نہ کرو۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس  
کی قدرت سے آسمان اوزمین قائم ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث  
نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ کریمہ مراد  
لیتے تھے۔ اس جماعت نے کہا یقیناً حضور نے فرمایا ہے۔ پھر عمر فاروق علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے  
اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں  
نے کہا یقیناً حضور نے یہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ  
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال میں مخصوص فرمایا اور آپ کے بغیر کسی کو یہ مال نہیں دیا، چنانچہ



قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولٍ مِنْهُمْ إِلَى قَدِيرٍ فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ مَا اخْتَارَهَا دُونَكُمْ وَلَا أُسْتَاثَرَهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمْوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلُ مَالِ اللَّهِ فَعَمِلَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ وَأَنْشَدَكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشَدَاكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو ان سے فنی کا مال دیا الخ پس یہ خالص مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے۔ بخدا! تمہیں چھوڑ کر وہ مال اپنے لئے جمع نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے سوا اپنی ذاتِ کریمہ کو مخصوص کیا ہے۔ وہ مال تم ہی کو دیئے ہیں اور تم میں صرف کر دیئے۔ حتیٰ کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے اہل و اولاد کے لئے سال کا نفقہ لیتے اور جو باقی بچ رہتا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اس پر عمل کیا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو ابو بکر صدیق نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور اس مال کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس میں وہی عمل کرتے رہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں عمل کیا تھا اور تم دونوں اس وقت حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف متوجہ ہو کر کہا گمان کرتے تھے کہ ابو بکر ایسا ایسا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ابو بکر اس میں صادق نیکی کا رحق کے تابع تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو وفات دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق



عَمَلٍ بِهِ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ جُنَيْدٌ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ وَعَبَّاسٌ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَبَا وَكَذَا وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَلَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَلْتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتَنِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ وَأَنَّ هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ ابْنِهَا إِنْ شِئْتَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنْ عَلَيْكُمَا عَهْدُ اللَّهِ وَمِيثَاقُهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهِ فِيهَا مِنْذُ وَلِيتُّهُمَا وَالْأَوَّلَا تَكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْنَاهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ فَدَفَعْنَاهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُمَا إِلَيْهَا بِذَلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُمَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ قَالَا

کاوی ہوں تو میں نے وہ مال دو سال اپنے قبضہ میں رکھے اُن میں وہی عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق کرتے رہے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری بات ایک ہی تھی اور تمہارا ایک تھا (کوئی جھگڑا نہ تھا) تم میرے پاس آئے مجھ سے اپنے بھتیجے کے مال سے اپنا حصہ مانگتے تھے اور یہ میرے پاس آئے مجھ سے اپنی بیوی کا حصہ اپنے باپ کے مال سے طلب کرتے تھے۔ میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ مال اس شرط پر تمہارے حوالہ کرتا ہوں کہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ اس میں وہی عمل کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے اور جو ابو بکر صدیق نے ان میں عمل کیا ہے اور جو میں نے اس میں عمل کیا ہے جب سے ان کا ولی بنایا گیا ہوں، ورنہ اس بارے میں میرے ساتھ گفتگو مت کرو پھر تم نے کہا اس شرط پر یہ مال ہمارے حوالہ کر دیں تو میں نے تمہارے حوالہ کر دیا میں تمہیں اللہ کی



نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ فَوَالَّذِي بِيَاذِنِهِ تَقُومُ  
السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ  
فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَهَا إِلَيَّ فَإِنِ الْفَيْتُكُمَا هَا

قسم دیتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہارے حوالہ کر دیا تھا؟ موجودہ صحابہ کرام نے کہا جی ہاں! پھر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہارے حوالہ کیا تھا؟ دونوں نے کہا جی ہاں! عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی فیصلہ چاہتے ہو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہے۔ میں اس کے اس مال میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے۔ اگر تم اس سے عاجز ہو تو یہ میرے حوالہ کر دو میں تم دونوں کی اس میں کفایت کروں گا۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ واقعہ مشکل نظر آتا ہے؛ کیونکہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ سے یہ مال مذکور شرط پر لیا تھا۔ اور دونوں نے اعتراف کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مال ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد انہیں کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ پھر جھگڑا کرتے ہوئے عمر فاروق کے پاس آئے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مال دونوں کے درمیان مشترک تھا اور شراکت کی وجہ سے اس میں آئے دن وہ جھگڑتے رہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس بار اگر یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ مال ہم میں آدھا آدھا تقسیم کر دیں؛ لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر تقسیم سے انکار کر دیا ہے کہ اگر یہ مال تقسیم کر دیا جائے تو زمانہ گزرنے پر ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ دونوں کی اولاد اس مال کی ملکیت کا دعویٰ کریں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کہے کہ یہ آپ کو حضور سے آدھا ترکہ حصہ میں آیا ہے اور حضرت علی کی اولاد کہے کہ یہ ہماری جدہ سیدہ فاطمہ کا حصہ ہے جو انہیں حضور سے ترکہ حصہ میں آیا تھا؛ کیونکہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑ جائے تو بیٹی کو ترکہ سے نصف ملے گا اور باقی نصف چچا بطور عصبہ لے گا۔ اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقسیم سے انکار کیا تھا۔

(حدیث ۲۸۸۵ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)



**بَابُ قَوْلِهِ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ**  
**كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ إِلَى قَوْلِهِ بِصِيرٌ وَقَالَ**  
**وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا وَقَالَ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ**  
**شَهْرًا وَقَالَ وَإِنْ تَعَاسَرْتُم فَسِترُضِعْ لَهَا أُخْرَى لِيَنْفِقَ ذُو سَعَةٍ**  
**مِنْ سَعَتِهِ إِلَى يَسْرًا وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ هِيَ اللَّهُ أَنْ تَضَارَّ**  
**وَالِدَةُ بَوْلِدِهَا وَذَلِكَ أَنْ تَقُولَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ وَهِيَ**  
**أَمْثَلُ لَهُ غَدَاءٌ وَأَشْفَقُ عَلَيْهِ وَأَرْفُقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا أَنْ**  
**تَأْتِيَ بَعْدَ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُودِ لَهُ**

**بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! اور مائیں اپنے بچوں کو**  
**پورے دو سال دودھ پلائیں،، یہ اس**  
**کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے بِمَا تَعْمَلُونَ**  
**بَصِيرٌ تَحْک،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے**  
**کی مدت تیس ماہ ہیں،،**

**تشریح :** یعنی مائیں اپنے شوہروں سے بچوں کو دو سال دودھ پلائیں جبکہ وہ یہ مدت پوری کرنا  
 چاہیں، کیونکہ مائیں زیادہ حق رکھتی ہیں لیکن جب بچے کا والد زندہ اور مال دار ہوتو  
 ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں۔ اور رضاعت کی اجرت بالاتفاق باپ پر واجب ہے چنانچہ قرآن کریم میں  
 ہے: فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَارْتَوْضِعْنَ أُولَهُنَّ،، اگر مائیں دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو، لیکن بالاتفاق



أَنْ يُضَارَّ بَوْلِدِهِ وَالِدَتُهُ فَيَمْنَعَهَا أَنْ تُرَضِعَهُ ضَرَارًا لَهَا إِلَى غَيْرِهَا  
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَسْتَرْضِعَا عَنْ طِيبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ

یہ ثابت ہے کہ باپ پر رضاعت کی اجرت اس وقت ہے جبکہ اُس نے بیوی کو طلاق دیدی ہو اور مطلقہ کی عدت پوری ہو چکی ہو۔ البتہ جس عورت کا شوہر موجود ہو اور اُس نے طلاق نہ دی ہو تو اس تقدیر پر علماء کی مختلف رائے ہے۔ ابن ابی یلیٰ نے کہا جب تک وہ اس کی بیوی ہے۔ اس کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا ہے۔ سفیان ثوری، امام شافعی اور علماء کوفہ نے کہا عورت پر رضاعت واجب نہیں اور یہ بہر حال شوہر پر لازم ہے۔

**قوله حمله وفصاله** اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ جس مدت میں دودھ پلانا واجب ہے وہ کتنی مدت ہے اور اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے، کیونکہ رضاعت کی مدت پورے دو سال ہے تو تیس ماہ سے یہ مدت نکالنے کے بعد چھ مہینے باقی رہ جاتے ہیں۔ بعجب بن عبد اللہ جہنی سے روایت ہے کہ ہم سے ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا تو چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو گیا۔ وہ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اُنھوں نے عورت کو رحم کرنے کا حکم دیا یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا حمل اور فصال کی مدت تیس ماہ ہے اور فرمایا اس کا فصال دو سال ہے اور جب رضاع کی مدت نکال دی جائے تو باقی چھ ماہ رہ جاتے ہیں یہ حمل کی مدت ہے لہذا جب چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو سکتا ہے تو اس حمل کو ناجائز دے کر عورت پر حد قائم کرنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تمہیں تشکی ہو تو قریب ہے کہ بچہ کو کوئی اور عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی، اور مالدار اپنی فراخی کے باعث اس کی اجرت ادا کرے اور جس پر رزق تنگ ہو الخ (یعنی وہ غریب ہے)

تشریح : اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ دودھ پلانے کی اجرت والد کے حال



فَإِنْ أَرَادَ فِصَالًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عَنْ تَرَاضٍ  
مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فِصَالُهُ فِطَامُهُ **بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ**  
عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ ۵۰۱۲ — حَدَّثَنَا ابْنُ مِقَاتٍ قَالَ أَخْبَرَنَا

کے اعتبار سے ہے۔ پس اگر وہ دودھ پلانے میں تنگی محسوس کریں اور شوہر عورت کو رضاعت کی اجرت دینے سے انکار کرے اور ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو شوہر اس کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ کوئی اور عورت دودھ پلانے اور ایسی عورت پائی جاسکتی ہے جو ماں کے انکار پر بچہ کو دودھ پلائے اس میں ماں کو زجر و تہدید ہے اور جو شخص تنگدست ہو تو وہ اپنی وسعت کے مطابق دودھ پلانے کی اجرت دے گا۔

**وَقَالَ يُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيِّ** یونس نے زہری سے روایت کی کہ

اللہ تعالیٰ نے ماں کو اس کے بچے کے سبب ضرر دینے سے منع فرمایا یعنی جب ماں کہے میں بچہ کو دودھ نہیں پلاؤں گی، حالانکہ ماں بچے کے لئے غذا کے اعتبار سے بہتر ہے اور اس پر زیادہ متفق اور دوسری عورتوں کی نسبت زیادہ ٹھیک ہے۔ تو اس کو دودھ پلانے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ جبکہ اس کا شوہر اس کا وہ حق ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور نہ باپ بچے کی وجہ سے اس کے والدہ کو ضرر دے اور اس کو ضرر پہنچانے کے لئے اس کو دودھ پلانے سے منع کرے اور اس کے غیر سے دودھ پلائے اور ان دونوں پر کوئی محسوس نہیں کہ ماں باپ خوشی سے کسی اور عورت سے دودھ پلائیں اور اگر وہ اپنی مرضی اور مشورہ سے بچے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ حرج نہیں ہے۔  
قولہ فصالہ فطامہ، لفظ فصال بمعنی فطام ہے یعنی بچہ کو دودھ سے باز رکھنا،

**بَابُ** بیوی کا حشر چہ جبکہ اس کا شوہر

غائب ہو جائے اور بچے کے خرچہ کا بیان

۵۰۱۲ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عتبہ کی بیٹی آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ!



عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ  
عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هُنْدُ بِنْتُ عُثْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ  
أَبَاسُفِينَ رَجُلٌ مَسِيكٌ فَهَلْ عَلَى خُرْجٍ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ  
عِيَالًا قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ

۵۰۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ  
مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ امْرَأَةٍ فَلَهَا نِصْفُ

— أَجْرَةٍ —

صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان نجیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی حرج ہے کہ میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو  
کھلاؤں۔ حضور نے فرمایا کوئی حرج نہیں اس کے مال سے کھاؤ مگر معروف انداز سے سے کھاؤ۔

۵۰۱۲۔ یعنی اسراف کے بغیر خرچ کر سکتے ہو جو لوگوں میں متعارف ہے کہ وہ اس قدر  
اولاد پر خرچ کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اولاد کا خرچہ ضروری ہے۔

بنت عتبہ : اس کا نسب یہ ہے سند بنت عتبہ بن یحییٰ بن عبد شمس بن عبد مناف یہ  
امیر معاویہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہے اپنے شوہر ابو سفیان کے اسلام قبول  
کرنے کے بعد فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے نکاح پر ثابت  
رکھا۔ تجدید نکاح نہ فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئیں۔ جس روز حضرت  
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ فوت ہوئے تھے۔ ابو سفیان کا نام صحابہ حرب اُمیہ بن عبد شمس  
ابن عبد مناف ہے۔ وہ تینتیس ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے اور  
ان کے بیٹے امیر معاویہ یا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں انہیں دفن  
کیا گیا جبکہ ان کی عمر ۸۸ برس تھی۔

۵۰۱۳۔ ترجمہ : ہمام نے کہا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے

شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس کو آدھا ثواب ملتا ہے۔



## بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

۵۰۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَاهِرٍ أَنَّ فَاطِمَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى وَبَلْعِهَا أَنَّهُ قَدْ جَاعَ رَقِيقٌ فَلَمْ تُصَادِقْهُ فَذَكَرْتُ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرْتُهُ عَائِشَةَ فَقَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا يَقُومُ فَقَالَ عَلِيُّ مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمَا حَتَّى وَجَدْتُ بُرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبَّحَا ثَلَاثًا

۵۰۱۳۔ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرے۔ جس کو شوہر بُرا نہ سمجھے، حالانکہ یہ صدقہ واجب بھی نہیں تو اسے ثواب ملتا ہے۔ تو جو واجب ہے وہ بطریق اولیٰ خرچ کر سکتی ہے۔ عورت کو نصف ثواب اس لئے ملتا ہے کہ جو طعام گھر میں ہے وہ دونوں کا خرچہ ہے۔ (حدیث ع ۱۹۳۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ عَوْرَتِهَا بِأَيْ شَوْهَرِهَا كَهْرٍ فِي كَامِ كَانِ كَرْنًا

۵۰۱۴۔ ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ آپ حضور نے نکاح



## ثَلَاثِينَ وَاحِدًا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبِيرًا رُبْعًا وَثَلَاثِينَ فُهِو خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ خَادِمٍ

کرتی تھیں کہ چلتی چلانے سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں اور انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضور کے پاس غلام آئے ہیں۔ انھوں نے حضور کو نہ پایا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کیا جب حضور تشریف لائے تو ام المؤمنین نے آپ کو خبردار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، حالانکہ ہم نے سونے کے لئے بسترے رکھے تھے ہم نے کھڑے ہونے کا قصد کیا تو حضور نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو۔ آپ تشریف لائے اور میرے اور سیدہ فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے لہن پر پائی حضور نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جو تم نے طلب کیا ہے۔ جب اپنے بسترے پر جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ کہو، ۳۳ بار الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

شرح: ۵۰۱۲۔ کیونکہ یہ آخرت جو ہمیشگی کا مقام ہے۔ میں بے انتہاء ثواب اور راحت کا موجب ہے اور خادم کا آرام اس فانی دنیا میں اس سے

کچھ نسبت نہیں رکھتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبری سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کو گھر کے کام کاج روٹی پکانا، چکی پینا وغیرہ کی طاقت ہو اور یہ متعارف ہو کہ وہ یہ کر سکتی ہے تو شوہر پر یہ لازم نہیں کیونکہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے والد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم طلب کیا تو حضور نے اُن کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم نہیں دیا کہ انہیں خادم لاکر دیں یا کرایہ پر نوکر لے آئیں جو یہ سارا کام کاج کرے۔ اگر حضرت علی اس کی کفالت کر سکتے تو حضور انہیں ضرور حکم کرتے۔ اس تقریر سے حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہو گئی کیونکہ عورت کے خادم میں ایہام ہے اور اس حدیث نے اس کی تفسیر کر دی ہے۔

ابن ماجہ شون نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ گھر کی خدمت عورت پر لازم ہے اگرچہ عورت معزز اور اعلیٰ خاندان سے ہو جبکہ اس کا شوہر غریب اور تنگ دست ہو۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ علیہا السلام پر خدمت باطنہ اور حضرت علی پر خدمت ظاہرہ لازم کی لیکن عورت کو گھر کی خدمت پر مجبور نہیں کر سکتے بلکہ اس پر اجماع ہے کہ بیوی کی جملہ ضروریات شوہر کے ذمہ ہیں۔ امام طحاوی نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر عورت نے کام کاج کے لئے خادم رکھ لیا ہو تو شوہر اس کو گھر سے باہر نہیں نکال سکتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر ضرورت شوہر پر خادم کا نفقہ



## بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ

۵۰۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي  
لَيْلَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْتِ النَّبِيُّ  
مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ إِلَّا أَخْبَرْتُكَ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ  
مِنْهُ تَسْبِيحُ اللَّهِ عِنْدَ مَنَامِكَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمِيدُ اللَّهِ ثَلَاثًا  
وَثَلَاثِينَ وَتَكْبِيرُ اللَّهِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ أَحَدُهُنَّ أَرْبَعُ  
وَثَلَاثُونَ فَمَا تَرَكْتُهُمَا بَعْدَ قِيلٍ وَلَا لَيْلَةٍ صِفِيْنِ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِيْنِ

لازم ہے۔ علماء کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا اگر عورت ان عورتوں میں سے ہو جو خادم رکھا کرتی ہیں  
تو شوہر پر عورت اور خادم دونوں کا نفقہ لازم ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے اس میں شک نہیں کہ تسبیح و تحمید وغیرہ کا عظیم ثواب ہے، لیکن یہ خادم سے  
خدمت لینے سے کیسے بہتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے تسبیح کرنے والے کے لئے ایسی قوت پیدا  
کر دے کہ وہ خادم کی قدرت سے زیادہ پر قادر ہو جائے یا خادم کی نسبت اس کے لئے بنفسہ سرا انجام دینے میں  
زیادہ آسان ہو جائے

## بَابُ عَوْرَتِ الْخَادِمِ

۵۰۱۵۔ ترجمہ : حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ  
سلام اللہ علیہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں کہ آپ سے خام طلب کرتی تھیں۔ حضور نے فرمایا  
کیا میں تمہارے لئے اس سے بہتر کی نہیں خبر نہ دوں؟ سونے کے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ کہو ۳۳ بار الحمد للہ  
کہو اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہو پھر سفیان نے کہا (راوی الحدیث) ان میں سے ایک ۳۴ بار۔ حضرت علی  
رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس ارشاد کے بعد کبھی ان کو نہیں چھوڑا۔ ان سے کہا گیا جنگِ صفین کی رات



## بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ

۵۰۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرُورَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

الْحَكَمِ بْنِ عَتِيبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ فِي

مَهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْإِذَاانَ خَرَجَ

## بَابُ إِذَا الْمُنْفِقُ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ

أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوفِ  
۵۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

بھی نہیں چھوڑا کہا صفین کی رات بھی نہیں چھوڑا۔

شرح : یعنی کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا صفین کی رات بھی آپ

۵۰۱۵۔

نے یہ کلمات نہیں چھوڑے انھوں نے جواب دیا اگرچہ صفین بڑا

سخت معرکہ تھا، لیکن میں نے اس وقت تسبیحات ترک نہیں کیں۔ صفین، عراق اور شام کے درمیان

مقام ہے جس میں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان سخت مقابلہ ہوا تھا (اس جنگ کی

پوری تفصیل تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں دیکھیں)

## بَابُ — مرد کا اپنے اہل و عیال کی

بنفہ خدمت کرنا،

۵۰۱۶۔ ترجمہ : اسود بن یزید نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے

سوال عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین نے فرمایا اپنے اہل و عیال کی خدمت کرتے تھے۔ جب آذان سنتے تو باہر تشریف لے جاتے (مہنت بمعنی خدمت ہے) (حدیث ۶۴۷ کی شرح دیکھیں)



عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا بِنْتُ عُتْبَةَ  
قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَاسُفِينَ رَجُلٌ شَيْعٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي  
مَا يَكْفِينِي نَوَ وَكَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِي  
مَا يَكْفِيكَ وَلَدَاكَ بِالْمَعْرُوفِ

**باب جب آدمی خرچہ نہ دے تو عورت کے لئے  
جائز ہے کہ اس کے علم کے بغیر اثنا لے لے جو اس کو  
اور اس کی اولاد کو کافی ہو،**

**۵۰۱۷۔ ترجمہ :** ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ  
نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بخیل مرد ہے وہ مجھے اتنا نہیں دیتا جو مجھے اور میری  
اولاد کے لئے کافی ہو۔ مگر جو چیزیں لے لوں، حالانکہ وہ نہیں جانتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا۔ اس کے مال سے بقدر متعارف جو تمہیں اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو، لے لیا کرو!

**۵۰۱۷۔ شرح :** اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ آدمی پر اس کی  
اولاد کا نفقہ واجب ہے اگرچہ وہ بالغ ہوں لیکن یہ استدلال  
صحیح نہیں؛ کیونکہ یہ خاص واقعہ ہے۔ یہ افعال میں عام نہیں ہو سکتا ہے ہندہ کے بچوں میں کمسن ہوں اور  
بالغ وہ ہوں جو کسب کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص میں کوئی نقص ہو تو جس کا اس پر حق ہے وہ بطور  
انصاف نقص بیان کر سکتا ہے تاکہ اس کا حق پورا ہو سکے یہ غیبت نہیں ہے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ  
کی شکایت پر اس کے شوہر پر فیصلہ دیا؛ حالانکہ وہ غائب تھا اگر یہ غیبت ہوتی تو حضور کبھی اس کی سماعت  
نہ فرماتے۔ اس حدیث سے شافعیہ نے احناف پر حجت قائم کی کہ قضاء علی الغیب جائز ہے جبکہ احناف اس کو  
جائز نہیں سمجھتے ہیں لیکن یہ حجت صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے اور ابوسفیانؓ کا موجود تھے حکم عورت



## بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي ذَاتِ يَدِهِ وَالتَّفَقُّهِ عَلَيْهِ

۵۰۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا  
ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ وَالْوَلِيدُ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبَ الْإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ  
الْآخَرُ صَالِحُ نِسَاءٍ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ  
فِي ذَاتِ يَدِهِ وَيُذَكِّرُ عَنْ مُعَوِيَّةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے لئے شوہر پر جو نفقہ مقرر کرے اس کی مقدار میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بیس اور عسراسانی اور تنگی کی حالت میں جو کبھی بقدر کفایت حاکم مقرر کر دے درست ہے۔ اس کی معین مقدار نہیں ہے اور عورت کے مال کا اعتبار ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حاکم کے اجتہاد سے اس کی مقدار معین ہے۔ اور مرد کے مال کا اعتبار ہے عورت کے مال کا اعتبار نہیں۔ اگر شوہر والد ہے تو ہر روز دو مد اگر متوط ہے تو ڈیڑھ مد اور اگر تنگ دست ہے تو ایک مد نفقہ ہے۔ حاکم کی بیٹی کے لئے بھی وہی واجب ہے جو سپاہی کی بیٹی کے لئے واجب ہے۔

## بَابُ عَوْرَتِ كَا اِنِّے شوہر کے مال کی حفاظت کرنا اور نفقہ کا بیان

۵۰۱۸ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں قریش کی عورتیں ہیں۔ دوسرے شخص نے کہا صالح نساء قریش، قریش کی نیک عورتیں وہ بچے کے بچپن میں اس پر بہت مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کے مال کی نگہداشت ہوتی ہیں یا میر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا جاتا ہے۔



## بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوفِ

۵۰۱۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ ابْنَ وَهَبٍ عَنْ عَلِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّةٌ سِرَاءٌ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْعَضْبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي

۵۰۱۸۔ شرح : یعنی حضرت امیر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث

مردی ہے۔ امیر معاویہ کی حدیث امام احمد اور طبرانی نے زید بن ابی عتاب کے ذریعہ امیر معاویہ سے روایت کی اور ابن طاؤس کی مانند ذکر کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا کو منگنی کا پیغام بھیجا جبکہ ان کا شوہر فوت ہو گیا تھا سودہ کے پہلے شوہر سے پانچ چھ بچے تھے اس لئے عرض کیا حضور مجھے آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں میرے بچے ہیں جو آپ کے ارد گرد گھومتے چلاتے پھیریں گے۔ حضور نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے اونٹوں پر سواری ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں الخ اور پوری حدیث ذکر کی (حدیث ۲۹۰۲، ج ۳: کا شرح دیکھیں)

## بَابُ عَمُورَتِ كَيْفَ لَبَسَ

۵۰۱۹۔ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد

دھاری دار حلقہ دیا۔ میں نے اسے پہنا تو آپ کے چہرہ انور پر غضب دیکھا تو میں نے اس کو پھاڑ کر عورتوں میں تقسیم کر دیا اس حال میں کہ وہ ان کی اوڑھنیاں بھینچیں۔

۵۰۱۹۔ شرح : چادر اور تہ بند دو کپڑوں کو حلقہ کہتے ہیں۔ اُتی کا الف ممدودہ

ہے اس کے معنی ہیں اُعطی "دیا"، چونکہ یہ "اہداء" کے معنی کو متضمن ہے اس لئے اس کو اُتی سے متعدی کیا ہے۔ نسخی کی روایت میں لفظ بد بَعَث "ہے جبکہ قابی میں اُتی مقصور یعنی جاء ہے اور لفظ "اُتی" حرف جارہ ضمیر متکلم کے بغیر ہے۔ اس کا فاعل حلقہ ہے دراصل کلام اس طرح تھا فَاعْطَيْنَاهَا سِرَاءً، بحسب السین ولفظ الیاء اور راء ممدودہ یعنی چادر



## بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهِ

۵۰۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَمْرٍو

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ  
أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بَكَرًا  
أَوْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَا جَارِيَةٌ تُلَاحِظُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَ  
تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَئِنْ عَبْدًا اللَّهُ هَلَكَ وَ  
تَرَكَ بَنَاتٍ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَجِئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ  
امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتُصَلِّحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ أَوْ قَالَ خَيْرًا

ہے جن میں زرد دھاریاں ہوتی ہیں۔ بعض نے کہا اس کے کنارے ریشمی تھے بعض نے کہا وہ ریشمی چادر تھی  
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پہنا تو سرکار کے چہرہ انور پر غضب کے آثار پائے  
کیونکہ اس کا پہنا مشروع نہ تھا یا وہ ریشمی تھی تو میں نے اس کو پھاڑ کر دوپٹے بنا دیئے اور فاطمہ اور دیگر  
اقربا میں تقسیم کر دیئے۔ ایک روایت کے مطابق فَشَقَّقْتُهَا خَيْرًا بَيْنَ الْفُقَوَاءِ طِمٍ، کہے کہ میں نے  
اس کو فاطمہ زہراء، فاطمہ بنت اسد والدہ علی المرتضیٰ میں تقسیم کر دیا۔ ابن بطلان نے کہا علما کا اس  
پر اجماع ہے۔ شوہر پر بیوی کا نان نفقہ اور پوشاک بقدر کفایت واجب ہے۔ اس میں سیر اور عسر ملحوظ

## بَابُ بَيْحُولِ الْمَوْلَى فِي عَوْنِ

## كَأَنَّهُ شَوْهَرٌ كَرْنَا،

۵۰۲۰۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میرا والد فوت ہو گیا اور



## بَابُ نَفَقَةِ الْمَعْسِرِ عَلَى أَهْلِهِ

۵۰۲۱ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ  
ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ  
مَلَكَتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ فَأَخِثْ  
رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ عِنْدِي قَالَ فَصَمَّ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا اسْتَطِيعُ

سات بیٹیاں چھوڑیں۔ میں نے غلیہ عورت سے نکاح کر لیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کر لی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کنواری سے شادی کی ہے یا شیبہ سے کی ہے یا میں نے عرض کیا شیبہ سے کی ہے۔ فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے کھیلنا اور وہ مجھ سے کھیلتی تو اس کو ہنساتا اور وہ مجھے ہنساتی۔ جابر نے کہا میں نے آپ سے عرض کیا عبد اللہ (دالد) فوت ہو گیا اور انھوں نے چند بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے پاس ان جیسی لے آؤں اس لئے میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے جو ان کی نگہداشت کرے اور ان کی اصلاح کرتی رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تیرے لئے برکت کرے یا خیر فرمایا۔

۵۰۲۰ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بہنیں لڑکیوں کے حکم میں ہوتی ہیں یا باپ کی لڑکیاں اس کی لڑکیوں کے حکم میں ہیں خصوصاً جب وہ کمسن ہوں۔ ابن بطال نے کہا اولاد کے معاملہ میں شوہر کی مدد کرنا بیوی پر واجب نہیں یہ صرف اخلاقی امر اور نیک عورتوں کی عادت ہے۔

## بَابُ تَنكِحِ سِتِّ كَا اِپْنِ اِہْلِ وَ عِمَالٍ بِرِخْرَجِ كَرْنَا

۵۰۲۱ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیوں عرض کیا۔ میں نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا غلام آزاد کر۔ عرض کیا میرے پاس کوئی غلام نہیں۔ فرمایا دو ماہ متواتر روزے



قَالَ فَاطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا أَجِدُ فَإِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَعَرَقِي فِيهِ تَمَرٌ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهَذَا قَالَ  
عَلَى أَحْوَجَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لِبَيْتَيْهَا  
أَهْلُ بَيْتِ أَحْوَجَ مِنِّي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ  
أَنْبَابُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذَنْ

بَابٌ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ  
مِنْهُ شَيْءٌ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمٌ لَا يَقْدِرُ  
عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَوْلَاةٍ أَلَايَةٍ

رکھ عرض کیا مجھے طاقت نہیں ہے۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ عرض کیا میرے پاس کھانا نہیں۔  
(اس اثناء میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ٹوکرا لایا گیا۔ حضور نے فرمایا سائل کہاں  
ہے اُس نے کہا جی ہاں حاضر ہوں۔ فرمایا یہ کھجوروں کا ٹوکرا صدقہ کر دو عرض کیا یا رسول اللہ! جو ہم  
سے زیادہ محتاج ہیں۔ اُن پر صدقہ کروں؟ اس ذاتِ قدوس کی قسم جس نے آپ کو حق سے مبعوث  
فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ کے دو کناروں کے درمیان کوئی گھروالا ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہو گئے اور فرمایا اس وقت تم ہی کھا لو!  
شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم سجدست کا صدقہ اس کے اہل و عیال کے لئے جائز فرمایا

— ۵۰۲۱ —

کفارہ میں یہ صدقہ اسی شخص کے ساتھ مختص تھا۔ اور کفارہ کو دوسرے وقت پر موقوف کیا۔ دراصل  
یہ اس شخص کی خصوصیت تھی۔ (حدیث ۱۸۱۳ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ



۵۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا  
 وَهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ  
 عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لِي مِنْ أَجْرِي بَنِي أَبِي  
 سَلَمَةَ أَنْ أَنْفَقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكِهِمْ هَكَذَا وَهَكَذَا إِنَّمَا  
 هُمْ بَنِي قَالَ نَعَمْ لَكَ أَجْرٌ مَا أَنْفَقْتَ عَلَيْهِمْ

اس آیت کریمہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جس شیرخوار بچہ کا والد فوت ہو جائے اس کو دودھ پلانے والی عورت کی اجرت باپ کے وارث پر ہے اور هل علی المروءۃ شیء،، میں هل استفہام انگاری ہے۔ یعنی کیا فوت شدہ مرد کی عورت پر اس اجرت سے کوئی شیء ہے؟ یعنی عورت پر مولود کی رضاعت کا حق نہیں ہے اور اس آیت کریمہ: فَارْبَعٌ مِثْلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْنُكُمُ وَالْآخَرُ ابْنَةُ ابْنِكُمْ، سے استدلال کیا کہ شیرخوار بچے کی ماں پر دودھ پلانے کی اجرت واجب نہیں اور عورت کو ابکم، کے قایم مقام کیا یعنی ابکم کلام نہیں کر سکتا۔ اس کی ماں وراثت میں اس طرح ہے اور اس کو اس شخص کے لئے بوجھ قرار دیا جو اس کی عیال داری کرتا ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں شیرخوار بچے کو دودھ پلانے کی اجرت اس کی مثل ہے جو باپ کی زندگی میں تھی کہ باپ کے ذمہ نفقہ، کپڑے اور دودھ پلانے کی اجرت تھی جبکہ بچے کا مال نہ ہو۔ اگر اس کا مال ہو تو اس کے مال سے اجرت ادا کی جائے گی۔ وارث میں علماء کا اختلاف کرتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک جو بھی وارث ہو اور احناف کے نزدیک جو ذی محرم ہو۔ جمہور نے کہا کسی وارث پر عزم نہیں اور نہ ہی اس پر مروت کے بیٹے کا نفقہ واجب ہے۔ زید بن ثابت نے کہا اگر اس کی ماں اور چچا ہو تو ان کی وراثت کے حصہ کے مطابق دونوں پر بچے کو دودھ پلانے کی اجرت واجب ہے۔

امام بخاری نے هل علی المروءۃ،، سے زید بن ثابت کا رد کیا ہے کہ ماں پر کچھ بھی واجب نہیں۔ وہ تو عبد مملوک کی طرح بے بس ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۲۱۔ ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بچہ ابوسلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا مجھے ثواب ملے گا؟ میں ان کو محتاج نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ میرے ہی تو بیٹے ہیں فرمایا ماں تمہیں اجرو ملے گا۔ جو ان پر خرچ کرے گی۔



۵۰۲۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِينُ

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هِنْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرْجٌ أَنْ أَخْذَمِنْ مَالِهِ مَا  
يَكْفِيَنِي وَبَنِي قَالَ خُذِي بِالْمَعْرُوفِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ  
تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضِيَاعًا فَلَمْ يَلِ

۵۰۲۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدِّينُ

۵۰۲۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بچے کی والدہ

اس کے باپ پر بوجھ ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر اپنے بیٹوں کا خرچہ  
واجب نہیں اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بیٹوں  
پر خرچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا جو تو ان پر خرچ کرے تجھے ثواب ملے گا۔

۵۰۲۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند نے کہا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ! ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں  
اس کے مال سے اتنا لے لوں جو مجھے اور میرے بیٹوں کو کافی ہو۔ فرمایا بقدر کفایت لے سکتی ہو۔

۵۰۲۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضور

نے ابوسفیان کی بیوی ہند سے فرمایا جو لوگوں میں متعارف  
ہے اس قدر اس کے مال سے لے سکتی ہو۔ اور اس کے اپنے مال سے خرچ کرنے کا  
حکم نہیں فرمایا۔



فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدِينِهِ فَضْلًا فَإِنْ حَدَّثَتْ أَنْهُ تَرَكَ لِدِينِهِ  
وَفَاءً صَلَّى وَالْأَقَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ  
عَلَيْهِ الْفَتْوحَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ مَنْ تُوِّفِيَ  
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دِينًا فَعَلَى قَضَائِهِ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ  
بَابُ الْمُرَاحِضَةِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهَا

## باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جو کوئی قرض یا بچے چھوڑے وہ میرے ذمہ ہیں

۵۰۲۳۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس فوت شدہ آدمی لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کیا اُس نے اپنے قرضہ کے لئے  
مال چھوڑا ہے۔ اگر آپ کو یہ خبر دی جاتی کہ اُس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑا ہے  
تو اس پر نماز جنازہ پڑھتے؛ ورنہ مسلمانوں سے فرماتے تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ  
نے آپ کو فتوحات دیں تو فرمایا میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ جو کوئی مومن فوت  
ہو جائے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے  
وارثوں کے لئے ہے۔

۵۰۲۳۔ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر و تہدید کے لئے مقروض کی  
نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور اس کو ناپسند کرتے ہوئے کہ اس کے قرض  
کی وجہ سے آپ کی دعاء موقوف رہے گی۔ اس میں قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنے پر تنذیر ہے۔

## باب دودھ پلانے والی لونڈیاں وغیرہ

موالیات بفتح المیم مولاة بمعنی باندی کی جمع ہے۔ ابتداء میں عرب لونڈیوں سے بچوں کو دودھ پلانا



۵۰۲۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ  
عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ  
أَخْبَرَتْ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سَفِينٍ قَالَ وَتَحَبِّينِ ذَلِكَ قُلْتُ  
نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي الْخَيْرِ أُخْتِي قَالَ  
فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ لِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ أَنَا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ  
تُرِيدُ أَنْ تُنِكَحَ دُرَّةَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ  
قَالَ فَإِنَّهُ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَيْبِي فِي حُجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا ابْنَتَاخِي  
مِنَ الرِّضَاعَةِ أَرْضَعْتُهُ وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوْبَةَ فَلَا تُعْرِضُنَّ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ  
وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثَوْبَةُ  
أَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ

پسند نہ کرتے تھے جبکہ وہ عرب عورتوں سے دودھ پلانا پسند کرتے تھے۔ تاکہ بچے پر خوشگوار اثرات  
مرتب ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں پر واضح کیا کہ حضور نے غیر عربی عورت کا دودھ  
پیا ہے۔ اور لونڈیوں کا دودھ پلانا مایوس نہیں ہے۔

۵۰۲۴۔ ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ زینب بنت ابی سلمہ نے انہیں بتایا کہ ام المومنین  
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کر لیں فرمایا کہ  
تم یہ پسند کرتی ہوں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! میں آپ کو خالی رکھنے والی نہیں دینی میں آپ کے لئے  
تنہا نہیں رہنا چاہتی ہوں! کہ اس خبر میں میری بہن کی شرکت مجھے زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا وہ تو میرے  
لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم ہم آپس میں باتیں کر رہے  
ہیں کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی؟ میں نے عرض کیا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب الاطعمه

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَقُولِهِ  
كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَقُولِهِ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ

جی ہاں! فرمایا اللہ کی قسم! اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی (میری پرورش) میں جب بھی میرے لئے حلال نہیں۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہؓ نے دودھ پلایا ہے مجھ پر اپنی لڑکیاں اور بہنیں پیش نہ کرو۔ شعیب نے زہری سے بیان کیا کہ عروہ نے کہا ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کیا تھا،

ابولہب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا اور ثویبہ اس کی لونڈی تھی۔ جب حضور پیدا ہوئے تو اس نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو اس نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوسلمہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس سے حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہو جاتی ہے کہ ثویبہ لونڈی تھی اور اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ معلوم ہوا کہ لونڈی کا دودھ پینا مکروہ نہیں (حدیث ع) کی شرح دیکھیں) ج ۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب الاطعمه



۵۰۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ  
مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَالٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعَوِّدُوا  
الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَالِيَّ قَالَ سُفْيَانُ وَالْعَالِيُّ الْأَسِيرُ

اس کتاب میں طعام کے اقسام اور ان کے حکم کا بیان ہے۔ اَطْعِمُوہ، طعام کی جمع ہے۔ طعام وہ ہے جو کھایا جائے۔ کبھی طعام صرف گندم کو کہتے ہیں طعم لفتح الطاء معنی شئی کی شیرینی وغیرہ چکھنا ہے اور اگر طاء مضموم ہو تو اس کے معنی ہیں مد کھانا، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان کے تحت تین آیات ذکر کیں۔  
پہلی آیت کَلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ، پوری آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے : اے ایمان والو جو ہم نے تم کو پاک رزق دیا ہے اس سے کھاؤ اور اللہ کا شکر کرو

اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو،

مفسرین نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو پاک رزق کھانے کا حکم دیا ہے جو اللہ نے ان کو دیا ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں، کیونکہ اکل حلال دعاء اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے جیسے اکل حرام کے باعث دعاء اور عبادت قبول نہیں ہوتی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی غذا اور کھانا پینا حرام ہو اس کی دعاء کیسے قبول ہوگی؟

دوسری آیت یہ ہے : اے ایمان والو جو تم نے پاک کمائی کی ہے۔ اس سے خرچ کرو !

تیسری آیت کریمہ یہ ہے : اے رسولوں کی جماعت حلال کھانا کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ طیبات سے مراد حلال ہے۔

۵۰۲۵۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو قیدی

کو رہائی دلاؤ۔ سفیان نے کہا : ”عالی“ کے معنی اسیر (قیدی) ہیں  
(حدیث ۲۸۳۹ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)



۵۰۲۶۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

فَضِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ  
 إِلَّا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى قُبِضَ

۵۰۲۷۔ حَدَّثَنَا وَعَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

أَصَابَنِي جُحْدٌ شَدِيدٌ فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً

مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ

بَعِيدٍ فَخَرَرْتُ لَوُجْهِ مِنْ الْجُحْدِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَقَالَ يَا أَبَاهُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ

فَأَخَذَ بِيَدِي فَقَامَنِي وَعَرَفَ الَّذِي بِي فَأَنْطَلَقَ بِي إِلَى رَحْلِهِ

فَأَمَرَنِي بِعَسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا أَبَاهُ هُرَيْرَةَ

فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتَّى اسْتَوَى

۵۰۲۶۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اہل و عیال نے تین دن متواتر کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا حتیٰ کہ

آپ کی روح پاک قبض ہو گئی۔

۵۰۲۷۔ شرح : اتنے روز کھانا نہ کھانا اس لئے نہ تھا کہ طعام کی کمی تھی بلکہ

اس لئے تھا کہ عربوں کا اس پر اجماع ہے جیسا کہ فضیل

ابن عیاض نے ذکر کیا ہے کہ سیر ہو کر طعام کھانا مذموم ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت

ہے کہ جو کم کھائے اس کا پیٹ درست رہتا ہے اور دل صاف ہوتا ہے۔ جو زیادہ کھائے اس کا پیٹ

بیمار رہتا ہے اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ زیادہ کھانے پینے سے دلوں کو نہ

مارو، کیونکہ دل کھیتی کی طرح پھل ہے۔ جب اس پر پانی کا غلبہ ہو تو خراب ہو جاتی ہے۔ اتنا کھانا کھائے



بَطْنِي فَصَارَ كَالْقَدَحِ قَالَ فَلَقِيتُ عُمَرَوَ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي كَانَ  
مِنْ أَمْرِي وَقُلْتُ لَهُ تَوَلَّى اللَّهُ ذَلِكَ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُو  
وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَقْرَأْتُكَ الْآيَةَ وَلَآنَا أَقْدَأُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُو وَاللَّهِ  
لَوْ أَنَا كُؤُنَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَن يَكُونَ لِي مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ

کہ چل پھر سکے۔

ترجمہ : ابو حازم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا مجھے سخت بھوک لگی تو مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا

اور اُن سے قرآن کریم کی آیت پڑھنا چاہی۔ وہ اپنے مکان میں داخل ہو گئے اور مجھے آیت بتا کر دی میں بھوکا تھا پھر بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا "کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پر کھڑے ہیں۔ فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لے لے لے! حضور نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھڑا کر دیا اور میرا حال پہچانا اور مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لئے دودھ کے پیالے کا حکم فرمایا۔ میں نے اس پیالہ سے پیا پھر حضور نے فرمایا ابو ہریرہ پھر پیو میں نے دوبارہ پینا شروع کیا۔ حضور نے پھر فرمایا اور پیو میں نے خوب پیا حتیٰ کہ میرا پیٹ بے پر تیر کی طرح سیدھا ہو گیا۔ ابو ہریرہ نے کہا میں عمر فاروق سے ملا اور اُن سے اپنا حال ذکر کیا۔ میں نے اُن سے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے حال کا اس ذات سترہ صفات کو والی بنایا جو اس میں تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ اے عمر! مجھ میں نے تم سے آیت کریمہ کی قرأت طلب کی تھی؛ حالانکہ میں تم سے زیادہ اسے جانتا تھا۔ عمر فاروق نے کہا بخدا! میرا تجھے اپنے گھر میں لے جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب تھا کہ میرے لئے سرخ اونٹوں کی مانند ہوں۔

شرح : جُہد بضم الجیم معنی طاقت اور بفتح الجیم معنی سخت مشقت ہے۔  
برعکس بھی استعمال ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ

پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں بھوکا ہوں وہ مجھے کچھ کھانے کو دیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ کا یہ حال معلوم نہ کر سکے اور آیت پڑھ کر آگے تشریف لے گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ : اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ الْآيَةُ کا ابتدائی حصہ پڑھا تھا اور باقی کا استقرا اس لئے کیا کہ وہ مجھے فقیر سمجھ کر کھلائیں جبکہ وہ بھوک سے نہ حال ہو رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے



**بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْأَكْلِ بِالْيَمِينِ**  
**۵۰۲۸۔** حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الْوَلِيدُ  
 ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ يَقُولُ إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْإِبْرَاهِيمِ  
 سَلَمَةَ يَقُولُ كُنْتُ غَلَامًا فِي حِجْرٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

نے جو صدور رجال پر آگاہ ہیں۔ ابو ہریرہ کو اٹھایا اور ساتھ لے گئے اور انہیں دودھ سے سیر کیا۔ عمن  
 بمعنی پیالہ ہے۔ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا اللہ تعالیٰ نے میری بھوک دفع کرنے کے لئے  
 اس ذات ستودہ صفات کو منتخب فرمایا جو تم سے زیادہ لائق تھے۔ اس لئے اُنھوں نے کہا اے ابابکر  
 تمہاری دعوت کرنا مجھے زیادہ عزیز تھا، لیکن میں تمہارا یہ کھانا کھانا نہ کھاتا۔

## بَابُ كِهَانَةِ بِرِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

کھانا شروع کرنے کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا مسنون ہے۔ ابو داؤد اور  
 ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ذکر کی کہ جب تم میں سے کوئی شئی  
 کھائے تو بسم اللہ پڑھ لے اگر ابتداء میں فراموش ہو جائے تو یوں کہے: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ،  
 کھانے کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا مستحب ہے۔ بعض ظاہر مبیغہ امر کا لحاظ کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا  
 واجب قرار دیتے ہیں۔ امام نووی نے کہا کہ ابتداء طعام میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اس پر علماء  
 کا اتفاق اور اجماع ہے اور بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اگر دوسرے سہوا بھول  
 گئے ہوں تو سُن کر وہ بھی پڑھیں۔ اذم شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر ایک شخص بسم اللہ پڑھ  
 لے تو دوسرے کھانے والوں کا تسمیہ بھی پایا جائے گا۔

دائیں ہاتھ سے کھانا امام غزالی اور نووی نے کہا دائیں ہاتھ سے کھانا مستحب  
 ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اُم میں ذکر کیا کہ دائیں  
 ہاتھ سے کھانا واجب ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور بائیں ہاتھ سے



يَدِي تَطِيَّشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَا عَلَاؤُمَّ سَمِ اللَّهُ وَكُلْ بِمِيزَانِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ فَمَا ذَاكَ تِلْكَ  
طُعْمَتِي بَعْدُ

سے کھانے پر وعید فرمائی ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا میں دائیں سے نہیں کھا سکتا۔ یہ اُس نے بطور تکبر کہا تھا۔ حضور نے اس پر بددعا فرمائی کہ تجھے طاقت نہ ہو اس کے بعد اس کا ہاتھ منہ تک نہ پہنچا۔ نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے نیز مسلم نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔

طیبی نے کہا اس حدیث کا معنی یہ ہے شیطان آدمیوں سے اپنے دوستوں کو کہتا ہے کہ وہ بائیں ہاتھوں سے کھائیں۔ اس کا یہ کہنا اللہ کے نیک بندوں کی ضد کے لئے ہے۔ علامہ عینی نے کہا اس میں علماء کے تین اقوال ہیں۔ بعض نے کہا شیطانوں کی ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے ہیں اور بعض نہیں کھاتے پیتے۔ قول یہ ہے کہ جنوں کی تمام اقسام کھاتی پیتی نہیں لیکن یہ قول معتبر نہیں کیونکہ حدیث شریف میں جنوں کا کھانا پینا ثابت ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ خالص جنات ہوا کی طرح ہیں ان کی ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں۔ علامہ بیضاوی نے ذکر کیا کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کو جن کہا جاتا ہے۔ وہ کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔

ابوداؤد نے حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لئے کیا جائے اور دوسرے کاموں کے لئے بایاں ہاتھ ہے۔ ایک روایت میں ہے بایاں ہاتھ شنجہ کے لئے ہے۔ اگر بائیں ہاتھ کی استعانت کی ضرورت پڑے تو اس کو بالشیع استعمال کیا جائے۔ قرطبی نے ذکر کیا کہ کھانے والا اپنے آگے سے کھائے اس پر سب احادیث متفق ہیں اس کا خلاف سخت مکروہ ہے جبکہ طعام واحد ہو۔

ترجمہ : ۵۰۲۸ : عمر بن ابی سلمہ نے کہا میں کس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں تھا۔ میرا ہاتھ پیالے کی ساری طرفوں پر تھکا۔

تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے! بسم اللہ پڑھو اور دائیں سے اپنے آگے سے



## بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيهِ

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلِيَأْكُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ

۵۰۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ وَحُلَّةَ الدِّبْلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ

كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَجَعَلْتُ

أَكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصُّحُفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كُلْ مِمَّا يَلِيكَ

کھاؤ اس کے بعد میرا کھانا ہمیشہ اسی طرح رہا۔

۵۰۲۸۔ شرح : یعنی اس حدیث میں کھانے کی تین چیزوں کی طرف اشارہ ہے

اول یہ کہ کھانا اپنے آگے سے کھائے۔ دوم ابتداء میں بسم اللہ

پڑھے سوئم دائیں ہاتھ سے کھائے۔

## بَابُ أَكْلِ مَا يَلِيهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بسم اللہ پڑھو اور پھر آدمی اپنے آگے سے کھائے،

۵۰۲۹۔ ترجمہ : عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ام المؤمنین



۵۰۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا  
مَلِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ أُمِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رِبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ سَتِمِ  
وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ

بَابُ مَنْ تَتَبَعَ حَوَالِي الْقِصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ  
إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً  
۵۰۳۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
أَبْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خِيَا طَا دَعَا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے  
کہا ایک دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا میں نے پیالہ کے چلہ وں کو نوں  
سے کھانا شروع کیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آگے سے کھاؤ !  
ترجمہ : وہب بن کیسان ابی نعیم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
۵۰۳۰۔ علیہ وسلم کے حضور طعام پیش کیا گیا اور آپ کے ساتھ  
آپ کا ربیب عمر بن ابوسلمہ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا بسم اللہ پڑھو اور  
اپنے آگے سے کھاؤ !

بَابُ جَوْكُوْنِيْ اِپْنِ سَاھْتِيْ كِے سَاھْتِ پِيَالِہ كِے سَاہِے  
كُونُوْنِ سِے تِلَاسْ كِرِے جِكِہِ اس كِرِہِثْ نَہْ،

حوالی یعنی جوانب ہے اور قِصْعَةُ کا قاف مفتوح ہے۔ اس پر کسرہ جائز نہیں۔ اور وہ دس آدمیوں  
کو سیر کرتا ہے جبکہ صفحہ وہ پیالہ ہے جو پانچ آدمیوں کو سیر کرتا ہے۔ تتبع ڈھونڈنا تلاش کرنا۔



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أُنْسُ فَذَهَبَتْ  
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَتَّبِعُ الدُّبَاءَ مِنْ حَوَالِي  
 الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمَّا زَلَّ أَحَبَّ الدُّبَاءَ مِنْ يَوْمِيذٍ  
**بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ**  
 وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ بِمِيزَانِكَ  
 ۵۰۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

۵۰۳۱۔ ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے انس بن مالک  
 کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک درزی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی کھانے کی دعوت کی جو اُس نے خود تیار کیا تھا۔ انس نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ہمراہ گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ پیالہ کے کناروں سے کدو کے ٹکڑے ڈھونڈ رہے ہیں۔ انس نے  
 کہا اس دن سے میں ہمیشہ کدو سے محبت کرتا رہا۔

۵۰۳۱۔ شرح : دُبَاء کو محدود و مقصور دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ اس کے معنی  
 گول "کدو" اس کا واحد دُبَاة، دُبَّة ہے۔ اس سے معلوم ہوتا  
 ہے کہ دبابہ میں ہمزہ زائد ہے۔ جوہری نے دبابہ بوزن فعال ہے۔ مہموز اللام ہے۔ سید عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم پیالہ میں کدو تلاش کر کے کھاتے تھے اور گوشت کے ٹکڑے نہ کھاتے تھے۔ کیونکہ آپ کو کدو  
 بہت پسند تھا۔ اور خشک گوشت کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو  
 کوئی اپنے اہل و عیال اور خادموں کے ساتھ کھانا کھانے والے برتن میں جہاں سے چاہے چن چن کر  
 کھا سکتا ہے جبکہ ساتھ کھانے والا اس کو مکروہ نہ سمجھے ورنہ اپنے آگے سے تجاوز نہ کرے اور  
 یہ مسلم ہے کہ کوئی بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کراہت نہیں کرتا بلکہ لوگ آپ کے  
 لعاب دہن کو مبارک جانتے اور جس کو حضور کا دست مبارک مس کیا اُس سے تبرک حاصل کرتے تھے بلکہ  
 بلکہ حضور کے کھنکار اور جو ناک شریف سے نکلے اس کو لے کر اپنے چہروں اور سینوں پر ملتے تھے آپ  
 کے وضو کا قطرہ زمین پر نہ گرنے دیتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پیشاب کو پی جاتے تھے سنگی لگوانے سے  
 نکلنے والا خون پی جاتے تھے۔



عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيْمَنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طَهْوَرِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَقَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هَذَا فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ

بَابُ مَنْ أَكَلَ حَتَّى شَبِعَ  
۵۰۳۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ إِسْحَقَ

## باب کھانے پینے میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا ،

۵۰۳۲۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

وضوء کرنے، جوڑا مبارک پہننے اور کنگھی کرنے میں بقدر استطاعت دایں ہاتھ سے ابتداء کرتے تھے۔  
شعبہ نے اس سے پہلے واسط میں کہا تھا کہ تمام کاموں میں دایں جانب سے ابتداء کرنا پسند کرتے تھے۔

۵۰۳۲۔ شرح : علماء نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ تیا من (دایں طرف)  
اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور جو محبوب خدا ہے وہ حضور کی

طبعی شئی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ دہلوی صاحب التیسیر پر اپنی خصوصی رحمت فرمائی اور اُن کی قبر شریف کو ٹھنڈا اور  
چراغوں سے روشن کرنے میں کہا : میں کہتا ہوں تیا من سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبعی شئی تھی اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کو  
محبوب ہے کیونکہ محبوب کا فعل محبوب ہوتا ہے (حدیث : ۱۶۷ ج : ۱ اکی شرح دیکھیں)

## باب جس نے کھایا حتی کہ سیر ہو گیا

۵۰۳۳۔ ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے  
سنا کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز شریف میں کمزوری



ابن عبد اللہ ابن ابی طلحہ آئے، سمعہ انس بن مالک یقول قال  
 ابو طلحہ لا مہر سلیم لقد سمعت صوت رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ضعیفاً عرف فیہ الجوع فهل عندک من شیء  
 فاخرجت اقراصاً من شعیر ثم اخرجت خاراً لها فلقت  
 الخبز ببعضہ ثم دسنت تحت ثوبی وردت بی ببعضہ ثم  
 ارسلتہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذاہبت بہ  
 فوجدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد ومعہ الناس  
 فقلت علیہم فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلک  
 ابو طلحہ فقلت نعم فقال لطعام قال فقلت نعم فقال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن معہ قوموا فانطلق  
 وانطلقت بین یدیہم حتی جئت ابا طلحہ فقال ابو طلحہ  
 یا امہ سلیم قد جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناس

سُنی ہے۔ میں اُس آواز میں بھوک سمجھتا ہوں کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی شئی ہے؟ امہ سلیم  
 نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصہ میں روٹیاں لپیٹ دیں پھر اسے  
 میرے کپڑے کے نیچے میری بغل میں چھپا دیا اور اس کا بعض میری چادر بنا دیا۔ پھر مجھے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ انس نے کہا میں وہ لے گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد شریف  
 میں پایا اور آپ کے ساتھ چند لوگ تھے میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کیا تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کیا  
 جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا جو آپ کے ساتھ تھے۔ اٹھو! آپ



وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نَطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
 أَعْلَمُ فَاذْهَبْ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَأَقْبَلَ أَبُو طَلْحَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَ  
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمُّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكَ  
 فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُلَّةً لَهَا  
 فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ  
 يَقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ فَادِنْ لَهُمْ فَاكلُوا حَتَّى شَبِعُوا  
 ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ فَادِنْ لَهُمْ فَاكلُوا حَتَّى شَبِعُوا  
 ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ فَاكلِ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ  
 ثَمَانُونَ رَجُلًا

چل پڑے اور میں اُن کے آگے آگے چلنے لگا حتیٰ کہ میں ابو طلحہ کے پاس آیا ابو طلحہ نے کہا اے ام سلیم  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ساتھ لے کر تشریف لے آئے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنا  
 کھانا نہیں جو اُن سب کو کھلائیں۔ ام سلیم نے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانیں، انس نے کہا ابو طلحہ  
 چلے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور ابو طلحہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 دونوں آئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! جو کچھ  
 تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے آئیں آپ نے حکم دیا اُن کے ٹکڑے کئے گئے اور  
 ام سلیم نے اپنا برتن جس میں گھی تھا پھوڑا اور اس کو سالن بنا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
 پر دعا کی جو اللہ نے چاہا کہ دعا کریں۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو پس ان کو  
 اجازت دی گئی اُن سب لوگوں نے کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے اور چلے گئے  
 (حدیث ۳۲۵۰ ج ۵ کی شرح دیکھیں)



۵۰۳۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ

قَالَ وَحَدَّثَ أَبُو عَثْمَانَ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ كُنَّا

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ

مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوِهِ فَنَجِّنْ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيلٌ

بَغَنَمٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِيعْ أَمْ عَطِيَّةٌ

أَوْ قَالَ هَبَّةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ قَالَ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً فَصَنَعَتْ

وَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبُطْنِ يُشْوَى وَأَيْمُ اللَّهِ

مَا مِنَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ إِلَّا قَدْ حَزَلَهُ حُزَّةٌ مِنْ سَوَادِ بُطْنِهَا إِنْ

كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاهَا لَهُ ثُمَّ جَعَلَ

مِنْهَا قِصْعَتَيْنِ فَآكَلْنَا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا وَفُضِّلَ فِي الْقِصْعَتَيْنِ

فَحَمَلَتْهُ عَلَى الْبَعِيرِ أَوْ كَمَا قَالَ

۵۰۳۲ — ترجمہ : عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے۔ اچانک ایک آدمی کے پاس ایک صاع یا اس کے لگ

بھگ کھانا تھا۔ پھر ایک مشرک بھرے ہوئے بالوں والا دراز قد بکریاں چلاتا ہوا آگیا۔ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو بیچتا ہے یا عطیہ کرتا ہے مشرک نے کہا عطیہ نہیں بلکہ بیچتا ہوں۔

عبد الرحمن نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی۔ اس کو ذبح

کیا گیا حضور نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ خدا کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی نہ تھا

مگر اس کو کلیجی سے کاٹ کر دیا اگر موجود تھا تو اس کو دے دیا اور اگر غائب تھا تو اس کے لئے



۵۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ  
 حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوْفِّي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ شَبَعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرَ وَالْمَاءَ  
 بَابُ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ  
 حَرْجٌ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَالنَّهْدُ وَالْإِجْتِمَاعُ فِي الطَّعَامِ  
 ۵۰۳۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

چھپا کر رکھ لیا۔ پھر اس میں سے دو پیالے بنائے گئے ہم سب نے وہ کھایا اور سیر ہو گئے اور دو پیالوں  
 میں سے گوشت بیچ رہا تو میں نے اس کو اونٹ پر لادایا جیسے بھی فرمایا۔

(حدیث : ۲۰۷۷، ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۵۰۳۵۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے وفات پائی جس وقت ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔

۵۰۳۵۔ شرح : علامہ کرمانی نے کہا یعنی ہم بے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ  
 شریف میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا۔ ہم دنیا میں زاہد

تھیں جبکہ ہم میں طعام کی قلت تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا یہ معنی صحیح نہیں  
 جو کرمانی نے ذکر کیا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت وفات  
 پائی جب ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہم  
 کھجوروں سے سیر ہوا کریں گے۔

ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اگرچہ  
 کبھی کبھار بھوک برداشت کرنا افضل ہے۔

طبری نے کہا پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ مباح ہے لیکن اس کی ایک حد ہے جب اس حد  
 سے تجاوز ہو تو اسراف اور فضول حذر چاہی ہوگی۔ صرف اس حد تک کھائے کہ وہ اللہ کی اطاعت  
 پر اعانت کرے اور اس کا بوجھ جسم پر گرا نہ ہو۔ اور اللہ کی عبادت سے نہ روکے۔



قَالَ يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ حَدَّثَنَا سُودٌ  
 بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِلَى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى الرَّوْحَةِ  
 دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ أَتَى إِلَّا سَوِيْقِي فَلَكُنَّا  
 وَآكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا لِبَاءِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ  
 وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سَفِينٌ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدَأَ

## باب نابینا پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی سنگڑے پر لعنہ تفلحون تک،

۵۰۳۶ — ترجمہ : سوید بن نعمان نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ساتھ خیبر کی طرف گئے۔ جب ہم صہبائے پیچھے یحییٰ نے کہا  
 صہبائے خیبر سے آدھ منزل پر واقع ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب  
 فرمایا آپ کے حضور سٹو پیش کئے گئے اور پانی سے تر کئے بغیر کھائے۔ پھر حضور نے پانی  
 طلب فرمایا اور گلی کی اور ہم سب نے گلی کی آپ نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا  
 سفیان نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا کہ اقل اور اخیر میں ہاتھ نہ دھوئے۔

۵۰۳۶ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث  
 کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سٹو کھانے کے  
 لئے جمع ہوئے ان میں تندرست، بیمار، نابینا اور کور چشم کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ اس طرح بھی ہو سکتا  
 ہے کہ وسط آیت سے مطابقت ہو اور وہ یہ کہ ”لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا وَأَنْتُمْ تَاءُونَ“  
 اس کا شان نزول یہ ہے کہ نابینا، سنگڑے اور بیماروں نے تندرستوں کے ساتھ ایک برتن میں کھانے  
 میں کمی اور زیادتی کے باعث حرج جانا اور اس کو اچھا نہ جانا کہ ایک برتن میں اکٹھے کھائیں تو اس آیت کے  
 کے نزول کے بعد یہ حرج ختم ہو گیا۔ اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جس کھانے کو آگ نے



**بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَّقِّ وَالْأَكْلِ عَلَى الْخَوَانِ وَالسُّفْرَةِ**  
**۵۰۳۷۔** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ  
 قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَازٌ لَهُ فَقَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَّقًّا وَلَا شَاةً مَسْمُوطَةً حَتَّى لَقِيَ  
 — اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ —

آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء نہیں جاتا اور اس حدیث نے «الوضوء من مس النار»،  
 کو منسوخ کر دیا، یا یہ بھی ممکن ہے کہ قولہ «عَوْرًا وَبَدْءًا»، یعنی اولاً و آخراً لم يتوضأ سے متعلق ہے۔ اور  
 وضوء سے کھانے کا وضوء مراد ہے۔ اور وہ ابتداء طعام میں ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے؛ کیونکہ  
 کھانا کھانے کے وقت ہاتھ دھونے سنت ہے۔ ہند کے معنی کھانے کے لئے جمع ہونا ہے۔  
 (حدیث ۵۰۳۷ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ پَتْلِي رُوٲِي اور خَوَانِ وِسْفَرِه پَر کھانا

مُرَّقِ مَبْدِے کی پتلی روٲی ہے۔ خَوَان بکسر الخاء ہے۔ ضمہ بھی پڑھا جاتا ہے لیکن مشہور خَوَان  
 بکسر الخاء ہے۔ قاضی عیاض نے کہا خَوَان وہ دسترخوان جس پر کھانا نہ لگایا ہو۔ اس کی جمع قلت  
 اخونہ ہے۔ خَوَان پر کھانا متکبرین کی عادت ہے۔ خَوَان تانبے کا بہت بڑا طشت ہے جس کے نیچے  
 تانبے کی گرہی ہوتی ہے۔ وہ اس کے ساتھ جڑا ہوتا ہے جو متکبرین کے آگے رکھا جاتا ہے۔ اس کو کم از  
 کم دو آدمی اٹھاتے ہیں۔ سِفْرہ وہ طعام ہے جو مسافر ساتھ لے جاتے ہیں وہ بکثرت گول چمڑے میں  
 رکھا جاتا ہے جس کے منہ پر کنڈا ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ لٹکایا جاتا ہے۔ طعام کا جلد پر اطلاق  
 کیا ہے جیسے مزادہ کو راویہ کہا جاتا ہے۔ (علینی)

**۵۰۳۷۔** ترجمہ : قَتَادہ نے کہا ہم انس کے پاس تھے جبکہ اُن کے پاس اُن  
 کا نانباتی تھا۔ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 مَبْدِے کی پتلی روٲی نہیں کھائی اور نہ بھی ہوئی بکری کھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔  
**۵۰۳۷۔** ترجمہ : مسموط سمط سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں گرم پانی کے



۵۰۳۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ

ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ عَلِيُّ هُوَ الْإِسْكَافُ عَنْ  
قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَلَى  
مُسْكُرَةٍ قَطُّ وَلَا خُبْزَ لَهُ مَرْقٌ قَطُّ وَلَا أَكَلَ عَلَى خَوَانٍ قَطُّ قِيلَ  
لِقَتَادَةَ فَعَلَى مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ قَالَ عَلَى السُّفْرِ

کے ساتھ بکری کے چمڑے سے بال نکالنا۔ داؤدی نے کہا مسموط وہ ہے کہ پانی گرم کیا جائے پھر بکری  
کو ذبح کر کے اس کا پیٹ صاف کر کے چمڑے سمیت اس کو گرم پانی میں ڈال کر اس سے بال جدا کئے  
جائیں پھر اس کو بھن لیا جائے جیسے آج کل مرغ کا چوغہ بناتے ہیں۔ ابن بطلان نے کہا میدہ کی پتلی روٹی  
کھانا مباح ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دنیا میں زہادت اور بے رغبتی کے لئے اور جو  
کچھ اللہ تعالیٰ سے میسر ہے اس کو ترجیح دینے کے لئے اسے ترک کیا ہے۔ اسی لئے آپ نے خوان پر کھانا  
نہیں کھایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمہاری تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مسموط بھنا ہوا گوشت ہے اور  
انس کی روایت کے مطابق حضور نے بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا، حالانکہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا  
نے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا شانه کا گوشت پیش کیا تو آپ نے اس  
سے تناول فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک نے وہ خبر دی ہے جو اسے معلوم ہوا اور غیر کی اس نے روایت  
نہیں کی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۳۸۔ ترجمہ: قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم سے معلوم نہیں کیا کہ آپ نے چھوٹی پیالی میں کھایا ہوا

نہ ہی آپ کے لئے پتلی روٹی پکائی گئی ہو اور نہ ہی کبھی آپ نے خوان پر کھایا (میز پر) قتادہ سے کہا وہ  
کس پر کھاتے تھے۔ علی نے کہا سفیر (دست خوان پر)

۵۰۳۸۔ شرح: مُسْكِرَةٌ بِضَمِّ السِّينِ وَالْكَافِ وَالزَّاءِ الْمَشْدُودِ رَافِعَةٍ بَعْدَ طَرَا  
جاتا ہے۔ تو ریشی نے اس کی تصویر کرتے ہوئے کہا کہ یہ فارسی

مُعَرَّبٌ ہے۔ اصل میں رافعتہ ہے۔ اس کے معنی چھوٹی چھوٹی پیالیاں ہیں جن میں متکبر کھانا کھاتے  
ہیں۔ قولہ عَلِيُّ مَا يَأْكُلُونَ، بظاہر یہ تھا کہ علی ما یا کل، ”کہا جاتا لیکن جمع کی طرف اس لئے عدول



۵۰۳۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ  
قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَنِي بَصْفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَةٍ أَمْرًا بِالْإِنْطَاعِ فَبُسُطَتْ  
فَالْقِيَّ عَلَيْهِمُ التَّمْرُ وَالْأَقِطُ وَالسَّمْنُ وَقَالَ عَمْرُو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَاهٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ خَيْسَانِي نِطْعٍ

۵۰۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا  
هَشَامٌ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الشَّامِ  
يُعَيِّرُونَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُونَ يَا ابْنَ ذَاتِ الْبِطَاقَيْنِ فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ  
يَا بَنِي إِنْهُمْ يُعَيِّرُونَكَ بِالْبِطَاقَيْنِ هَلْ تَدْرِي مَا كَانَ الْبِطَاقَانِ  
إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِي شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ فَأَوْكَيْتُ قُرْبَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِي سَفَرَتِهِ آخَرَ قَالَ فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ  
إِذَا عَيَّرُوهُ بِالْبِطَاقَيْنِ يَقُولُ إِيَّاهَا وَالْأُولَى تِلْكَ شَكَاةُ ظَاهِرُكَ

عَارُهَا

کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے تھے اور آپ کے فعل کی اتباع کرتے تھے اس لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔

۵۰۳۹۔ ترجمہ: حمید نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت فرمائی اس حال میں کہ صفیہ سے خلوت فرمائی

تو میں نے مسلمانوں کو دعوت ولیمہ کے لئے بلایا حضور نے دسترخواں بچکانے کا حکم دیا تو وہ بچھایا گیا اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ عمرو نے انس سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی۔ پھر کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا ہوا حبیس دسترخوان پر رکھا گیا۔



۵۰۳۹ — شرح : زفات کے معنی میں خلوت کرنا۔ عیس علوہ کی قسم ہے جو کھجور اور پیر سے گھی ملا کر بنایا جاتا ہے۔

حدیث ۲۰۹۵ کی شرح دیجییں

۵۰۴۰ — ترجمہ : وہب بن کیسان نے کہا شامی لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شرمندگی دلاتے اور کہتے تھے اے نطاقین والی کے بیٹے اسماعیل!

نے عبداللہ بن زبیر سے کہا اے میرے بیٹے لوگ تجھے نطاقین والی کا بیٹا کہہ کر شرمندگی دلاتے ہیں۔ کیا نطاقان کو جانتے ہو میرا کمر بند تھا میں اس کو دو ٹکڑے کر دیا ان میں سے ایک کے ساتھ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے کا منہ باندھا اور دوسرا ٹکڑہ حضور کے دسترخوان میں رکھ دیا۔ وہب بن کیسان نے کہا جس وقت شامی عبداللہ بن زبیر کو نطاقین کے ساتھ شرمندگی دلاتے وہ کہتے بخدا ایسا ہی ہے۔ یہ عار ہے جو تجھ سے زائل ہونے والی ہے۔

۵۰۴۰ — شرح : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شرمندگی دلانے والے

اور ان کی توہین کرنے والے شامی ظالم حجاج بن یوسف کے لشکر اور ساتھی تھے جبکہ انھوں نے مکہ مکرمہ میں ابن زبیر سے جنگ کی تھی۔ نطاقین نطاق کا تشبیہ ہے وہ کپڑا ہے جو عورتیں کمر پر لپیٹتی ہیں جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے غار ثور میں تشریف لے گئے تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہر روز پانی اور کھانا دہاں لے جاتی تھیں تاکہ کافر حضور کا پیچھا نہ کریں۔

نطاق وہ کپڑا ہے جو عورت پہنتی ہے اور اپنی کمر سے باندھ کر اوپر کا حصہ گھٹنے تک نیچے لٹکا دیتی ہے۔ ایٹھا بکسر الہمزہ ہے اور یاد ساکن ہے جس وقت کسی کا کلام قطع کرنا ہو تو یہ کہتے ہیں اس کے معنی اعتراف کرنے کے ہیں یعنی بخدا جو کچھ تم کہتے ہو ایسا ہی ہے مگر یہ میرے لئے عار نہیں ہے۔ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَادُهَا، یہ ہڈی کے بیت کا مصرع ہے اس سے عبداللہ بن زبیر نے اپنے حال کی مثال بیان کی ہے پہلا مصرع یہ ہے :

وَعَيَّرَنِي الْوَاشُونَ أَتَى أَجْبَمًا تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَادُهَا

”پھل خور مجھے شرمندگی دلاتے ہیں کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں یہ ایک شکایت ہے کہ جس کی عار تجھ سے زائل ہونے والی ہے“

یہ ابو ذئب ہذلی کا طویل قصیدہ ہے جس میں وہ نُسبہ بنت عنس بن محرث ہذلی کا مرثیہ ذکر کرتا ہے۔



۵۰۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي  
بِشْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حَفِيدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ  
ابْنَ حَزْنٍ خَالَتَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَمْنًا وَأَقِطًا وَاضْبًا فَدَعَاهُمَنَّ فَأَكَلْنَ عَلَى مَائِدَةٍ وَتَرَكُمَنَّ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَلْمُتَقَدِّرٍ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أَكَلْنَ عَلَى  
مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَمْرًا بِأَكْلِهِنَّ

### بَابُ السَّوْلِقِ

۵۰۴۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ  
زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهُ

۵۰۴۱۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن کی خالہ اُم حُفَیدہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی، پنیر اور گوہ ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے لوگوں کو کھانے کے لئے بلایا وہ حضور کے دسترخوان پر کھائے گئے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طبعی کراہت کے باعث ان کی طرف ہاتھ مبارک نہ بڑھایا۔ اگر وہ حرام ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائے جاتے اور نہ ہی حضور اُن کو کھانے کا حکم فرماتے۔

۵۰۴۲۔ شرح : مائدہ کا اطلاق دسترخوان پر ہوتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف دست اقدس اس لئے نہ بڑھایا تھا کہ آپ طبعی طور پر اسے پسند نہ فرماتے تھے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ گوہ حرام تھی، کیونکہ حرام ہوتی تو حضور کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔ اور نہ اس کو کھانے کا حکم فرماتے۔ یہ ابتداء اسلام میں تھا اس کے بعد گوہ کو حرام کر دیا جبکہ ابوداؤد میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا۔ نیز یہ خیانت میں سے ہے اور



أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ عَلَى  
رُوحَةٍ مِنْ خَيْرِ فَخْضَتِ الصَّلَاةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْ إِلَّا  
سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ وَلَكِنَّا مَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلَّى  
وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُسْتَبْطِئَ لَمْ يَفْعَلْ مَا هُوَ

۵۰۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ

اللہ تعالیٰ نے خباثت کو حرام فرمایا ہے۔

## بَابُ سِتْوٍ

۵۰۴۲۔ ترجمہ : سُوید بن نعمان نے ذکر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صہبَاءِ مقام  
میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ یہ مقام خیر سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ نماز  
کا وقت آگیا تو حضور نے کھانا طلب فرمایا اور ستوؤں کے سوا کچھ نہ پایا۔ آپ نے وہی کھائے اور ہم  
نے بھی آپ کے ساتھ کھائے پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی پھر نساہ پڑھی۔ ہم نے بھی آپ  
کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے وضو نہ فرمایا۔

۵۰۴۲۔ شرح : قولہ فلاک،، یہ لوگ سے ہے اس کے معنی ہیں کسی شئی کو نکلنے  
کے لئے منہ میں پھیرنا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ستو  
کھانے سے وضو نہیں جاتا، حالانکہ وہ آگ سے بھنے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جس شئی کو آگ نے مس کیا  
ہو وہ کھانے سے وضو نہیں فاسد نہیں ہوتا ہے۔



ابن سہل بن حنیف الانصاری ان ابن عباس اخبرہ ان خالد  
ابن الولید الذی یقال لہ سیف اللہ اخبرہ انه دخل مع رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی میمنۃ وہی خالتہ وخالتہ ابن عباس  
فوجدہ عندہا ضباً فحذوا قدمہ بہ اُختہا حفیدۃ بنت الحارث  
من نجد فقد مت الضب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وكان  
قل ما یقدم یدہ ل طعام حتی یحدث بہ ویسمی لہ فاموی رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ الی الضب فقالت امرأة من النسوة الحضور  
اخبرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قدمتن لہ هو الضب یا  
رسول اللہ فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ عن الضب  
فقال خلد بن الولید احرأ الضب یا رسول اللہ قال لا ولكن  
لم یکن بارض قومی فاجدنی اعافہ قال خلد فاجترأ فاکلتہ  
ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُنظر الی

باب۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے  
کوئی شئی پیش کی جاتی تو اسے تناول نہ فرماتے تھے کہ  
آپ ذکر کیا جاتا تو آپ جان لیتے کہ یہ کیا ہے ۴

۵۰۴۳۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خالد بن ولید جیسے سیف اللہ



اللہ کی تلوار) کہا جاتا ہے نے ان کو خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ ان کی اور ابن عباس کی خالہ ہیں۔ پیسے ان کے پاس تھے۔ یعنی ہوتی گوہ پانی جس کو میمونہ ہمیشہ حنفیہ بنت حارث نجد سے لاتی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے گوہ بھی گئی حضور کھانے کی طرف مانتہ نہ بڑھایا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کو خبر دی جاتی اور آپ کو بتایا جاتا کہ یہ فلاں شئی ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف دست اقدس بڑھایا تو وہاں موجود عورتوں میں سے کسی عورت نے کہا جو کچھ تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا ہے وہ حضور کو بتا دو یا رسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں پائی جاتی ہے میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ خالد نے کہا میں نے گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو کھانا شروع کیا، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ رہے تھے۔

شرح — ۵۰۴۳ : ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا، خالد بن ولید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں کی خالہ ہیں کیونکہ میمونہ، لبابہ صغریٰ جو خالد بن ولید کی والدہ

ہیں۔ لبابہ کبریٰ جو ابن عباس کی والدہ ہیں اور ام حنفیہ آپس میں بہنیں ہیں اور حارث بن حزن کی لڑکیاں ہیں۔ دراصل حنفیہ اہل نسبت کے نزدیک ام حنفیہ محفوظ ہے۔ ان کا نام ہنزیلیہ ہے۔ اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور احمد بن حنبل نے استدلال کیا کہ گوہ کھانا جائز ہے۔ ظاہر یوں کا مذہب بھی یہی ہے۔ ابن حزم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک گوہ حلال ہے۔ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا کہ گوہ حرام ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے منع فرمایا جبکہ حضور سے اس کے کھانے کے متعلق پوچھا گیا۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ نے گوہ کو حرام کہا ہے کیونکہ بعض احادیث اس کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں جبکہ اور احادیث اس کی حرمت ظاہر کرتی ہیں۔ لہذا محرم کو مؤخر مانا جائے گا اور وہ اباحت کا ناسخ ہے۔

امام محمد بن حسن نے اسود کے واسطے سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوہ نذرانہ پیش کی گئی تو آپ نے اس کو نہ کھایا اور مجھے کھانے سے منع نہ فرمایا۔ اتنے میں ایک سائل آگیا تو ام المؤمنین عائشہ نے ارادہ کیا کہ گوہ اسے دیدیں تو حضور نے فرمایا کیا اس کو ڈیتی ہو جو خود نہیں کھاتی ہو۔ یہ حدیث نہی تحریم پر دلالت کرتی ہے۔ نیز ابوداؤد نے باب الاطعمہ میں عبدالرحمن بن شبل سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ گویا اس حدیث کے اسناد میں اسماعیل بن عیاش ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن بخاری نے کہا اسماعیل بن عیاش شامیوں سے روایت کریں تو اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے یحییٰ بن معین نے بھی یہی کہا ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے جو اس کی صحت کی دلیل ہے۔



## بَابُ طَعَامِ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ

۵۰۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ  
كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْارْبَعَةِ

## بَابُ اِیْک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے

یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کی بھوک سے کفایت کرتا ہے۔ یہ عنوان صحیح حدیث کے الفاظ ہیں، چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

ترجمہ: ۵۰۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا کھانا

چار کے لئے کافی ہے۔

شرح: ۵۰۴۴۔ یعنی جس کھانے سے دو آدمی سیر ہو سکتے ہیں اس سے تین بھی سیر ہو سکتے ہیں اور جس سے تین سیر ہو سکتے ہیں اس سے چار آدمی

بھی سیر ہو سکتے ہیں۔ مطلب نے کہا ان احادیث سے مراد کفایت پر قناعت کرنا ہے۔ یعنی مقتدر کفایت میں حصہ مراد نہیں، بلکہ اس سے مراد باہم موافقت ہے دو آدمی کھانا کھاتے ہوں تو انہیں تیسرے کو کھانے میں شامل کر لینا چاہیے۔ اسی طرح چوتھے کو کھانے میں شریک کر لینا چاہیے۔

ابن منذر نے کہا: ابو ہریرہ کی حدیث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ کھانا اکٹھے ہو کر کھانا چاہیے، کیونکہ اس میں برکت ہے علیحدہ علیحدہ نہیں کھانا چاہیے۔ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی کہ مل کر اکٹھے کھاؤ اور جدا جدا ہو کر نہ کھاؤ۔



## بَابُ الْمُؤْمِنِ يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاحِدٍ

۵۰۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُوْتِيَ بِمَسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ فَادْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تَدْخُلْ عَلَى هَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاحِدٍ وَأَنَّ الْكَافِرَ وَالْمُنَافِقَ فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَقَالَ ابْنُ بَكِيرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

## بَابُ — مومن ایک آنت میں کھاتا ہے،

یعنی مومن کم خوار ہوتا ہے تاکہ عبادت کرنے میں سستی واقع نہ ہو۔ معاً بحسب المہیم اس کی جمع امعاء ہے اور تشبیہ معان ہے۔ پیٹ میں سات آنتیں ہیں ہر ایک کا نام علیحدہ ہے۔ اطباء نے ان کی تشریح کی ہے، ترجمہ: نافع نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھانا نہ کھاتے تھے حتیٰ کہ

کوئی مسکین لایا جاتا تو اس کے ساتھ کھاتے۔ میں ایک دن ایک آدمی کو لایا جو ان کے ساتھ کھانا کھائے اُس نے بہت کھایا۔ عبد اللہ نے کہا اے نافع اب اس کو میرے پاس نہ لانا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۰۴۵ — شرح: یعنی حریص کافر سات آنتیں پُر کرتا ہے جو جسم کی تربیت میں رکھتا ہے اور شہوتِ حیوانی کی استیفاء سے محبت کرتا ہے سلطان کے کم کھانے



اور کافر کے بسیار کھانے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مسلمان کھانے کی ابتداء میں اللہ کا نام ذکر کرتا ہے جس سے شیطان بھاگتا ہے اور وہ اس کے ساتھ کھانے میں شرکت کی جسارت نہیں کرتا اور جو وہ کھاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور کافر اللہ کا نام ذکر نہیں کرتا اور شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتا ہے اور طعام کی برکت اچھ جاتی ہے جیسا کہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہوتا ہے۔ نیز مسلمان کا کم کھانا اس لئے ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا سستی پیدا کرتا ہے اور مسلمان نہیں چاہتا ہے کہ عبادت کرنے میں سستی کرے۔ نیز زیادہ کھانے سے وضو جلد فاسد ہو جاتا ہے، حالانکہ بعض عبادتوں میں وضو شرط ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لئے وضو واجب ہے اور مسجد میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے اور حدیث میں مذکور شخص اگرچہ مسلمان تھا لیکن وہ طبیعت کفر اور نفاق کی علامت رکھتا تھا۔ اس لئے عبد اللہ عمرؓ نے چاہا کہ اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرے۔ مسلمان بھی اگر کھانے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ ابو عبد الرحمن حبلی کے ذریعہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات آدمی آئے۔ حضور کے صحابہ کرام ان میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لے گئے جبکہ ایک کو حضور گھر لے گئے اور اس سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اس نے ابوغزوٰان بتایا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات بکریاں دوہیں وہ سات کا دودھ پی گیا۔ پھر اُس سے حضور نے فرمایا اے اباغزوٰان کیا تجھے اسلام کی خواہش ہے؟ عرض کیا جی ہاں! اور وہیں مسلمان ہو گیا۔ حضور نے اس کے سینہ پر دست اقدس پھیرا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک بکری دوہی تو وہ ایک بکری کا دودھ نہ پی سکا فرمایا اے اباغزوٰان کیا وجہ ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم ہے جس آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں یقیناً سیر ہو گیا ہوں فرمایا کل تیری سات آنتیں بھٹیں اور آج تیری صرف ایک آنت ہے۔

قرطبی نے کہا سات آنتوں سے مراد سات صفات ہیں جو کافر میں پائی جاتی ہیں وہ طبعی خواہش، شہوت نفس، آنکھ کی شہوت، منہ کی خواہش، کان کی خواہش، ناک کی خواہش، بھوک کی خواہش، یہ آخری ضروری ہے جس میں مومن کھاتا ہے اور کافر سب میں کھاتا ہے۔ مگر یہ اغلب کے اعتبار سے ہے ورنہ بعض مسلمان بھی بہت کھاتے ہیں، چنانچہ میرا ایک ساتھ پانچ سیر حلوہ کھا جاتا تھا۔

## باب مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

اس کے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے



۵۰۴۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ أَبُو نَهْيِكَ رَجُلًا أَكُولًا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ  
أَمْعَاءٍ قَالَ فَأَنَا أَوْ مِنْ بِلَلٍ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰۴۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ ابْنِ

الزُّنَادِ عَنِ الْأَوْعَرِ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِي مَعَى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ

أَمْعَاءٍ ۵۰۴۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ ابْنِ حَارِثٍ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ

أَكْلًا كَثِيرًا فَاسْتَلِمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيلًا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي

سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

۵۰۴۶ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کس کو ذکر کیا۔ عبید اللہ نے کہا وہ سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابن بکیر نے کہا ہم سے مالک نے نافع اور ابن عمر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی۔

۵۰۴۷ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا ابو نہیک بہت کھاتا تھا اس کو عبد اللہ

ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابو نہیک نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ (ابو نہیک مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا۔ کھانا بہت کھاتا تھا)



## بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِنًا

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا مُسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْرَعِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَحْفَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَكْلُ مُتَّكِنًا

۵۰۴۸۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان ایک آنت میں اور کافرسات آنتوں میں کھانہ

۵۰۴۹۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی بہت کھاتا تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ بہت بھڑا کھاتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو حضور نے فرمایا مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا۔

۵۰۴۹۔ شرح : علماء نے کہا سات آنتوں کا ذکر مبالغہ کے لئے مقصود یہ ہے کہ مومن دنیا کی نعمتیں کم چاہتا ہے اور زہد و تقویٰ کا خواہشمند ہوتا ہے۔ خصوصی طور پر کھانا مراد نہیں اگرچہ کم کھانا مسلمانوں کا بہترین خلق ہے۔ امام طحاوی نے کہا میں نے ابن عمر سے سنا ہے کہ علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو دنیا کے اسباب میں رغبت پر محمول کیا ہے یعنی مسلمان وہ ہے جو دنیاوی زیب و زینت میں رغبت کم کرے اور کافروں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دنیا کے اسباب میں رغبت زیادہ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

## بَابُ تَكْيِہِ لُكَاكِرِ کھانا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تکیہ لگا کر کھانے کا جواز یا ممانعت ذکر نہیں کی؛ کیونکہ حدیث میں صراحت اس کی ممانعت مذکور نہیں؛ البتہ ترمذی نے اس باب کا عنوان یہ ذکر کیا ہے ”باب ما جاء فی کراہیۃ الاکل مُتَّكِنًا“، پھر اس کے تحت ابو جحیفہ کی حدیث ذکر کی۔ اور تکیہ لگا کر کھانے کی احادیث کو کراہت پر محمول کیا جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کی کہ کثیر صحابہ اور تابعین تکیہ لگا کر کھاتے تھے۔ پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ تکیہ لگا کر کھانے سے مراد کیا ہے؟ بعض



## ۵۰۵۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْرَعِ عَنْ أَبِي جَحْفَةَ قَالَ كُنْتُ  
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ لَا أَكُلُ  
وَأَنَا مُتَكِيٌّ

بعض نے کہا چار زانوں بیٹھنا ہے۔ بعض کہتے ہیں بچھونے پر بیٹھ کر کھانا ہے۔ بعض کہتے ہیں اپنی ایک جانب یا ایک ہاتھ پر تکیہ لگانا ہے۔ یہ متکیرین کی عادت ہے۔ غالباً حدیث اسی حالت پر محمول ہے۔

۵۰۵۰۔ ترجمہ : ابو جحیفہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا

۵۰۵۱۔ ترجمہ : ابو جحیفہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے اپنے پاس ایک آدمی سے فرمایا میں

۵۰۵۱۔ شرح : ابو جحیفہ کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ تکیہ لگا کر کھانا مکروہ ہے۔

جیسا کہ ترمذی میں مذکور ہے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ کثیر صحابہ اور تابعین تکیہ لگا کر کھاتے تھے، چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس، خالد بن ولید، عبیدہ سلمانی، محمد بن سیرین، عطاء بن یسار اور زہری سے ذکر کیا کہ یہ مطلقاً جائز ہے۔ بہر حال اس میں کراہت، تنزیہ ہو سکتی ہے یا اسے خلاف اولیٰ کہا جاسکتا ہے۔ لہذا مستحب یہ ہے کہ دونوں گھٹنوں پر بیٹھ کر دونوں قدم ایک طرف نکال کر کھائیں یا دایاں پاؤں زمین پر گاڑیں اور بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ کر کھائیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو داؤد میں عبد اللہ بن عمرو کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل کے ساتھ ایک فرشتہ بھیجا اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ عبد نبی ہوں یا بادشاہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں عبد نبی ہوں اس کلمہ کے بعد آپ نے کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ (یعنی)

نیز علی بن عبد الرحمن میں عبد اللہ بن سائب بن خطاب نے والد سے اُٹھوں نے ان کے دادے سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر خشک گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرو کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ فرشتہ کے واقعہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھانا کھاتے کبھی نہیں دیکھا گیا اور سائب کی حدیث باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

تکیہ لگانے کی حالت میں کھانا نہیں کھانا۔



## بَابُ الشَّوَاءِ

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَجَاءَ بِعُجْلٍ حَنِيدٍ

۵۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ

يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ

حَنِيفٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَلِيدِ ابْنِ الْوَلِيدِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَأَهْوَى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ ضَبٌّ

فَأَمْسَكَ يَدَهُ قَالَ خَلِدٌ أَحْرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ لَا يَكُونُ بِأَرْضِ قَوْمِي

فَاجِدُنِي أَعَافَهُ فَأَكَلَ خَلِدٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

قَالَ مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مُحْنُوذٍ

## بَابُ — بُهْنَاهُؤُاْ كَوْشَتِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بُهْنَاهُؤُاْ بچھڑالے کر آئے

قرآن کریم کی آیت کریمہ کو بُهْنَاهُؤُاْ گوشت کھانے کی تائید کے لئے ذکر کیا ہے، کیونکہ پہلی شریعتوں کے خلاف اس شریعت میں کوئی حکم نازل نہ ہو تو وہ ہمارے لئے حجت ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ شرائع ابراہیمی کے خلاف شریعت محمدی نازل نہیں ہوئی، لہذا بچھڑے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور درداہیل علیہم السلام چار فرشتے لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صاحبزادے کی بشارت دینے خوبصورت نوجوانوں کی صورت میں آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ مہمانوں کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے وہ ان کی مہمانی کے لئے گھر سے ایک بُهْنَاهُؤُاْ بچھڑالے آئے الخ

۵۰۵۲۔ ترجمہ: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوئی گوہ کا



## بَابُ الْخَزِيرَةِ

قَالَ النَّصْرُ الْخَزِيرَةُ مِنَ النَّخَالَةِ وَالْحَرِيرَةُ مِنَ اللَّبَنِ  
 ۵۰۵۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ  
 عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ  
 عَنْ عِثْبَانَ ابْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مِمَّنْ شَهِدَ بَدْءًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصْرِي وَأَنَا أَصْلِي لِقَوْمِي فَإِذَا  
 كَانَتْ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَا أَسْتَطِيعُ  
 أَنْ أَتِيَ مُسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّكَ  
 تَأْتِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي فَاتَّخِذْهُ مُصَلًّى فَقَالَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ  
 قَالَ عِثْبَانُ فَعَدَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ  
 أُرْتَفَعَتِ النَّهَارُ فَاسْتَاذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ

پیش کیا گیا۔ حضور نے اس کو کھانے کے لئے ہاتھ مبارک بڑھایا تو عرض کیا گیا یہ گوہ ہے۔ حضور نے دستِ اقدس روک لیا۔ حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں پائی جاتی۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ پس خالد بن ولید نے کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ امام مالک نے ابن شہاب سے ”بَضْبٌ مَشْوِيٌّ“ کا بدل ”بَضْبٌ مَحْمُودٌ“ ذکر کیا ہے (حدیث ۵۰۴۲ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ خَزِيرَةٍ

نصر نے کہا خنزیرہ میدے سے اور حریرہ دودھ سے بناتے ہیں



يَجْلِسُ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِي أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أَصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ  
فَاشْرَتُ إِلَى نَاحِيَةِ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ  
فَصَفَّقْنَا وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَحَسَنَّا لَهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعْنَاهُ  
فَنَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذُو عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوا  
فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَيْنَ مُلِكُ بْنُ الدَّخِيشَنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ  
مَنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّ النَّبِيُّ

جوہری نے کہا گوشت کا باریک قیمہ کر کے دیگ میں ڈالتے ہیں پھر  
اس میں خوب پانی ڈال کر اس کے نیچے آگ جلاتے ہیں۔ جب قیمہ پک  
جائے تو اس پر آٹا ڈالتے ہیں اس کو خزیرہ کہتے ہیں اور اگر گوشت کی  
جگہ کوئی اور شئی ہو تو اس کو عصیدہ کہتے ہیں۔

ترجمہ : محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ عتبہ بن مالک جو نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ان انصار صحابہ کرام میں سے ہیں جو جنگ بد  
۵۰۵۳ — میں حاضر ہوئے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ !  
میری نظر کمزور ہو چکی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں جب بارشیں ہوں تو نالہ جو میرے اور ان کے  
درمیان ہے بہتے لگتے ہیں تو میں نماز پڑھانے کے لئے ان کی سجد میں نہیں جاسکتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر میں نماز پڑھیں تو میں اس جگہ کو جہاں حضور نماز پڑھیں نماز پڑھنے کی  
جگہ بنالوں گا۔ حضور نے فرمایا میں انشاء اللہ ضرور یہ کروں گا۔ عتبہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اور ابوبکر صدیق صبح کو تشریف لائے جبکہ سورج بلند ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کی  
تو میں نے حضور کو اجازت دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بیٹھے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے فرمایا  
تم اپنے گھر میں کوئی جگہ پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھوں ! میں نے مکان کے ایک طرف اشارہ کیا  
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی ہم نے پیچھے صف بندی کی۔ حضور نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام



صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلُ إِلَّا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُؤَيِّدُ بِذَلِكَ  
وَجْهَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَأَنَا نَرِي وَجْهَهُ وَنُصِيحَتَهُ  
إِلَى الْمُنَافِقِينَ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
يُبْتَغَى بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحَصِينَ  
ابْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَائِرِهِمْ  
عَنْ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ فَصَدَّقَهُ

### بَابُ الْأَوْقَطِ

وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِفَةِ  
فَالْقَى الثَّمْرَ وَالْأَوْقَطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ  
صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا

پھیر دیا ہم نے حضور کو خزیرہ پیش کیا جو ہم نے تیار کیا تھا۔ اہل محلہ سے بے شمار لوگ گھر میں جمع ہو گئے  
سب موجود تھے اُن میں سے کسی نے کہا مالک بن دخیش کہاں ہے؟ کسی نے کہا وہ منافق ہے اللہ اور  
اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کہو کیا تم نے اسے دیکھا نہیں کہ  
وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ اور  
اس کا رسول جلتے ہیں یا کہا ہم نے کہا ہم اس کا چہرہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کی جانب دیکھتے ہیں حضور  
نے فرمایا جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہے اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر  
حرام کر دیتا ہے۔ ابن شہاب نے کہا پھر میں نے حصین بن انصاری جو قبیلہ بنی سالم کا ایک فرد اور اُن کے  
سرदारوں سے ہے۔ محمود کی حدیث کے مطلق پوچھا تو اُنھوں نے اس کی تصدیق کی۔

(حدیث ۴۱ ج ۱ : اس کی تشریح دیکھیں)



۵۰۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ  
أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَهْدَتْ خَالَتِي  
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَبَابًا وَأَقِطًا وَلَبَنًا فَوَضَعَ الضَّبَّ  
عَلَى مَائِدَتِهِ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوضِعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَآكَلَ الْأَقِطَ

## بَابُ السَّلَقِ وَالشَّعِيرِ

۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ  
بِیَوْمِ الْجُمُعَةِ كَأَنَّا لَنَاجُوزَاتُ أَخَذَ أَصُولَ السَّلَقِ فَتَجَعَلَنِي قَدِيرَ

## بَابُ بَنِی

حمید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا  
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیّی سے خلوت کی اور کھجوریں  
پنیر اور گھی دسترخوان پر رکھے،

یہ حضور کا ولیمہ تھا معلوم ہوا کہ ولیمہ میں گوشت کھلانا ضروری

نہیں اس کے بغیر بھی دعوت ولیمہ کی جاسکتی ہے،

۵۰۵۶۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خالہ ام حنیفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو پنیر اور دودھ نذرانہ بھیجا۔ آپ کے دسترخوان پر گوہ رکھی گئی۔ اگر گوہ حرام

ہوتی تو آپ کے دسترخوان پر نہ رکھی جاتی۔ حضور نے دودھ پیا اور پنیر کھایا۔ (حدیث ۵۰۴۳ کی شرح دیکھیں)



لَهَا فَجَعَلَ فِيهِ حَبَاتٍ مِّنْ شَعِيرٍ إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْ إِلَيْنَا  
وَكُنَّا نَتَغَدَّى وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللَّهُ مَا فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ

## بَابُ النَّخْسِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ

۵۰۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا  
حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَعَرَّقَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتْفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَعَنْ أَيُّوبَ  
وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِرْقًا مِنْ قِدْرِ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

## بَابُ چقندر اور جو

۵۰۵۵۔ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے، کیونکہ

ہمارے ایک بڑی بھٹی جو چقندر کی جڑیں لیتی اور ان کو ہنڈی میں ڈالتی پھر اس میں جو کے چند دانے ڈال کر  
پکاتی۔ جب ہم نماز جمعہ پڑھ لیتے تو اس کی زیارت کرنے جاتے تو وہ ہمارے قریب کرتی۔ اس لئے ہم جمعہ  
کے دن بہت خوش ہوتے تھے اور ہم جمعہ کے بعد ہی ناشتہ اور قیلولہ کرتے تھے۔ بخدا اس میں نہ تو چربی  
ہوتی اور نہ کوئی چکنائی ہوتی تھی۔ (شحم چربی اور ودک چکنائی ہے یہ عام کا عطف خاص پر ہے)

## بَابُ گوشت اگلے دانتوں سے نوج کر اور

پکھنے سے کچھ پہلے ہنڈیا سے نکال کر کھانا

نکالنا

نخس کے معنی اگلے دانتوں سے گوشت نوجنا۔ انتشال نسل سے ہے اس کے معنی ہیں گوشت سے پہلے ہنڈی



## ۵۰۵۶ بَابُ تَعْرِقِ الْعَصَدِ

۵۰۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخُومَكَةَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۵۰۵۶ — ترجمہ : محمد بن سیرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شانہ کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا۔ پھر اٹھے اور نماز پڑھی اور وضوء نہ فرمایا۔ ایوب اور عاصم نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈی سے گوشت والی ہڈی نوچ کر کھائی۔ پھر نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۵۰۵۶ — شرح : تعرق کے معنی ہیں دانتوں کے ساتھ ہڈیوں سے گوشت نوچنا۔ ان کے معنی بھی یہی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس اسناد میں محمد سے مراد محمد بن سیرین ہیں۔ ان کی ابن عباس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ انھوں نے صرف عکرمہ سے روایت کی ہے۔ ابن مدینی نے کہا شعبہ نے کہا محمد بن سیرین نے صرف عکرمہ سے احادیث کی روایت کی ہے مختار بن ابی عبیدہ کے زمانہ میں اس نے عکرمہ سے ملاقات کی تھی اور ابن عباس سے کچھ نہیں سنا۔ بخاری میں صرف یہ حدیث ہے جو محمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کھانا آگ پر پکایا جائے وہ کھانے سے وضوء ناقض نہیں ہوتا اور جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جس کو آگ نے مست کیا ہو وہ کھانے سے وضوء فاسد ہو جاتا ہے۔ اس حدیث نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔

## بَابُ شَانِهِ كَاْغُوشْتٍ نُوْجِ كَر كْهَانَا

۵۰۵۷ — ترجمہ : ابو قتادہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف نکلے۔ ابو قتادہ نے کہا میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے



جَعْفَرُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ  
 أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رَجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوا أَحْمَارًا  
 وَحَشِيًّا وَأَنَا مُشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي لَهُ وَأَحْبَبُوا  
 لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ  
 ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُونِي السَّوْطَ  
 وَالرُّمْحَ فَقَالُوا إِلَّا وَاللَّهِ لَا نَعِينُكَ عَلَيْهِ شَيْءٌ فغَضِبْتُ فَتَزَلْتُ  
 فَأَخَذْتُ ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ  
 بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوا فِيهِ يَا كَلُونَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكَّوْا فِي أَكْلِهِمْ  
 أَيَّاهُ وَهُمْ حُرْمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَصْدَ مَعِيَ فَأَذْرَكُنَا رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ

ساتھ مکہ معظمہ کے راستہ میں ایک مقام میں بیٹھا ہوا تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے  
 قیام کئے ہوئے تھے اور صحابہ کرام احرام باندھے ہوئے تھے جبکہ میں محرم نہ تھا۔ لوگوں نے حمار وحشی دکاؤں  
 دیکھا اور میں جوتی سینے میں مشغول تھا لوگوں نے مجھے گاؤں کی خبر نہ دی لیکن وہ چاہتے تھے کہ میں خود بخود  
 اس کو دیکھ لوں۔ اچانک میں ادھر متوجہ ہوا تو اس کو دیکھ لیا پھر میں گھوڑے کی طرف گیا اور اس پر زین  
 کستی پھر میں سوار ہو گیا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا۔ لوگوں نے کہا بخدا! ہم تیری کچھ مدد نہیں کریں گے۔ میں  
 غصہ سے بھر گیا اور گھوڑے سے اتر کر کوڑا اور نیزہ پکڑا پھر سوار ہو گیا اور گاؤں پر حملہ کیا اور اس کے  
 پاؤں کاٹ ڈالے پھر وہ لے کر صحابہ کرام کے پاس آیا حالانکہ وہ مرچکا تھا وہ اس میں واقع ہوئے اور  
 اس کو کھانا شروع کر دیا۔ پھر انھوں نے اس کے کھانے میں شک کیا، حالانکہ وہ سب محرم تھے۔ پس ہم نے



فَنَاولَتْهُ الْعَصْدَ فَأَكَلَهَا حَتَّى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ  
وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ

### بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسَّكِينِ

۵۰۵۸ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ

الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عُمَرُو  
ابْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ  
كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَالْقَاهَا وَالسَّكِينِ الَّتِي  
يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

راستہ لیا اور میں نے اس کا شانہ پوشیدہ رکھ لیا۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور  
حضور سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ میں نے حضور  
کو شانہ پیش کیا۔ آپ نے وہ کھایا حتیٰ کہ دانتوں کے ساتھ اس کا گوشت نوچ کر کھایا؛ حالانکہ آپ  
محرم تھے۔ محمد بن جعفر نے کہا مجھے زید بن اسلم نے عطاء بن یسار کے ذریعہ ابوقتادہ سے اس طرح خبر دی  
شرح : عراق اس ہڈی کو کہتے ہیں جس پر گوشت نہ ہو۔ اگر ہڈی پر گوشت ہو تو اس کو  
عرق کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے تعرقت العظم واعرقتہ "میں نے ہڈی سے

۵۰۵۷ —

گوشت نوچا (حدیث ۱۷۰۶ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

### بَابُ چھری سے گوشت کاٹنا

۵۰۵۸ — ترجمہ : عمرو بن اُمیہ نے جعفر بن عمرو کو خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کا شانہ جو آپ کے ہاتھ مبارکہ میں تھا چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے آپ کو  
نماز کے لئے بلایا گیا تو شانہ اور چھری جس سے گوشت کاٹتے تھے پھینک دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز



## بَابُ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ

۵۰۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ

الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ أَنْ أَشْتَهَا أَكْلَهُ وَأَنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ

پرہی اور وضو نہ کیا۔

۵۰۵۸۔ شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن حزم سے نقل کیا گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے۔ نیز روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں؛ کیونکہ روٹی وغیرہ کو چھری سے کاٹنے میں ہنہی وارد نہیں ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طبرانی نے ابن عباس اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ روٹی چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ جیسے عجمی کرتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی گوشت کھانے کا ارادہ کرے تو اس کو چھری سے نہ کاٹے لیکن اس کو ہاتھ میں پکڑ کر دانتوں سے نوچ کر کھائے۔ نیز ابوداؤد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گوشت چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ؛ کیونکہ یہ عجمیوں کی عادت ہے۔ اس کو دانتوں سے نوچ کر کھاؤ، اس کا جواب یہ ہے کہ طبرانی کی حدیث کی سند میں عباد بن بشر ثقفی ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابوداؤد کی حدیث کے متعلق نسائی نے کہا ابو معشر کی بہت حدیثیں منکر ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔ ابن عدی نے اس کو ضعیف غیر متابع علیہ کہا ہے۔ ابو معشر کا نام صحیح ہے (عینی)

## بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کبھی کھانے پر عیب نہیں لگایا

یعنی حلال کھانے کو کبھی حضور نے برا نہیں کہا اور حرام کھانے کی مذمت فرماتے تھے اور اس کے تناول سے رکتے اور منع فرماتے تھے؛ کیونکہ عیب لگانا خلقت کے اعتبار سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو معیوب جاننا



## بَابُ النَّفْرِ فِي الشَّعِيرِ

۵۰۶۔ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلًا هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفْيَ قَالَ لَا فَقُلْتُ كُنْتُمْ تَخْلُونَ الشَّعِيرَ قَالَ لَا وَلَكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ

جائز نہیں۔ اگر وہ لوگوں کی بنائی ہوئی ہو تو مکروہ نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طعام کے آداب سے یہ ہے کہ اس پر عیب نہ لگایا جائے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی طعام کو معیوب نہیں جانا اگر اس کی خواہش ہوتی تو تناول فرماتے اگر خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے ! (حدیث ۳۳۶ ج ۵ : کی شرح دیکھیں)

## بَابُ جَوْكَ آٹے میں پھونک مارنا

یعنی جو پیسنے کے بعد اس میں پھونک مارنا تاکہ چھلکے وغیرہ اڑ جائیں اور خالص آٹا باقی رہ جائے اور چھاننی سے نہ چھانا جائے پھر اسے روٹی یا سٹو وغیرہ کے لئے استعمال کیا جائے۔

۵۰۶۔ — ترجمہ : ابو حازم نے کہا کہ اُنھوں نے سہل سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں میدہ کی روٹی دیکھی تھی؟ سہل نے کہا نہیں میں نے کہا کیا تم جو کا آٹا چھانتے تھے؟ کہا نہیں لیکن ہم اسے پھونک لیا کرتے تھے۔

۵۰۶۔ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میدہ کی روٹی نہ دیکھنا بعثت کے بعد ہے، کیونکہ بعثت سے پہلے حضور شام کی طرف تجارت کے لئے جایا کرتے تھے اور وہاں میدہ کی روٹی بکرت تھی۔ اسی طرح چھاننیاں



## بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ

۵۰۶۱ — حَدَّثَنَا أَبُو النَّعْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ عَبَّاسِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي عُمَرَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي مُرَّةٍ قَسَمَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ ثَمَرًا فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ

سَبْعَ ثَمَرَاتٍ أَحَدَهُنَّ حَشْفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ ثَمَرَةٌ أُعْجِبُ إِلَى مِنْهَا

شَدَّتْ فِي مَصَاغِي

وغیرہ بھی وہاں بکثرت تھیں؛ لہذا حضور نے وہاں میدے کی روٹی اور چھاننی وغیرہ یقیناً دیکھی ہوگی اور بعثت کے بعد آپ مکہ معظمہ، طائف اور مدینہ منورہ ہی رہے۔ البتہ تبوک جو شام کے اطراف میں ہے وہاں تشریف لے گئے، لیکن وہاں طویل اقامت نہ فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ بعثت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تاجر نہ تھے؛ کیونکہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کی جانب نکلے جبکہ آپ کی عمر شریف بارہ سال دو ماہ دس دن تھی (واقعی) بحیرہ راسب کا واقعہ اسی سفر میں تھا۔ پھر دوسری بار پچیس برس کی عمر شریف میں خدیجۃ الکبریٰ کے غلام کے ساتھ مال لے کر شام کی طرف تشریف لے گئے اور بصری سے تجاوز نہ کیا اور بخوڑی مدت بعد واپس تشریف لے آئے اور کوئی شئی نہ تھی؛ لہذا میدہ کی روٹی اور چھاننی وغیرہ کو دیکھنا متصور نہیں ہوتا؛ کیونکہ حضور نے اس مدت میں رومیوں سے میل جول نہیں فرمایا اور نہ ان کے ہاں کھانا کھایا تھا تو میدے کی روٹیوں کو کیسے دیکھا ہوگا اور ایسے ہی چھاننیاں آپ کے پیش نظر نہ ہوئیں تو ان کو دیکھنا غیر یقینی ہوگا۔ پھر بعثت کے بعد حضور نے میدہ کی روٹی اور چھاننی کی سماعت کی تھی؛ کیونکہ عدم رؤیت عدم سماعت کو مستلزم نہیں؛ کیونکہ ان کی چھاننیاں موجود تھیں، لیکن ان کو استعمال نہ کرتے تھے اور صرف پھونک لیا کرتے تھے اور اسی پر اکتفا کرتے تھے۔ جو کا آٹا ہو یا کسی اور طعام کا آٹا ہو وہ اسی طرح کیا کرتے تھے؛ چونکہ عموماً ان کا طعام جو تھے اسی لئے یہ ذکر کئے ہیں۔ غایت بانی الباب یہ ہے کہ دنیاوی زہادت کے باعث حضور نے چھاننی طلب نہیں کی۔ اس لئے اس کو عیاں نہ دیکھا تھا اور نہ ہی چھاننی سے صاف کردہ آٹے کی روٹی کھاتی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!



۵۰۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ  
جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي  
سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ  
أَوِ الْحُبْلَةِ حَتَّى يَضَعَ أَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ  
تَعْزِرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ خَسِرْتُ إِذَا وَضِلْتُ سَعْيِي

## باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کیا کھاتے تھے؟

۵۰۶۱۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں کھجوریں تقسیم فرمائیں اور ہر ایک سات سات کھجوریں دیں اور مجھے بھی سات کھجوریں  
دیں جن میں سے ایک ردی کھجور تھی۔ اُن کھجوروں میں سے مجھے ردی کھجور سے زیادہ پسند کوئی کھجور نہ تھی  
کیونکہ وہ چلنے میں سخت تھی۔

۵۰۶۱۔ شرح : اس سے مقصود فقر کا اظہار ہے؛ کیونکہ اس وقت ابوہریرہ  
رضی اللہ عنہ کا یہی حال تھا۔ حشفہ ردی کھجور ہے وہ کھجور پر نہیں  
پختی اور اس کی پختگی پوری نہیں ہوتی اور خشک ہو جاتی ہے۔ قولہ مَضَاغٌ، بفتح المیم وکسرًا، ابن اثیر  
نے کہا مَضَاغٌ، بفتح المیم وہ طعام ہے جو چبایا جائے نفس مضغ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔  
۵۰۶۲۔ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ  
میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں شخص تھا جو آپ پر

ایمان لائے تھے، اور ہمارا طعام صرف خاردار درخت کی پتیاں تھیں۔ حتیٰ کہ ہم بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے  
تھے۔ پھر بنو اسد مجھے اسلام کی تعلیم کرتے ہیں۔ اس وقت (یعنی اگر میں ان کی تعلیم کا محتاج ہوں) تو  
میں خارے میں پڑ گیا اور میرے عمل ضائع ہو گئے۔



۵۰۶۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ

عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ أَكَلَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ

قَالَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ كَانَ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰۶۲۔ شرح : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اُن دس حضرات میں سے ہیں ،

جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی تھی جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے ۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ قدیم الاسلام ہیں اور جو سب سے پہلے مسلمان

ہوئے تھے اُن میں آپ ساتویں ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق ، عثمان غنی ، علی المرتضیٰ ، زید بن حارثہ

زبیر بن عوام ، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں ۔ حبلہ میں راوی نے شک کیا ہے کہ

عام مفتوح اور باع مجزوم ہے یا دونوں مضموم ہیں اور وہ خاردار درخت ہے جسے کیکر یا جھاؤ کہا جاتا

ہے ۔ اس حدیث سے مقصد یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں سرور کائنات <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کی معیشت بہت کمزور تھی اس کے باوجود ان میں فتانت تھی اور اللہ تعالیٰ کے مقصوم پر راضی تھے ۔

قولہ تعزیر رونی ،، یہ تعزیر بمعنی تادیب ہے یعنی بنو اسد مجھے اسلام کے احکام کی تعلیم کرتے

ہیں ۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عمر فاروق کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے ۔

وہاں کے لوگوں نے عمر فاروق سے ان کی شکایت کی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے ہیں ۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ

نے انہیں مدینہ منورہ واپس بلا کر واقعہ کی تفتیش شروع کی جس میں وہ بری ثابت ہوئے اس لئے سعد نے کہا

اگر میں بنو سعد کی تادیب و تعلیم کا محتاج ہوں تو اس وقت میرے عمل رائیگاں گئے ؛ کیونکہ ہم نے کھن وقت

میں اسلام قبول کیا جبکہ ہم درختوں کے پتوں سے گزارہ کرتے تھے ۔ اس کے باوجود اگر ہم اسلام کے احکام میں ان کی

تعلیم کے محتاج ہیں تو ہمارے پہلے عمل تو ضائع ہو گئے اس واقع کی تفصیل ہم ص ۵۷ ج ۵ میں ذکر کر چکے ہیں بعض شرح

نے کہا بنو اسد سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ عمر فاروق بنی عدی سے ہیں اور وہ بنو اسد سے نہیں ۔

۵۰۶۳۔ ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعد سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



مُنْخَلَاوٍ مِنْ حِينَ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ  
تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ غَيْرَ مَنْخُولٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنُفَخُهُ فَيَطِيرُ مَا طَارَ  
وَمَا بَقِيَ ثَرِيكًا فَأَكَلْنَاهُ

۵۰۶۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رُوْحُ  
ابْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَضْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ قَائِلًا إِنَّ  
يَا كُلَّ فَقَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ  
يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ

نے میدہ کی روٹی کھائی ہے۔ سہل نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ کی روٹی نہیں دیکھی  
جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح پاک کو قبض کیا۔ ابو حازم  
نے کہا میں نے سہل سے کہا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمہارے پاس چھاننیاں  
ہوتی تھیں۔ سہل نے کہا جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے آپ  
نے چھاننی نہیں دیکھی حتیٰ کہ انتقال فرما گئے۔ ابو حازم نے کہا میں نے سہل سے کہا تم چھلنے بغیر جو کیسے کھاتے  
تھے۔ سہل نے کہا ہم انہیں پیستے تھے پھر مھونک لیا کرتے تھے اور جو اڑنے والا ہوتا اڑ جاتا اور جو اٹا  
باقی رہتا اسے گوند کر روٹی پکالتے تھے پھر اسے کھالتے تھے (حدیث ۵۰۶۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)  
ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کے پاس

۵۰۶۴۔

سے گزرے جن کے آگے بھنی ہوئی بکری تھی۔ انھوں نے ابو ہریرہ  
کو بلایا تو انھوں نے ان کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابو ہریرہ

۵۰۶۴۔

رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ خیال کیا تھا کہ سرور کائنات صلی اللہ

علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیاوی معیشت میں تنگی تھی۔ اس لیے بھنی ہوئی بکری کھانے سے



۵۰۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ  
ابْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَوَانٍ  
وَلَا فِي سَكْرَةٍ وَلَا خُبْرَةٍ مَرَّتَيْنِ قُلْتُ لِقَتَادَةَ عَلَى مَا يَأْكُلُونَ  
قَالَ عَلَى السُّفْرِ

۵۰۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلَ مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ الْبَرِّ ثَلَاثَ  
لَيَالٍ تَبَاعًا حَتَّى قُبِضَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے انکار کر دیا، حالانکہ اُنھوں نے ابو ہریرہ کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ابو ہریرہ نے کیوں انکار کیا؟ اس کا  
جواب یہ ہے کہ یہ ترکِ اجابت نہیں؛ کیونکہ حضور نے جس دعوت کو قبول کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اس  
دعوتِ ولیمہ مراد ہے ہر دعوت مراد نہیں۔

۵۰۶۵۔ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے خوان اور چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں نہیں کھایا اور نہ ہی حضور

کے لئے تیلی روٹی پکائی گئی تھی۔ میں نے قتادہ سے کہا وہ کس پر کھانا کھاتے تھے اُنھوں نے کہا دسترخوان  
پر کھاتے تھے (حدیث ۵۰۳۸-۳۹ جلد : ۷ کی شرح دیکھیں)

۵۰۶۶۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے گندم کی روٹی سیر ہو کر تین دن تک متواتر کبھی نہیں کھائی حتیٰ کہ وفات پا گئے۔

۵۰۶۶۔ شرح : طعام البر میں طعام کی اضافت عام کی اضافت خاص طرف ہے۔



## بَابُ التَّلْبِينَةِ

۵۰۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ  
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ  
ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِرُومَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبَخَتْ  
ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصَبَّتِ التَّلْبِينَةَ عَلَيْهَا قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ التَّلْبِينَةُ مُجَبَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ تَذْهَبُ  
بِبَعْضِ الْحُزَنِ

اگر طعام سے صرف گندم مراد ہو تو اضافت بیان یہ ہے جیسے شجر الاراک میں اضافت بیان یہ ہے۔ بھوک اختیار کرنا اور سیر ہو کر نہ کھانے سے ظاہر ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی عیش میں رغبت نہ تھی ایسے ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تھا۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے گوشت کا ٹرید کھایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میں جُشالے رہا تھا۔ حضور نے فرمایا اے ابو جحیفہ جُشاء رو کو جو لوگ دنیا میں زیادہ سیر ہو کر کھاتے ہیں وہ قیامت میں بھوکے ہوں گے اس کے بعد ابو جحیفہ نے فوت ہونے تک کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا جب وہ صبح کھاتے تو شام کو نہ کھاتے تھے اور جب شام کو کھاتے تھے تو صبح کو نہیں کھاتے تھے اور جب شام کو کھاتے تھے تو صبح کو نہیں کھاتے تھے۔

## بَابُ تَلْبِينِ

تلبینہ شوربا ہے جو آٹے یا میدہ سے بنایا جاتا ہے کبھی اس میں شہد بھی ملایا جاتا ہے اس کو تلبینہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سفید اور پتلا ہونے میں دودھ کے مشابہ ہے جو رقیق پکا ہوا ہو وہ نافع ہوتا ہے۔ اور اگر وہ سخت ہو جائے تو اسے خزیرہ کہتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تلبینہ بغیض نافع ہے بغیض اس لئے فرمایا کہ مریض اس کو اچھا نہیں سمجھتا جیسے دواء کو اچھا نہیں جانتا۔ اس کو تلبین بھی کہتے ہیں یہ لبن سے



## بَابُ الثَّرِيدِ

۵۰۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ الْجَلَعِيِّ عَنْ مَرْثَةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ الْأَمْرِيَةُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى مَا يَرَى الطَّعَامِ

تفصیل کے وزن پر ہے۔

۵۰۶۷۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی ان کے رشتہ داروں سے فوت ہو جاتا تو عورتیں جمع ہوتیں پھر وہ چلی جاتی اور صرف اس کے رشتہ دار اور خاص لوگ رہ جاتے تو وہ ہنڈیا میں تلبینہ بنانے کا حکم دیتیں؛ چنانچہ تلبینہ پکایا جاتا پھر شریذ بنایا جاتا اور اس پر تلبینہ ڈالا جاتا پھر ام المؤمنین فرماتیں اس سے کھاؤ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے تلبینہ بیمار کے دل کو سکون دیتا ہے اور کچھ غم دور کرتا ہے۔

۵۰۶۷۔ شرح : جَمِيَّةٌ لَفَتْحِ الْمِيمِ بِرُوزَنْ مَفْعَلَةٍ هِيَ جَمٌّ يَجْمُ مِنْ شَيْءٍ هِيَ مِيمٌ مَضْمُونٌ اور جیم مکسور بھی مروی ہے اس وقت یہ اسم فاعل ہے یہاں فواد سے مراد فم معدہ ہے۔ غذا کی کمی کے باعث اعضاء کی خشکی زیادہ ہو جاتی ہے۔ خصوصاً معدہ پر خشکی کے غلبہ سے غمناک کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور یہ غذا معدہ کو مرطوب اور قوی کرتی ہے جس سے غم دور ہوتا ہے اور دل کو تسکین ملتی ہے۔

## بَابُ ثَرِيدٍ

روٹی کے ٹکڑے کر کے انہیں شوربا میں ڈالتے ہیں اسے ثرید کہتے ہیں یہ عربوں کی مرغوب غذا ہے



۵۰۶۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَلِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي طَوَّالَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَّلْتُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضَلْتُ الثَّرِيدَ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَيْمُونٍ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ الْأَشْمَلِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثَمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غُلَامٍ لَهُ خِيَاطٌ فَقَدِمَ إِلَيْهِ قِصْعَةً فِيهَا ثَرِيدٌ قَالَ وَأَقْبَلَ عَلَى عَمَلِهِ قَالَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُهُ الدُّبَاءُ قَالَ فَجَعَلْتُ أَتَّبِعُهُ وَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ أَحِبُّ الدُّبَاءَ

۵۰۶۸۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت مرد کامل ہوئے اور عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کاملہ ہوئیں تمام عورتوں پر عائشہ کی فضیلت تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت کی طرح ہے (حدیث : ۳۲۱۴ ج ۵: کی شرح دیکھیں)

۵۰۶۹۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے سارے کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے (حدیث ۳۵۲۴ کی شرح دیکھیں)

۵۰۷۰۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے درزی غلام کے پاس پہنچے اُس نے حضور کو پیالہ پیش کیا جس میں ثرید تھا۔ پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو تلاش کرتے تھے۔ میں بھی کدو تلاش کرنے لگا اور اسے حضور کے آگے رکھتا جاتا تھا۔ انس نے کہا اس کے بعد میں ہمیشہ کدو سے محبت کرتا تھا۔



## بَابُ شَاةٍ مَسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

۵۰۷۱۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خُلَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَازُهُ قَائِمٌ قَالَ كُلُوا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَغِيفًا مَرْقَّقًا حَتَّى يَخُوتَ بِاللَّهِ وَلَا رَأَى شَاةً مَسْمُوطَةً بِعَيْنِهِ قَطُّ

۵۰۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَقَّابٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْرُوعُ الزُّهْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدَعَا إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السَّيِّئِينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

## بَابُ بَهْنِي هُوْنِي بَكْرِي، شَانَهُ أَوْر پہلو کا گوشت

۵۰۷۱۔ ترجمہ : قتادہ نے کہا ہم انس بن مالک کے پاس آئے جبکہ اُن کا خباز (بادچی) کھڑا تھا۔ حضرت انس نے کہا جو یہ روٹی پکاتا ہے کھاؤ میں نہیں جانتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی چپاتی کھائی ہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور نہ ہی آپ نے اپنی آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری دیکھی ہے۔

۵۰۷۱۔ شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے علم کی نفی کی اور ان کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی نفی ہے۔ علامہ کرمانی نے شارح تراجم سے

نقل کیا کہ حضرت انس کا مقصد یہ ہے کہ بھنی ہوئی بکری کھانا جائز ہے، کیونکہ حضور کا بھنی ہوئی بکری کو نہ دیکھنے کو یہ لازم نہیں کہ آپ نے اس کا کوئی ٹھنڈا ہوا عضو بھی نہیں دیکھا، کیونکہ حضور نے بکری کے پائے کھائے ہیں؛ حالانکہ وہ بھنے جاتے ہیں؛ لیکن یہ بات مخفی نہ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھنی ہوئی بکری کے



**بَابُ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدْخِرُونَ فِي بُيُوتِهِمْ  
وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ  
وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ ابْنَتَا أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ سَفَرَةً ۲**

کھانے اور اس کو دسترخوان پر رکھنے کی نفی کی ہے، کیونکہ متکبر اسی طرح کرتے ہیں کہ گوشت روست کردہ دسترخوان پر لگاتے ہیں اور پھر بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم متکبروں کی طرح مزے سے ایسا گوشت نہ کھاتے تھے۔ (حدیث: ۵۰۳۷، ج ۱: کی شرح دیکھیں)

**ترجمہ:** عمرو بن اُمیہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانہ سے گوشت کاٹتے تھے۔ پھر آپ نے اس سے کھایا۔

**۵۰۷۲ —** آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ اٹھے اور چھری پھینک دی اور وضو نہ کیا (حدیث ۵۰۵۷، ج ۱: کی شرح دیکھیں)

**بَابُ پہلے لوگ اپنے گھروں اور سفر میں جو  
کھانا اور گوشت وغیرہ ذخیرہ کرتے تھے  
ام المؤمنین عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے  
توشہ دان بنایا تھا،**

یعنی جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عازم مدینہ منورہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر غار ثور میں تشریف لے گئے اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دونوں صاحبزادوں نے ان کے لئے کھانا تیار کر کے ہمراہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسافر کے لئے سفر میں توشہ دان ساتھ لے جانا جائز ہے۔ صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں کھانا لے جاتے تھے نیز



۵۰۷۳ — حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمٌ إِلَّا ضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيهِ فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنَى الْفَقِيرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسِ عَشْرَةَ قِيلَ مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ فَضَحِكْتُ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزٍ بَرٍّ مَادُومَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ بِهَذَا

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اہل خانہ کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع فرماتے تھے مومنوں کے لئے یہی حجت کافی ہے اور کھانا ذخیرہ کرنے سے ایمان میں باعث نقصان نہیں۔ لہذا استقبال کے لئے طعام ذخیرہ کرنا مباح ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں، لیکن حضرات صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ مجاہدہ نفس میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور یہ ہر وقت محمود اور قابل ستائش ہے، چنانچہ ایک غزوہ کی تیاری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان دوبار رسالت میں پیش کر دیا جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان حاضر کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نظر استحسان دیکھا اور عمر فاروق پر صدیقی کو فضیلت دی۔ لہذا یہ کہنا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے اثر سے امام نے صوفیہ کا رد کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کل کے لئے طعام ذخیرہ کرنا جائز نہیں اور سیر ہو کر کھانا کھانے کے بعد نائد طعام کا صدقہ نہ کرنے والا کامل مومن نہیں اور جو اس کا خلاف کرے وہ اللہ پر توکل نہیں کرتا اور اس کے ساتھ کفر و کین رکھتا ہے۔ محل نظر ہے۔ الحاصل صوفیہ کا مسلک عزیمت پر مبنی ہے جبکہ ذخیرہ کرنے میں اباحت ہے۔ واللہ رسولہ اعلم! ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علاتی بہنیں ہیں کیونکہ ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، لیکن ان کی مائیں جد اگانہ ہیں جبکہ ام المؤمنین کی والدہ ام رومان بنت عامر ہیں اور اسامہ کی والدہ ام عزیٰ قیلہ ہیں وہ عبداللہ بن ابی بکر کی حقیقی ہمشیرہ ہیں جبکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمن بن ابی بکر کی عینی ہمشیرہ ہیں۔

۵۰۷۳ — ترجمہ : عبدالرحمن بن عابس نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ام المؤمنین



## ۵۰۷۲۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لِحَوْمِ الْهَدْيِ عَلَى  
عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَابِعَهُ مُحَمَّدٌ عَنْ ابْنِ  
عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لَا

عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ میں کھانے  
سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا صرف ایک سال منع کیا تھا جس سال لوگ (قحط کے باعث) بھوکے  
تھے تو حضور نے ارادہ کیا کہ مال دار غریبوں کو گوشت کھلائیں (اور حال یہ ہے) کہ ہم پائے رکھ لیتے  
تھے اور پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے۔ کہا گیا تمہیں ایسا کہنے پر کس نے مجبور کیا تھا۔ ام المؤمنین منس ثریں  
اور فرمایا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیال نے سالن کے ساتھ گھوڑوں کی روٹی تین دن سیر ہو کر نہیں کھائی  
حتیٰ کہ اللہ سے جا ملے۔ ابن کثیر نے کہا ہمیں سفیان نے خبر دی کہ عبد الرحمن بن عابس نے یہ بیان کیا۔

شرح : طعام سے مراد ہر وہ ہے جو کھائی جائے جائے اور پائے بھی کھائے  
۵۰۷۳۔

جاتے ہیں لہذا باب سے مناسبت ظاہر ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا  
کا مقصد یہ ہے کہ ایک دفعہ قحط کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا  
تھا تا کہ مالدار غریب کو طعام کھلائیں۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔  
سائل کے جواب میں ام المؤمنین کا ہنسنا بطور تعجب تھا کہ جب اس کو علم ہے کہ ال رسول صلی اللہ  
علیہ وسلم کی معیشت میں وسعت نہ تھی اور کئی کئی روز وہ کھانا نہ کھاتے تھے تو مجبوری کا سبب  
دریافت کرنا تعجب سے خالی نہیں۔

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم  
۵۰۷۴۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں وشرابی  
کا گوشت مدینہ منورہ تک لاتے تھے۔ عبد اللہ بن محمد کی محمد بن سلام نے سفیان بن عیینہ  
سے روایت کرنے میں متابعت کی۔ ابن حبیب نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا انھوں نے  
یہ کہا تھا حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ آجاتے۔ عطاء نے کہا یہ نہیں کہا۔

کتاب الاضاعی میں اس کو مفصل ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ



## بَابُ الْحَيْسِ

۵۰۷۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ التَّمِمْ عُلَمَاءُ مِنْ غُلَمَانِكُمْ يَخْدُمُونِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرِدُّنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَالْحَرْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ حَبْرَةَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتُ حَيٍّ قَدْ حَانَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يَحْوِي وَرَاءَهُ بَعَاءَةً أَوْ بَكْسَاءَ ثُمَّ يَرُدُّهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْمَهْهَبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطْعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَآكَلُوا وَكَانَ ذَلِكَ بَعَاءَةً بِهَا تَمَّ أَقْبَلَ حَتَّى

## بَابُ الْحَيْسِ

حَیْس وہ کھانا ہے جو کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا جاتا ہے،

۵۰۷۵۔ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ تلاش کرو جو میری خدمت کیا کرے پس ابو طلحہ مجھے لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی مقام میں اترتے میں حضور کی خدمت کرتا میں نے آپ کو بکثرت یہ فرماتے



إِذَا بَدَأَ إِلَهُ أَحَدٌ قَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ  
 بَارِكْ لَهُمْ فِي مَدِينِهِمْ وَصَاعِهِمْ  
**بَابُ الْأَكْلِ فِي إِنْاءٍ مُفَضَّضٍ**

سنا اے اللہ! میں تیرے ذریعہ غم و اندوہ عجز، سستی، بخل، قرضہ کا بوجھ اور لوگوں کے غالب ہو جانے سے  
 پناہ چاہتا ہوں میں ہمیشہ حضور کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ ہم خیبر سے واپس آئے اور صفیہ بنت حیٰ کو لے کر آئے  
 جن کو غنیمت میں سے اپنے لئے اختیار کیا تھا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں حضور اپنے پیچھے اس کے  
 لئے کبل یا چادر تان رہے ہیں پھر ان کو پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ ہم صہباء مقام میں پہنچے تو آپ نے عیس و سرخوان  
 پر تیار کروایا پھر مجھے بھیجا تو میں نے لوگوں کو بلایا پس انھوں نے کھایا یہ صفیہ سے زفاف کی خلوت تھی پھر حضور  
 چلے حتیٰ کہ آپ کے سامنے جل اُحد ظاہر ہوا تو فرمایا یہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں  
 جب آپ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کو حرام قرار دیتا ہوں جو دو پہاڑوں  
 کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اے اللہ! مدینہ منورہ والوں کے صلہ میں  
 برکت فرما۔

شرح : ابولحہ کا نام زید بن پہل ہے وہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے جو حضرت  
 انس بن مالک کی والدہ ہیں۔ ہمت اور حزن ہم معنی ہیں۔ بعض نے کہا ہمت  
 مکروہ حال والی شئی ہے جس کا کوئی تصور کرتا ہے اور حزن ہر وہ مکروہ شئی ہے جو زمانہ ماضی سے متعلق ہو۔ عجز  
 ضروری اشیاء کے ادا کرنے پر قادر نہ ہونا بعض روایات میں غلبۃ الرجال کی جگہ تہر الرجال ہے یعنی قرض خواہوں  
 کا غلبہ کرنا اور قرض کی ادائیگی کے لئے ان کا تقاضا کرنا حالانکہ کوئی چیز ادا کرنے کے لئے پاس نہ ہو۔ یحوی  
 کے معنی تاننے کے ہیں۔ عباد وہ کبل ہے جس میں سیاہ لکیریں ہوتی ہیں۔ اُحد کے محبت کرنے کا معنی یہ ہے کہ  
 احد والے لوگ محبت کرتے ہیں یا مجازی معنی مراد ہے۔  
 حدیث ۲۰۹۵ ج ۳ کی شرح اور باب کے عنوان کی شرح میں اس مسئلہ کی بسط سے  
 تفصیل مذکور ہے۔



۵۰۷۶ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ  
 قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُ كَانَ  
 عِنْدَ حَذِيفَةَ فَاسْتَسْقَى فَسَقَاهُ مُجُوسِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَى  
 بِهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي نَهَيْتُهُ عَنِ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ كَانَتْ يَقُولُ لَهْ أَفْعَلُ  
 هَذَا وَلَكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَلْبَسُوا  
 الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي إِنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا  
 تَأْكُلُوا فِي صَحَافِهَا فَإِنَّهَا لَمُحْمِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ

## باب چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتن میں کھانا

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چاندی کے ملمع کردہ برتن  
 میں سے پینا جائز ہے۔ بشرطیکہ چاندی کے ٹکڑے پر منہ نہ رکھے۔ اس شرط کے ساتھ تخت اور گری جو چاندی  
 سے ملمع ہو پر بیٹھنا بھی جائز ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ بھی یہی  
 کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے متفق ہیں۔ اور وہ برتن جو چاندی کے  
 بنایا گیا ہو اس میں کھانا پینا مردود نہ سب کے لئے حرام ہے اور جس برتن کے ٹکڑے چاندی یا سونے سے  
 باندھے ہوئے ہوں اس میں کھانا پینا جائز ہے اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ جب برتن چاندی کے تاروں سے  
 مضبوط کیا گیا ہو تو چاندی کے مقام سے پرہیز کرے اور اگر برتن پر چاندی یا سونے کا پانی چڑھایا ہو تو  
 اگر وہ پگھلانے سے جدا ہو جاتا ہے تو اس میں کھانا پینا جائز نہیں اور اگر جدا نہیں ہوتا تو احناف کے مذہب  
 میں اس میں کھانا پینا جائز ہے۔

۵۰۷۶ — ترجمہ : عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس

بیٹھے تھے۔ حذیفہ نے پانی طلب کیا تو ایک مجوسی پانی لایا جب پیالہ

ہتھیلی پر رکھا تو اس کو پھینک دیا اور کہا اگر میں نے ایک بار یا دو بار منع نہ کیا ہوتا (تو میں اس کو نہ پھینکتا)



## بَابُ ذِكْرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ الْأُتْرُجَةِ رِيحُهَا

گو یا کہ انھوں نے کہا میں نے یہ نہیں کیا (پیالہ نہیں پھینکا) لیکن میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ریشم نہ پہنوا اور نہ دیباچ پہنوا اور نہ ہی سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پیو، کیونکہ یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب توضیح سے نقل کیا کہ حدیث اور عنوان

۵۰۷۶۔

میں مطابقت نہیں کیونکہ حدیث کا مدلول یہ ہے کہ چاندی کے برتن میں نہ

کھاؤ اور عنوان میں چاندی سے مرصع برتن کا ذکر ہے، لیکن جو برتن حضرت حذیفہ کے پاس لایا گیا تھا وہ مرصع تھا اور پینے کی جگہ پر چاندی کا ٹکڑا تھا۔ ایسے ہی ہاتھ سے پکڑنے کے لئے کوئی جگہ چاندی سے خالی نہ تھی؛ لیکن یہ وجہ بعید ہے۔

علامہ کرمانی نے جواب دیا کہ اگرچہ لفظ مَفْقُضٌ، سے یہ ظاہر ہے کہ اس میں چاندی کے ٹکڑے تھے، لیکن وہ سارا چاندی سے بنا ہوا تھا یعنی عنوان سے بھی یہی معنی مراد ہے۔ اس پر عینی نے اعتراض کیا کہ کرمانی کا یہ کہنا کہ عنوان میں اس سے مراد وہ ہے جو چاندی کے برتن کو شامل ہو تو اس شمول سے کیا مراد ہے؟ اگر یہ مراد ہے کہ لغت میں دونوں معنوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے تو اس کے لئے دلیل کی ضرورت اگر اصطلاحی معنی مراد ہے تو یہ بھی صحیح نہیں؛ کیونکہ فقہاء نے چاندی سے طمع برتن اور چاندی کے برتن میں فسق بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں چاندی کا برتن مطلقاً حرام ہے اور مَفْقُضٌ یعنی جس میں چاندی کے ٹکڑے لگے ہوں مذکور بشرط سے حرام نہیں۔ یعنی چاندی کے ٹکڑے کو ہاتھ نہ لگے اور نہ اس پر منہ رکھے۔ ابن منذر نے کہا مَفْقُضٌ اور اس طرح مُضْطَبُّبٌ سونے چاندی کا برتن نہیں۔ جب تک اس پر ہنسی نہ آئے حرام نہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس لئے برتن پھینک دیا تھا کہ زبانی طور پر بار بار کہنے کے باوجود وہ یہ برتن لے آئے تھے اس لئے زجر و تہدید کے طور پر اس کو پھینکا اور زبانی کلام پر اکتفاء نہ کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشمی کپڑے باریک ہوں یا موٹے ہوں اور سونے چاندی کے برتن حرام ہیں۔ چاروں اماموں نے یہی کہا ہے۔



طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمِثْلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ  
 الثَّمَرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمِثْلُ الثَّمَرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا  
 حُلْوٌ وَمِثْلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمِثْلِ الْمَخْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا  
 رِيحٌ وَطَعْمُهَا مَرٌّ وَمِثْلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ الرَّيْحَانَةِ  
 رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مَرٌّ

## باب کھانے کا ذکر

۵۰۷۷ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جو قرآن پڑھتا ہے، کی مثال نارنگی سی ہے جس کی خوشبو اچھی اور مزہ بھی اچھا ہے اور مومن جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور سی ہے جس کی خوشبو نہیں اور مزہ اچھا ہے اور منافق جو قرآن پڑھتا ہے کی مثال ریحانہ کے پھول سی ہے۔ جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزہ اکر دوا ہے اور منافق جو قرآن نہیں پڑھتا کی مثال تمہ سی ہے جس کی نہ خوشبو ہے اور اس کا مزہ اکر دوا ہے۔

۵۰۷۷ — شرح : مومن سے مراد کامل مومن ہے اور منافق سے مراد عملی منافق ہے اعتقادی منافق مراد نہیں۔ اس حدیث کی مناسبت عنوان باب سے اس طرح ہے کہ اس میں پاکیزہ اور خوش ذائقہ طعام کھانے کی اباحت اور تلخ طعام کی کراہت کی طرف اشارہ ہے جبکہ حدیث شریف میں تلخ طعام کی مذمت کی ہے؛ کیونکہ قرآن پڑھنے والے مومن کو نارنگی سے تشبیہ دی ہے جو خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوتی ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کو کھجور سے تشبیہ دی جو خوش ذائقہ ہے اور خوشبودار نہیں اور منافق کو تمہ اور ریحانہ سے تشبیہ دی جس کا مزہ تلخ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس کا مزہ تلخ ہو وہ منافق کی طرح مکروہ اور مردود ہے۔ نیز حدیث میں لفظ طعام کا بار بار ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فضائل قرآن میں یہ حدیث مذکور ہے اس میں مومن قرآن پڑھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا مذکور ہے یہاں صرف قرآن پڑھنے والا مومن مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں قرآن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے میں فرق بیان کرنا مقصود ہے اس پر عمل کرنے کا حکم مقصود نہیں۔ جبکہ عمل مومن کامل کو لازم ہے اسے ذکر کیا جائے یا نہ ذکر کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!



۵۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خُلْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ  
عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا مَلِكٌ عَنْ سَمِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ  
يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعْجِلْ إِلَى

أَهْلِهِ  
بَابُ الْأُدْمِ

۵۰۸۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ جَعْفَرٍ  
عَنْ رَبِيعَةَ أَنَّ سَمِعَةَ الْقِسْمِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَقُولُ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنِ  
أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا وَلَنَا الْوَلَاءُ فَذَكَرْتُ  
ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتَ مَسَرُطَتِي لَهَرَفَانِمَا

۵۰۷۸۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا عائشہ کی عورتوں پر فضیلت ثرید کی باقی طعام پر فضیلت سی ہے  
حدیث ۲۵۲۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں۔

۵۰۷۹۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا سفر عذاب کا ٹکڑا ہے تم میں سے کسی کو نیند کرنے اور کھانے  
پینے سے روکتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی سفر میں حاجت پوری کر لے تو جلد اپنے گھر لوٹ آئے۔  
(حدیث : ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ تَرْكَارِیوں کا بیان



الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ وَأُعْتِقْتُ فَخَيَّرْتُ فِي أَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا  
أَوْ تَفَارِقَهُ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَامِلُ بَيْتَ  
عَائِشَةَ وَعَلَى السَّارِ بُرْمَةٌ تَفُورُ قَدَاعًا بِالْغَدَاةِ فَأَتَى بِخُبْنٍ وَ  
أُدمِ مِنْ أَدَمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرْحَمًا قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَكِنَّ  
لَحْمٌ تَصَدَّقَ بِهِ عَلَى بَرِيْرَةَ فَأَهْدَا نَحْنُ لَهَا فَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا  
وَهَدِيَّةٌ لَنَا

اُدمِ لضم الهمزة والدال ادم کی جمع معنی ترکاریاں ہے۔ بعض نے  
کہا دال مفتوح ہو تو مفرد مضموم ہو تو جمع ہے،،

۵۰۸۰ — ترجمہ : قاسم بن ربیعہ نے کہا بریرہ میں تین شرعی حکم ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا نے انکو خریدنے کا ارادہ کیا کہ آزاد کریں گی۔ تو بریرہ کے مالکوں نے کہا ولاء ہمارے لئے ہوگی۔  
ام المؤمنین یہ واقعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اگر چاہتی ہو تو ان سے یہ  
شرط کر لو کہ ولاء اس کے لئے جو اس کو آزاد کرے، راوی نے کہا بریرہ آزاد کر دی گئی تو اس کو یہ اختیار  
دیا گیا کہ اپنے شوہر دمغیث کے نکاح میں رہے یا اس سے علیحدہ ہو جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم ایک دن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جبکہ آگ پر ہنڈی جوش مار رہی  
تھی۔ حضور نے ناشتہ طلب فرمایا تو روٹی اور گھر میں موجود سالن پیش کیا گیا تو فرمایا کیا میں گوشت نہیں  
دیکھتا ہوں؟ گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں گوشت پک رہا ہے وہ گوشت  
بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے وہ ہمیں بطور ہدیہ دیا ہے (اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں) سرور کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بریرہ پر صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

۵۰۸۰ — شرح : قوله وَلَنَا الْوَلَاءُ، معطوف علیہ مقدر ہے وہ یہ کہ وقال اهلها  
بیع ولنا الولاء، یعنی بریرہ کے مالکوں نے کہا ہم اسے بیچتے ہیں لیکن



## بَابُ الْحُلُوءِ وَالْعَسَلِ

۵۰۸۱۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ اَبِيْ اَسَامَةَ عَنْ  
مِشَايْمٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ  
يُحِبُّ الْحُلُوْا وَالْعَسَلَ

ولاء ہماری ہوگی۔ کہا گیا ہے کہ بریرہ کے مالکوں کے لئے شرط لگانا کہ ولات مائی صاحبہ کی ہوگی دھوکہ ہے اور شرط فاسد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خصوصیات سے ہے۔ یا زجر و توبیخ مراد ہے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کا حکم ذکر فرمایا اور ان کیلئے وضاحت کر دی کہ یہ شرط لگانا کہ ولاء ہماری ہوگی صحیح نہیں ہے، لیکن جب انھوں نے شرط پر اصرار کیا تو حضور نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا پرداہ نہ کرو، شرط لگاؤ یا نہ لگاؤ ولاء بہر حال اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ یہ حدیث بیس بار سے زیادہ بار گزر چکی ہے (کرمانی)

## بَابُ حُلُوٍّ اَوْ شَهْدٍ

ہر میٹھی چیز جو کھائی جائے اُس کو حلوہ کہتے ہیں اور یہ مومن کے مزاج کے موافق ہے۔ حضور میٹھی شئی کو بہت پسند فرماتے تھے اس میں مرقع مٹھائی اور سوٹیاں وغیرہ بھی شامل ہیں۔ علامہ خطاب نے کہا حلوا اس شئی کو کہتے ہیں جو چینی وغیرہ ملا کر بنایا جائے پھل پر بھی حلوا کا اطلاق ہوتا ہے۔ ثعلبی نے کہا جس حلوا کو حضور پسند کرتے تھے وہ کھجور کو دودھ سے ملا کر خمیر بنایا جاتا تھا۔ خطاب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم طبع شریف کے چاہنے کے مطابق میٹھی شئی کے کچے لقمے تناول فرماتے تھے تو حاضرین مجلس یہ سمجھتے تھے کہ آپ کو حلوا سے بہت محبت ہے اسی طرح حضور شہد سے محبت کرتے تھے۔ ابن بطال مالکی نے کہا حلوا اور شہد پاکیزہ چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لذیز چیز کھانا مباح ہے۔ اس میں لذیذ کھانے جو حلوا اور شہد کے مشابہ ہیں داخل ہیں۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حلوا اور شہد سے محبت کرتے تھے

۵۰۸۱



۵۰۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْقُدَيْكٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ عَنِ الْمُقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَلْزَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشَبْعٍ بَطْنِي حِينَ لَا أَكُلُ الْحَبِيرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَرِيرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةٌ وَلَا لَصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ وَاسْتَقَرَّتْ الرَّجُلَ الْآيَةُ وَهِيَ مَعِيَ كَيْ يَنْقَلِبَ فِي قِطْعِمَنِي وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيهَا فَشَقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا

## بَابُ الدُّبَاءِ

۵۰۸۳ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ

۵۰۸۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں صرف شکم سیری پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ جس وقت میں نہ تو خیمہ روٹی کھاتا تھا اور نہ ریشمی کپڑا پہنتا تھا اور نہ کوئی لونڈی اور غلام میری خدمت کرتا تھا۔ میں بھوک کے باعث پیٹ سنگریزوں سے ملائے رکھتا تھا اور کسی آدمی سے قرآن کریم کی آیت پوچھتا تھا حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی تھی (میں اس لئے آیت پوچھتا تھا) کہ وہ مجھے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے مساکین کے حق میں لوگوں میں سے بہترین حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے وہ ہمیں ساتھ لے جاتے تھے اور ان کے گھر جو طعام ہوتا تھا وہ ہمیں کھلاتے تھے حتیٰ کہ وہ ہماری طرف شہد کا خالی برتن لے آتے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا ہم اس کو بھاڑ کر جو اس میں ہوتا چاٹ لیتے تھے (حدیث : ع ۳۴۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ كَدِّ

۵۰۸۳ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ



عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ فَلََمْ أَزَلْ أَحِبُّهُ مِنْذُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ

## بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ

۵۰۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ مِنْ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا أَدْعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا النَّبِيَّ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام کے پاس تشریف لے گئے جو درزی تھا وہ کدو لایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھانے لگے۔ جب سے میں نے حضور کو کدو کھاتے ہوئے دیکھا کدو سے محبت کرتا ہوں۔  
 شرح : باب کے اس عنوان میں یہ اشارہ ہے کہ کدو میں ایک خصوصیت ہے جس کی وجہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے تھے۔  
 طبرانی نے واٹک بن اسفیع سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کدو ضرور کھیا کرو یہ دماغ کے لئے مفید ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کدو بکثرت پکایا کرو وہ مغوم دل کو مضبوط کرتا ہے (فوائد شافعی) حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ کدو عقل زیادہ کرتا ہے۔ (حدیث : ۱۹۴۶ ج ۳ : ۳ کی شرح دیکھیں)

## باب جو شخص اپنے دینی مہبائیوں کے لئے

کھانے میں تکلف کرے

۵۰۸۲۔ ترجمہ : ابو مسعود انصاری نے کہا ایک انصاری مرد جسے ابو شعیب کہا جاتا



صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خُمُسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خُمُسَةٍ وَهَذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا إِنْ شِئْتَ أَذِنْتُ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ بَلْ أَذِنْتُ لَهُ

تھا۔ اس کا ایک گوشت فروش غلام تھا۔ اُس نے غلام سے کہا کھانا پکاؤ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا اس حال میں کہ حضور پانچویں ہفتے۔ ان کے پیچھے ایک آدمی اور آدمی ہو گیا تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ہم پانچ آدمیوں کی دعوت کی ہے اور یہ مرد ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر چاہو تو اس کو اجازت دو اگر چاہو تو اسے واپس کر دو اُس نے کہا بلکہ میں اجازت دیتا ہوں۔

۵۰۸۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ میزبان نے

پانچ آدمیوں میں حصر کیا تھا کہ ان کی دعوت کرے گا اور حاضر تکلف ہوتا ہے، کیونکہ اُس نے اپنی ذات پر پانچ آدمیوں کی دعوت لازم کر لی تھی۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس آدمی نے چھٹے آدمی کی اجازت میں تکلف کیا اگرچہ ایک کا کھانا دو کھا سکتے ہیں اور انہیں کافی ہو سکتا ہے لیکن یہ تکلف سے خالی نہیں۔ جو شخص بن بلائے دعوت میں شامل ہو جائے اسے طفیلی کہتے ہیں یہ کوفہ کے آدمی کی طرف منسوب ہے جس کا نام طفیل تھا جو بنی عبداللہ بن غطفان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ولیموں اور شادیوں میں بن بلائے پہنچ جایا کرتا تھا اس کو لوگ طفیل الاعراس کہا کرتے تھے۔ اس کے بعد جس شخص میں ایسی وصف ہو وہ بھی اسی طرح مشہور ہو جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے جسے ہم نے طفیلی کہا ہے اجازت طلب کی تھی حالانکہ ابو طلحہ کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ساتھیوں سے فرمایا تھا سب چلو اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کی رضامندی جانتے تھے اس لئے وہاں اجازت طلب نہ فرمائی تھی اور یہاں ابو شعیب کی اجازت غیر معروف تھی اس لئے اجازت حاصل کرنا پڑی تھی۔ نیز ابو طلحہ کے کھانے کا اتنے لشکر کے لئے کافی ہونا خلاف عقل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور اس میں وہ برکت شامل تھی جو خالق کائنات جل جلالہ نے پیدا فرمائی تھی اس میں ابو طلحہ کی ملکیت نہ تھی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وہ کھانا کھلایا تھا جس کا ابو طلحہ مالک نہ تھا اس لئے اس سے اجازت کے حصول کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ ازیں ابو طلحہ نے جو روٹیاں حضور کو مسجد میں بھیجی تھیں تاکہ وہ آپ تناول فرمائیں۔ حضور نے وہ قبول کر لی تھیں اور وہ آپ کی ملکیت تھیں تو لوگوں کو اس طعام کی طرف بلایا تھا جو آپ کی ملک تھا۔ لہذا اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔



## بَابُ مَنْ أَضَافَ رَجُلًا إِلَى طَعَامٍ

### وَأَقْبَلَ هُوَ عَلَى عَمَلِهِ ۖ

۵۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ النَّضْرَ أَخْبَرَنَا

أَبْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ

غُلَامًا أَمْشَى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غُلَامٍ لَهُ خِيَاطٌ فَاتَاهُ بِقِصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ

وَعَلَيْهِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الدُّبَّاءَ قَالَ

فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ جَعَلْتُ أَجْمَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَأَقْبَلَ الْغُلَامُ

عَلَى عَمَلِهِ قَالَ أَنَسٌ لَا أَزَالُ أَحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مَا صَنَعَ

تولہ قال محمد بن یوسف الخ یعنی محمد بن یوسف نے کہا میں نے محمد بن اسماعیل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب لوگ دسترخوان پر ہوں ان کے لئے جائز نہیں کہ ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والوں کو کھانا دیں لیکن وہ آپس میں ایک دوسرے کو کھانا دیں یا نہ دیں (یہ ان کی مرضی ہے)

## بَابُ حَسَنِ آدَمِيٍّ كَوُكْهَانَةٍ كِي دَعْوَتِ

### دِي أَوْرْخُودِ أَپَنِي كَامِيں مِصْرُوفِ عَمَلِ هُوَ كِيَا

۵۰۸۵۔ توجہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں کس تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ حضور اپنے درزی غلام کے گھر میں تشریف لے گئے۔ وہ ایک پیالہ لے آیا جس میں کھانا تھا اور اس میں کھانا تھا۔ جناب رسول اللہ



## بَابُ الْمَرْقِ

۵۰۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَلِكٍ عَنْ  
إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّسَّ بْنَ مَلِكٍ أَنَّ  
خَطَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَطْنِ طَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبَتْ  
مَعَهُ الْيَتَمَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فَبَدَّ بَاءً  
وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الدُّبَّاءَ مِنْ  
حَوَالِي الْقُصْعَةِ فَلَمَّا نَزَلَ أَحْبَبَ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَيْنِ

صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو تلاش کر کے کھا رہے تھے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں آپ کے آگے کدو جمع کرنے لگا۔  
راوی نے کہا میزبان غلام اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ انس نے کہا یہ دیکھنے کے بعد میں ہمیشہ کدو سے محبت  
کرنے لگا تھا۔

۵۰۸۵۔ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے کیونکہ غلام نے جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کیا اور خود اپنے کام میں مشغول  
ہو گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میزبان کا مہمان کے ساتھ کھانا کوئی ضروری نہیں۔

## بَابُ شُورٍ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شور یا کھایا اور اس کا حکم دیا۔ مسلم شریف میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے  
مرفوع حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمانوں، گھروالوں اور ہمسایوں پر وسعت کرنے کے لئے  
شور بازیاں بنانے کا حکم دیا لیکن یہ حکم اس باب میں عربوں کے نزدیک محمود ہے۔ امام ترمذی نے عبد اللہ  
مزنی سے حدیث ذکر کی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی گوشت خرید کرے تو شور  
زیادہ کرے کیونکہ اگر کسی کو گوشت میسر نہ ہو تو اسے شور یا میسر ہو سکتا ہے اور شور یا بھی گوشت کا اثر رکھتا ہے۔  
۵۰۸۶۔ ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک سے سنا کہ ایک



## بَابُ الْقَدِيدِ

۵۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ  
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَتَى بِمَرْقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُهُ يَتَّبِعُ الدُّبَّاءَ يَأْكُلُهُ  
۵۰۸۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
ابْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا بَنَى  
عَامٍ جَاعَ النَّاسُ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنَى الْفَقِيرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ  
الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسِ عَشْرَةَ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مِنْ خُبْزٍ مَادُومٍ ثَلَاثًا

درزی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا جو اس نے تیار کیا تھا۔ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا گیا اس نے جو کی روٹی اور شوربا حضور کو پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ سے کدو ڈھونڈ کر کھا رہے تھے اس دن سے میں کدو سے محبت کرنے لگا تھا (حدیث: ۵۰۳۱، ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ خَشَكِ غُوشَتِ

۵۰۸۷۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس شوربا لایا گیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ کدو ڈھونڈ کر کھا رہے تھے۔

۵۰۸۸۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نے یہ دین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھا، صرف اس لئے کیا کہ لوگ اس سال قحط زدہ تھے۔



**بَابُ مَنْ تَأَوَّلَ أَوْ قَدَّمَ إِلَى صَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا**  
**وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَأْسَ أَنْ يُنَاولَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاولَ مِنْ**  
**هَذِهِ الْمَائِدَةِ إِلَى مَائِدَةِ أُخْرَى**

۵۰۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ  
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خِطَابًا دَعَا  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ فَذَهَبْتُ  
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى

حضور نے ارادہ فرمایا کہ مال دار غریب کو کھانا کھلائے ورنہ ہم پندرہ دن تک اس کے ہاتھ اٹھائے  
 رکھتے تھے۔ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک گندم کی سالن والی روٹی تین دن سیرت نہیں کھاتی  
 ۵۰۸۸۔ شرح : قدید بروزن فعیل ہے گوشت کونمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جاتا  
 ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تھا سلف صالحین کا بھی یہ طعام رہا  
 ہے۔ حدیث ۵۰۸۲ اور باب کی شرح دیکھیں

**بَابُ جَسْنَ دَسْتَرِخْوَانِ بِرَأْسِهِ سَاهَتِي كُو**  
**كُوْنِي شَيْءٍ دِي يَاسَ كَے آگے كَر دِي**

یعنی یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے دسترخوان سے کوئی شئی پکڑے اور کسی  
 ساهتی کو دیدے، کیونکہ وہ تمام اس دسترخوان میں شریک ہیں۔ اگر دوسرے دسترخوان  
 والے کو اس دسترخوان سے کچھ دیں تو جائز نہیں کیونکہ دوسرے دسترخوان والے  
 ان میں شریک نہیں ہیں،، قولہ قال ابن مبارک الخ یعنی ابن مبارک نے کہا



رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبِرَ مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فَبِعَ دُبَّاءَ وَقَدِيدٌ  
 قَالَ اِنْشَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَعُ الدُّبَّاءَ مِنْ  
 حَوَالِي الصَّخْفَةِ فَلَمَّا زَلَّ أَحْبَبُ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ وَقَالَ ثَمَامَةُ  
 عَنْ فُجَعْلَتٍ أَجْمَعَ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ

## بَابُ الرُّطْبِ بِالْقِتَاءِ

۵۰۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ

ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ رَأَيْتُ  
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطْبَ بِالْقِتَاءِ

ایک دسترخوان پر ایک دوسرے کو دینے میں حرج نہیں اور اس دسترخوان سے دوسرے دسترخوان والوں  
 کو نہ دے۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک درزی نے جناب رسول اللہ  
 ۵۰۸۹۔ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے حضور کے لئے

تیار کیا تھا۔ انس نے کہا میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس دعوت پر گیا اُس نے جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور خشک تھا پیش کیا۔ انس نے کہا میں نے  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ میں سے کدو ڈھونڈ رہے تھے۔ میں اس روز سے کدو سے  
 محبت کرنے لگا۔ ثمامہ نے انس سے روایت کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کدو جمع کرتا تھا۔

## بَابُ تَازِي كَهْجُورِ كَلْطَرِي كَ سَاخْه مَلَا كَر كْهَانَا

۵۰۹۰۔ ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تر کھجوریں گلڑیوں کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے۔



## بَابُ الْحَشَفِ

۵۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ  
عَبَّاسِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ قَالَ تَصَيَّفْتُ أَبَاهُ رِيَّةَ سَبْعًا فَكَانَ  
هُوَ أَمْرَأَتَهُ وَخَادِمُهُ يُعْتَقِبُونَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا يُصَلُّونَ هَذَا ثُمَّ  
يُوقِظُ هَذَا وَاسْمُهَا يَقُولُ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ  
أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَاصَابَنِي سَبْعُ تَمْرَاتٍ أَحَدَهُنَّ حَشَفَةٌ

۵۰۹۰۔ شرح : کھجوریں لکڑیوں کے ساتھ ملا کر کھانے میں حکمت یہ ہے کہ کھجور  
کی گرمی لکڑی کی برودت ختم کر دیتی ہے اور مزاج میں اعتدال  
پیدا ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ الْحَشَفِ

۵۰۹۱۔ ترجمہ : ابو عثمان نے کہا میں سات دن ابو ہریرہ کا ہمان بنا رہا وہ  
اور ان کی بیوی اور خادم تہائی تہائی رات ایک دوسرے کے بعد جاگھٹتے تھے۔ پہلے ایک نماز پڑھتا  
پھر وہ دوسرے کو بیدار کر دیتا پھر دوسرا تیسرے کو بیدار کر دیتا۔ میں نے ابو ہریرہ سے سنا وہ کہتے  
تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کیں۔ مجھے سات کھجور پہنچیں ان میں سے  
ایک کھجور بہت سخت تھی۔

۵۰۹۱۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب اوقات میں کھجوروں  
پر قناعت کرتے تھے۔ اور وہ بھی معمولی اور قلیل میسر تھیں حشفہ ردی کھجور ہے وہ کھجور کے اوپر  
نہیں پکتی اور جلدی خشک ہو کر گر جاتی ہے۔



۵۰۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ  
ابْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَسَمَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا ثَمَرًا فَاصَابَنِي مِنْهُ خَمْسٌ أَرْبَعُ ثَمَرَاتٍ  
وَحَشَفَةٌ ثُمَّ رَأَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لِيْضْرَسِيْ

## بَابُ الرُّطْبِ وَالتَّمْرِ

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَهَزَيَّ إِلَيْكَ الْجَذْعَ الْخَلَّةَ تَسَاقُطَ عَلَيْكَ  
رُطْبًا جَنِينًا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ  
صَفِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبَعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرَ وَالْمَاءَ

۵۰۹۲ — توجہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ہم میں کھجوریں تقسیم فرمائیں۔ مجھے ان میں سے پانچ کھجوریں ملیں چار  
تو اچھی تھیں اور ایک ردی تھی وہ میرے دانٹوں کے چبانے میں بہت سخت تھی۔

۵۰۹۲ — شرح : اس حدیث میں پانچ کھجوریں ذکر کی ہیں حالانکہ اس سے پہلی  
حدیث میں کہا کہ مجھے سات کھجوریں ملیں لیکن اس میں تضاد نہیں !  
کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا یا اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ تقسیم میں پہلے ہمیں پانچ پانچ  
ملیں جب وہ بیچ رہیں تو پھر دو دو اور ملیں۔ ایک حدیث میں مبدء کا ذکر ہے اور دوسری میں منتہی کا ذکر  
ہے۔ بعض نے کہا یہ واقعہ متعدد ہے۔ ایک بار پانچ مذکور ہیں۔ دوسرے واقعہ میں سات ہیں۔ واللہ اعلم !

## بَابُ تَرٍّ أَوْ رَشَاكٍ كَهَجُورٍ

اللہ کا ارشاد ! اپنی طرف کھجور کے تنے کو حرکت دے۔ تیرے اوپر اچھی کھجوریں گریں گی



توجہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں وفات فرمائی کہ ہم نے کھجور اور

پانی سے پیٹ بھرا،

شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ”تمر“ کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں ”تمر“ مذکور ہے۔ نیز

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں ”تمر“ نہ ہو اس گھر والے بھوگے ہیں (ترمذی) رطب اور تمر (تزو خشک کھجور) اللہ تعالیٰ کی بہتر مخلوق ہے جو لوگوں کے لئے مباح کی ہے۔ اہل حجاز کی یہ عمدہ خوراک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی ”تمر“ کے لئے برکت کی دعا فرمائی جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی تمر کے لئے دعا فرمائی جیسے ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی؛ چنانچہ عربوں کی کھجوروں میں ہمیشہ کے لئے برکت رہی ہے اور قیامت تک اُن کے پھل باقی رہیں گے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مریم علیہا السلام

مریم علیہا السلام بیت المقدس کے قریب تین میل دور بیت لحم میں تھیں۔ جب آپ عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو اپنی قوم سے خائف ہوئیں اور اپنے چچا زاد بھائی یوسف کے ساتھ وہاں سے چلی گئیں اور مصر کی راہ لی جب نخلہ پہنچیں تو انہیں دروازہ شروع ہو گئی اور فرشتوں نے انہیں گھیر لیا اس وقت انہیں غائبانہ آواز سنائی دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے نہر کر دی ہے۔ حالانکہ وہاں کوئی نہر اور چشمہ وغیرہ نہ تھا مقاتل نے کہا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکم مریم علیہا السلام سے زمین پر جلوہ افروز ہوئے تو زمین پر ایڑھی ماری جس سے پانی جاری ہو گیا اور کھجور طلوع ہوئی۔ اس کو پتے لگے اور پھل دار ہو گئی۔ مریم سے کہا گیا کہ نخلہ کے تنے کو حرکت دے اس سے تازہ کھجوریں ساقط ہوں گی۔ ربیع بن خثیم نے کہا میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لئے تر کھجور سے اچھی کوئی شئی نہیں اور بیمار کے لئے شہد سے بہتر کوئی دوا نہیں پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

ابن ابی حاتم اور موصلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ اپنی زچہ کو تر کھجور کھلاؤ اگر وہ نہ ہوں تو تمر (خشک کھجور) کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور درختوں میں سے کوئی درخت اس درخت سے اچھا نہیں جس کے نیچے مریم علیہا السلام نے اقامت فرمائی تھی (یعنی)



۵۰۹۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَتَانَ  
 قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي  
 رَبِيعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ يَهُودِيٌّ وَكَانَ يُسَلِّفُ  
 فِي تَمَرِي إِلَى الْجُذَاذِ وَكَانَتْ لِحَابِرِ الْأَرْضِ الَّتِي بِطَرِيقِ رُومَةَ فَجَلَسْتُ  
 فَيَاوَعَمًا فَجَاءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الْجُذَاذِ وَلَمَّا أَجِدَ مِنْهَا شَيْئًا  
 فَجَلَسْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قَائِلٍ فَيَأْتِي فَأُخْبِرُ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ امْشُوا نَسْتَنْظِرُ لِحَابِرَ مِنَ الْيَهُودِيِّ فَجَاءَنِي  
 فِي نَخْلٍ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ فَيَقُولُ أَبَا الْقِسْمِ  
 لَا أَنْظِرُهُ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ  
 جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبَى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيلٍ رَطْبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ فَأُخْبِرْتُهُ

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا مدینہ منورہ میں ایک یہودی  
 ۵۰۹۲ — تھا جو بھجوروں کے کاٹنے تک مجھے قرض دیا کرتا تھا۔ رومہ  
 کے راستہ میں جابر کی زمین تھی۔ میں قرض ادا کرنے سے بیٹھا رہا۔ اور ایک سال خالی گزر گیا (پھل لگا)  
 کھجوریں کاٹنے کے موسم میں یہودی میرے پاس آیا اور میں نے بھجوروں سے کچھ نہ کاٹا تھا تو میں نے اس سے  
 دوسرے سال تک مہلت طلب کی اس نے انکار کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی  
 تو حضور نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا چلو جابر کے لئے یہودی سے مہلت طلب کریں۔ وہ میری بھجوروں  
 میں میرے پاس تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے کلام شروع کیا تو کہنے لگا اے ابا القاسم  
 میں اس کو مہلت نہیں دوں گا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ اٹھے اور کھجوروں  
 میں گھومنے لگے پھر یہودی کے پاس آکر اس سے کلام کیا اس نے انکار کر دیا پس میں اٹھا اور بھڑکی سی



فَقَالَ افْرُشْ لِي فِيهِ فَفَرَشْتُهُ فَلَدَخَلَ فَرَقَدًا ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئَتْهُ  
 بِقُبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَقَامَ  
 فِي الرِّطَابِ فِي الْخَلِّ الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ حُدِّ وَأَقْضِ فَوَقَفَ  
 فِي الْحِجَادِ فَجَدَدْتُ مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِثْلَهُ فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ  
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ  
 أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَرَشٌ وَعَرِيشٌ بَنَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْرُوشَاتٍ  
 مَا يَعْرِشُ مِنَ الْكُرُومِ وَغَيْرِ ذَلِكَ عُرُوشُهَا أَبْنِيَتُهَا

ترکھجوریں لایا اور حضور کے آگے رکھ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھائیں پھر فرمایا اے جابر! تیری جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے حضور کو وہ بتائی تو فرمایا اس میں کوئی فرش بچھاؤ میں نے بستر بچھا دیا حضور وہاں تشریف لے گئے اور سو گئے پھر بیدار ہوئے تو میں آپ کے پاس مٹھی بھر کھجوریں لایا۔ حضور نے اُن میں سے کچھ کھائیں پھر کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو فرمائی اُس نے انکار ہی کیا حضور دوسری بار ترکھجوروں میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا اے جابر! کھجوریں کاٹو اور اس کا قرض ادا کرو اور آپ کھجوریں کاٹنے کی جگہ تشریف فرما ہوئے میں نے اُن سے اتنی کھجوریں کاٹ ڈالیں جن سے اس کا قرضہ ادا کر دیا اور اتنی ہی بچ رہیں۔ میں باہر آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی (قرض ادا کرنے کے بعد اتنی ہی بچ رہی ہیں) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہ ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ امام بخاری نے کہا عروش، عریش مکان ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا معروشات انگور وغیرہ کی بلیں ہیں جو بلند ہوتی ہیں، ان کے عروش مکان ہیں۔

۵۰۹۴ — شرح : رومہ مدینہ منورہ میں کنواں ہے جسے حضرت غنی رضی اللہ عنہ نے خرید

کر اہل مدینہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا رومہ ایک مقام کا نام ہے۔ بعض دال کے ساتھ رومہ بضم الدال پڑھتے ہیں۔ غالباً وہ دومۃ الجندل ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ اس وقت دومۃ الجندل فتح نہ ہوا تھا۔ لہذا وہاں جابر کی زمین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ حدیث شریف میں طریق رومہ مذکور ہے۔ اور دال پڑھنے کی تقدیر پر معناہ یہ ہوگا کہ جابر کی زمین اس راستہ میں تھی جہاں سے گزر کر دومۃ الجندل جاتے ہیں۔ یہ معنی نہیں کہ دومۃ الجندل میں گئے لہذا یہ نہیں



## بَابُ أَكْلِ الْجُمَارِ

۵۰۹۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي  
قَال حَدَّثَنَا الْأَوْعَشُ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَا نَحْنُ  
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ إِذْ أَتَى بِجُمَارٍ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هِيَ الشَّجَرَةُ لَمَّا بَرَكْتُه كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ  
أَنَّهُ لَيَعْنِي النَّخْلَةَ فَارَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ الْفَتْ  
فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشْرَةٍ أَنَا أَحَدُهُمْ فَسَكَتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
هِيَ النَّخْلَةُ

کہہ سکتے کہ دومۃ الجندل اس وقت فتح نہ ہوا تھا۔ دومۃ الجندل مدینہ منورہ سے دس مراحل دور ہے۔  
قولہ فجلست، میں ضمیر غائب کا مرجع ارض ہے۔ یعنی زمین پھلوں سے خالی رہی بعض نے جلست کو  
متکلم پڑھا ہے۔ یعنی میں قرض ادا کرنے سے بیٹھا رہا۔ ایک روایت میں جُلسْتُ بصیغہ مجہول ماضی ہے میں رکا  
رہا۔ یہ حدیث مکرر گزری ہے اور متن کے الفاظ مختلف ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جابر نے یہودی کو اس کے  
قرض میں ساری کھجوریں دے دیں اور کم ہونے کے باعث وہ راضی نہ ہوا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ  
کریم سے جابر کا قرض ادا ہو گیا اور اتنی کھجوریں بچ رہیں۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جابر نے ساری  
کھجوریں کاٹ ڈالیں اور ان کے ڈھیر لگا دیئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا وزن کر کے  
یہودی کا قرض ادا کرو، چنانچہ حضور کی برکت سے جابر کا سارا قرضہ ادا ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

## بَابُ جُمَارِ

جُمَا بضم الجیم وتشدید المیم ہے یہ کھجور کا درمیانہ درخت ہے۔ کھجور کا ستر کھولا جاتا ہے اس کے اندر  
سے سفید اور نرم شئی باہر نکلتی ہے جو مزے دار ہوتی ہے اس کو کھجور کی چربی کہتے ہیں۔  
ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں موجود تھے۔ اچانک حضور کے پاس کھجور کی گاجھ لائی گئی۔

۵۰۹۵۔



## بَابُ الْعَجْوَةِ

۵۰۹۶۔ حَدَّثَنَا جَمْعَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ

قَالَ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّهَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ

عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ بَابُ الْقُرْآنِ فِي التَّمْرِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے اس کی برکت مسلمان کی برکت جیسی ہے۔ میں نے اس کو نخلہ خیال کیا اور خواہش کی کہ کہوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کھجور کا درخت ہے پھر میں خود بیان کیا تو دیکھا کہ میں دس صحابہ کرام میں ہوں اور میں ان میں سے کسی ہوں اس لئے میں خاموش رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا یہ نخلہ (کھجور کا درخت) ہے۔ (تشریح کئی بار گزری ہے)

## بَابُ عَمْدَةِ كَهْجُور

عجوة تمہ کھجوروں سے عمدہ کھجور ہے،

یہ لمبی کھجور سیاہی مائل ہوتی ہے۔

۵۰۹۶۔ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عجوة

کوئی ہر روز سات عمدہ کھجوریں (عجوة) کھا لیا کرے اس کو اس دن میں زہر اور جادہ اثر نہ کرے گا۔

## بَابُ كَهْجُورٍ اِيكٍ سَامِتْ مَلَاكِرْ كَهَانَا



۵۰۹۷۔ حَدَّثَنَا اَدُمُقَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ  
ابْنُ مُجَيَّمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَةِ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَزَقْنَا تَمْرًا فَكَانَ  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُولُ لَا تُقَارِنُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْاَقْرَانِ ثُمَّ يَقُولُ اِلَّا اَنْ يَسْتَاذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ قَالَ  
شُعْبَةُ الْاُذُنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

۵۰۹۷۔ ترجمہ: جبکہ بن مجیم نے کہا ہم عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت  
میں قحط زدہ ہوئے انھوں نے ہمیں کھجور دیئے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
ہمارے پاس سے گزرتے جبکہ ہم کھجوریں کھا رہے ہوتے تھے وہ فرماتے کھجوریں ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ (ایک ایک  
کھاؤ) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر ابن عمر کہتے تھے کہ یہ کہ اپنے ساتھی  
(ملا کر کھانے کی) اجازت حاصل کر کے۔ شعبہ نے کہا "اذن" عبد اللہ بن عمر کا قول ہے۔

۵۰۹۷۔ شرح: یعنی جب ایک دسترخوان پر چند ساتھی کھجوریں کھائیں تو ایک ایک کھجور  
کھائیں۔ دو دو تین تین ایک ساتھ ملا کر نہ کھائیں؛ البتہ اپنے ساتھیوں  
سے اگر اجازت حاصل کر لے تو صحیح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس نہی کے متعلق علمائے کرام میں اختلاف  
رہے پایا جاتا ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر طعام سب میں مشترک ہو تو  
دوسروں کی رضامندی کے بغیر ایک ساتھ ملا کر کھانا حرام ہے۔ ان کی رضامندی صراحتاً ہو یا قرآن سے  
معلوم ہو جائے کہ وہ اس طرح کھانے کو بڑا محسوس نہیں کریں گے اور اگر کھانا کسی اور کا ہے جو ان میں داخل نہیں  
ہے تو حرام ہے اور اگر ان میں سے کسی کا ہے اس نے ان کو کھانے کی اجازت دے رکھی ہے تو اس کی  
بھی شرط ہے اس کے بغیر حرام ہے۔ اس نہی کا سبب یہ تھا کہ قحط کے زمانہ میں کھانے پینے میں تنگی تھی  
جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی تو یہ نہی منسوخ ہو گئی۔ بزار نے حضرت بریدہ سے حدیث ذکر کی ہے کہ میں  
ساتھیوں کو ایک ساتھ ملا کر کھجوریں کھانے سے منع کیا کرتا تھا اب جبکہ وسعت رزق ہے جس طرح چاہو کھاؤ  
اس پر امام نووی نے اعتراض کیا کہ عموم لفظ کا اعتبار ہے۔ خصوص سبب کا اعتبار نہیں۔ بزار نے شعبی کے  
طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام  
کو کھجوریں دیں بعض نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانا شروع کیں تو حضور نے ساتھی کی اجازت کے بغیر اس طرح کھانے



## بَابُ بَرَكَاتِ النَّخْلَةِ

۵۰۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ  
زُبَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً تَكُونُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ

## بَابُ الْقِشَاءِ

۵۰۹۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي  
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ  
قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطْبَ بِالْقِشَاءِ

سے منع فرمادیا۔ قولہ شجۃ، یعنی شعبہ نے کہا الّا یتاذن مدرج ہے۔ یہ عبد اللہ بن عمر نے حدیث میں  
درج کیا ہے۔ بیشتر علماء یہی کہتے ہیں۔ بعض اس میں متردد ہیں کہ یہ اضافہ مرفوع ہے یا موقوف ہے  
آدم نے اس کے مدرج ہونے پر جزم کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ كَلْكُرَى

۵۰۹۸۔ ترجمہ : ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں  
نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے سنا اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ترکھور  
کو ککڑی کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے (قد مر فی الباب السابق)

## بَابُ كَهْجُورِ كَيْ بَرَكْتِ

۵۰۹۹۔ ترجمہ : مجاہد نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



**بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ**  
**۶۰۰۰۔** حَدَّثَنَا ابْنُ مِقَاتٍ قَالَ أَخْبَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا  
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطْبَ بِالْقِثَاءِ

سے روایت کرتے تھے کہ درختوں میں سے ایک درخت ہے جو مسلمان جیسا ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے  
 قد مرّ مراراً فی الابواب السابقہ

## بَابُ دَوْرَنَگِ يَادُو کھانے جمع کر کے کھانا

مہلب نے کہا ایک ہی وقت دو رنگ کا کھانا کسی نے منع نہیں کیا البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
 سے منع کی روایت کی ہے لیکن یہ انہوں نے فضول خرچی کے باعث منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ جائز ہے کہ ایک  
 دن کھالے اور دوسرے دن کے لئے محفوظ رکھ لے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حرام نہیں کہتے ہیں  
 کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجور اور لکڑی ایک ساتھ کھاتے تھے اور کدو اور خشک گوشت ایک  
 ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک  
 پیالہ رکھا جس میں دودھ اور شہد تھا۔ حضور نے فرمایا میں اس کو حرام نہیں کہتا ہوں لیکن میں تواضع اور  
 انکساری کے باعث اسے چھوڑتا ہوں جو کوئی اللہ کے حضور تواضع و انکساری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو  
 بلند کرتا ہے (دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے) اور جو معاذ اللہ تکبر کرے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے  
**ترجمہ :** عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو دیکھا کہ آپ تر کھجور لکڑی کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔

**۶۰۰۰۔** شرح : اس حدیث میں طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں لکڑی اور بائیں میں رطب (تر کھجور) دیکھی  
 ایک بار اس سے اور دوسری بار اس سے کھاتے تھے۔ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 تر بوز تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی گرمی کو اس کی سردی توڑ دیتی ہے اور اس کی سردی کو



## بَابُ مَنْ أَدْخَلَ الصَّيْفَانِ عَشْرَةَ عَشْرَةَ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطَّعَامِ عَشْرَةَ عَشْرَةَ

۶۰۰۱۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ  
عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ  
ح وَعَنْ سَنَانِ أَبِي رَيْبَعَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أَمَّتْ عِمْدَتُ  
إِلَى مَدٍّ مِنْ شَعِيرِ جَشْتِهِ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيفَةً وَعَصَرَتْ عُنُقَهَا  
ثُمَّ لَعَنَتْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَدَعَاؤُهُ  
قَالَ وَمَنْ مَعِيَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَقُولُ وَمَنْ مَعِيَ فَخَرَجَ إِلَيَّ أَبُو طَلْحَةَ  
قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ صَنَعْتُهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَدَخَلَ فَجِئْتُ بِهِ وَقَالَ  
أَدْخِلْ عَلَى عَشْرَةَ فَدَخَلُوا فَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَى عَشْرَةَ  
فَدَخَلُوا فَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَى عَشْرَةَ حَتَّى عَدَّ الرَّابِعِينَ  
ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ

اُس کی گری توڑ دیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ جَسِ نِي دَسِ دَسِ آدِيُوں كُو بِلَايَا اور طعام پر دس دس کا بیٹھنا

۶۰۰۱۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ



## بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّومِ وَالْبُقُولِ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اُمّ سلیمؓ ایک مد (ایک سیر) جو کا قصد کیا اور اُن کو ذل کر دیا بنایا اس کو دودھ میں پکایا اور اُن کے پاس لپٹی تھی اس میں سے گھی نچوڑ کر ٹپکایا پھر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں حضور کے پاس آیا حالانکہ آپ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے میں نے حضور کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا جو میرے ساتھ ہیں (ان کی بھی دعوت ہے؟) میں آیا اور کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میرے ساتھی ہیں ان کی بھی دعوت ہے؟ (یہ سن کر) ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کھانا تھوڑا سا ہے جو ام سلیم نے تیار کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے اور وہ طعام حضور کو پیش کیا گیا۔ حضور نے فرمایا دس صحابہ کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر فرمایا دس کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر فرمایا دس بلاؤ وہ آئے انہوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے حتیٰ کہ چالیس شمار کئے (جنہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور اٹھ کر تشریف لے گئے انس نے کہا میں کھانے کو دیکھتا تھا کہ اس سے کچھ کم ہوا ہے؟

شرح : ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک کی والدہ ہے۔

۶۰۰۱ —

قوله جَسْتُهُ،، دلیا بنایا۔ قوله خَطِيفَةً،، بفتح الخاء وکسر الطاء،، یہ دودھ ہے جس میں دلیا ڈال کر پکایا جاتا ہے۔ اس کو لوگ انگلیوں سے چاٹ کر کھاتے ہیں اسے چھوٹے سے بھی کھاتے ہیں ”عک“ گھی کی گپتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس صحابہ کو بلا کر کھلایا کیونکہ کھانا ایک ہی پیالہ میں تھا اس میں دس سے زیادہ نہیں کھا سکتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اکتھے ہو کر کھانے میں برکت ہے۔ ابو داؤد شریف میں مرفوع حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کھانا مل کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو اس میں برکت ہوگی“ یہ سرکار کا معجزہ ہے کہ ایک سیر کھانے سے چالیس آدمی سیر ہو کر چلے گئے اور کھانا ذرہ بھی کم نہ ہوا تھا حدیث : غچہ کی شرح دیکھیں۔

## بَابُ نَهْوَ الثُّومِ وَرَسَبِزِيَّوْنَ سَعِ جَوَ مَكْرُوهِ هُنَّ

اس باب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی



۶۰۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ  
عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ قِيلَ لَأَنْسَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
الثَّوْمِ فَقَالَ مَنْ أَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا

۶۰۰۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ حَدَّثَنَا  
ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ  
أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ  
ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيُعْذِرْ لَنَا أَوْ لِيُعْذِرْ لِمَسْجِدِنَا

۶۰۰۲۔ ترجمہ : عبد العزیز نے کہا انس بن مالک سے کہا گیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو حقوم کے بارے میں فرماتے ہوئے کیا سنا ہے۔ انس نے کہا حضور  
فرماتے تھے کہ جو کوئی حقوم کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

۶۰۰۲۔ شرح : اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں فرشتے ہوتے ہیں وہ بدبودار شئی سے  
تنگ ہوتے ہیں بلکہ نمازی بھی اس سے تنگ پڑ جاتے ہیں یہی وجہ  
سے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے کہ اس دن میں عام لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اگر غسل نہ کریں تو پسینہ سے  
بو آئے لگتی ہے، لیکن ہر نماز میں غسل مسنون نہیں، کیونکہ اس میں حرج ہے

۶۰۰۳۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
جس شخص نے حقوم یا پیاز کھایا وہ ہم سے علیحدہ رہے یا نہ فرمایا ہماری  
مسجد سے علیحدہ رہے۔

۶۰۰۳۔ شرح : عمدة القاری میں ذکر کیا کہ حدیث کی عنوان سے مطابقت صرف  
مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا، میں ہے۔ حدیث میں بدبودار سبز لوں کا  
ذکر نہیں کیا جیسے گندنا وغیرہ ہیں۔ لیکن امام بخاری کی عادت ہے کہ باب کے عنوان میں چند چیزیں ذکر کر دیتے  
ہیں اور تمام کے مطابق حدیث بیان نہیں کرتے ہیں۔ اس حدیث میں پیاز ذکر کیا ہے اور وہ ان سبز لوں  
میں سے ہے جو بدبودار ہیں۔ لہذا صرف حقوم میں ہی مطابقت نہیں ہے۔



## بَابُ الْكِبَاثِ وَهُوَ وَرَقُ الْأَرَاكِ

۶۰۰۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ

يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَخَنَى الْكِبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ فَقِيلَ

أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ بَنِي الْأَرْعَاةِ  
بَابُ الْمَضْمُضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ ۶۰۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

## باب کبات اور وہ پیلو کا پھل ہے

۶۰۰۴۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مری ظہران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیلو کا پھل چن رہے تھے

تو حضور نے فرمایا سیاہ پیلو چنو وہ ان میں عمدہ ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بکریاں چراتے رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا مان رہی ہیں بکریاں چراتی ہیں۔

۶۰۰۴۔ شرح : حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ ان کی تواضع و انکساری میں اضافہ ہو اور خلوت و

تنہائی سے ان کے قلوب مزید صاف ہوں اور بکریوں کا انتظام کرنے میں انہیں سیاسی امور میں ارتقاء حاصل ہوتا کہ امتوں کی سیاست اور اہتمام میں اہم وجہ سے ان کی اصلاح کریں اور ان میں صلاحیت پیدا کریں (حدیث ۲۱۲۰ اور ۳۱۸۹ کی شرح دیکھیں)

## باب کھانے کے بعد کلی کرنا

۶۰۰۵۔ ترجمہ : سوید بن نعمان نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ



عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ  
عَنْ سُوَيْدِ بْنِ الثُّعْلَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أَتَى إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَأَكَلْنَا قَافًا  
إِلَى الصَّلَاةِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ حَدَّثَنَا  
سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ

فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رُوحَةٍ  
دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أَتَى إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَلَكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ  
فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَحْمٌ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ  
سُفْيَانُ كَأَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيَى

بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمَسَّحَ بِهَا

خبر گئے جب ہم صہبا پہنچے تو آپ نے کہا نا طلب فرمایا تو آپ کو مستو پیش کئے گئے ہم نے  
وہ کھائے پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو کلی کی لڑہم نے بھی کلی کی۔ یحییٰ نے  
کہا میں نے بشر سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے سُوید نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر گئے جب ہم صہبا پہنچے یحییٰ نے کہا صہبا و خیبر سے ایک منزل دور  
ہے۔ حضور نے کہا نا طلب فرمایا تو آپ کو مستو ہی پیش کئے گئے حضور نے وہ کھائے ہم نے  
بھی آپ کے ساتھ کھائے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کلی کی لڑہم نے بھی  
کلی کی۔ پھر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔ سفیان نے کہا گویا تو نے یہ حدیث  
یحییٰ سے سنی ہے۔ (یعنی یہ بعینہ یحییٰ کے الفاظ ہیں گویا کہ تو نے یحییٰ سے سنی ہے)  
(حدیث ۵۳۶ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ رِوَالٍ سَے پُونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹنا،



۶۰۰۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ  
عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسُحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ  
يَلْعَقَهَا

## بَابُ الْمُنْدِيلِ

۶۰۰۷ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْمٍ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے

۶۰۰۶ —

حتیٰ کہ اس کو خود چاٹ لے یا کسی کو چٹا دے۔

شرح : یعنی اپنے ہاتھ رومال سے نہ پونچھے بلکہ خود چاٹ لے یا کسی کو

۶۰۰۶ —

کہے جس کو اس سے کراہت نہ ہو جیسے بیوی، بیٹا اور خادم وغیرہ

کہ اوہ چاٹنے میں کراہت نہیں کرتے کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا مستحب ہے۔ اس میں امر استحباب کے لئے

ہے۔ ظاہر یہ کہ نزدیک امر وجوب کے لئے ہے۔ انگلیوں سے وسطی، سبابہ اور انگوٹھ تین انگلیاں مراد

ہیں، کیونکہ ان کے ساتھ کھانا مسنون ہے۔ سنت تو یہی ہے لیکن اگر کوئی پانچوں انگلیوں سے کھائے تو منع

نہیں ہے جو فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اس کو بُرا اور مکروہ جاننا ایمان کی کمزوری

ہے جس برتن میں کھائے اس کو صاف کرنا بھی اسی طرح ہے، چنانچہ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح موجود

ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کھانے کے بعد برتن کو صاف کیا جائے تو کھانے والے کے لئے برتن استغفار

کرتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے درجو اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے کہ تو نے مجھے صاف کر کے مجھ کو

شیطان کے چاٹنے سے محفوظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے۔ یہ معنی مومنوں کے قلوبِ طاہرہ پر

حقیقت پر محمول ہے۔

## بَابُ رِوَالِ

۶۰۰۷ — ترجمہ : سعید بن حارث نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کھانے پینے



قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَأَلَ  
عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قُدُّكَتَا زَمَانَ الْمَتْنِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ  
لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلٌ إِلَّا أَكْفَنَّا وَسَوَاعِدُنَا وَأَقْدَامُنَا ثُمَّ نَصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ

## بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ

۶۰۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفِينُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ

کی چیز جس کو آگ نے مس کیا ہو کے کھانے سے وضوء کے متعلق پوچھا (آگ سے پکا ہوا کھانے کے بعد وضوء کرنا چاہیئے) جابر نے کہا وضوء نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ایسا کھانا کم پاتے تھے۔ جب ہم ایسا کھانا پاتے تو ہمارے ہاتھ، کلائیوں اور قدموں کے سوا کوئی رومال وغیرہ نہ ہوتے کہ ان سے پونچھیں پھر ہم نماز پڑھتے اور وضوء نہ کرتے تھے۔

۶۰۰۷۔ شرح: یعنی کھانا کھانے کے بعد ہم رومال استعمال کرتے تھے بلکہ کھانے کی تری وغیرہ ہاتھوں اور کلائیوں سے صاف کر لیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں سے تری وغیرہ پونچھ لیتے تھے۔ آگ سے پکا ہوا کھانا کھانے کے بعد وضوء کی تحقیق گزر چکی ہے۔ امام ترمذی نے کہا آگ سے پختہ کھانا کھانے سے وضوء نہ کرنا آخری امر ہے اس سے پہلا امر منسوخ ہے جس میں وضوء کرنے کا حکم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ كَهَانَا كَهَانَةِ كَيْفَ

۶۰۰۸۔ ترجمہ: ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ فرماتے: اللہ کے لئے

سب تعریفیں ہیں۔ بسیار حمد جو زیادہ سے پاک اور خالص ہے اس میں برکت ہی برکت ہے نہ کافی کیا گیا ہو اور نہ مدح کیا گیا ہو اور نہ ہی اس سے بے نیازی ہو اے رب ہمارے۔



خَلْدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَفَعَ مَا يَدْنُهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودِّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا

۶۰۰۹ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَلْدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ وَقَالَ مَرَّةً إِذَا أَرَفَعَ مَا يَدْنُهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُورٍ وَقَالَ مَرَّةً لَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودِّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى رَبَّنَا

شرح : حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان پر

۶۰۰۸ —

کھانا اور یہ دعا کرنا حضور کی عادت شریفہ تھی اور  
دسترخوان اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہو جانے جیسے طویل التجا و طویل قامت  
مراد ہوتا ہے۔ قولہ غیر مکفی ”مکفی بروزن مرمی در اصل مکفوی تھا۔ واؤ کو یاد سے بدل کر ادغام کیا  
اور ما قبل کو کسرہ دیا جیسے مرمی میں اعلال کیا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ یہ جو ہم نے کھایا ہے یہ  
ما بعد کے لئے کافی نہ ہو اور یہ آخری کھانا نہ ہو بلکہ اس کے بعد منقطع نہ ہو اور ہماری ساری عمر یہ نعمت  
مستمر رہے کسی وقت بھی ختم نہ ہو۔ قولہ ولا مودع ”یعنی ہم سے وداع نہ ہو اور یہ آخری طعام  
نہ ہو۔ قولہ ولا مستغنی عنه ”یعنی ہم اسے مستغنی نہ ہوں یہ پہلے معنی کی تاکید ہے۔

ترجمہ : ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب

۶۰۰۹ —

کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ فرماتے کبھی یہ کہا کہ جب آپ  
کا دسترخوان اٹھایا جاتا تو فرماتے تمام محامد اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کافی کھلایا اور سیراب  
کیا۔ نہ یہ کفایت کیا گیا ہے اور نہ ناشکری کی گئی ہے اور کبھی فرمایا ! اے ہمارے رب ! سب تعریفیں  
اللہ کے لئے ہیں (یہ کھانا) کفایت نہ کیا گیا ہو اور نہ وداع کیا گیا ہو اور نہ اس سے استغناء ہو۔  
(اس کی تفصیل ابھی گزری ہے)



## بَابُ الْأَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ

۶۰۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يَجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أَكْلَةً أَوْ اكْلَتَيْنِ أَوْ لَقْمَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِي حَرَّةٍ وَعِلَاجَةٍ

## باب۔ خادم کے ساتھ کھانا

اس باب میں تواضع، انکساری، عاجزی اور عدم تکبر کے ارادے سے خادم کے ساتھ کھانے کا بیان ہے یہ آداب مومنین اور اخلاقِ مرسلین سے ہے غلام ہو یا آزاد شخص ہو دونوں پر خادم کا اطلاق ہوتا ہے۔

۶۰۱۔ ترجمہ: محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابو ہریرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جب کسی کے پاس اس کا خادم کھانا پکا کر لائے اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو ایک یا دو لقمے اس کو دیدے کیونکہ اُس نے پکانے کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔

۶۰۱۔ شرح: یعنی خادم کھانا پکاتا ہے اور اس کی گرمی اور دھواں وغیرہ برداشت کرتا ہے اور اس کی تیاری ترکیب و اصلاح وغیرہ

کرتا ہے تو چاہیے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلائے ورنہ اس کے ہاتھ پر ایک دو لقمے رکھ دے۔ طبرانی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مملوک کھانا تیار کرے اور پکانے میں گرمی وغیرہ برداشت کی ہو تو اس کو اپنے قریب کرے کہ وہ اس کے ساتھ کھائے اگر انکار کرے تو اس کے ہاتھ میں دو لقمے دیدے۔ اس حدیث میں امر استعجاب پر محمول ہے۔



**بَابُ الطَّاعِمِ الشَّاكِرِ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ**  
 فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ الرَّجُلِ  
 يُدْعَى إِلَى طَعَامٍ فَيَقُولُ وَهَذَا مَعِيَ قَالَ أَنَسٌ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى  
 مُسْلِمٍ لَا يَتِيهِمْ فُكْلٌ مِنْ طَعَامِهِ وَاشْرَبَ مِنْ شَرَابِهِ  
 ۶۰۱۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأُسُودِ قَالَ حَدَّثَنَا  
 أَبُو أُسَامَةَ قَالَ تَنَا الْأَوْعَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ  
 الْأَنْصَارِيُّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ  
 لَهُ غُلَامٌ لِحَامٌ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَهْلِكَ

## بَابُ کھانا کھانے والا شکر گزار صائم صابر کی مانند ہے،

اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے،  
 اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شکر نعمت پر مرتب ہوتا ہے اور صبر مصیبت پر کیا جاتا ہے تو یہ تشبیہ  
 کیسی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ میں مماثلت جمیع امور میں مطلوب نہیں ہوتی بلکہ  
 صرف ایک وصف میں مشارکت کافی ہوتی ہے اور وہ مشبہ بہ میں کامل ہوتی ہے وہ یہاں کمال  
 ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رنج و مشقت کے اندازے پر ثواب ہوتا ہے صائم صابر  
 میں کھانے والے شاکر سے مشقت زیادہ ہے۔ لہذا اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ حدیث سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ استحقاق ثواب میں دونوں برابر ہیں۔ لہذا تشبیہ صحیح ہے۔



فَعَرَفَ الْجَوْسُ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ إِلَى غُلَامِهِ  
اللَّحَامِ فَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعِيمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَا لَهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتُ لَهُ وَإِنْ  
شِئْتَ تَرَكْتُهُ قَالَ لَا بَلْ أَذِنْتُ لَهُ

## بَابُ إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ فَلَا يَجْعَلُ عَنْ عِشَائِهِ

۶۰۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ  
وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو  
ابْنُ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ابْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْفَاهَا  
وَالسَّكِينِ الَّتِي كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

## بَابُ كَيْسِي شَخْصِ كُوْكَهَانِ كِي دَعْوَتِ دِي جَائِے

اور وہ کہے یہ بھی میرے ساتھ ہے،

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو مسلمان کے پاس جائے  
جو مشتم نہیں ہے تو اس کے طعام سے کھاؤ اور پانی سے پیو،

۶۰۱۱۔ ترجمہ : ابو مسعود عقبہ بن عامر انصاری نے کہا ایک انصاری جس کی کنیت ابو شعیبہ  
نقی اس کا ایک غلام گوشت فروش تھا وہ شخص بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے



آیا جبکہ حضور صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے حضور کے چہرہ انور سے بھوک کا اثر معلوم کیا تو اپنے گوشت فروش غلام کے پاس گیا اور اسے کہا میرے لئے کھانا تیار کر دو جو پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تائید اس حال میں کہ آپ پانچویں ہوں گے اُس نے کھانا تیار کیا وہ شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھانے کی دعوت دی اُن کے پیچھے ایک اور آدمی ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو حنیفہ ایک آدمی ہمارے پیچھے آگیا ہے۔ اگر چاہو تو اس کو اجازت دو اگر چاہو تو اسے واپس جانے دو۔ اُس نے کیوں نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی،، (حدیث ۵۰۸۴ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

## باب جب شام کا کھانا حاضر ہو تو عشاء کی نماز میں جلدی نہ کرے،

یعنی پہلے کھانا کھائے پھر نماز ادا کرے۔ علامہ کرمانی نے کہا : اِذَا أَحْضَرَ الْعِشَاءُ، میں عین پر فتح اور کسرہ دونوں طرح صحیح ہے۔ اور ”عشاء“ میں عین صرف مفتوح ہے مکسور نہیں۔ عشاء بکسر العین مغرب کی نماز کے وقت سے عشاء کی نماز کے وقت تک مدت ہے اور بفتح العین رات کا کھانا ہے۔ اس کے مقابل غذا یعنی ناشتہ ہے۔ فقہ کی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ جب شام کا کھانا آجائے تو نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرے ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے جعفر بن عمر و امیہ نے خبر دی کہ اُن کے والد عمرو ابن امیہ نے انہیں خبر دی کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کے شانہ سے جو حضور کے ہاتھ میں تھا چھری کے ساتھ گوشت کاٹ رہے تھے۔ حضور کو نماز کے لئے بلایا گیا تو شانہ اور چھری جس کے ساتھ اس کو کاٹ رہے تھے ایک طرف ڈال دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

—۶۰۱۲—

ترجمہ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں نماز عشاء کی تخصیص نہیں۔ عشاء کی تخصیص کہاں سے لی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک اور حدیث جس میں یہ تخصیص ہے کے قرینہ سے مطلق کو مقید پر محمول کیا ہے۔ مذکور کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ طعام کھانے میں جلدی کرنا اور نماز میں تاخیر کہ نارات کے کھانے اور عشاء کی نماز کے ساتھ مختص ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ حکم اس سے مختص نہیں ہے اور ہر نماز اور حاضر کھانے کا یہی حال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے عنوان کا واضح مفہوم یہ ہے کہ کھانا حاضر ہو جائے تو اس سے فارغ ہو کر نماز پڑھے اس کے تحت حدیث سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے حضور کے وقت چھری اور بکری کا شانہ ہاتھ سے ایک طرف ڈال دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کے وقت حضور کھانا تناول فرما رہے تھے اور کھانے کی شدید خواہش نہ

—۶۰۱۲—



۶۰۱۳ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ  
 الْيُوبِ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
 إِذَا وَضَعَ الْعِشَاءَ وَأَقِمْتَ الصَّلَاةَ فَايْدُوا بِالْعِشَاءِ وَعَنْ الْيُوبِ عَنْ  
 نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ الْيُوبِ عَنْ  
 نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشَّى مَرَّةً وَهُوَ يَتِمُّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ

۶۰۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ  
 ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
 إِذَا أَقِمْتَ الصَّلَاةَ وَحَضَرَ الْعِشَاءُ فَايْدُوا بِالْعِشَاءِ وَقَالَ وَهَيْبٌ  
 وَيُحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وَضَعَ الْعِشَاءُ  
 بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا

نہ تھی اس لئے شانہ ماتھ سے ایک طرف ڈال کر نماز کو تشریف لے گئے، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!  
 ۶۰۱۳ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا جب کھانا لگا دیا جائے اور نماز کی اقامت ہوئے لگے تو پہلے  
 کھانا کھاؤ۔ ایوب نے نافع کے ذریعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے نیز  
 ایوب نے نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دفعہ روایت کی کہ عبداللہ بن عمر قراءت سن  
 رہے تھے اور عشاء کا کھانا کھا رہے تھے۔

۶۰۱۴ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا جب نماز کی اقامت ہونے لگے اور شب کا کھانا بھی حاضر ہو جائے  
 تو تم پہلے کھانا کھاؤ۔ وہیب اور یحییٰ بن سعید نے ہشام سے ”اِذَا وَضَعَ الطَّعَامَ“ روایت کی ہے یعنی جب  
 کھانا لگایا جائے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشادِ اجب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ



۶۰۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ  
قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحَجَابِ كَانَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوُّجُهَا بِالْمَدِينَةِ  
فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَجَلَسَ مَعَهُ رَجُلَانِ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى وَمَشِيَتْ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حَجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنُّوا  
أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَتْ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَتْ وَرَجَعْتُ  
مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حَجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَتْ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا  
هُمْ قَدْ قَامُوا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَأُنْزِلَ الْحَجَابُ

ترجمہ : ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت انس نے کہا میں آیت  
۶۰۱۵۔ حجاب کے نزول کی شان سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ ابی بن کعب  
اسکی متعلق سچے پوچھا کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نئی نئی شادی کی تھی جبکہ ان  
سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ حضور نے سورج بلند ہونے کے بعد لوگوں کو دعوتِ ولیمہ کے لئے بلایا۔  
لوگوں کے چلے جانے کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جبکہ آپ کے ساتھ چند لوگ بیٹھے  
یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور چلنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل رہا تھا۔ جب  
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کے دروازہ پر پہنچے تو حضور کو گمان ہوا کہ وہ بیٹھنے والے لوگ  
چلے گئے ہیں۔ آپ وہیں سے واپس آگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہو گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ ابھی  
بیٹھے باتوں میں مشغول ہیں، چنانچہ حضور پھر لوٹے اور میں بھی دوسری بار آپ کے ساتھ واپس آ گیا حتیٰ کہ دوسری  
بار ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ تک پہنچے تو واپس آگئے اور میں آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو کیا  
دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو حضور نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور آیت حجاب نازل ہوئی  
اس کی تفصیل سورہ احزاب میں حدیث ع۔ ج۔ کی شرح میں دیکھیں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتابُ العقیقة

بَابُ تَسْبِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يَوْمِ الدَّلَامَنِ لَمْ يُعَقِّ  
عَنْهُ وَتَحْنِيكِهِ ۶۰۱۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتابُ العقیقة

علامہ عینی نے اصمعی سے نقل کیا کہ دراصل عقیقہ وہ بال ہیں جو بچے کے سر پر ہوتے ہیں جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے اس کی طرف سے اس وقت جو بکری ذبح کی جاتی ہے اس کا نام بھی عقیقہ ہے کیونکہ ذبح کے وقت مولود کے بال اُتارے جاتے ہیں۔ خطابی نے کہا جو بکری مولود کی طرف سے ذبح کی جائے اس کو عقیقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ ذبح سے قطع کی جاتی ہے۔ حلق سے جو بال اُترتے ہیں ان کو بھی استعارۃً عقیقہ کہتے ہیں مولود کے ساتویں روز ذبح کرنے کو بالوں کے نام پر عقیقہ کہتے ہیں کیونکہ اس روز بال حلق کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جو بکری ذبح کی جائے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ عقیقہ بمعنی شق ہے ہر نو مولود ہیمہ کے بال عقیقہ ہیں۔

جس نو مولود کا عقیقہ نہ کرنا ہو پیدائش کے دن کی صبح کو نام رکھنا اور اس کی تحنیک

باب

اس باب کا ایک عنوان یہ ہے کہ جس شخص کو عقیقہ کرنے کی استطاعت نہ ہو وہ نو مولود

کا نام رکھنے میں ساتویں دن تک تاخیر نہ کرے۔ جس روز بچہ پیدا ہو اس کے دوسرے دن کی صبح کو نام رکھ لے؛



قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ  
عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ وَلَدَانِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَاهُ  
إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرُ وَلَدِي مُوسَى

ورنہ سنت یہ ہے کہ ساتویں دن نام رکھے اور دوسرا عنوان نومولود کی تحنیک ہے وہ یہ ہے کھجور یا کوئی  
میٹھی شئی کو چبا کر نرم کر کے نومولود کے منہ میں ڈالتے ہیں اس کا مقصد ایمان کی نیک فال ہے کیونکہ کھجور کے  
درخت کو مومن سے تشبیہ دی گئی اور میٹھی شئی کو سرکارِ مدینہ پسند فرماتے تھے۔ لہذا اس میں حلاوتِ ایمان کی بھی  
نیک فال ہے۔ خصوصاً جبکہ اہل اصلاح و علم و تقویٰ والوں سے تحنیک کرائیں کہ ان کے منہ کی برکت اس  
کو پہنچتی ہے۔

## عقیقہ میں فقہاء کے اقوال

امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے کہا عقیقہ سنت ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو ترک نہ  
کرے۔ امام احمد نے کہا بکری کی قیمت مساکین پر صدقہ کرنے سے ذبح کر کے کھلانا زیادہ اچھا ہے۔ یحییٰ بن  
سعید نے کہا میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بچے اور بچی کا عقیقہ کرتے تھے اور ترک نہ کرتے تھے ابن حزم  
نے کہا جو کوئی طاقت رکھتا ہو اس پر عقیقہ کرنا واجب ہے۔ ابن تین نے کہا لڑکوں کا عقیقہ کرنا سنت  
ہے لڑکیوں کا نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سنت مؤکدہ نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا یہ مستحب  
ہے پہلے کرتے تھے پھر منسوخ ہو گیا۔ شیخ عبدالرزاق نے اپنے اسناد سے حدیث روایت کی ہے سرکارِ دو عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بیٹے کو اچھا جانتا ہے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ عقیقہ کرے۔ لڑکے  
کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے یہ استحباب کی دلیل ہے۔

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میرا لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو لے کر نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے اس کا نام ابراہیم رکھا  
اور کھجور اپنے منہ مبارک میں چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر میرے حوالے  
کر دیا۔ وہ ابو موسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

۶۰۱۶ — شرح : اس حدیث میں تسمیہ اور تحنیک ہیں لہذا عنوان کے ساتھ مطابقت واضح  
ہے۔ اس حدیث سے اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ نومولود کا نام رکھنے میں جلدی



۶۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ  
أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ  
فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ

۶۰۱۸۔ حَدَّثَنِي اسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ حَدَّثَنَا  
أَبُو سَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا

کرنا چاہیے لیکن صحیح احادیث میں ہے کہ ساتویں روز نام رکھا جائے؛ چنانچہ ہزار، ابن جان اور حاکم نے صحیح حدیث روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین علیہما السلام کی طرف سے ساتویں روز عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا۔ امام ترمذی نے عمرو بن شعیب کے طریق سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ساتویں روز نو مولود کا نام رکھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سات امور سنت ہیں ان میں سے ساتویں روز نو مولود کا نام رکھا جائے اس کا خبثہ کیا جائے اس سے غلاظت دور کی جائے اور اس کے سر کے بال اُتارے جائیں۔ اُن کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کیا جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے مہلب نے کہا اگر بچے کے والد نے عقیقہ نہ کرنا ہو تو جب بچہ پیدا ہو اس روز یا اس کے ایک دو روز بعد نام رکھ دیا جائے اور اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ ہو تو ساتویں دن نام رکھیں۔

## نو مولود کی تحنیک (گھٹی)

تحنیک کے معنی ہیں کھجور جھا کر بچے کے تالو میں لگانا، اس میں حکمت یہ ہے کہ اس میں ایمان کی نیک فال ہے؛ کیونکہ کھجور اس درخت کا پھل ہے جس کو سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن اور اس کی حلاوت کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ خصوصاً جب تحنیک کرنے والا اہل فضل، علما اور صالحین میں سے ہو کیونکہ سب سے پہلے ان حضرات کے تھوک کا حصہ نو مولود کے پیٹ میں پہنچتا ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک مبارک کی برکت سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بے شمار فضائل اور کمالات سے مستفیض ہوئے قرآن کریم کے قاری اور عقیف سلمان ہوئے ایسے ہی عبداللہ بن ابی طلحہ بہت بڑے عالم اور فاضل تھے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک شریف کی برکت سے ہر خیر میں پیش پیش تھے۔



حَمَلْتُ بَعْدَ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمَّةٌ فَأَتَيْتُ  
الْمَدِينَةَ فَتَزَلْتُ قُبَاءً فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرٍ ثُمَّ دَعَا بِثَمَرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي ذِيهِ فَكَانَ أَوَّلُ  
شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رَيْقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَتَكَهُ بِثَمَرَةٍ ثُمَّ  
دَعَا لَهُ وَبَرَكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وَلِدَ فِي الْإِسْلَامِ فَفَرِحُوا بِهِ فَرَحًا  
شَدِيدًا إِلَّا نَهْمَ قَبِيلِ لَهْمَانَ الْيَهُودَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ وَلَا يُؤَلِّدُ لَكُمْ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خدمت میں ایک بچہ لایا گیا۔ حضور نے کھجور چبا کر اس کے تالوں میں لگائی۔  
اُس نے حضور پر پیشاب کر دیا تو اس پر پانی پھیرا۔ (حدیث ع ۲۲۲ ج ۱ : کی شرح دیکھیں)  
ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں عبد اللہ  
ابن زبیر سے امید سے ہوئیں۔ انھوں نے کہا میں اس حال میں مکہ مکرمہ سے

نکلی کہ میں حمل کے دن پورے کرنے والی تھی۔ میں مدینہ منورہ آئی اور قبار میں ٹھہری اور وہیں میں نے بچہ کو جنم  
دیا پھر اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور حضور کی گود شریف میں رکھ دیا۔ حضور نے  
کھجور منگوائی اور اس کو چبا کر بچے کے منہ میں حقوک ڈالا۔ پس سب سے پہلے اس کے پیٹ میں جو پہنچا وہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک شریف تھا۔ پھر اسے کھجور کی گھٹی دی گئی اور برکت کی دعا فرمائی یہ اسلام  
میں پہلا بچہ پیدا ہوا تھا۔ اس کی ولادت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے کیونکہ ان سے کہا گیا تھا  
یہودیوں نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اُن کے ماں کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔

شرح : یعنی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین کی اولاد میں سب سے پہلے  
جنم لینے والے حضرت عبد اللہ بن زبیر تھے۔ "رضی اللہ عنہما" ورنہ ہجرت  
کے بعد اُن سے پہلے حضرت نعمان بن بشیر انصاری متولد ہو چکے تھے۔  
(حدیث ۶۰-۳۶۶۱، ج ۵۔ کی شرح دیکھیں)



۶۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

هَرُونَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ابْنُ لَؤْيٍ طُلْحَةَ يَشْتِكِي فُجْرَةَ أَبُو طُلْحَةَ

فَقَبِضَ الصَّبِيَّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طُلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِي قَالَتْ

أُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشَى ثُمَّ

أَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارْءَا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طُلْحَةَ أَتَى

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ

نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِي أَبُو طُلْحَةَ احْفَظْهُ حَتَّى

تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بَثْمَرَاتٍ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

أَمْعَشْنِي قَالُوا نَعَمْ ثَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ وَحَنَكَهُ بِهِ وَ

سَمَاهُ عَبْدُ اللَّهِ

۶۰۱۹۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طلحہ کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ ابو طلحہ

باہر گئے تو (اُن کے بعد) بچہ فوت ہو گیا جب وہ واپس آئے تو کہا میرا بچہ کیسا ہے۔ ام سلیم نے کہا وہ پہلے سے سکون میں ہے ام سلیم نے ابو طلحہ کو کھانا پیش کیا اُنھوں نے کھانا کھایا پھر رات کو جماع کیا جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا بچے کو دفن کر آؤ صبح کو ابو طلحہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (بچے کے فوت ہونے کی) خبر دی تو حضور نے فرمایا کیا تم نے اس رات جماع کیا تھا؟ ابو طلحہ نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اے اللہ! اس رات میں ان کے (دفعہ میں) برکت فرما (ام سلیم نے کہا) اس کے بعد



۶۰۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ  
عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّسَائِيِّ وَسَاقِ الْحَدِيثِ

### بَابُ إِمَامَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ

۶۰۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ  
أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ وَقَالَ

میرے ماں بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے کہا اس کو حفاظت سے رکھو حتیٰ کہ ہم اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میت میں لے چلیں چنانچہ ابو طلحہ اسے حضور کے پاس لائے جبکہ اُن کے ہمراہ ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھیجی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو مولود کو پکڑ کر فرمایا کیا اس کے ساتھ کچھ لائے ہو؟ اُنھوں نے کہا: جی ہاں! چند کھجوریں (لائے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پکڑ لیں اور انہیں چبایا پھر بچے کا منہ پکڑا اور اس میں ڈال دیں اس کے ساتھ اسے گھٹی دی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔

۶۰۱۹۔ شرح: قولہ اسکن ماکان، اس سے مراد سکون موت ہے۔ یہ اسم تفضیل ہے ابو طلحہ نے یہ گمان کیا تھا کہ ام سلیم کی مراد سکون شفا ہے۔ قولہ عَافَا عَنِ النَّعْمِ اعراس سے ماخوذ ہے اس کے معنی وطنی اور جماع ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تعجب استفہام فرمایا تھا کہ حضور نے ان کے فعل اور صبر اور ابو طلحہ کا ام سلیم کی اللہ کی قضاء و قدر سے رضاء پر سرور پر تعجب فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی منقبت و فضیلت ہے جبکہ اُس نے بچہ کی موت پر صبر و استقلال اور اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر حسن رضاء کا اظہار کیا اور شروع رات میں بچہ کی موت کو اس کے والد سے اخفاء کرنے میں اس کی جزالت عقل کی دلیل ہے تاکہ وہ رات آرام سے بسر کرے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کرنا مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی جبکہ اس کے بعد ام سلیم عبد اللہ بن ابی طلحہ کے ساتھ امید سے ہوئیں اور عبد اللہ کی نسل میں دس نیک علما پیدا ہوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۰۲۰۔ ترجمہ: محمد بن مثنیٰ نے کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے عبد اللہ بن عون سے انہوں نے محمد سے اُنھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور پوری حدیث

ذکر کی۔



۶۰۲۱ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ  
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ  
وَقَالَ حُجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَقَتَادَةُ وَهَشَامٌ وَجَبِيْتُ  
عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ  
غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهَشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الزَّبَّابِ  
عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى يَزِيدُ بْنُ أَبِي رَاهِمٍ  
عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَوْلِهِ وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ  
جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الضُّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَامْطُؤُوا  
عَنْهُ الْأَذَى

## باب بچے کا عقیقہ کر کے اس سے تکلیف دُر کرنا

۶۰۲۰۔ ترجمہ : اس اسناد میں مذکور تمام لوگوں نے سلمان بن عامر ضبئی سے روایت کی کہ

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کا

عقیقہ ہے اُس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف زائل کرو

۶۰۲۱۔ ترجمہ : جب بن شہید نے کہا مجھے محمد بن سیرین نے حکم دیا کہ میں حسنی بصری سے پوچھوں

کہ انھوں نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی ہے۔ میں نے پوچھا تو انھوں نے

کہا میں نے سمروہ بن جندب سے سنا۔

۶۰۲۱-۲۰۔ شرح : اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو کتب سنن میں مذکور ہیں کہ لڑکا

حقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے۔ پیدائش کے ساتویں روز اس کا



۶۰۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا  
قُرَيْشٌ عَنْ جَبْرِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ أَمَرَنِي ابْنُ سِيرِينَ أَنْ  
أَسْأَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ فَسَأَلْتُهُ مِنْ سَمَرَةَ  
ابْنِ جُنْدَبٍ

## بَابُ الْفَرْعِ

۶۰۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرْعَ وَلَا عِثْرَةَ

حلق کیا جائے (اس کے سر کے بال منڈوائے جائیں) اور ساتویں روز اس کی طرف سے بکری ذبح کی جائے  
اور اس کا نام رکھا جائے۔ بچہ سے تکلیف دور کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے سر کے بال منڈائے جائیں۔ بعض نے  
اس کی تفسیر ختنہ سے کی ہے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ لڑکے کا عقیقہ ہے لڑکی کا نہیں  
لیکن جمہور فقہاء نے کہا دونوں کا عقیقہ ہے اس کی بکثرت احادیث شاہد ہیں چنانچہ ام کرنے نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال عرض کیا تو حضور نے فرمایا لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی سے ایک بکری  
ذبح کریں اور وہ خوب صحت مند ہوں۔ اس میں کوئی امتیاز نہیں کہ وہ مادہ ہوں یا نہ ہوں۔ امام ترمذی نے اس حدیث  
کو صحیح کہا ہے۔ ابو داؤد اور نسائی نے عمرو بن شعیب کے اسناد سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے بچے کا عقیقہ کرنا چاہے وہ لڑکے سے دو اور لڑکی سے ایک بکری ذبح کرے اور  
وہ خوب صحت مند ہوں۔ قولہ أَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى، بچہ سے تکلیف دور کرو۔ اذی سے مراد بچے کے بال ہیں  
جن کے ساتھ بہ حم کا خون وغیرہ لگا ہوتا ہے اس کو بال منڈا کر زائل کیا جائے۔ بعض اس سے ختنہ مراد لیتے ہیں  
بعض کچھ اور کہتے ہیں

## بَابُ فَرْعٍ

فَرْعُ بَفْعِ الْفَاوِ الرَّاءِ ہے وہ اونٹنی کا پہلا بچہ ہے جاہلیت کی یہ عادت تھی کہ جب اونٹنی پہلا بچہ



وَالْفَرْعُ أَوَّلُ النَّتَاجِ كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لَطَوَاعِيَتِهِمْ وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ

## بَابُ الْعَتِيرَةِ

۶۰۲۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرْعَ وَلَا عَتِيرَةَ وَالْفَرْعُ أَوَّلُ النَّتَاجِ

كَانَ يُنَبِّهُ لَهُمْ كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لَطَوَاعِيَتِهِمْ وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ

جہنم دیتی تو اس کو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے بعض نے کہا جب کسی کے سوا اونٹ ہو جاتے تو اس سے نائد کو بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے۔

۶۰۲۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ فرع اور عتیرہ کوئی شئی نہیں۔ اونٹنی کے

پہلے بچہ کو فرع کہتے ہیں۔ جاہلیت میں کافر اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اس کو رجسیت بھی کہتے ہیں

۶۰۲۲ — شرح : فرع اور عتیرہ جاہلیت میں بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے۔ اسلام کے بعد لوگ اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان سے منع فرمادیا کہ فرع اور عتیرہ کوئی شئی نہیں۔ لہذا یہ دونوں منسوخ ہیں۔

## بَابُ عَتِيرَةٍ

۶۰۲۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فرع اور عتیرہ کوئی شئی نہیں۔ راوی نے کہا فرع پہلا بچہ ہے جسے کافر

اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں ذبح کرتے تھے (قدمرہ تفسیر)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْجُزْءُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُونَ  
 كِتَابُ الذَّبَايحِ وَالصَّيْدِ وَالتَّسْمِيَةِ

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ إِلَى قَوْلِهِ فَلَا تَخْشَوْهُمْ  
 وَاحْشَوْنِي وَقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَبْلُوَنَّكُمْ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ الْاِيَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 تِسْعُونَ آيَاتٍ  
 كِتَابُ الذَّبَايحِ وَالصَّيْدِ

ذَبَايحُ ذَبِيحَةٍ كِي جَمْعُ هِيَ جَسَّ ذَبَحَ كَيَا جَاءَتْ - اس كِتَابِ مِي ذَبَايحُ كِي اَحْكَامِ اور شَكَار كِي اَحْكَامِ  
 مَذْكَورِ مِي - صَيْدِ مَصْدَرُ هِيَ اس كَا مَاضِي مَضَارِعُ صَادَ لَصِيدُ هِيَ شَتْمِي اس كَا اِطْلَاقِ نَفْسِ مَصِيدِ پَرِ هِي هُوَا هِيَ  
 شَكَارُ وَهِيَ هُوَا طَبْعِي طُورِ پَرِ نَافِرِ هُوَا اور غَيْرِ مَمْلُوكِ حَلَالِ هُوَا "



وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْعُقُودُ الْعُودُ مَا أُحِلَّ وَحُرِّمَ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ  
 الْخَزِيرُ يُجَرِّمُكُمْ شَنْانُ عِدَاوَةِ الْمُخَنِقَةِ تَحْنُقُ فَمَوْتُ الْمُوقُودَةِ  
 تَضْرِبُ بِالْخَشَبِ تُوقِدُ مَا فَمَوْتُ الْمُتَرَدِّيَةِ تَتَرَدَّى مِنَ الْجَبَلِ النَّطِيجَةُ  
 تَنْطَحُ الشَّاةُ فَمَا أَذْلَكُكَ يَتَحَرَّكُ بِذَنْبِهِ أَوْ بَعِيْنِهِ فَادْبَحْ وَكُلْ

## باب شکار پر اسم اللہ پڑھنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اللہ تمہارا شکار کے ذریعہ امتحان لے گا..... عذاب الیم تمہیں  
 اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سُنایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد  
 تم پر حرام ہے مَرْدَار اور خُون فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنَ تک “  
 قولہ لِيَبْلُوكُمْ الْاٰیۃ یہ آیت کریمہ حدیسیہ کے سال نازل ہوئی جبکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مُحَرَّم  
 تھے اور شکار اُن کے ارد گرد پھیر رہے تھے وہ ان کو نہ ہاتھ سے پکڑتے اور نہ نیزہ مارتے تھے چونکہ صحابہ کرام  
 سارے مُحَرَّم تھے اس لئے وہ شکار سے خوف زدہ ہوئے، حالانکہ ان کا شکار ہاتھ سے پکڑ لینا اور ہتھیار سے  
 فکار کر لینا آسان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس آزمائش میں وہ فر بردار ثابت ہوئے اور  
 حکم الہی کی تعمیل میں ثابت قدم رہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں: ”اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے  
 بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں کہ اللہ پہچان کر دے ان کی حواس سے بن دیکھے ڈرتے  
 ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے۔ اس کے لئے دردناک سزا ہے۔ قولہ اُحِلَّتْ لَکُمْ اَہ اس آیت کا اول یہ  
 ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَوْفُوا بِالْعُقُودِ الْاٰیۃ در اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لئے حلال  
 ہوئے بے زبان الخ قولہ حُرِّمَتْ عَلَیْکُم الْاٰیۃ تم پر حرام ہے مَرْدَار اور خُون اور سور کا گوشت اور جس کے ذبح میں  
 غیر خُذ کا نام پکارا جائے اور جو کھلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہو اور جو گر کر مرے اور جسے  
 کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جو تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور تیروں  
 سے قسمت دریافت کرنا یہ گناہ کا کام ہے یہ مجھو بازی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کافر جب کوئی کام کرنا  
 چاہتے وہ تین تیر سیہ کر لیتے۔ ایک پر یہ لکھتے ”اُمْرَی رَبِّی“ میرے رب نے حکم دیا ہے۔ دوسرے پر لکھتے  
 ”نہائی رَبِّی“ میرے رب نے منع کیا ہے۔ اور تیسرا تیر صاف رہنے دیتے۔ اُن میں سے ایک تیر نکالتے اگر وہ حکم



۶۰۲۴ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ  
عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ  
الْمُعْرَاضِ فَقَالَ مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْهُ وَمَا أَصَابَ بِعُرْضِهِ وَهُوَ  
وَقِيدٌ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَإِنْ  
أَخَذَ الْكَلْبُ ذَكَاءً فَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلَايَكَ كَلْبًا غَيْرَهُ  
فَحَثِّبْتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ  
اسْمَ اللَّهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ

سے تو کام کرتے اگر تیر منع کرتا تو کام سے روک جاتے اگر سادہ تیر نکلتا تو دوسری بار تیر نکالنا شروع کرتے  
تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیروں سے قسمت کا فیصلہ کرنا فسق ہے۔

### وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْعُقُودُ الْعُهُودُ الْخ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عقود سے مراد وہ عہد ہیں جو حلال و حرام کے متعلق کئے  
جائیں اور اَلَا مَا يُتْلٰی سے مراد مُردار، خون اور خنزیر ہے قولہ یَجْرِمَنَّكُمْ الْآيَةُ اس سے اس آیت  
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا کی طرف اشارہ کیا اور  
اسکی تفسیر مجرم منکم یجرم منکم سے کی اور شَنَا ن کی تفسیر عداوت سے کی۔ یعنی تم کو کسی قوم بغض دشمنی پر  
آمادہ نہ کرے کہ انھوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا کہ ان پر زیادتی کرو ”مُتَحَقِّقَةً“ وہ ہے جو کلا گھونٹنے  
سے مر جائے ”مَوْقُودٌ“ وہ ہے جو بے دھار چیز لکڑی، پتھر وغیرہ سے ماری جائے ”مُتَزَدِّيَّةُ“ وہ ہے  
جو پہاڑ سے گر جائے ”لَطِيفَةٌ“ وہ ہے جس کو بکری سینگ مارے۔ اگر تو اس کو زندہ پائے کہ وہ اپنی دم  
ہلار رہا ہے یا اس کی آنکھ متحرک ہے تو اس کو ذبح کر کے کھالے۔

ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے شکار  
کے متعلق سوال عرض کیا (تیر کا گز) تو حضور نے فرمایا اگر تیر کی تیزی سے

زخمی ہو جائے تو کھالو اور اگر اس کے گز سے زخمی ہو جائے وہ لکڑی سے مرا ہوا ہے اسے نہ کھاؤ میں نے حضور  
سے کہنے کے شکار سے پوچھا تو فرمایا اگر وہ شکار تیر سے لئے روک رکھے تو کھالو کیونکہ کہنے کا پکڑنا ذبح کے حکم



میں ہے۔ اور اگر تو اپنے کتے یا اپنے کتوں کے ساتھ کوئی غیر کتا پائے اور تجھے ڈر ہے کہ اس کتے نے شکار پکڑا ہوگا اور قتل کر دیا ہے تو نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔ غیر کے کتے پر اللہ کا نام نہیں ذکر کیا ہے۔

**۶۰۲۴ — شرح :** اس حدیث شریف سے کئی احکام معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ شکار کرنا مباح ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا**، جب تم احرام کھول دو تو تمہارے شکار کرنا مباح ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اگر نفع حاصل کرنے کے لئے شکار کیا تو اس کے لئے شکار کرنا مباح ہے اور اگر محض لہو و لعب کے لئے شکار کیا ہے لیکن اس کو ذبح کرنا اور نفع اٹھانا مقصود ہے تو بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے امام مالک اسے مکروہ فرماتے ہیں اور اگر ذبح کرنا مقصود نہیں تو حرام ہے؛ کیونکہ یہ زمین میں فساد اور فضول نفس کو ضائع کرنا ہے؛ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے اور نفع اٹھانے کے بغیر قتل حیوان سے منع فرمایا ہے۔ نیز حضور نے زیادہ شکار کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ جو کوئی شہروں سے دور دراز دیہات میں مقیم ہو جائے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جو شکار کا پیچھا کرتا رہے وہ غافل ہو جاتا ہے اور جو حاکموں کے پاس رہے اور ان کا طواف کرتا رہے وہ فتنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر شکار تیر کی تیزی سے زخمی نہ ہو تو اسے کھانا جائز نہیں۔ معروض وہ لکڑی ہے جس کے ایک کنارے پر تیز دھار لوٹا چڑھایا ہوتا ہے۔ شکاری اس کے ساتھ شکار کو زخمی کرتا ہے اگر اس سے شکار زخمی ہو جائے تو حلال ہے اگر شکار کو تیر کی چوب زخمی کر دے تو وہ ”وقذ“ ہے اسے کھانا جائز نہیں۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ معلم (سیکھا ہوا کتا) کتے کا قتل کیا ہوا شکار ذبیحہ ہے۔ اگر کتا اس سے کچھ کھا لے تو وہ معلم نہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے وہ کہتے ہیں کتے کی تعلیم یہ ہے کہ وہ شکار کو نہ کھائے۔ یہ ان کے نزدیک شرط ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک کتے کا شکار کو نہ کھانا شرط نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **كُلُوا مِمَّا امْسَكْنَ عَلَيْكُمْ**، جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ کھاؤ۔ یہ ذبح ہے اس سے شکار مباح ہوتا ہے۔ اگر کتا اس سے کھالے تو وہ حرام نہ ہوگا۔ اخاف اور شوافع کی دلیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اگر کتا شکار کھالے تو اسے نہ کھاؤ کیونکہ اس نے شکار اپنے لئے کیا ہے تمہارے لئے نہیں کیا۔

**چوتھا حکم :** بسم اللہ پڑھنا شرط ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔ دوسرے کے کتے پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شکار پر بسم اللہ پڑھنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ کثیر علماء نے کہا بسم اللہ پڑھنا فرض ہے اگر قصد یا سہواً نہ پڑھی تو شکار کو کھانا جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ، امام مالک، سفیان ثوری اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا اگر قصد بسم اللہ ترک کر دی تو شکار کو کھانا جائز نہیں اگر سہواً ترک کر دی تو اس کو کھانا مباح ہے ابن منذر



## بَابُ صَيْدِ الْمَعْرَاضِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُولَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُودَةُ وَكَرِهَ سَالِمٌ  
وَالْقِسْمُ وَمُجَاهِدٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَفِي  
الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرَى وَالْأَمْصَارِ وَلَا يَرَى بِأَسَافٍ مَّا سِوَاهُ  
۶۰۲۵ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

نے کہا۔ ابن عباس ابو ہریرہ سعید بن مسیب، حسن بن صالح، عطاء، طاؤس، حسن بن ابی الحسن اور ابراہیم نخعی  
بھی یہی کہتے ہیں (یعنی)

## بَابُ صَيْدِ الْمَعْرَاضِ

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے غلہ سے مارے ہوئے شکار کے متعلق کہا وہ وقیذ کے حکم میں ہے۔ سالم، قاسم،  
مجاہد، ابراہیم نخعی، عطاء اور حسن بصری نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ حسن نے شہروں اور دیہات میں غلہ پھینکنا مکروہ  
جانا ہے۔ ان کے علاوہ مقامات میں کوئی حرج نہیں۔

شرح : معراض لکڑی ہے جس کے ایک کنارے پر تیز دھار لوہا لگایا ہوتا ہے۔ شکاری اس سے شکار  
کرتا ہے اگر لوہے کی تیز دھار شکار کو زخمی کر دے تو وہ ذبیحہ ہے اس کو کھانا جائز ہے۔  
اگر شکار کو صرف لکڑی اور وہ مرجائے تو وہ موقودہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بندقہ (غلہ)  
مارنے سے شکار قتل ہو جائے تو وہ موقودہ کے حکم میں ہے۔ اس کو کھانا حرام ہے۔  
جمہور علماء کہتے ہیں کہ غلولہ سے شکار کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ وہ پھینکنے والے کی قوت سے زخمی کرتا ہے۔  
تیز دھار سے زخمی نہیں کرتا ایسے بندوق سے کیا ہوا شکار بھی حلال نہیں ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیہات اور شہروں اور جہاں کہیں، هجوم اور آبادی ہو غلولہ پھینکنا  
مکروہ ہے تاکہ کسی شخص کو زخمی نہ کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلولہ دشمن کو قتل نہیں کرتا یہ  
کسی کی آنکھ پھوڑتا ہے یا دانت توڑتا ہے صحراء میں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : شعبی نے کہا میں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے متعلق سوال عرض کیا

۶۰۲۵

تو حضور نے فرمایا جب تیر تیز دھار لوہے سے قتل کر دے تو کھالے اور اگر تیر کی لکڑی سے قتل ہو جائے



عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ  
 سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ  
 بِحَدِيدَةٍ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَقَتْلَ فَإِنَّهُ وَقِيدٌ فَلَا تَأْكُلْ فَقُلْتُ  
 أُرْسِلُ كَلْبِي قَالَ إِذَا أُرْسِلَتْ كَلْبُكَ وَسَمَّيْتَ فَكُلْ قُلْتُ فَإِنْ أَكَلَ  
 قَالَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ لَحْمٌ مِمَّا عَلَيْكَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ قُلْتُ أُرْسِلُ  
 كَلْبِي فَاجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ قَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ  
 وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْآخَرِ

## بَابُ مَا أَصَابَ الْمُعْرَاضُ بِعَرَضِهِ

۶۰۲۶۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَتَامِ بْنِ الْحَرِثِ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعْلَمَةَ قَالَ كُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ قُلْتُ فَإِنْ قَتَلَ  
 قَالَ وَإِنْ قَتَلَ قُلْتُ إِنَّا نُرْمِي بِالْمُعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَرَقَ وَمَا أَصَابَ  
 بِعَرَضِهِ فَلَا تَأْكُلْ

تو نہ کھا؛ کیونکہ وہ موقوز (تیر کے گز سے مرا ہوا) ہے میں نے عرض کیا میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں، حضور نے فرمایا  
 جب تو اپنا کتا چھوڑے اور بسم اللہ پڑھے تو شکار کھا لو اور اگر اُس نے خود کھا لیا تو نہ کھاؤ کیونکہ کتنے نے شکار  
 تمہارے لئے نہیں روکا اپنے لئے روکا ہے میں نے عرض کیا میں اپنا کتا (بسم اللہ پڑھ کر) چھوڑتا ہوں پھر اس  
 کے ساتھ کوئی اور کتا پاتا ہوں حضور نے فرمایا وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ کتنے اپنے لئے پڑھ کر بسم اللہ پڑھ رہے ہیں۔  
 دوسرے پر نہیں پڑھی۔



## بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْرَاهِيمُ إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْ يَدٍ أَوْ رَجُلٍ  
فَلَوْ يَأْكُلُ الَّذِي بَانَ وَيَأْكُلُ سَائِرُهُ وَقَالَ اِبْرَاهِيمُ إِذَا خَرَبْتَ عُنُقَهُ  
أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ اسْتَعْصَى عَلَى آلِ عَبْدِ اللَّهِ  
حِمَارٌ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَضْرِبُوهُ حَيْثُ تَيْشَرُّ دَعْوَاهَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُّوا

## باب جس شکار کو تیر کی

لکڑی لگے اور مر جائے،

ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ۶۰۲۶

ہم شکار کے لئے سکے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو چیز  
وہ تمہارے لئے پکڑ کر لے آئیں وہ کھالو میں نے عرض کیا اگر وہ اسے قتل کر دیں؟ فرمایا اگرچہ قتل کر دیں  
میں نے عرض کیا ہم معراض (تیر کی لکڑی) سے بھی شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو شکار کو چیر بھاڑ دے  
کھالو اور جو تیر کی لکڑی سے مر جائے وہ نہ کھاؤ۔

شرح : حضرات ائمہ کرام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری اور اسحاق ۶۰۲۶

رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ ابن بطال نے کہا اوزاعی، مکحول اور شام  
کے فقہاء نے کہا جو معراض سے مر جائے اس کا کھانا جائز ہے وہ شکار کو چیرے بھاڑے یا نہ ابوالدرداء  
اور فضالہ بن عبید اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے (یعنی)

## باب کمان سے شکار کرنا،

حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جب شکار کو مارے تو اس کا پاؤں یا ماتہ جدا ہو جائے تو جو حصہ  
جدا ہوا ہے وہ نہ کھائے اور باقی حصہ کھا جائے۔ ابراہیم نخعی نے کہا جب تو نے اس کی گردن یا اس کے



۶۰۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حِوَّةُ قَالَ

أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي أَدْرِيسٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُشْنِيِّ

قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفْنَا كُلَّ فِيْ أَيْتِهِمْ

وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقُوْسِيْ وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلِّمٍ وَبِكَلْبِي

الْمُعَلِّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ

غَيْرَ مَا فَلَا تَأْكُلُوا فِيْهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَارْغَسِلُوهَا وَكُلُوا فِيْهَا وَمَا صِدَّتْ

بِقُوْسِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ وَمَا صِدَّتْ بِكَلْبِكَ الْمُعَلِّمِ فَذَكَرْتَ

اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ وَمَا صِدَّتْ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلِّمٍ فَأَذَكَتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ

در بیان تیر مار اتو اس کو کھالو۔ سلیمان اعمش نے زید سے روایت کی عبد اللہ بن مسعود کی اولاد سے ایک شخص کا اونٹ بھاگ نکلا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا جہاں بھی وہ آسانی سے مار سکیں اسے مار ڈالیں اور اس کا جو حصہ علیحدہ ہو جائے اسے چھوڑ دو اور باقی جسم کھالو۔

شرح لفظ قوس مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اگر اسے مذکر کہیں تو اس کی تصغیر قوس اور جمع قوسیٰ اقواس اور قیاس ہے اگر مؤنث کہیں تو اس کی تصغیر قوسیدہ ہے اس باب میں اس اثر کو اس لئے ذکر کیا کہ شکار کو قوس کے تیر سے مار ڈالنا ممکن ہے اور اگر اس کا ماتھ یا پاؤں جدا ہو جائے تو اس کو پھینک دیا جائے اور باقی کھالیا جائے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمہید سے نقل کیا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شکار کا کوئی عضو جدا ہو گیا اس کو نہ کھایا جائے اور باقی کھالیا جائے امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا اگر شکار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو اسے کھالے۔ اگرچہ ان میں سے ایک چھوٹا اور دوسرا بڑا ہو جبکہ وہ ایک ہی چوٹ سے مرگیا ہو، امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا جب شکار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو دونوں کھائے جائیں اگر اس کی ایک تہائی علیحدہ ہو گئی تو اگر وہ سر کی جانب ہے تو سارا کھانا جائز ہے اور اگر وہ تہائی دم کی جانب ہے تو سر کی جانب دو تہائی کھانا جائز ہے اور جو تہائی دم کی جانب ہے اسے کھانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

۶۰۲۸۔ ترجمہ : ابو ثعلبہ حشنی نے کہا میں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں کیا ان کے برتنوں میں کھاپی لیا کریں؟ اور ہم شکار



والی زمین میں رہتے ہیں میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور نہ سیکھے ہوئے کتوں سے اور سیکھے ہوئے کتوں سے شکار کرتا ہوں ان سے ہمارے لئے کیا جائز ہے؟ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے اہل کتاب سے ذکر کیا ہے۔ اگر اُن کے برتنوں کے سوا برتن پاؤ تو اُن کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر نہ پاؤ تو اہل کتاب کے برتن دھو کر اُن میں کھا لو۔ اور اگر تو کمان سے شکار کرے اور اللہ کا نام ذکر کرے تو اسے کھا لو اور اگر غیر مسلم (نہ سیکھا ہوا) کتے سے شکار کرے اور اسے ذبح کرنے کا وقت پاؤ تو ذبح کر کے کھا لو۔

شرح: ۶۰۲۷ — ابو ثعلبہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مسئلے دریافت کئے۔ ایک مسئلہ اہل کتاب کے برتنوں میں کھانے سے متعلق ہے اس کا جواب یہ فرمایا

کہ اہل کتاب کے برتنوں کے علاوہ برتن پاؤ تو اُن میں کھاؤ ورنہ اہل کتاب کے برتن خوب دھو کر اُن میں ہی کھا لو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تفصیل فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اہل کتاب کے برتنوں کے علاوہ اور برتن مل جائیں تو اہل کتاب کے برتن استعمال کرنے مکروہ ہیں؛ حالانکہ فقہانے کہا اہل کتاب کے برتن دھو کر استعمال کرنا کسی کراہت کے بغیر جائز ہیں۔ دوسرے برتن پائے جائیں یا نہ پائے جائیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اہل کتاب کے اُن برتنوں میں کھانا مکروہ ہے جن میں وہ خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور وہ برتن جن میں وہ شراب پیتے ہیں چونکہ وہ نجاست کے لئے تیار کردہ ہیں اس لئے فرمایا ان کو خوب دھو لو اور جن برتنوں کو فقہاء نے استعمال کرنے کی تصریح کی ہے اُن سے کافروں کے وہ برتن مراد ہیں جو غالباً نجاست میں استعمال نہیں ہوتے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ ابو ثعلبہ کی حدیث میں ظاہر حال کو اصل پر ترجیح دی گئی ہے۔ کیونکہ اہل کتاب اور مجوسیوں کے برتنوں میں اصل طہارت ہے اور دراصل ان کے برتن ظاہر ہونے کے باوجود اور برتن نہ ملیں تو انہی کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا جائز ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ جب تک نجاست متحقق نہ ہو اصل پر عمل کیا جائے گا اور حدیث میں مذکور حکم کا جواب یہ ہے کہ اہل کتاب کے برتنوں کو احتیاط و استحباب کے طور پر دھونے کا حکم ہے نیز حدیث سے مراد وہ حالت ہے جس میں اُن کے برتنوں میں نجاست متحقق ہو؛ چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ ہم اہل کتاب کے قریب جوار میں رہتے ہیں اور وہ اپنی ہنڈیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُن کے برتنوں کے سوا برتن پاؤ تو اُن میں کھاپی لو ورنہ اُن کو پانی سے دھو کر ان میں کھاؤ پیو،

دوسرا مسئلہ

تیر کمان اور سکھلائے ہوئے کتے سے شکار کرنا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم شکار کو بسم اللہ پڑھ کر تیر مارو جس سے شکار مر جائے تو اسے کھا لو اور اگر تم سکھلایا ہوا کتا بسم اللہ پڑھ کر چھوڑو تو اس کا شکار کھا لو اور اگر دوسرے کتے نے



## بَابُ الْخَذِّ وَالْبُنْدَقَةِ

۶۰۲۸ — حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَزَيْدُ بْنُ هَارُونَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيدَ عَنْ كَهْمُسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقَلٍ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَذِّ أَوْ كَانَ يَكْرَهُهُ الْخَذْفُ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ لَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَقْفَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَأَاهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ أَحَدُ ثَلَاثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْخَذِّ أَوْ كَرَهُهُ الْخَذْفُ وَأَنْتَ تَخْذِفُ لَا أَكَلِمَكَ كَذَا وَكَذَا

شکار کیا تو اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر کے کھا لو۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہوتا ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیر پھینکنے سے شکار کرنا جائز ہے اور بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور کتے کا سیکھا ہوا ہونا شرط ہے لہذا جب بسم اللہ پڑھ کر سکھایا ہوا شکار پر چھوڑا جائے اور وہ شکار پکڑ کر لے آئے تو اسے کھا لو اور اگر کتا سیکھا ہوا نہیں اور وہ شکار پکڑ لائے تو اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر کے کھانا جائز ہے اور جس کتے سے چاہیں شکار کر سکتے ہیں سفید سرخ یا سیاہ کی کوئی تخصیص نہیں جبکہ حدیث شریف میں مطلقاً شکاری کتا مذکور ہے۔

## بَابُ كُنْكَرِي بَهِينَكُنَا أَوْ رُكُولِي مَارِنَا

۶۰۲۸ — ترجمہ : عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو اسے کہا کنکری نہ پھینکو، کیونکہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا کہا کہ حضور کنکری پھینکنے کو مکروہ جانتے تھے (پسند نہ کرتے تھے) اور فرمایا اس کے ساتھ شکار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی دشمن کو زخمی کیا جاتا ہے، لیکن یہ کسی کا



## بَابُ مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَا شِيئَةٍ

۶۰۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ  
مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَا شِيئَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ  
كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَيْنِ

۶۰۳۰۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا خُظْلَمَةُ بْنُ  
أَبِي سُوَيْبٍ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِيَصِيدَ  
أَوْ كَلْبَ مَا شِيئَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَيْنِ

دانت توڑ ڈالتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے اس کے بعد پھر اس کو دیکھا کہ وہ کنکری پھینک رہا ہے تو  
اسے کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ حضور نے کنکری پھینکنے  
سے منع فرمایا یا اسے پسند نہیں کیا اور تو کنکری پھینک رہا ہے میں تیرے ساتھ اتنا اتنا عرصہ بات نہیں کروں گا  
شرح : ”يَنْكَأُ“ بفتح الكاف مہوز اللام ہے مشہور یہ ہے کہ ناقص ہے مہوز  
نہیں وہ اسے ٹینکی پڑھتے ہیں اس کے معنی زخم میں بالغہ ہے اور سخت چوٹ

۶۰۲۸۔ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کی مخالفت کرنے والے سے ترک کلام جائز ہے۔ اس میں تین  
دن سے زائد ہجران کی نہی کی مخالفت نہیں۔

بَابُ حَسَنِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ كِتَابُ الْأَجْوَشْكَارِيِّ نَهْهُوا  
نَهَى جَانُورُوهَا كِي حِفَاطَتِ كِي لِيْهُوْ



۶۰۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مُلْكٌ عَنْ نَافِعٍ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اقْتَتَى  
كَلْبًا إِلَّا كَلَبَ مَا شِئَ أَوْ ضَارَ فَقَصَّ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ

### بَابُ إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ إِلَى قَوْلِهِ سَرِيعُ الْحِسَابِ اجْتَرَحُوا  
اِكْتَسَبُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَى  
نَفْسِهِ وَاللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ تَعْلَمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَيَضْرِبُ وَيُعَلِّمُ  
حَتَّى يَتْرَكَ وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ عَطَاءُ إِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَأْكُلْ فُكُلُ

۶۰۲۹۔ ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ جس نے گنا یا لاجو جانوروں کی حفاظت یا شکار کے لئے نہ ہو تو اس کے عمل سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

۶۰۳۰۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جو کوئی شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت کے لئے کتے کے سوا کوئی کتا پالے تو اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

۶۰۳۱۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جانوروں کی حفاظت اور شکاری کتے کے سوا کتا پالے تو ہر روز اس کے عمل سے دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

۶۰۲۹ تا ۶۰۳۱۔ شرح : اقتناء کے معنی بکریوں میں۔ قولہ لیس بکلب صید کلبا کی صفت ہے اور قولہ ماشیۃ یعنی لیس بکلب ماشیۃ،

ماشیہ کا اطلاق اونٹ، گائے اور بکری پر ہوتا ہے لیکن اس کا استعمال بکریوں میں بکثرت ہے۔ ان دو کتوں کے علاوہ کھیتی کی حفاظت کے لئے بھی کتا ہے۔ دوسری حدیثوں سے وہ بھی مستثنیٰ ہے۔ حدیث ۶۰۲۹ کی شرح دیکھیں



۶۰۳۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ  
عَنْ بَيَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أُرْسِلَتْ كِلَابُكَ  
الْمُعَلَّمَةُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ  
يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا  
كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ

## باب اگر کتا شکار کو کھالے؟

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہوا تم فرمادو کہ تمہارے  
لئے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو شکاری جانور تم نے سکھائے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے  
دیا اس میں سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مادہ کہ تمہارے لئے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو  
اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے جو ارج بمعنی صوائد اور کواسب ہے صوائد  
اور کواسب جوارح کی وصف ہیں اور اجتر حوا بمعنی اکتبوا ہے جبکہ صوائد صائد کی جمع ہے اور کواسب کاسب  
کی جمع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کتا شکار سے کھالے تو اس کو خراب کر دیتا ہے کیونکہ اس نے  
شکار صرف اپنے لئے روکا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کو سکھاؤ اس سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم دیا  
ہے۔ پس اس کو (کتے کو) مارتے رہو اور سکھایا جائے حتیٰ کہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے  
اسے مکروہ سمجھا ہے۔ عطاء نے کہا اگر کتا شکار کا خون پی لے اور کھائے نہیں تو اسے کھالو۔

شرح : یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کتا شکار سے کچھ کھالے تو اس کو کھانسی صلاحت  
سے نکال دیتا ہے اور خراب کر دیتا ہے، کیونکہ اس نے شکار اپنے لئے کیا ہے تمہارے  
لئے نہیں کیا۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسے شکار کو مکروہ کہا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر کتے نے  
شکار کا خون پی لیا اور اس کا گوشت نہ کھایا تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ، شافعی اور احمد رحمہم اللہ  
نے کہا اگر شکاری کتے نے شکار کو کھالیا تو نہ کھایا جائے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

۶۰۳۲ — ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال



## بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ

۶۰۳۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ

قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُرْسِلَتْ كَلْبُكَ وَسَمِيتَ فَأَمْسَكَ وَقَتْلَ فُكْلٍ وَإِنْ

أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِذَا خَالَطَ كَلَابًا لَمْ يُذَكَّرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكَ وَتَتَلَنَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ

وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عرض کیا کہ ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اگر تو اپنا سیکھا ہوا کتا شکار کے پیچھے چھوڑے جبکہ تو اللہ کا نام ذکر کرے تو جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ کھا لو اگرچہ اُس کو قتل کر دیں مگر یہ کہ کتا شکار کو خود کھائے (تو نہ کھاؤ) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اُس نے شکار اپنے لئے روکا ہے اور اگر اس کے علاوہ اور کتے اس کے ساتھ مل گئے تو نہ کھاؤ۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کتا خود بخود شکار کر کے لائے تو اس شکار کا گوشت نہ کھایا جائے، کیونکہ اس کو بسم اللہ پڑھ کر نہیں چھوڑا گیا وہ خود بخود

اس کے پیچھے بھاگا جبہر علماء یہی کہتے ہیں اگر کسی کا سیکھا ہوا کتا غضب کر لیا جائے اور اس سے شکار کیا تو بعض علماء نے کہا وہ شکار اصل مالک کا ہے کیونکہ اُس کے کتے نے شکار کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا وہ غاصب کا ہے کیونکہ کتا اس کا مالک ہو گیا ہے۔

## بَابُ۔ جَبْ شَكَارِ دَوِیَاتَیْنِ دِنِ غَائِبِہِ

۶۰۳۳۔ ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنا کتا چھوڑے اس حال میں کہ تو نے بسم اللہ پڑھی ہو اور وہ شکار کو قتل کر دے تو کھا لو اور اگر اس میں سے کچھ کھا لیا تو مت کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لئے روک رکھا ہے اور اگر اور کتوں سے مل گیا



جن پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور وہ شکار کو روک رکھیں اور قتل کر دیں تو نہ کھاؤ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کس کتے نے قتل کیا ہے اور اگر تو نے شکار کو تیر مارا اور اس کو ایک یا دو دن بعد پایا جبکہ اس میں تیرے ہی تیر کا اثر ہے تو کھا لو اور اگر وہ پانی میں گر گیا تو مت کھاؤ۔ عبدالاعلیٰ نے داؤد، عامر کے ذریعے عدی سے روایت کی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ شکار کو تیر مارتے ہیں اور دو تین دن اس کو تلاش کرتے ہیں پھر اس کو مرا ہوا پاتے ہیں حالانکہ اس میں ان کا تیر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہے تو کھالے۔

شرح : یہ حدیث کئی احکام پر مشتمل ہے اول یہ کہ اگر بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑا جائے اور وہ شکار پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے تو اسے کھانا جائز ہے دوم

یہ کہ اگر کتا شکار میں سے کچھ کھالے تو اسے کھانا جائز نہیں۔ سوم یہ کہ اگر سیکھے ہوئے کتے کے ساتھ اور کتے مل جائیں جن پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی اور وہ شکار روک کر اس کو قتل کر دیں تو اسے کھانا جائز نہیں کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کو کس کتے نے قتل کیا ہے حجاز اور عراق کے جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ اگر شکار کے پیچھے اپنا کتا چھوٹے اور اس کے ساتھ ایک اور کتا پائے اور یہ معلوم نہیں کہ اس کو کس کتے نے قتل کیا ہے تو یہ شکار کھانا جائز نہیں اوزاعی نے کہا اگر سدھایا ہو کتا شکار پر چھوڑا اور اس کے ساتھ کوئی اور سدھایا ہو کتا شامل ہو گیا اور دونوں نے اسے قتل کیا تو وہ حلال ہے اور اگر دوسرا کتا سدھایا ہو کتا نہیں اور شکار کو دونوں نے قتل کیا تو اسے کھانا جائز نہیں۔

قرطبی نے کہا جو کتا ساتھ ملا ہے وہ مجہول ہے شکار پر نہیں چھوڑا گیا وہ اپنے آپ شکار کی طلب میں شکار پر دوڑا ہے اس میں تو اختلاف نہیں اور اگر اس کو دوسرے شکاری نے چھوڑا اور اس شکار میں دونوں کتے شریک ہو گئے تو وہ شکار دونوں شکاریوں کا ہے۔

چہارم یہ کہ اگر شکار کو تیر مارا پھر ایک دن بعد شکار ملا حالانکہ اس میں اس کے تیر کا اثر ہے تو اسے کھانا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر شکار غائب ہو جائے اور کتا بدستور اس کی طلب میں رہے اور اس کو مقتول پائے حالانکہ کتا اس کے پاس کھڑا ہے تو اسے کھانا مکروہ ہے۔ امام شافعی نے کہا قیاس کا مقتضی یہ ہے کہ اگر غائب رہے تو کھانا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ اسے کھانا جائز ہے۔

پانچویں یہ کہ اگر شکار پانی میں گر پڑے تو نہ کھایا جائے؛ کیونکہ یہ احتمال باقی ہے کہ وہ پانی سے ہلاک ہوا ہو اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ پانی میں واقع ہونے سے پہلے تیر نے اس کو قتل کر دیا تھا تو جمہور علماء کے نزدیک اسے کھانا جائز ہے۔ امام مالک مکروہ کہتے ہیں (یعنی)



فَكُلْ وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ  
عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ لَصِيدَ  
فَيْقَتِي أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيْتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ قَالَ  
يَا كُلْ إِنْ شَاءَ

**بَابُ إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ**

۶۰۳۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي  
السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُرْسِلَتْ  
كَلْبُكَ وَسَمِيَتْ فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَآكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ  
قُلْتُ إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي أَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ  
فَقَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمِيَتْ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَسْمَعْ عَلَى غَيْرِهِ وَ  
سَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْمُعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ بِحِدَّةٍ فَكُلْ وَإِذَا  
أَصَبْتَ بِعَرَضٍ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيدٌ فَلَا تَأْكُلْ

## باب اگر شکار کے پاس دوسرا کتا پائے

۶۰۳۴۔ ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور بسم اللہ پڑھتا ہوں (بسم اللہ پڑھ کر چھوڑتا ہوں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑے اور وہ شکار پکڑ کر اسے قتل کر دے اور اس سے کھالے تو نہ کھاؤ کیونکہ اس نے شکار اپنے لئے روک رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور اس کے پاس



## بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّصِيدِ

۶۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ بَيَانَ  
عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ  
إِنَّا قَوْمٌ نَتَّصِدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ إِذَا أُنْسِلَتْ كِلَابُكَ الْمُعَلَّمَةَ  
وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا امْسَكْنَ عَلَيْكَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَلَا  
فَاتِي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا امْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ  
مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ ۶۰۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَبِوَةَ

اور کوئی کتابانا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ کس نے شکار پکڑا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ نہ کھاؤ کیونکہ تو نے  
اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے غیر کے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔ میں نے معارض کے شکار کے متعلق پوچھا  
تو حضور نے فرمایا اگر اس کو تیز دھار سے قتل کیا تو کھالو اور اگر دوسری جانب سے قتل کیا تو وہ موقوف ہے  
اسے مت کھاؤ۔

## بَابُ شَكَارِ كَرْنِ فِي رَوَايَاتٍ

۶۰۳۵۔ ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا  
اور عرض کیا ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جب تم سدھائے ہوئے کتے چھوڑ دو اور  
اللہ کا نام ذکر کرو تو جو وہ تمہارے لئے روک رکھے وہ کھالو مگر یہ کہ کتا خود اس سے کھالے تو تم مت کھاؤ  
کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس نے شکار اپنے لئے روک لکھا ہے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی غیر کتا مل گیا تو  
مت کھاؤ، "قدمتر انفا،"

۶۰۳۶۔ ترجمہ : ابو ثعلبہ خثعمی نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں  
ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور شکار کی زمین میں رہتا ہوں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور سدھائے ہوئے  
کتے سے شکار کرتا ہوں اور اس کتے سے بھی شکار کرتا رہتا ہوں جو سدھایا ہوا نہیں۔ مجھے فرمائیں اس میں



ابن شریح وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ  
 سَلَمَانَ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ زَيْدٍ  
 الدَّمَشَقِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو دَرِيْسٍ عَائِدُ اللَّهِ سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْحُسَيْنِيَّ يَقُولُ  
 أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمِ  
 أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِي أَنْبِيَتِهِمْ وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ  
 بِكَلْبِي الْمَعْلَمِ وَالَّذِي لَيْسَ مَعْلَمًا فَأَخْبَرَنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ  
 ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَنَّكَ بِأَرْضِ قَوْمِ أَهْلِ الْكِتَابِ تَأْكُلُ  
 فِي أَنْبِيَتِهِمْ فَإِنْ وَجَدْتَ غَيْرَ أَنْبِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا  
 ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صَدَّتْ بِقَوْسِكَ  
 فَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صَدَّتْ بِكَلْبِكَ الْمَعْلَمِ فَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ  
 ثُمَّ كُلْ وَمَا صَدَّتْ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ مَعْلَمًا فَادْكُرْ ذَكَاتَهُ فَكُلْ  
 ۶۰۳۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي

میرے لئے کیا حلال ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جو ذکر کیا ہے کہ تم لوگ اہل کتاب کی زمین میں  
 رہتے ہو اور ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ اور اگر نہ پاؤ تو ان کو دھو کر صاف کر لو پھر ان میں کھا لو اور جو تم نے ذکر  
 کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جو اپنی کمان سے شکار کرو تو اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھا لو اور جو سدھائے  
 ہوئے کتے سے شکار کرو تو اس پر اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھا لو اور جو بغیر سدھائے کتے سے شکار کرو اگر  
 شکار کو ذبح کر سکو تو کھا لو (قدمتر انفا)

۶۰۳۷ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے مَرَّ ظَهْرَانِ میں ایک  
 خرگوش بھگایا لوگ اس کے پیچھے دوڑے حتیٰ کہ وہ عاجز ہو گئے  
 میں اس کے پیچھے دوڑا حتیٰ کہ میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کو ابو طلحہ کے پاس لایا انہوں نے اس کی  
 دونوں سرین اور دونوں رانیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیں تو حضور نے اسے قبول فرمایا ،،



هشامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَنْفَجَنَا رَبُّنَا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ  
فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتَّى لَغَبُوا فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتَّى أَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي  
طَلْحَةَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكَهَا وَفَخَذَهَا فَهَاتِفَةً  
۶۰۳۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي

النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي  
قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ  
طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى  
حِمَارًا أَوْ حَشِييًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَازِلُوهُ  
سَوَاطِئًا فَبَوَّأُوا لَهُمْ رُحْمَةً فَبَوَّأُوا فَأَخَذَهَا ثُمَّ شَدَّاهُ عَلَى الْحِمَارِ  
فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضُهُمْ  
فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ  
إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ تَعَالَى

۶۰۳۹ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش حلال ہے اور اس کو شکار کرنا جائز ہے)

ترجمہ : ابو قتادہ سے روایت ہے کہ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

۶۰۳۸ —

تھے حتیٰ کہ جب مکہ کے ایک راستہ میں تھے۔ ابو قتادہ احرام باندھنے والے

اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ جب وہ خود احرام سے نہ تھے۔ انھوں نے گاؤں پر دیکھا تو اپنے گھوڑے

پر سوار ہو گئے پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ انہیں کوڑا دیدیں۔ انھوں نے انکار کر دیا پھر ان سے اپنا نیزہ

مانگا انھوں نے اس کا بھی انکار کیا۔ ابو قتادہ نے خود نیزہ پکڑا پھر گاؤں پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اس سے

بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کر دیا۔ جب وہ رسول اللہ



ابنِ اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي قتادة مثله الا انه قال هل  
معكم من لحمه شئ

## باب التصيد على الجبال

۶۰۴۰۔ حدثنا يحيى بن سليمان الجعفي قال حدثني ابن وهب

قال اخبرنا عمرو ان ابا النضر حدثه عن نافع مولى ابي قتادة وابي  
صالح مولى التوامه سمعت ابا قتاده قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم  
فيما بين مکه والمدینة وهم محرمون وانا حل على فرسی وکنت رقاء على  
الجبال فبینا انا على ذالک اذ رأیت الناس متشوقین لشیء فذهبت انظر  
فاذا هو حمار وحش فقلت لهم ما هذا قالوا الا ندری قلت هو حمار  
وحش فقالوا هو ما رأیت وکنت نیت سوطی فقلت لهم ناولونی سوطی  
فقالوا لا نعینک علیه فنزلت فاخذته ثم ضربت فی أثره فلم یکن الا  
ذلک حتی عقرت فایت لهم فقلت لهم قوموا فاحملوا قالوا لا نمسہ فحملته

صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے تو اس کے شتلق حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ طعام ہی تو ہے جو اللہ نے تمہیں دیا  
ہے (حدیث ۶۰۴۰ کی شرح دیکھیں)

۶۰۴۱۔ ترجمہ : اسماعیل نے اسی اسناد سے ابو قتادہ سے اسی طرح روایت کی مگر  
انہوں نے یہ کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس

اس کے گوشت میں سے کچھ ہے ؟

## باب بہاروں پر شکار کرنا

۶۰۴۰۔ ترجمہ : ابن وهب نے کہا ہمیں عمرو نے خبر دی کہ ابو النضر نے اُن کو ابو قتادہ کے



حَتَّى جَنَّتُمْ بِهِ فَأَبَى بَعْضُهُمْ وَأَكَلَ بَعْضُهُمْ فَقُلْتُ أَنَا أَسْتَوْقِفُ  
لَكُمْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكْتُهُ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ  
لِي أَبْقِ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كُلُوا فَمِنْهُوَ طَعْمٌ أَطْعَمَكُمُوهُ

اللَّهُ  
بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ  
وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهُ مَا أَصْطِيدَ وَطَعَامُهُ مَا رَمَى بِهِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ  
الطَّافِي حَلَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُ مَيْتَةٌ إِلَّا مَا قَذَرَتْ مِنْهَا

آزاد کردہ غلام نافع اور تومہ کے مولیٰ ابوصالح سے بیان کیا کہ میں نے ابوقنادہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں مکہ مکرمہ  
اور مدینہ منورہ کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جبکہ دوسرے صحابہ کرام احرام باندھے ہوئے تھے  
اور میرا احرام نہ تھا میں گھوڑے پر سوار تھا اور میں پہاڑوں پر بہت چڑھنے والا ماہر تھا اس وقت میں پہاڑ پر  
تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کوئی شئی دیکھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھنا شروع کیا اچانک وہ گاؤں  
تھا میں نے ساتھیوں سے کہا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے ہیں (کہ یہ کیا ہے) میں نے کہا یہ گاؤں  
ہے انھوں نے کہا وہ وہی ہے جو تم نے دیکھا ہے میں اپنا کوڑا بھول گیا تھا اُن سے کہا مجھے میرا کوڑا دیدو  
انھوں نے کہا اس پر ہم تمہاری مدد نہیں کر سکتے۔ میں گھوڑے سے اُترا اور کوڑا پکڑا پھر میں اس کے پیچھے گیا۔  
پس نہ تھا مگر وہی گاؤں ختمی کہ میں نے اس کی ٹانگ کو زخمی کر دیا پھر میں اُن کے پاس آیا اور اُن سے کہا  
اٹھو اور اس کو اٹھاؤ انھوں نے کہا ہم تو اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ میں نے خود اسے اٹھایا حتیٰ کہ اُن کے  
پاس لے آیا اور بعض نے وہ کھانے سے انکار کر دیا اور بعض نے کھایا میں نے کہا میں تمہارے لئے نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہوں۔ میں حضور کے پاس آیا اور سارا واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے مجھے  
فرمایا کیا اس میں سے کچھ بچا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا کھاؤ یہ طعام ہے جو اللہ نے  
تمہیں دیا ہے (حدیث ۷۷۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالْإِشَادَةِ  
شَكَارٌ حَلَالٌ هُوَ



وَالْجَرِيثُ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُودُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ وَقَالَ أَبُو شَرِيحٍ صَاحِبُ الْبَيْتِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ وَقَالَ عَطَاءٌ أَمَّا الطَّيْرُ  
 فَأَرَى أَنَّ يَذْبَحُهُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقَلَابِ  
 السَّيْلِ أَصِيدُ بِحَرِّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا هَذَا عَذَابُ فِرَاتٍ وَهَذَا مِلْحٌ  
 أَجَاجٌ وَمِنْ كُلِّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلَى سَرِجٍ مِّنْ جُلُودِ  
 كِلَابِ الْمَاءِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ أَنَّ أَهْلِي أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَا طَعَمْتُهُمْ وَلَمْ  
 يَرِ الْحَسَنُ بِالسُّلْحَفَةِ بَاسًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ مَنِ صَيْدَ الْبَحْرَ وَإِنْ  
 صَادَهُ نَضْرَانِيٌّ أَوْ يَهُودِيٌّ أَوْ مَجُوسِيٌّ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرْيِ ذَبْحُ  
 الْخَمْرِ الْيَتْنَانِ وَالشَّمْسِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سمندر کا شکار وہ ہے جس کو جال سے  
 شکار کیا جائے اور طعام وہ ہے جس کو سمندر باہر پھینکے، ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا طانی (جو پانی میں مرکز تیر پڑے) حلال ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں گواہ ہوں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے  
 کہا : السَّمَكَةُ الطَّافِيَّةُ عَلَى الْمَاءِ حَلَالٌ، یعنی پانی میں مرکز تیرنے والی مچھلی حلال ہے، طحاوی نے اس  
 پر اضافہ ذکر کیا کہ لِمَنْ آدَا أَكَلَهُ، جو اس کو کھائے کالہ اوہ کرے۔

کیا پانی میں مرکز تیرنے والی مچھلی حلال ہے؟

علماء احناف کے نزدیک طانی مچھلی کھانا حرام ہے اس کی دلیل ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دریا سے پکڑ کر لاؤ اسے کھاؤ اور جو پانی میں مرکز تیر پڑے اسے نہ  
 کھاؤ۔ نیز جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو دریا سے نکالی جائے وہ کھاؤ اور جس کو دریا باہر



پھینکے وہ بھی کھا لو اور جسے پانی پر تیرتی ہوئی دیکھو وہ نہ کھاؤ۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ، تمہارے لئے مردار حرام ہے یہ عام ہے اس سے غیر طافی بالاتفاق خاص کر لی گئی ہے اور طافی میں اختلاف ہے لہذا یہ عموم آیت میں داخل ہے۔ حضرت امام مالک، شافعی، احمد اور ظاہریہ نے کہا طافی کھانے میں حرج نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”البحر هو الطهور ماءة والحل ميتة“ یہ حدیث اپنے اطلاق کے باعث دریا کی ہر مچھلی کو شامل ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُ مَيْتَةٌ اِلَّا مَا قَذَرَتْ مِنْهَا، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ: وَ اَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَيْتَةٌ کی تفسیر میں کہا کہ سمندر کا طعام اس کا مردار ہے مگر جسے طبع نہ چاہے اور اسے مکروہ جانتے۔

### وَالْجَرِي لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُودُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ،

اور جریت کو یہودی نہیں کھاتے ہم کھاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جریت کھانے میں حرج نہیں اسے صرف یہودی حرام کہتے ہیں ہم اسے کھاتے ہیں۔ جریم کو جریت کہتے ہیں۔ مصر میں اسے ثعبان الماء پانی کا سانپ بھی کہتے ہیں یہ لمبی مچھلی ہے اس کے صرف سر میں ہڈی ہوتی ہے اور کمر کی زنجیر ہوتی ہے اس پر چمکے نہیں ہوتے۔ فارسی میں اسے مار ماہی بھی کہتے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں ”ملی“ کہتے ہیں۔

قوله قَالَ تَرْجَحُ، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شرجح نے کہا سمندر کی ہر شئی ذبیحہ ہے یعنی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذبح کیا ہے لہذا سمندر کی ساری مخلوق مذبح ہے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔

قوله قَالَ عَطَاءُ الْخِ عَطَاءُ بَنِي سَارِہ نے کہا پرندے کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ اس کو ذبح کرو۔ اس

سمندری پرندے مراد ہیں۔

قوله قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْخِ ابْنُ جُرَيْجٍ نے کہا میں نے عطاء سے کہا نہروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جمع شدہ پانی (اس میں شکار) کیا وہ دریائی شکار ہے؟ انھوں نے کہا ہاں وہ دریائی شکار کے حکم میں ہے۔ پھر انھوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی هَذَا عَذْبٌ فَرَاتٌ وَ هَذَا مِلْحٌ اُجَاخٌ وَمِنْ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا، یہ میٹھا پانی اور نمکین شور ہے ان میں ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔

قوله وَرَكِبَ الْحَسَنُ الْخِ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پانی کے کتوں کی کھالوں سے بنی ہوئی زمینہ پر سوار ہوئے

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دریائی کتا نجس اور حرام نہیں۔

قوله قَالَ الشَّعْبِيُّ الْخِ شَعْبِيُّ نے کہا اگر میرے اہل و عیال مینڈک کھائیں تو میں بہر حال ان کو یہ کھلاؤں گا

قوله لَمْ يَزَلْ، یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کھانے میں کچھ حرج نہیں جانا،

احناف کے نزدیک سمندری جانور مچھلی کے سوا سب حرام ہیں،



شرح : مری بضم المیم و سکون الراء یہ شراب ہے اس میں نمک اور مچھلیاں رکھ کر دھوپ میں رکھ دیتے ہیں اس طرح اس میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور سرکہ بن جاتی ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا شراب کو سرکہ بنانا جائز ہے۔ عبارت کی ترکیب یہ ہے۔ ذبح فعل ماضی معلوم، الحمز، منصوب مفعول بہ اور النینان معطوف علیہ الشمس معطوف مل کر مرفوع فاعل یا ذبح مصدر مضاف الحمز مضاف الیہ مبتداء مرفوع النینان خبر مرفوع معنی یہ ہیں کہ مری میں شراب کی تطہیر مچھلیاں اور دھوپ ہے۔ ابوالدرداء نے کہا مچھلی اور نمک سے شراب کی تیزی مغلوب ہو جاتی ہے اور سورج کی دھوپ اس کو سرکہ بنا دیتی ہے اور وہ حلال ہو جاتی ہے۔ یہاں اس کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مچھلی طاہر حلال ہے اس کی طہارت اور حلت نجس کو طاہر کر دیتی ہے جیسے نمک ہے۔ توضیح میں ہے ابوہریرہ، ابودرداء، ابن عباس اور ان کے علاوہ تابعین کرام شراب سے بنائی ہوئی مری کھاتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے شراب کو بعینہ حرام کیا ہے جبکہ وہ نشہ دے اور اگر اسے دھوپ اور نمک متغیر کر کے پاک کر دے تو اس میں حرج نہیں اسے کھانا جائز ہے (عینی) ۶۰۴۔ ترجمہ : عمرو نے کہا کہ انھوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے حبش خط کی جنگ لڑی جبکہ ہمارا امیر ابو عبیدہ تھا

ہمیں بہت بھوک لگی تو سمندر نے مردہ مچھلی باہر پھینک دی ایسی مچھلی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی اس کو غمناک کہا جاتا تھا ہم نے اس سے پندرہ دن کھایا پھر ابو عبیدہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پکڑی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (خبط درخت کے پتے ہیں جس کو اونٹ کھاتے ہیں۔ اس جنگ میں بھوک کے باعث



۶۰۴۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرُو  
 سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ  
 وَأَمِيرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ نَزَّ صُدُ عِيرًا لِقُرَيْشٍ فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا  
 الْحَبْطَ فَسَمِيَ جَيْشُ الْحَبْطِ فَالْقِيَ الْمُبْرَحُونَ يَقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ  
 نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا بَوَدِكِهِ حَتَّى صَلَحَتْ أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ  
 ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ وَكَانَ فِينَا رَجُلٌ فَلَمَّا  
 اشْتَدَّ الْجُوعُ مَخَرَّتْ ثَلَاثَ جَزَائِرٍ ثُمَّ ثَلَاثَ جَزَائِرٍ ثُمَّ ثَمَاهَا أَبُو عُبَيْدَةَ

## بَابُ أَكْلِ الْجَرَادِ

۶۰۴۲ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ  
 عَنْ ابْنِ أَبِي أَدْنَى يَقُولُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ

صحابہ درخت کے پتے کھاتے تھے اس لئے اس کو جیش خبط کہتے ہیں (حدیث ع ۲۳۲۰ اور ع ۴۰۶۱ کی شرح دیکھیں)  
 ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین سو سوار  
 کو بھیجا اور ہمارا امیر ابو عبیدہ تھے اس حال میں کہ ہم قریش کے قافلہ کا تعاقب کرتے تھے  
 تو ہمیں سخت بھوک لگی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے اس لئے ہمیں جیش الخبط کہا جاتا ہے۔ سمندر نے  
 ایک مچھلی باہر پھینکی جس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ ہم نے وہ نصف ماہ کھائی اور اس کی چربی کے تیل سے مالش کرتے رہے  
 حتیٰ کہ ہمارے جسم طاقتور ہو گئے۔ پھر ابو عبیدہ نے اس کی پسلیوں سے ایک پسلی کھڑی کی تو سوار اس کے نیچے  
 سے گزر گیا۔ ہم میں ایک آدمی جس کے پاس اونٹ تھے جب بھوک سخت ہوئی تو اس نے تین اونٹ نحر کئے پھر  
 تین اونٹ نحر کئے پھر ابو عبیدہ نے اس کو روک دیا۔

ترجمہ : ابو یعفور نے کہا میں نے ابن ابی  
 ادنیٰ کو یہ کہتے سنا کہ ہم نے نبی کریم

## بَابُ طِدْيِ كَهَانَا ۶۰۴۲



غَزَوَاتٍ أَوْ شَاكْنَا نَاكُلُ الْجَرَادَ مَعَهُ قَالَ سَفِينٌ وَالْبُوعَوَانَةُ وَ  
إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى سَبْعَ غَزَوَاتٍ

## بَابُ آيَةِ الْمُجُوسِ وَالْمَيْتَةِ

۶۰۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شَرِيحٍ حَدَّثَنِي

رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدَّمَشَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو دَرِيْسٍ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ

حَدَّثَنِي أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخَشَنِيُّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَاكُلُ فِي آيَتِهِمْ

وَبَارِضٍ صَيْدٍ أَوْ صَيْدٍ بِقَوْسِيٍّ وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلِّمٍ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنْتُمْ بِأَرْضِ

أَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَأْكُلُوا فِي آيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا بَدَأًا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا

وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنْتُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صَدَّتْ بِقَوْسِكَ فَادْكُرْ اسْمَ

وَكُلْ وَمَا صَدَّتْ بِكَلْبِكَ الْمُعَلِّمَ فَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلْ وَمَا صَدَّتْ

بِكَلْبِكَ الَّذِي بِمُعَلِّمٍ فَادْكُرْ ذَكَاتَهُ فُكَلُهُ

وَأَكْلُوا

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات (۶) چھ جنگیں لڑیں ہم آپ کے ہمراہ ٹڈی کھاتے تھے۔ سفیان، ابو عوانہ اور  
اسرائیل نے ابو یعفور کے ذریعہ ابن ابی اوفی سے سات غزوے ذکر کئے ہیں (یعنی اس اسناد میں ابن ابی  
اوفی نے شک کے بغیر سات غزوے کہا ہے)

## بَابُ مُجُوسٍ كَيْفَ بَرْتَنٍ أَوْ مُرْدَارٍ

۶۰۴۳۔ ترجمہ : ابو ثعلبہ خشنی نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور



۶۰۴۲۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي  
عَبِيدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتْحِ خَيْبَرَ وَقَدَّوْا  
النَّيِّرَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا أَوْقَدْتُمُ النَّيِّرَانَ قَالُوا  
لَحُومَ الْحُمْرِ الْأُنْثِيَّةِ قَالَ أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَاكْسِرُوا قَدَّوْرَهَا فَنَامَ  
رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ هُمُ يُؤْمِنُ بِهَا وَنَفْسُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَوْ ذَاكَ

عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اور تیرکمان سے شکار کرتے ہیں اور سدھائے ہوئے  
کھتے سے بھی شکار کرتے ہیں جو سدھایا ہوا نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم اہل  
کتاب کی زمین میں رہتے ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی چارہ نہ ہو اگر تم کوئی صورت نہ دیکھو تو  
ان کو دھو کر ان میں کھا لو اور جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو جو تم بسم اللہ پڑھ کر کمان  
سے شکار کرو وہ کھاؤ اور جو سدھائے کھتے سے بسم اللہ پڑھ کر شکار کرو تو کھا لو اور جو تم بغیر سدھائے کھتے سے  
شکار کرو اور فرصت پاؤ تو اسے ذبح کر کے کھا لو!

شرح : اس باب کا عنوان مجوسیوں کے برتن ہیں اور اس کے تحت حدیث میں

۶۰۴۳۔

صرف اہل کتاب کا ذکر ہے مجوسیوں کا قطعاً ذکر نہیں گویا کہ امام کا یہ  
گمان ہے کہ مجوس اہل کتاب ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ مجوسیوں اور اہل کتاب کے برتنوں میں کھانا یکساں ممنوع  
ہے کہ وہ دونوں نجاست کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اس لئے مجوسیوں کے برتنوں کو اہل کتاب کے برتنوں پر قیاس کیا  
ہے۔ نیز اس حدیث کے بعض طرق میں مجوس کا ذکر بھی ہے چنانچہ ترمذی نے ابو ثعلبہ سے روایت کی کہ لوگوں نے  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوس کے برتنوں کو استعمال کرنے کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا ان کے  
برتن صاف کر کے استعمال کرو نیز بخاری کی عادت ہے کہ کوئی عنوان قائم کرتے ہیں پھر اس میں وہ ذکر کر دیتے  
ہیں جس سے حکم بطریق الحاق معلوم ہو (یعنی)

ترجمہ : سلمہ بن اکوع نے جب فتح خیبر کے دن شام ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۶۰۴۴۔

نے آگ روشن کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کس لئے ہے  
روشن کی جا رہی ہے۔ لوگوں نے کہا اہل گدھوں کے گوشت پکا رہے ہیں۔ ان پر آگ روشن کر رہے ہیں جنہوں  
نے فرمایا جو کچھ ہندوؤں میں ہے باہر پھینک دو اور ہندو یاں توڑ ڈالو لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے



**بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا**  
**قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ اللَّهُ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ**  
**اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَنَاسِي لَا يُسْمِي فَاِسْقَا وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ**  
**وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لِمُوحِّوْنَ إِلَىٰ أَوْلِيَآئِهِمْ**

کہا ہندویوں میں جو کچھ ہے اسے گرا دیتے ہیں اور انہیں دھو ڈالتے ہیں حضور نے فرمایا اسی طرح کر لو۔  
**۶۰۴۴** — شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ یہ مسلم امر  
 ہے کہ اہلی گدھوں کا گوشت حرام ہے اور وہ مردار جیسا ہے جب سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندویوں کو دھونے کے بعد ان کو استعمال کرنا مباح کر دیا تو ایسے ہی مجوسیوں کے برتن  
 ہیں کہ ان کو دھونے کے بعد استعمال کرنا مباح ہے، کیونکہ مجوسیوں کے ذبائح مردار ہیں۔  
 (حدیث ۲۳۱۴ کی شرح دیکھیں)

**بَابُ ذَبْحِ بِسْمِ اللَّهِ بِرُحْنٍ أَوْ**  
**حَسَنِ قَصْدًا بَسْمَلًا تَرْكُ كَرْدِي**

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو کوئی بھول کر بسم اللہ ترک کر دے اس میں کوئی حرج  
 نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے وہ مت کھاؤ یہ کھانا فسق اور  
 حرام ہے اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شیطان اپنے  
 دوستوں کو دوسوسہ دیتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو مشرک ہو گئے،  
**شرح :** یعنی بھول کر بسم لہ ترک کر دے تو ذبیحہ حرام نہ ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ  
 آیت کریمہ: وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، عنوان کی تقویت کے لئے ذکر کی ہے کہ ذبیحہ  
 کی حلت کے لئے تسمیہ شرط ہے اگر قصداً ترک کیا تو حلال نہ ہوگا اور اگر از روی سہو ترک کیا تو کچھ حرج نہیں



۶۰۴۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ  
خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحَلِيفَةِ فَأَصَابَ  
النَّاسَ جُوعٌ فَأَصْبَنَّا إِبِلًا وَغَنَمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
فِي أُخْرِيَّاتِ النَّاسِ فَعَجَلُوا فَانْصَبُوا الْقُدُورَ فَذُفِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَيْهِمْ فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَكَفِيتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشْرَةَ مِّنَ الْغَنَمِ

اور یہ بیان کیا کہ بھولنے والا فاسق نہیں لہذا ناسی کا ذبیحہ جائز ہے۔  
اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں نہیں ہے اور مطلقاً نہی تحریم کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ  
کا کلام اِنَّهُ لَفَسَقٌ، اس پر دلالت کرتا ہے جب نہی میں کلمہ ”مِنْ“ مذکور ہو تو وہاں نہی میں مبالغہ ہوتا ہے  
اور اِنَّهُ کی ضمیر کا مرجع اگر رد اکل ہو جو لَا تَاْكُلُوْا کے ضمن میں ہے تو اکل حرام فسق ہوگا اور اگر اس کا  
مرجع ذبیحہ ہو جس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا جیسا کہ اس آیت کریمہ: اَوْ فَسَقًا اَهْلًا لِغَيْرِ اللَّهِ میں ہے اس  
آیت میں اس حرمت کا بیان ہے کہ اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا یعنی اللہ کا نام ذکر نہ کرنے کے سبب ذبیحہ حرام  
ہے، کیونکہ تحریم اس وصف سے موصوف ہوتی ہے اور وہ حرمت کی موجب ہے جیسے مردار اور موقود حرام ہیں۔  
اس تقریر سے یہ واضح ہو گیا کہ اس آیت کو مشرکین کے ذباحہ پر محمول کرنا فاسد ہے کیونکہ مشرکوں کا ذبیحہ  
اس قبیلہ سے نہیں۔ وہ اگر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جب بھی ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے  
کہ آیت کریمہ مجمل ہے کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ ذبح کے وقت یا پکانے کے وقت اللہ کا نام ذکر نہ کیا  
جائے تو وہ حرام ہے لہذا اس سے حجت و دلیل پکڑنا صحیح نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ذبح کے علاوہ بالادع  
اور کوئی حالت اور وقت مراد نہیں۔ علماء سلف کا اس پر اجماع ہے کہ آیت میں ذبح کی حالت مراد ہے۔ لہذا  
یہ مجمل نہیں۔ (یعنی)

ترجمہ: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ذوالحلیفہ میں سرور کائنات صلی اللہ  
۶۰۴۵۔ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ لوگوں کو بہت بھوک لگی ہم نے اونٹ اور بکریاں  
غنیمت پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے تشریف لا رہے تھے لوگوں نے جلدی کی اور ہنڈیاں چڑھا دیں۔  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اُن کے پاس آئے اور ہنڈیوں کے متعلق حکم دیا انہیں الٹ دیا گیا۔ پھر حضور نے



بَعِيرٍ فَتَدَعِيهَا بَعِيرٌ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ  
 فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِظِ وَأَبْدَانِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَأَصْنَعُوا بِهِ  
 هَكَذَا قَالَ وَقَالَ جَدِّي أَنَا لَزَجُورٌ وَتِيخَاتٌ أَن تُلْقَى الْعَدُوَّ عَدَا  
 وَلَيْسَ مَعْنَا مَدَى أَن تَذْبَحَ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَهْرَ الدَّمُ وَذِكْرُ  
 اسْمِ اللَّهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ وَسَاخِرُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ  
 فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ

غنیمت کا مال تقسیم کیا اور ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا  
 لوگوں کے پاس گھوڑے بھڑکے تھے انھوں نے تلاش کیا تو اُس نے لوگوں کو عاجز کر دیا ایک آدمی نے  
 اس کی طرف تیر پھینکا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان جانوروں میں وحشی  
 جانوروں کی طرح بھگوڑے ہوتے ہیں پس جو تم سے بھاگ نکلے اس کے ساتھ اسی طرح کرو راوی عبا یہ نے کہا میرے  
 دادا رافع نے کہا ہم اُنہی کرتے ہیں یا ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں  
 کیا ہم بانس سے ذبح کر لیں حضور نے فرمایا جو وحشی خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ کھال و  
 دانت اور ناخن کو ذبح کے سوا (یہ ذبح کے لائق نہیں) میں اس کے متعلق تمہیں بتاؤں گا کہ دانت ہڈی ہے  
 اور ناخن حبشیوں کی پھری ہے۔

۶۰۴۵ شرح : یہ ذوالحلیفہ وہ نہیں جہاں سے اہل مدینہ منورہ احرام باندھتے ہیں بلکہ یہ

تہامہ کی زمین میں طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان کوئی اور مقام ہے حضرت  
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کا مال تقسیم کرنے سے پہلے جانور ذبح کر کے ہنڈیاں چڑھادی تھیں اس لئے حضور  
 نے ہنڈیاں الٹ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت سے ذبح کرنا اس لئے منع کر دیا کہ یہ ہڈی ہے جو جنات  
 کی خوراک ہے۔ نیز دانت کے ساتھ ذبح کرنے سے دانت پلید ہو جاتا ہے اور دانت خون سے آلودہ کرنا  
 ممنوع ہے نیز اس سے پورا ذبح نہیں ہوتا اور بھڑکے سے قطع ہو جانے سے خون نکلنے کے سبب حقیقتاً  
 سے جانور مر جاتا ہے اور ناخنوں سے ذبح کرنے میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے، کیونکہ ان سے صحیح ذبح نہیں ہوتا۔



## بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصَبِ وَالْأَصْنَامِ

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا

۶۰۴۶

مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَحْدِثُ عَنْ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ نَفِيلٍ بِأَسْفَلِ بَلَدِ حِمْيَرَ  
ذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقَدِمَ  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَفَرَةً فِيهَا لَحْمٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا  
ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا أَكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ أَنْصَابَكُمْ وَلَا نَاكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ  
اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

حدیث ۲۳۲۵ ج ۳: کی شرح دیکھیں

## بَابُ جَوْ نَصَبٍ أَوْ رِبْتٍ عَلَى جَائِسٍ

نُصَبٌ وَهُوَ بُتٌ فِي جَوْ پتھروں سے تراشے جاتے ہیں اور اصنام عام ہیں یہ عام کا خاص پر عطف  
ہے (یعنی) بعض نے کہا انصاب وہ پتھر ہیں جو کعبہ کے ارد گرد رکھے گئے تھے۔ اُن پر بتوں کا نام لے کر  
ذبح کرتے تھے مشہور یہی ہے۔ بعض نے کہا نصاب وہ ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اس تقدیر پر کہ  
اصنام کا اس پر عطف تفسیری ہے۔

ترجمہ: موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ انہوں نے عبد اللہ  
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر

۶۰۴۶

دیتے تھے کہ حضور نے زید بن عمرو بن نفیل سے اسفل بلد ح میں ملاقات کی یہ ملاقات جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم پر نزول وحی سے پہلے تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آگے دسترخواں رکھا جس پر  
گوشت تھا زید نے وہ کھانے سے انکار کر دیا پھر کہا میں اسے نہیں کھاتا ہوں جسے تم اپنے انصاب پر ذبح



**بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ**  
**۶۰۴۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ**  
**ابْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ الْجَلِّيِّ قَالَ فَصَحَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ**  
**صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضْحَاةَ ذَاتِ يَوْمٍ فَأَذَانُ النَّاسِ قَدْ ذَبَحُوا ضَحَايَاهُمْ**

کرتے ہو۔ میں تو وہی کھاؤں گا جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

**۶۰۴۷ شرح :** زید بن عمرو بن نفیل جاہلیت میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر عبادت کرتا تھا وہ سعید بن زید کا والد ہے جو حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہے۔ بلذح جگہ کا نام ہے۔

خطابی نے کہا دس ترخان پر سے کچھ کھانے سے اس اندیشہ کے پیش نظر انکار کیا کہ وہ بتوں کا نام لے کر ذبح کیا ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہوتا نہ کھاتے تھے۔ چونکہ زید مشرکوں کی عادت پر مطلع تھے کہ وہ بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس شبہ کے سبب نہ کھایا (خطابی) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نصب اور انصاب کیا ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زہد مخشری نے کہا مشرکوں نے بیت اللہ کے ارد گرد پتھر گاڑے ہوئے تھے اُن پر جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور اُن پر گوشت بکھیر دیتے تھے اس طرح وہ ان کی تعظیم کرتے تھے اور اُن کا تقرب ڈھونڈتے تھے۔ یہی نے کہا انصاب اور نصب ایک ہی شئی ہے۔ نصب جمع ہے اور انصاب واحد ہے جو بہری نے کہا نصب کا صا د ساکن اور مضموم دونوں طرح پڑھا جاتا ہے یہ وہ ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی اور وہ تین سو ساٹھ پتھر تھے جو کعبہ کے پاس جمع کئے گئے تھے۔ ان پر وہ لوگ اپنے بتوں کے نام سے جانور ذبح کرتے تھے اور پتھر بت نہ تھے کیونکہ بتوں کی صورتیں اور شکلیں ہوتی ہیں (دکر مانی)

ابن زید نے کہا جو نصب پر ذبح کیا جائے اور ماہل بہ لغیر اللہ ایک ہی شئی ہے کیونکہ ماہل بہ لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ جن بتوں کی وہ پوجا کرتے تھے ان کا نام لے کر جو ذبح کیا جائے یا مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کیا جائے الغرض اللہ کے سوا جو نام لے کر ذبح کیا جائے وہ ماہل بہ لغیر اللہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس ذبحہ کو مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کیا جائے وہ ہم نہیں کھائیں گے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال نہیں اور نہ ہی وہ حلال ہے جو بتوں کے نام سے ذبح کیا یعنی ذبح کے وقت بت کا نام ذکر کیا جائے (یعنی)



قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَأَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ  
قَدْ ذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا  
أُخْرَى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ

## بَابُ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيدِ

۶۰۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْقُدَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبٍ بْنَ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ

## بَابُ سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا ارشاد: اللہ کے نام پر ذبح کرے

۶۰۴۷۔ ترجمہ: جناب بن سفیان بجلی نے کہا ہم نے ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی ناگاہ چند لوگوں نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر دیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو دیکھا کہ انھوں نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہے، تو فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

۶۰۴۷۔ شرح: اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ ذبیحہ عید کی نماز کے بعد ہے۔ نماز سے پہلے جائز نہیں اور اس میں ضروری ہے کہ اللہ کے نام سے ذبح کرے یعنی ذبح

مقرون باتسمیہ ہو۔ لہذا تسمیہ کے بغیر ذبیحہ جائز نہ ہوگا۔ ذبیحہ میں سنت یہ ہے کہ اگر کوئی وجوب سے پہلے کسی شئی میں جلدی کرے وہ اسے محروم ہو جائے گا جیسے ثورث کا قاتل وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

## بَابُ بَانَسٍ، بَارِيكٍ بِمَقْتَرٍ اور لَوْهَا

میں سے جو خون بہا دے،

۶۰۴۸۔ ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے کعب بن مالک کے بیٹے سے سنا وہ ابن عمر کو خبر دیتے تھے کہ ان کے باپ نے انہیں خبر دی کہ ان کی لونڈی موضع سلع



أَخْبَرَنَا أَنَّ جَارِيَةً لَهُمْ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ  
مِنْ غَنَمِهَا مَوْتَهَا فَكَسَرَتْ حَجْرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِأَهْلِهِ لَا تَأْكُلُوا حَتَّى  
أَتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْأَلَهُ أَوْ حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ  
يَسْأَلُهُ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا

۶۰۴۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ

عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ أَنَّ جَارِيَةَ لِكَعْبِ  
ابْنِ مَالِكٍ تَرْعَى غَنَمًا بِالْجَبِيلِ الَّذِي بِالسُّوقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ  
فَأَصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَذْرَكَهَا فَكَسَرَتْ حَجْرًا فَذَبَحَتْهَا فَذَكَرُوا  
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا

میں بھریاں چرا رہی تھی۔ اچانک اس نے بکریوں میں سے ایک بکری کو مرتے دیکھا تو پتھر کو توڑ کر اس  
کے ساتھ اس بکری کو ذبح کر دیا کعب نے اپنے گھر والوں سے کہا اسے نہ کھاؤ حتیٰ کہ میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے پوچھتا ہوں یا میں کسی کو بھیجتا ہوں جو حضور سے پوچھے کعب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے اس کے کھانے کو حکم دیا۔

۶۰۴۸ — شرح : اس حدیث میں پانچ فوائد ہیں : اول یہ کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے دوم یہ کہ

لونڈی کا ذبیحہ درست ہے۔ سوم یہ کہ باریک پتھر سے ذبح کرنا درست  
ہے۔ چہارم یہ کہ جو حلال جانور مرنے کے قریب ہو اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔ پنجم یہ کہ وکالت کے  
بغیر غیر مالک بھی ذبح کر سکتا ہے۔ جب چرواہے نے بکری ذبح کی اور کہا میں نے اس کو مرتے دیکھا تھا مجھے  
اندیشہ ہوا کہ یہ مرجائے گی تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔ حدیث ۲۱۵۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں۔

۶۰۴۹ — ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جو ان کی بھریاں سوق میں چھوڑے  
سے پہاڑ میں چراتی تھی اور وہ مقام سلع ہے اُس نے ایک بکری کو آفت زدہ



۶۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ  
ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ مَعَنَا مَدَى فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ  
عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ أَمَّا الظُّفْرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ وَأَمَّا السِّنُّ  
فَعَظْمٌ وَنَدَّ بَعِيرٌ فَحَبَسَهُ فَقَالَ إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدًا وَأَوَابِدًا وَحَشٍ  
فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا

### بَابُ ذَبْحَةِ الْأَمَةِ وَالْمَرْأَةِ

۶۰۵۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ  
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ لَكْعَبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِمَجْرٍ  
فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَمَرَهَا بِهَا وَقَالَ الْبَيْتُ  
حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُخْبِرُ عَبْدَ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبٍ هَذَا

ہوتی دیکھا تو پتھر کو توڑ کر اس کے ساتھ اسے ذبح کر دیا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو  
آپ نے انہیں اسے کھانے کا حکم دیا۔

ترجمہ : عبا یہ بن رافع نے اپنے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا جو شئی خون بہا دے اور اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو کھالو ناخن اور دانت نہ ہو۔ بہر حال ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے ایک اونٹ بھگوتا ہو گیا تو اس کو (تیر سے) روک لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں وحشی جانوروں کی طرح بھگوٹے ہوتے ہیں ان میں سے جو جانور تم پر غالب آجائے اس کی طرح کیا کرو!

(ذبیحہ پر بسملہ پڑھنا کے باب کی شرح دیکھیں نیز حدیث ۶۰۴۵ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)



۶۰۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَّةً لِكُعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنًا بِسَلْعٍ فَأَصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَذْرَكُمَا فَذَبَحَتْ بِمَجْدَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُّوْهَا

## باب عورت اور باندی کا ذبیحہ

۶۰۵۱۔ ترجمہ : کعب بن مالک نے کہا ایک عورت نے تیز دھار پتھر سے

بکری ذبح کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

لیث نے کہا ہمیں نافع نے خبر دی کہ انہوں نے ایک انصاری آدمی سے سنا کہ وہ عبد اللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتا تھا کہ کعب بن مالک کی باندی نے بکری ذبح کی

۶۰۵۱۔ شرح : جمہور فقہانے کہا جب عورت ذبح کرنا اچھی طرح جانتی ہو تو

اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ ایسے ہی اگر عورت اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو تو اس کا ذبیحہ بھی صحیح ہے البتہ حبشی کے ذبیحہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے طاؤس نے کہا حبشی کا ذبیحہ صحیح نہیں۔

۶۰۵۲۔ ترجمہ : کعب بن مالک نے کہا ایک عورت نے تیز دھار پتھر سے بکری

ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

۶۰۵۲۔ ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی باندی مقام سلع میں بکریاں

چراتی تھیں ان میں سے ایک بکری آفت زدہ ہوتی دیکھی اُس نے اس کو پکڑا اور پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا اسے کھاؤ۔



## بَابُ لَا يُذَكِّي بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفْرِ

۶۰۵۳۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

عَبَّاسَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ يَغْنَى مَا أَهْرَأَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفْرَ

## بَابُ ذَبْحَةِ الْأَعْرَابِ وَخَوِهِمْ

۶۰۵۴۔ حَدَّثَنَا ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

ابْنُ حَفْصٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ إِنَّ

## بَابُ دَانَتْ، بْطِي أَوْ نَاخَنَ سَ ذَبْحَ لَا كَبَا جَاءَ

۶۰۵۳۔ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت اور ناخن کے سوا جو شئی خون بہا دے اسے ذبح کیا جھٹا کھا لو۔

۶۰۵۳۔ شرح : اس حدیث میں بْطِي کا ذکر نہیں اور اس سے پہلی احادیث میں بھی بْطِي سے منع نہیں کیا گیا لیکن دانت سے ذبح کرنا اس لئے ممنوع

ہے کہ دانت بْطِي ہے لہذا بْطِي کا ذکر بھی ہو گیا اور باب کے عنوان میں عظم کا سن پر عطف عطف بیان ہے۔ اسی طرح ظفر (ناخن) بھی عظم ہے۔ بعض علماء نے کہا امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ اصل حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اصل حدیث میں أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، بہر حال دانت بْطِي ہے۔

## بَابُ أَعْرَابٍ وَغَيْرِهِ كَا ذَبْحِهِ

اعراب وہ عرب لوگ ہیں جو جنگلات میں بستے ہیں وہ کسی ضروری کام کے بغیر شہروں میں داخل نہیں ہوتے۔ عرب معروف قبیلہ ہے۔ اس لفظ سے اعراب اور عرب کا واحد نہیں جو ان دونوں لفظوں کی طرف منسوب ہوا ہے اعرابی اور عربی کہتے ہیں۔



قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي  
أَذْكَرَ سَمَاءُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ سَمَوُا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوا قَالَتْ وَكَانُوا  
حَدِيثُ عُمَرَ بِالْكَفَرِ تَابِعَهُ عَلَى عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابِعَهُ أَبُو خَلِيدٍ  
وَالطَّائِبِيُّ

بَابُ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُومِهَا  
مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ  
وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ  
أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں  
جانتے کہ اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہے یا نہیں حضور نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھ کر کھا لو ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ لوگ زمانہ کفر کے بہت قریب تھے (نئے نئے مسلمان ہوئے تھے)

شرح : حدیث کی مطابقت عنوان کے ساتھ واضح ہے کیونکہ جو لوگ گوشت لاتے

تھے وہ اعراب تھے جو دیہات میں رہتے تھے۔ اس حدیث سے بعض نے  
استدلال کیا کہ ذبیحہ پر بسملہ پڑھنا واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
صحابہ کو اعراب کا گوشت کھانے کی اجازت نہ دیتے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ ابتداء اسلام کا  
واقعہ ہے۔ صحیح تر یہ جواب ہے کہ اعراب بسملہ سے جاہل نہ تھے۔ عین ممکن ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح  
کرتے تھے لیکن صحابہ کرام نے گمان کیا کہ شاید انہوں نے بسملہ کے بغیر ذبح کیا ہوگا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا مسلمانوں پر اچھا گمان کرنا چاہیے جب وہ مسلمان ہیں تو یقیناً بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے ہیں تم بسم اللہ  
پڑھ کر کھا لیا کرو (حدیث ع ۱۹۳ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

(علی بن حجر نے دراوردی سے روایت کرنے میں محمد بن عبید اللہ کی متابعت کی اور علی بن حجر  
کی ابو خالد اور طفاوی نے متابعت کی،، طفاوی کا نام محمد بن عبد الرحمن ہے)



لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّي لِغَيْرِ اللَّهِ فَلَا  
تَأْكُلْ وَإِنْ لَمْ تَسْمَعْ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللَّهُ وَعِلْمُ كُفْرِهِمْ وَيُذَكِّرُ عَنْ  
عَلِيِّ مَخُوَّةٍ وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ الْأَقْلَفِ وَ  
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ

## باب دار الحرب کے اہل کتاب وغیرہ کے ذبیحے اور چربیاں،

یعنی اہل کتاب جو جزیہ ادا کرتے ہیں اور ان کے غیر جو جزیہ ادا نہیں کرتے  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور  
ان لوگوں کا طعام جنہیں کتابیں دی گئی ہیں تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا  
طعام ان کے لئے حلال ہے،

ابن شہاب زہری نے کہا نصاریٰ عرب کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر تو مٹنے کہ وہ غیر اللہ کے نام  
سے ذبح کرتا ہے تو نہ کھاؤ اور اگر تو اس سے غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتا نہ مٹنے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو  
حلال کیا ہے حالانکہ ان کو کفر جانتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح مذکور ہے۔ حسن بصری اور  
ابراہیم نخعی نے کہا اقلف (بے ختنہ) کا ذبیحہ کھانے میں حرج نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان کا طعام  
ان کے ذبائح میں۔

اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے ذبائح  
جائز ہیں اور ان کی چربیاں کھانی جائز ہیں جمہور یہی کہتے ہیں امام مالک اور امام احمد  
رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو اہل کتاب پر چربیاں وغیرہ حرام کی ہیں وہ ہمارے لئے حرام ہیں۔ ابن قاسم  
نے کہا جسے اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے وہ ان کا طعام ہے اور چربیاں ان کا طعام نہیں اور نہ ہی وہ ذبح



۶۰۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو لَوَيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هَارِلٍ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِي قَصْرِ خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ  
بِحَرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَتَزَوُّتُ لِأَخْذِهِ فَأُلْتَفْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
فَاسْتَجِيتُ مِنْهُ

کے وقت ان کا ارادہ کرتے ہیں بعض علماء نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے طعام کی تفسیر ذباح سے کی ہے اور جب ان کے ذباح مباح ہیں تو ان کے مذبح کے اجزاء کا قصد کرنا کوئی ضروری نہیں جبکہ تذکیہ تمام اجزاء میں شائع ہوتا ہے تو لا محالہ ان میں چربی بھی داخل ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر ذی ظفر کو حرام کیا ہے تو اس قائل کے کلام کے مطابق لازم آئے گا کہ اگر یہودی کوئی ایسا جانور ذبح کریں جس کے ناخن ہوں تو مسلمان کے لئے وہ کھانا حلال نہ ہو؟ پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ سے مراد ان کے ذباح ہیں۔ ابن عباس، ابوامامہ، مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ، عطاء، حسن بصری، مکحول، ابراہیم نخعی، سدی اور مقاتل بن حیان یہی کہتے ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اہل کتاب کے ذباح مسلمانوں کے لئے ہیں کیونکہ وہ غیر اللہ کے لئے ذبح کا عقیدہ نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنے ذباح پر اللہ کے سوا اور کوئی نام ذکر کرتے ہیں اگرچہ وہ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ ان کے علاوہ مشرکوں کے ذباح جائز نہیں کیونکہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر نہیں کرتے اور عرب کے نصاریٰ جیسے بنی تغلب وغیرہ کے ذباح جہور کے نزدیک حرام ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اہل کتاب کے ذباح سے مراد ان کا طعام ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے لیکن جو وہ کھاتے ہیں وہ بالاجماع ہمارے لئے جائز نہیں کیونکہ وہ مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ ان میں سے ہمارے لئے کچھ بھی جائز نہیں۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جس کا ختنہ نہ کیا ہو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ حسن بصری نے کہا اگر کوئی آدمی بڑا ہو کر مسلمان ہو اور اسے ختنہ کرنے کی صورت میں جان کا خطرہ ہے تو وہ ختنہ نہ کرے اور اس کے ذبیحہ میں کچھ خرچ نہیں (فتح وعلنی)

۶۰۵۵۔ ترجمہ: عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ہوا تھا

ایک انسان نے حراب پھینکی جس میں چربی تھی میں اس کو پکڑنے کے لئے اچھلا اچانک میں نے نگاہ اٹھائی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے آپ سے شرم کی۔ (حدیث ۲۹۴۲ کی شرح دیکھیں)



**بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ مِنْزِلَةُ الْوَحْشِ**  
 وَأَجَازُهُ ابْنُ مَسْعُودٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا أُعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا  
 فِي يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِي بَعِيرٍ تَرْدِي فِي يَدِي فَذَلِكَ مِنْ جَيْثُ  
 قَدَرْتُ عَلَيْهِ وَرَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ  
**۶۰۵۶۔ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا**  
**سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُبَايَةَ بْنِ يَفَاعَةَ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ**  
**رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَأَقُولُ الْعَدُوَّ غَدًا وَ**  
**لَيْسَتْ مَعْنَا مَدَى فَقَالَ إِعْجَلْ أَوْ أَرِنُ مَا أَمْرَ الدَّامِ وَذَكَرَ**  
**اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فُكُلٌ لَيْسَ السِّنُّ وَالْظُّفَرُ وَسَاحِدُكَ أَمَّا السِّنُّ**

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جو اہل کتاب پر حرام تھا جیسے چربی وغیرہ وہ ہمارے لئے جائز ہے؛  
 کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مفضل کو مذکور جراب میں جو یہودیوں نے قلعہ سے پھینکی تھی  
 نفع حاصل کرنا مباح کیا معلوم ہوا کہ جو جانور اہل کتاب نے ذبح کیا ہو اور ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی  
 ہو اس کی چربی وغیرہ ہمارے لئے جائز ہے اگرچہ وہ اہل حرب سے ہوں۔ لیکن اگر انہوں نے یس علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کے نام سے ذبح کیا تو حرام ہوگا۔ واللہ اعلم!

## **بَابُ جَوْ حَيَوَانٍ مَبْهَاكٍ جَائِءٌ وَهُوَ وَحْشِيٌّ جَانُورٌ كِي طَرَحٍ**

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو بہائم تمہارے  
 لاشوں سے بھاگ جائیں اور تمہیں عاجز کر دیں وہ شکار کے حکم میں ہیں اور اس اونٹ جو کنوئیں میں گر جائے  
 کے متعلق کہا اس کو جہاں سے قادر ہو ذبح کر دو۔ حضرت علی، عبد اللہ بن عمر اور ام المؤمنین عائشہ  
 رضی اللہ عنہم کا یہی اعتقاد ہے۔



فَعَظَمُوا مَا الظُّفُرُ فَمَكَى الْحَبَشَةَ وَأَصْبُنَا نَهَبَ إِبِلَ وَغَنَمٍ  
فَنَدَمْنَا بَعِيرٍ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَخَبَسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدًا كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ  
مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوا بِهِ هَكَذَا

## بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ لَا ذُبْحَ وَلَا نَحْرَ إِلَّا فِي الْمَذْبُوحِ وَالْمَنْحَرِ

ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم کل دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کر یا فرمایا اسے دیکھ جو شئی خون جاری کر دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ کھالو۔ مگر دانت اور ناخن نہ ہوں تمہیں بیان کرتا ہوں کہ دانت تو بڑی ہے اور ناخن جشتیوں کی چھری ہے۔ ہم نے اس غزوہ میں اونٹ اور بکریاں غنیمت پائیں اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا تو اس کو ایک آدمی نے تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے بعض وحشیوں کی مثل ہیں جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو!

شرح : اَرِنَ بَرْدَنَ اَعْدُوہِ یہ امر حاضر معروف کا صیغہ ہے۔ خطاب نے کہا یہ دراصل اَرِنَ اَعْدُوہِ اَعْمَلُ کے وزن پر تھا یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ اَرِنَ بَارِنُ سے مشتق ہے۔ سَمِعَ سَمِعَ کے باب سے ہے یعنی اس کو ذبح کرنے میں جلدی کر تا کہ ناک کی موت نہ مرجائے نیز خطاب نے کہا یہ اَطْعُ کے وزن پر بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں ”اُطْلُکُ“ اسے ہلاک کر دے چنانچہ جب عربوں کے مریخی ہلاک ہو جائیں تو کہتے ہیں : رَانَ الْقَوْمُ، نیز اس کو اَرِمُ، کے وزن پر بھی پڑھتے ہیں۔ اس کے معنی ہیں۔ ادم القطع ولا تقتر (یعنی کاٹتے رہو سستی نہ کرو) (کرمانی)

## بَابُ نَحْرِ اور ذَبْحِ

نحر کے معنی اونٹ کے سینہ کے سر پر ذقن کے نیچے برچھا مارنا اور ذبح گلٹے اور بکری کے حلق میں ہوتا ہے، ابن جریج اور وہ عبد الملک بن عبد العزیز میں عطاء سے روایت کی کہ ذبح صرف ذبح کی جگہ ہے



قُلْتُ أَيْجَزِي مَا يُذَبِّحُ أَنْ أُحَرِّه قَالَ نَعَمْ ذَكَرَ اللَّهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ فَإِنْ  
 ذَبَحْتَ شَيْئًا يُخْرِجُ جَازَ وَالنَّخْرَ أَحَبُّ إِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْأَوْدَاجِ قُلْتُ  
 فَتَخَلَّفَ الْأَوْدَاجُ حَتَّى يَقْطَعَ النَّخَاعُ قَالَ لَا إِخَالَ فَأَخْبَرَنِي نَدَفُ أَنْ  
 ابْنُ عُمَرَ نَيَّ عَنِ النَّخْرِ يَقُولُ يَقْطَعُ مَا دُونَ الْعِظْمِ ثُمَّ يَدْعُو حَتَّى  
 يَمُوتَ وَإِذَا قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذَبِّحُوا الْبَقَرَةَ  
 إِلَى قَوْلِهِ وَقَالَ فَذَبِّحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ عَبَّاسٍ  
 الذَّكَاءُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَالنَّسُّ إِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ  
 فَلَا بَأْسَ

جو حلقوم ہے اور نخر سینہ پر برچھا مارنا ہے۔ میں نے کہا جس کو ذبح کیا جاتا ہے کیا اس کو نخر کرنا کافی نہ ہوگا  
 عطاء نے کہا ہاں کافی ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گائے کو ذبح کرنا ذکر کیا ہے۔ اگر کسی شئی کو ذبح کئے  
 جس کی شان نخر کرنا ہے تو جائز ہے لیکن مجھے نخر کرنا پسند ہے۔ ذبح کی رگیں کاٹنا ہے۔ میں نے کہا کیا رگیں  
 پیچھے چھوڑ دی جائیں حتیٰ کہ حرام مغز کاٹ دیا جائے انہوں نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔ مجھے نافع  
 نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ انھوں نے حرام مغز کاٹنے سے منع کیا ہے۔ وہ کہتے تھے ہڈی  
 تک کاٹ کر چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ مرجائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم  
 سے کہا نہیں اللہ فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو انھوں نے ذبح کیا وہ ذبح کرنے والے نہ تھے۔ سعید نے ابن  
 عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ذبح حلقوم اور لبتہ دونوں میں ہے۔ عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور  
 انس رضی اللہ عنہم نے کہا اگر سر کو کاٹ کر علیحدہ کر دیا تو جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

**شرح :** یعنی گائے کو ذبح کیا جائے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : أَنْ تَذَبِّحُوا الْبَقَرَةَ  
 تم گائے ذبح کرو اس سے ظاہر ہے کہ گائے مذبح ہے کیونکہ اصل یہی ہے کہ لفظ  
 کو حقیقت پر محمول کیا جائے لیکن گائے کو نخر کرنا با اتفاق العلماء جائز ہے جبکہ جس کو نخر کیا جائے اسے ذبح  
 کرنا بھی جائز ہے لہذا مذبح کو نخر کرنا جائز ہے۔ اوداج، دوج کی جمع ہے۔ داؤ اور دال دونوں مضح ہیں  
 یہ گردن میں رگ ہے۔ نخاع حرام مغز ہے۔ دراصل ود جان گردن میں دو موٹی رگیں ہیں جو ایک دوسرے کے  
 مقابل ہیں۔ لہذا اوداج کہنا مناسب تھا، لیکن ذبح میں چار رگیں قطع کرنی شرط ہیں اور وہ حلقوم مری اور



ودجان میں سب پر بطریق غلبہ اوداج کا اطلاق کیا ہے چنانچہ بعض احادیث میں ہے: **أَفْرِادُ دَاجٍ** **وَأَنْهَرْنَا شَيْئَاتٍ**، اس میں چاروں کو اوداج کہا ہے۔

علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف رہے پایا جاتا ہے کہ ذبح میں چار رگیں کاٹنی شرط ہیں یا نہیں اضافہ کے نزدیک اگر مذکور چار رگیں قطع کیں تو کھانا حلال ہے۔ اسی طرح اگر اکثر قطع کر دیں تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حلال ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک حلقوم، مری اور ودجان سے ایک کو قطع کرنا ضروری ہے اگر بعض حلقوم یا بعض مری قطع کر دیں تو حلال نہ ہوگا۔ الحاحمل امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چار رگوں میں کوئی تین قطع کر دے تو ذبیحہ حلال ہے امام ابو یوسف سے تین روایات ہیں۔ ایک تو یہ مذکور ہے دوسری یہ ہے: **رِغْوَانُ سَمِيتٍ حَلَقُومٍ قَطْعُ كَرْنَا شَرْطٌ** ہے تیسرے یہ کہ ودجان میں سے ایک قطع کرنے کے ساتھ حلقوم اور مری کا قطع کرنا بھی شرط ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں عروق کا اکثر حصہ قطع کرنا شرط ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا **وَذَبْحُ** اور صرف حلقوم کا قطع کرنا شرط ہے۔ **قَوْلُهُ فَيُخْلَفُ إِلَّا وَدَاجٌ**، یعنی اوداج کو چھوڑا جائے اور ان کے قطع پر اکتفاء نہ کیا جائے یہاں تک کہ حرام مغز کاٹا جائے۔ نخاع گردن کی ہڈی میں سفید غدود ہے جو صلب کی طرف جاتی ہے اور عجب ذنب پر ختم ہوتی ہے۔ جب حیوان کو ذبح کرنا ہو تو نخاع تک پہنچنا ممنوع ہے صاحب ہدایہ نے کہا جس نے چھری نخاع تک پہنچا دی یا سر قطع کر دیا تو ذبیحہ مکروہ ہے لیکن کھانا جائز ہے پس ذبح یہ ہے کہ گردن کی ہڈی کے سوا رگیں قطع کر کے چھوڑ دے حتیٰ کہ وہ مر جائے (یعنی)۔

**اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا**  
**اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو!**  
**اور فرمایا اُنھوں نے ذبح تو کر دیا وہ یہ کرنے والے نہیں تھے،**

اس کا نحر اور ذبح پر عطف ہے جو باب کے مضاف الیہ مجرور ہیں۔ دراصل عبارت اس طرح ہے  
**بَابُ فِي بَيَانِ النُّحْرِ وَالذَّبْحِ وَفِي بَيَانِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ**  
 اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گائے ذبح کے ساتھ مختص ہے یہ آیات بنی اسرائیل کے قتل کے بارے میں نازل ہوئیں جو کسی مقام میں پایا گیا تھا۔ یہ قسامت کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ قاتل معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اس کی تفصیل قرآن کریم میں مذکور ہے۔



۶۰۵۷۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ أُمِّ رَافِيٍّ  
عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ نَحْنُ نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ ۶۰۵۸ حَدَّثَنِي اسْحَقُ قَالَ سَمِعَ

قوله قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ الْحَمْدِيُّ، یعنی سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ذبح حلق اور لبتہ میں ہے لبتہ بکسر اللام اور باء مُشدد ہے۔ یہ سینے سے اوپر ہمار کی جگہ ہے یہی منخر ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اللبتہ بفتح اللام ہے یہ سینے کے اوپر اور اس کا ارد گرد ہے بعض نے کہا ذبح حلق میں اور منخر لبتہ میں ہے اور ذکاۃ دونوں کو شامل ہے۔ جامع صغیر میں ہے سارے حلق اس کے وسط، اعلیٰ اور اسفل میں ذبح کر سکتے ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام: الذکاۃ فی الحلق واللبتہ، میں فی بمعنی بہن ہے یعنی حلق اور لبتہ کے درمیان ذبح ہے۔

قوله قَالَ ابْنُ عَمْرٍو ابْنُ عَبَّاسٍ وَالنَّسَبُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ الْحَمْدِيُّ یعنی عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے کہا جب ذبح کے وقت سارا سر کٹ کر دیا تو حرج نہیں۔ اور اسے کھانا جائز ہے۔

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں گھوڑا منخر کیا اور اسے کھایا۔

شرح: بعض علماء نے کہا ذبح میں گھوڑے کا حکم وہی ہے جو گائے کا حکم ہے۔ یعنی اس کو منخر اور ذبح کرنا جائز ہے احسن یہ ہے۔

کہ ذبح کیا جائے۔ اس سے امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما اسے مکروہ تحریمی کہتے ہیں بعض نے مکروہ تنزیہی کہا ہے۔

ترجمہ: اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔

شرح: اس حدیث میں گھوڑا ذبح کرنا مذکور ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ہم نے منخر کیا، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ واقعہ متعدد ہے ایک



عُبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ ذَبَحْنَا  
 عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ فَأَكَلْنَاهُ  
 ۶۰۵۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ  
 فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا عَلَى  
 عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ تَابِعَهُ وَكَيْعٌ  
 وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي النَّحْرِ

بَابُ مَا يَكْرَهُ مِنَ الْمُثَلَّةِ وَالْمَصْبُورَةِ وَالْمُجْتَمَةِ  
 ۶۰۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ  
 ابْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّسِّ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَرَأَى غُلَمَانًا  
 أَوْفَتِيَانَا نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا فَقَالَ النَّسِّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَنْ تُصْبِرَ الْهَائِمُ

نحر کیا اور دوسری بار ذبح کیا یا ایک لفظ دوسرے سے مجاز ہے، لیکن پہلا معنی صحیح ہے کیونکہ مجاز اس وقت  
 لیا جاتا ہے جب حقیقت متعذر ہو اور یہاں حقیقت متعذر نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے وہ یہ کہ منحور  
 کو ذبح اور مذبح کو نحر کرنا جائز ہے نحر کا ذبح پر ذبح کا نحر پر اطلاق صحیح ہے۔

۶۰۵۹۔ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے زمانہ میں گھوڑا نحر کیا اور کھایا وکیع اور ابن عیینہ نے ہشام سے نحر روایت کرنے  
 میں جریر کی متابعت کی۔

بَابُ مُثَلَّةٍ، مَصْبُورَةٍ اور مُجْتَمَةٍ مَكْرُوهٌ هُنَّ

مثلہ کسی زندہ حیوان کے سارے اعضاء یا بعض کاٹ ڈالنا ہے۔ یعنی اس کا کان، ناک وغیرہ کاٹ



۶۰۶۱۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَغُلَامٌ مِنْ بَنِي يَحْيَى رَابِطٌ دُجَاةٌ يَرُمُّهَا فَمَشَى إِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتَّى حَلَمَهَا ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ ازْجُرُوا غُلَامَكُمْ عَنْ أَنْ يُصْبِرَ هَذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنْ تُصْبِرَ بِهَيْمَةَ أَوْ غَيْرِهَا لِلْقَتْلِ

ڈالنا۔ مضبورہ، کسی زندہ حیوان کو باندھ کر نیزے مار کر ہلاک کرنا ہے۔ مجتہد کسی پرندہ کو باندھ کر تیر مار کر ہلاک کرنا ایسے جانور حرام ہیں۔

ترجمہ : ہشام بن زید نے کہا میں انس کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا انس نے چند لڑکوں یا جوانوں کو دیکھا کہ وہ مرغی کو باندھ کر اسے

تیر مارتے ہیں۔ انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ شرح : یعنی زندہ جانور کو باندھ کر ہلاک کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں مال کی اضاعت اور حیوان کی تعذیب ہے اس طرح ہلاک شدہ جانور کا گوشت حرام ہے کیونکہ مقدور علیہ جانور ذبح شرعی کے بغیر قتل کرنا حرام ہے۔ اگر کسی جانور کو بندوق کی گولی ماری پھر اس کو زندہ پکڑ لیا تو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یحییٰ بن سعید کے پاس گئے جبکہ بنی یحییٰ میں سے ایک لڑکا مرغی کو باندھ کر تیر

کا نشانہ بنا رہا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس گئے اور مرغی کو کھول دیا پھر اپنے ساتھ مرغی اور لڑکے کو لائے اور فرمایا اپنے لڑکے کو اس پرندے کو باندھ کر قتل کرنے سے روک رکھو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرماتے تھے۔

شرح : قولہ هذا الطائر، ایک لغت کے مطابق طائر کا اطلاق واحد پر کیا ہے۔ ورنہ مشہور یہ ہے کہ واحد کو طائر اور جمع کو طیر کہا جاتا ہے

لفظ "او"، تنويع کے لئے ہے مشک کے لئے نہیں لہذا یہ طيور اور بہائم کو شامل ہے۔



۶۰۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوا بِفَتِيَةٍ  
أَوْ بَنَفِرٍ نَصَبُوا دُجَاجَةً يَوْمُونَهَا فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هَذَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ  
مَنْ فَعَلَ هَذَا تَابِعَهُ سُلَيْمٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مِنْهَا عَنْ سَعِيدِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَلَ بِالْحَيَوَانِ  
وَقَالَ عَدِيُّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۶۲۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي

عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنَّهُ نَهَى عَنِ التَّهْبَةِ وَالْمُثَلَّةِ

۶۰۶۱۔ ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا

تو وہ چند نوجوانوں یا ایک جماعت کے پاس سے گزرے جنہوں

نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اس کو تیر مار رہے تھے جب انہوں نے عبد اللہ بن عمر کو دیکھا تو بھاگ گئے  
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ کس نے کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے  
پر لعنت فرمائی ہے۔ سلیمان نے شعبہ سے روایت کرنے میں ابو بشر کی متابعت کی ہے۔ منہال نے سعید اور

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے اس شخص پر لعنت  
فرمائی ہے جو حیوانوں کا مثلہ کرے۔ عدی نے سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت فرمائی۔ مشروح : قولہ قال عدی مؤلف نے اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ عدی بن

ثابت نے ابو بشر اور منہال کی مخالفت کی اور مذکور حدیث سعید بن جبیر اور ابن عباس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۶۰۶۲۔ ترجمہ : حجاج بن منہال نے شعبہ سے روایت بیان کی کہ مجھے عدی بن ثابت



## بَابُ لِحْمِ الدَّجَاجِ

۶۰۶۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ  
 أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زُهْدَمَ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ  
 رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الدَّجَاجَ قَالَ وَ ۶۰۶۴ حَدَّثَنَا  
 أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَيْمَةَ  
 عَنِ الْقِسْمِ عَنْ زُهْدَمَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَكَانَ  
 بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمِ إِخَاءٍ فَأَتَى بِطَعَامٍ فِيهِ لَحْمٌ  
 دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمَّ يَدُنْ مِنْ طَعَامِهِ  
 قَالَ أَدُنْ فَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّي  
 رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَدْ رُتُّهُ فَخَلَفْتُ أَنْ لَا أَكَلَهُ فَقَالَ أَدُنْ أُخْبِرَكَ  
 أَوْ أَحَدِ ثَلَاثٍ إِنِّي أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ  
 الْأَشْعَرِيِّينَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضَبًا وَهُوَ يَقْسِمُ نَعْمًا مِنْ نَعْمِ  
 الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَا لَا فَخَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلْنَا قَالَ مَا عِنْدِي

نے خبر دی کہ میں نے عبد اللہ بن یزید سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کھسوٹ اور زندہ جانوروں  
 کے کان ناک کاٹنے (مٹانے) سے منع فرمایا۔ (حدیث ع ۲۳۱۱ ج ۳: کی شرح دیکھیں)

## بَابُ مَرِغٍ كَاغُوشَت

۶۰۶۳ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 دیکھا کہ حضور مرغ کا گوشت تناول فرما رہے تھے۔



مَا أَجْلَكُمُ عَلَيْهِ ثُمَّ آتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ مِنْ  
إِبِلٍ فَقَالَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّونَ قَالَ فَأَعْطَانَا خَمْسَ  
ذَوْدِ غُرَّ الدَّيْ فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي نَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ فَوَاللَّهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَخَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا فَظَنْنَا أَنَّكَ نَسِيتَ يَمِينَكَ فَقَالَ  
إِنَّ اللَّهَ هُوَ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَإِذَا رَأَى  
غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُمَا

ترجمہ : زہد میں نے کہا ہم ابو موسیٰ اشعری کے پاس تھے حالانکہ ہمارے دربان  
۶۰۶۴ اور جرم کے اس قبیلہ کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ تھا۔ ہمارے لئے  
کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا۔ لوگوں میں ایک سرخ رنگ والا آدمی بیٹھا تھا وہ اس طعام کے  
قریب نہ گیا۔ ابو موسیٰ نے کہا قریب ہو اور کھاؤ! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کھاتے دیکھا ہے۔  
اُس نے کہا میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا ہے جب سے میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں اور اس سے  
کراہت کرتا ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ نے کہا قریب ہو میں تجھ سے  
حدیث بیان کرتا ہوں (وہ یہ ہے) میں اشعریوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر  
ہوا اتفاقاً میں نے حضور کو غصہ کی حالت میں پایا جبکہ آپ صدقہ کے چار پائے تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم نے حضور  
سے سواری کے لئے اونٹ طلب کئے تو آپ نے قسم کھائی کہ ہمیں سواری کے اونٹ نہ دیں گے اور فرمایا :  
میرے پاس کوئی اونٹ نہیں جس پر تمہیں سوار کروں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے  
اونٹ آئے تو فرمایا اشعری کہاں ہیں اشعری کہاں ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا حضور نے ہمیں سفید کولانوں والے  
پانچ اونٹ دیئے ہم تھوڑا سا ٹھہرے اور ابھی دور نہ گئے تھے کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم بھول گئے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی  
قسم سے غافل رکھا تو ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ پس ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا



## بَابُ الْحُومِ الْخَيْلِ

۶۰۶۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى

عُمْدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَا

۶۰۶۶۔ حَدَّثَنَا مَسَدُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ

عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَى

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ حُومِ الْحُمْرِ وَرَخَصَ

فِي الْحُومِ الْخَيْلِ

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ سے سواری کے لئے اونٹ مانگے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری کے اونٹ نہ دیں گے ہمارا گمان ہے کہ آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوار کیا ہے اور خدا کی قسم! انشاء اللہ میں کوئی قسم نہیں کھاتا پس میں اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں مگر بہتر کرتا ہوں اور قسم سے حلال ہو جاتا ہوں۔

۶۰۶۷۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرغ کا گوشت کھانا جائز ہے اور یہ بہترین خوش ذائقہ کھانا ہے اور جو زہادت کے سبب اسے مکروہ

جانتے ہیں ان کی کراہت کا کوئی اعتبار نہیں حالانکہ سید زہاد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا ہے اگرچہ ممکن ہے کہ مرغ غلاظت کھاتا ہوگا طہرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرغ کو چند روز محبوس رکھنے کے بعد ذبح کر کے کھاتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق عبد اللہ بن عمر جب مرغ کا انڈا کھانے کا ارادہ کرتے تھے تو مرغی کو تین دن تک محبوس رکھتے تھے۔ امام ہمام سرسبز الامت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرغ خلط ملط اشیا رکھتے ہیں۔ (خالص غلاظت نہیں کھاتے اور جلالہ جس کی غذا گندگی ہو غلاظت کے سوا کچھ نہیں کھاتی ہے۔ لہذا اسے کھانا مکروہ ہے۔ ابن حزم نے کہا جلالہ خصوصاً وہ ہے جس کی چار ٹانگیں ہوں۔ پرندوں اور مرغ کو جلالہ نہیں کہا جاتا ابن بطال نے کہا جلالہ کے کھانے پر علماء کا اجماع ہے۔ سمعون سے اس بچہ کے متعلق پوچھا گیا جس کو خنزیرہ نے دودھ پلایا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ اس کو کھانے میں حرج نہیں۔



طبری نے کہا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اونٹ یا بکری کے بچے کو کتیا یا خنزیرہ کے دودھ سے پالا جائے تو اسے کھانا جائز ہے، حالانکہ بلا خلاف خنزیرہ کا دودھ نجاست کی طرح پلید ہے۔ (یعنی)

## باب گھوڑوں کا گوشت

۶۰۶۵۔ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں گھوڑا نحر کر کے کھایا رجب صحابی

کہے ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کیا تو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے)

۶۰۶۶۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

خیبر کے روز گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے

گوشت میں اجازت دی۔

۶۰۶۷۔ شرح : اس حدیث سے عطاء، ابن سیرین، حسن بصری، اسود بن یزید،

سعید بن جبیر، ابن مبارک، شافعی، ابو یوسف، محمد، احمد اور ابو ثور

رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ، اوزاعی، مالک اور

ابو عبید نے کہا گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے۔ بعض نے کہا امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور

بعض نے تنزیہی کہا ہے۔ فخر الاسلام نے کہا یہی صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً، سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ

معرضِ امان و احسان میں ذکر کی ہے اور کھانا اعلیٰ نفع ہے اور حکیم اعلیٰ نعمت پر احسان چھوڑ کر ادنیٰ

نعمت پر احسان نہیں جلاتا ہے۔ نیز گھوڑا دشمن کے ارباب و تحوین اور ڈرانے دھمکانے کا آلہ ہے؛

لہذا احتراماً اسے نہ کھایا جائے گا۔ نیز ابو داؤد میں خالد بن ولید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ اسے نسائی، ابن ماجہ

اور طحاوی نے بھی ذکر کیا ہے۔

ابو داؤد نے اس روایت پر سکوت کیا ہے جو ان کی رضاء پر دلالت کرتا ہے، لیکن

انہوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے۔ نسائی نے بھی اس کو منسوخ کہا ہے۔ یہ جابر کی حدیث کے معارض

ہے اور ترجیح محترم کو ہوتی ہے۔ حدیث ۳۹۲۲ میں اس کی تفصیل مذکور ہے اور پالتو گدھوں میں

تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ وہ حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم !



## بَابُ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَنْسِيَّةِ

فِيهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۰۶۷ حَدَّثَنَا  
صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ  
عَنْ ابْنِ عُمَرَ نَحْيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْأَهْلِيَّةِ  
يَوْمَ خَيْبَرَ ۶۰۶۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَحْيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ  
عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ أَبُو سَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَالِمٍ

## بَابُ پالتو گدھوں کا گوشت

اِنْسِيَّةٌ بِكسر الهمزة وسكون النون ہے انس کی طرف منسوب ہے۔ اِنْسِيَّةٌ بھی کہا جاتا ہے انس  
کی طرف منسوب ہے یہ وحشت کی ضد ہے۔ وحشیہ گدھوں کا گوشت جنہیں گور خر کہا جاتا ہے۔ کھانا جائز ہے

اس باب میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ سے روایت کی ہے،

۶۰۶۷ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے پالتو گدھوں کے گوشت سے خیر کے روز منع فرمایا  
ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
پالتو گدھوں سے منع فرمایا : عبد اللہ بن مبارک نے عبد اللہ او

۶۰۶۸ —



۶۰۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا  
مَلِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ ابْنِ مُحَمَّدٍ  
عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ  
الْمَتْنَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَلَحُومِ الْحُمْرِ الْأَنْسِيَّةِ

۶۰۷۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ  
عَنْ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لَحُومِ الْحُمْرِ وَرَخَصَ فِي لَحُومِ  
الْحَيْلِ ۶۰۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ  
شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ عَنْ الْبَرَاءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ  
نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَحُومِ الْحُمْرِ ۶۰۷۲۔ حَدَّثَنَا

نافع کے ذریعہ سے یحییٰ کی متابعت کی۔ ابواسامہ نے کہا عبید اللہ سے اُنھوں نے سالم سے روایت کی۔  
۶۰۶۹۔ ترجمہ : حضرت عبد اللہ اور امام حسن جو محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں نے

اپنے والد کے ذریعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے سال متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا  
حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں کتاب النکاح باب نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نکاح المتعہ

۶۰۷۰۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر  
کے روز پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت میں رخصت دی (حدیث ۳۹۲۳ کی شرح دیکھیں)

۶۰۷۱۔ ترجمہ : براء بن عازب اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (حدیث ۳۰۴۳ کی شرح دیکھیں)

۶۰۷۲۔ ترجمہ : ابودریس خولانی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابو ثعلبہ نے کہا جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا نہ بیدی اور عقیل نے







۶۰۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو

قُلْتُ لَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يُزَعِمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ  
الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْ كَانَ يَقُولُ ذَلِكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو وَالْغَفَّارِيُّ  
عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ وَلَكِنْ أَبِي ذَلِكَ الْبَحْرُ بْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأْتُ قُلْ لَا أَجِدُ  
فِيمَا أَوْحَى إِلَيَّ مُحَرَّمًا

دوسری بار آیا۔ جب تیسری بار کہا گدھے ختم ہو گئے تو حضور نے گدھوں کا گوشت حرام کر دیا۔ ہو سکتا ہے  
کہ پہلی یا دوسری بار ان کی تحریم میں حکم نہ نازل ہوا ہو جب وہ تیسری بار آیا تو حکم نازل ہو گیا اور تحریم کا  
اعلان فرمایا۔

۶۰۷۴۔ ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے جابر بن زید سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا ہے۔ جابر نے کہا حکم بن عمرو غفاری ہمارے پاس  
بصرہ میں یہی حکم دیتے تھے لیکن علم کے سمندر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا انکار کیا اور پڑھا: جو کچھ مجھے  
وحی کی گئی ہے اس میں حرام نہیں پاتا ہوں الخ، تلاوت کی۔

۶۰۷۴۔ شرح: قوله قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيَّ مُحَرَّمًا الاية یعنی ابن عباس  
رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے

اس آیت کریمہ میں ہر محرم کو ذکر کیا ہے اسی میں حرمت منحصر ہے۔ اس کے علاوہ ہر شئی اصل اباحت پر  
ہے اور فقہاء کرام پالتو گدھوں کی حرمت پر متفق ہیں؛ البتہ ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے ان کو  
سباح کہا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ اور شعبی سے بھی اسی طرح روایت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورہ  
مائدہ کے اول میں منخنقة اور موقوذه اور جو ان کے ساتھ میں کی تحریم مذکور ہے۔ حالانکہ وہ اس آیت کریمہ  
سے خارج ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ منخنقة (حس کا گلا گھونٹا گیا ہو) وغیرہ مبینہ (مردار) میں داخل ہیں  
یا یہ کہتے ہیں کہ سورہ انعام مکی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اُس وقت وہی حرام ہوں جو آیت میں مذکور ہیں اور سورہ مائدہ  
مدنیہ ہے۔ یہ قرآن میں سب سے آخر نازل ہوئی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن احادیث میں پالتو گدھوں  
کے گوشت کی تحریم مذکور ہے وہ تمام اخبار احادیث ہیں۔ ان پر عمل آیت مذکورہ کے نسخ کا موجب ہو گا۔ یہ جائز  
نہیں اس کا جواب یہ ہے مذکورہ آیت کریمہ سے کئی اشیاء مخصوص ہیں۔ جو حرام ہیں اور اس آیت میں مذکور



## بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ

۶۰۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أَدْرِيسٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ تَابِعَهُ  
يُونُسُ وَمَعْمَرُ بْنُ عَمِيئَةَ وَالْمَاجِشُونُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

نہیں، چنانچہ نجاسات، شراب اور بندروں کا گوشت اس میں مذکور نہیں۔ جب یہ آیت مذکور سے  
مخصوص میں اور مخصوص البعض ظنی رہ جاتا ہے لہذا اخبار احاد سے ان کی تخصیص ہو سکتی ہے (یعنی)

## بَابُ هِرْذِي نَابٍ دَرَنْدے کا کھانا

نَاب سے مراد یہ ہے کہ جس کے ساتھ وہ حیوان پر حملہ کرتا  
ہے اور اس کے ساتھ قوت حاصل کرتا ہے،

۶۰۷۵ — ترجمہ : ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی نَاب درندہ کے کھانے سے منع فرمایا۔

۶۰۷۵ — شرح : اس حدیث کی تقریر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں علماء  
کوفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ نے کہا اس میں یہی تحریم کے لئے ہے

ذوناب درندہ کھانا حرام ہے۔ اور دُوْغْلِب (چرندہ) جو بچہ سے شکار کرتا ہے بھی حرام ہے۔ البتہ  
امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عموم سے بچو اور لومڑی مستثنیٰ کئے ہیں؛ کیونکہ ان کے ناب ضعیف  
ہیں، لیکن یہ تاویل نص قطعی کے مقابلہ میں ہونے کے سبب فاسد ہے۔ ابن قسار نے کہا امام مالک کے  
نزدیک یہی کراہت پر محمول ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ درندے خنزیر کی مثل حرام نہیں ہیں؛ کیونکہ ان  
میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے بچو کھانے کی اجازت  
دی۔ اسے حاکم نے جابر سے روایت کیا اور کہا اس کا اسناد صحیح ہے حالانکہ بچو ذوناب ہے۔ پس



## بَابُ جُلُودِ الْمَيْتَةِ

۶۰۷۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو شَهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا أُسْتَمْتَعْتُ بِهَا بِمَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرَّمَ أَكْلَهَا

معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندے کی تحریم سے کراہت کا ارادہ کیا الحاصل عطاء ابن ابی رباح، امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق نے بخجو کو مباح کہا ہے ظاہروں کا مذہب بھی یہی ہے حسن بصری، سعید بن مسیب، اوزاعی، ثوری، عبد اللہ بن مبارک، امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا بخجو حرام ہے اس کی دلیل مذکور حدیث ہے؛ کیونکہ یہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے ہر ذی ناب کو شامل ہے اور بخجو بھی ذونا جب اور جابر کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ مشہور نہیں اور وہ محلل ہے اور محرم کو مسیح پر ترجیح ہوتی ہے (عینی)

یونس بن یزید، معمر بن راشد، سفیان بن عیینہ اور ماجشون نے زہری سے روایت کرنے میں مالک کی متابعت کی۔

## بَابُ مُرْدَارِ كِهَال

۶۰۷۷۔ ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُرْدَارِ بَجَرِی کے پاس سے گزرے تو فرمایا کیا تم نے اس کی کھال دباغت کی ہے لوگوں نے کہا یہ تو مُرْدَار ہے۔ حضور نے فرمایا مُرْدَار کا کھانا حرام ہے۔

۶۰۷۸۔ شرح: اس حدیث سے جمہور فقہاء نے استدلال کیا مُرْدَار کی کھال سے دباغت کے بعد نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ امام مالک کا قول بھی یہی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طبرانی نے تہذیب الآثار میں جابر کی



۶۰۷۷۔ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ  
حُمَيْرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ  
عَبَّاسٍ يَقُولُ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِزْرِ مَيْتَةٍ فَقَالَ مَا عَلَى  
أَهْلِهَا لَوْ أَنْتَفَعُوا بِأَهَابِهَا

## بَابُ الْمُسْكِ

۶۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا  
عَمَّارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردار سے ذرہ بھر نفع نہ حاصل کرو! نیز  
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار سے نفع  
حاصل کرنے سے منع فرمایا ابوداؤد اور ترمذی نے بھی صحیح اسناد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑے بچھانے سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جابر کی حدیث  
میں زمرہ ہے اس کی نقل غیر معتمد علیہ ہے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے اسناد میں عام  
مجہول غیر معروف ہیں اور درندوں کے چمڑوں سے بھی اس لئے ہے کہ وہ دباغت سے قبل استعمال  
کئے جاتے تھے۔

۶۰۷۷۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا اس کے اہل و مالک پر حرج نہ تھا وہ اگر اس  
کی کھال سے نفع حاصل کرتے۔

## بَابُ مِسْكِ (کستوری)

مسک فارسی مُعَرَّب ہے۔ دراصل مشک تھا۔ عرب جب عجمی لفظ استعمال کریں تو  
اس میں کمی بیشی کرتے ہیں یا حرف کو کسی حرف سے بدل دیتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا اس باب



قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَكْلُومٍ يَكْلَمُ فِي اللَّهِ  
إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَدِي إِلَى اللَّوْنِ لَوْنُ دِمٍ وَالرُّبْحِ رَيْحُ  
مِسْكٍ ۖ ۶۰۷۹— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ  
عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
مَثَلُ الْجَلِيسِ الْبَصَالِحِ وَالشَّوْعِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِحِ الْكَبِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ  
إِمَّا أَنْ يُجْذِبَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تُجِدَ مِنْهُ رِيحًا  
طَيِّبَةً وَنَافِحِ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يُخْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تُجِدَ مِنْهُ رِيحًا  
خَبِيثَةً

کو کتاب الصید میں اس لئے ذکر کیا کہ مسک ہرن کا فضلہ ہے اور ہرن شکا ہے۔ علماء نے اس کی طہارت  
پر اتفاق کیا ہے۔ علماء اخاف نے کہا مسک مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے حلال ہے اور اس سے  
استفادہ جائز ہے۔ ابن منذر نے اسناد جید کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ  
حضور کے پاس مسک تھی جس سے خوشبو لگایا کرتے تھے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کوئی بھی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہیں کیا جاتا ہے مگر وہ  
قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اس کا زخم خون کے قطرے ٹپکاتا ہوتا ہوگا اس کا رنگ خون کا  
رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے مشک کی طہارت پر  
استدلال کیا ہے۔ کیونکہ اس میں شہید کے خون کے ساتھ تشبیہ دی  
گئی ہے۔ اور یہ سیاق تعظیم و تکریم میں ہے۔ اگر مشک پلید ہوتی تو خباثت سے ہوتی اور دم شہید سے تشبیہ  
مستحسن نہ ہوتی۔ اسی طرح اس کے بعد والی حدیث میں لچھے نیک ساتھی کو حال مشک سے تشبیہ دی ہے  
(حدیث ۲۳۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا نیک اور صالح ساتھی کی مثال اور بُرے ساتھی کی مثال کستوری



## بَابُ الْأُرْنَبِ

۶۰۸۰ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَلْفَجْنَا أُرْنَبًا وَمَخْنٌ بِمَرِّ الظُّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا فَأَخَذُوا تَهَا فُجَّتْ بِهَا إِلَى ابْنِ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ قَالَ بِفَخِذَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا

کو اٹھانے والے اور بھٹی میں پھونکنے والے کی مثال ہے کہ ستوری کو اٹھانے والا یا تجھے ہدیہ دے گا یا تو اس سے خرید کرے گا یا اس سے اچھی خوشبو سونگھے گا اور بھٹی کو پھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس سے بری ہوا پائے گا۔

شرح : اس حدیث میں ستوری کی مدح فرمائی جو اس کی طہارت کو مستلزم ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس تھے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت سے صحابی کی فضیلت افضل نہیں اسی لئے انہیں صحابہ کہا جاتا ہے حالانکہ وہ علماء، سخی اور بہادر بھی تھے اور بھی بے شمار فضائل ان میں پائے جاتے تھے۔ (حدیث ۱۹۴۳ جلد ۳ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ خَرْغُوشِ

ارنب (خرگوش) اسم جنس ہے مذکر و مؤنث پر بولا جاتا ہے۔ اس کے ماتھے چھوٹے اور ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ جاخظ نے کہا ارنب مؤنث کو کہا جاتا ہے۔ یہ بہت ہنر مند اور چھلانگیں بہت مارتا ہے۔ یہ ایک سال نہ اور دوسرے سال مادہ ہوتا ہے اسے جینس آتا ہے۔ سوتے وقت آنکھیں کھلی رکھتا ہے (یعنی)

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خرگوش دیکھا جبکہ ہم مریظہ ان میں تھے لوگ اس کے پیچھے دوڑے میں نے اسے پکڑا اور ابو طلحہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دو رائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھیجیں تو آپ نے اسے مقبول فرمایا۔

۶۰۸۰ — شرح : خرگوش میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ عام علماء کہتے ہیں خرگوش



## بَابُ الضَّبِّ

۶۰۸۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ

ابْنَ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ لَسْتُ أَكَلُهُ

وَلَا أُحَرِّمُهُ ۶۰۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

مَلِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَلِيدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأَتَى بِضَبٍّ فَحَنَوزَ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ

کو کھانا جائز ہے۔ احناف نے کہا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کرخی نے کہا تمام علماء نے اس کے کھانے میں حرج نہیں سمجھا اور یہ درندہ نہیں اور نہ ہی مردار کھاتا ہے۔ حمزہ اصبہانی نے کہا خرگوش کی کھیل سے جن بھاگ جلتے ہیں؛ کیونکہ خرگوش کو حیض آتا ہے اور یہ جنوں کی سواری نہیں دینی، (حدیث : ۲۴۰۲، ج ۴ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ گُوہ

ابن خالویہ نے ذکر کیا کہ گوہ کی عمر سات سو سال ہوتی ہے۔ یہ پانی نہیں پیتی اور نہ ٹھنڈی ہوا پر اکتفا کرتی ہے۔ سردیوں میں اپنے بل سے باہر نہیں نکلتی۔ چالیس روز میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اس کا دانت نہیں گرتا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت ایک ہی قطعہ ہوتا ہے۔ اس کی جمع ضباب اور اَضْبِ آتی ہے۔

۶۰۸۱۔ ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو

یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گوہ نہیں کھاتا اور نہ اسے حرام کرتا ہوں۔



صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيدِهِ فَقَالَ لِبَعْضِ النِّسْوَةِ أَخْبِرُونَا رَسُولَ اللّٰهِ  
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ فَقَالُوا هُوَ ضَبُّ يَارَسُولَ اللّٰهِ  
 فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحْرَامٌ هُوَ يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ  
 بَارِضٌ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَلَدَ فَأَجْتَرَرْتَهُ فَأَكَلْتَهُ وَرَسُولُ  
 اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

## بَابُ إِذَا وَقَعَتِ الْفَارَةُ فِي السَّنَنِ

### الْجَامِدُ أَوِ الذَّائِبُ ۚ

۶۰۸۳ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ

حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْبَةَ

شرح : امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض علماء نے گوہ کے گوشت کو حرام کہا

۶۰۸۱ —

ہے۔ اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور بعض علماء ایسے

مالک شافعی، احمد اور اسحاق نے اس کے گوشت کو حلال کہا ہے۔ ظاہر یہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ،

ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے گوہ کے گوشت کو حرام کہا ہے۔ (حدیث ۵۰۴۲ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خالد بن ولید سے روایت کی کہ وہ

۶۰۸۲ —

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا

کے گھر میں گئے تو بھنی ہوئی گوہ لائی گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دستِ اقدس بڑھایا

تو بعض ازواج نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تباہ و کہ آپ کیا چیز کھانا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یہ گوہ (کا گوشت) ہے تو حضور نے دستِ اقدس اٹھالیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ

حرام ہے فرمایا نہیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہے اس لئے میں طبعی طور پر اس سے متنفر ہوں۔ خالد نے

کہا میں نے اسے کھینچا اور کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔

(حدیث ۵۰۴۳ کی شرح دیکھیں)



أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ أَبِي جَدِّهِ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَاتَةَ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ  
فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوهَا وَ  
وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُّوهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ  
يَقُولُهُ إِلَّا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَارًا

## باب اگر باد گھی یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر پڑے

صرف گھی کی خصوصیت نہیں تیل اور شہد وغیرہ میں گر جائے  
تو ان کا بھی یہی حکم ہے جو گھی کا حکم ہے۔

۶۰۸۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین ميمونة رضی اللہ عنہا  
سے بیان کیا کہ گھی میں چوہا گرا اور مر گیا اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو فرمایا اس کو  
باہر نکال پھینکو اور اس کا ارد گرد بھی پھینک دو اور گھی کھا لو۔ سفیان سے کہا گیا کیا معمر زہری، سعید بن  
مسیب کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا میں نے زہری کو صرف  
عبد اللہ، ابن عباس، ام المؤمنین ميمونة کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے سنا ہے  
میں نے ان سے یہ حدیث بار بار دفعہ سنی ہے۔

۶۰۸۳ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوہا نکال پھینکو، اس  
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمے ہوئے گھی کا حکم ہے کیونکہ بہنے  
والے گھی کے ماحول کا پھینکنا ممکن نہیں، کیونکہ وہ حرکت سے خلط خلط ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے



۶۰۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّائِبَةِ تَمُوتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ  
أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ الْفَأَرَةُ أَوْ غَيْرُهَا قَالَ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَمَرَ بِفَأَرَةٍ مَاتَتْ فِي سَمْنٍ فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطَرَحَ ثُمَّ أَكَلَ عَنْ حَدِيثِ  
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

سے مل جاتا ہے۔ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حدیث میں مذکور حکم جسے ہوئے گھی کا ہے اور اس کے  
علاوہ دیگر مائع اور بہنے والی اشیاء تیل وغیرہ میں چوہا گر جائے تو انہیں کھایا نہیں جائے گا؛  
لیکن اُن کے بیچنے اور نفع اٹھانے میں اختلاف ہے۔ حسن بن صالح اور احمد نے کہا جیسے وہ کھایا نہیں  
جانا بیچا بھی نہ جائے اور اس سے انتفاع کیا جائے۔ سفیان ثوری، امام مالک و شافعی نے کہا یہ صابن بنانے  
کے کام آ سکتا ہے اور اس سے چراغ بھی روشن کئے جاسکتے ہیں لیکن اس کا کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔  
امام ابو حنیفہ اور آپ کے ساتھی کہتے ہیں کھانے کے علاوہ ہر قسم کا نفع اٹھا سکتے ہیں اور اس کی بیع بھی  
جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ چوہا واقع ہونے کی وضاحت کر دے۔ (حدیث : ۲۲۵، ج : ۱ کی شرح دیکھیں)  
ترجمہ : یونس زہری سے اس جانور چبے وغیرہ کے متعلق روایت کرتے ہیں

۶۰۸۲۔

جو زیتون کے تیل اور گھی جبکہ وہ منجمد ہو یا پگھلا ہوا ہو، میں گر کر مر جائے  
کہ انہوں نے کہا ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چبے گھی میں مر جانے کے متعلق  
حکم دیا کہ چبے کو نکال کر پھینک دیں اور اس کے ارد گرد کو پھینک دیں پس چوہا اور اس کا قرب جوار  
پھینک دیا گیا پھر گھی کھا لیا گیا۔ عبید اللہ بن عبد اللہ کی حدیث سے یہ حکم معلوم ہوا ہے۔

۶۰۸۲۔

شرح : یعنی زیتون کے تیل یا گھی منجمد یا غیر منجمد میں کوئی جانور گر کر مر جائے تو کیا  
سارا تیل وغیرہ پلید ہو جائے گا یا نہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ  
اس حکم میں زہری، منجمد اور غیر منجمد میں فرق نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح گھی اور غیر گھی میں بھی فرق نہیں  
کرتے تھے۔ پھر گھی میں حدیث بیان کی اور تیل وغیرہ کو اس پر قیاس کیا۔  
قولہ عَنْ حَدِيثِ الْحَزْنِ یہ بَلَّغْنَا کے متعلق ہے۔ یعنی عبید اللہ بن عبد اللہ سے یہ حکم پہنچا ہے۔



۶۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ  
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ  
قَالَتْ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَاَرَةٍ سَقَطَتْ فِي مَنِّ  
فَقَالَ أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُّوهُ

## بَابُ الْعِلْمِ وَالْوَسْمِ فِي الصُّورَةِ

۶۰۸۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ حُظَلَّةٍ عَنْ  
سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعَلَّمَ الصُّورَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَى  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُضْرَبَ تَابِعَةُ قَتِيبَةَ حَدَّثَنَا الْعَنْقَرِيُّ  
عَنْ حُظَلَّةٍ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّورَةُ

۶۰۸۵۔ ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے ابن عباس کے واسطے سے ام المؤمنین میمونہ  
رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم سے چوہے کے متعلق جو گھی میں گر جائے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا چوہے کو اور اس کے  
قرب و جوار گھی کو پھینک دیا گھی کھا لو ۶۰۸۵۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی عنوان پر دلالت کس  
طرح ہے؟ کیونکہ عنوان میں منجھ گھی اور پگھلے ہوئے گھی میں چوہا وغیرہ گرجائے مذکور ہے حالانکہ پگھلے  
ہوئے گھی اور تیل میں ماحول متصور نہیں ہو سکتا۔ صرف جامد میں ہو سکتا ہے کہ چوہا اور اس کا ماحول پھینک  
دیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جامد کا ماحول پھینک دیں اور حدیث  
کے مفہوم مخالف سے معلوم ہوتا ہے کہ جب غیر منجمد کا ماحول نہیں ہے تو وہ سارے کا سارا پلید ہے۔

## بَابُ چہرے پر داغ لگانا اور نشان کرنا

۶۰۸۶۔ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے چہرے پر نشان



۶۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ  
ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاخِرٍ  
لِي يُحْكِمَهُ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ لَهُ فَرَأَيْتُهُ يَسْمُ شَاةً حَسْبَتْهُ قَالَ فِي  
أَذَانِهَا

لگانے کو مکروہ جانا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ عبید اللہ کی قتیبہ نے متابعت کی۔ انھوں نے کہا ہم سے عنقرنی (عمرو بن محمد کوئی) نے خطلہ سے بیان کیا کہ مراد صورت (چہرہ) ہے۔

۶۰۸۶۔ شرح : توضیح میں ہے کہ علماء کے نزدیک چہرہ پر داغ لگانا مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک حرام ہے۔ افراد مسلم میں جابر کی حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرہ پر داغ لگایا گیا تھا تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ داغ لگایا ہے؛ کیونکہ چہرہ میں شرافت ہے۔ اس پر داغ لگانا اللہ کی خلقیت کو تبدیل کرنا ہے۔ چہرے کے علاوہ جسم پر معمولی داغ نشانی کے طور پر لگانے میں حرج نہیں؛ چنانچہ قربانیوں پر بطور علامت معمولی نشان لگایا جاتا ہے اور حضور نے صدقہ کے اونٹوں پر داغ لگایا تھا۔

(حدیث ۱۴۱۵ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۰۸۷۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا بھائی لے کر گیا تاکہ اسے گھٹی دیں جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے باڑہ میں تھے۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ بکریوں کو داغ لگا رہے ہیں۔ ہشام نے کہا میرا خیال ہے کہ انس نے کہا ان کے کانوں میں داغ لگا رہے تھے۔

۶۰۸۸۔ شرح : آدمی کے چہرہ پر داغ لگانا حرام ہے جبکہ غیر آدمی کو داغ لگانا مکروہ ہے۔ صدقہ کے جانوروں کو چہرے کے علاوہ داغ لگانا

مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ کہا ہے؛ کیونکہ اس میں حیوان کو اذیت پہنچانا اور مثلاً کرنا ہے۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے نزدیک ثابت نہیں یا درجہ صحت تک نہیں پہنچی ہے۔ مِرْبَد کا اطلاق اونٹوں کے باڑہ پر ہوتا ہے۔ یہاں بکریوں کے باڑہ پر مِرْبَد کا اطلاق مجازی ہے یا ہو سکتا ہے کہ بکریوں کو داغ لگانے کے لئے اونٹوں کے باڑہ میں لایا گیا ہو تو اس وقت یہ اطلاق حقیقی ہے۔ اس حدیث سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت متواضع تھے اور اپنے دستِ اقدس سے



بَابُ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ غَنِيمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا  
 أَوْ إِبِلًا بَغِيرَ أَمْرٍ مُصَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ طَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِي ذَبْحَةِ السَّارِقِ إِطْرَحُوهُ  
 ۶۰۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ  
 حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّ  
 رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا نَلْقَى الْعُدُوَّ وَغَدَا  
 وَلَيْسَ مَعَنَا مَدَى فَقَالَ أَيْنَ أَوْاعِلُ مَا أَتَاهَا الدَّمُ وَذَكَرَ سَمَاءُ اللَّهِ  
 فَكُلُوا مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَلَا ظَفَرٌ وَسَاحِدٌ تُكْمَرُ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ  
 فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظَّفَرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ وَتَقَدَّمَ سِرْعَانُ النَّاسِ فَأَصَابُوا

خود کام کرتے تھے اور لوگوں کے مصالح میں کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نونوں کو گھٹی دینے کے لئے صالحین کے پاس لے جانا مستحب ہے تاکہ سب سے پہلے اس کے پیٹ میں نیک آدمی کا تھوک جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب لوگوں نے غنیمت پائی تو بعض نے  
 بکریاں اور بعض نے اونٹ اپنے ساتھیوں کے  
 مشورہ کے بغیر ذبح کئے تو ان کا گوشت نہ کھایا جائے  
 اس میں ابو رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے  
 طاووس اور عکرمہ نے چور کے ذبحہ میں کہا کہ اسے پھینک دو (یعنی حرام ہے اسے نہ کھاؤ)



مِنَ الْمُغَانِيَةِ وَالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوا قَدُورًا  
فَأَمَرَهَا فَأَكْفَنَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ لِبَعِيرٍ الْعِشْرَ شَيْئًا ثُمَّ نَدَّ  
لِبَعِيرٍ مِنْ أَوَائِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَجَبَسَهُ  
اللَّهُ فَقَالَ إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوْبِدًا كَأَوْبِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا  
هَذَا فَأَفْعَلُوا مِثْلَ هَذَا

بَابُ إِذَا نَدَّ لِبَعِيرٍ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ  
بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ وَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ فَوَجَّاهُ  
بِخَيْرٍ رَافِعٍ عَنِ السَّبْيِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْطَنَانِ  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ

ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
۶۰۸۸  
عرض کیا ہم کل دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہیں۔ ہمارے پاس چھریاں  
نہیں تو حضور نے فرمایا جو شئی خون بہا دے حالانکہ بسم اللہ پڑھی تو کھالو بشرطیکہ دانت اور ناخن نہ ہو میں تم سے  
اس کے متعلق بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے کچھ جلدی کرنے والے لوگ  
آگے بڑھ گئے اور اُٹھنوں نے غنیمت کے مال پائے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں آ رہے تھے  
اُن لوگوں نے ہنڈیاں چڑھا دیں تو حضور ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں اُلٹ دیا گیا اور لوگوں میں مال غنیمت  
تقسیم کیا اور ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا پھر پہلے لوگوں سے ایک اونٹ بھگوڑا ہو گیا اور اُن کے پاس  
گھوڑے نہ تھے ایک شخص نے اس کو تیر مارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ان جانوروں میں سے وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں جو اُن میں سے یہ کرے تو اس کے ساتھ اسی طرح  
کرو (حدیث ۲۳۲۵ - ج ۳ اور حدیث : ۶۰۴۵ - ج ۸ کی شرح دیکھیں)



مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَذَّ بَعْضُهُمِنَ الْإِبِلِ قَالَ قَرَمَاهُ  
رَجُلٌ بِسَمِهِمْ فَحَبَسَهُ قَالَ إِنَّ لَهَا أَوَابِدًا كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكَ  
مِنْهَا فَأَصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَكُونُ فِي الْمَغَازِي  
وَالْأَسْفَارِ فَتُرِيدُ أَنْ نَذْبَحَ فَلَا يَكُونُ مُدًى فَقَالَ أَرِنَ مَا أَهْرَأَوْ  
مَا أَهْرَأَلْتُمْ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ فُكُلٌ غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفْرُ فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ  
وَالظُّفْرُ مُدًى الْحَبَشَةِ

## بَابُ أَكْلِ الْمُضْطَرِّ

لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

بَابُ اگر لوگوں کا اونٹ بھاگ نکلے اور ان

میں سے کوئی شخص اس کو تیر مار کر قتل

کر دے اور اس نے ان کی بھلائی کا ارادہ کیا ہو تو جائز

ہے؛ کیونکہ رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے

۶۰۸۹ — ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ ایک آدمی نے اس کو تیر مار کر روک لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں بھی وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں ان میں سے جو تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔ رافع نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم جنگوں اور سفروں میں ہوتے ہیں اور جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں (تو کیا کریں) حضور نے فرمایا جو خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو تو کھا لو مگر دانت اور ناخن نہ ہو کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری کی طرح ہے (ابھی ابھی اس میں بحث ہو چکی ہے)



إِلَى فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَقَالَ فَمَنْ اضْطُرَّ فِي مُحْمَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمِهِ  
وَقَوْلُهُ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ وَقَوْلُهُ  
قُلْ لَا أَجِدُ فِيهَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا إِلَى أَوْ دِمًا مَسْفُوحًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
مُهْرَاقًا أَوْ لَحْمَ خَنْزِيرٍ وَقَالَ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا

## باب مجبور شخص کا (مردار) کھانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ جو ہم  
نے تمہیں دی ہیں اور اللہ کا شکر کرو!

اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ حرام کیا ہے جو اللہ کے نام  
کے بغیر ذبح کیا جائے جو کوئی مجبور ہو گیا اس حال میں کہ وہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد!  
وہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی آیات ایمان رکھتے ہو۔ تمہارا کیا حال ہے کہ تم  
وہ نہیں کھاتے جو جن پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ حالانکہ اللہ نے تمہارے لئے وہ بیان کر دیا  
ہے جو تم پر حرام ہے مگر جس کے کھانے میں تم مجبور اور لاچار ہو جاؤ بے شک بہت لوگ علم کے بغیر اپنی  
خواہشوں کے سبب گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فرمادیجئے میری طرف جو وحی کی گئی ہے اس میں کوئی چیز حرام کی ہوئی نہیں پاتا ہوں کہ  
کھانے والا اس کو کھاٹے مگر یہ کہ مردار یا خون جاری یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ یہ پلید ہے یا فسق ہو جو اللہ  
کا نام ذکر کئے بغیر ذبح کیا گیا ہو پس جو کوئی مجبور ہو گیا حالانکہ وہ سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہیں۔ بے شک تیرا  
رب بخشنے والا رحیم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسفوحا کے معنی مہرِ اقا کئے ہیں یعنی جاری خون اور فرمایا اس چیز سے کھاؤ جو  
تمہیں پاک حلال دی ہے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار،  
خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے جو کوئی مجبور ہو جائے ازاں حالیکہ وہ  
سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔



# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب الاضاح

بَابُ سُنَّةِ الْأُضْحِيَّةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةُ النَّبِيِّ

۶۰۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ نُبَيْدِ الْيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبَدَ أَبِي فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نَصَلِّيَ ثُمَّ

نَرْجِعُ فَنُحْرِمُ مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ

قَدَّمَ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ الْكُسْكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ أَبُو بَرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَقَدْ

ذَبَحَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً قَالَ إِذْ بَحَّهَا وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ

بَعْدَكَ وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## شرایاں

اضاحی اُضْحِیَّہ کی جمع ہے۔ دونوں میں یاء کو مشدداور مُحَفَّف پڑھا جاتا ہے۔ اُضْحِیَّہ کا ہمزہ مکسور و مضموں دونوں طرح ہے۔ ضحا یا بمعنی اضاحی۔ اُضْحِیَّہ کی جمع ہے۔ یہ وہ جانور ہے جو عید کے روز اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے ذبح کرتے ہیں، چونکہ چاشت کے وقت ذبح کرتے ہیں اس لئے اس کو اُضْحِیَّہ کہتے ہیں۔



## باب قربانی کے مسنون ہونے کا بیان

### حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اہل خانہ کے لئے

### قربانی سنت کفایہ ہے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے،

۶۰۹۔ ترجمہ : برآء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی عبادت جس سے اس دن میں ابتداء کریں یہ ہے کہ نماز عید پڑھیں پھر واپس آکر قربانی کریں جس نے یہ کیا اس نے ہماری سنت پوری کی اور جس نے اس سے پہلے ذبح کیا وہ صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے اہل و عیال کے لئے پہلے کیا ہے یہ ذبح قطعاً قربانی نہیں۔ ابو بردہ بن نیاز نے کھڑے ہو کر عرض کیا جبکہ وہ نماز سے پہلے ذبح کر چکے تھے میرے پاس بکری کا بچہ ہے فرمایا وہی ذبح کر دو اور تیرے بعد کسی کے لئے کافی نہ ہوگا۔ مطرف نے عامر کے ذریعہ برآء سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کا طریقہ پایا۔

۶۰۹۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب قسمت الامام میں ہے کہ عقبہ بن عامر کے لئے بھی تجویز کیا گیا تھا تو یہ ارشاد کہ تمہارے بعد کسی کے لئے جائز نہیں کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ابو بردہ بن نیاز پر قیاس کر کے اگر کو شخص بزغالہ قربانی کرے تو جائز نہیں اور عقبہ بن عامر کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقتدار میں دیئے گئے ہیں۔

قولہ معروف یہ ہر معروف فعل اللہ تعالیٰ کی طاعت، اس کا تقرب، لوگوں سے احسان کا جامع نام ہے۔

## قربانی میں علماء کے اقوال

سعید بن مسیب، عطاء بن ابی رباح علقمہ، اسود، شافعی اور ابو ثور رضی اللہ عنہم نے کہا قربانی مستحب ہے جو کرے اسے ثواب ہوگا اور جو نہ کر سکے اسے گناہ نہ ہوگا۔ لیث نے کہا مالدار شخص جو قربانی کر سکتا ہے ہرگز نہ چھوٹے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربانی ترک نہ کرے عذر کے بغیر ترک کرنا بہت بُرا ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا حاجیوں کے سوا شہریوں پر قربانی واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف نے کہا ہر مسلمان مقیم مالدار پر قربانی واجب ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق قربانی واجب ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اور امام ابو یوسف



۶۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ  
 مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ  
 قَبْلَ الصَّلَاةِ فَايْذُبْهُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ  
 تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ

## بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ الْأَصَاحِي بَيْنَ النَّاسِ

اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی دلیل ابن ماجہ کی حدیث ہے جو اس نے عبد الرحمن اعرج کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں مالی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ غیر واجب پر اس طرح وجہ نہیں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے بکری کا جذعہ جائز نہیں بھڑکا جذعہ جائز ہے جو موٹا صحت مند ہو دیکھنے میں سال کا نظر آئے۔ بکری کا بچہ ایک سال سے کم جائز نہیں۔ جب وہ دوسرے سال میں داخل ہو تو اس کی قربانی جائز ہے گائے کی قربانی جائز ہے۔ اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ دو سال سے کم جائز نہیں اونٹ کی قربانی بھی جائز ہے اس میں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں پانچ سال سے کم کا جائز نہیں گاؤں کی قربانی جائز نہیں؛ کیونکہ وہ شکار ہے (حدیث ع ۹۱۲ ج ۲، حدیث ع ۹۱۳ کی شرح دیکھیں)

۶۰۹۱۔ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اس نے صرف اپنے لئے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہو گئی وہ مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا (حدیث ع ۹۱۲ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ إِمَامِ كَاللُّوْكَوْں مِیْں قَرْبَانِیَاں تَنْقِصُ كَرْنَا،،

اس باب کے عنوان سے مؤلف کی غرض یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام میں قربانیاں



۶۰۹۲۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْجَةَ  
الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَيْنَ أَصْحَابِهِ صَحَابًا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذْعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَارَتْ  
لِي جَذْعَةٌ قَالَ فَخَرَّ بِهَا

### بَابُ الْأُضْحِيَّةِ لِلْمَسَافِرِ وَالنِّسَاءِ

۶۰۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

تقسیم کرنا قربانی کے مؤکد ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر بات یہی ہے تو مالدار صحابہ کرام پر یہ  
امر مخفی نہ رہتا جنہوں نے کبھی ترک بھی کر دی تھی حالانکہ وہ مال دار تھے اس کا جواب یہ ہے کہ جن صحابہ کرام  
نے مال دار ہونے کے باوجود کبھی قربانی ترک کی تھی وہ اس لئے تھے کہ ان کے ہمسائے وغیرہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان پر  
فرض ہے، چنانچہ ابوسعود انصاری نے کہا میں مال دار ہونے کے باوجود قربانی ترک کرتا ہوں تاکہ عوام  
یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ مجھ پر فرض ہے۔ ثوری نے ابراہیم بن مہاجر، ابراہیم نخعی کے ذریعہ علقمہ سے روایت کی انہوں نے  
کہا میرا قربانی نہ کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مجھ پر فرض دیکھی جائے۔ ابن بطال نے کہا مقتدی عالم دین کے  
لئے یہی مناسب ہے کہ جب عوام سے یہ اندیشہ تصور کرے کہ وہ سنت کو فرض سمجھنے لگیں گے تو وہ سنت کو ترک  
کردے تاکہ لوگوں پر ان کے دینی امور خلط ملط نہ ہونے پائیں اور وہ فرض و نقل میں امتیاز نہ کر سکیں۔

۶۰۹۲۔ ترجمہ : عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام  
میں قربانیاں تقسیم کیں اور جذعہ (چھ ماہ کا بڑغالہ) عقبہ بن عامر کے حصہ میں آیا تو میں نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو جذعہ ہے فرمایا اسی کی قربانی کر لو!  
شرح : بکری کا جذعہ قربانی میں جائز نہیں لیکن عقبہ بن عامر کے لئے اس کی  
قربانی کرنے کی اجازت تھی جیسے ابو بردہ کو اجازت دی گئی تھی ان  
دونوں حضرات کی یہ خصوصیت تھی لہذا اور کسی کو ان پر قیاس کرنا ممنوع ہے۔



ابْنُ الْقَسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَجَاسَتْ بِسَرَفٍ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِي فَقَالَ مَا لَكَ الْفِسَتْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَقْضِي مَا يُقْضَى الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كُنَّا بِمَعْنَى أُتِيتُ بِالْحِمْرِ بِقَرَفَقُلْتُ مَا هَذَا قَالُوا اخْطِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ

## باب مسافر عورتوں پر قربانی

۶۰۹۳۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے جبکہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں انہیں حیض آنے لگا تھا اور وہ رو رہی تھیں فرمایا تمہارا کیسا حال ہے۔ کیا تمہیں حیض آنے لگا ہے۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم کا مقسوم کیا ہے۔ جو کچھ حاجی ادا کریں وہ تم ادا کرتی رہو مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرو پس جب ہم منیٰ میں تھے تو گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

۶۰۹۲۔ شرح : مقام سرف مکہ مکرمہ سے ایک مرحلہ دور ہے۔ عنوان سے قربانی کا واجب یا سنت ہونا معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی بطور وجوب کی تھی یا سنت کے طور پر ادا فرمائی تھی۔ بہر تقدیر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسافر عورتوں سے قربانی کی تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام بیویاں حجۃ الوداع کے سفر میں حضور کے ہمراہ نہ تھیں تو اس جزو سے مطابقت کیسے ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکم کے بیان کے لئے بعض مسافروں سے قربانی کافی ہے، لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما کے نزدیک قربانی مقیم زاد پر اپنی طرف سے واجب ہے اور چھوٹی اولاد کی طرف سے قربانی کرنے میں اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی ان کی اجازت سے دی تھی، کیونکہ کسی انسان کا غیر کی طرف سے قربانی کرنا اجازت کے بغیر جائز نہیں۔



**بَابُ مَا يُشْتَمَى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النُّحْرِ**  
**۶۰۹۴۔** حَدَّثَنَا صَدَاقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُكَيْتَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ  
 ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النُّحْرِ  
 مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا  
 يَوْمٌ يُشْتَمَى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ حَيْرَانَهُ وَعِنْدِي جَذْعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتِي لَحْمٍ  
 فَرَخَّصْ لِي فِي ذَلِكَ فَلَا أَدْرِي أَبْلَغْتَ الرُّخْصَةَ مِنْ سِوَاهَا أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَقَامَ النَّاسُ إِلَى غَنِيمَةٍ  
 فَتَوَزَّعُوا وَقَالَ فَتَجَزَّعُوا

## بَابُ قُرْبَانِي كے دن گوشت کی خواہش کرنا

**۶۰۹۴۔** ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے روز  
 فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ قربانی دوبارہ ذبح کرے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ!  
 صلی اللہ علیہ وسلم! اس دن میں گوشت کی خواہش کی جاتی ہے اُس نے اپنے ہمسائے ذکر کئے کہ وہ غریب محتاج  
 ہیں اس لئے اس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا، اب میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے وہ گوشت کی دو بکریوں  
 سے بہتر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دی کہ وہی ذبح کر دے میں نہیں جانتا کہ اس  
 کے علاوہ دوسروں کو بھی رخصت ہوئی یا نہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف مائل ہوئے (ان کو  
 ذبح کیا) لوگ بھی اپنی بکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو تقسیم کر کے ذبح کیا۔

**۶۰۹۴۔** شرح : براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اس شخص نے اپنے ہمسایوں کی  
 احتیاجی اور غربت ذکر کی اس لئے اس نے عید کی نماز سے پہلے ہی ذبح کر دیا  
 تاکہ ان کی حاجت پوری کرے مسلم کی روایت میں ہے کہ اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے قربانی ذبح کرنے  
 میں جلدی کی ہے تاکہ اپنے اہل و اولاد اور غریب ہمسایوں کو گوشت کھلاؤں۔ قولہ فتوزعوا، یعنی انہوں نے بکریوں



## بَابُ مَنْ قَالَ الْأُضْحَىٰ يَوْمَ النَّحْرِ

۶۰۹۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي  
بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ الشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ  
قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيَاتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ  
شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مُتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ  
وَالْمَحَرَّمُ وَرَجَبُ مَضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيْ شَهْرٌ  
هَذَا أَقْلَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ

## باب جس نے کہا اضحیٰ نحر کا دن ہے

یعنی اضحیٰ قربانی کا دن صرف نحر کا دن ہے۔ قربانی کے دنوں میں سات اقوال ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور  
امام مالک ابو یوسف و محمد امام احمد سفیان ثوری رضی اللہ عنہم نے کہا قربانی کے تین دن ہیں ایک نحر کا دن اور  
دو دن اس کے بعد میں یعنی دس گیارہ اور بارہ ذوالحجہ قربانی کے دن میں ہیں۔ حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ  
ابن عمر، ابن عباسؓ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے (۲) حسن بصری، اوزاعی، امام شافعی اور ابو ثور  
نے کہا قربانی کے چار دن ہیں چوتھا دن تیرہ ذوالحجہ ہے (۳) قتادہ نے کہا نحر کا دن اور اس کے بعد  
چھ دن، قربانی کے دن ہیں یعنی سولہ ذوالحجہ تک قربانی کر سکتے ہیں۔ چوتھا قول ابن تین کا ہے کہ دس دن  
قربانی کر سکتے ہیں۔ پانچواں قول یہ ہے کہ ذوالحجہ کے آخری دن تک قربانی کر سکتے ہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ  
شہروں میں صرف ایک دن اور منیٰ میں تین قربانی کے دن ہیں۔ سعید بن جبیر اور جابر بن زید یہی کہتے ہیں۔  
ساتواں قول یہ ہے کہ صرف ایک دن قربانی ہے۔ اخاف کی دلیل یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حید  
سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قربانی نحر کے دن کے بعد دو دن ہیں۔ نیز کرنی نے  
اپنے اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایام نحر تین ہیں۔ ان میں سے پہلا دن سب سے



اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَآتَى بِبَلَدٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ  
فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبُلْدَةُ قُلْنَا بَلَى قَالَ  
فَآتَى يَوْمَ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ  
اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمُ الْخُرْقُلَا بَلَى قَالَ فَإِنْ دَمَاءُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ قَالَ  
مُحَمَّدٌ وَآحُسَبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي  
بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا أَوْ سَتُلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ  
أَلَا تَرْجِعُونَ بَعْدِي ضُلًّا لَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ إِلَّا لِيُبَلِّغَ  
الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضٌ مِّنْ يُبَلِّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْسَعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ  
مَّنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ثُمَّ قَالَ الْاَهْلُ بَلَّغْتُ الْاَهْلُ بَلَّغْتُ

افضل ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کہا کہ نحرین میں ان میں سے پہلا دن سب سے افضل  
ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کہا کہ نحرین دن ہیں۔ ان میں سے پہلا دن سب سے افضل  
ہے۔ جنہوں نے قربانی کے ایام چار ذکر کئے ہیں۔ انھوں نے صحیح ابن حبان کی عبد الرحمن بن ابی حنین کی حدیث سے  
استدلال کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اسناد میں ابن ابی حنین کی جبرین مطعم سے ملاقات ثابت نہیں  
نیز ابن عدی نے کامل میں معاویہ بن یحییٰ صوفی کے اسناد ابو سعید خدری سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا تمام ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نسائی یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے معاویہ بن یحییٰ  
صدفی کو ضعیف کہا ہے۔ ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا یہ حدیث اس اسناد کے اعتبار سے موضوع ہے (یعنی)  
ترجمہ : ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روز سے  
اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اسی حالت میں زمانہ گردش کر رہا

۶۰۹۵

ہے۔ سال میں بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرام ہیں تین تو یکے بعد دیگرے ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور  
محرم ہیں اور چوتھا مہینہ رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ یہ مہینہ کونسا ہے ہم نے کہا اللہ ورسول



# بَابُ الْأَوْضَحِ وَالْمَعْرِ بِالْمُصَلِّ

۶۰۹۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

اعلم آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (یہ ذوالحجہ ہے) حضور نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (یہ مکہ مکرمہ ہے) حضور نے فرمایا یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے سوا کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ نحر کا دن نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون تمہارے مال محمد نے کہا میرا گمان ہے کہ حضور نے فرمایا تمہاری آبرو میں تم پر ایسے حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینہ میں ہے تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تمہارے اعمال کے متعلق تم سے پوچھے گا خبردار! میرے سیدھی راہ سے پھر نہ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑنے لگو خبردار! میرا یہ کلام حاضر شخص غائب کو پہنچا دے شاید کہ جس کو خبر پہنچائی جاتی ہے۔ وہ بعض سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔ جب محمد اس حدیث کو ذکر کرتے تو کہتے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار! میں نے حکم پہنچا دیا ہے۔ **قوله الزمان قد استدار آه**، یعنی جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اسی حالت پر زمانہ گھوم رہا ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ جاہلیت میں محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے قرآن کریم نے اس کی نسی سے تعبیر فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ**، وہ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس مہینہ میں جنگ کر سکیں گے۔ اس لئے وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے وہ ہر سال اسی طرح کرتے اور محرم کو دوسرے مہینوں کی طرف منتقل کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ وہ سال کے سارے مہینوں میں اس طرح کرتے حتیٰ کہ وہ مخصوص وقت میں گھوم آتا جس سے اس کو وہ آگے لے گئے تھے الحاصل مہینے اسی حالت کی طرف لوٹ آئے ہیں جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا اور حج ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور جاہلیت کی نسی (تاخیر) باطل ہو گئی ہے۔ اتفاق یہ ہوا کہ حجۃ الوداع ذوالحجہ میں ہی ہوا جو اس کا وقت ہے جبکہ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذوالقعدہ میں ہوا تھا (حدیث ع ۱۹۳۳ ج ۲: ۲ و حدیث ع ۶۵ ج ۲: ۲ کی شرح دیکھیں)



خُلْدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُحَرِّفُ فِي الْمَحَرِّ  
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي مَحَرَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۰۹۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ  
فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَذْبَحُ وَيُحَرِّفُ بِالْمُصَلِّ

بَابُ ضَحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِكَبْشَيْنِ

أَقْرَبَيْنِ وَيَذْكُرُ سَمِيئَيْنِ

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْأَضْحِيَّةَ  
بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ

بَابُ قِرْبَانِي أَوْ نَحْرِ عِيدِ گَاهِ مِی

مُصَلِّ وَهُوَ مَقَامٌ هُوَ جُہاں عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس ترجمہ سے مقصود امام کے ذبح کرنے میں سنت  
کا بیان ہے وہ یہ کہ عید گاہ میں قربانی ذبح کرے تاکہ کوئی نماز سے پہلے ذبح نہ کرے اور نماز کے بعد ذبح کریں  
اور ذبح کا طریقہ سیکھیں کیونکہ یہ بیان کا محتاج ہے۔ نیز وہ نماز عید کے بعد جلدی ذبح کریں جیسا کہ سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے ہم عید گاہ میں نماز پڑھیں گے پھر مصلی کے پاس قربانی ذبح کریں گے۔  
عید گاہ میں ذبح کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نواح میں ذبح کریں۔

ترجمہ : نافع نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذبح خانہ میں نحر کرتے تھے۔

۶۰۹۷ —

عبد اللہ نے کہا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کرنے کی جگہ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ

۶۰۹۷ —

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح اور نحر عید گاہ میں

کیا کرتے تھے۔



۶۰۹۸ — حَدَّثَنَا اَدَمُ بْنُ اَبِي اَيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ هُثَيْبٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَلِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضْحِي بِكَبْشَيْنِ وَاَنَا اُضْحِي بِكَبْشَيْنِ

۶۰۹۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ لَوْهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَكَفَأَ اِلَى كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَنَذَحَهُمَا بَيْدَهُ وَقَالَ اِسْمِعِيلُ وَحَاتِمُ ابْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ اَنَسٍ تَابَعَهُ وَهَيْبٌ عَنْ اَيُّوبَ

## باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگوں

والے مینڈھے کی قربانی کرنا

ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دونوں فرہ تھے یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے ابو امامہ بن سہل سے سنا کہ ہم مدینہ منورہ (شریفہ اللہ تعالیٰ) میں فرہ قربانی کیا کرتے تھے اور مسلمان فرہ قربانی کیا کرتے تھے،

تاکید کے لئے یہ کلام ذکر کیا ہے۔ کرمانی نے کہا مؤلف نے اس کلام میں مالکیوں کی تردید کی ہے؛ کیونکہ وہ فرہ جانور کی قربانی کو مکروہ کہتے ہیں؛ لیکن یہ کلام ابو امامہ صحابی کا ہے اس کو ذکر کرنے میں اصحاب امام مالک کی تردید بے معنی ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ اس کلام میں مالکیہ کے قول کا رد ہے۔ امام ترمذی نے ابو امامہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر قربانی مینڈھا ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں سینگوں والا مذکور ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سینگوں والا مینڈھا غیر سینگوں والے کی نسبت افضل ہے

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مینڈھا بکرے کی نسبت افضل ہے)

۶۰۹۸



۶۱۰۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ  
عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ  
غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ صَحَابِيًا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ خُذْ بِهَ أَنْتَ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینگوں والے دو سینڈھوں کی طرف مائل ہوئے جو کالے اور سفید تھے اور ان کو اپنے دستِ اقدس سے ذبح فرمایا۔ وہی ہے ایوب سے روایت کرنے میں عبد الوہاب کی متابعت کی اسماعیل، حاتم بن وردان نے ایوب، ابن سیرین کے ذریعہ انس سے روایت کی۔  
شرح : اَلْمُحْكِنُ الْمَلْحُ کاشتنبہ ہے۔ اَلْمَلْحُ وہ ہے جس میں سفیدی اور سیاہی ہو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرنا افضل ہے جبکہ وہ اچھی طرح کر سکتا ہو، ورنہ قربانی کے سامنے کھڑا رہے۔

ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بکریاں دیں کہ حضور کے صحابہ میں قربانیاں تقسیم کر دے اُن میں سے صرف ایک عتود (چھ ماہ کا بچہ) بچ رہا اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تم ذبح کر لو۔  
شرح : صحابہ کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ یہ بکریاں حضور کی ملکیت تھیں۔ آپ نے عقبہ بن عامر کو حکم دیا کہ انہیں صحابہ کرام میں شرعی طور پر تقسیم کرے قرطبی نے کہا امام الوقت کو چاہیے کہ جو لوگ قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں بیت المال سے قربانیاں دے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر سے فرمایا کہ وہ چھ ماہ کا بکری کا بچہ ذبح کر دے۔ یہ عقبہ کی خصوصیت ہے جیسے ابو بردہ بن نیار کی خصوصیت تھی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صاحبوں کو رخصت دی تھی کہ وہ چھ ماہ کا بچہ ذبح کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ان پر قیاس جائز ہے، کیونکہ قیاس میں یہ شرط ہے کہ مقیس علیہ مخصوص نہ ہو۔



**بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بُرْدَةَ خَلِيٍّ**  
**بِاجْتِدَاعٍ مِنَ الْمُعْزُولِينَ يُخْزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ**  
**۶۱۰۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَلْدُبُنْ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ**  
**حَدَّثَنَا مَطْرَفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ خَالَ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ**  
**قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنُكَ شَأْنُ الْحَجِّ**  
**فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمُعْزُولِينَ قَالَ أَذْبَحُهَا**  
**وَلَا تَصْلَحُ لغيرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ**  
**وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ تَابَعَهُ**  
**عُبَيْدَةُ عَنْ الشَّعْبِيِّ وَابْرَاهِيمُ وَتَابَعَهُ وَكَيْعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَ**  
**قَالَ عَاصِمٌ وَدَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِي عَنَاقُ لَبْنٍ وَقَالَ زَيْدٌ وَقَرَّاسٌ**  
**عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِي جَذَعَةٌ وَقَالَ أَبُو الْأَخْوَصِ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنَاقُ**  
**وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنٍ عَنَاقُ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبْنٍ**

**بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا أَبُو بُرْدَةَ سَ ارشاد**  
**کہ تم بکری کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کر دو تمہارے**  
**بعد اور کسی کے لئے حبان نہیں**

**۶۱۰۱ — ترجمہ :** براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا  
 میرے خالو جنہیں ابو بردہ کہا جاتا ہے نے نماز عید سے قبل قربانی



۶۱۰۲ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ  
قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ذَبَحَ أَبُو بَرْدَةَ  
قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْدَلَهَا فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِي  
إِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلَهَا

ذبح کر دی تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری گوشت کی بکری ہے اس سے صرف گوشت  
ہی ہے (ثواب نہیں) ابو بردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بکری کا گھریلو بچہ ہے۔  
حضور نے فرمایا وہی ذبح کر دو۔ تمہارے علاوہ اور کسی کے لئے جائز نہیں پھر فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا  
اُس نے صرف اپنی ذات کے لئے ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی اور وہ  
مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا عبیدہ نے شعبی اور ابراہیم سے روایت کرنے میں خالد بن عبد اللہ کی متابعت کی اور وکیع نے  
حریت کے ذریعہ شعبی سے روایت کرنے میں عبیدہ کی متابعت کی عاصم اور داؤد نے شعبی سے عندی عناق لبن  
روایت کی ہے اور زبید اور فراس نے شعبی سے ”عندی جَذَعَةٌ“ روایت کی ہے۔ ابوالاحوص نے کہا ہم سے  
منصور نے ”عَنَّا جَذَعَةٌ“ بیان کیا ہے۔ ابن عون نے ”عَنَّا جَذَعٌ عَنَّا لبن“ کہا ہے۔

۶۱۰۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قولہ ”شَاةٌ لَحْمٌ“ نہ تو اضاف لفظیہ اور نہ

معنویہ ہے، کیونکہ اضافت لفظیہ میں اسم فاعل یا صفت مشبہ اپنے معمول کی  
طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے صارح زید اور حسن الوحید میں ہے کہ زید اور وجہ صاحب اور حسن کے معمول  
میں اور نہ ہی اضافت معنویہ کی کوئی قسم ہے، کیونکہ اضافت معنویہ معنی میں ہوتی ہے جیسے خاتم فضیہ یا بمعنی فی  
ہوتی ہے جیسے مکر اللیل، یا بمعنی لام ہوتی ہے جیسے غلام زید اور شاة لحم، میں تینوں میں سے کوئی بھی نہیں پائی جاتی  
ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اضافت معنویہ بمعنی لام ہے اصل عبارت یہ ہے شَاةٌ وَاقِعَةٌ لِأَجْلِ لَحْمٍ  
يُنْتَفَعُ بِهِ لَا لِأَجْلِ أَضْحِيَّةٍ لَوْ قَوَّعَ ذَبْحُهَا فِي غَيْرِ وَقْتِهَا، یعنی یہ بکری گوشت کے لئے ہے جس  
سے نفع اٹھایا جاتا ہے قربانی کے لئے نہیں، کیونکہ یہ قربانی کے وقت میں ذبح نہیں ہوتی۔

قولہ عَنَّا لبن، بفتح العین وتحقیف النون، بکری کا مادہ بچہ جو سال سے کم ہو صغیر سن  
کے سبب اس کی لبن (دودھ) کی طرف نسبت کی کیونکہ وہ اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے۔ قولہ عَنَّا جَذَعٌ  
یہ عناق موصوف اور جَذَعٌ صفت ہے اور عناق لبن مضاف مضاف الیہ ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور عبارات مختلفہ ہیں بعض میں عناق جَذَع اور بعض



مَكَانَهَا وَلَنْ تُجْزَى عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ  
أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّسِ بْنِ النَّسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَنَّا  
جَذَعَةُ

## بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْأَضَاحِيَّ بِيَدِهِ

۶۱۰۳ — حَدَّثَنَا أَدَمُ بْنُ أَبِي أَيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

میں عناق جذعتہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں کیونکہ جذع بھی بکری کی اولاد سے ہے اور  
عناق بھی بکری کا بچہ ہے۔ کبھی اس کو جذعہ مذکر ذکر کرتے ہیں اور کبھی لفظ مؤنث جذعہ ذکر کرتے ہیں  
کیونکہ جذعتہ میں تاء تانیث کی نہیں بلکہ وحدت کی تاء ہے یا جذع سے مراد جنس ہے۔

۶۱۰۲ — ترجمہ : برادر بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ابو بردہ نے نماز عید سے پہلے قربانی  
ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کا بدل اور ذبح کبیر  
ابو بردہ نے کہا میرے پاس صرف بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے شعبہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اٹھوں نے کہا  
یہ ایک سال کے بکری کے بچے سے بہتر ہے حضور نے فرمایا اس کی جگہ اس کو ذبح کر دو تمہارے بعد  
اور کسی کے لئے جائز نہیں۔

۶۱۰۲ — شرح : یہ بھی ابو بردہ کے ساتھ مختص ہے۔ اسی لئے فرمایا تمہارے بعد کسی  
کے لئے جائز نہیں۔ اس حدیث سے قربانی کے وجوب پر استدلال کیا جاتا  
ہے کیونکہ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بردہ کو اس کا بدل ذبح کرنے کا حکم نہ فرماتے  
یہ وجوب کی دلیل ہے۔ قولہ قَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ، حاتم بن وردان نے محمد بن سیرین کے  
ذریعہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عناق جذعتہ،، فرمایا۔  
(جذعتہ عناق کا عطف بیان ہے)

## بَابُ جَسَ نَ قَرَبَانِيَا اِنِّهٖ مَ تَهٗ سَ ذَبَحَ كِبٰ

قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا شرط نہیں قربانی ذبح کرنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنے پر علماء کا  
اتفاق ہے اور مستحب ہے کہ قربانی ذبح کرتے وقت سامنے کھڑا رہے۔ کسی حائض عورت، بچے اور



حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَبُ  
أَمْلَحِينَ فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهَا يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهَا بِيَدِهِ

## بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةً غَيْرَهُ

وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِي بَدَنَتِهِ وَأَمَرَ أَبُو مُوسَى بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّيْنَ  
بِأَيْدِيهِنَّ ۶۱۰۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

کتابی کو نائب بنانا مکروہ ہے۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

۶۱۰۳ —

علیہ وسلم نے دو سیاہ سفید مینڈھے قربانی دیئے۔ میں نے آپ کو

اس حال میں دیکھا کہ حضور نے اس کے پہلو پر قدم شریف رکھ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور اپنے دستِ قدس سے ذبح کیا

۶۱۰۳ — شرح : جب تشنیہ کو تشنیہ کی طرف مضاف کیا جائے تو پہلے کو جمع لاتے ہیں  
جیسے قرآن کریم میں ہے : فَقَدْ ضَعْتُ قُلُوبَكُمْ ، یہ امہات المؤمنین

عائشہ اور حفصہ کو خطاب ہے۔ اسی لئے ”علی صفا جہما“ فرمایا، حالانکہ قیاس در علی صفحۃ، تھا۔  
صفاح اس کی جمع ہے تشنیہ کی اصافت تشنیہ کی طرف توزیع کی مفید ہے۔ یعنی ہر ایک مینڈھے کے  
پہلو پر قدم شریف رکھا۔ اس طرح کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ذبیحہ کی موت جلدی واقع ہو۔ ابن قاسم  
نے کہا صحیح یہ ہے کہ ذبیحہ کو بائیں پہلو پر لٹائے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے۔ اگر کسی نے جہالت کے باعث  
دائیں کروٹ پر لٹا دیا تو اس کا کھانا حرام نہ ہوگا۔

## بَابُ حَسَنِ غَيْرِهِ قُرْبَانِي ذَبْحِ كِي

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بدنہ ذبح کرنے میں مدد کی۔  
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں قربانیاں ذبح کرنے کا  
حکم فرمایا (جب عورت ذبح کر سکے تو وہ خود ذبح کرے) ۶۱۰۴



عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَيْسِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرَفٍ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا لَكَ أَنْفُسَتْ  
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَذَا أَمْرُكِتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ مَا قَضَى مَا يَقْضِي  
الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ وَهَمَّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنْ نَسَائِهِ بِالْبَقَرِ

## بَابُ الذَّجْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

۶۱۰۵۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ  
أَخْبَرَنِي زَيْدٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ  
ثُمَّ نَرْجِعَ فَتُخَرَّفُ مِنْ فَعَلٍ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ مَحَرَّقُ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا  
هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِوَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النَّسَكِ فِي شَيْءٍ فَقَالَ أَبُو بَرْدَةَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَصَلِّيَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ

۶۱۰۴۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مقام سرف میں میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی فرمایا

تمہارا کیا حال ہے کیا تمہیں محض آگیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ شئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں  
پر مقرر کی ہے جو عمل حاجی کریں گے وہ کرتی رہو لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اپنی بیٹیوں کی طرف سے گائے قربانی کی (عنقریب مسافر اور عورت کے قربانی کرنے کے باب میں گزری ہے)

## بَابُ نَمَازِ عِيدِ كَيْ بَعْدَ ذَبْحِ كَرْنَا

۶۱۰۵۔ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے



مُسْنَةً فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تُجْزِيَّ أَوْ تُؤْفِيَّ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

## بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَعَادَهُ

۶۱۰۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ

أَبِرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ فَقَالَ رَجُلٌ هَذَا يَوْمٌ يُشْتَمَلُ

فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرْهُنَّ مَنْ جَبَرَانِهِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَذْرَةً وَعِنْدِي جَذَاعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتِي لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَا أَدْرِي

أَبْلَغْتَ الرُّخْصَةَ أَمْ لَوْ تَمَّ أَنْكَفَاءُ إِلَى كَبْشَيْنِ يُغْنِيَنَّ ذَبْحَهُمَا تَمَّ أَنْكَفَاءُ

النَّاسِ إِلَى غَنِيمَةٍ فَذَبَحُوهَا

ہوئے سنا حضور نے فرمایا اس دن میں سب سے پہلے ہم نماز سے ابتداء کرتے ہیں پھر ہم واپس ہوتے ہیں اور  
نحر کرتے ہیں جس نے یہ کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا اور جس نے (نماز سے پہلے) نحر کیا وہ صرف گوشت  
ہے جس کو اپنے اہل و اولاد کے لئے پہلے کیا وہ قربانی میں کوئی شئی نہیں۔ ابوردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ!  
صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نماز عید سے پہلے ذبح کر دیا ہے اور میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو  
ایک سال کے بکرے سے بہتر ہے فرمایا اس کا بدل وہی ذبح کر دو! تمہارے بعد کسی کے لئے جائز کافی  
یا دانی نہ ہوگا (یہ حدیث کتاب الاضاحی کی ابتداء میں گزری ہے)۔

## بَابُ جَسَ نَمَازِ عِيدِ سَ پَہلے ذَبَحَ کَیا تَووہ دَو بارہ قَرَبَانی کرے

۶۱۰۶ ترجمہ : حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے۔ ایک آدمی نے کہا اس دن میں گوشت



۶۱۰۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ

ابْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبَ ابْنَ سَفِينٍ الْجَعْفِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخُرْفَةِ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا آخِرَ يَوْمٍ وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ

۶۱۰۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

فِرَاسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَقَامَ أَبُو بَرْدَةَ بْنُ نُبَيْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ مُعْجَلَنَةٌ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِي جَذْعَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسَدَّتَيْنِ أَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَلَا تُجْزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ عَامِرُ هِيَ نَسِيكَتُهُ

کی خواہش کی جاتی ہے اور اُس نے اپنے ہمالیوں کی حاجت ذکر کی پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معذور جانا (اُس نے کہا) میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دی۔ انس نے کہا میں نہیں جانتا یہ رخصت اس کے بغیر کے لئے تھی یا نہ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو مہینہ ٹھوس کی طرف مائل ہوئے یعنی ان کو ذبح کیا پھر لوگ اپنی اپنی بکریوں کی طرف مائل ہوئے اور ان کو ذبح کیا۔ شیخ دہلوی نے ذکر کیا تعجب ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے خطبہ میں ابو بردہ کو ارشاد فرمایا کہ تیرے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ انس رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچا ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۱۰۷۔ ترجمہ : مجندب بن سفیان بجلی نے کہا میں عید بقرہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا جس نے نماز عید پڑھنے سے پہلے

ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوبارہ قربانی دے اور جس نے پہلے ذبح نہیں کیا وہ ذبح کرے۔

(حدیث ع ۹۱۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۱۰۸۔ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



**بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلَى صَفْحِ الذَّبِيحَةِ**  
**۶۱۰۹ حَدَّثَنَا جَاوِدُ بْنُ مَنِهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ**  
**قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَيِّعُ بَكْبَشَيْنِ أَمْلَكَيْنِ**  
**أَقْرَبَيْنِ وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتَيْهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ**

نے نماز پڑھی پھر فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو متوجہ ہوؤ اور قربانی ذبح نہ کرے حتیٰ کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ ابو بردہ بن نیار کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو قربانی ذبح کر دی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ تم نے جلدی میں کی ہے۔ ابو بردہ نے عرض کیا میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو سال سال کے دو بچوں سے بہتر ہے کیا میں اس کو ذبح کر دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ذبح کر دو) تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ عامر نے کہا (ابو بردہ نے کہا) وہ اس کی بہتر قربانی ہے۔

**۶۱۰۸ — شروح :** قولہ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا الْحَمْدُ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دین اسلام پر ہو۔ قولہ حتیٰ نضرب یعنی جب ہم نماز سے فارغ ہوں تو اس کے بعد ذبح کرے۔ مسند، ایک سال کا بکری کا بچہ ہے۔ سفیان ثوری، امام لیث اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے عید کی نماز کے بعد امام کے ذبح کرنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی اس کی قربانی جائز ہے۔ امام مالک شافعی اور اوزاعی نے کہا عید کی نماز اور خطبہ کی مقدار امام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا دیہاتی لوگ جہاں عید کی نماز واجب نہیں وہ طلوع فجر کے بعد ذبح کر سکتے ہیں۔

## باب۔ ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا

**۶۱۰۹ — ترجمہ :** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سیاہ سفید رنگ والے سیٹکوں والے مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذبح کے وقت) اپنا قدم شریف ان کے پہلوؤں پر رکھا اور اپنے دستِ اقدس سے ان کو ذبح کیا۔



## بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

۶۱۱۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ فَخِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَثِيرٍ أَمْلَحِينَ  
أَقْرَنَيْنِ ذُبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَقَى وَكَبَّرَ وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صَفَاحِهِمَا

بَابُ إِذَا بَعَثَ مَهْدِيَهُ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ

۶۱۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ أَتَى عَائِشَةَ فَقَالَ  
لَهَا يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ رَجُلًا يَبْعَثُ بِالْهُدَى إِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي  
الْمَصْرِفِ يُوصِي أَنْ تُقْلَدَ بَدَانَتُهُ فَلَا يَزَالُ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمَ مُحْرِمًا حَتَّى  
يَحِلَّ النَّاسُ قَالَ فَسَمِعْتُ تُسَفِّقُهَا مِنْ وَدَاعِ الْحِجَابِ فَقَالَتْ لَقَدْ كُنْتُ  
أَقْتُلُ فَلَا يَدَّ هَدَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ هَدًى إِلَى الْكَعْبَةِ  
فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِنْ أَهْلِهِ حَتَّى يَرْجِعَ النَّاسُ

## بَابُ ذَبْحِ كَيْسِ وَتِجَارِ كَيْسِ

۶۱۱۰۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ

سفید سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی ان کو اپنے دستِ اقدس سے ذبح کیا جبکہ بسم اللہ پڑھ کر تکبیر ہی اور  
ان کے پہلوؤں پر قدم شریف رکھا تھا۔



## بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنَ الْحُومِ الْأَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا ۲

۶۱۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ  
عَمْرُو أَخْبَرَنِي عَطَاءُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لِحُومِ الْأَضَاحِيِّ  
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ  
لِحُومِ الْهَدْيِ

## بَابُ جَبِّ ابْنِي هَدْيٍ يَبْجِي دَنَ ذَبْحِ كِي جَائِے تَوَاسِ پَر كُوئی شَیْءُ حَرَامِ نَہِیں

۶۱۱۱۔ ترجمہ : مسروق نے کہا وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر  
ہوئے اور ان سے عرض کیا اے ام المؤمنین کوئی آدمی کعبہ کی طرف ہدی بھیجے اور خود اپنے شہر میں بیٹھا رہے  
اور وصیت کرے کہ اس کے بعد بدنہ کے گلے میں قلادہ ڈالا جائے تو کیا وہ لوگوں کے حلال ہوئے تک  
محرم رہے گا؟ مسروق نے کہا میں نے پس پردہ ام المؤمنین کے ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا  
میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے مار بنایا کرتی تھی آپ ہدی کعبہ کی طرف بھیجتے تو آپ پر کوئی شے  
حرام نہ ہوتی جہردوں کے لئے بیویوں سے حلال ہے جتنی کہ لوگ واپس آجاتے۔

۶۱۱۱۔ شرح : اس حدیث میں اس شخص کے قول کا رد ہے جس نے کہا جس نے اپنی ہدی حرم  
میں بھیجی جب اس کے گلے میں قلادہ ڈال دیا تو اس پر احرام ملازم ہو گیا وہ ہدی

ذبح ہونے تک ہر اس شے سے بچتا رہے جس سے محرم کو بچنا چاہیے۔ ابن عباس، ابن عمر اور عطاء بن ابی رباح  
رضی اللہ عنہم نے یہی کہا ہے لیکن ائمہ الفتویٰ اس کے خلاف ہیں (حدیث ۱۵۹۲، جلد ۲: ۱۵۹۶ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ قُرْبَانِي كَا كُوشَت كُنَا كِهَا يَحْبَائِے اور كُنَا ذَحِيرَہ كِبَا يَحْبَائِے



۶۱۱۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ  
عَنِ الْقَسِمِ أَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ  
أَنَّهُ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقَدِمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ فَقَالَ هَذَا مِنْ لَحْمِ ضَمَائِي نَأْفَقَالَ  
آخِرُوهَ لَا أذُوقُهُ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتَّى أَتِيَ أَخِي أَبَا قَتَادَةَ

یعنی تہائی یا نصف کی قید کے بغیر کتنا گوشت کھانا جائز ہے نیز تین دن یا اس سے زیادہ مدت کھانا  
کیا ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مسافر قربانی کا گوشت زادِ راہ بنا سکتا ہے سے معلوم  
ہوتا ہے کہ تین دن سے زیادہ مدت گوشت کھا سکتے ہیں۔

۶۱۱۲۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ  
مبارک میں مدینہ منورہ تک قربانیوں کے گوشت زادِ راہ بناتے تھے اور  
کئی دفعہ ہدی کے گوشت فرمایا۔

۶۱۱۲۔ شرح : یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس حدیث سے حضرت علی  
رضی اللہ عنہ کے اثر کا جواب واضح ہے جبکہ انھوں نے کیا ہے کہ  
تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں تین دن  
سے زیادہ قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کرتا تھا میں تمہارے لئے اسے حلال کرتا ہوں اس سے جب  
تک چاہو کھاؤ (طحاوی)

۶۱۱۳۔ ترجمہ : قاسم سے روایت ہے کہ ابن خباب نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابوسعید  
کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ غائب تھے جب وہ آئے تو ان کے آگے  
گوشت رکھا گیا انھوں نے کہا یہ قربانیوں کا گوشت ہے ابوسعید نے کہا اس کو اٹھا لو میں اسے نہیں کھاؤں گا۔  
ابوسعید نے کہا پھر میں اٹھا اور باہر چلا گیا حتیٰ کہ اپنے بھائی ابو قتادہ کے پاس آیا۔ ابو قتادہ ان کے اخیانی  
بھائی تھے اور جنگِ بدر میں شریک تھے۔ میں نے ان سے یہ ذکر کیا تو انھوں نے کہا تمہارے بعد نیا حکم  
ظاہر ہوا ہے۔

۶۱۱۳۔ شرح : یعنی پہلے تین دن کے بعد گوشت کھانا ممنوع تھا۔ اب یہ حکم منسوخ ہو گیا  
ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تین دن کے بعد قربانی  
کا گوشت کھانے کی رخصت دی ہے۔ جمہور علماء اور فقہاء اور چاروں اماموں اور ان کے اصحاب نے کہا قربانی



ابْنُ النُّعْمَنِ وَكَانَ أَخَاهُ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ  
أَنَّهُ قَدْ حَدَّثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ

۶۱۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ  
ابْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَخِيَ مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ  
بَعْدَ ثَلَاثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا يَا  
رَسُولَ اللَّهِ نَفَعَلْ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ قَالَ كُلُّوْا وَأَطْعِمُوْا وَادْخُرُوْا  
فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا

کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے انھوں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔  
ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم  
۶۱۱۴۔ میں سے جس نے قربانی کی ہے وہ تین دن کے بعد صبح نہ کرے، حالانکہ  
اس کے گھر میں قربانی کے گوشت سے کچھ ہو جب دوسرا سال آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح ہم نے پچھلے سال کیا تھا اس سال بھی اسی طرح کریں؟ حضور نے فرمایا کھاؤ اور  
کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کر لو، کیونکہ اس سال لوگ میں قحط تھا میں نے ارادہ کیا کہ ان میں تم لوگوں کی مدد کرو!  
۶۱۱۴۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے گوشت ذخیرہ کرنے کی  
تحریم کا سبب لوگوں میں قحط سالی اور ان کا مشقت میں مبتلا ہونا  
تھا جب یہ علت زائل ہوگئی تو تحریم بھی زائل ہوگئی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حکم سے بظاہر

یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا گوشت کھانا واجب ہے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کُلُّوْا، یہ  
صیغہ امر ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جبکہ  
اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو اور یہاں قرینہ ہے کہ یہ حرمت کے رفع یعنی اباحت کے لئے ہے۔ نیز حفظ  
کے بعد امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا



۶۱۱۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ

سُلَيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتِ الضَّحِيَّةُ كُنَّا نَمْلِكُ مِنْهَا فَقَدِمَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَا تَأْكُلُوا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْسَتْ بِعَزِيمَةٍ وَلَكِنْ أَرَادَ

أَنْ يَطْعِمَ مِنْهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ ۖ ۶۱۱۶۔ حَدَّثَنَا جَانُّ بْنُ مُوسَى

جب تم حلال ہو جاؤ اور احرام کھول دو تو شکار کر سکتے ہو، حالانکہ محرموں کو شکار سے پہلے منع کیا گیا تھا اور تسلیم بھی کر لیں کہ حضر کے بعد امر حقیقت و وجوب کے لئے ہوتا ہے تو اس پر محمول کرنے سے یہاں اجماع مانع ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم قربانی کے گوشت کو

نمک لگا رکھتے تھے اور اس میں سے مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تو حضور فرماتے صرف تین دن کھایا کرو اور یہ ضروری نہ تھا بلکہ حضور نے ارادہ فرمایا تھا کہ اس میں سے لوگوں کو کھلائیں واللہ اعلم

۶۱۱۵۔ شرح : آخر کلیم راوی کا ہے اسی لئے واللہ اعلم کہا قولہ التضحية مبتدأ

اور کتا نملح خبر ہے۔ قولہ لیست بعزیمۃ، یعنی نہی تحریم کے لئے نہیں اور نہ ہی تین دن کے بعد ترک اکل واجب ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں سے لوگوں کو بھی دیا جائے۔ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے نہی کسی علت کے باعث مٹتی اور وہ یہ تھی کہ اس سال لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے۔ جب یہ علت زائل ہو گئی اور قحط جاتا رہا ہے تو تحریم بھی زائل ہو گئی، چنانچہ مسلم میں عبد اللہ بن واقد کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے غریب لوگوں کے آنے کی وجہ سے منع فرمایا تھا جو تمہارے پاس محتاج آئے تھے اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور صدقہ بھی کرو!

ترجمہ : ابو عبیدہ ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام نے بیان کیا کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے ہمراہ عید الاضحی کے دن عید میں حاضر تھا اُحفوں نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں عید کے ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اُن میں سے ایک روزوں سے افطار کا دن ہے اور



قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي  
 أَبُو عَبْدِ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّ شَهْدَ الْعِيدِ يَوْمَ الْأَضْحَى مَعَ عُمَرَ بْنِ  
 الْخَطَّابِ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ  
 إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ  
 الْعِيدَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ  
 فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ مِنْ نُسُكِكُمْ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عُثْمَانَ  
 ابْنِ عَفَّانَ وَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ  
 فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ قَدْ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِيدَانِ فَمَنْ  
 أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَحَبَّ  
 أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي  
 طَالِبٍ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا الْحُمْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنِ  
 الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ مَخْزُومٍ

دوسرا وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو۔ ابو عبید نے کہا پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ  
 کے ہمراہ حاضر ہوا اور یہ جمعہ کا دن تھا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو اس  
 دن میں تمہارے لئے دو عید جمع ہوئی ہیں۔ اہل عوالی (دیہات) سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ جمعہ کا انتظار کرے  
 تو وہ انتظار کرے اور جو پسند کرتا ہے کہ واپس چلا جائے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ ابو عبید نے کہا  
 پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہوا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ  
 دیا اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تین دن کے بعد تمہاری قربانی کے گوشت کھانے سے منع  
 فرمایا ہے۔ معمر نے زہری کے ذریعہ ابو عبید سے اس طرح روایت کی۔



۶۱۱۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ

ابْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شَهَابٍ  
عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كُلُوا مِنَ الْفَصَاحِيِّ ثَلَاثًا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِينَ يَنْقَرُ مِنْ

۶۱۱۷۔ شرح : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کو عید سے موسوم

کیا ؛ کیونکہ اس دن میں عید کے دن کی طرح شریعت کے شعائر کے اظہار کے لئے عظیم دن میں مسلمانوں کے اجتماع کا زمانہ ہے۔ اس لئے جمعہ کے دن کو عید کے دن سے تشبیہ دی ہے۔ عوالی مدینہ منورہ شرفہ اللہ تعالیٰ کے مشرق کی جانب تین چار میل سے آٹھ میل تک بستیاں ہیں۔ اس حدیث سے امام احمد رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جو کوئی عید کی نماز پڑھے اس سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ جمعہ اور عید کے دور دراز مسافت سے آتے تھے حالانکہ اُن مقامات سے آنا اُن پر واجب نہ تھا۔ وہ صرف شوق سے مدینہ منورہ آتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں خبردار کیا کہ تم پر عید اور جمعہ واجب و فرض نہ تھے۔ اگر تم نے عید پڑھ لی ہے تو جمعہ پڑھنا تم پر فرض نہیں تم اپنے گھروں کو جاسکتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس اثر کا جواب یہ ہے کہ یہ اس سال پر محمول ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تھا اس سال میں لوگ بہت مشقت میں تھے جیسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا ہوا تھا۔ ابن حزم نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اس وقت خطبہ دیا تھا جبکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے اور بلوایوں نے اُن کا محاصرہ کر رکھا تھا اور دیہات میں رہنے والوں کو اس فتنہ میں مدینہ منورہ (شرفہ اللہ تعالیٰ) آنے میں مجبور کر دیا تھا اور انہیں سخت مشقت پہنچی تھی۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین دن کے بعد گوشت نہ کھاؤ اور ان محتاج لوگوں کو کھلاؤ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا شائد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نسخ نہیں پہنچا جبکہ تین دن کے بعد گوشت روکنا ممنوع ہونا بہر حال منسوخ ہو چکا ہے۔ امام طحاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قربانی کے گوشت میں تین دن کے بعد مؤخر کرنے سے منع کیا تھا تم جب تک چاہو مؤخر کر سکتے ہو۔ (یعنی)

۶۱۱۷۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے گوشت تین دن کھاؤ ! اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما



مِنْ مِّنْهُ مِنْ أَجْلِ الْحَوْمِ الْهَدْدِ

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کتاب الاشربة

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ  
مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

جب منی سے آتے تھے تو قربانی کے گوشت کے سبب زیتون کے تیل سے روٹی کھاتے تھے۔

۶۱۱۷ — شرح : یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روٹی زیتون کے ساتھ کھاتے تھے  
حتیٰ کہ منی سے واپس آجاتے وہ قربانی کے گوشت سے احتراز کرتے تھے اور

وہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھاتے تھے اور جب منی کے تین دن گزر جاتے تھے تو زیتون کے تیل کو سالن  
بناتے تھے اور گوشت نہ کھاتے تھے۔ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی اور  
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو یہی کی حدیث نہیں پہنچی اگر انہیں حدیث پہنچی ہوتی تو یہی کی حدیث بیان نہ کرتے  
حالانکہ وہ بہر حال منسوخ ہو چکی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب الاشربة

اس کتاب میں اُن پینے کی چیزوں کو ذکر ہے جو حرام یا مباح ہیں اشربة شراب کی جمع ہے اور وہ  
پینے کی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شراب، خمر، مہت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطان کا کام ہے ان  
سے بچو کہ تم فلاح پاؤ،،



اس آیت کریمہ کا ”شان نزول“ یہ ہے کہ ابو میسرہ نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب شراب کی تحریم نازل ہوئی تو کہا اے اللہ شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما۔ تو یہ آیت کریمہ سورہ بقرہ میں نازل ہوئی لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں فرمادیں ان میں بہت بڑا گناہ ہے۔ عمر فاروق کو بلا کر یہ آیت اُن پر پڑھی گئی تو اُنھوں نے کہا اے اللہ شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما تو یہ آیت کریمہ: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ** ”اے ایمان والو! نہ پڑھو۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا یا گیا اور اُن پر یہ آیت کریمہ سورہ نساء میں پڑھی گئی تو اُنھوں نے کہا اے اللہ شراب کے متعلق شافی بیان نازل فرما تو سورہ مائدہ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ عمر فاروق کو بلا یا گیا اور اُن پر یہ آیت پڑھی گئی۔ جب **فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ** تک پہنچے تو عمر فاروق نے کہا اے اللہ! ہم رُک گئے (ابوداؤد، ترمذی)

## خمر کے اشتقاق میں علماء کے اقوال

خمر کے اشتقاق میں اہل لغت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی سے ”خمار المرأة“ ہے عورت کا دوپٹہ ہے؛ کیونکہ وہ اس کا سر ڈھانپتی ہے۔ بعض نے کہا مخمّارہ یعنی مخالطہ سے مشتق ہے؛ کیونکہ یہ عقل کو خلط ملط کر دیتی ہے۔ بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ چھوڑی جاتی ہے حتیٰ کہ انتہا کو پہنچ جاتی ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے ”خمر العجین“ انا اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔

بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دماغ کو ڈھانپ لیتی ہے۔ امام البوصیفہ رضی اللہ عنہ نے خمر کو مؤنث کہا ہے۔ ”المیسرہ“ کے معنی قمار (خو)، یہ میسر سے مشتق ہے۔ اس میں آسانی سے کسی مشقت کے بغیر مال حاصل ہوتا ہے اس لئے اسے میسرہ کہتے ہیں۔ ”الانصاب“ نصب کی جمع ہے یہ وہ پتھر ہیں جن پر جاہلیت میں بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے اور وہ خون سے سُرخ تھے۔ بعض نے کہا یہ پتھر نصب کئے ہوئے تھے۔ ان کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ (الانلام) زلم کی جمع ہے۔ یہ تین تیر تھے ان میں سے ایک پر یہ لکھا تھا در میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے۔ ”دوسرے پر میرے رب نے مجھے منع کیا ہے“ لکھا تھا۔ تیسرا خالی تھا اس پر کچھ نہ لکھا تھا۔ جب حکم کرنے والا تیر نکلتا تھا تو کام کرتے اگر منع کرنے والا ہوتا تو رک جاتے اگر خالی نکلتا تو دوبارہ یہ عمل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو رجز (پلید) فرمایا ہے۔ حرام شئی کو پلید کہا جاتا ہے۔ کفر پر بھی رجز کا اطلاق ہے۔ قرآن کریم میں ہے **فَزَادَهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ** ”خمر کی آیت میں رجز سے مراد کفر نہیں کیونکہ اشیاء خارجیہ ایمان و کفر سے موصوف نہیں ہوتیں۔ اس کو رجز اس لئے کہا

(یعنی) اسے رجز کا ایک یہ تحریم میں قوی کرے



۶۱۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ  
عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِّمَ هَاهُنَا  
الْآخِرَةُ ۶۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رِيَّةً يَقُولُ  
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى لَيْلَةً أُسْرِيَ بِهِ بِأَيْلِيَاءَ  
بَقْدَحِينَ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَفَطَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ  
أُمَّتُكَ تَابِعَهُ مَعْمَرُ بْنُ الْهَادِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۶۱۱۸۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی پھر اس سے توبہ نہ کی وہ آخرت میں شرابِ ظہور سے  
محروم رہے گا۔

۶۱۱۸۔ شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں شراب پینے والا مسلمان  
اگر جنت میں داخل ہوگا وہ شراب کے سوا باقی مشروبات پئے گا۔  
بایں ہمہ شراب نہ پینے کے سبب اس کو رنج و الم نہ ہوگا اور نہ ہی پینے والوں پر جسد کرے گا جیسے بلند  
منازل والوں پر جسد نہ کرے گا۔ اور چھوٹا مقام ہونے کے باعث بلند منازل کی خواہش نہیں کرے گا۔  
بعض نے کہا شرابی کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ جب اللہ کی رحمت اور شفاعت سے دوزخ سے  
نکلے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ تو کسی شئی اور نعمت سے محروم نہ رہے گا۔

۶۱۱۹۔ ترجمہ : سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا  
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ اسری میں بیت المقدس میں  
شراب اور دودھ کے دو پیالے دیئے گئے تو حضور نے انہیں دیکھا پھر دودھ کا پیالہ پکڑا اور دودھ



۶۱۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ  
قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ غَيْرِي قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاءَةِ  
أَنَّ يَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الزَّنا وَتُشْرَبُ الْخَمْرُ وَ  
تَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ الذِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ الْخَمْسِينَ امْرَأَةً  
قِيَمَهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ

پیاجبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد سے جس نے آپ کو اسلام کی ہدایت دی اگر آپ شراب  
پکڑتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔ معمر، ابن ہاد، عثمان بن عمر اور زبیدی نے زہری سے روایت  
کرنے میں شعب کی متابعت کی۔

۶۱۱۹۔ شرح : بیت المقدس میں شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے

اور سُدْرَةُ الْمُنْتَهٰی پر تین پیالے پیش کئے گئے۔ تیسرے پیالہ میں  
دودھ تھا۔ فطرت کے معنی اسلام اور استقامت ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے  
لطف و کرم سے دودھ والا پیالہ پکڑا تو جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کی حمد کی اس سے معلوم ہوتا ہے  
جب اللہ کی نعمت میسر ہو اس کی حمد کرنی چاہیے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شراب نجس ہے تو پلید شئی حضور  
کو کیوں پیش کی گئی پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو اُمت گمراہ ہو جاتی اور وہ  
شرابِ خمر میں منہمک رہتے یعنی شراب کے نشہ میں دھت رہتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ  
کا ہے اس وقت شراب مباح تھی۔ مدینہ منورہ میں شراب کی تحریم نازل ہوئی تھی یا یہ شراب طہور تھی اگر  
یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہ شراب مباح یا طہور تھی اور شراب طہور خفیتوں کا بہترین مشروب ہے تو  
اس کی تعبیر یہ کیسے کی کہ اگر آپ شراب اختیار کرتے تو اُمت گمراہ ہو جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ  
شراب طہور کی تعبیر دنیا میں یہی تھی جو جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی۔ اگرچہ وہ جنت کی پاک شراب (المعاشی)  
توجملہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

۶۱۲۰۔ ایک حدیث سنی ہے تمہیں میرے سوا کوئی اس کو بیان نہیں کرے گا۔ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہوگی اور علم کم ہو جائیگا



۶۱۲۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ  
 قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ  
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولَانِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ  
 وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ  
 حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ  
 ابْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ  
 كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُ كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُمْ  
 وَلَا يَنْتَهَبُ مُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ  
 فِيهَا حِينَ يَنْتَهَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

زنا بہت ہونے لگے گا۔ شراب پی جائے گی آدمی کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ  
 بچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا ایک آدمی ہوگا۔ (حدیث ۷۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)  
 ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی  
 ۶۱۲۱۔ زنا نہ نہیں کرتا جس وقت وہ زنا کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے۔  
 اور شراب نہیں پیتا جس وقت وہ شراب پیتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے اور چوری نہیں کرتا جس وقت  
 وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے۔ ابن شہاب زہری نے کہا مجھے عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن  
 ابن حارث بن ہشام نے خبر دی کہ ابو بکر ابو ہریرہ سے یہ حدیث بیان کرتے پھر کہتے ابو بکر ان کے ساتھ  
 یہ بھی لاحق کرتے تھے کہ قدر و شرافت والے کی لوٹ کھسوٹ نہیں کرتا اس حال میں کہ لوگ اس کی  
 اپنی نگاہ اٹھاتے ہیں جس وقت وہ لوٹ کھسوٹ کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 نے کہا اس سے اس وقت تو ایمان نکل جاتا ہے۔  
 ۶۱۲۱۔ شرح: یعنی مسلمان کی شان اور اس کے حال کے مناسب یہ نہیں کہ وہ زنا کرے



## بَابُ أَنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَنْبِ

۶۱۲۲ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَلِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا شَيْءٌ

یا شراب پیئے یا لوگوں کے مال لوٹا پھرے۔

قرہ لَا يَزْنِي الْخَمْرُ أَكْثَرُ رَوَايَاتٍ فِي فاعل مذکور نہیں یعنی لَا يَزْنِي الْمُؤْمِنُ أَوْ لَا يَزْنِي الرَّجُلُ یعنی مومن یا آدمی زنا نہیں کرتا۔ اگرچہ فاعل کا حذف جائز نہیں لیکن قرینہ کے وقت جائز ہے جو حذف فاعل پر دلالت کرے اور وہ یہاں پایا جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا شرب خمر میں یہ بہت سخت وعید ہے۔ اس سے خارجیوں نے استدلال کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے جبکہ وہ تحریم کو جانتے ہوئے قصداً ارتکاب کرے۔ اہل سنت و جماعت نے اس حدیث کو ایمان کامل پر محمول کیا ہے یعنی شراب پینے کی حالت میں وہ کامل مومن نہیں ہوتا۔ بعض نے اس حدیث کو تہدید و تغلیظ پر محمول کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ، علامہ خطابی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے جس نے حلال اعتقاد کرتے ہوئے یہ عمل کئے وہ کافر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے نور ایمان جاتا رہتا ہے نفس ایمان زائل نہیں ہوتا؛ کیونکہ جو کوئی کبائر کا ارتکاب کرتا ہے اس سے تصدیق قلبی زائل نہیں ہوتی۔

## بَابُ انْغُورِ كِي شَرَاب

۶۱۲۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شراب حرام کی گئی حالانکہ مدینہ منورہ میں انگوری

شراب نہ تھی۔

۶۱۲۲ — شرح : باب کے عنوان کے معنی یہ ہیں «الْخَمْرُ الْكَائِنَةُ مِنَ الْعَنْبِ»

انگور سے بنی ہوئی شراب۔ یہ انگور کے غیر سے بنی ہوئی شراب کے منافی

نہیں۔ اگر الخمر مبتداء اور «مِنَ الْعَنْبِ» خبر ہو تو اس وقت اس کی صورت حصر کی صورت ہوگی یعنی شراب انگور ہی سے ہے بغیر انگور کے شراب نہیں۔ یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ شراب انگور کا کچا پانی ہے جب اس کو جوش دیا جائے اور وہ سخت ہو کر جھاگ مارنے



لگے تو خمر بن جاتی ہے اور جو شراب انگور کے علاوہ کسی اور سے بنائی جائے وہ درحقیقت شراب نہیں بنید ہے اگر وہ نشہ دینے لگے تو اس کا پینا حرام ہے لیکن اس پر حد واجب نہیں۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے علماء در الخمر من العنب،، میں حصر مراد نہیں لیتے اگرچہ اس کی صورت حصر کی صورت ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد: الخمر من هاتين الشجرتين النخلة والعنب،، یعنی شراب ان درختوں کھجور اور انگور سے ہے۔ بظاہر اس کا مقصود یہ ہے کہ خمر ان دو درختوں میں منحصر ہے کیونکہ الخمر اسم جنس ہے۔ اس میں ہر وہ شئی داخل ہوگئی جس کو خمر کہا جاتا ہے لہذا یہ کہنا منتفی ہو گیا کہ ان سے نکلنے والی شئی کا نام خمر رکھا جائے؛ حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے در کہ شراب کی تحریم نازل ہوئی جبکہ وہ پانچ اشیاء سے بنائی جاتی تھی۔ اور وہ انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد میں اس تقدیر پر حدیث شریف کی تین تاویلیں ہیں۔ پہلی تاویل یہ ہے کہ ”هاتين الشجرتين“ سے مراد ان میں سے ایک ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ، میں ہے کہ رسل صرف انسانوں سے ہیں جنوں سے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: أَيْخَرُجُ مِنْهُمَا اللَّوْثُ وَالْمَرَجَانُ،، حالانکہ ان میں سے ایک سے موتی نکلتے ہیں لہذا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ خمر انگور سے ہے کھجور سے نہیں ابن عمر کی حدیث کا مقصد بھی یہی ہے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ اس سے مجموعی طور پر دو درخت مراد ہیں اور جو ان کے پھل سے عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے۔

تیسری تاویل یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ شراب ان دو درختوں سے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مختلف ہو؛ لیکن انگور سے مراد وہ ہے جس سے حقیقتہً شراب سمجھی جائے اس لئے اس کو خمر کہتے ہیں وہ نشہ دے یا نہ دے کم ہو یا نہ زیادہ اور خمر سے مراد وہ ہے کہ جو مسکر ہو لہذا غیر مسکر اس میں داخل نہ ہوگا۔ ہر وہ شئی جو انگور کا غیر ہے اس پر خمر کے اطلاق کی یہی تاویل ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو شئی مسکر ہو اس پر خمر کا اطلاق کرتے ہیں؛ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ،، ہر مسکر شراب اور ہر مسکر حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس کو حالتِ مسکر میں خمر کہا جاتا ہے اگر اس میں مسکر کی حالت نہ ہو تو اسے خمر نہیں کہتے بخلاف انگور کو جو شش دینے سے سخت ہو جائے وہ بہر حال خمر ہے مسکر ہو یا نہ ہو۔ اس کی دلیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الْخَمْرُ مَا خَرَّ الْعَقْلُ،، خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اس کو مخامرة العقل کے وقت خمر کہا جاتا ہے انگور کی شراب میں یہ بات نہیں۔

وہ بہر حال شراب ہے اس میں مخامرة العقل پایا جائے یا نہ پایا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (یعنی)



۶۱۲۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي أَنَسٍ قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِينَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ خَمْرُ الْأَعْنَابِ الْأَقْلِيلِ وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالْتَّمْرُ

۶۱۲۳۔ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پر شراب حرام کی گئی جس وقت حرام کی گئی ہم مدینہ منورہ میں انگور کی شراب بہت حقوڑی پاتے تھے۔ عموماً ہماری شراب بسراور تمر کی (کھجور) تھی۔

۶۱۲۳۔ شرح : شراب کی تحریم فتح مکہ کے سال فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔ دیباطی نے کہا تحریم خمر حدیبیہ کے سال چھ ہجری میں ہوئی محمد ابن اسحاق نے کہا بنی نضیر کے واقعہ میں حرام ہوئی اور وہ اُحد کے بعد چار ہجری کو ہوا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ جب شراب حرام ہوئی اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ شراب کے ساتی تھے۔ انھوں نے جب سنا تو فوراً شراب سے بھرے ہوئے مشکے بہا دیئے اور چار ہجری میں اگر تحریم خمر ہو تو اس وقت انس بہت چھوٹے تھے۔ جب شراب حرام ہوئی اس وقت مدینہ منورہ میں صرف انگور کی شراب تھی اور وہ بھی بہت کم تھی اس کے علاوہ (بُسْر) کچی کھجور اور (تمر) خشک پکی ہوئی کھجوروں کے بنید تھے۔

قولہ عامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالْتَّمْرُ، کھجور کے پھل کے چار مرتبے ہیں ”طلع“ دوسرا ”اخلال“ تیسرا ”بُسْر“ چوتھا ”رطب“ اگر سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت شراب حرام ہوئی اس وقت انگوری شراب کے علاوہ عام شراب کچی پکی کھجور سے بنائی جاتی تھی حالانکہ پہلی حدیث میں ہے اس وقت صرف انگوری شراب تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق خمر کا اطلاق انگوری شراب پر ہوتا ہے اور بوقت اطلاق ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ مہلب نے کہا یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شراب صرف انگور سے بنائی جاتی ہے۔ یہ حضرات صحابہ کرام اور عرب کے فصحاء اور سمجھدار لوگوں نے کہا کہ خمر پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی قرآن سے حکایت کی اور کہا خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر یہ خطبہ دیا جبکہ مہاجرین و انصار صحابہ کرام موجود تھے اور کسی نے اس کا انکار نہ کیا لہذا اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے علماء کوفہ کا کہنا کہ خمر صرف انگوری ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کہ شراب پانچ اشیاء سے ہے کے منافی نہیں کیونکہ انھوں نے اپنے کلام میں حقیقت اور مجاز دونوں کو استعمال کیا ہے اور ان کا پانچ



۶۱۲۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي

حَبَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ  
أَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ الْعَنْبِ وَالْتَمَرِ  
وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْخَمْزِ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ

بَابُ نَزْلِ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

۶۱۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكُ بْنُ

أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ  
أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأَبِي بَنِي كَعْبٍ مِنْ فِضِيخٍ زَهُوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ  
أَبِي فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حَرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ قُمْ يَا أَنَسُ فَأَهْرِقْهَا  
فَأَهْرِقْهَا

اشیاء پر خمر کا اطلاق کرنا بطور حقیقت نہیں بلکہ اُٹھوں نے صرف یہ کہا ہے کہ خمر کو اس لئے یہ نام دیا گیا ہے  
کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس حیثیت سے ان کا انکار نہیں اس کی پہلے وضاحت کر دی گئی ہے۔ الحاصل  
حقیقت شراب انگوری ہے جس کے کم و بیش پینے سے حد واجب ہے اگرچہ مسکرنہ ہو اور اس کے ماسویٰ پر  
شراب کا اطلاق صرف اس لئے ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے جب وہ حد سکر کو پہنچ جائیں تو ان پر خمر کا  
اطلاق ہوتا ہے اور حد واجب ہوتی ہے (عینی)

۶۱۲۴۔ ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق نے ممبر شریف پر خطبہ دیا اور فرمایا  
شراب کی تحریم نازل ہوئی ہے اور یہ پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے وہ انگور،

کھجور، شہد، گندم اور جو ہیں اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے۔

۶۱۲۵۔ شرح: خمر کی یہ تعریف کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ عرفی تعریف ہے لعنت کے  
اعتبار سے خمر انگور کا کچا پانی ہے جو سخت ہو جائے یہ بھوڑا پینے سے بھی

حد واجب ہے بخلاف مذکورہ اشیاء کے ان سے اس وقت حد واجب ہوتی ہے جب وہ نشہ دیں۔



۶۱۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ

أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ اسْقِيَهُمْ عُمُومَتِي وَأَنَا  
أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيحَةُ فَقِيلَ حَرِّمْتَ الْخَمْرُ فَقَالُوا أَكْفَاهَا فَكَفَانَا قُلْتُ  
لَا نَسِي مَا شَرَبْتُمْ قَالَ رَطَبٌ وَكُسْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ النَّسِّ وَكَانَتْ  
خَمْرُهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ النَّسِيُّ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي إِنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا

باب شراب کی حرمت نازل ہوئی، حالانکہ

اس وقت تر اور خشک کھجوروں کی شراب بنائی جاتی تھی،

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابو عبیدہ، ابو طلحہ اور اُبی

ابن کعب کو کچی اور پکی کھجوروں کی شراب پلا رہا تھا۔ اُن کے پاس

ایک آنے والا شخص آیا اور کہا شراب حرام کر دی گئی ہے۔ ابو طلحہ نے کہا اے انس! اُٹھو اور شراب بہادو  
میں نے اسے بہا دیا۔

شرح : فضیح بمعنی مکسور فضیح سے ماخوذ ہے اس کے معنی توڑنا ہیں۔ یہ وہ

شراب ہے جو کچی کھجور سے بنائی جاتی ہے اس کو آگ میں نہیں کرتی۔

بعض نے کہا کچی کھجوروں کو توڑا جاتا ہے۔ پھر اُن میں پانی ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ بوش مارنے لگتی ہے  
بعض نے کہا یہ کچی پکی کھجوروں سے شراب بنائی جاتی ہے۔ بخاری کا لفظ آخری قول کے موافق ہے۔ الزَّهْوُ  
جس کھجور میں سُرخنی یا زردی ظاہر ہو اسے زہو کہتے ہیں۔ یہاں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا اکثر علماء نے  
کہا انگور کے کچے پانی کو جب وہ سخت ہو جائے حقیقۃً شراب کہا جاتا ہے اور باقی تمام بنیذوں کو مجازاً  
شراب کہتے ہیں۔ بعض نے کہا تمام پر حقیقۃً شراب کا اطلاق ہے (دکرمانی) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے  
فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا تھا اُنھوں نے اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ  
میں شراب نہیں پی اور نہ ہی اسلام کے بعد شراب پی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ !

۶۱۲۶۔ ترجمہ : معتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے انس سے



يَقُولُ كَأَنَّهُ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ

۶۱۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا  
يُوسُفُ بْنُ أَبِي مَعْشَرٍ الْبَرَاءُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي  
بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ  
يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالْتَمَرُ

### بَابُ الْخَمْرِ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبَتَّةُ

وَقَالَ مَعْنُ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْفُقَاعِ فَقَالَ إِذَا لَمْ يُسْكِرْ  
فَلَا بَأْسَ وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ سَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوا لَا يُسْكِرُ لَا بَأْسَ بِهِ  
۶۱۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ عَنْ  
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَتَّةِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ  
أَسْكَرَفَهُ حَرَامٌ

یہ سنا کہ میں ایک قبیلہ کے پاس کھڑا اپنے چچوں کو فضیخ شراب پلا رہا تھا جبکہ میں اُن سب سے کم سن تھا اچانک  
کہا گیا شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اُنھوں نے مجھے کہا اس کو بہا دو ہم نے اس کو بہا دیا میں نے انس سے کہا  
ان کی یہ شراب کس چیز کی تھی اُس نے کہا پکی اور پکی کھجوروں سے بنی ہوئی تھی۔ ابو بکر بن انس نے کہا کیا  
ان کی شراب فضیخ تھی؟ انس نے اس کا انکار نہ کیا۔ میرے بعض ساتھیوں نے مجھے خبر دی کہ اُنھوں نے  
انس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس روز فضیخ ان کی شراب تھی۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ شراب حرام کی گئی ہے  
حالانکہ اس روز شراب پکی اور پکی کھجوروں سے بتائی

۶۱۲۷

جباتی تھی۔



۶۱۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَتَّةِ وَهُوَ نَبِيذُ الْعَسَلِ وَكَانَ أَهْلُ  
الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ

## باب شہد کی شراب اس کا نام بتع ہے

بتع بکسر الباء وسكون التاء ہے۔ یہ مکھی کے شہد سے بنائی جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے  
کہا بتع یعنی شراب ہے یعنی لوگ بتع کی تا مفتوح پڑھتے ہیں۔ ابن محیریز نے کہا میں نے ابو موسیٰ کو بصرہ کے  
مذہب پر خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ مدینہ منورہ والوں کی شراب کچی اور پکی کھجوروں کی ہے۔ فارسیوں کی  
شراب انگوری ہے اہل یمن کی بتع ہے اور حبشیوں کی شراب چاول کی ہے۔

قوله وَقَالَ مَعْنُ "معن نے کہا میں نے مالک بن انس سے فقاع کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا  
جب مُسْکَر نہ ہو تو حرج نہیں۔ ابن دراوردی نے کہا ہم نے اس کے متعلق علماء سے پوچھا تو انھوں نے کہا  
جوش نہ دے اس میں کچھ حرج نہیں۔

شرح : فقاع بضم الفاء وتشديد القاف ہے خشک انگور کو توڑ کر بنائی جاتی ہے۔  
اگر یہ نشہ دے تو حرام ہے ورنہ اس میں کچھ حرج نہیں۔ فقاع نشہ نہیں دیتی، البتہ جس برتن میں  
یہ بنائی جاتی ہے اس میں ایک رات گرمی میں یا دو راتیں سردی میں رہے اور بہت سخت ہو جائے تو جب  
بھی نشہ نہیں دیتی۔ البتہ جب سختی کی وجہ سے نشہ دے تو کم ہو یا زیادہ اس کا پینا حرام ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے بتع کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا جو شراب نشہ دے وہ حرام ہے

شرح : ممکن ہے کہ حدیث میں مذکور سائل حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں  
کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا۔

انہوں نے حضور سے پوچھا کہ یمن والے شہد کی شراب بناتے ہیں اس کا حکم کیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہر وہ شراب  
جوش نہ دے حرام ہے (حدیث ع ۲۴۱ ج ۱ : کی شرح دیکھیں)



فَهُوَ حَرَامٌ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ بَنِي مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَاءِ وَلَا فِي الْمُرَفَّتِ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيرَ

## بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْخَمْرَ مَا

### خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

۶۱۲۹ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّمِيمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا۔ شیخ شہد کا نبیذ ہے میں والے لوگ اس کو پیتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شراب جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ زہری نے کہا مجھے انس بن مالک نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ان دونوں برتنوں کے ساتھ حلتہم اور نفقہ کو بھی ذکر کرتے تھے۔

۶۱۲۸ — شرح : قولہ کل شراب اسکرہو حرام، یہ جملہ جوامع الکلم سے ہے، کیونکہ حضور سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا تھا تو آپ نے ہر مشروب مُسکر سے جواب دیا (حدیث ۲۴۱ ج ۱: کی شرح دیکھیں)

## بَابُ خَمْرٍ وَهِيَ شَرَابٌ هُوَ عَقْلٌ كَوْدُ هَانِپْ

لے میں جو روایات وارد ہیں



مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرِ  
مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلَاثَةٌ وَدِدْتُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ  
يَفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا الْجَدُّ وَالْكَلاَلَةُ وَأَبْوَابُ مِنَ أَبْوَابِ  
الرِّبَا قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسُّنْدِ مِنَ الرُّزْقِ قَالَ ذَاكَ لَمْ  
يَكُنْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ عَلَى عَهْدِ عُمَرُو قَالَ  
حَاجٌّ عَنْ حَمَادٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّيْبُ

۶۱۳۰ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ الْخَمْرُ تُصْنَعُ

مِنْ خَمْسَةِ مِنَ الزَّيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْعَسَلِ

ترجمہ : ۶۱۲۹ — ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کی کھمر

نازل ہوئی اور وہ پانچ اشیاء انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے ہے۔ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔

تین اشیاء میری خواہش تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جُدانہ ہوتے حتیٰ کہ وہ ہم سے شافی بیان

فرماتے۔ دادا کا ترکہ، کلالہ کا مسئلہ اور سود کے مسائل ابو حیان نے کہا میں نے کہا اے ابا عمرو ایک شراب

سندھ میں چاولوں سے بنائی جاتی ہے (اس کا حکم کیلئے) انہوں نے کہا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں نہ تھی یا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں نہ تھی۔ حجاج نے حماد سے انہوں نے ابو حیان سے انگور

کی جگہ منقہ کہا ہے۔

ترجمہ : ۶۱۳۰ — عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا شراب پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے وہ

منقہ، کھجور، گندم، جو اور شہد ہیں۔

۶۱۲۹ - ۶۱۳۰ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام سے بظاہر یہ معلوم

ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں خمر سے مراد وہ ہے جو ان



## بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ

۶۱۳۱۔ حَدَّثَنَا صَدَاقَةُ بْنُ خَلْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ  
ابْنُ يَزِيدَ بْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكَلَابِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ

پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے صرف انگوری شراب مراد نہیں، لیکن ان پر خمر کا اطلاق حقیقی نہیں بلکہ بطور تشبیہ ہے، چنانچہ حدیث ۶۱۲۲ کی شرح میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مذکور پانچ اقسام ذکر کی ہیں، کیونکہ اُن کے زمانہ میں انہی کے نام مشہور تھے۔ عام طور پر مدینہ منورہ میں نہ پائی جاتی تھیں، کیونکہ گندم اور شہد وغیرہ تو بالکل نایاب تھے اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں معروف اشیاء کو ذکر کیا اور چاول وغیرہ سے جو بنایا جاتا ہے۔ اگر وہ عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور ان کی طرح نشہ دیتا ہے تو اُس کو بھی اسی اعتبار سے خمر کہا جاتا ہے۔ تین اشیاء میں سے ایک دادا کی وراثت کا مسئلہ ہے کہ وہ بھائی کے لئے واجب ہے یا اس کے ہوتے ہوئے خود محبوب ہو جاتا ہے یا اس کے ساتھ مقاسمہ کرتا ہے۔ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ دوسرا کلالہ کا مسئلہ ہے جس کی اولاد اور والد نہیں ہوتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ سود کے مسائل ہیں۔ چاول کی شراب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں معروف نہ تھی اور نہ ہی مدینہ منورہ میں پائی جاتی تھی۔

قولہ وَقَالَ حجاج، حجاج امام بخاری کے استاذ ہیں۔ وہ حماد بن سلمہ کے ذریعہ ابی حیان سے ذکر کرتے ہیں۔ یعنی حجاج بن منہال نے مذکور حدیث میں عنب کی جگہ زبیب کو ذکر کیا ہے اور انہوں نے یہ حدیث ابی حیان سے اسی اسناد اور متن کے ساتھ عنب کا بدل زبیب ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حجاج سے بطور مذاکرہ ذکر کیا ہے جبکہ ابن عبد البر نے مسند میں موصول ذکر کیا ہے (یعنی)

صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہمارے نزدیک شراب (خمر) وہ ہے جو انگور کا پھوڑا سخت ہو جائے اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ خمر انگور کے عصیر کے ساتھ مختص ہے نیز خمر کی تحریم قطعی ہے اور انگوری شراب کے سوا دوسروں کی تحریم ظنی ہے اور خمر کو اس لئے خمر نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے بلکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مسکر ہو جاتی ہے اور یہ انگوری شراب کے ساتھ خاص ہے جیسے خمر ظہور سے مشتق ہے پھر وہ شراب کے ساتھ مختص ہو گیا ہے۔ اہل لغت کو اس میں اتفاق ہے کہ شراب انگور کی ہے اور جو دوسری اشیاء سے



ابْنُ غَنَمٍ الشَّعْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو مَالِكٍ أَنَّ الشَّعْرِيَّ وَاللَّهِ  
مَا كَذَبَنِي سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ  
يَتَعَلَّقُونَ الْحُرَّ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى بَحْنِبِ عِلْمٍ  
يُرْوَحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ تَأْتِيهِمْ يَعْنِي الْفَقِيرُ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ ارْجِعْ إِلَيْنَا  
غَدًا فَيَبِيتُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعِلْمَ وَيَمْسَحُ آخِرِينَ قِرْدَةً وَخَنَازِيرًا إِلَى  
يَوْمِ الْقِيَمَةِ

ع ۲۳۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں

بنائی جاتی ہے اس کو مجازاً خمر کہتے ہیں۔ کما مَرَّ تَفْصِيْلُهُ (حدیث ع ۲۳۰ ج ۲: ۶ کی شرح دیکھیں) نیز حدیث :

## باب جو شراب کو حلال جانے اور اس کا کوئی اور نام رکھے، میں روایات،،

۶۱۳۱۔ ترجمہ : عبد الرحمن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہ مجھے ابو عامر یا ابو مالک اشعری  
نے کہا بخدا! اُس نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا میری  
اقت سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم اور شراب اور لہو کے آلات حلال سمجھیں گے اور لوگ پہاڑ کے دامن  
میں اتریں گے رات کو اُن کے جانور آئیں گے تو اُن کے پاس حاجت مند فقیر آئے گا وہ اُسے کہیں گے اب پس  
چلا جا کل ہمارے پاس آؤ تو رات ہی کو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے گا اور اُن پر پہاڑ رکھ دے گا اور دوسرے  
کو بند راور خنزیر مسخ کر دے گا۔ قیامت تک اسی طرح رہیں گے،،

۶۱۳۱۔ شرح : بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے شک کی  
وجہ سے اُس کو مستند نہیں کیا اور کہا ابو عامر یا ابو مالک نے کہا۔ لیکن یہ صحیح  
نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں۔ لہذا صحابی میں تردید مضطر نہیں اور وہ واللہ ما کذبنی، صحابی کے  
صدق میں مبالغہ ہے کیونکہ صحابہ کی عدالت معروف ہے۔ یہ بات مخفی نہیں کہ معصیت کو حلال جاننا کفر ہے  
لہذا اس جماعت کو اُمتی کہنا پہلے زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ اگر وہ تاویل کے ساتھ حرام جانیں گے تو اُمت کے



## بَابُ الْإِنْتِزَاعِ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالتَّوَرِّ

۶۱۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُولُ أَتَى ابْنُ أَبِي سَعِيدٍ  
بِالسَّاعِدِيِّ فَدَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهِ فَكَانَتْ أُمْرَاتُهُ  
خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَمْرُوسُ قَالَتْ أَتَدْرُونَ مَا سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهُ ثَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوَرِّ

خارج نہ ہوں گے۔ قولہ لُتَخْلَوْنَ الْحَرَّ بِكسر الحاء وتخفيف الراء یعنی فرج دشرمگاہ) ہے یعنی لوگ زنا حلال سمجھیں گے۔ قولہ وَالْمَعَارِفُ، معارفہ کی جمع بمعنی آلات لہو و لعب ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ اس امت میں خسفت و مسخ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں کے سینوں سے قرآن نکل جائے گا اور خشوع و خضوع اور امانت اُن میں نہ رہے گی۔ اس سے بڑھ کر مسخ کیا ہوگا؟ خطاب نے کہا دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی خسفت و مسخ ہوگا۔ بعض نے کہا لوگوں کے دل مسخ ہو جائیں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعید بن منصور کی کتاب میں اُن کے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں میری امت سے لوگ بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ توحید و رسالت کی گواہی دیتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں وہ نمازیں پڑھیں گے، روزے رکھیں گے، حج کریں گے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر وہ ایسے کیوں ہو جائیں گے۔ حضور نے فرمایا وہ آلات لہو اینائیں گے۔ گانے کی آوازیں پسند کریں گے اور دُفین بجائیں گے اور شراب پیئیں گے وہ لہو و لعب اور شرابی میں رات گزاریں گے اور صبح کو بندر اور خنزیر ہو جائیں گے۔

امام ترمذی کے نوادر میں ابو امامہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خوف و ہراس طاری ہوگا تو لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے۔ اچانک وہ بندر اور سور ہوں گے۔ واللہ اعلم! (یعنی)

## بَابُ بَرْتَنُورٍ اور پتھر کے برتن میں نبید بنانا

۶۱۳۲۔ ترجمہ: ابو حازم نے کہا میں نے سہل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو اسید سعدی



## بَابُ تَرْخِیْصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

### فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدُ النَّهْيِ

۶۱۳۳ — حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّهُ لَا بَدَأَ لَنَا مِنْهَا قَالَ فَلَا إِذَا وَقَالَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهَذَا

آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اس کی بیوی حضرات صحابہ کرام جو مدعو تھے کی خادم تھی، حالانکہ وہ دلہن تھی۔ کہا گیا تم جانتے ہو کہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا اس نے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔

۶۱۳۲ — شرح : کھجوروں کو پانی میں بھگونے کو نفیج کہتے ہیں۔ مہلب نے کہا اگر بقیع سخت نہ ہو تو حلال ہے۔ جب سخت ہو جائے اور جوش مارے تو حرام ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی شرط کی ہے کہ اس کی جھاگ ظاہر ہو؛ لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا محض سخت ہونے اور جوش مارنے سے حرام ہو جائے گا

## بَابُ سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَابِرَتْنُوں مِیں نَبِیْذ

### سے منع کرنے کے بعد رخصت دینا

۶۱۳۳ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا انصار نے کہا ہمارے لئے ان سے خلاصی نہیں تو فرمایا اس وقت



۶۱۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ هَذَا

وَقَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ

۶۱۳۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي عِيَّاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

ابْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأُسْقِيَةِ قِيلَ

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَّخَصَ لَهُمْ

فِي الْحَجَرِ غَيْرِ الْمَزْفَتِ

جبکہ تمہیں ان کے بغیر چارہ نہیں ان کے استعمال کی ممانعت نہیں۔ یحییٰ بن سعید نے سفیان، منصور، سالم بن ابی الجعد کے ذریعہ حضرت جابر سے یہ حدیث بیان کی۔

۶۱۳۳۔ شرح : یعنی ان برتنوں کی احتیاجی نہ ہونے کے باعث ان سے منع کیا گیا تھا جب یہ ظاہر ہوا کہ ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور انہیں ان کے استعمال کی شدید حجت

سے تو استعمال کرنے کی اجازت دے دی یا فی الحال وحی کے نزول کے سبب یہی منسوخ ہوگئی تھی یا اس مسئلہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر حکم موقوف تھا۔ نیز یہ بھی تحریمی نہ تھی اور جو حکم معنی کے اعتبار سے ممنوع ہو وہ معنی زائل ہونے کے باعث بھی زائل ہو جاتی ہے جیسے راستہ میں بیٹھنے سے لوگوں کو اس لئے منع کیا تھا کہ مسلمانوں کے حقوق ادا نہ کرتے تھے۔ اور جب وہ یہ حکم بجالائے تو ممانعت بھی ختم کر دی۔ راستہ کا حکم یہ تھا کہ راہ گزر کے سلام کا جواب دیں اور نظریں نیچی رکھیں جب انھوں نے یہ بجالانے کا اعتراف کر لیا تو راستہ میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

۶۱۳۴۔ ترجمہ : عبد اللہ بن محمد نے کہا ہم سے سفیان نے یہ حدیث بیان کی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور مخصوص برتنوں سے منع فرمایا۔

۶۱۳۵۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزوں کے سوا دوسرے مخصوص برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم



۶۱۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ  
 حَدَّثَنَا سُليْمٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّمِيْمِيِّ عَنْ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ  
 عَنْ عَلِيٍّ نَهَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْمُرْفَةِ  
 ۶۱۳۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْاَوْعَمِشِ  
 هَذَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ  
 قَالَ قُلْتُ لِلْاَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ اَنْ  
 يُنْتَبَذَ فِيْهِ فَقَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ مَا نَهَى النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَتْ نَهَانَا اَهْلَ الْبَيْتِ اَنْ يُنْتَبَذَ  
 فِي الدُّبَاءِ وَالْمُرْفَةِ قُلْتُ اَمَا ذَكَرْتَ الْجُرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ اِنَّمَا اُحَدِّثُكَ  
 مَا سَمِعْتُ اَفَا حَدَّثْتُكَ مَا لَمْ اَسْمَعْ

سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص مشکیزہ نہیں پاتا تو حضور نے تارکول کے برتن کے علاوہ مشکے میں نبیذ بنانے کی رخصت دی۔  
 شرح : کرمانی نے کہا اس کلام کے سیاق کا مقصود یہ ہے کہ کلام میں لفظ الا، پڑھا  
 جائے یعنی نَحْنُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْاَوْعَمِشِ الْاَعْنِ  
 الْاَوْسَقِيَّةَ، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طرفوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا مگر مشکیزوں سے منع نہیں فرمایا۔  
 ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکول کے  
 برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ عثمان بن ابی شیبہ نے جریر بن عبد الحمید  
 کے ذریعہ سلیمان الاعمش سے یہ حدیث بیان کی۔

۶۱۳۵۔ شرح : کرمانی نے کہا اس کلام کے سیاق کا مقصود یہ ہے کہ کلام میں لفظ الا، پڑھا  
 جائے یعنی نَحْنُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْاَوْعَمِشِ الْاَعْنِ  
 الْاَوْسَقِيَّةَ، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طرفوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا مگر مشکیزوں سے منع نہیں فرمایا۔  
 ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکول کے  
 برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ عثمان بن ابی شیبہ نے جریر بن عبد الحمید  
 کے ذریعہ سلیمان الاعمش سے یہ حدیث بیان کی۔  
 ۶۱۳۶۔ پہلی حدیث میں صرف مشکے کا ذکر تھا اس حدیث میں تارکول کے برتن کو بھی ذکر کر دیا  
 ترجمہ : ابراہیم نخعی نے کہا میں نے اسود سے کہا کیا تم نے المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
 سے اُن برتنوں کے متعلق پوچھا ہے جن میں نبیذ بنانا مکروہ ہے۔ اسود نے کہا  
 ہاں (پوچھا ہے میں نے کہا) یا ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے



۶۱۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ  
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ  
ابْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَزِّ الْأَخْضَرِ  
قُلْتُ أَلْيَشْرَبُ فِي الْأَبْيَضِ قَالَ لَا بَابُ نَقِيعِ الثَّمَرِ مَا لَمْ يُسَكَّرْ

ام المؤمنین نے فرمایا ہم اہلبیت کو گدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا آپ  
نے جز اور ختم کو ذکر نہیں کیا۔ انھوں نے کہا میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے سنا ہے کیا میں وہ  
بیان کروں جو میں نے نہیں سنا؟

۶۱۳۷۔ شرح : قَوْلُهُ أَهْلُ الْبَيْتِ ، اختصاص کے طور پر منصوب ہے یا ”نھانا“ میں  
ضمیر منصوب سے بدل ہے۔ قَوْلُهُ قُلْتُ أَمَا ذَكَرْتُ ، میں قائل ابراہیم نخعی  
میں اسود سے خطاب کرتے ہیں۔ ختم ، سبز مٹکے ہیں جن میں مدینہ منورہ میں شراب لائی جاتی تھی۔ اس کا واحد  
ختمہ ہے۔ ان میں نبیذ بنانے سے اس لئے منع فرمایا کہ ان میں شراب کے اثر کے باعث نبیذ جلد سخت ہو جاتا  
ہے اور نشہ دینے لگتا ہے۔

۶۱۳۸۔ ترجمہ : عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز مٹکوں  
میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا سفید مٹکوں میں نبیذ پی لیا کریں

۶۱۳۸۔ شرح : یعنی جو حکم سبز مٹکے کا ہے۔ وہی سفید مٹکے کا ہے۔ سبز مٹکے کو صرف اس  
لئے ذکر کیا ہے کہ ان کی عادت تھی کہ وہ غالباً سبز مٹکوں میں نبیذ بنایا کرتے

تھے۔ لہذا ”اخضر“ کی قید احترازی نہیں یہ واقع کا بیان ہے۔ بذات خود برتنوں کو تحلیل و تحریم میں دخل نہیں  
امام شافعی رضی اللہ عنہ نے سفیان، ابواسحاق کے ذریعے ابن ابی اوفی سے روایت کی کہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز، سفید اور سرخ مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ نبی کا تعلق  
اسکار (نشہ دینا) سے ہے۔ سبز یا سفیدی وغیرہ سے نہیں۔

باب کھجور کا شیرہ جب تک نشہ نہ دے

۶۱۳۹۔ ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعدی سے سنا کہ ابو اسید ساعدی



۶۱۳۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَوْ أَبَا أَسِيدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتْ امْرَأَتُهُ خَادِمَةً يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوسُ فَقَالَتْ مَا تَدْرُونَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعْتُ لَهُ ثَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ

بَابُ الْبَازِقِ وَمَنْ نَهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْأَشْرِبَةِ وَرَأَى عُمَرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُعَاذُ شَرِبَ الطَّلَاءَ عَلَى الثَّلْثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَالْأَوْجِيفَةُ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْرَبَ الْعَصِيرُ مَا دَامَ طَرِيًّا وَقَالَ عُمَرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَجِحَ شَرَابٍ وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدَتْهُ

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اس دن ان کی بیوی ان کی خادم بھتی، حالانکہ وہ دلہن بھتی۔ اُس نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا نفع کیا تھا میں نے رات کو کھجوریں پتھر کے برتن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھگو رکھی تھیں۔  
(حدیث : ع ۶۱۳۲ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْبَازِقِ اور جس نے ہرنش  
اور شراب سے منع کیا،

بازق بازہ کا معرب ہے یہ فارسی لفظ ہے اور وہ پختہ شراب ہے۔ بعض نے کہا بازوق وہ ہے جو پکانے سے دو تہائی جاتا رہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے۔ اس کو مثلث بھی کہتے ہیں یہ شراب



۶۱۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي  
الْجَوْنِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَازِقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَازِقَ  
فَمَا أَسْكَرَهُ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ الشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ قَالَ لَيْسَ بَعْدَ  
الْحَلَالِ الطَّيِّبِ إِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيثُ

کی قسم ہے۔ اخاف کے نزدیک یہ انگوروں کا پھوڑ ہے جب اس کو پکایا جائے اور دو تہائی سے کم جاتا رہے۔  
اس کو طلاء بھی کہتے ہیں اس کو پینا حرام ہے۔ بعض نے کہا طلاء وہ ہے جو ایک تہائی جاتا رہے اور دو تہائی باقی  
رہ جائے اگر نصف جاتا رہے تو اس کو مُنْصَف کہتے ہیں۔ اگر تھوڑا سا پکایا جائے تو وہ باذق ہے جب یہ  
جوش مارنے لگیں اور سخت ہو کر ان پر جھاگ آجائے تو ان کو پینا حرام ہے۔ اسی طرح تر تھجوروں کا لقیح بھی  
جب جوش مارنے لگے اور سخت ہو کر جھاگ مارے تو اس کو بھی پینا حرام ہے۔ یہی حال منقہ کا ہے جب جوش  
مارنے لگے اور سخت ہو کر جھاگ مارے تو اس کو بھی پینا حرام ہے، لیکن ان اشیاء کی حرمت شراب کی  
حرمت سے کم ہے۔ حتیٰ کہ ان کو حلال جاننے والا کافر نہیں اور جب تک یہ نشہ نہ دیں ان کو پینے سے  
حد واجب نہیں۔ یہ ملکہ سے پلید میں (علینی)

قولہ رَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَضْرَتَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما نے کہا جب  
عصیر عنب پکایا جائے اور وہ ایک تہائی باقی رہ جائے اور دو تہائی جاتا رہے تو وہ طلاء ہے اس کو پینا  
جائز ہے۔ حضرت براء بن عازب اور ابوجحیفہ وہب بن عبد اللہ نے مُنْصَف پیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
نے فرمایا جب تک تازہ ہے پیو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عبید اللہ بن عمر سے شراب کی بو  
پائی ہے۔ میں اس سے پوچھوں گا اگر اُس نے نشہ دیا تھا تو میں اس کو کوڑے ماروں گا۔ (اس عبارت میں  
حذف ہے دراصل عبارت اس طرح ہے۔ پھر عمر فاروق نے اپنے بیٹے عبید اللہ سے پوچھا اور اس کو نشہ  
پایا تو اس کو کوڑے مارے) محض شراب کی بو آنے سے حد کے جواز میں اہل علم کا اختلاف ہے صحیح ترین  
ہے کہ کسی کے منہ سے محض شراب کی بو آنے سے حد واجب نہیں۔

جس کو نشہ آیا ہو اگر اس کا کلام خلط ملط ہے اور اس کی شرمگاہ بھی بہہ نہ ہو گئی ہو تو اس کو سکران  
کہتے ہیں۔ بعض نے کہا سکران وہ ہے جو زمین و آسمان میں امتیاز نہ کر سکے اور طول و عرض کو جاننے (یہ پر حد واجب  
ترجمہ: البو جریہ یہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق  
کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باذق کا حکم

۶۱۲۰۔



۶۱۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ  
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلَاءَ وَالْعَسَلَ

بَابُ مَنْ رَأَى أَنْ لَا يَخْلُطَ الْبُسْرُ وَالْمُرَّ

إِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لَا يَجْعَلَ إِذَا مَيَّنَ فِي إِدَامٍ

۶۱۴۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ  
عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنْ لَاقِيَ أَبَاطِلَةَ وَأَبَادِجَانَةَ وَسَهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ  
خَلِطَ بُسْرًا تَمْرًا ذُحْرًا فَفَتَاهَا وَأَنَاسِيَهُمْ وَأَصْغَرَهُمْ

کا حکم پہلے ہی فرما گئے ہیں کہ جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ اُس نے کہا شراب جو حلال طیب ہے فرمایا  
حلال طیب کے بعد صرف حرام خبیث ہی ہے۔

۶۱۴۰۔ شرح : باذق شہد کی شراب ہے۔ جب یہ نشہ دے تو اس کا نام تبدیل  
کرنا مفید نہیں ہے۔ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل کو دیکھا کہ

وہ اس نام کے باعث حرام شراب کو حلال جاننے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ فرماتے ہوئے کہ جو نشہ دے  
حرام ہے۔ اس کو منع فرمادیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کلام ”کہ حلال طیب کے بعد محض حرام  
خبیث ہے“ کا معنی یہ ہے کہ حرام میں شبہات واقع ہوتے ہیں اور وہ خبیث ہیں۔

۶۱۴۱۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی  
شئی اور شہد کو بہت پسند فرماتے تھے۔

۶۱۴۱۔ شرح : اس حدیث کی یہاں مناسبت اس طرح ہے کہ جو یکی ہوئی چیز میٹھی  
ہو۔ حضور اسے بسیار پسند فرماتے تھے اور انگوروں کا پھوڑ جب نشہ آور

نہ ہو میٹھا حلال طیب ہے۔ آپ یہ کھاتے تھے اسی طرح کھجوروں کا عصیر شہد کی مثل ہے۔



وَأَنَا نَعْدُهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَرِثِ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ  
 سَمِعَ أَنَسًا ۶۱۴۳ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي  
 عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيبِ  
 وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ

**باب جس نے دیکھا کہ تر اور خشک کھجوروں کو  
 ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے جبکہ ان کو بلانا مسکر ہو،  
 اور دو سالن ایک حبگہ نہ کرے،**

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابو طلحہ، ابو دجانہ اور سہل بن  
 بیضاء کو نبیذ پلارہا تھا جو تر اور خشک سے خلط کیا ہوا تھا۔

رجوشہ آور تھا، اچانک شراب حرام ہو گئی تو میں نے اس کو زمین پر پھینک دیا۔ میں اُن کا ساقی تھا اور  
 سب سے کمسن تھا۔ ہم اُس سے خلط کو شراب شمار کرتے تھے۔ عمرو بن حارث نے کہا ہم سے قتادہ نے  
 بیان کیا کہ انہوں نے انس سے حدیث سنی،

شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث مذکور  
 حضرات اس روز تر اور خشک کھجور سے ملا ہوا نبیذ پی رہے تھے جو

مسکر تھا جب انہیں خمر کی تحریم کی خبر پہنچی تو اس کو زمین پر پھینک دیا اور اسے ترک کر دیا لہذا یہ وہ لوگ  
 ہیں جن کی رائے میں بسر اور تمر کو ملا کر نبیذ بنانا جائز نہیں (حدیث ۶۱۲۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابن جریر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی  
 کہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے منقہ، خشک، تر اور پکی ہوئی کھجوروں سے منع فرمایا۔

شرح: اس حدیث میں صراحتہ خلط مذکور نہیں۔ مسلم نے اس کو صراحتہ بیان  
 کیا کہ رطب اور بسر کو اور منقہ اور خشک کھجور کو جمع نہ کرو اس میں



۶۱۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الثَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالزَّبِيبِ وَلَيْسَ بِذَلِكَ وَاحِدٌ  
عَلَى حَدِيثٍ بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ بَيْنِ

حکمت یہ ہے کہ دو نوع ملانے سے ان میں بہت جلد نشہ آجاتا ہے اور وہ اس کو صرف نبیذ ہی  
خیال کرتے ہیں۔ کرمانی نے ذکر کیا حدیث کا معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقہ اور خشک  
کھجور کو اسی طرح تر اور پکی ہوئی کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اس سے یہ مراد نہیں کہ ان  
چار میں سے ہر ایک سے منع فرمایا۔ اور نہ یہ مراد ہے کہ چاروں اور تینوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع  
فرمایا اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ پہلی دو اور دوسری دو کو ملانے میں تخصیص ہے کہ ان کو ملا کر نبیذ نہ بنایا  
جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان چاروں میں سے جن دو سے نبیذ بنایا جاتا ہے ان کو جمع نہ کیا جائے  
کیونکہ اس طرح سکر بہت جلد آتا ہے۔

۶۱۴۴۔ ترجمہ : ابوقتادہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اور پکی  
کھجور اور منقہ کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور چاہیے  
کہ ان میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ نبیذ بنایا جائے۔

۶۱۴۴۔ شرح : علامہ کرمانی نے کہا جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جب تک نشہ پیدا  
نہ ہو یہ نہی تنزیہی ہے۔ بعض مالکی حرام کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ  
رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مکروہ نہیں کیونکہ جو تنہا پکائی جائے تو حلال ہو جب اس کے ساتھ غیر کو ملا کر پکایا جائے  
تو بلاکراہت حلال ہے۔ البتہ یہ اسراف ہے، لیکن اس قدر اسراف مباح ہے حرام نہیں۔ ابوداؤد نے  
اپنے اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے لئے زبیب اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنایا جاتا ہے کبھی کھجور کو پانی میں ڈال کر اس میں منقہ ڈالا جاتا تھا  
لہذا امام ابوحنیفہ کا مسلک حدیث کے مطابق ہے۔

## باب دودھ پینا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اسرگین اور خون کے درمیان میں دودھ ستھرا پینے والوں کے لئے بہت پسند



فَرِثٌ وَدِيمٌ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ  
 ۶۱۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا  
 يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحٍ لَبَنٍ وَقَدَحٍ  
 خَمْرٍ ۶۱۲۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا سَالِمُ  
 أَبُو النَّضْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَيْرَ أُمَوِيٍّ أُمَّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ  
 قَالَتْ شَكَ النَّاسُ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
 عَرَفَةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ وَكَانَ سُفْيَانُ بِمَكَا

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو ایک پیالہ دودھ اور ایک پیالہ شراب کا پیش کیا گیا۔

۶۱۲۵۔

شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جانور جب  
 چارہ کھائے اور وہ اس کے معدہ میں قرار پکڑ لے تو اس کا نچلہ

۶۱۲۵۔

حصہ گوبر اور فضلہ وغیرہ بن جاتا ہے۔ درمیانہ دودھ اور اوپر والا حصہ خون بن جاتا ہے اور اس پر جگر تسلط  
 ہوتا ہے وہ اس کی تقسیم کرتا ہے وہ خون کونالیوں میں پہنچا دیتا ہے۔ دودھ کو پستانوں میں اور گوبر وغیرہ  
 معدہ میں تنہا رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خالص یعنی خون کی مٹھنی اور گوبر کی غلاطت سے خالص ہوتا  
 ہے اور لذیذ بن جاتا ہے۔ پینے والوں کے گلوں سے صاف گزرتا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کر کے ان میں اختیار دیا گیا کہ جو چاہیں پی لیں؛  
 حالانکہ دودھ پاک حلال ہے اور شراب نجس حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شراب جنت سے لائی گئی تھی  
 اور یہ شراب طہور تھی جبکہ جنت کی شراب حرام نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے اس وقت  
 شراب حرام نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہ شراب طہور تھی حرام نہ تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے  
 یہ تعبیر کیوں کی کہ اگر پی لیتے تو امت گمراہ ہو جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ گو جنت کی شراب پاک ہے،  
 حلال ہے لیکن دنیا میں اس کی تاویل وہی ہے جو جبرائیل علیہ السلام نے ذکر کی تھی (یعنی اشعة اللغات)



نقیع وادی حقیق میں جگہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے لئے چراگاہ رکھی ہوئی تھی۔ وہ مدینہ منورہ سے بیس فرسخ دور ہے۔ قولہ 'الْآخِرَةُ'، 'الْآخِرَةُ' صلاً حروفِ تَحْضِیْضِ ہے اسی سے حوت



۶۱۴۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا

الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ رَأَاهُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ أَبُو حَمِيدٍ  
رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنَ النَّقِيعِ بِأَنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآخِرُ تَهُ وَلَوْ أَنَّ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا وَ

حَدَّثَنِي أَبُو سُوَيْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا

۶۱۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ

أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ  
وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَدَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَعَلَبْتُ كُنْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِي قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتَّى  
رَضِيتُ وَأَنَا سَرَّاقَةٌ بَنُ جُعْشِمٍ عَلَى فَرَسٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَطَلَبَ إِلَيْهِ  
سَرَّاقَةٌ أَنْ لَا يَدْعُو عَلَيْهِ وَأَنْ يَرْجِعَ ففَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا خمار ہے، کیونکہ وہ اس سے سر کو چھپاتی ہے۔ یعنی کم از کم تو اس کے عرض پر لکڑی رکھ لیتا۔ واللہ وسوالہ علم  
ترجمہ: اعمش نے کہا میں نے ابو صالح کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا میرا خیال ہے وہ  
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ ابو حمید انصاری

نقیع سے دودھ کا برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو حضور نے فرمایا تو نے اس کو ڈھانپا کیوں  
نہیں اگرچہ اس کے عرض پر لکڑی رکھ لانا۔ ابوسفیان نے جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ  
روایت کی ہے (یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے)

ترجمہ: ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے  
سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے تشریف لائے جبکہ ابو بکر

۶۱۴۹۔ صدیق نے کہا ہم ایک چرواہے کے پاس سے گزرے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تھی۔



۶۱۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ  
 حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللَّفْحَةُ الصَّفِيَّةُ مِنْهُ تَغْدُو  
 بِإِنَاءٍ وَتُرْوَحُ بِأَخَرٍ ۶۱۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ لایا وہ حضور نے پیاتو میں خوش ہو گیا  
 سراقہ بن مالک گھوڑے پر سوار ہمارے پاس آگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کا ارادہ کیا تو  
 سراقہ نے حضور سے اس پر بددعا نہ کرنے کی عرض کی اور یہ کہ وہ واپس چلا جائے گا تو بنی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

۶۱۴۹۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 غیر کے مال سے یہ دودھ کیسے پیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ  
 چرواہا حربی غیر مومن تھا اس کا مال مباح تھا یا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ ان کے دودھ پینے کو اچھا جانتا تھا یا ایسے وقت دودھ پینے میں گوجر  
 نہیں سمجھتے ہیں یا مالک نے چرواہے کو اجازت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی دودھ پینا چاہے تو انکار  
 نہ کرے (حدیث ع ۳۳۸۲ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۵۰۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ دودھ دینے والی اونٹنی یا دودھ  
 دینے والی بکری کا عطا کرنا ہے جو ایک برتن صبح بھرے اور ایک برتن شام کو بھرے۔

۶۱۵۱۔ شرح : لَفْحَةُ دودھ دینے والی اونٹنی۔ صَفِيَّةٌ بروزن فعیل معنی مفعول بہت  
 دودھ دینے والی۔ مِنْحَةٌ بمعنی عطیہ جو کسی کو دے تاکہ وہ اس کا  
 دودھ پئے پھر واپس کر دے۔ تَغْدُو، غَدُو سے بمعنی صبح تَرْوَحُ رَوَاح سے بمعنی شام۔ اس سے  
 مراد زیادہ دودھ ہے (حدیث ع ۲۴۵۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابراہیم بن طہمان نے شعبہ اور قتادہ کے ذریعہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ  
 سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سدرۃ المنتہی کی طرف  
 اٹھایا گیا تو میں نے اچانک چار نہریں و ظاہر اور دو باطن دیکھیں جو نہریں ظاہر جاری تھیں وہ نیل اور



عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ  
دَسْمًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ  
ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعْتُ إِلَى السِّدَّةِ  
فَإِذَا أَرْبَعَةٌ أَهْمَارُ نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ  
فَالنَّيْلُ وَالْفَرَاتُ وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَالنَّهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأُيُتُّ بِثَلَاثَةِ  
أَقْدَاحٍ فِيهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيهِ خَمْرٌ فَأَخَذْتُ  
الَّذِي فِيهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيلَ لِي أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ وَ  
قَالَ هِشَامٌ وَسَعِيدٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَعَصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَنْهَارِ ثَلَاثَةٌ وَلَمْ يُذَكِّرُوا  
ثَلَاثَةَ أَقْدَاحٍ

فرات میں اور جو باطن میں تھیں وہ جنت میں تھیں۔ پھر مجھے تین پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھ دوسرے  
میں شہد اور تیسرے میں شراب تھی۔ میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور اسے پی لیا مجھے کہا گیا کہ  
آپ نے اور آپ کی اُمت نے فطرت اسلام کو پایا۔ ہشام، سعید، ہمام، قتادہ اور انس بن مالک نے  
مالک بن صعصعہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار مہریں اس کی طرح ذکر کیں اور تین پیالے ذکر نہیں کئے  
شرح: اس حدیث میں تین پیالے مذکور ہیں جبکہ پہلی حدیث میں دو پیالے ذکر کئے ہیں لیکن ان میں  
منافات نہیں، کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں دو پیالے بیت المقدس میں  
سدرۃ المنتہی کی طرف اٹھائے جانے سے پہلے پیش کئے گئے تھے اور تین پیالے سدرہ المنتہی پر پیش  
کئے گئے تھے۔ (حدیث ع ۶۱۱۹ ج ۸ کی شرح دیکھیں)



## بَابُ اسْتِعْدَادِ الْمَاءِ

۶۱۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ

ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ  
أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ النَّصَارِيِّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبَّ  
مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُجَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ قَالَ أَنَسٌ  
فَلَمَّا نَزَلْتُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ  
وَأَنْ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرُجَاءَ وَأَنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بَرَّهَا وَذُخْرَهَا  
عِنْدَ اللَّهِ فَضَعَمَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَرَاكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِزْ ذَلِكِ مَالٍ رَاجِحٌ أَوْ رَاجِحٌ شَكَى عَبْدُ اللَّهِ  
وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تُجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ  
أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَفِي  
بَنِي عَمِّهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَنَحْيِي رَاجِحٌ

## بَابُ مَبْهَاطِي

۶۱۵۲ — ترجمہ : انس بن مالک نے کہا ابو طلحہ مدینہ منورہ میں کھجوروں کے اعتبار

سے تمام انصار سے زیادہ مال دار تھے۔ اور ان کا محبوب ترین

مال بئرحاء تھا اور وہ مسجد شریف کے سامنے تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے



## بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالنَّاءِ

۶۱۵۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا

يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا وَأَتَى دَارَهُ فَحَلَبَتْ شَاةٌ فَشَبَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبُرْقَتَاوَلِ الْقَدَحِ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ الْأُيَمَنُ

اور اس میں بیٹھا پانی پیتے تھے۔ انس نے کہا جب یہ آیت کریمہ: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ، نازل ہوئی (تم ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اپنے محبوب مال سے خرچ کرو) تو ابو طلحہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ہرگز نیکی نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اپنے محبوب مال سے خرچ کرو۔ اور میرا محبوب مال بُرہا ہے اور وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے میں اس کی بھلائی اور اللہ کے پاس ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں یا رسول اللہ! جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے اس کو رکھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت اچھا یہ مال نفع مند ہے یا آرام دینے والا ہے۔ عبد اللہ بن مسلمہ نے شک کیا ہے، جو تم نے کہا میں نے سنا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو اپنے قریبی لوگوں میں خرچ کرو۔ ابو طلحہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں کرتا ہوں تو ابو طلحہ نے اس کو اپنے اقارب اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ اسماعیل اور یحییٰ بن یحییٰ نے مال راسخ کہا ہے۔ (حدیث ۱۳۷۸ ج ۲: کی شرح دیکھیں)

## بَابُ دُودِهِ پَانِی کے ساتھ ملا کر پینا

۶۱۵۳ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دودھ پیایا ہے۔ حضور میرے گھر تشریف لائے تو میں نے بکری دودھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کنوئیں سے اس میں پانی ملایا۔ حضور نے



۶۱۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ  
 حَدَّثَنَا قَلِيمُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَ  
 مَعَهُ صَاحِبٌ فَقَالَ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ  
 عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَتِّهِ وَالْأَكْرَعُنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ  
 الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي مَاءٌ بَائِتٌ  
 فَأَنْطَلِقُ إِلَى الْعَرِيشِ قَالَ فَأَنْطَلِقَ بِمَا فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ  
 مِنْ دَاجِنٍ لَهُ قَالَ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ  
 الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ

پیالہ پکڑا اور پیا جبکہ آپ کے پاس ابوبکر صدیق تھے اور دائیں ایک اعرابی بیٹھا تھا۔ حضور نے اعرابی  
 کو بچا ہوا دودھ دیا۔ پھر فرمایا حق اس شخص کا ہے جو دائیں ہو پھر وہ حق دار ہے جو اس کے دائیں ہو،،  
 (حدیث ۲۴۰۱ جلد ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۱۵۴۔ ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ایک صحابی  
 تھے (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) حضور نے اسے فرمایا اگر تمہارے پاس مشکیرہ میں رات کا پانی ہے تو قبہا، ورنہ ہم  
 اس کھال سے پی لیتے ہیں۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا وہ انصاری اپنے باغ میں پودوں کو پانی دے  
 رہا تھا۔ جابر نے کہا اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس رات کا پانی ہے۔  
 آپ میری جھونپڑی کی طرف تشریف لائیں۔ راوی نے کہا حضور اپنے اور اس کے ساتھ جھونپڑی میں تشریف  
 لے گئے۔ انصاری نے پیالہ میں پانی ڈالا پھر اپنی گھریلو بکری سے اس پر دودھ دوٹا۔ جابر کہا جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیا پھر اس صاحب نے پیا جو حضور کے ساتھ تھا۔

۶۱۵۴۔ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس



بَابُ شَرَابِ الْحَلَوَاءِ وَالْعَسَلِ  
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةِ تَنْزِيلِ لَآئِنَهُ  
رَجُسُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ  
فِي السَّكْرِ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِي مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

انصاری مرد کا نام ابو الہیثم بن نہبان تھا۔ مشکیزہ کو شرب کہتے ہیں۔ قولہ الا کرعنا، یعنی اگر تمہارے پاس پانی ہے تو بلاؤ، ورنہ ہم اس کھال سے منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔ عریش باغ میں بیٹھنے کے لئے جھونپڑی بناتے ہیں۔ داجن گھریلو بکری ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت گرمی میں ٹھنڈا پانی طلب کرنا جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی فاضل بزرگ اپنے مخلص کے پاس جہاں وہ رہتا ہو قصد کر کے جاسکتا ہے۔ نیز پینے کے لئے دودھ میں پانی ملانا جائز ہے پینے کے لئے پانی ملانا جائز نہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میزبان جب کھانا پیش کرے تو مہمان کے لئے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ یہ کھانا کیسا ہے، البتہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ میزبان کا اکثر مال حرام ہے۔ تو وہ کھانا ہی جائز نہیں چہ جائیکہ اس کے متعلق دریافت کرے۔

## بَابُ مِیْطِیْ چِیز اور شہد پینا

زہری نے کہا شدید ضرورت کے وقت بھی انسانوں کا پیشاب پینا جائز نہیں، کیونکہ یہ پلید ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نشہ آور کے متعلق کہا اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء تمہارے لئے حرام اشیاء میں نہیں کی۔

شرح : کھجوروں یا شہد میں پانی ڈالیں اور وہ میٹھا ہو جائے تو اسے حلواء کہتے ہیں عنوان میں عسل کا حلواء پر عطف خاص کا عام پر عطف ہے۔ زہری کا قول ذکر کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ حلواء اور شہد اور ہر میٹھی شئی طیبات سے ہیں اور حلال ہیں اور بول طیبات سے نہیں نجس ہے کسی حال میں وہ پینا جائز نہیں، لیکن یہ جمہور کے خلاف ہے اور اس کی علت بیان کرنا کہ یہ رجس (پلید) ہے بھی درست نہیں کیونکہ مردار، خون اور سوراخ گوشت بھی پلید ہیں لیکن ضرورت کے وقت مباح ہیں۔ شافعیہ کے



بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا

٤١٥٦ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْعِرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ  
ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ أَتَى عَلِيٌّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي رَاحَةَ فَشَرِبَ قَائِمًا  
فَقَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدَهُمْ أَنْ يَشْرَبَ هُوَ قَائِمٌ وَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ

نزدیک پیشاب وغیرہ پلید اشیاء سے شراب کے سوا دوا کرنا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجبور شخص اتنی مقدار شراب پی سکتا ہے کہ اس کی جان بچ جائے۔ امام مالک نے کہا یہ پیاس اور بھوک زیادہ کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کرنے سے اس آیت کریمہ: **شِفَاءٌ لِلنَّاسِ**، کی طرف اشارہ ہے۔ اس کا مدلول یہ ہے کہ اس کی ضد میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی مگر کو خصوصاً اس لئے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سکر کی تعین کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: **إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءً فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ** اللہ تعالیٰ تم پر حرام اشیاء میں شفاء نہیں رکھی ہے سکر یعنی شراب ہے۔

توجہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 میٹھی شئی اور شہد بہت پسند تھا۔

باب کھڑے ہو کر پینا۔“

۶۱۵۶ — ترجمہ : نزال نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس باب الرحبہ میں پانی لایا گیا تو اُنھوں نے کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا بعض لوگ کھڑے ہو کر پینا مکروہ سمجھتے ہیں، حالانکہ میں نے



۶۱۵۷ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ  
ابْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ الزَّالَّ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ  
أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَاجِ النَّاسِ فِي رُحْبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ  
صَلَاةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أَتَى بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ اسْمَهُ  
وَرَجُلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضَلَّهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ  
الشُّرْبَ قَائِمًا وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کیا جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے

شرح : کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز میں مذکور حدیث کے علاوہ بکثرت احادیث  
صحیحہ وارد ہیں، چنانچہ یہاں صحیح بخاری میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما

۶۱۵۶ —

کی حدیث ہے۔ ترمذی میں نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے زمانہ مبارک میں چلتے اور کھڑے پیتے تھے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن ماجہ اور ابن حبان  
نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے شمائل میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیتے تھے۔ اس اسناد حسن ہے امام نسائی نے مسروق کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ذکر کی کہ میں نے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے پیتے دیکھا ہے امام نے مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شکرہ شکا ہوا تھا آپ  
نے مشکیزہ کے منہ سے کھڑے کھڑے پانی پیا اس کے خلاف کھڑے ہو کر کھانے پینے کی ممانعت پر احادیث  
صحیحہ وارد ہیں، چنانچہ ائمہ نے معمر، عیسیٰ، ابو صالح کے ذریعے ابو ہریرہ سے مرفوع حدیث روایت کی  
کہ اگر کھڑے ہو کر پانی پینے والا جانتا تو قہقہہ کرتا۔ مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی کھڑے ہو کر نہ پیے جو کوئی بھول کر پی لے قہقہہ  
کر دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
سخت زجر و توبیخ کی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر  
پینے سے منع فرمایا۔

امام ترمذی نے جارود بن مَعْلٰی کی حدیث روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے  
سے منع فرمایا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ جواز اور ممانعت کی احادیث میں جمع اور اتفاق اس طرح



۶۱۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو  
الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ

ہے کہ امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ نبی کی احادیث کہ بہت تنزیہ پر محمول ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پینا بیان جواز کے لئے ہے۔ لہذا ان میں نہ تو اشکال ہے اور نہ ہی تعارض ہے اور جہاں یہ صورت موجود ہو وہاں نسخ کا قول کرنا ممنوع ہے؛ لہذا ہوا الصواب،

۶۱۵۷۔ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کے رجبہ میں لوگوں کی حاجات کے لئے بیٹھے حتیٰ کہ عصر کی

نماز کا وقت ہو گیا پھر ان کے پاس پانی لایا گیا تو انہوں نے پیا اور منہ اور ہاتھ دھوئے۔ راوی نے سر اور پاؤں بھی ذکر کئے پھر کھڑے ہو گئے اور بچا ہوا پانی پیا حالانکہ وہ کھڑے تھے پھر کہا لوگ کھڑے ہو کر پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جیسے میں نے کیا ہے۔

۶۱۵۷۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سر اور پاؤں کو علیحدہ علیحدہ کیوں ذکر کیا ہے؛ حالانکہ انہیں ایک ہی طریقہ پر ذکر کرنا چاہیے تھا۔ اس کا جواب

یہ ہے کہ سر کو دھویا نہیں جاتا اس پر مسح کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے جدا ذکر کیا اور اس پر ”رجل“ پاؤں کا عطف کیا کیونکہ قرآن کریم میں ہے (وَأَسْبَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ)، جبکہ پاؤں پر موزے ہوں تو ان پر مسح کیا جاتا ہے جب موزے پہنے ہوں اس لئے سر اور پاؤں کو جمع کیا اور اعضاء مغسولہ سے جدا ذکر کیا۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

۶۱۵۸۔ شرح : ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم سے کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح

ہے۔ اس کو نئی نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا جبکہ حضور کھڑے تھے۔

(آب زمزم کھڑے ہو کر پینا سنون ہے)



**بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ**  
**۶۱۵۹۔** حَدَّثَنَا مُلْكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ  
 ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ  
 أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أُرْسِلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةً عَرَفَةَ فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَشَرِبَهُ زَادَ  
 مُلْكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَلَى بَعِيرِهِ

**بَابُ الْأَيْمَنِ فَأَلَا يَمَنُ فِي الشُّرْبِ**  
**۶۱۶۰۔** حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مُلْكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ  
 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِلَبَنٍ

**بَابُ حَسَنِ نَسَبِهَا لَانْكَ**  
**وہ اونٹ پر بیٹھا ہو،**

**۶۱۵۹۔** ترجمہ : ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ کا پیالہ بھیجا جبکہ شام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں کھڑے حضور  
 نے اپنے دستِ اقدس سے پیالہ پکڑا اور دودھ پی لیا۔ مالک نے ابوالنضر سے مد علی بعیرہ، روایت کی ہے  
 کہ اونٹ پر دودھ پیا، (حدیث ۶۱۴۵ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

**۶۱۵۹۔** شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شرب لبن کے باب میں عُمیر مولى ام فضل  
 ذکر کیا ہے اور یہاں مولى ابن عباس ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ  
 ام فضل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہے چونکہ عمیر والدہ کا مولى تھا اور بیٹے کے ساتھ



قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ اَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ اَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى  
الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْاَيْمَنُ فَاَلَا يَمَنُ

بَابُ هَلْ يَسْتَاذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ

يَمِينِهِ فِي الشَّرْبِ لِيُعْطِيَ الْاَكْبَرَ

۶۱۶۱۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ اَبِي

حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاحُ  
فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاذِنُ اَنْ اُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
لَا اَوْثَرُ بِنَصِيْبِي مِنْكَ اَحَدًا قَالَ فَتَلَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي يَدِهِ

رہتا تھا اس لئے اس کی دونوں طرف نسبت کرنا صحیح ہے۔

بَابُ پینے میں دائیں والا زیادہ حقدار

ہے پھر اس کے دائیں والا

۶۱۶۰۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا جو پانی کے ساتھ ملا یا گیا تھا۔ حضور کے دائیں طرف  
اعرابی تھا اور بائیں ابو بکر صدیق تھے۔ حضور نے دودھ پیا پھر اعرابی کو دیا اور فرمایا دائیں والے پھر  
دائیں والے حقدار ہیں۔

۶۱۶۰۔ شرح : کھانے پینے اور دیگر امور میں دائیں سے شروع کرنا سنت ہے، البتہ



وہ افعال جو شریعت نے مستثنیٰ کئے ہیں وہ ان میں داخل نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں سے بہت محبت کرتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل یسین کو شرافت بخشی ہے۔

## باب کیا کوئی آدمی دائیں بیٹھنے والے سے اجازت طلب کرے کہ بڑے آدمی کو پینے کیلئے دے۔

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پینے کی چیز لائی گئی آپ نے اس

سے پیا آپ کے دائیں طرف لڑکا تھا جبکہ آپ کے بائیں طرف بزرگ صحابہ کرام تھے۔ حضور نے لڑکے سے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں (بچا ہوا پانی) ان لوگوں کو دوں جو بائیں بیٹھے ہیں (لڑکے نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے اپنے حصہ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ پر زور سے رکھ دیا۔

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بیٹھے والا لڑکا ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے اور بائیں بیٹھے والے بزرگ صحابہ کرام خالد بن ولید اور ان کے امثال

تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عباس سے اجازت چاہنا کہ دائیں والا مقدم ہے اگرچہ وہ مفضل ہو اور بائیں والے افاضل ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کو آگے کرو اور ابن عمر کی حدیث میں بڑے کو مسواک دینے کا حکم ہے نیز ابو یعلیٰ نے قویٰ مندر سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پینے کی چیز پیتے تو فرماتے بڑے کو مقدم کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس حالت پر محمول ہے جس میں وہ تمام مساوی ہوں وہ آگے یا پیچھے بیٹھے ہوں یا بائیں ہوں پس تقدیم امین سے یہ صورت مخصوص ہے یا جس روایت میں بڑے کو مقدم رکھنا مذکور ہے اس سے یہ صورت مخصوص ہے کہ جب کسی بزرگ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوں تو اس صورت میں صغیر کو کبیر پر ترجیح ہوگی جبکہ صغیر دائیں بیٹھا ہو۔ اس وقت مفضل کو فاضل پر تقدیم حاصل ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ دائیں جانب والوں کو اس وقت ترجیح اور تقدیم حاصل ہے جب وہ کسی بزرگ یا رئیس کے دائیں بیٹھے ہوں۔ محض دائیں جانب بیٹھنے والا ممتاز نہیں۔

نفل کے معنی زور سے رکھنے کے ہیں،، (عینی)



## بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

۶۱۶۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهُ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَبَا أَنْتَ وَأُمِّي وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَهُوَ يَحْوِلُ فِي حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَتَّةٍ فَأَنْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيشِ فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ

۶۱۶۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهُ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَبَا أَنْتَ وَأُمِّي وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَهُوَ يَحْوِلُ فِي حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَتَّةٍ فَأَنْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيشِ فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ

## بَابُ حَوْضٍ سَمْنٍ لُكَرٍ پانی پینا

کرع کے معنی حوض یا نہر سے منہ لگا کر پانی پینا ہے بعض نے کہا برتن کے بغیر منہ کے ساتھ پانی پینا۔ بعض نے کہا کہ نہر میں داخل ہو کر پانی پینا اس کا درست معنی یہ ہے کہ پانی میں سر نیچا کرنا اگرچہ پانی نہ پئے۔ جامع میں ہے پانی میں غوطہ مارنے والے کو کرع کہتے ہیں پانی پیئے یا نہ پیئے (ع)

۶۱۶۲۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے پاس تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ کے ہمراہ

ایک صاحب تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی نے سلام کہا تو اس آدمی نے جواب دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ اور ماں قربان ہوں یہ گرمی کا وقت ہے اور وہ اپنے باغ میں پانی دے رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس مشکیزہ میں رات کا پانی ہے تو بہاؤرنہ ہم کھانے کے لیے طرف گیا اور پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی گھریلو بکری سے دودھ دو لا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر وہ دوبارہ لایا تو جو آدمی آپ کے ساتھ تھا اس نے پیا۔ (حدیث ع ۶۱۶۵ ج ۸ کی شرح دیکھیں)



لَمْ يَشْرَبِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي  
جَاءَ مَعَهُ

## بَابُ خِدْمَةِ الصَّغَارِ الْكِبَارِ

۶۱۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ  
سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ مَوْتَهُ وَأَنَا  
أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيخُ فَقِيلَ حُرِمْتَ الْخَمْرِ فَقَالَ أَكْفَيْتُهَا فَكَفَيْتُهَا  
قُلْتُ لَوْ نَسَّ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رَطْبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَنَسٍ  
وَكَاثَتْ خَمْرُهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ  
سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَاثَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ

## بَابُ تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ

۶۱۶۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا رُوْحٌ

## بَابُ جَهْوَتِ كَابُطُورِ كِي خِدْمَتِ كَرْنَا

۶۱۶۳۔ ترجمہ : معتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک قبیلہ  
میں اپنے چچوں کو فیض شراب پلا رہا تھا تو کہا گیا شراب حرام ہو گئی میرے چچا نے کہا اسے الٹ دو۔ میں نے اُسے  
اُلٹ دیا۔ میں نے انس سے کہا ان کی شراب کس چیز کی تھی انس نے کہا پکی اور کچی کھجوروں کی تھی۔ ابو بکر بن انس  
نے کہا یہ ان کی شراب تھی تو انس نے اس کا انکار نہ کیا مجھے میرے بعض ساتھیوں نے بیان کیا کہ اُس نے انس  
کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اُس روز ان کی یہ شراب تھی (حدیث ع ۶۱۲۵ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)



ابن عبادۃ قال أخبرنا ابن جریجر قال أخبرني عطاء أنه سمع جابر  
ابن عبد الله يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان  
جنم الليل أو أمسيتم فلكموا صبيانكم فإن الشياطين تنشر جنين  
فإذا ذهب ساعة من الليل فخلوهم وأغلقوا الأبواب وأذكروا اسم  
الله فإن الشيطان لا يفتح باباً مغلقاً وأكوا قربكم وأذكروا اسم  
الله وخمروا إنيتمكم وأذكروا اسم الله ولو أن تعرضوا عليها شيئاً  
وأطفئوا مصابيحكم

## باب برتن ڈھانپنا

۶۱۶۲ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ جب رات کا اندھیرا آجائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک رکھو کیونکہ اس وقت شیطان  
بکھرتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو کھول دو اور دروازے بند کر لو اور اللہ کا نام یاد کیرو !  
شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اپنے مشکیزوں کے منہ بند کر دو اور باندھتے وقت بسم اللہ پڑھو پانی  
کے برتنوں کو ڈھانپ رکھو اور ڈھانکتے وقت بسم اللہ پڑھو اگرچہ ان پر عرض پر کلڑی رکھ دو اور  
چراغ بجھا دیا کرو۔

۶۱۶۲ — شرح : یعنی اس وقت بچوں کو باہر نکلنے سے روکو؛ کیونکہ شیطانوں کی کثرت کے  
سبب ان کی اذیت کا خوف ہے اور شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا  
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں خون کی سرایت کئے ہوئے ہے تو گھر میں داخل  
ہونے سے اسے کیا مانع ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ انسانی شیطان مراد ہیں اور چوڑ ڈاکو وغیرہ  
ہیں اور جب بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کر دیا جائے اس کو کھول نہیں سکتے اور خون کی طرح انسان کے رگ و  
ریشہ میں ابلیس لعین ہے اور یہاں شیطانوں سے مراد اس کی اولاد ہے یا جنات اور پریاں مراد ہیں واللہ اعلم!  
کھانے پینے کے برتن ڈھانکنے کا حکم اس لئے ہے کہ سال میں ایک رات ہے جس میں دباؤ اور بلا



۶۱۶۵ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ  
عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْفِئُوا  
الْمَصَابِيحَ إِذَا رَقَدْتُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمَرُوا  
الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَأَحْسِبْهُ قَالَ وَلَوْ بَعُدَ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ

### بَابُ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ

۶۱۶۶ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ لَعْنَى أَنْ تُكْسَرَ  
أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا

نازل ہوتی ہے۔ جب وہ کھلے برتن سے گزرتی ہے تو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ چراغ بجھانا اس لئے فرمایا  
کہ چوہا بتی کھینچ کر لے جاتا ہے جس سے گھر کا سامان جل جانے کا احتمال ہے اور اگر قنادیل معلقہ ہوں تو اگر یہ  
خطرہ ہو تو انہیں بھی بجھا دیں ورنہ حرج نہیں

۶۱۶۵ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سونے لگو تو چراغ بجھا دو دروازے بند  
کر دو مشکیزوں کے منہ باندھ لو کھانے پینے کے برتن ڈھانک لو میرا خیال ہے کہ فرمایا اگرچہ لکڑی ان کے عرض پر

### بَابُ مُشْكِرَةِ كَامِنَةِ كَهُولِ كِرْيَانِي پینا

۶۱۶۶ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مشکیزوں کے منہ کھول کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

۶۱۶۶ — شرح : قولہ یعنی أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا، خطاباً نے کہا یہ زہری  
کی تفسیر ہے۔ لہذا یہ تفسیر مُدْرَج ہے یعنی داخل کی گئی ہے۔ اس کی



۶۱۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَنْهَى عَنْ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ

## بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السَّقَاءِ

۶۱۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ  
حَدَّثَنَا يَتُوبُ قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ الْأَخْبَرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قَصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا

دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے ابن ابی النضر، ابن ابی ذئب کے ذریعہ یہ حدیث ذکر کی اور ”یعنی“ کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ مہلب نے کہا یہ نہیں تنزیہی ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مشکیز کے منہ میں سانپ یا کوئی نہ ہر بلا جانور ہو جو پینے والے کو معلوم نہ ہو تو وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو جائے، چنانچہ حاکم نے مستدرک میں سلمہ بن وبراہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختنات اسقیہ سے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات اٹھا اور مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینے لگا تو اس سے سانپ نکلا، اختنات کے معنی توڑنا اور جدا کرنا نہیں بلکہ اس کا معنی کھولنا ہے۔

توجہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ اختنات اسقیہ سے منع فرماتے تھے۔ عبد اللہ بن مبارک نے کہا معمر یا اس کے غیر نے کہا اختنات کے معنی مشکیزے کے منہ پانی پینا ہے۔

## بَابُ مُشْكِرَةٍ مِنْ لُغَاكِ بِمِائِي

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے باب پر اکتفاء نہیں کیا تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ یہی صرف اختنات کی صورت سے خاص ہے اس سے انھوں نے اشارہ کیا کہ یہی عام ہے کہ مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینے اور منہ لگا کر پینے کو شامل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے کبشہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ



أَبُو هُرَيْرَةَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقُرْبَةِ أَوِ السَّقَاءِ وَأَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ  
 ۶۱۶۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا  
 أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ  
 يُشْرَبَ مِنْ فِي السَّقَاءِ

۶۱۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ  
 حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ

صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لٹکے ہوئے مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز انھوں نے شامیل میں انیس سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس گئے اور اس کا منہ مروڑ کر اس کے منہ سے پانی پیا اور بہت صحابہ کرام اور تابعین بھی اس طرح کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جواز کی احادیث عذر پر محمول ہیں جبکہ پانی پینے والے کو کوئی برتن میسر نہ ہو اور نہ وہ ہاتھ سے پانی پی سکے تو اس وقت کراہت نہیں اور نہ ہی کی احادیث تنزیہ پر محمول ہیں

ترجمہ : ایوب نے کہا ہمیں عکرمہ نے کہا کہ کیا میں تمہیں معمولی باتیں نہ بتاؤں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ سے پینے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ اپنے ہمسائے کو اپنے مکان کی دیوار کھونٹی رکھنے سے منع کرے۔

۶۱۶۸۔ شرح : قریب اور سقاء میں فرق یہ ہے کہ قریب پانی کے لئے استعمال کی جاتی ہے جبکہ سقاء پانی اور دودھ کے لئے ہے۔ ہمسائے کو دیوار پر کھونٹی

رکھنے کی اجازت استحباب پر محمول ہے۔  
 ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔  
 ۶۱۶۹۔



## بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ

۶۱۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسُمْ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَإِذَا أَمْتَمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْتَسِمْ بِيَمِينِهِ

۶۱۷۹۔ شرح : اس میں حکمت یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مشکیزے میں پانی ڈالتے وقت کوئی نہہر ملا جاوے پانی کے ساتھ مشکیزے میں چلا جائے اور اس طرح پانی پیتے وقت وہ پینے والے کے منہ میں داخل ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہونے پائے۔ یہ بھی امکان ہے کہ مشکیزے کے منہ سے پانی زور سے نکلتا ہے اگر اس سے منہ لگا کر پانی نوش کرے تو اس کی قوت کی وجہ سے دل کے سامنے والی ضعیف رگیں کٹ جائیں جو ہلاکت کا سبب ہیں (یعنی) ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

## بَابُ بَرْتَنٍ فِي سَانِسٍ لِيْنَةٍ مِّنْ مَّالَعَتِ

۶۱۷۹۔ ترجمہ : عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد ابو قتادہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے مس نہ کرے اور اگر شرمگاہ دھونے کے لئے ہاتھ دراز کرے تو دائیں سے نہ دھوئے۔

۶۱۷۹۔ شرح : برتن میں سانس لینے سے منع کرنا جیسے کھانے اور پینے کی شئی میں بھونکنا منع ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح اس میں ٹھوک وغیرہ پڑ جاتا ہے جس کو طبیعت برا سمجھتی ہے اور کھانے والا اس کو قذر خیال کرتا ہے۔ اس لئے اس سے منع کیا کہ جو شئی کھانے یا پینے کا ارادہ کرتا ہے وہ خراب نہ ہو جائے یہ اس وقت ہے جبکہ کسی کے ساتھ کھانا



## بَابُ الشُّرْبِ بِنَفْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ

۶۱۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَأَبُو نَعِيمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَزْرَةُ  
ابْنُ ثَابِتٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَنَفَّسُونَ  
فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا

## بَابُ الشُّرْبِ فِي أُنْبِيَةِ الذَّهَبِ

۶۱۷۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ  
الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ حَذِيفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَنَاءَهُ

پیتا ہوا اور اگر تنہا کھاتا ہو یا ساتھ وہ ہو جو اس طرح کہنے کو قدر خیال نہ کرتا ہو تو اس وقت پانی میں سانس  
لینے میں حرج نہیں۔ (حدیث : ۵۲۷ دیکھیں ج : ۱)

## بَابُ دَوِيَانَيْنِ سَانِسٍ فِي بِنَا

ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ نے خبر دی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ برتن میں دو یا تین  
سانس لیتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس لیتے تھے

۶۱۷۲۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں برتن میں سانس  
لینے سے منع فرمایا اور اس حدیث میں سانس لینا ثابت ہے لہذا دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب  
یہ ہے کہ پہلی حدیث میں برتن سانس لینے کا ظرف ہے اس وقت سانس لینے میں بخوک پڑنے کا احتمال ہے جس کو  
طبع بُرا جانتی ہے اور اس حدیث میں تنفس شرب کے لئے ہے کہ ایک سانس پر اقتصار نہ کرے بلکہ منہ کو  
برتن سے جدا کر کے دو یا تین سانس لے لہذا دونوں میں تعارض نہیں۔



دِهْقَانٍ بِقَدَحِ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمَأْرُومُهُ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ  
يَنْتَهُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ وَالذِّيْبَاجِ وَالشَّرْبِ  
فِي أَيْنَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهَنٌ لَكُمْ فِي  
الْآخِرَةِ

## بَابُ أَيْنَةِ الْفِضَّةِ

۶۱۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ  
عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ خَرَجْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ وَذَكَرَ  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي أَيْنَةِ الذَّهَبِ  
وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَالذِّيْبَاجَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا  
وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ

## بَابُ سُونَةِ بَرْتَنوں میں پینا

۶۱۷۳۔ ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے انھوں نے پانی  
طلب کیا تو ایک جاٹ چاندی کے پیالہ میں پانی لایا حذیفہ نے برتن کو پھینک دیا اور کہا میں نے اس کو نہیں پھینکا  
مگر اس لئے کہ میں نے اسے منع کیا تھا لیکن وہ نہ رکا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور دیبلج دریشم کی قسم  
پینے سے اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور یہ  
تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

۶۱۷۳۔ شرح : کتاب الاطعمہ میں یوں مذکور ہے کہ ایک مجوسی نے پانی پلایا۔ ایک دوسری  
روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ نے ایک جاٹ سے پانی طلب کیا۔

قرآن میں لہم فی الدنیا یعنی کافروں کو مسلمانوں کی مخالفت میں ریشم استعمال کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں  
فرمایا اے مسلمانو! اس کا بدل تم آخرت میں ریشم استعمال کرو گے اور جو مسلمان دُنیا میں ریشم استعمال کرے گا وہ  
آخرت میں ریشم سے محروم رہے گا جیسے جو کوئی دُنیا میں شراب پیئے گا وہ آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔



۶۱۷۴ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ  
نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي  
بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءٍ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجْرُ فِيهِ  
فِي بَطْنِهِ نَارُ جَهَنَّمَ

۶۱۷۵ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ  
أَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعْوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ مَقْرِنٍ عَنِ الْبَرَاءِ  
ابْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ  
أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَإِتْبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ  
الدَّاعِي وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِبْرَاقِ الْمَقْسَمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ  
الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ أَوْ قَالَ إِنِّي الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمِيَاثِرِ  
وَالْقَسِيِّ وَعَنِ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذِّيَّاجِ وَالْأَسْتَبْرَقِ

## باب چاندی کے برتن استعمال کرنا

۶۱۷۴ — ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے کھنوں  
نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور ریشم اور دیباچ نہ پہنو  
کیونکہ یہ کافروں کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

۶۱۷۴ — شرح : اگرچہ یہ معنی پہلے باب کی حدیث سے معلوم ہو گیا تھا، لیکن امام نے یہ  
حدیث چاندی کے قریب میں سنی تھی جبکہ پہلی حدیث سونے کی تقریب  
میں دوسرے استاد سے سنی تھی اس لئے دو باب ذکر کئے اور ہر باب میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق



## بَابُ الشُّرْبِ فِي الْأَقْدَاحِ

### ۶۱۷۷ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ

دوسری حدیث ذکر کی لہذا یہ تکرار نہیں۔

۶۱۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چاندی کے برتن میں پیتلے اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکے گی۔

۶۱۷۵ — شرح : یعنی وہ پانی آگ بن جائے گا اور اس کے پیٹ میں خوش مارے گا یا دوزخ کی آگ اس کے پیٹ میں ڈال دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ حقیقی معنی مراد ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔ جرجرہ لغت میں اُونٹ کی آواز ہے جو زجر کے وقت آواز نکالتا ہے۔

۶۱۷۶ — ترجمہ : برادر بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات اشیاء کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا ہمیں مریض کی بیمار پرہیزی کرنے جوازہ کی اتباع کرنے، چھینک لینے والے کو جواب دینے دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، سلام عام کرنے، مظلوم کی امداد کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا حکم دیا اور ہم کو سونے کی انگوٹھی، چاندی یا فرمایا چاندی کے برتنوں میں پینے اور میا شیر، قستی، دیباج اور استبرق کے پینے سے منع فرمایا ہے۔

۶۱۷۶ — شرح : ابرار المقسیم کے معنی ہیں کہ جس شئی پر کسی نے قسم کھائی ہو اس کو میسر کرنا اور اس کو پورا کرنے میں کوشش کرنا تاکہ قسم کھانے والا حانت نہ ہو اور وہ قسم پوری کرنے۔ میا شیر نرم کپڑا ہے جو زین پر ڈالتے ہیں بکثرت وہ ریشمی ہوتا ہے یہ میشرہ کی جمع ہے۔ قستی درندے کی کھال ہے۔ بعض نے کہا یہ نرم چادر ہے۔ بعض علماء اسے قسی بکسر القاف پڑھتے ہیں۔ یہ سوتر اور ریشم سے بنا ہوا کپڑا ہے۔ مصر میں ایک گاؤں کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا یہ قیس کی طرف منسوب ہے جو شام کا ایک شہر ہے اس کو ریشم سے بنتے ہیں۔ حریر، دیباج اور استبرق تمام ریشمی کپڑے ہیں جو صوفے اور باریک صوفے میں مختلف ہیں۔ دیباج موٹا ریشم ہے۔ استبرق اس کی قسم ہے۔ داودی نے کہا استبرق باریک ریشمی کپڑا ہے۔

## بَابُ سِیَالُوں میں پینا

۶۱۷۷ — ترجمہ : ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ  
 أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهُمْ شَكُّوا فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ  
 فَبَعَثَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهُ

## بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنِيبَةٍ

وَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَا أَسْقِيكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۷۸ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ

قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ إِمْرَأَةً مِنَ

الْعَرَبِ فَأَمْرًا بِأَسِيدِ السَّاعِدِيِّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ  
 فَزَلَّتْ فِي أَجْمِ بْنِ سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَهَا فَدَخَلَ

کے عرفہ میں روزہ رکھنے میں تردد کیا کہ تو ام فضل نے حضور کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا تو آپ نے ساونٹ  
 کی پشت پر بیٹھے ہوئے دودھ پیا۔

۶۱۷۷ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ پینے سے لوگوں کا یہ تردد جاتا رہا کہ آپ عرفہ میں روزے سے ہیں یا نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیالے لکڑی سے بنائے گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مقوقس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیشے  
 کا پیالہ نذرانہ بھیجا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیں تو جواب یہ  
 ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایسے نہ پیا تھا جیسے متکبر لوگ فخر سے پیتے ہیں۔

## بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَ يَشْرِبُ

اور برتنوں میں پینا،



عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مِّنْكَ سَتَرْتُ رَأْسَهَا فَلْيَا كَلِمَةً النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ أَخَذْتُكَ مِنِّي قَالُوا لَهَا أَتَدْرِيْنَ مَنْ  
 هَذَا قَالَتْ لَا قَالُوا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيُخْطِبَ  
 قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشْفَقُ مِنْ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتَّى  
 جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَسْقِنَا يَا سَهْلُ  
 فَأَخْرَجَتْ لَهُمْ هَذَا الْقَدَحَ فَاسْقَيْتُهُمْ فِيهِ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلُ ذَلِكَ  
 الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ  
 ذَلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ

ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے عبد اللہ بن سلام نے کہا کیا میں تجھے اس  
 پیالہ میں نہ پلاؤں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیتے تھے۔

۶۱۷۸ ترجمہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک  
 عرب خاتون کا ذکر کیا گیا تو حضور نے ابو اسید ساعدی کو حکم دیا کہ اس کو بلائے وہ آئی اور بنی ساعدہ کے  
 مکانات میں بٹھری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اچانک  
 وہ عورت اپنا سر جھکائے بیٹھی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کلام کیا تو اُس نے کہا: میں اللہ  
 کے ذریعہ تم سے پناہ چاہتی ہوں، ”ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے پناہ دی لوگوں نے اس  
 سے کہا کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون تھے؟ اُس نے کہا میں نہیں جانتی ہوں۔ لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم تھے حضور تیرے پاس نکاح کا پیغام لے کر آئے تھے۔ اُس نے کہا میں اس سے بد نصیب رہی اس  
 روز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حتیٰ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ اور صحابہ کرام جلوہ افروز ہوئے  
 پھر فرمایا اے سہل پانی پلاؤ (سہل نے کہا) میں نے ان کے لئے یہ پیالہ نکالا اور اس میں انہیں پانی پلایا چنانچہ  
 سہل نے ہمارے لئے وہ پیالہ نکالا تو ہم نے اس میں پانی پیا کہا پھر اس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز نے



۶۱۷۹ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى  
ابْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ رَأَيْتُ  
قَدَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ  
قَدْ أَنْصَدَعَ فَسَلَسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَدِيدٌ عَرِيضٌ  
مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ پیالہ بہہ طلب کیا تو اُنھوں نے وہ اُنہیں بہہ کر دیا

۶۱۷۸ — شرح : بعض علماء نے کہا اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد  
ایک وجم کو دفع کرنا ہے وہ یہ کہ کسی کے خیال میں یہ آئے کہ سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے پیالہ میں پینا غیر کی ملک میں بدون اجازت تصرف ہے۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ  
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ اس لئے کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ وراثت نہیں وہ صدقہ ہے۔ اگر یہ  
کہا جائے کہ امیر لوگ بھی یہ صدقہ استعمال کرتے تھے؛ حالانکہ ان کے لئے صدقہ جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے  
کہ مال داروں کے لئے فرض صدقہ جائز نہیں اور یہ صدقہ فرض نہ تھا۔ اس تقریر سے احسن یہ تقریر ہے کہ حضرات  
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطور تبرک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ میں پیتے تھے چنانچہ بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے  
حضور کے پیالے اور مجتبہ تھے؛ چنانچہ حضرت انس، سہل اور عبد اللہ بن سلام کے پاس پیالے تھے جبکہ اسماء بنت  
ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس حضور کا مجتبہ تھا یہ اُنہوں نے بطور تبرک رکھے ہوئے تھے۔ اسی لئے حضرت عمر  
ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے سہل سے پیالہ بہہ طلب کیا تھا۔  
حدیث میں مذکور عورت کا نام جو نہیہ ہے۔ اس کا نام اُمیہہ ہے کتاب النکاح کی ابتداء  
میں اس کا ذکر گزرا ہے۔

۶۱۷۹ — ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک کے پاس پیغمبر خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کا پیالہ دیکھا جو ٹوٹ گیا تھا اور اس کے ٹکڑے چاندی

کے ساتھ جوڑے ہوئے تھے۔ عاصم نے کہا وہ پیالہ فراخ بہت اچھا شمشاد کے درخت سے بنایا گیا تھا  
عاصم نے کہا انس نے اس پیالہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی اتنی مدت سے زیادہ پانی  
پلایا ہے۔ عاصم نے کہا ابن سیرین نے کہا اس پیالہ میں لوہے کا حلقہ جوڑا ہوا تھا۔ انس نے اس کی جگہ سونے



فِي هَذَا الْقَدَحِ أَكْثَرُ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَالَ ابْنُ سَيَرٍ إِنَّكَ كَانَ فِيهِ حَلَقَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلَقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ

## بَابُ شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَكِ

٤١٨٠ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ

الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ هَذَا

یا چاندی کا حلقہ جڑنے کا ارادہ کیا تو انہیں ابو طلحہ نے کہا جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اس کو تبدیل نہ کرو پھر انس نے اسی طرح چھوڑ دیا۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے ٹکڑے اور حلقہ

وغیرہ کا جڑاؤ جائز ہے؛ لیکن اہل علم کا اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ معمولی چاندی کا حلقہ جائز ہے۔ امام شافعی اسے مکروہ کہتے ہیں امام مالک کا بھی ایک قول یہی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ایسے پیالے سے پیتے وقت چاندی کے ٹکڑے سے مس نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ احمد اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں۔ رسول کا حلقہ مطلق حرام ہے۔ طبرانی نے اوسط میں ام عطیہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پینے اور پیالہ میں چاندی کے ٹکڑوں سے منع فرمایا پھر پیالہ میں چاندی کے حلقہ کی رخصت دے دی۔

## بَابُ بَارَكَةِ پَانِي پینا

عرب لوگوں کی زبان میں مبارک شئی کو برکت کہتے ہیں چنانچہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ، میں تری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ یہ انہوں نے اس وقت کہا جبکہ ان کے مکان کی چھت اور صحن میں سونے کی چڑیاں گرنے لگیں تو انہوں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ اللہ تعالیٰ



الْحَدِيثَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ  
 الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرُ فَضْلَةٍ فَجَعَلَ فِي إِيَّائِي الْبِرَّ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ وَفَرَجَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى أَهْلِ الْوُضُوءِ  
 الْبَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ  
 وَشَرَبُوا فَجَعَلْتُ لَوْ أَمَا جَعَلْتُ فِي بَطْنِي مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ قُلْتُ  
 لَجَابِرِكُمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ الْفَأَوَّارُ بَعَائِيَّةٌ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ  
 جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خُمُسَ عَشْرَةَ  
 مِائَةً وَتَابَعَهُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ

نے فرمایا اے ابوبہی تم بے نیاز نہیں ہوئے ہو کہ کپڑا پھیلاد کر سونا جمع کر رہے ہو۔ حضرت ابوبہی علیہ السلام  
 نے کہا اے اللہ! میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ انھوں نے سونے کو برکت کہا۔

ترجمہ: ہمیشہ نے کہا مجھے سالم نے ابن ابی جعد کے ذریعہ جابر بن عبد اللہ  
 رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی۔ جابر نے کہا میں نے اپنے آپ

کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا، حالانکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہمارے پاس تھوڑے سے نیچے  
 ہوئے پانی کے سوا کچھ نہ تھا پس وہی پانی پیالہ میں ڈالا گیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا دست  
 اقدس اس میں رکھ دیا اور انگلیوں کو پھیلا دیا پھر فرمایا اے وضوء کرنے والو! اور پانی کی تلاش کرنے والو  
 آؤ برکت اللہ کی طرف سے ہے میں پانی دیکھا کہ وہ حضور کی انگلیوں سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ تمام لوگوں  
 نے وضوء کیا اور پیا۔ میں اس پانی سے اپنے پیٹ ڈالنے میں کمی نہ کی، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہ برکت ہے۔  
 سالم نے کہا میں نے جابر سے کہا اس روز تم کتنے لوگ تھے۔ انھوں نے کہا اس روز ہم ایک ہزار چار سو  
 افراد تھے۔ جابر سے روایت کرنے میں عمرو نے سالم کی متابعت کی۔ حصین، عمرو بن مَرْثَةَ نے سالم کے  
 ذریعہ جابر سے پندرہ سو افراد کی روایت کی ہے۔ سعید بن مسیب نے جابر سے روایت کرنے میں سالم کی  
 متابعت کی ہے۔

۷۱۸۰ — شرح: ہو سکتا ہے کہ انگلیوں سے پانی نکلتا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ انگلیوں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# کتاب المرَضی

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ  
وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ

کی ذات سے پانی نہ نکلتا ہو بلکہ اُن کے درمیان سے نکلتا ہو بہر حال یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور یہ کہنا صحیح تر ہے کہ انگلیوں کے گوشت سے پانی نکلتا تھا۔ کیونکہ اس میں معجزہ کی عظمت ہے (یعنی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں اسراف اگرچہ ممنوع ہے لیکن بابرکت اشیاء کے کھانے پینے میں اسراف ممنوع نہیں اور وہ زیادہ مقدار کھانے پینے میں حرج نہیں اور نہ ہی کراہت ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## بیماروں کے حالات کا بیان

### باب بیماری کا کفارہ

کفارہ مبالغہ کا صیغہ کفر بمعنی تغیبہ (ڈھانپنا) سے ماخوذ ہے۔ کفارہ کی مرض کی طرف اضافت بیانہ ہے۔ جیسے شجر الاراک میں اضافت بیانہ ہے۔ یعنی کفارہ مرض ہے یا اضافت قوتی ہے اور مرض کفارہ کے لئے ظرف ہے یا صفت کی موصوف کی طرف اضافت ہے۔



۶۱۸۱ — حَدَّثَنَا أَبُو أَلِيَمَانَ الْحَكَمِيُّ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا  
 شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ  
 زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى  
 الْمَشُوكَةِ يُشَاكُهَا

## باب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی بُرا عمل کرے اس کو بدلہ دیا جائے گا،

اس آیت کریمہ کی کتاب المرضیٰ سے مناسبت اس طرح ہے کہ آیت کریمہ عام ہے۔ دُنیا اور آخرت  
 دونوں کو شامل ہے۔ لہذا دُنیا اور قیامت میں جزاء کو شامل ہے دُنیا میں اس طرح کہ بیماری گناہ کا کفارہ  
 ہو جاتی ہے اور اس مرض کے باعث دُنیا میں گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ الحاصل بیماری جیسے گناہوں کا  
 کفارہ ہے ایسے ہی ان کی جزاء بھی ہے، آیت کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے گناہوں کے سبب  
 دُنیا میں مصائب کے وقوع سے بدلہ دیا جاتا ہے لہذا یہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف  
 لائے اور فرمایا مجھ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے جو میری امت کے لئے دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر  
 ہے پھر فرمایا جب بندہ گناہ کرے پھر اس پر دُنیا میں ہی کوئی مصیبت نازل ہو تو اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے  
 اس کو دوبارہ عذاب نہ دے گا (یعنی)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

۶۱۸۱ —

علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان

پر مصیبت نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس سے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چھایا جائے تو  
 اس سے بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

شرح : قولہ یُشَاكُهَا کسائی نے کہا کہا جاتا ہے شکت الرجل شوکتہ،

جبکہ اس کے جسم میں کانٹا داخل ہو جائے اگر یہ سوال پوچھا جائے

۶۱۸۱ —



۶۱۸۲ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ  
ابْنِ عَمْرِو بْنِ حُلَّةٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ  
الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى  
وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا خَطِيئَةً

۶۱۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ  
سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تَفِيئُهَا الرِّيحُ مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً وَمَثَلُ  
الْمُنَافِقِ كَالْأُرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتَّى يَكُونَ انْجَعَاظُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً وَقَالَ زَكَرِيَاءُ  
حَدَّثَنِي سَعْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ شاک متعدی بیک مفعول ہے ”یشاکھا“ کی ضمیر کس لئے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد ”یشاک بہا“ ہے  
حرف جارہ کے واسطے سے فعل کا ضمیر سے اتصال ہے اس کو حذف کر دیا گیا ہے۔

۶۱۸۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے روایت کی کہ مسلمان کو رنج و تعب اور بیماری نہیں پہنچتی اور نہ  
ہی کوئی غم و حزن، اذیت نہیں پہنچتی ہے حتیٰ کہ کاٹا جو چھایا جائے مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے سارے  
گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

۶۱۸۳ — ترجمہ : عبد اللہ بن کعب نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال کھیتی کے پودوں کی مانند ہے جبکہ  
ہوا انہیں ادھر ادھر جھکا دیتی ہے اور کبھی اسے سیدھا کر دیتی ہے۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی



۶۱۸۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ  
 قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرٍ بْنِ لُؤْيٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ  
 عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ  
 الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّى بِالْبَلَاءِ  
 وَالْفَاجِرِ كَالْأَرْضِ صَمَاءٌ مُعْتَدِلَةٌ حَتَّى يَقْضِيَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ

۶۱۸۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ  
 مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ  
 سَعِيدَ ابْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُولُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ

مانند ہے کہ وہ ہمیشہ سیدھا کھڑا رہتا ہے حتیٰ کہ ایک ہی دفعہ اکھڑ جاتا ہے اور زکریا نے کہا سعد ابن کعب  
 نے کعب سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،

۶۱۸۳ — شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع رہتا ہے اور اس  
 سے راضی رہتا ہے۔ اگر اس پر کسی وقت تنگ حالی اور سختی آجائے  
 تو اللہ تعالیٰ سے خیر کی امید رکھتا ہے اور جب مصائب ٹل جائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے ثابت قدم  
 رہتا ہے اور منافق و کافر کو اللہ تعالیٰ امتحان میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ دنیا میں اس پر آسانی کرتا ہے اور اس کے  
 جملہ امور اس کے لئے آسان کر دیتا ہے تاکہ قیامت کے امور اس پر تنگ ہو جائیں حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اس کی  
 ہلاکت کا ارادہ کرے تو اس کو ایسے اکھاڑتا ہے جیسے سیدھا صنوبر کا سخت درخت ایک ہی بار اکھڑ جاتا ہے تاکہ  
 اس کی موت اس کے لئے سخت عذاب اور دردناک الم ہو۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 مومن کی مثال پودے کی مانند ہے جبکہ اس کے پاس ہوا آتی ہے تو اس  
 کو جھکا دیتی ہے اور جب درست ہو جائے تو بیماری وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور فاجر صنوبر کی طرح سخت اور



## بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ

۶۱۸۶ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ  
ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ  
أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَلْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدھا کھڑا رہتا ہے حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔  
۶۱۸۷ — شرح : قوله تَكْفًا بِالْبَلَاءِ ، مناسب یہ تھا کہ تکفًا بالتریح ہوتا، کیونکہ  
بلاء مومن کے لئے ہوتی ہے؛ لیکن تہ سبزہ کے لئے ریح بلاء ہے  
اس لئے ہوا کی بلاء سے تعبیر کی ہے۔

۶۱۸۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ کرے اس کو مصیبت  
میں مبتلا کرتا ہے۔ (تاکہ اس کو گناہوں سے پاک کر دے)

## بَابُ بيماری کی سختی

۶۱۸۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو سخت بیماری میں مبتلا نہیں دیکھا۔

۶۱۸۷ — شرح : عرب مرض کی تعبیر و جمع سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات  
انبیاء کرام علیہم السلام کو سخت بیماریوں میں مبتلا کیا ہے کیونکہ  
ان میں قوت یقین، شدت صبر اور استحکام ایمان ہوتا ہے وہ بیماری کو حصول ثواب اور رفعت درجات  
خیال کرتے ہیں اس لئے انہیں پورا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ الا نبیاء اشتد بلاء  
ثم الا مثل فالامثل ،



۶۱۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعُكَا  
شَدِيدًا وَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعُكَا شَدِيدًا قُلْتُ إِنَّ ذَلِكَ بِأَنَّ  
لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذَى الْأَحَاثِ اللَّهُ عَنْهُ  
خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ

بَابُ أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبَاءُ  
ثُمَّ الْأُمَمُ وَالْأَوَّلُ وَالْأَوَّلُ

۶۱۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ بَنِي سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں

۶۱۸۷ —

نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے وقت

حاضر ہوا جبکہ آپ کو سخت تیز بخار تھا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کو سخت تیز بخار ہے۔ میں نے کہا  
یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دو گنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں درست ہے کوئی مسلمان  
نہیں جس کو تکلیف اور اذیت پہنچے مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہ گرا دیتا ہے جیسے درخت کے پتے گر جاتے ہیں  
شرح : حضرات اولیاء کرام رضی اللہ عنہم بھی انبیاء کرام علیہم السلام

۶۱۸۷ —

سے قرب کے باعث سخت مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں

اگرچہ وہ درجات میں نبیوں سے بہت نیچے ہیں؛ کیونکہ مصیبت نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے  
جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوں اس پر مصائب بھی زیادہ آتے ہیں۔

الحاصل جب بیماری سخت ہو جائے تو ثواب دو گنا ہو جاتا ہے پھر اور زیادہ ہوتا

ہے اس کا منتہی یہ ہے کہ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے مومن ہمیشہ مصائب  
میں مبتلا رہتا ہے حتیٰ کہ فوت ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔



صلى الله عليه وسلم وهو يوعك قلت يا رسول الله انك توعك وعك  
شديدًا قل اجل راتي اوعك كما يوعك رجالون متكم قلت فذلك  
بان لك اجرين قال اجل ذلك كذلك ما من مسلم يصيبه اذى شدة  
فما فوقها الا كفر الله بها سعياته كما تحط الشجرة ورقها

### باب وجوب عيادة المريض

۷۱۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ  
مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعَوِدُوا الْمَرِيضَ وَكُفُّوا الْعَائِي

### باب لوگوں میں سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی ہے پھر ان سے کم فضیلت پھر ان سے کم فضیلت والے

۷۱۸۸ : ترجمہ : عمارت بن سوید نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے اپنے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جبکہ آپ کو سخت بخار تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سخت بخار ہے  
فرمایا ہاں مجھے دو آدمیوں کے بخار جیسا بخار ہے میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ آپ کے لئے دو گنا ثواب ہے فرمایا ہاں !  
یہ ایسا ہی ہے جس بھی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے وہ کاٹا ہو یا اس سے زیادہ ہو اس سے باعث اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں  
کا کفارہ کو دیتا ہے جیسے دخت اپنے اپنے گرا دیتا ہے

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے ثم الاشل " بلفظ ثم اور دوسری بار " فالاشل " بلفظ فاء

۷۱۸۸

کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبہ اور غیر نبیوں  
کے مرتبہ کے درمیان بعد اور تراخی سے خبردار کیا ہے اور نبیوں کے غیر میں یہ بعد نہیں کیوں یہ واضح بات ہے کہ نبی اور اول  
کے درمیان بعد سے کہیں زیادہ ہے جبکہ دلیوں کے مراتب ایک دوسرے کے قریب ہیں لفظ اول اشل یعنی افضل کی تفسیر ہے  
کہ کیونکہ اول کے معنی ہیں فضیلت میں آگے بڑھنے والا ہے۔ اس لئے اس پر ثم سے عطف نہیں کیا۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ  
جب بیماری زیادہ ہو جائے تو ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اور زیادہ ثواب بڑھتا ہے یہاں تک کہ تمام کماؤں  
ہو جاتے ہیں باخانیچہ امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مومن پر مرنے تک مصائب آنے



۶۱۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ  
 أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مَعْوِيَةَ بْنَ سُؤَيْدٍ مُقَرَّرَ  
 عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ  
 وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتِمِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالْذِّيَابِ  
 وَالْإِسْتَبْرَقِ وَعَنِ الْقَسِيِّ وَالْمَيْثِرَةِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَتَّبِعَ لِحْنَانُزَ وَنَعُودَ  
 الْمَرِيضِ وَنُقْشَى السَّلَامِ

کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ سے ملاقات کے وقت اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس کا مطلب یہ ہے کہ مرض میں زیادہ نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور حدیث کے آخری الفاظ کا مدلول یہ ہے کہ گناہ گرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ "اجل" میں اس خبر کی تصدیق ہے۔ حضور نے پہلے اس کی تصدیق فرمائی پھر نیا کلام ذکر فرمایا اور اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا بیماری گناہ گرا دیتی ہے تو جواب کا حاصل یہ ہوا کہ ماں بیماری درجات بلند کرتی ہے اور گناہ بھی گرا دیتی ہے۔ نبیوں کی آزمائش سخت ہونے کی علت یہ ہے کہ آزمائش نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے انعامات زیادہ ہوں اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔

## باب بیمار کی عیادت واجب ہے

عیادت در اصل عوادة تھا واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے باعث اسے یاء سے بدل کیا۔ ظاہر حدیث کے اعتبار سے مریض کی عیادت پر وجوب کا اطلاق کیا ہو سکتا ہے کہ یہ فرض کفایہ ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مستحب ہو اور بعض لوگوں کے حق میں ضروری ہو۔ ۶۱۸۹۔ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو آزاد کرو۔ ۶۱۸۹۔ شرح: صیغہ امر مردود اسے استدلال کیا کہ بیمار کی عیادت واجب ہے یہ بیمار کی عیادت کی مشروعیت کی دلیل ہے اس کوئی بیمار مستثنیٰ نہیں۔ پھر اطلاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عیادت کے لئے مریض کی بیماری کے زمانہ کی قید نہیں جب بھی کوئی چاہے ابتداء مرض ہو یا اس کے بعد عیادت کر سکتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "احیاء" میں ذکر کیا کہ بیمار ہونے کے عین دن گزرنے کے بعد عیادت کرنی چاہیے امام بخاری نے ادب مفرد میں ذکر کیا کہ عیادت رات کو کرنی چاہیے۔

ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کا حکم

دیا اور سات سے منع کیا ہمیں سونے کی انگوٹھی، حریر، دیبلج اور استبرق قتی اور میرہ

سے منع فرمایا اور ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے، بیمار پر سی کرنے اور سلام ظاہر کرنے کا حکم دیا۔



## بَابُ عِبَادَةِ الْمُغْنَى عَلَيْهِ

۶۱۹۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ ابْنِ الْمُبَكِّدِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَاتَانِي

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِي

أَعْمَى عَلَى فَوْضَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ

فَافْقَتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ

فِي مَالِي كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ

## بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ

۶۱۹۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ

قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَاحٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيدُكَ

## بَابُ يَهُوشِ شَخْصٍ كِي عِبَادَتِ كَرِنَا

۶۱۹۰ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں سخت بیمار ہو گیا نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کرنے تشریف لائے تو مجھے

یہوش پایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر اس کا پانی میرے اوپر ڈالا تو میں ہوش میں آیا تو دیجے

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنا مال

کیسے تقسیم کروں۔ حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا حتیٰ کہ وراثت کی آیت نازل ہوئی۔

(حدیث : ع ۱۹۳ ج ۱ : کی شرح دیکھیں)

## بَابُ رِيحِ كِي سَبَبِ يَهُوشِ هُو كَر كَرْنِي وَالِي كِي فَضِيلَتِ



امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَنْتِ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي أَصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي قَالَ  
إِنْ شِئْتَ صَبَرْتُ وَلَكَ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيكَ  
فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ أَلَا أَتَكَشَّفُ فَدَعَا لَهَا

کبھی دماغ کے منافذ میں ہوا رُک جاتی ہے۔ جو اعضاءِ رئیسہ کو پورا کام کرنے سے منع کرتی ہے یا بعض اعضاء کے ذریعہ بخار دماغ میں پہنچ جاتا ہے۔ ہوا جو بیہوش ہو کر گرنے کا مشاء ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ دماغ کے اندر اور اعصاب محرکہ میں سختی آ جاتی ہے۔ اس لئے انسان بیہوش ہو کر گر جاتا ہے۔ اطباء اسے مرگی کہتے ہیں جو ایک بار بیہوش ہونے کے بعد پھر بحال ہو جاتا ہے۔ کبھی خدثِ جنات کے سبب بھی بیہوشی آ جاتی ہے۔ شیخ ابوالعباس نے کہا جنات کا انسان کو بیہوش کرنا کبھی شہوت کے طور پر ہوتا ہے اور جنات اور انسان میں عشق ہو جاتا ہے جس میں انسان بیہوش ہو جاتا ہے۔ کبھی اُن میں مناکحت ہوتی ہے اور اُن سے اولاد پیدا ہوتی ہے کبھی جنات اور انسانوں میں بغض و دشمنی ہو جاتی ہے اس طرح وہ اذیت پہنچاتے ہیں۔ معتزلہ لے جباتی، ابوبکر رازی، محمد بن زکریا طبیب وغیرہ نے جنات کا انسان کے بدن میں داخل ہونے سے انکار کیا ہے اور جنات کا اقرار کرنے کے باوجود وہ جسم میں دو روحوں کے حلول کے قائل ہیں۔ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کے مقالات میں ذکر کیا کہ جنات انسان کے جسم میں داخل ہو کر اسے بیہوش کر دیتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ، عبد اللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جنات انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوتے تو انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ انسان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

ابوداؤد نے ام ابان کی حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُخْرِجْ عَدُوَّ اللَّهِ، اللہ کے دشمن باہر نکل۔ اسی طرح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا: اللہ کے دشمن باہر نکل میں اللہ کا رسول ہوں "صلی اللہ علیہ وسلم" قاضی عبد الجبار نے کہا جنات کے جسم ہوا کی مانند ہیں۔ ان کا انسان کے جسم میں داخل ہونا ممنوع نہیں جیسے ہوا اور سانس آتا جاتا ہے (یعنی) اقول، یہ امر مسلم ہے کہ شیطان ابوالجن ہے۔ شیطان کی اولاد بھی ہے اور حدیث شریف میں شیطان کا انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرنا ثابت ہے۔ لہذا جنات کا انسان میں سرایت



۶۱۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ  
أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفْرَةَ تَلِكِ امْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ عَلَى  
سِتْرِ الْكَعْبَةِ

کرنے امر واضح ہے جس کا انکار کرنا صریح نصوص کے خلاف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !  
ترجمہ : عطاء بن ابی رباح نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا  
کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں (ضرور  
دکھائیں) انہوں نے کہا یہ کالی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئی اور عرض کیا میں بیہوش  
ہو جاتی ہوں اور شرمگاہ برہنہ ہو جاتی ہے میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں فرمایا اگر چاہتی ہے تو  
صبر کر تیرے لئے جنت ہے اگر چاہتی ہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے تندرستی دے اُس نے کہا  
میں صبر کرتی ہوں اور کہا میں برہنہ ہو جاتی ہوں اللہ سے دعا فرمائیں کہ میں برہنہ نہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

۶۱۹۱۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت پر صبر کرنے اور جنتی ہونے اور اس کے لئے  
اللہ تعالیٰ سے تندرستی کی دعا کرنے میں اختیار دیا تو اُس نے صبر اختیار کیا اور کہا یہ  
ضرور دعا فرمائیں کہ میں بیہوشی میں برہنہ نہ ہو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی اس کے بعد  
وہ بیہوشی کی حالت میں برہنہ نہ ہوتی تھی، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیہوشی ہو جانے پر ثواب حاصل  
ہوتا ہے اور مصیبت کو اختیار کرنے اور اس پر صبر کرنے پر جنت حاصل ہوتی ہے اور رخصت کی نسبت  
سخن کو اختیار کرنے میں فضیلت ہے۔ بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ مصیبت کی سختی لمبی ہونے کی صورت وہ صبر  
کر سکے گا اور اس کے التزام سے کمزور نہ ہوگا (عینی)

۶۱۹۲۔ ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ انہوں نے اُمّ زُفر کو دیکھا وہ لمبے قد والی کالی  
عورت تھی جو کعبہ کے پردہ پر بیٹھی تھی۔

۶۱۹۲۔ شرح : حسن بن مسلم نے بیان کیا کہ انہوں نے طاؤس سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے پاس مجنون لائے جاتے حضور اُن کے سینہ پر دست اقدس

رکھتے تو وہ تندرست ہو جاتا حضور کے پاس ایک مجنونہ عورت حاضر کی گئی جسے اُمّ زُفر کہا جاتا تھا اس کے  
سینہ پر ہاتھ رکھا تو وہ تندرست نہ ہوئی اور اس کا شیطان باہر نہ نکلا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا شیطان دُنیا میں اس کے ساتھ رہے گا اور اس عورت کے لئے آخرت بہتر ہے یہ عورت کعبہ کے پردے



۶۱۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ  
قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرِو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ  
عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوُضَتْهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةُ يُرِيدُ عَيْنِيهِ تَابَعَهُ  
أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُو ظَلَّالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پر بیٹھی رہتی تھی۔ ہزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس عورت نے کہا مجھے ڈر رہا ہے  
کہ وہ خبیث مجھے برہنہ کر دے گا حضور نے اس کے لئے دُعاء فرمائی۔ اس کے بعد جب بھی اسے  
خوف لاحق ہوتا کہ جن اس کے پاس آ رہا ہے تو وہ گعبہ کے پردوں سے لپٹ جاتی تھی۔ (یعنی)

## باب اس شخص کی فضیلت جس کی نظر حجابی رہے

۶۱۹۳۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب اپنے بندے کی  
اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) سے آزمائش کرتا اور وہ صبر کرے تو اس کو اُن کے عوض جنت  
عطا کرتا ہوں حبیبیہ سے مراد دو آنکھیں ہیں، اشعث بن جابر اور ابو ظلال نے انس سے واثق  
کرنے میں عمرو کی متابعت کی۔

۶۱۹۳۔ شرح : آنکھیں انسان کے محبوب اعضاء سے ہیں ان پر صبر کرنے کے معنی  
یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لئے جو ثواب کا

وعدہ کیا اس کی امید پر طالبِ ثواب رہے اور کسی سے عدمِ بصیر کا شکوی نہ کرے اور نہ قلق و اضطراب  
کا اظہار کرے۔ حدیث شریف میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے عبد کی دنیا میں آنکھیں سلب کر دوں تو میرے پاس اس کی حیزاء  
صرف جنت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !



## بَابُ عِبَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالِ وَعَادَتُ

أُمِّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمُسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ

۶۱۹۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَعَنَ قَدِيمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْمَدِينَةَ وَعَلَى أَبُو بَكْرٍ وَبَلَّالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ

كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بَلَّالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ

## باب عورتوں کا مردوں کی عبادت کرنا

اور ام دردا رضی اللہ عنہا نے انصار میں سے مسجد میں رہنے والے ایک آدمی کی بیمار پرسی کی

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو دردا کی دو بیویاں تھیں اُن میں سے ہر ایک کو ام دردا کہا جاتا تھا ایک

کبریٰ اس کا نام خیرہ بنت ابو حذر و عبد اللہ اسلمیہ ہے وہ صحابیہ ہیں اور فضلاء عقلمند عورتوں سے ہیں وہ

ابو دردا سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام میں فوت ہو گئی تھیں اور دوسری

بیوی ام دردا صغریٰ ہے اس کا نام مجیمہ بنت جحی و صابیہ ہے۔ ابو عمر نے کہا ہمیں ایسی کوئی خبر نہیں

پہنچی جس سے معلوم ہو کہ وہ صحابیہ ہے یا اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ جب ابو دردا فوت

ہوئے تو حضرت امیر معاویہ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا جس کا اُس نے انکار کر دیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ

سے نکاح نہ کیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ کونسی ام دردا ہے جس نے مسجد میں رہنے والے کسی انصاری آدمی

کی عبادت کی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صغریٰ ام دردا ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ادب المفرد

میں یہ اثر حارث بن عبید کے طریق سے ذکر کیا ہے اور حارث شامی تابعی صغیر ہے اس کی امام دردا کبریٰ سے

ملاقات نہیں ہوئی، کیونکہ ابو دردا کی وفات سے پہلے حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہو گئی تھی۔ حارث

ابن عبید نے کہا میں نے ام دردا کو لکڑی کے کچاوہ پر دیکھا جن پر پردہ نہ تھا وہ انصاری آدمی کی عبادت

کو جا رہی تھی۔ ام دردا صغریٰ عبد الملک بن مردان کے آخر عہد خلافت تک بقید حیات رہی تھی اور

اکیاسی ہجری میں کبریٰ کے پچاس برس بعد فوت ہوئی تھی۔ لہذا یہی ام دردا عبادت کرنے والی ہے کبریٰ نہیں



الْحُمَّى يَقُولُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ : وَالْمَوْتُ أَذْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ  
وَكَانَ بَلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ لَيَقُولُ : أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَ لَيْلَةً  
بِوَادٍ وَحَوْلَى إِذْخِرُ وَجَلِيلٌ : وَهَلْ أَرِدَنَ يَوْمًا مِيَاهَ فَجْتَةٍ : وَهَلْ يَبْدُونُ  
لِي شَامَةً وَطَفِيلٌ : قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَاخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبِ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللَّهُمَّ وَ  
صَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
۶۱۹۴۔

مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما دونوں بیمار  
ہو گئے۔ ام المؤمنین نے کہا میں دونوں کے پاس گئی میں نے کہا اے اباجان کیا حال ہے اے بلال کیا حال  
ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہوتا تو وہ فرماتے ! اے ہر آدمی اپنے اہل خانہ میں صبح کرتا ہے  
حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور جب بلال کا بخار آتا تو وہ کہتے  
اے کاش میں ایسی وادی میں رات بسر کرتا کہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کیا میں کسی روز  
محبت کے پانیوں تک پہنچوں گا کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے واقعہ بیان کیا تو حضور نے  
فرمایا اے اللہ ! مدینہ منورہ ہمیں محبوب کر دے جیسے ہم مکہ مکرمہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ  
محبت عطا کر اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا صحیح کر دے اور ہمارے لئے اس کے مڈ اور صاع میں برکت کر اور  
اس کا بخار نقل کر کے جحفہ میں کر دے۔

شرح : محبت مکہ مکرمہ سے چند میل دور جگہ ہے۔ یہ جاہلیت میں منڈی تھی  
۶۱۹۴۔

شامہ اور طفیل مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہیں جحفہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ  
کے درمیان ایک مقام اہل شام وہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا بخار کا عرض ہونے کے  
باوجود منتقل ہو سکتا ہے۔ چونکہ عرض کا وجود محل سے علیحدہ نہیں ہو سکتا اس کا وجود محل کا وجود ہوتا ہے۔  
اس لئے حدیث کا صحیح معنی یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے بخار معدوم کر دے اور جحفہ میں ظاہر کر دے وہاں کے  
رہنے والے یہودی تھے جو مسلمانوں کے سخت دشمن تھے اس لئے ان کے لئے بددعاء کی اور مسلمانوں سے اچھا



## بَابُ عِبَادَةِ الصَّبِيَّانِ

۶۱۹۵ — حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَأَبِي يُحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِي قَدْ حَضَرَتْ فَأَشْهَدُنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ تَقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرَفَعَ الصَّبِيَّانِ فِي حَجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَقَعَّقُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلَا يُرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرَّحْمَاءُ

ارادہ کیا۔ اقول یہ امر مسلم ہے کہ عرض کا وجود محل سے علیحدہ وجود نہیں لیکن یہ امر بھی مسلم ہے کہ عالم مثال میں افعال کا وجود ہے؛ حالانکہ افعال تمام اعراض ہیں قرآن کریم میں ہے کہ قیامت میں اعمال کا وزن کیا جائے گا پھر اس کی دوسری حدیث بھی تائید کرتی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ سے ایک عورت پر لگندہ حال نکل کر زحف چلی گئی جس کی تعبیر نقل بخاری تھا۔

## بَابُ بَطْنِ بَطْنِ عِبَادَتِ كَرْنَا

۶۱۹۵ — ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



## بَابُ عِبَادَةِ الْأَعْرَابِ

۶۱۹۶ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ  
ابْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَدَا بَاسَ طَهُورًا  
شَاءَ اللَّهُ قَالَ قُلْتُ طَهُورٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حَتَّى تَفُورَ وَتَتَوَرَّعَ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ  
تُزِيرُهُ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَعَمَّ اِذْنُ

کی صاحبزادی (زینب) رضی اللہ عنہا نے حضور کو پیغام بھیجا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ اور سعد  
ابن عبادہ - راوی کے گمان میں ابی بن کعب بھی حضور کے ساتھ تھے کہ میری بیٹی موت کے قریب ہے۔ آپ  
تشریف لائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام اللہ ہی کا تھا جو اس نے لے لیا اور دیا اور اس کے نزدیک  
ہر شئی ایک مقررہ مدت تک ہے پس وہ ثواب کی امید وار رہیں اور صبر کریں۔ صاحبزادی نے پھر پیغام بھیجا  
اس حال میں کہ حضور کو قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے  
ساتھ اٹھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بچہ رکھا گیا جبکہ اس کا سانس اکھڑ رہا تھا اور بے قرار تھا۔ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟  
حضور نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ جن کے دلوں میں چاہے رکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں  
سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

۶۱۹۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صاحبزادہ سیدہ زینب تھیں اور فوت ہونے  
والا شہزادہ علی تھا۔ رضی اللہ عنہ۔ سعد بن عبادہ نے یہ خیال کیا کہ ایسے

وقت میں صبر کرنا چاہیے۔ حضور کیوں رو رہے ہیں جس کا جواب حضور نے دیا کہ یہ رحمت ہے صبر کے منافی  
نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اور یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ  
کی سحر جمیں ہیں اُن میں سے ایک رحمت اللہ تعالیٰ نے جنات، انسانوں، بہائم اور حشرات میں رکھی ہے جس  
کے باعث وہ ایک دوسرے سے شفقت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وحشی اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں  
اور بقایا ننانوے رحمتیں قیامت میں اپنے بندوں پر نازل فرمائے گا۔



## بَابُ عِبَادَةِ الْمُشْرِكِ

۶۱۹۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ أَنَسٍ أَنَّ عَلَامًا يَهُودِيًّا كَانَ يُخْدَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## بَابُ أَغْرَابِ كِي بيمار پرسی کرنا

۶۱۹۶۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کرنے تشریف لے گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں انشاء اللہ یہ گناہ صاف کرے گی۔ اس اعرابی نے کہا آپ کہتے ہیں۔ یہ طہور ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بڑے پر جوش مارتا ہے اس کو قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مان ہی سہی۔

۶۱۹۶۔ شرح : أَغْرَابِ وہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں۔ شہروں میں اقلیت نہیں کرتے اور ضروری کام کے بغیر شہروں میں آتے ہی نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ بخار طہور ہے گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جس کا اعرابی نے جواب دیا کیا یہ طہور ہے؟ بلکہ یہ بیماری ہے جو اسے قبر تک پہنچائے گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرا گمان یہی ہے تو عنقریب یہ پورا ہو جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بہت جلد صبح کو مر گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے لئے اپنی رعیت کے بیماروں کی عیادت کرنے میں نقص نہیں۔ اگرچہ بیمار سخت قلب ہی کیوں نہ ہو اس میں اس کے اہل خانہ کی خاطر داری بھی ہے۔ اسی طرح عالم جاہل کی عیادت کرے اور اسے وعظ نصیحت کرے جس سے اسے نفع ہو اور اس کو صبر کی تلقین کرے تاکہ بیماری کو بُرا نہ جانے جس سے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جائے۔

## بَابُ مُشْرِكِ كِي عیادت کرنا

۶۱۹۷۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی کا لڑکا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا بیمار ہو گیا تو اس کے



فَمَرَضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَالَ أَسْلِمَ فَأَسْلَمَ  
وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا حَضَرَ أَبُو طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## بَابُ إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً

۶۱۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُودُونَهُ فِي مَرَضٍ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا  
فَجَعَلُوا يُصَلُّونَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ  
إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا  
صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوحٌ  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرَمَ صَلَاتِي  
قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ

پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کرنے تشریف لے گئے اور اسے فرمایا مسلمان ہو جاؤ مسلمان ہو گیا۔  
سعید بن مسیب نے اپنے والد سے ذکر کیا جب ابو طالب بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس  
تشریف لے گئے۔ ابو طالب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا ان کا نام عبد مناف ہے (یعنی)  
(حدیث : ۱۲۷۶ - ج : ۲ کی شرح دیکھیں)



## بَابُ وَضْعِ الْبِدِّ عَلَى الْمَرِيضِ

۶۱۹۸ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْجَعْفَرُ

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوَى شَدِيدًا  
فَجَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أَتْرُكُ مَا لَا  
وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ إِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً فَأَوْصِي بِثَلَاثِي مَالِي وَأَتْرُكُ الثَّلَاثَ  
قَالَ لَا قُلْتُ فَأَوْصِي بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ

## بَابُ جَبِّ بِيَارِ كِي عِبَادَتِ كِي اور نماز كا وقت

ہو گیا تو لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی،

یعنی جب لوگ بیمار کی عبادت کو جائیں اور نماز کا وقت ہو جائے  
تو مریض لوگوں کو وہیں نماز باجماعت پڑھائے،

۶۱۹۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی بیماری میں لوگ آپ کی عبادت کو آئے تو آپ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی  
لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو حضور نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا  
امام کی اقتداء کی جائے جب وہ رکوع کرنے تو تم رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اگر امام  
بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ جاؤ۔

امام بخاری نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز بیٹھ کر پڑھی اور  
آپ کے پیچھے لوگ کھڑے تھے (امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مذکور حدیث میں  
منسوخ صرف لوگوں کا امام پیچھے بیٹھنا ہے۔

## بَابُ مَرِيضٍ پَر ہاتھ رکھنا



بِالثَّلَاثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثَّلَاثِينَ قَالَ الثَّلَاثُ وَالثَّلَاثُ كَثِيرٌ ثُمَّ  
وَضَعَهَا يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهِي وَبَطْنِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ  
اشْفِ سَعْدًا وَأَتِمِّمْ لَهُ هِجْرَتَهُ فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهُ عَلَى  
كَبِدِي فَمَا يُخَالِ إِلَى حَتَّى السَّاعَةِ

ترجمہ : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا سے روایت ہے  
۶۱۹۸ — کہ اُن کے والد نے کہا میں مکہ مکرمہ میں سخت بیمار ہوا تو نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پُرسی کرنے تشریف لائے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں کچھ مال چھوڑ رہا ہوں  
اور میری صرف ایک ہی لڑکی ہے جسے چھوڑ رہا ہوں۔ کیا میں دو تہائی مال وصیت کر دوں؟ اور ایک  
تہائی رہنے دوں فرمایا ایسا نہ کرو۔ میں نے عرض کیا آدھا مال وصیت کر دوں؟ اور آدھا رہنے دوں  
فرمایا یہ بھی نہ کرو۔ میں نے عرض کیا پھر میں ایک تہائی مال وصیت کروں اور دو تہائی رہنے دوں فرمایا  
ایک تہائی مال وصیت کرو یہ بھی زیادہ ہے۔ پھر حضور نے اپنا دستِ اقدس سعد کی پیشانی پر رکھا پھر  
میرے چہرے اور پیٹ کو مسح کیا اور فرمایا اے اللہ! سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت پوری کر دے  
اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے جگر میں اس کی ٹھنڈک پاتا رہا مجھے خیال ہے کہ اس گھڑی تک وہ ٹھنڈک  
پاتا ہوں۔

شرح : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص سے رضی اللہ عنہا جس کے  
۶۱۹۸ — لئے حضرت سعد نے کہا میری صرف ایک ہی بیٹی ہے وہ  
اُمّ حکم کبریٰ ہے اور اس حصر سے خاص حصر مراد ہے۔ یعنی میری اولاد میں صرف میری ایک بیٹی  
ہے ورنہ سعد کے چچا کے بیٹے تھے جو ان کے بطور عصبہ وارث تھے اور بیویاں بھی تھیں جو انھیں  
حصہ کی وارث تھیں۔

قولہ علی جہتہ ،، یعنی سعد کی پیشانی پر دستِ اقدس رکھا۔ ابوذر کشمینی نے در علی جہتہ  
روایت کیا ہے۔ یعنی سعد نے کہا حضور نے میری پیشانی پر دستِ اقدس رکھا اور دعا فرمائی اے  
اللہ سعد کی ہجرت مکمل کر دے اور اس کو اس جگہ نہ چھوڑ جہاں سے اُس نے ہجرت کی ہے  
اور اللہ کے لئے اُسے چھوڑا ہے۔

(حدیث ۲۵۵۵ تا ۲۵۵۷ کی شرح دیکھیں)



۶۱۹۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنِ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
مَسْعُودٍ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَاكُ  
فَمَسَسْتُ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَاكُ وَعُكَا شَدِيدًا  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلُ إِنِّي أُوعَاكُ كَمَا يُوعَاكُ  
رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذَلِكَ رَانَ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَجَلُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ  
أَذَى مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَظَّ اللَّهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحْطُ الشَّجَرَةُ  
وَرَقَّهَا

## بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيضِ وَمَا يُجِبُّ

۶۲۰۰۔ حَدَّثَنَا قُبَيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ عَنْ الْأَعْمَشِ  
عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنِ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ آيَتُ

۶۱۹۹۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سحت بیمار تھے۔ میں نے آپ کو  
اپنے ہاتھ سے کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو سحت بخار ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے تم سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہے میں نے عرض کیا آپ کو ثواب بھی دوگنا  
ملتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ کو  
دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں درست ہے پھر حضور  
نے فرمایا جس بھی مسلمان کو مرض وغیرہ کی اذیت پہنچے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ گرا دیتا ہے جیسے  
درخت اپنے ورق گراتا ہے۔

(حدیث ۵۱۸۷ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)



أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَمَسِسْتُهُ وَهُوَ يُوعَاكَ  
وَعُكَا شَدِيدًا فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَاكَ وَعُكَا شَدِيدًا وَذَاكَ أَنَّ  
لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلٌ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذَى إِلَّا حَاطَتْ  
عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تُحَاطُّ وَرَقَ الشَّجَرِ

۶۲۰۱ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ يَعُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ كَلَّابُ  
هِيَ حُمَّى تَفُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ كَمَا تَزِيرُهُ الْقُبُورُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَعَمَّ إِذَنْ

## باب مریض سے کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے

۶۲۰۰ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی حالت میں حاضر خدمت ہوا میں نے آپ کو مس کیا جبکہ حضور کو سخت بخار تھا  
میں نے عرض کیا حضور کو سخت بخار ہے یہ اس لئے کہ آپ کے لئے دو گنا ثواب ہے فرمایا ہاں! کسی بھی  
مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے تو اس کے تمام گناہ اس سے گرجاتے ہیں جیسے درختوں کے پتے گرتے ہیں۔

۶۲۰۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے  
اور فرمایا کوئی حرج نہیں۔ انشاء اللہ یہ گناہ صاف کرے گا۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے  
جو بوڑھے شخص پر جو سن مار رہا ہے تاکہ اس کو قبروں میں پہنچائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں



## بَابُ عِبَادَةِ الْمَرِيضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا

### وَرَدُّهَا عَلَى الْحِمَارِ ۲۲

۶۲۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ  
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أَسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَى قَطِيفَةٍ  
فَدَكِيتَ وَارْدَتْ أَسَامَةُ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ ابْنَ عِبَادَةَ قَبْلَ  
وَقَعَةٍ بَدْرٍ فَسَارَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ  
سَلُولَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ عَبْدُ اللَّهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطُ  
مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدُ اللَّهِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِي الْمَجْلِسِ  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوْلَحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتْ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَرَ  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَفْهٍ بُرْدًا يَبِيضًا قَالَ لَا تُغَيِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَتَرَلَّ فَدَعَاهُمْ إِلَى  
اللَّهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَأْيَمُهَا الْمَرْءُ

یہی سی،، (حدیث : ۵۱۹۵ جلد : ۹ کی شرح دیجییں)

## بَابُ سَوَارٍ أَوْ بَاسِطٍ يَأْكُلُ كَلْبًا

### بَابُ سَوَارٍ أَوْ بَاسِطٍ يَأْكُلُ كَلْبًا

۶۲۰۲۔ ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم



إِنَّهُ لَا أَحْسَنُ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَانِي فِي مَجَالِسِنَا  
وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ  
بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأُعْشِنَاهُ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نَحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَدَّ  
الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَنْتَشِرُونَ فَلَمَّ  
يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكُّتُوا فَكَبَّ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّةً حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ  
فَقَالَ لَهُ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو جَبَابٍ يُرِيدُ عَبْدُ اللَّهِ  
ابْنَ أَبِي قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَفَّ عَنْهُ وَأَصْفَرُّ فَلَقَدْ  
أَعْطَاكَ اللَّهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدْ اجْتَمَعَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ  
أَنْ يَتَوَجَّهُوا فَيَعْصَبُوهُ فَلَمَّا رُدَّ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ  
اللَّهُ شَرِيفٌ بِذَلِكَ فَذَلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ

صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اس کے اوپر فدا کی چادر تھی اور اسامہ کو  
اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ اس حال میں کہ جنگ بدر سے پہلے سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے تشریف  
لے گئے۔ حضور چلتے رہے حتیٰ کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبد اللہ بن ابی بن سلول  
تھا۔ یہ عبد اللہ کے مسلمان ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس مجلس میں ملے جلے لوگ، مسلمان،  
مشرک، بت پرست اور یہودی تھے اور اس مجلس میں عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے جب سواری کے غبار  
نے مجلس کو ڈھانپ لیا تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی چادر سے ناک ڈھانپ لیا اور کہا ہم پر غبار نہ  
ڈالو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور وہاں ٹھہر گئے پھر سواری سے اترے اور انہیں دعوت  
اسلام دی اور ان پر قرآن پڑھا تو عبد اللہ بن ابی نے کہا اے آدمی! جو تو کہتا ہے ہم اسے اچھا نہیں  
جانتے ہیں اگر یہ حق ہے تو ہماری مجلس میں ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ ہم میں سے جو کوئی



۶۲۰۳ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ  
قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدَرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُعَوِّدُنِي بِرَأْسِ بَكْلٍ وَلَا يُرْذَوْنِ

تہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہماری  
مجلس میں تشریف لایا کریں ہم اس سے محبت کرتے ہیں (اس کے بعد) مسلمان، مشرک اور یہودی  
ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ آپس میں لڑ پڑیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو  
خاموش کرتے رہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے۔ پھر حضور سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ کے پاس  
تشریف لے گئے اور اسے فرمایا اے سعد! کیا جو کچھ ابو جباب نے کہا ہے تو نے سنا نہیں ہے؟  
حضور کی ابو جباب سے مراد عبد اللہ بن ابی تھا۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! اس کو معاف  
فرمادیں اور درگزر کریں۔ بے شک و شبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم منصب دیا ہے جو آپ ہی کے  
لائق ہے اس شہر کے لوگ جمع ہوئے تھے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پر بگڑی باندھیں جب  
یہ اس حق کے باعث جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مسترد ہوا تو وہ اس وجہ سے غمناک ہوا اس وجہ  
سے اُس نے کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔

۶۲۰۲ — شرح : عبد اللہ کا باپ ابی اور رسول اس کی ماں ہے اس لئے  
لفظ ابن مرفوع عبد اللہ کی صفت ہے۔ ابی کی صفت نہیں

قولہ لا احسن مما نقول،، مفرد متکلم مضارع ہے اور من زایدہ ہے اور ما نقول اس کا  
مفعول بہ ہے۔ یعنی جو تو کہتا ہے میں اسے اچھا نہیں جانتا ہوں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ احسن  
اسم تفصیل ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو تو کہتا ہے اس سے کوئی کلام اچھا نہیں یعنی تو اچھا کہتا  
ہے۔ اس نے یہ بطور استہزاء کہا تھا۔ ابو جباب عبد اللہ کی کنیت ہے۔ بحرہ بمعنی بلدہ ہے (شہر)  
اس شہر کے لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ عبد اللہ کو اپنا بادشاہ بنائیں اور اس کے سر پر سیادت کا عمامہ  
باندھیں؛ لیکن نور خدا کی چمک سے غمناک ہو کر ناروا کلام کرنا شروع کیا اور غم کے گھونٹ بھرنے لگا

ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت  
کرنے تشریف لائے، حالانکہ آپ نہ خیر پر سوار تھے اور نہ

ہی گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے (پیدل چل کر تشریف لائے تھے)



## بَابُ قَوْلِ الْمَرِيضِ اِنِّي وَجَعٌ اَوْ اَرَا سَاةَ

اَوْ اَشْتَدَّ بَنِي الْوَجَعِ وَقَوْلُ اَيُّوبَ مَسْنِي الضُّرِّ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

۶۲۰۴۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي

نَجِيحٍ وَ اَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ

حُجَّةٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَوْ قَدْ تَحَتَّ الْقَدَرُ فَقَالَ

اَيُّوزِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْخَلْقَ فَخَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِي

بِالْفِدَاءِ

## بَابُ مَرِيضٍ كَا كَهْنَا كَهْ فِي بِيْمَارِهِ يَا اِسْ كَا

وَاَرَا سَاةَ كَهْنَا يَا يَهْ كَهْنَا كَهْ مِيرِي بِيْمَارِي سَخْتِ هُو كِي هِي

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے میرے پروردگار

مجھے اذیت پہنچی ہے اور تو بہت رحم کرنے والا ہے،

واراساہ،، کے معنی میں سر میں درد کے باعث کہنا۔ مائے میرا سر یا یہ کہنا

شرح : مجھے بہت درد ہے۔ یعنی یہ کہنا جائز ہے یہ بے صبری میں داخل نہیں۔ بخاری

کے بعض نسخوں میں باب کا عنوان یہ ہے۔ ”مَا رَخِصَ لِلْمَرِيضِ اَنْ يَقُولَ اِنِّي وَجَعٌ“

یعنی مریض کو یہ کہنے میں رخصت ہے کہ میں بیمار ہوں۔ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا

منصب نبوت کے منافی نہیں؛ کیونکہ انھوں نے یہ بطور دعا کہا تھا مخلوق سے شکوی نہ تھا۔ لہذا یہ تسلیم و

رضا کے منافی نہیں۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دانت میں درد تھا ان کے معتقدین ان کی عیادت کو آئے

جبکہ وہ یہ کہتے تھے رَبِّ اِنِّي مَسْنِي الضُّرِّ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ،، ہر آدمی مرض کے باعث

تکلیف محسوس کرتا ہے اور بیماری کا شکوی کرتا ہے؛ لیکن مذموم شکوی وہ ہے جس میں لوگوں کے سامنے

مرض کی تکلیف ذکر کرے اگر اپنے بھائیوں کو بیماری کی خبر دے کہ وہ اس کے لئے شفاء کی دعا کریں



۶۲۰۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُو زَكْرِيَا قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ  
ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ  
عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ لَوْ كَانَ  
وَأَنَا حَيٌّ فَاسْتَغْفِرُ لَكَ فَأَدْعُوكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَتَكَلِّمُكَ وَاللَّهِ  
إِنِّي لَا أَظُنُّكَ تُحِبُّ بِمَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَظَلِلْتُ أَخِرَ لَوْ مَكَ مَعْرَسًا  
بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوَارِدُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى  
أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْمَدَانِ يَقُولُ الْقَائِلُونَ أَوْ يَمْنَى الْمُتَمَنُّونَ  
ثُمَّ قُلْتُ يَا أَبَى اللَّهِ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْتِي الْمُؤْمِنُونَ

اور اس کا مائے دوائے کہنا استراحت ہے مخلوق سے شکری نہیں۔

۶۲۰۴ — ترجمہ : کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
گزرے جبکہ میں ہنڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے

سر کی جوئیں تجھے اذیت پہنچا رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں ! ! حضور نے حجام کو بلوایا اُس نے کعب  
کے بال مونڈ ڈیئے پھر مجھے فدیہ دینے کا حکم فرمایا۔

(حدیث : ۱۶۹۸ - جلد : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۵ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے قاسم بن محمد بن بکر صدیق رضی اللہ عنہم  
کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا : وارا ساء

یہ کلمہ مردہ کے ندبہ میں کہا جاتا ہے۔ ”خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو فوت ہو گئی اور  
میں زندہ رہا تو تیرے لئے اللہ سے مغفرت طلب کروں گا اور دعاء کروں گا۔ ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا نے فرمایا مائے افسوس ! بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میری موت پسند فرماتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا  
(میں مر گئی) تو دوسرے روز ہی آپ دوسری بیویوں کے ساتھ رات گزاریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے



نے فرمایا بلکہ میں ”وَارَاسَاہ“ (یہ ندبہ میرے حق میں ہے) میں نے قصد یا ارادہ کیا ہے کہ ابو بکر اور اُن کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور انہیں وصیت کروں کہ کہنے والے کچھ کہہ نہ سکیں اور خواہش کرنے والے خواہش نہ کریں پھر میں نے کہا اللہ انکار کرے گا اور مومن مدافعت کریں گے یا اللہ مدافعت کرے گا اور مومن انکار کریں گے۔

شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر درد تھا اس لئے اُنہوں نے فرمایا ”وَارَاسَاہ“ یہ ندبہ ہے جو تکلیف کے وقت کیا جاتا ہے۔

۶۲۰۵ —

یا کسی کی موت پر کیا جاتا ہے جیسے خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ندبہ کیا اور فرمایا : یا ابتاہ الی جبرائیل ننعاه، اے میرے والد محترم ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ذاک لو کان الخ یعنی اگر تو فوت ہوگئی اور میں زندہ ہوتا تو تیرے لئے دعائِ مغفرت کروں گا۔ ایک روایت میں ہے تجھے کفن دوں گا اور نماز جنازہ پڑھوں گا پھر دفن کروں گا۔ یہ سن کر ام المؤمنین نے فرمایا : ”واٹکلیاہ“ یہ بھی ندبہ ہے۔ اس کے معنی ہیں عورت کا مردہ کے بستر پر رونا۔ یہ مصدر ہے یا عورت کی صفت ہے جس کا بچہ گم ہو گیا ہو اگر یہ مصدر ہے تو ثناء مضموم ہے اور لام مکسور ہے۔ اگر اسم ہے تو ثناء مفتوح اور لام بھی مفتوح ہے۔ کہا جاتا ہے ”ثکلتہ امہ ثکلاً“ اس کی ماں نے اس کو گم پایا شکل کے معنی ہیں۔ عورت کا بچے کو گم پانا۔ اسی طرح ثکلی ہے۔ کہا جاتا ہے : ”امرءة ثاکلہ ثکلی“ اس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی بلکہ مصیبت یا خوف کے وقت لوگوں کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہو جاتا کرتا ہے۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بَلْ اَنَا وَارَاسَاہ، کلمہ بَلْ اضرا کے لئے ہے یعنی سر درد کی بات چھوڑیے تم میرے بعد زندہ رہو گی اور میں تم سے پہلے انتقال کروں گا۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ میں ابو بکر کو بلاؤں اور انہیں اپنے بعد خلافت کی وصیت کروں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلانے سے کیا مقصد ہے، حالانکہ ان کا خلافت میں کوئی دخل نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل کو مائل کرنے کا مقام ہے۔ یعنی خلافت تمہارے والد کو مفوض ہے اور تمہارے بھائی اور اقارب کی موجودگی میں اُن سے مشورہ مطلوب ہے، کیونکہ وہ میرے مشورہ کے اہل ہیں یا مقصد یہ ہے کہ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابو بکر کو خلافت مفوض کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کو بعض محارم کو بھی حاضر کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اگر کسی کو بلانا ہو تو وہ یہ سرانجام دے سکے۔ پھر حضور نے یہ ارادہ اس لئے ترک کر دیا کہ اگر ابو بکر کے سوا اور کوئی خلافت کی خواہش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن اسے پسند نہ کریں گے اور اس کی مدافعت کریں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ



۶۲۰۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ  
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ  
يُوعَاكَ فَمَسِسْتُهِ بِيَدِي فَقُلْتُ إِنَّكَ لَتُوعَاكَ وَعُكَاشِدِيدًا  
قَالَ أَجَلُ كَمَا يُوعَاكَ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ أَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ  
مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذَى مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِ  
كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

۶۲۰۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ  
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ

كُفْتُكَوْا خَرَى بيماری میں ہوئی تھی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حدیث القرقطاس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھنا تھی اسی لئے قلم دوات منگوائی  
تھی۔ اثنا عشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے خلافت لکھنا تھی محض وہم ہے۔ یہ حدیث  
اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور وہم کو مسترد کرتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!  
ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو تیز بخار تھا میں نے آپ  
کو مس کیا تو عرض کیا حضور آپ کو بہت تیز بخار ہے فرمایا ہاں جیسے تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہونا  
ہے۔ عبد اللہ نے کہا آپ کو دو گنا ثواب ہے فرمایا ہاں جس بھی مسلمان کو بیماری لاحق ہو یا اس کے  
سوا کوئی اور تکلیف ہو وہ اس کے سارے گناہ گرا دیتی ہے جیسے درخت اپنے پتے گراتا ہے۔  
(حدیث: ۵۱۸۷ جلد ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۸۔ ترجمہ: عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس



سَعْدٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي  
 مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي زَمَنَ حُجَّةِ الْوُدَاعِ فَقُلْتُ بَلِّغْ بِي مَا تَرَى وَأَنَا  
 ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِي مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ  
 بِالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ الثَّلَاثُ قَالَ الثَّلَاثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرُورَتَكَ  
 أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِمَّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَنْ تُتَفِقَ  
 نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجَرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِي فِي أَمْرَاتِكَ

## بَابُ قَوْلِ الْمَرِيضِ قُمْوَا عَنِّي

۶۲۰۸ — حَدَّثَنِي أَبُو رَاهِيْمٍ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ  
 عَنْ مَعْمَرٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

اس حال میں کہ میری سخت بیماری میں جو حجتہ الوداع میں مجھے لاحق ہوئی تھی میری بیماری پر سہی کے لئے  
 تشریف لائے میں نے عرض کیا میرا حال اس حد تک پہنچ چکا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، حالانکہ میں  
 بہت مالدار ہوں میری صرف ایک بیٹی ہے جو میری وارث ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟  
 فرمایا نہ۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا ایک تہائی صدقہ کر دو تہائی بھی زیادہ  
 ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو وہ اس سے بہتر ہیں کہ انہیں بھوکے چھوڑو وہ لوگوں کے  
 آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں تم جو بھی مال خرچ کرو گے جس کے سبب اللہ کی رضا مطلوب ہو اس پر  
 تمہیں ثواب دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ جو اپنی بیوی کے منہ میں دو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔  
 (حدیث : ۲۵۵۵ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ مَرِيضٍ كَاكُنَا كَهْمِيرٍ يَسْأَلُ عَنْ أَطْحَبِ جَاوِ

۶۲۰۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال



قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ  
 ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ  
 رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 هَلُمَّ اكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَ الْقُرْآنِ حَسْبُنَا كِتَابُ  
 اللَّهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا  
 يَكْتُبْ لَكُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ  
 مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْإِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا قَالَ  
 عَبْدُ اللَّهِ اللَّهُ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرِّزْيَةَ كُلَّ الرِّزْيَةِ مَا  
 حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ  
 ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

کا وقت قریب آیا حضور کے گھر میں چند آدمی موجود تھے جن میں عمر فاروق بھی تھے ”رضی اللہ عنہ“  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے تحریر کر دوں اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ عمر فاروق  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے  
 ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر میں موجود لوگوں نے اختلاف کیا اور باہم جھگڑا کیا ان میں بعض کہتے تھے  
 اسباب کتابت (قلم دوات) حضور کے قریب کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے لکھ دیں  
 جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے اور ان میں سے بعض وہی کہتے تھے جو عمر فاروق نے کہا تھا۔ جب لوگوں نے  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے مقصد اور عبث باتیں زیادہ کیں اور جھگڑا کیا تو جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ عبد اللہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے



## بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيضِ لِيُدْعَى لَهُ

۶۲۰۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْجَعْفِدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ يَقُولُ ذَهَبْتُ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَسَمَرْتُ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبُرْكَهَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضْؤِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النَّبَوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زَرِّ الْحَلَّةِ

مُصِيبَت پوری مصیبت تھی کہ لوگوں کا شور و غل اور ان کا اختلاف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے تحریر لکھنے کے درمیان حائل ہو گیا۔

۶۲۰۹۔ شرح : اس حدیث سے اثنا عشر یہ استدلال کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت تحریر کرنی تھی لیکن یہ محض وہم ہے کیونکہ خود ان کی کتب میں مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تجھے ایک خفیہ بات کہتا ہوں اگر تو نے کسی سے ذکر کیا تو تم پر خدا کی ..... اور سب فرشتوں اور لوگوں کی ..... ہوگی۔ ام المؤمنین حفصہ نے کہا وہ کیا بات ہے۔ فرمایا میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر ان کے بعد تیرا باپ خلیفہ ہوگا۔ ام المؤمنین نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے علیم خمیر نے خبر دی ہے۔ باقر مجلسی نے حیات القلوب میں اسے ذکر کیا ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل کتاب العلم میں مذکور ہے۔ (حدیث ۱۱۴۱، جلد ۱ کی شرح بھی)

## بَابُ جَوَ مَرِيضٍ بَعَثَ لِي كَيْتَاكَ

اس کے لئے دُعاء کی جائے،

۶۲۰۹۔ ترجمہ : جعید نے کہا میں نے سائب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میری خالہ



## بَابُ فِيمَا تَمَنَّى الْمَرِيضُ الْمَوْتَ

۶۲۱۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا  
ثَابِتُ الْبَنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ هَرَأَصَابَةٍ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ  
اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ  
خَيْرًا لِي

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھانجا بیمار ہے۔ حضور نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعاء کی پھر حضور نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا (جو باقی بچا تھا) میں حضور کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان محلہ کے اندھے کی طرح بھٹی یا ڈولی کی گھنٹی کی طرح بھٹی (حدیث : ۱۸۸، ج : ۱ کی شرح دیکھیں) ۴ جملہ کبوتر کی مثل سُرخ چوچ اور سُرخ پاؤں والا پرندہ ہے۔

## بَابُ بيمار کا موت کی خواہش کرنا،

۶۲۱۰۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف کے باعث جو اسے پہنچے موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ ضروری کرنے والا ہو تو یہ کہے اے اللہ! جب تک میری زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میری وفات میرے لئے بہتر ہو تو مجھے فوت کر لے۔

۶۲۱۰۔ مشروح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت موت کی خواہش کرنا ممنوع ہے۔ بعض نے کہا یہ نبی اس آیت کریمہ میں یوسف علیہ السلام کے قول : تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول : وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ سے اور اس حدیث ”وَالْحَقْنِي بِالرَّافِقِ الْأَعْلَى“ سے مشروح ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما نے موت کی دعاء کی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے موت کے بعد ساتھی کا سوال کیا لہذا اس سے مراد یہ ہے : اَلْحَقْنَا بِدَرَجَاتِهِمْ اور عمر فاروق کی حدیث ضعیف ہے (یعنی) جملہ کبوتر کی مثل سُرخ چوچ اور سُرخ پاؤں والا پرندہ ہے۔



۶۲۱۱ حَدَّثَنَا اَدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمَاعِيلِ بْنِ اَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابٍ نَعُوذُ بِهِ وَقَدْ اَكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمْ الدُّنْيَا وَاصْبُنَا مَا لَا نَحْدُ لَهُ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابُ وَلَوْ لَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اِنْ نَدَعُوْا بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرَى وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ يُوجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يَنْفِقُهُ اِلَّا فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي هَذَا التُّرَابِ

ترجمہ : قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خباب بن ارت کی بیماری کرنے گئے جبکہ انہوں نے جسم پر سات جگہ داغ لگوائے تھے انہوں نے کہا ہمارے پہلے ساتھی جو گزر گئے ہیں دُنیا نے اُن کا عمل کم نہیں کیا اور ہم نے اتنا مال و متاع پایا ہے کہ مٹی کے سوا اس کو رکھنے کی جگہ نہیں پاتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی قُضا کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں موت کی دُعا کرتا۔ پھر ہم دوبارہ اُن کے پاس گئے جبکہ وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے تو انہوں نے کہا ہر شئی جو مسلمان خرچ کرتا ہے۔ اس میں اسے ثواب ملتا ہے سوا اس شے کے جس کو وہ مٹی میں رکھتا ہے۔

۶۲۱۱ شرح : حضرت حبیب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیماری کے باعث اپنے پیٹ پر سات داغ لگا رکھے تھے۔ جس حدیث میں داغ لگانے سے ہنی مذکور ہے۔ اس کا محمل یہ ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ داغ لگوانے سے ہی شفا ہوتی اور جس کا عقیدہ یہ ہو کہ شفا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے لئے کچھ حرج نہیں۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے تواضع اور انکساری کرتے ہوئے کہا کہ جو حضرات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں وفات پا گئے اور دُنیاوی مال و متاع سے سرفراز نہ ہوئے اور تنگ زندگی گزارتے ہوئے دُنیا سے کوچ کر گئے۔ دُنیا نے اُن کا عمل کم نہیں کیا اور جو حضرات اُن کے بعد زندہ رہے فتوحات کے باعث مغام کثیرہ کے مالک ہوئے انہیں دُنیاوی مال و متاع بہت میسر ہوا جو آخرت کے ثواب میں کمی کرتا ہے۔ اسی لئے حضرت خباب نے کہا ہم نے دُنیا میں اتنا مال پایا کہ اس کے رکھنے کی جگہ نہیں پاتے ہیں۔ اور مکانات بنانے کے سوا اس کا کوئی مصرف نظر نہیں آتا



۶۲۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَاهُ هُرَيْرَةَ  
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ  
الْجَنَّةَ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَدَّنِي اللَّهُ  
بِفَضْلٍ مِنْهُ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَلَا يَتَمَتَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا  
مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزِدَّادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يُسْتَعْتَبَ

معلوم ہوا کہ مال کو عمارات میں صرف کرنا مذموم ہے، لیکن وہ عمارات جو ذاتی ضرورت تک محدود ہیں  
وہ مذموم نہیں؛ کیونکہ ان سے استغنی بہت مشکل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۶۲۱۲۔ ترجمہ : ابو عبیدہ جو عبد الرحمن بن عوف کے آزاد کردہ ہیں نے بیان کیا کہ  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو یہ فرماتے ہوئے سنا کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا میں بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم  
اور رحمت سے ڈھانپ لیا ہے۔ تم میانہ روی اختیار کرو اور اللہ کا قرب طلب کرو اور تم میں سے کوئی  
بھی موت کی خواہش نہ کرے؛ کیونکہ وہ مخلص ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خیریت زیادہ کرے گا یا گناہ گار  
ہے تو شائد وہ توبہ کرے۔

۶۲۱۲۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ  
یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی رضامندی سے یہ کلام فرمایا کہ اسلام، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج تمہیں  
جنت میں داخل کرے گا۔ یہ حدیث باب کی حدیث کے مخالف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل دخول  
جنت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہے، لیکن جنت کے منازل اور درجات اعمال کے  
سبب ہیں۔ لہذا حضرت معاذ کی حدیث کا معنی یہ ہے یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت کے  
منازل اور درجات کی رہنمائی کرے۔ حضور نے نہایت ہی رضامندی سے سن کر انہیں جواب دیا جو معاذ کی  
حدیث میں مذکور ہے۔ لہذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں۔ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خیال کیا



۶۲۱۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ  
عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي  
وَالْحَقِّنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى.

### بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلرِّضَى

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ  
اشْفِ سَعْدًا ۶۲۱۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا

کہ اعمال کا جنت میں داخل نہ کرنا ان میں نقص کے سبب ہو گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال نہایت  
اخلاص اور کمال پر مبنی ہیں اس لئے انہوں نے یہ جرات کرنے ہوئے عرض کیا تو فرمایا مجھے بھی عمل جنت  
میں داخل نہ کرے گا؛ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے مجسم رحمت بنایا ہے۔ میرا عمل دخول جنت کا موجب  
نہیں۔ پس تم میانہ روی اختیار کرو اور عمل درست کرو۔ اگر اعمال بروجہ کمال نہ کر سکو تو ہر عمل میں اللہ  
کا قرب طلب کرو یا اس کے معنی یہ ہیں کہ تم عمل درست کرو اچھے عملوں سے قرب حق تعالیٰ حاصل ہوتا  
ہے؛ چونکہ پہلے کلام میں اعمال کی اہمیت کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ اس لئے بعد میں فرمایا: سَدِّدُوا وَقَارِبُوا  
کہ عمل سے لاپرواہی نہ کرو اور علی وجہ کمال کرنے کی کوشش کرو اور ان کے سبب عبودیت کا حق ادا کرو  
توجہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے سنا؛ حالانکہ آپ مجھ پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ آپ فرماتے

۶۲۱۳۔

تھے اے اللہ! مجھے بخش اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

شرح : رفیقِ اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں جو اصحابِ ملاءِ اعلیٰ ہیں۔ اس عبارت  
میں موت کی خواہش نہیں؛ کیونکہ یہ کلام بے اختیار واقع ہوا

۶۲۱۳۔

ہے۔ موت کی خواہش وہ ممنوع ہے جو دنیا کے مصائب سے تنگ آکر خواہش کرے؛ چونکہ حضرت  
کے اس کلام شریف میں کچھ تمنیٰ ظاہر ہوتی تھی۔ اس لئے فرمایا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، واللہ اعلم!



أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أَتَى بِهِ قَالَ  
أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَاؤِكَ  
شِفَاءً لَا يُعَادِرُ مَقَمًا وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ  
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَأَبِي الصُّخْرِ إِذَا أَتَى بِالْمَرِيضِ وَقَالَ جَرِيرٌ  
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الصُّخْرِ وَحْدَهُ وَقَالَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا

## باب عبادت کرنے والا کا مریض کے لئے دُعا کرنا،

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفاء دے

۶۲۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی  
مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو فرماتے اے لوگوں کے پروردگار بیماری دور کر دے شفاء دے تو  
ہی شافی ہے شفا صرف تیری ہے ایسی شفاء جو بیمار نہ چھوڑے، عمرو بن ابی قیس اور ابراہیم  
ابن طہمان نے منصور کے ذریعے ابراہیم اور ابوالضحیٰ سے روایت کی کہ جب کوئی مریض لایا جاتا  
جریر نے منصور کے ذریعے صرف ابوالضحیٰ سے روایت کی اور کہا جب بیمار کے پاس آتے۔

۶۲۱۴ — شرح : رَبَّ النَّاسِ میں حرفِ نداء محذوف ہے یعنی یا رَبَّ النَّاسِ اَنْتَ

الشَّافِي (الثانی) میں مبتداء خبر معرفہ مفیدہ حصہ ہے کیونکہ جب تک دوا میں  
اللہ تعالیٰ شفاء پیدا نہ کرے وہ نفع نہیں دیتی اور لَا يُعَادِرُ مَقَمًا اشْفِ کی تکمیل کرتا ہے ۔



## بَابُ وَضُوءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

۶۲۱۵ — حَدَّثَنَا ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرُ قَالَ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ  
عَلَيَّ أَوْ قَالَ صَبَّوْا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ لَا يُرْتَنَى إِلَّا كَلَالَةً فَكَيْفَ  
الْمِيرَاثُ فَتَزَلَّتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ

## بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَّى

۶۲۱۶ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ

ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ

## بَابُ عِيَادَتِ كَرْنِ وَالِے كَا، مَرِيضِ

كے لئے وَضُوءِ كَرْنَا۔۔۔۔۔،

۶۲۱۵ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، حالانکہ میں بیمار تھا۔ آپ نے وضو کیا اور مجھ پر پانی ڈالا یا  
فرمایا اس پر پانی ڈالو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا صرف کلالہ وارث ہے۔ وراثت کیسے تقسیم ہو  
تو آیت میراث نازل ہوئی،

## بَابُ حَسَنِ وَبَاءِ أَوْ بَخَارِ كَيْ دَفْعِ هُونِ كِي دَعَا كِي



عَلَيْهَا فَقُلْتُ يَا ابْتَ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ  
 أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ ۖ كُلُّ أَمْرٍ مَصْتَبِحٌ فِي أَهْلِهِ ۖ وَالْمَوْتُ  
 أَدْنَى مِنْ شِرَاكَ لَعَلَّهِ ۖ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عِفْثَ يَرْتَهُ  
 فَيَقُولُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتُ لَيْلَةً ۖ بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ خَرُّ وَجَلِيلٌ  
 وَهَلْ أُرِدَّا يَوْمًا مِائَةَ فَجَنَّةٍ ۖ وَهَلْ يَبْدُو لِي شَامَةٌ وَطَفِيلٌ ۖ  
 قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ  
 حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ حُبًّا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي  
 صَاعِهَا وَمِدَّهَا وَانْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

۶۲۱۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا  
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابو بکر صدیق  
 اور بلال بیمار ہو گئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دونوں کے پاس گئی اور کہا اے ابا جان! آپ کا کیا حال  
 ہے؟ ام المؤمنین نے فرمایا ابو بکر صدیق کو جب بخار آتا تو فرماتے ہے ہر آدمی اپنے گھر والوں میں ہوتا  
 ہے، صبح کرتا ہے، حالانکہ اس کی موت جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے اور جب بلال کا بخار  
 اُترتا تو وہ کہتے ہے کاش میں ایسی وادی میں رات بسر کرتا کہ میرے ارد گرد ازخرا اور جلیں گھاس  
 ہوتے۔ کیا میں کسی روز جَنَّة کے پانیوں تک پہنچوں گا کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے  
 راوی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جلدی سے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ خبر سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ منورہ محبوب کر دے جیسا مکہ مکرمہ محبوب کیا بلکہ  
 اس سے زیادہ محبوب کر دے اور اس کی آب و ہوا صحیح کر دے اور ہمارے لئے اس کے ناچل  
 میں برکت کر اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ میں کر دے۔

(حدیث : ۵۱۹۳، ج : ۹ کی شرح دیکھیں)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## كِتَابُ الطِّبِّ

بَابُ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

۶۲۱۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ

قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي بَلْحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً

إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## كِتَابُ الطِّبِّ

طِبُّ وہ علم ہے جس سے انسان کے بدن کے احوال

بحیثیت صحت و سقم معلوم ہوتے ہیں،،

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى نَ كَوْنِي بِمِيسَارِي نَازِلِ نَهْنِي كِي

مگر اس کے لئے شفاء نازل کی ہے،،



**بَابُ هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرَأَةَ وَالْمَرَأَةُ الرَّجُلَ**  
**۶۲۱۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ**  
**عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيْعِ بْنِ مَعْوِذٍ عَنْ عَفْرَاءَ قَالَتْ**  
**كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ**  
**وَنَرُدُّ الْقَتْلَ وَالْجَرْحَ إِلَى الْمَدِينَةِ**

**ترجمہ :** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں فرمائی ہے۔  
**شرح :** مرض اور دوا کے انزال سے مراد وہ فرشتے جو بیماری اور دوا لے کر آتے ہیں اور جو بیمار دوائی کے استعمال سے صحت یاب نہیں ہوتے ان کے لئے صحیح علاج اور تشخیص مرض کا فقدان ہوتا ہے۔ یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں کیونکہ اس سے بڑھاپا اور موت مستثنیٰ ہیں۔ اس حدیث سے علاج کرنے کی اباحت ثابت ہے اور طب کا جواز ہے معلوم ہوا کہ صوفیوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ ولایت جب ہی مکمل ہوتی ہے کہ جب تک کوئی مرض لاحق ہو اس سے راضی ہو اور علاج کی کوشش نہ کرے۔

## باب کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج کرے

**ترجمہ :** ربیع بنت معوذ بن عفراء نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں جنگ کیا کرتی تھیں لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور مقتول اور زخمیوں کو مدینہ منورہ لاتی تھیں۔  
**شرح :** ربیع بضم الراء اور باء مفتوح اور یا مکسور ہے معوذ صیغہ اسم فاعل ہے عفراء اعفر کی تانیث ہے۔ ربیع اُن صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اُن کے والد معوذ بن حارث بن رفاعہ نے بدر کی جنگ میں ابو جہل لعین کو قتل کیا تھا۔ پھر اس کو قتل کرنے کے بعد لڑتے ہوئے اسی روز بدر میں شہید ہو گئے۔



## بَابُ الشِّفَاءِ فِي ثَلَاثِ

۶۲۱۹۔ حَدَّثَنَا ثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ الْأَوْفَطِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثِ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مَحْجَمٍ وَكَيْتَةِ نَارٍ وَأَنْهَى أُمِّتِي عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيثَ وَرَوَاهُ الْقُتَيْبِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ

۶۲۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَرِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمِ الْأَوْفَطِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثِ شَرْطَةِ مَحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيْتَةِ نَارٍ وَأَنْهَى أُمِّتِي عَنِ الْكَيِّ

جبکہ مسافع نے اس کو قتل کیا تھا۔ عفراء معوذ کی والدہ ہے۔  
(حدیث : ۲۶۸۵ - ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ شِفَاءِ تِنِ حَبِزُولٍ مِیْ هِی

۶۲۱۹۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفاء تین چیزوں میں ہے۔ شہد پینے، پھینے لگوانے اور آگ سے داغنے میں ہے۔ میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے حضور تک رفع کیا ہے۔ اس کو یعقوب قمی نے لیت مجاہد اور ابن عباس



# بَابُ الدَّوْلِ بِالْعَسَلِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ

رضی اللہ عنہا کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ شفاء شہد اور پچھنے لگوانے میں ہے۔  
(یعنی داغنے کا اس روایت میں ذکر نہیں)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاء تین چیزوں میں ہے۔ پچھنے لگوانے، شہد پینے اور

آگ سے داغنے میں ہے۔ میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میں شفاء کو منحصر نہیں کیا کیونکہ ان کے علاوہ اور اشیاء سے بھی شفاء ہوتی ہے حضور

نے ان تین چیزوں کو اصول علاج قرار دیا ہے، کیونکہ بیماری دُموی یا صفراوی یا سوداوی یا بلغمی ہوتی ہے دُموی کا علاج خون نکالنا ہے اور یہ پچھنے لگوانے سے ہوتا ہے، کیونکہ عربوں میں خون نکالنے کا یہی طریقہ تھا۔ اگرچہ فصد سے بھی نکالا جاتا ہے لیکن وہ پچھنے لگوانے میں داخل ہے اسی طرح علق لگوانے سے بھی خون نکالا جاتا ہے۔ بہر حال جس سے بھی خون نکالا جائے وہ ”شرطہ محجم“ میں داخل ہے۔ آپریشن بھی اس میں داخل ہے اگرچہ طریقہ مختلف ہے۔ باقی بیماریوں کا علاج اسہال کے ساتھ ہے اُن کے مناسب شہد کو ذکر کیا۔ جن فضلات کا اخراج مشکل ہو۔ ان کے لئے داغنا آخری اخراج ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب داغنے میں شفاء ہے تو اس سے منع کیوں فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ داغنا طبعاً بیماری دور کرتا ہے اس لئے اس سے منع فرمایا اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ شافی صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اسے معین طریقہ سے استعمال کرنے میں ضرورت شفاء ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو داغنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی داغتے تھے۔

## بَابُ شَهْدٍ سَے عِلَاجِ کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے،

شہد کے کثیر منافع ہیں۔ انٹرطیوں اور رگوں میں میل زائل کرتا ہے معدہ کی صفائی کرتا ہے۔ رگوں کے



منہ کشادہ کرتا ہے۔ معدہ، جگر، مثانہ وغیرہ کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کو کھانے سے رطوبات کی تحلیل ہوتی ہے۔ دوائیوں کی مکروہ کیفیت دور کرتا ہے۔ سینہ اور جگر کا تنقیہ کرتا ہے۔ بول اور حیض کھل کر آتا ہے۔ بلغم سے سینہ کی درد کے لئے مفید ہے جن لوگوں کے بلغمی سرد مزاج ہیں ان کے لئے بہت مفید ہے اگر اسے سرکہ میں حل کر کے کھایا جائے تو صفراء دور کرتا ہے یہ غذا کے علاوہ دوا بھی ہے۔ پینے کے بھی کام آتا ہے اور خوش ذائقہ شری اور مفرح بھی ہے۔

## شہد کے منافع

اگر شہد کو گرم کر کے عرق گلاب میں حل کر کے پیا جائے تو حیوان کے کاٹنے سے شفا دیتا ہے۔ اگر پانی میں ملا کر پیا جائے تو کتے کے کاٹنے سے شفا دیتا ہے۔ اگر اس میں تازہ گوشت رکھا جائے تو تین ماہ تک گوشت کی طراوت باقی رہتی ہے۔ اسی طرح ککڑی، کدو، بگین، لیموں اور دیگر پھل خراب نہیں ہوتے۔ اگر بدن پر ملا جائے تو جو میں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ بالوں کو لمبا، خوبصورت اور نرم بناتا ہے اگر اس کو بطور سرمہ لگایا جائے تو نظرتیز کرتا ہے۔ اگر اس کی مسواک کی جائے تو دانت صاف ہو جاتے ہیں اور ان کی بیماری دور ہو جاتی ہے اس سے مردوں کے بدن محفوظ رہتے ہیں اور وہ جلدی سڑتے نہیں۔ پہلے اطباء مرکب دوائیوں میں اسی پر اعتماد کرتے تھے۔ ان کی اکثر کتابوں میں شکر کا کہیں ذکر نہیں۔ اکثر بیماریوں میں وہ شکر سے زیادہ مفید اور نافع ہے۔ شکر معدہ کو نرم کرتی ہے جبکہ شہد کی یہ وصف نہیں ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پانی سے ملا کر ہر روز ایک پیالہ نوش فرماتے تھے۔ صحت کی حفاظت میں یہ عجیب حکمت ہے اسے صرف اہل علم ہی جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضور جو کی لمکین روٹی کے ساتھ ناشتہ فرماتے تھے یا سرکہ ملا لیتے تھے قولہ فیہ شفاء للناس، اس میں شہد کی تمام مشروبات پر فضیلت ذکر کی ہے اور یہ ہونا بھی چاہیے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہد شفاء ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب پھنسیاں نکلتیں تو وہ اس جگہ پر شہد حل دیتے تھے اور یہ تلاوت کرتے، ”وَيَخْرُجُ مِنْ بَطْنِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءُ لِلنَّاسِ“ اور کہتے تم قرآن کریم اور شہد سے شفاء حاصل کرو۔ شقیق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پیٹ کے مرض سے مر جائے وہ شہید ہے اور پیٹ کے مرض کی دوا شہد ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنے بھائی کے پیٹ کی شکایت کی کہ اسے اسہال آتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اسے شہد پلاؤ اس نے شہد پلایا تو اسے کچھ فائدہ نہ ہوا پھر دوسری اور تیسری بار اگر یہی شکایت کرتا رہا حتیٰ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا ہے جاؤ اسے شہد پلاؤ۔ اس حدیث سے شہد نے اثر نہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ



۶۲۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ  
أَخْبَرَنِي هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُعِجِبُ الْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ

۶۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو لُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
الْغَسِيلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ كَانَ فِي مِنْ أَدْوِيَّتِكُمْ  
أَوْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَّتِكُمْ خَيْرٌ فِي شَرْطَةِ فَحْجَمِ أَوْ شَرِبَةِ  
عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تَوَافَقَ الدَّاءُ وَمَا أَحَبُّ أَنْ أَكْتُوَى

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب سے خبر دی تھی جس پر میں نے عند اللہ مطلع تھے کہ اس کی شفاء شہد  
پینے میں ہے اور اسے بار بار شہد پینے کی تلقین فرماتے رہے تاکہ اللہ نے جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہو۔  
نیز اس کے پیٹ میں فاسد مادہ بہت تھا جو ہر مرتبہ شہد پینے سے خارج ہوتا رہا جب تیسری بار سارا  
مادہ خارج ہو گیا تو اسے آرام آگیا اور اسہال بند ہو گئے۔ اگر اول بار اسہال بند کر دیئے جاتے تو فاسد  
مادہ پیٹ میں رہ جاتا جو مریض کو تکلیف دیتا اس لئے شہد کا بار بار پینا ہی اس کا علاج تھا، تاکہ فاسد  
مادہ درست ہو جائے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
میٹھی چیز اور شہد بہت پسند تھا۔ ۶۲۲۱۔

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہاری دوائیوں میں سے ۶۲۲۲۔

اگر کسی دوائی میں شفا ہے یا فرمایا تمہاری دوائیوں میں سے کسی میں بہتری ہے تو وہ سچنے لگوانے یا شہد  
پینے، آگ سے داغ لگوانے میں ہے جبکہ بیماری کے موافق ہو اور میں آگ سے داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا ہوں

شرح : قولہ توافق الداء، اس میں یہ اشارہ ہے کہ آگ سے داغ  
اس وقت مشروع ہے کہ وہ مرض کے موافق ہو اور اس کو ۶۲۲۳۔



۶۲۲۳۔ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى  
قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ  
رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ فَقَالَ  
اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ  
اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ  
بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ

تحقیق کے بعد استعمال کرنا چاہیے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم داغنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔  
اس میں اشارہ ہے کہ یہ علاج آخر میں کیا جائے جبکہ اس کے سوا اور کسی دواء سے آرام نہ آتا ہو، کیونکہ  
اس میں سخت درد ہوتا ہے۔

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی  
۶۲۲۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میرے بھائی  
کے پیٹ میں درد ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ پھر وہ دوبارہ آیا حضور نے فرمایا اس کو  
شہد پلاؤ پھر تیسری بار آیا اور کہا میں نے شہد پلا یا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے  
بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے اس کو شہد پلاؤ اس نے شہد پلا یا تو وہ تندرست ہو گیا۔

۶۲۲۳۔ شرح : امام نووی نے کہا بعض محدثین نے اعتراض کیا کہ شہد تو خود  
اسہال لاتا ہے وہ صاحب اسہال کو کیا شفاء دے گا، لیکن

کہنا ان کی جہالت ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بل وہ جھوٹے ہیں انہوں نے اس کے علم کا احاطہ نہیں  
کیا، کیونکہ اسہال کے اسباب مختلف ہیں۔ بعض دفعہ اسہال کا سبب ہیضہ ہوتا ہے۔ اس کے علاج  
میں اطباء کا اتفاق ہے کہ ہیضہ والے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اگر کسی مدد کی ضرورت پڑے تو  
مدد کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے اسہال ہیضہ کے باعث ہوں۔ اس لئے حضور نے شہد پینے کا  
حکم دیا تاکہ اس کی مدد ہو اور اسہال کا مادہ ختم ہو جائے تو دست رک جائیں گے۔ کبھی علاج بطور  
تبرک اور حضور کی دعاء اور حسن اثر سے ہوتا ہے لیکن یہ حکم سب لوگوں کے لئے نہیں کبھی یہ عادت  
کے خلاف معجزہ ہوتا ہے کہ حضور کے اس ارشاد سے خلاف عادت دست رک جائیں۔



## بَابُ الدَّوَاءِ بِالْبَّانِ الْإِبِلِ

۶۲۲۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ

مُسْكِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سُقْمٌ فَقَالُوا

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوا قَالُوا إِنَّ الْمَدِينَةَ وَخَمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ

الْحَرَّةَ فِي ذُوْدِلَه فَقَالَ اشْرَبُوا الْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْتَاوَا ذُوْدَه فَبَعَثَ فِي أَثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ

وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ

حَتَّى يَمُوتَ قَالَ سَلَامٌ فَبَلَّغْنِي إِنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ حَدَّثَنِي بِأَشَدِّ

عُقُوبَةٍ عَاقِبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنِي بِهَذَا فَبَلَّغَ الْحَسَنَ

فَقَالَ وَدِدْتُ إِنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ

## بَابُ اُونٹوں کے دودھ سے علان کرنا

۶۲۲۴۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بعض لوگ بیمار تھے۔ انھوں نے

کہا یا رسول اللہ! ہمیں پناہ دیں اور کھانا کھلائیں جب وہ صحت یاب

ہوئے تو انہوں نے کہا مدینہ منورہ کی آب و ہوا ہمارے موافق نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

شہر کے باہر حرہ میدان میں اپنے اُونٹوں میں جگہ دی کہ وہاں ٹھہریں اور فرمایا ان کے دودھ پیو

جب وہ تندرست ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا اور آپ کے اُونٹ ہانک کر

لے گئے۔ حضور نے ان کے پیچھے لوگ بھیجے کہ ان کو پکڑ لائیں، پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے

اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروائیں۔ میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان سے

زمین کو چاٹ رہا تھا حتیٰ کہ مر گیا۔ سلام نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حجّاج نے حضرت انس سے کہا مجھے



## بَابُ الدَّوَاءِ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ

۶۲۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْحَقُوا بِرَاعِيهِ لِعَيْنِ الْإِبِلِ فَيَشْرِبُوا مِنْ الْبَائِنِهَا وَأَبْوَالِهَا فَاحْقُوا بِرَاعِيهِ فَشَرِبُوا مِنْ الْبَائِنِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَالَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَلَبِغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فُجًى بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَبْرٍ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الْحُدُودُ

اس سخت عقوبت کی خبر دو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دی ہو تو انس یہ حدیث بیان کی حسن بصری کو یہ خبر ملی تو انہوں نے کہا میری خواہش یہ تھی کہ انس حجاج سے یہ حدیث بیان کرتے شرح : ابن سعد نے کہا اونٹوں کی تعداد پندرہ تھی۔ ان لوگوں کی آنکھوں ۶۲۲۶۔ میں گرم سلاخیں ڈلوانے کے معنی یہ ہیں کہ گرم لوہے سے اُن کی آنکھیں نکلوا دیں۔ ان سے یہ اس لئے کیا کہ انہوں نے حضور کے چرواہے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا تھا اس لئے اُن کے کئے کی انہیں جزا دی۔ یہ نزولِ مشد سے پہلے کا واقعہ ہے حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ انس یہ حدیث حجاج بیان نہ کرتے کیونکہ حجاج بن یوسف ثقفی بہت بڑا ظالم تھا وہ ظلم کرنے میں بخور اس سہارا لے کر سخت سے سخت ظلم کرتا تھا۔

## بَابُ اُونُطُوں کے پیشاب سے علاج کرنا

۶۲۲۵۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کی ایک



## بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

۶۲۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَبِيدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا اسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ  
قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ أَبْحَرٍ فَمَرَضَ فِي الطَّرِيقِ فَقَدِمْنَا  
الْمَدِينَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فَعَادَهُ ابْنُ أَبِي عَتِيْقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ  
هَذِهِ الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ فَخُذْ فَاِمِنْهَا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَاسْتَقْوِهَا  
ثُمَّ اقْطِرْ وَهِيَ فِي أَنْفٍ بِقَطْرَاتٍ ثَلَاثٍ فِي هَذَا الْجَانِبِ وَفِي

جماعت مدینہ منورہ میں بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے سے ملیں۔ یعنی اونٹوں کو چرانے والے، اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ حتیٰ کہ ان کے بدن صبح ہو گئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو مانک کر لے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے پس ان کو لایا گیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیریں۔ قتادہ نے کہا مجھے محمد بن سیرین نے خبر دی یہ واقعہ حدود کے نزول سے پہلے کا ہے۔

۶۲۲۵۔ شرح : اجتواء کے معنی آب و ہوا نا موافق ہونا ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اونٹ کا بول حرام ہے اس کا پینا کیسے جائز ہے۔ اس کا

جواب یہ ہے کہ بول پینے سے مراد یہ ہے کہ اسے اپنے بدنوں پر ملیں، اور نثر بوا کے معنی یہ ہیں کہ وہ بول کو اپنے کام لائیں۔ علاوہ ازیں ضرورت کے وقت حرام سے علاج کرنا جائز ہے جبکہ دوسرا کوئی علاج میسر نہ ہو۔ ممکن ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اس وقت ہو جبکہ حرام سے علاج کی ممانعت نہ ہو، اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروانا حدود و قصاص کی آئت کے نزول سے قبل ہے۔

## بَابُ سِبَاهِ دَانِهِ سَعْدٍ

۶۲۲۶۔ ترجمہ : خالد بن سعد نے کہا ہم ایک سفر میں نکلے جبکہ ہمارے ساتھ



هَذَا الْجَانِبَ فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ

۶۲۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ

غالباً ابجر تھے وہ راستہ میں بیمار ہو گئے ہم مدینہ منورہ آئے حالانکہ وہ بیمار تھے۔ ابن ابی عتیق نے ان کی عیادت کی انہوں نے ہم سے کہا تم یہ سیاہ دانہ (کلونجی) کے پانچ یا سات دانے لو اور انہیں باریک کر لو۔ پھر زیتون کے تیل کے ساتھ اس کی ناک کی اس جانب میں اور اس جانب میں چند قطرے ڈالو، کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ سیاہ دانہ سام کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے۔ میں نے کہا سام کہا ہے؟ فرمایا وہ موت

مشرح : قولہ من کل داء، یہ اپنے عموم کے اعتبار سے موت کے سوا ہر

۶۲۲۷۔

بیماری کی دوا ہے، لیکن اس عموم خصوص مراد ہے، کیونکہ ایک

جڑی بوٹی میں تمام قوتیں جمع نہیں ہو سکتیں جو علاج میں تمام طبائع کے موافق ہو اس میں شفاء سے مراد یہ مرض ہے جو رطوبت اور بلغم سے پیدا ہو، کیونکہ یہ دانہ سیاہ گرم خشک ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے عموم پر ہو کہ یہ ہر مرض کی شفاء ہے، لیکن شرط یہ ہے اس کی غیر سے ترکیب ہو واللہ اعلم!

ترجمہ : ابن شہاب زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب دونوں

۶۲۲۸۔

نے خبر دی کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ سیاہ دانہ (کلونجی) میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔ ابن شہاب نے کہا سام موت ہے اور حبہ سوداء کلونجی ہے۔



## بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِمَرِيضٍ

۶۲۲۸ — حَدَّثَنَا جَانُّ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ  
 أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ  
 عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِمَرِيضٍ وَلِلْمَحْزُونِ  
 عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ التَّلْبِيْنَ تَحْمٌ فَوَإِذَا الْمَرِيضُ وَتَذَاهَبَ  
 بِبَعْضِ الْحُزَنِ

۶۲۲۹ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا  
 عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا  
 كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنَةِ وَتَقُولُ هُوَ الْبَغِيضُ النَّافِعُ

## بَابُ مَرِيضٍ كَلَّمَ لِحَرْبٍ بَنَانًا

تلبینہ لبن سے ہے یہ آٹا دودھ اور شہد سے بنایا جاتا ہے۔  
 سفیدی اور رقیق ہونے میں اسے دودھ سے تشبیہ دی جاتی ہے  
 ۶۲۲۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ مریض  
 اور مصیبت زدہ غمناک کے لئے تلبینہ تیار کرنے کا حکم فرماتی تھیں  
 اور فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تلبیہ مریض کے دل کو راحت  
 پہنچاتا ہے اور بعض غم دور کرتا ہے۔

۶۲۲۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ تلبینہ



## بَابُ السَّعُوطِ

۶۲۳۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ  
ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ  
وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَّ

بَابُ السَّعُوطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ  
وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُورِ وَالْقَافُورِ مِثْلُ كُسْطُ نَزْعَتٍ وَقَرَأَ  
عَبْدُ اللَّهِ قُسْطُ

تیار کرنے کا حکم فرماتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ کھانے میں پسند نہیں لیکن نافع ہے۔ (مریض اس  
کو پسند نہیں کرتا، لیکن دوسری دوائیوں کی طرح مفید ہے)

## بَابُ السَّعُوطِ (ناک میں دوا لینا)

۶۲۳۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے پچھنے لگوائے اور حجّام کو اُجرت دی اور اپنے دستِ اقدس سے ناک میں دوائی ڈالی۔  
شرح : سَعُوطُ بفتح السین دواء ہے جو ناک میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ  
یہ ہے کہ مریض کو پشت کے بل لٹایا جائے اور کندھوں کے نیچے کوئی  
شیء رکھ دی جائے تاکہ سر زمین کی طرف مائل ہو اور پانی یا تیل میں دوائی ملا کر اس کے ناک میں قطرے  
ڈالے جائیں تاکہ دواء دماغ تک پہنچ سکے اور چھینک کے ذریعہ اس کی بیماری خارج ہو جائے۔

## بَابُ قُسْطِ هِنْدِيٍّ أَوْ بَحْرِيٍّ سَعُوطِ كَرْنَا

قسط خوشبو ہے اس کے قاف کو کیاف سے اور طاء کو تاء سے بدل کر قُسط کو کُست جیسے کافور اور



۶۲۳۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ

عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ  
مُحْصَنٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَيْكُمْ هَذَا  
الْعُودُ الْهِنْدِيُّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُّ بِهِ مِنَ  
الْعُدْرَةِ وَيُلْتَمَسُ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِابْنِ لِيٍّ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ

قافر پڑھتے ہیں۔ اسی طرح کُشِطْتُ کو قُشِطْتُ بمعنی بُزِعتُ پڑھتے ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
نے قُشِطْتُ پڑھا ہے۔

ترجمہ : ۶۲۳۱۔ ام قیس بنت محسن نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے ہوئے سنا کہ تم عود ہندی کو اختیار کرو اس میں سات  
بیماریوں کا علاج ہے۔ گلے کی بیماری میں اس کے ساتھ سعوٹ کیا جائے اور سینے کے درد میں اس کے ساتھ  
لڈ کیا جائے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بیٹا لے کر حاضر ہوئی جس نے ابھی تک  
کھانا نہیں کھایا تھا۔ اُس نے حضور پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوا یا اور اس کو دھو ڈالا۔

۶۲۳۱۔ شرح : عود ہندی خوشبودار لکڑی ہے جو ہندوستان میں پائی

جاتی ہے اس میں معمولی سا کڑوا پن ہوتا ہے جب اسے چبایا  
جائے تو دانتوں کی اصلاح کرتی ہے۔ اسی طرح اسے جب پانی میں ڈال کر پکایا جائے اور غرارے کئے  
جائیں تو اصلاح کرتی ہے۔ اگر ایک مثقال وزن کے برابر اس سے پی لیا جائے تو معدہ کی چکناہٹ  
دور کرتی ہے اور اسے قوی کرتی ہے۔ اگر اسے پانی سے ملا کر پیا جائے تو جگر کے درد اور سینے کے درد  
کے لئے مفید ہے اور انتڑیاں میں بھڑے کے لئے مفید ہے۔ عود ہندی کی تمام اقسام افضل ہیں  
اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خصوصیت سے ذکر کیا اور فرمایا اس میں سات بیماریوں  
کی شفا ہے۔ اطباء نے قسط کے کئی منافع ذکر کئے ہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ اس کے استعمال  
سے پیشاب اور حیض کھل کر آتا ہے۔ انتڑیوں کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ یہ زہر کو زائل کرتا ہے۔ چوتھے  
کے بخار کے لئے مفید ہے۔ معدہ کو سخت کرتا ہے اور جماع کی خواہش بڑھاتا ہے۔



## بَابُ أَى سَاعَاتِهِ يُحْتَجَمُ وَاحْتِجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا

۶۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا  
أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ صَائِمٌ

## بَابُ الْحَجْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ

قَالَ ابْنُ مُحَبِّبَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
۶۲۳۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ عَنْ عَمْرِو  
عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ مُحْرِمٌ

قولہ عُدْرَةُ ، یہ حلق میں پھوڑا ہوتا ہے جو خون سے بھر جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ ناک اور حلق کے درمیان  
پھوڑا ہے جو بچوں کے گلے میں ہوتا ہے جبکہ عُدْرہ یعنی پانچ ستارے طلوع ہوتے ہیں۔ ابن تیم نے  
کہا عُدْرہ خون کی وجہ سے حلق میں درد ہونے لگتا ہے۔ یہ منہ کے آخر اور حلق کی ابتداء میں سرخ گوشت  
اُبھرا ہوتا ہے اس کا علاج عورتیں اس طرح کرتی ہیں کہ وہ انگلی پر کپڑا پیٹ کر اس کو زور سے دباتی ہیں  
تو اس سے سیاہ خون نکلنے لگتا ہے۔

## بَابُ يَحْفَنُ كَسَ وَقَتَ لُكْوِ

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رات کو پچھنے لگوئے

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے  
لگوئے حالانکہ آپ روزے سے تھے ۔

۶۲۳۲۔ شرح : ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوئے



## بَابُ الْحَجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

۶۲۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ  
أَخْبَرَنَا حَمِيدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَامِ  
فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجْمَهُ أَبُو طَيْبَةَ  
فَاعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَنَحَفُوا عَنْهُ وَ  
قَالَ إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحَجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ  
وَقَالَ لَا تَعْدُوا صَبِيَانَكُمْ بِالْغَمَزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ  
بِالْقُسْطِ

تھے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ پچھنے لگوانے کا وقت  
معتن نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۷۔ ۱۹۔ ۲۱ تاریخ کو پچھنے لگوانے  
پسند فرمائے۔ (تیسری جلد کے صفحہ ۲۲۶ پر اس کی شرح دیکھیں)

## بَابُ سَفَرٍ وَرَاحَةٍ فِي الْحَالِ

میں پچھنے لگوانے عبد اللہ بن مجہنہ نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا  
۶۲۳۳۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ  
کی حالت میں پچھنے لگوائے ”ابن مجہنہ“ عبد اللہ بن مالک بن قسب انہی  
از دشمنوں کے قبیلہ سے ہیں۔ امیر معاویہ کے عہد امارت میں فوت ہوئے جبکہ مروان مدینہ منورہ کا حاکم  
تھا۔ مجہنہ ان کی والدہ ہے۔ وہ بنت حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف ہے۔

## بَابُ بيماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا

۶۲۳۴۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے حجّام کی اُجرت کے



۶۲۳۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ  
 أَخْبَرَنِي عُمَرُو وَغَيْرُهُ أَنَّ بَكِيرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ  
 أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَادَ الْمُقَنَّنَةَ ثُمَّ قَالَ لَا أَبْرَحُ حَتَّى يَجْتَمِعَ فَايُّ  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِيهِ شِفَاءً

متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طیبہ نے سچے لگائے تو  
 آپ نے اس کو دو صاع گندم دی اور اس کے مالکوں کو کہا کہ اس کے ٹیکس میں تخفیف کر دیں اور فرمایا تمہاری  
 دو اندھیں سے تم علاج کراتے ہو پچھنے لگوانے اور ٹسٹ بھری ہے۔ اور فرمایا عذرہ کے باعث اپنے بچوں کا  
 تالو دبا کر انہیں تکلیف نہ دو۔ تم قسط سے علاج کرو !

۶۲۳۴۔ شرح : یہ خطاب اہل حجاز اور جو ان کے قرب و جوار کے  
 رہنے والے ہیں، کیونکہ ان کے خون رقیق ہوتے ہیں۔ ان  
 کے بدنوں سے جو حرارت بدن کی سطح کی طرف نکلتی ہے اس کے جذب کے سبب خون ظاہر  
 بدن کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب بوڑھوں کو نہیں، کیونکہ ان کے  
 بدنوں میں خون کی کمی ہوتی ہے۔

طبری نے صحیح سند کے ساتھ ابن سیرین سے روایت کی کہ جب آدمی چالیس برس کی عمر  
 کو پہنچے تو پچھنے نہ لگوائے۔ اسی طرح جو نو جوان چالیس برس سے کم عمر کے ہوں۔ ان کے لئے بھی پچھنے  
 لگوانے ضروری نہیں جبکہ اس کے علاوہ بھی علاج ممکن ہو۔

۶۲۳۵۔ ترجمہ : عاصم بن قتادہ نے بیان کیا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما  
 مسقح بن سنان کی عیادت کی۔ پچھہ کہا میں یہاں بیٹھے  
 رہوں گا حتیٰ کہ تم پچھنے لگواؤ، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس میں شفا ہے۔

## باب سر پر پچھنے لگوانا

۶۲۳۶۔ ترجمہ : سلیمان نے علقمہ سے خبر دی کہ اُنھوں نے عبد الرحمن اعرج سے  
 سنا کہ اُنھوں نے عبد اللہ بن جحینہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا



## بَابُ الْحَجَامَةِ عَلَى الرَّاسِ

۶۲۳۶ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ

سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَحِيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ بِلُحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ

مُحْرِمٌ فِي وَسْطِ رَأْسِهِ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ

قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اخْتَجَمَ فِي رَأْسِهِ

## بَابُ الْحَجَامَةِ مِنَ الشَّقِيقَةِ وَالصُّدَاعِ

۶۲۳۷ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدَى

عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ لُحْيُ جَمَلٍ وَ

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّاءٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ

شَقِيقَةٍ كَانَتْ بِهِ

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے راستہ میں لُحی جمل میں سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے؛ حالانکہ آپ محرم تھے۔ انصاری نے کہا ہیں ہشام بن حصان نے خبر دی کہ ہم سے عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے

۶۲۳۶ — شرح: لُحی جمل جحفہ کے عقب میں سُنْیَا سے سات میل دُور



۶۲۳۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَيْلِ  
قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَّتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي  
شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ شَرْطَةِ مَحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ وَمَا أَحَبُّ  
أَنْ أَكْتُوِي

ایک جگہ ہے۔ جبکہ حضور کے سر میں درد تھا۔  
دکتاب الحج کے باب محرم کا پیچھے لگوانے میں تفصیل مذکور ہے)

## باب جس نے دردِ شقیقہ اور سر درد سے پیچھے لگوائے،

۶۲۳۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے سر درد کے سبب حالتِ احرام میں سر مبارک کے وسط میں پانی کے مقامِ لمی جمل میں  
پیچھے لگوائے۔ محمد بن سواد نے کہا ہمیں ہشام نے عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دردِ شقیقہ (آدھے سر کا درد) کے سبب سر مبارک میں پیچھے لگوائے۔  
شرح : سر در کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت کے اسباب مختلف ہونے کے  
باعث مختلف جگہوں میں پیچھے لگوائے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں زہر لاکھانا کھایا تھا جس کے سبب حضور کو دردِ سر لاحق ہوا تو آپ  
نے پیچھے لگوائے تھے۔ دردِ شقیقہ کا سبب یہ ہے کہ معدہ سے بخار اور گرم یا ٹھنڈے اخلاط اٹھتے  
ہیں اور دماغ کی طرف جاتے ہیں۔ اگر باہر نکلنے کی کوئی راہ نہ ملے تو دردِ سر پیدا کرتے ہیں اگر سر کے  
ایک طرف مائل ہو جائیں تو آدھا سر درد کرنے لگتا ہے یہ دردِ شقیقہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو دردِ شقیقہ کبھی ایک دن کبھی دو دن رہتی تھی۔  
۶۲۳۸ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ



## بَابُ الْخَلْقِ مِنَ الْاِذْيِ

۶۲۳۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوبَ

قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ اَبْنِ اَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَتَى  
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحَدِيثِيَّةِ وَاَنَا اَوْقَدُتُ  
بُرْمَةً وَالْقَمَلُ تَدْنَاثُرُ عَنْ رَأْسِي فَقَالَ اَيُّوزِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ  
نَعَمْ قَالَ فَاخْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اطْعِمُ سِتَّةً اَوْ اُنْسُ  
نَسِيكَةً قَالَ اَيُّوبُ لَا اَدْرِي بِاَيِّهِنَّ بَدَأَ

فرماتے ہوئے سنا تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوائی میں بہتری ہے تو وہ شہد پینے، پچھنے  
لگوانے اور داغنے میں ہے۔ میں داغ لگوانے کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔  
(حدیث : ۵۲۲۲ ، جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ تَكْلِيفِ كَسْبِ سَرْمَنْدِ وَاَنَا

۶۲۳۹ — ترجمہ : کعب بن عجرہ نے کہا حدیبیہ کے زمانہ میں جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں ہنڈیا کے نیچے آگ روشن کر رہا تھا اور مجھے  
میرے سر سے گر رہی تھیں۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں اذیت پہنچا رہی ہیں؟ میں نے عرض  
کیا جی ہاں! فرمایا سَرْمَنْدِ وَا دِو ادرتین روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ یا بکری ذبح کرو  
ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں پہلے کس کو ذکر کیا۔

۶۲۳۹ — شرح : ایوب نے اس حدیث کے بیان میں ترتیب کا خیال فرمایا

تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شئی مسلمان کو  
اذیت پہنچائے اگرچہ بہت کم تکلیف دے اس کا ازالہ جائز ہے۔ اور ابدان کی دوا کرانا بطریق  
اولی جائز ہے۔



## بَابُ مَنْ اَكْتَوَىٰ اَوْ كَوَىٰ غَيْرَهُ

### وَفَضْلٍ مَنْ لَمْ يَكْتُوْ

۶۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْعَسِيلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَّتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِي شَرْطَةِ مَحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا أَحَبُّ أَنْ أَكْتُوَى

## بَابُ جَسْ نَ خُودِ كُودَا غَا يَا غَيْرِ كُودَا غَا

اور اس شخص کی فضیلت جو داغ نہ لگوائے

۶۲۴۔ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

کہ حضور نے فرمایا کہ تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوا میں شفاء ہے تو پچھنے لگوانے میں ہے یا آگ کے ساتھ داغنے میں ہے۔ میں داغنے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

شرح : اس حدیث کا باب تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے دو

اجزاء سے ضرورت کے وقت داغنے کی طرف اشارہ

۶۲۴۔

کیا اور تیسرے جزو سے اس طرف اشارہ کیا کہ اسے ترک کرنا افضل ہے جبکہ اس کی ضرورت

نہ ہو۔ اکتویٰ اور کویٰ میں یہ فرق ہے کہ پہلا اپنے آپ کو داغنے کے لئے ہے۔ اور کویٰ عام ہے

اپنے آپ کو داغنے یا غیر کو داغنے۔ جیسے اکتاب اپنے لئے کسب کے لئے آتا ہے اور کسب اپنے

اور غیر کے لئے ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ داغنا مباح ہے، لیکن یہ بات

محفی نہیں کہ بہت احادیث میں لفظ نہی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ اور کم از کم نہی تنزیہیہ کے لئے ہوتی

ہے۔ لہذا حدیث میں نہی تنزیہیہ پر محمول ہے۔



۶۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ قَالَ  
 حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لَا رُقِيَتِ الْأَوْ  
 مِنْ عَيْنٍ أَوْ حَمَةٍ فَذَكَرْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جَبْرِ فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَى الْأُمَمِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ  
 وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى رَفَعَ  
 لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هَذَا أُمَّتِي هَذِهِ قِيلَ بَلْ هَذَا مُوسَى وَ  
 قَوْمُهُ قِيلَ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ  
 هَهُنَا وَهَهُنَا فِي أَفَاقِ السَّمَاءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ قِيلَ هَذِهِ أُمَّتُكَ  
 وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا غَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ  
 يَبَيِّنْ لَهُمْ فَاخِضَ الْقَوْمُ وَقَالُوا نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ  
 فَتَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِينَ وَلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَأَنَّا وَلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ  
 فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا

ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا دم نہیں مگر نظر بد اور کھپوے  
 کے زہر کے لئے ہے۔ میں نے یہ سعید بن جبیر سے ذکر کیا تو انہوں  
 نے کہا ہم سے ابن عباس سے رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ساری امتیں میرے سامنے پیش کی گئیں تو ایک نبی اور دونی گزرنے لگے ان کے ساتھ لوگوں کے  
 گروہ گزرتے تھے اور بعض وہ نبی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک میرے آگے عظیم جماعت  
 ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا یہ عظیم جماعت کیسی ہے کیا یہ میری امت ہے؟ تو کہا گیا بلکہ یہ موسیٰ علیہ السلام  
 اور ان کی امت ہے۔ مجھے کہا گیا آپ اُفق کی طرف نگاہ اٹھائیں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم ترین  
 جماعت ہے جس نے آسمان کے کنارے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا آسمان کے کناروں میں ادھر ادھر



يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَالَ عَكَاشَةُ بْنُ  
مُحْصِنٍ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخِرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ  
أَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ

نگاہ اٹھائیں میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم ترین ہجوم نے آفاق کو بھرا ہوا ہے۔ کہا گیا یہ آپ کی امت ہے ان میں سے ستر ہزار حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر حضور حجرے میں تشریف لائے اور یہ بیان نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں پس لوگ باہم مشغول ہو گئے اور کہا وہ ہم لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کریم علیہ التَّحِیۃ والتَّسْلِیۃ کی اتباع کی ہے۔ پس وہ لوگ ہم ہیں یا ہماری اولادیں ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں، کیونکہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو جاہلیت کے دم نہیں کرتے نہ بدفالی کرتے ہیں اور نہ ہی داغے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن محصن نے کہا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں تم ان میں سے ہو، پھر دوسرا آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ! کیا میں ان میں سے ہوں؟ حضور نے فرمایا اس بات میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم نے اس حدیث سے صرف ابن عباس اور شعبی کی حدیث کا ارادہ کیا ہے جو عمران سے روایت کرنے میں مرسل ہے

۶۲۴۱

شرح : بعض احادیث میں دم کرنے کا جواز اور بعض میں ممانعت مذکور ہے۔ دونوں قسم کی احادیث بکثرت ہیں۔ ان میں اتفاق کی

صورت یہ ہے کہ جن احادیث میں ممانعت ہے وہ اس دم پر محمول ہیں جس میں غیر شرعی کلمات ہوں اور جس دم میں کلمات قرآن اور اسماء الہیہ مذکور ہیں وہ منتر جانتے ہیں۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دم آنکھ لگ جانے اور بچھو کے زہر سے کیا جاتا ہے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں ضرر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان میں دم کرنا زیادہ اچھا اور بہتر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو اخبار غیب سے مطلع کرے تو جس نبی کے ہمراہ کوئی نہ ہوگا، اس پر یہ تعریف کیسے صادق آئے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی لوگوں کو خبریں سناتے ہیں، لیکن بعض اوقات ان پر ایمان کوئی نہیں لاتا، حالانکہ نبی کے ہمراہ صرف مومن ہی ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا اصحاب معاصی اور اصحاب مظالم بھی جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور اوصاف پر مشتمل لوگ ان کی برکت سے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ واللہ اعلم!



## بَابُ الْإِثْمِ وَالْكُلِّ مِنَ الرَّمَدِ

فِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

۶۲۴۲— حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي

حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ نَيْبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَمْرَأَةً تُوِّفِي زَوْجَهَا  
فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَذَكَرُوهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوا لَهُ الْكُلَّ  
وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلَى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ أَحَدَاكُنْ تَمَكُّتُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ  
أَحْلَاسِهَا أَوْ فِي أَحْلَاسِهَا فِي شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَلَا  
أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

## بَابُ آنکھ میں تکلیف کے باعث اُٹھنا اور سرمہ لگانا

اس میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت مذکور ہے،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کُلِّ کا اُٹھنا پر عطف کیا ہے جو مغایرت کا مقتضی ہے۔ اُٹھنا معروف پتھر ہے جسے باریک کر کے آنکھ میں ڈالا جاتا ہے اور کُلِّ عام ہے۔ اُٹھنا اور اس کے غیر کو بھی شامل ہے یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔

رمد، گرم زخم ہے جو آنکھ کے گوشت والے حصہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ معدہ کے بخار دماغ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اگر وہ ناک کا رخ کر لیں تو زکام ہو جاتا ہے اگر آنکھ کی طرف متوجہ ہو جائیں تو رمد پیدا ہو جاتا ہے اگر گلے کے گوشت کی طرف مائل ہو جائے تو اس میں زخم کر دیتا ہے۔ اگر سینہ کی طرف گرنے لگے تو نزلہ پیدا کرتا ہے اور اگر کسی طرف نہ گرنے کی راہ نہ ملے تو سرد رہنے لگتا ہے۔ ابن حبان نے صحیح میں ابن عباس سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سرمہ اُٹھ ہے۔ یہ نظر تیز کرتا ہے بال اُگاتا ہے (ترمذی) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل طبی



## بَابُ الْجَذَامِ

وَقَالَ عَفَّانٌ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ  
مَيْنَاءٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا عَدُوَّيَ وَلَا طَيْرَةَ وَلَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَ وَفَرَّ مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا  
تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ

جس سے ہر رات دونوں آنکھوں میں تین تین بار سرمہ لگاتے۔

ترجمہ: ۶۲۴۲ — ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہو گیا اور اس کی آنکھوں میں درد ہو گیا تو آنکھوں نے اس عورت کا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور حضور سے سرمہ بھی ذکر کیا اور کہا اس عورت کی آنکھ ضائع ہونے کا ڈر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت اپنے گھر میں بُرے کپڑوں میں یا اپنے بُرے گھر میں کپڑوں میں پڑی رہتی۔ پھر جب کوئی گناہوں سے گزرتا تو اس کو مینگنی مارتی تو کیا اب چارہ دس دن نہیں رُک سکتی۔

شرح: جاہلیت کی یہ رسم تھی کہ عورت اپنے گھر میں بدترین لباس اور بدترین مکان میں ایک سال عدت پوری کرتی تھی۔ ایک

۶۲۴۲ —

سال کے بعد جب اس کے پاس سے گناہ گزرتا تو وہ اس کو مینگنی مارتی جس سے وہ مرجاتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ ایک سال بدترین مکان میں ٹھہرتی تھی اور یہ اشارہ فرمایا کہ ایک سال کھڑنا مینگنی مارنے سے آسان تر تھا۔

## بَابُ كُوْهُ طَرَامِضٍ

یہ بیماری ہے جس سے گوشت سُرخ ہو جاتا ہے پھر بھٹ جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ بیماری ہے جو سارے بدن میں سودا پھیل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ اعضاء کے مزاج اور ان کی ہیئت کو فاسد کر دیتی ہے۔ اس کو جذام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ انگلیوں کو کاٹ دیتی ہے۔



ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی، طیرہ، لامہ اور صفر کوئی شئی نہیں اور کوہڑے

۶۲۴۳ —

سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔

شرح : عدوی کے معنی ہیں ایک دوسرے کو بیماری لگ جانا، طیرہ

۶۲۴۳ —

بدفالی اور لامہ نحوست ہے اور محرم کو صفر بنالینا یہ تمام

امور کوئی شئی نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے پہلے حصے اور آخری حصے میں تضاد ہے، کیونکہ لاعدوی کے معنی ہیں۔ ایک کو دوسرے سے بیماری لگ جانا اور آخری جملہ یہ ہے۔ کہڑے سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

نیز ابو نعیم نے اعرج کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجذوم (کوہڑے) سے بچو جیسے شیر سے بچتے ہو۔ نیز ابن ابی اوفیٰ کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجذوم سے ایک نیزہ یا دونیزہ کی مقدار دور ہو کر بات کرو اس کا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے پیالہ پر بٹھالیا اور فرمایا اللہ کے نام اور اس پر بھروسہ کرتے ہوئے کھاؤ (ترمذی)

اس کا جواب یہ ہے کہ بیماری اپنی طبع کے اعتبار سے دوسرے کو نہیں لگتی اس لئے حضور نے فرمایا پہلے کو بیماری کس سے لگ گئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تندرست اور بیمار کی مخالفت کو بیماری کے متعدی ہونے کو سبب قرار دیا۔ کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔ پس حدیث شریف میں جاہلوں کے فاسد عقیدہ کھانہ کی نفی کی جو کہتے تھے کہ مرض اپنی طبع کے اعتبار سے دوسروں کو لگ جاتی ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا پہلے کو بیماری کیسے لگ گئی۔ الحاصل خالص اور مضبوط عقیدہ کے حامل کے اعتبار سے فرمایا : لاعدوی ولا طیرہ الخ اور ضعیف عقیدہ رکھنے والوں سے فرمایا کہ مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو تاکہ اللہ کی تقدیر کے سبب مرض لگ جانے سے تمہارے عقیدہ میں خرابی واقع نہ ہو جائے کہ تم یہ کہنے لگو کہ فلاں مریض سے یہ بیماری لگ گئی ہے۔ قولہ ولا حاتمہ، یہ ایک پرندہ ہے جسے اُکو کہتے ہیں۔ یہ رات کو بولتا ہے اسے سنو کہ کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا عربوں کا یہ عقیدہ تھا کہ میت کی ہڈیاں یا اس کی روح لامہ بن جاتی ہے اور اڑنے لگتے ہیں اس کو لوگ ”صدی“ کہتے ہیں اس کی اسلام نے تردید کی ہے اور ایسے عقیدہ سے منع فرمایا ہے۔

قولہ ولا صفر، پیٹ کے کیڑے ہیں جو پیٹ میں پیدا ہو جاتے ہیں جب آدمی کو بھوک لگے تو اس وقت بہت تکلیف دیتے ہیں اور یہ متعدی مرض ہے۔ اسلام نے اس کو باطل کیا۔ بعض نے کہا جاہلیت میں لوگ محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے اور صفر کو شہر حرام کرتے تھے۔ اس کی قرآن کریم میں نئی سے تعبیر کی ہے



## بَابُ الْمَنْ شَفَاءُ لِلْعَيْنِ

۶۲۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ  
سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
الْكَمَاءُ مِنَ الْمَنْ وَمَا وَهَا شِفَاءُ لِلْعَيْنِ وَقَالَ شُعْبَةُ وَآخِرُ الْحِكْمِ  
ابْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَافِيِّ عَنْ عَمْرُو بْنَ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ  
لَمْ أَنْكَرْهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْمَلِكِ

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : اِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ، اس کو بھی اسلام نے باطل کیا۔

## بَابُ مَنْ أَنْكَهَ كَيْلَ شَفَاءٍ

مَنْ أَنْكَهَ كَيْلَ شَفَاءٍ سے ہے وہ شبنم ہے جو درخت یا پتھر پر آسمان سے اترتی ہے۔ اور  
ترنجبین کی طرح خوب میٹھی ہوتی ہے۔ یہ بنی اسرائیل پر آسمان سے نازل ہوتی تھی۔ اس کے شفاء ہونے  
کا معنی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سرمہ باریک کیا جاتا ہے اور وہ آنکھوں میں لگایا جائے تو نفع دیتا ہے  
صرف اس کو سرمہ نہیں بنایا جاتا، کیونکہ یہ تنہا آنکھ کو اذیت پہنچاتی ہے۔

ترجمہ : سعید بن زید نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمانے  
ہوئے سنا کہ کھنی من سے ہے۔ اس کا پانی آنکھ کی درد کی

دوا ہے۔ شعبہ نے کہا مجھے حکم بن عتبہ نے حسن عری، عمرو بن حُرَیث اور سعید بن زید کے ذریعہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی۔ شعبہ نے کہا جب مجھے حکم عبد الملک بن ملک کی حدیث کی خبر  
دے تو میں اس کا انکار نہیں کرتا۔

۶۲۴۴ — شرح : قولہ انکر من حدیث عبد الملک الخ یعنی عبد الملک جب بوڑھے



## بَابُ الدُّوْدِ

۶۵۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي  
عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ  
أَبَا بَكْرٍ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ  
لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلْدُوْنِي فَقُلْنَا  
كَرَاهِيَةً الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَتَمَّهْكُمْ أَنْ تَلْدُوْنِي  
قُلْنَا كَرَاهِيَةً الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ  
إِلَّا لَدَدْنَا وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

ہو گئے اور اُن کا حافظہ کمزور ہو گیا تو شعبہ نے اُن کی ہیئت میں توقف کیا اور جب حکم اس کی روایت  
میں اس کی متابعت کرے تو شعبہ کے نزدیک یہ ثابت ہوتی ہے اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے  
اور نہ ہی اس میں توقف کرتے ہیں

(من وسلوٰی کی تفصیل تفہیم البخاری کے حصہ ششم کے صفحہ ۶۰۹ جلد ۶ پر دیکھیں)

## بَابُ لَدُوْدٍ (منہ میں ایک طرف دواء ڈالنا)

یہ مریض کے منہ میں ایک طرف دواء رکھنا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: لَدَدْتُ  
الْمَرِيضَ لَدًّا، میں نے اس کے منہ کے ایک حصہ میں دوائی رکھی۔

۶۲۴۵۔ ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا  
جبکہ حضور وفات فرما چکے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے حضور کی مرض میں آپ کو



۶۲۴۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ  
دَخَلْتُ بَابَنِي لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ  
مِنَ الْعُدْرَةِ فَقَالَ عَلَامَهُ تَدْعُرْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ  
بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ وَ  
وَيُسْعَطُ مِنَ الْعُدْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ  
يَقُولُ بَيْنَ لَنَا اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنْ مَعْمَرًا  
يَقُولُ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا قَالَ أَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهُ مِنْ  
فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغُلَامَ يُحَنِّكَ بِالْأَصْبَعِ وَأَدْخَلَ سُفْيَانُ  
فِي حَنَكِهِ إِنَّمَا يَعْنِي رَفَعَ حَنَكِهِ بِأَصْبَعِهِ وَلَمْ يَقُلْ أَعْلَقُوا عَنْهُ شَيْئًا

لڈ کیا۔ آپ ہماری طرف اشارہ فرماتے کہ مجھے لڈ نہ کرو ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اس لئے کرتے ہیں  
کہ مریض دواء کو اچھا نہیں سمجھتا ہے۔ جب حضرت کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے تمہیں لڈ کرنے سے نہیں  
روکا تھا؟ ہم نے کہا (ہمارا خیال تھا) کہ مریض کے دواء کو ٹکروہ جاننے کے سبب ہے۔ حضور نے فرمایا  
گھر میں کسی کو چھوڑا نہ جائے مگر اس کو لڈ کیا جائے اور میں انہیں دیکھوں لیکن عباس رضی اللہ عنہ کو لڈ نہ کیا  
جائے، کیونکہ اس وقت موجود نہ تھے۔

۶۲۴۵ — شرح : قوله انا انظر، جملہ حالیہ ہے یعنی گھر میں کوئی باقی نہ رہے مگر میرے  
سامنے اسے لڈ کیا جائے۔ اس حال میں کہ میں اُن کو دیکھوں۔ یہ

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے فعل کی مکافات اور اُن کے لئے عقوبت تھی جبکہ اُنہوں نے  
حضرت کو لڈ کرنے میں آپ کے اشارہ کی مخالفت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۶۲۴۶ — ترجمہ : ام قیس بنت محسن اسدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنا بیٹا نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی میں نے عذری بیماری کے سبب



**باب ۴۲۴۔** حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ  
قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُلْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(جو اس کے گلے میں تھی) اس کا تالو دبوا یا تھا۔ حضور نے فرمایا تم اپنی اولاد کو گلا دبوا کر کیوں تکلیف دیتی ہو۔ تم عود ہندی استعمال کرو اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے۔ ان میں سے ایک ذات جنب ہے (سینہ کا درد) عذرہ کے سبب جو بچوں کے گلے میں ہوتا ہے) ناک میں دوائی ڈالی جائے اور ذات جنب کے سبب منہ میں ایک طرف دوا ڈالی جائے۔ میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے دو ہی بیان کئے اور باقی پانچ بیان نہیں کئے علی نے کہا میں نے سفیان سے کہا کہ معمر کہتے ہیں: «أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ» سفیان نے کہا میں نے «أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ» محفوظ نہیں کیا میں نے تو زہری کے منہ سے صرف «أَعْلَقْتُ عَنْهُ» محفوظ کیا ہے اور سفیان نے اس لڑکے کی وصف بیان کی کہ اس کا تالو انگلیوں سے دبایا گیا تھا۔ سفیان نے اپنے تالو میں انگلی ڈالی۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اپنی انگلی سے تالو اٹھایا اور «دَاغِلِقُوا عَنْهُ شَيْئًا» نہ کہا۔

**۴۲۴۶۔** شرح: «أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ» إِعْلَاقٌ سَے ماخوذ ہے۔ یہ بچے کے تالو کا علاج ہے۔ اس کو انگلی سے اوپر اٹھایا جاتا ہے۔ عذرہ حلق کی بیماری ہے۔ جس جگہ یہ ہو اس کو بھی عذرہ کہتے ہیں۔ قولہ «تَدْعُرُنْ» دَعْرٌ سَے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی میں اٹھانا «إِعْلَاقٌ» بکسر العین وفتحها، إِعْلَاقٌ بھی روا مت کیا گیا ہے۔ اس کے معنی آفت کو زائل کرنا ہے۔ قولہ «يُسْعَطُ» سُحُوطٌ بفتح السين «وہ دوا ہے جو بیمار کی ناک میں ڈالی جاتی ہے۔

قولہ وصف سفیان «سے عرض یہ ہے کہ إِعْلَاقٌ کے معنی تالو اٹھانے کے ہیں اور کوئی دوسرا معنی مراد نہیں۔

**باب ۴۲۴۷۔**

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ نبی کریم کی بیماری سخت ہو گئی تو حضور نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے بیماری کی حالت میں میرے گھر



قَالَتْ لَمَا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ  
 أَرْوَاحَهُ فِي أَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخَطَّ رِجَالَهُ  
 فِي الْأَرْضِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخَطَّ رِجَالُهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخِرٍ فَأَخْبَرْتُ  
 ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَنْ الرَّجُلُ الْآخِرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ  
 قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا  
 دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ هَرِّقُوا عَلِيٍّ مِنْ سَبْعِ قَرَبٍ لَمْ يُحْلَلْ  
 أَوْ كَيْتُهَا لَعَلِّي أَعْمَدُ إِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ  
 زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ  
 الْقَرَبِ حَتَّى جَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ  
 فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ

میں رہنے کی اجازت طلب کی تو سب نے حضور کو اجازت دے دی تو آپ دو مردوں کے درمیان نکلے جبکہ  
 آپ کے دونوں پاؤں زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرا ایک اور  
 آدمی تھا۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ واقعہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو۔ دوسرا آدمی  
 جس کا ام المؤمنین عائشہ نے نام نہیں ذکر کیا وہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے کہا وہ علی علیہ السلام  
 ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں تشریف لانے کے  
 بعد فرمایا جبکہ آپ کی بیماری سخت ہو چکی تھی۔ میرے اوپر سات مشکیزوں سے پانی ڈالو جن کے تسے  
 نہ کھولے گئے ہوں۔ میں لوگوں کو نصیحت کروں گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہم نے حضور کو بڑے برتن  
 میں بٹھا دیا جو ام المؤمنین حفصہ زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پھر ہم نے ان مشکیزوں  
 سے حضور پر پانی بہانا شروع کیا حتیٰ کہ آپ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم نے تعمیل حکم کر دی ہے  
 ام المؤمنین نے فرمایا حضور لوگوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں نماز پڑھائی پھر خطاب فرمایا۔  
 ۶۲۴۷ — شرح : اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں تضاد ہے، کیونکہ پہلی



بَابُ الْعُذْرَةِ

٤٢٢٨ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسِ بِنْتِ مُحْصِنِ الْأَوَّلِيَّةِ أَسَدَ خَزِيمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأَوَّلِ اللَّائِي بَالِغُنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُمَاةَ أَخْبَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابِنَ لَهَا قَدْ أَغْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُدْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَةٌ تَدْعِي غُرْنَ أَوْلَادُكُمْ بِهَذَا الْعَلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيدُ الْكُسْتُ وَهُوَ الْعُودُ الْهِنْدِيُّ وَقَالَ يُونُسُ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عُلِّقَتْ عَلَيْهِ

حدیث میں اُنھوں نے وہ کیا تھا جس کا حضور نے حکم نہ فرمایا تھا۔ اس وجہ سے وہ ملامت کے مستحق ہوئے اور اس حدیث میں اُنھوں نے وہ کیا جس کا انہیں حکم دیا گیا۔ یہ دونوں مفہوم میں ایک دوسرے کی مخالف ہیں اور اشیاء اضداد سے پہچانی جاتی ہیں اس اعتبار سے اس حدیث کو خالی باب میں ذکر کیا، ورنہ اس کا ذکر باب اللہ و د کے مناسب نہیں۔

(حدیث ع — ج : ۱ کی شرح دیکھیں) باب الغسل والوضوء فی المنصب

بَابُ الْعُذْرَةِ

عُذْرہ حلق کی بیماری ہے اور وہ تالو کا گرنا ہے وہ حلق کے آخر میں گوشت کا ٹکڑا ہے،  
ترجمہ: مُعَبِّدُ اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام قیس بنت  
محسن اَسَدِیَّہ جو اسد خزیمہ سے ہیں اور پہلی مہاجرات عورتوں

—422A



## بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُونِ

۶۲۴۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ  
ابْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي  
سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي  
اسْتَطْلَقَ بَطْنَهُ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ إِنِّي سَقَيْتُهُ  
فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتَطْلَقَ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ بَطْنُ  
أَخِيكَ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ

میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جبکہ وہ عکاشہ کی ہمشیرہ میں وہ  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بیٹا لا میں جس کا عذرہ کی وجہ سے تالود بایا گیا تھا  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس لئے اپنی اولاد کو تالود با کر تکلیف دیتی ہو تم یہ عود ہندی استعمال  
کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان میں سے ایک سینے کا درد ہے۔ آپ کی مراد  
تھی اور وہ عود ہندی ہے یونس اور اسحاق بن راشد نے زہری سے ”عَلَقْتُ عَلَيْهِ“ روایت کیا ہے  
شرح : قولہ اسد خزیمہ، اس لئے کہا کہ یہ موم نہ ہو کہ وہ اسد بن عبد العزی

۶۲۴۸ —

سے ہیں یا اسد بن ربیعہ یا اسد بن سؤید سے ہیں۔

قولہ قَدْ عَلَقْتُ عَلَيْهِ، یعنی اس کا تالو اٹھایا ہوا تھا۔

## بَابُ اسهال کا علاج

۶۲۴۹ — ترجمہ : ابو سعید نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا  
اور عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ کھل گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ اُنھوں نے شہد پلایا  
اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو شہد پلایا ہے لیکن اسے زیادہ اسہال آنے لگے  
میں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ ہے۔ نظر نے



## بَابُ لَوَصْفِ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ

۶۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
 اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي  
 أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَاهُ رِثَةَ قَالَ إِنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدُوِي وَلَا صَفَرَ  
 وَلَا هَامَةً فَقَالَ أَعْرَابِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ إِبِلِي تَكُونُ  
 فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظَّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الْأَجْرُبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا  
 فَيَجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي  
 سَلَمَةَ وَسَنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ

شعبہ سے روایت کرنے میں محمد بن جعفر کی روایت کی (شہد سے علاج کرنے کے باب کی شرح دیکھیں)

## بَابُ صَفَرٍ كَوْنُ شَيْءٍ نَهْنٍ وَهُوَ بِمِثَارِي هُوَ جَوْ پِٹ میں ہو جاتی ہے

۶۲۵۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا۔ عدوی، صفر اور ہامہ کوئی شئی نہیں۔ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 میرے اونٹوں کا کیا حال ہے؟ وہ ریتلے میدان میں ہوتے ہیں۔ گویا کہ وہ ہرن ہیں ایک خارشی اونٹ  
 آتا ہے اور ان میں داخل ہو جاتا ہے تو سب کو خارشی بنا دیتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 پہلے کو خارشی کس نے کیا تھا؟ اس کی زہری نے ابو سلمہ اور سنان بن ابی سنان سے روایت کی۔  
 ۶۲۵۔ شرح : یعنی جس نے پہلے اونٹ کو خارشی بنایا تھا اس نے دوسروں کو بھی خارشی



## بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ

۶۲۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَتَابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ  
اسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أُمَّ  
قَيْسِ بِنْتَ مُحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى لِلَّهِ بَايَعْنَ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مُحْصَنٍ  
أَخْبَرْتَهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ  
عَلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُدَّةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى مَتَدُغْرَنِ أَوْلَادِكُنَّ

بنا یا سے اگر خارشِ عُدوی کے باعث ہوتی تو پہلے اونٹ کو خارش نہ ہوتی، کیونکہ اس وقت کوئی اور  
خارشِ اونٹ نہ تھا۔ لہذا اگر پہلے اونٹ کو کسی کے بغیر خارش ہو جاتی ہے تو دوسروں کو بھی طبعی طور  
پر ہو سکتی ہے۔ اس میں عُدوی کو دخل نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ  
ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی مؤثر نہیں (حدیث : ۵۲۳۳ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ پَسَلِی کی بیماری

پسلیوں اور سینہ میں غلیظ رُک جانے سے اُن میں درد ہونے لگتا ہے۔ اس کا  
علاج قسط سے کیا جاتا ہے۔

۶۲۵۱۔ ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ام قیس بنت محسن اور وہ  
پہلی مہاجرات عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بیعت کی تھی اور وہ عکاشہ بن محسن کی ہمشیرہ ہیں نے بیان کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئیں جس کا عذرہ کی وجہ سے بایا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا  
تم کس لئے اپنی اولاد کو تالو دبا کر تکلیف دیتی ہو۔ تم عود ہندی استعمال کیا کرو اس میں سات



بِهَذَا الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ  
 أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيدُ الْكُسْتُ يَعْنِي الْقَسْطُ قَالَ وَهِيَ  
 لَفَةٌ ٦٢٥٢ - حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ  
 عَلَى أَيُّوبَ مِنْ كُتُبِ أَبِي قِلَابَةَ مِنْهُ حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ  
 عَلَيْهِ وَكَانَ هَذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ  
 كَوَيَاةً وَكَوَاةً أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِهِ وَقَالَ عُبَادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ  
 أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَذِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لِوَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ فَقَالَ أَنَسُ  
 كَوَيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَ  
 شَهِدَنِي أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو طَلْحَةَ كَوَانِي

بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان میں سے ایک ذات الجنب ہے۔ اس سے کُست مراد ہے اور ایک لُغت  
 میں قُسط ہے۔

٦٢٥١ - شرح : عذره خون کے جوش سے بچے کے حلق میں بیماری ہو جاتی ہے عورت  
 بچے کے حلق میں انگلی داخل کر کے اس جگہ کو دباتی ہے۔

(حدیث : ٥٢٣٦ ج : ٩ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عارم نے بیان کیا کہ حماد نے کہا۔ ابو قلابہ کی کتابوں سے ایوب پر پڑھا  
 گیا۔ اُن میں سے بعض کی ابو قلابہ نے روایت کی ہے اور بعض اس کے

سامنے پڑھی گئی ہیں اور اس کتاب میں یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت تھی کہ ابو طلحہ اور انس بن نضر  
 نے اس کو داغا جبکہ ابو طلحہ نے اس کو اپنے ماتھے سے داغا تھا۔ عباد بن منصور ایوب اور ابو قلابہ کے ذریعہ  
 انس بن مالک سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اہل بیت رہے جانور کے  
 ڈسنے اور کان کے درد سے دم پھونکنے کی اجازت دی۔ انس نے کہا مجھے ذات الجنب کی بیماری کے



## بَابُ حَرْقِ الْحَصِيرِ لِسَدِّهِ الدَّمُ

۶۲۵۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ

ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ  
السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْبَيْضَةُ وَأُدْمِي وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَّتُهُ وَكَانَ عَلَى يَخْتَلِفُ  
بِالْمَاءِ فِي الْمَجَنِّ وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَفْصِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا  
رَأَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَذِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمِدَتْ إِلَى حَصِيرٍ  
فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَّ

الدَّمُ

باعث داغ لگایا گیا، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور ابو طلحہ انس بن نضراؤ  
زید بن ثابت رضی اللہ عنہم میرے پاس موجود تھے۔ جبکہ ابو طلحہ نے مجھے داغ لگایا تھا۔

## بَابُ زَحْمِ كَاخُونِ بِنْدِ كَرْنِ

كَلِّ لِي چٹائی کو جلانا

اس سے مراد یہ ہے کہ بہنے والا خون بند کیا جائے اور اس کی رگیں بند کرنا مقصود  
کیونکہ خون کی رگیں جن میں خون جاری ہوتا ہے بند کرنے سے اُن میں خون رُک جانے کے  
باعث ضرر ہوتی ہے اور چٹائی کی راکھ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ خون بند کر دیتی ہے اور  
اس کے جاری ہونے کی جگہ خشک کر دیتی ہے۔

ترجمہ: سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا خود ٹوٹ گیا اور حضور کا

۶۲۵۳



## بَابُ الْحُمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۶۲۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأُطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ أَكْثَفُ عَنَّا الرِّجْزُ

چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا اور سامنے والے رباعی دانت ٹوٹ گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام حضور کے چہرہ انور سے خون دھوتی تھیں۔ جب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے دیکھا کہ خون پانی پر غلبہ کر رہا ہے تو انہوں نے چٹائی جلائی اور اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر رکھا تو خون ٹھہر گیا۔ (حدیث ۳۸۱۵ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ بخارِ دوزخ کے جوش سے ہے

ہو سکتا ہے کہ بخار کی گرمی دوزخ کی گرمی کے مشابہ ہو تاکہ لوگ آگ کی گرمی کی شدت سے آگاہ ہوں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ مِجْمُوعُ فَيْحِ جَهَنَّمَ، میں بیانیہ ہوا اگر مین ابتدائیہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ بخارِ جہنم کے سانس سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر بتعصیہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ بخارِ دوزخ کا بعض ہے جیسے گرمی کی حرارت دوزخ کے سانس کا بعض ہے ایسے بخار بھی اس کا بعض ہے۔

۶۲۵۲۔ توجہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخارِ جہنم کے سانس سے ہے اس کو پانی سے بجھاؤ۔ نافع نے کہا عبد اللہ بن عمر کہا کرتے تھے کہ میں نے اللہ ہم سے عذاب دور کر دے۔

۶۲۵۲۔ شرح : بخارِ جہنم کے شعلہ سے ہے اور آگ پانی کے ساتھ بجھائی جاتی ہے ایسے ہی بخار کی گرمی پانی سے زائل کی جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بجھانا



۶۲۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ  
عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ  
بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَتْ تَدْعُو لَهَا أَخَذَتْ الْمَاءَ فَصَبَّتْ بَيْنَهَا  
وَبَيْنَ جَنْبَيْهَا وَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا  
أَنْ نَبْرِدَهَا بِالْمَاءِ

۶۲۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ  
حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحٍ جَهَنَّمَ فَابْرُؤْهَا بِالْمَاءِ

اور ٹھنڈا کرنا باطن میں حرارت کو محفوظ کرتے ہیں۔ اس طرح بخار زیادہ سخت ہو جاتا ہے بعض اوقات  
مریض کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اطباء یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ صفراوی بخار والے  
کو ٹھنڈا پانی پلا یا جاتا ہے اور اس کے اعضاء کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے بلکہ مریض کی پیشانی برف کے  
ساتھ ٹھنڈی کی جاتی ہے۔ بعض شراح نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ مریض کی طرف سے پانی صدقہ  
کیا جائے اس سے اللہ بیمار کو شفاء دیتا ہے؛ چنانچہ روایت ہے کہ بہترین صدقہ پانی ہے۔ حضرت  
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بخار ہوتا تو وہ یہ دُعا کیا کرتے تھے جو حدیث میں مذکور ہے۔

۶۲۵۵۔ ترجمہ : فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ جب اسماء بنت ابی بکر صدیق  
رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی عورت بخار کی حالت میں لائی جاتی کہ وہ اس کے لئے  
دُعا کریں تو وہ پانی لے کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ہمیں فرماتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۶۲۵۶۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے شعلہ سے  
ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔



۶۲۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا  
سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ  
خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَمَى  
مِنْ فِيمُ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ

### بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضِ الْأَنْبِيَاءِ

۶۲۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ  
زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ  
أَنَّ نَاسًا أَوْ رَجُلًا مِنْ عُكْلٍ وَعَرَبِيَّةٍ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ  
وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رَيْفٍ فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ

ترجمہ : رافع بن خدیج نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے  
۶۲۵۷

ہوئے سنا کہ بخارِ جہنم کے شعلہ سے ہے۔ اسکو پانی سے ٹھنڈا کرو!  
شرح : قولہ من فوح جہنم، بعض روایات میں من فیح جہنم، ہے اور  
۶۲۵۸ فوح، فیح اور فودہ تینوں کا ایک ہی معنی ہے۔ بخار کو پانی سے

ٹھنڈا کرنے میں بیماریوں کے مختلف احوال ہیں۔ ان میں سے بعض وہ مریض ہیں جن پر پانی بہانا مفید ہوتا ہے  
یہ گرمی کے بخار کے لئے ہے حدیث اسی بخار پر محمول ہے۔

بَابُ جَوْكُوْنِ اِیْسِی زَمِنْ سَے نَكْلَا جَو  
اِس كَے مَوَافِقِ نَہِیْسِ



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدِ بَرَاءٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُخْرِجُوا وَيُعَذِّبُوا مَنْ  
الْبَانِيهَا وَأَبْوَالِهَا فَأَنْطَلَقُوا حَتَّى كَانُوا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ  
الْإِسْلَامِ وَهَمُّهُمْ وَقَتْلُوا رَاعِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْتَأْوُوا  
الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي أَثَارِهِمْ  
فَأَمَرَهُمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَّعُوا أَيْدِيَهُمْ وَتَرَكُوا فِي  
نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ

## بَابُ مَا يُذَكِّرُنِي الطَّاعُونَ

ترجمہ: قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت انس نے لوگوں کو خبر دی کہ قبیلہ  
۶۲۵۸ — عکل یا عرینہ کے چند لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
آئے اور اسلام کی باتیں کیں اور کہا یا نبی اللہ! ہم مویشیوں والے ہیں۔ زراعت اور کھجوروں والے نہیں۔  
انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہ پائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چند اونٹوں  
اور ان کے ساتھ چرواہے دینے کا حکم دیا اور انہیں فرمایا کہ وہ ان اونٹوں میں باہر چلے جائیں اور ان  
کے دودھ اور پیشاب پئیں وہ چلے گئے حتیٰ کہ حرہ کے ایک طرف پہنچے تو اسلام قبول کرنے کے بعد  
کافر ہو گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چرواہا قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کو تلاش کرنے کے لیے بھیجے ان کو پکڑنے والے بھیجے۔  
(جب وہ حاضر کئے گئے) تو ان کے متعلق حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیریں گئیں اور  
ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے اور حرہ کے کنارے ان کو چھوڑ دیا گیا حتیٰ کہ اسی حال میں مر گئے۔“  
(حدیث: ج ۲۳۳، ج ۱: اکی شرح دیجیں)

## بَابُ طَاعُونَ كَمَا مَاتُوا فِي الْحَرَّةِ

طاعون بروزن فاعول طعن سے ماخوذ ہے۔ یہ وزن عام موت پر دلالت کرتا ہے۔ طاعون



۶۲۵۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ  
 قَالَ أَخْبَرَنِي جَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ  
 سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونَ بِأَرْضٍ  
 فَلَا تَدْخُلُوهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا  
 فَقُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا يُنْكِرُهُ قَالَ نَعَمْ

وہ عام مرض ہے جس سے ہوا اور مزاج اور بدن خراب ہو جاتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا  
 طاعون سخت دردناک پھوڑا ہے جو غالباً بغلوں میں ظاہر ہوتا ہے اس میں چمک ہوتی ہے جس کا ارد گرد  
 سیاہ ہوتا ہے اس سے دل بے قرار ہوتا ہے اور تپتی آتی ہے (نودی) قاضی عیاض نے کہا طاعون بھوڑے  
 ہیں جو جسم میں ظاہر ہوتے ہیں یہ عام وباء ہے ۱۸ ہجری کو شام کے عمواس میں جو وباء واقع ہوئی تھی  
 وہ طاعون تھی جو سب سے پہلے اسلام میں واقع ہوئی تھی۔ اس بیماری سے شام میں تیس ہزار انسان موت کا شکار ہوئے تھے۔ عمواس  
 رملہ اور بیت المقدس کے درمیان قصبہ ہے۔

احمد احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسند میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ہلاکت طعن اور طاعون سے ہوگی صحابہ کرام نے  
 عرض کیا یا رسول اللہ! طاعون کیا شئی ہے فرمایا تمہارے جن بھائیوں کو زخم کرنا ہے اور جنات اور اخوة  
 (بھائیوں) میں منافات نہیں کیوں کہ جنوں اور انسانوں میں طبعی عداوت ہے اگرچہ وہ مومن ہی ہوں  
 ان کی انسانوں سے عداوت موجود ہے یہی حق ہے۔

۶۲۵۹۔ ترجمہ : ابراہیم بن سعد نے کہا میں نے اُسامہ بن زید کو سعد بن ابی وقاص  
 سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جب کسی زمین میں طاعون سُنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں طاعون واقع ہو حالانکہ تم  
 وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔ جبیب نے کہا میں نے ابراہیم سے کہا تو نے اُسامہ سے سنا ہے کہ وہ  
 سعد سے حدیث بیان کرتے تھے اور سعد بن ابی وقاص اس کا انکار نہ کرتے تھے؟ ابراہیم نے کہا ہاں



۶۲۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ  
 شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ  
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَرِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ  
 أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسُرْعٍ لَقِيَهُ  
 أَمْرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ  
 الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرَا دَعُوا الْمُهَاجِرِينَ  
 الْأَوَّلِينَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ  
 وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا تَرَى  
 أَنَّ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَرَى أَنَّ تَقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا  
 الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُوا إِلَى الْأَنْصَارِ فَدَعَوْهُمْ  
 فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ  
 فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُوا إِلَى مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنْ مَشِخْخَةٍ  
 قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَخْتَلَفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ

میں نے اسامہ سے سنا ہے کہ وہ حدیث سعد سے بیان کرتے تھے اور وہ اس کا انکار نہ کرتے تھے  
 ترجمہ: ۶۲۶۰۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ  
 (جہاد کے لئے) شام کی طرف نکلے جب سرع مقام تک پہنچے تو انہیں  
 شام کے امراء ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی ملے اور انہیں خبر سنائی کہ شام میں طاعون کی بیماری واقع ہے  
 ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق نے فرمایا مہاجرین اولین کو میرے پاس بلاؤ ان کو بلایا تو ان سے مشورہ



رَجُلَانِ فَقَالُوا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا  
 الْوَبَاءِ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصِيبٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبَحُوا عَلَيْهِ قَالَ  
 أَبُو عُبَيْدَةَ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَتْهَا يَا عُبَيْدَةَ  
 نَعَمْ نَفِرُ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ  
 هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عِدْوَتَانِ أَحَدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ  
 أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهُمَا بِقَدَرِ اللَّهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ  
 رَعَيْتَهُمَا بِقَدَرِ اللَّهِ قَالَ فَبَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي  
 بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنْ عِنْدِي فِي هَذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تُقْدِمُوا عَلَيْهِ  
 وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمَدَ  
 اللَّهُ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ

طلب کیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں طاعون واقع ہے۔ مہاجرین نے باہم اختلاف رائے کیا بعض  
 نے کہا آپ جہاد کے لئے نکلے ہیں۔ ہم آپ کا واپس چلے جانا اچھا نہیں دیکھتے ہیں۔ بعض نے کہا آپ  
 کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ صحابہ کرام ہیں۔ ہم یہ اچھا نہیں دیکھتے کہ  
 آپ انہیں اس دبا میں لے جائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا آپ سب تشریف لے جاؤ پھر (ابن عباس سے)  
 فرمایا میرے پاس انصار کو بلاؤ میں انصار کو بلایا۔ تو ان سے مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے بھی (اختلاف رائے  
 کرتے ہوئے) مہاجرین کی راہ اختیار کی اور ان کی طرح باہم اختلاف کیا۔ عمر فاروق نے فرمایا تم بھی چلے جاؤ  
 (ابن عباس نے کہا) پھر فرمایا میرے پاس قریش کے بوڑھے مہاجرین بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے لئے  
 ہجرت کی تھی۔ میں نے ان کو بلایا تو ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا اور کہا ہم یہ دیکھتے ہیں  
 کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور انہیں اس دبا میں نہ لے جاؤ۔ عمر فاروق نے لوگوں میں اعلان کر دیا



کہ میں کل صبح سواری کی پشت پر سوار ہو جاؤں گا (مدینہ منورہ کی طرف لوٹوں گا) تم صبح سوار ہو جاؤ۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا کیا آپ اللہ کی قدر سے بھاگ رہے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا کہ اے اباعبیدہ کاش کہ تیرے سوا کوئی اور شخص ایسا کہتا۔ ہاں! ہم اللہ کی قدر سے اللہ کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ مجھے خبر دوا اگر تمہارے اونٹ ایک وادی میں جائیں جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز اور دوسرا خشک ہو کیا اگر تم سرسبز میں چراتے ہو تو اللہ کی قدر سے نہیں چراتے ہو؟ اور اگر خشک میں چراتے ہو تو اللہ کی قدر سے نہیں چراتے ہو؟ راوی نے کہا پھر عبدالرحمن بن عوف آئے جبکہ وہ کسی حاجت کے باعث غائب تھے۔ انہوں نے کہا اس کے متعلق میرے پاس علم ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم کسی زمین پر تپو بادی سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی زمین میں واقع ہو اور تم وہاں ہو تو اس سے بھاگنے ہوئے نہ نکلو۔ راوی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر واپس ہو گئے۔

شرح : یہ اٹھارہ ہجری کے ربیع الآخر کا واقع ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا کہ اس بار عمر فاروق سترہ ہجری کو شام کی طرف گئے وہ رعیت اور ان کے امراء کے حالات دریافت کرنا چاہتے تھے۔ اس سے ایک برس پہلے سولہ ہجری کو شام کی طرف گئے تھے جبکہ ابو عبیدہ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا وہاں کے لوگوں نے کہا عمر فاروق کے ذریعے صلح ہوگی اس لئے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ شام کے راستہ میں مقام سرخ ہے جو حجاز سے ملتا ہے بعض نے کہا یہ شہر ہے ابو عبیدہ نے اس کو اور یرموک وجابیہ کو وقفہ وقفہ سے فتح کیا تھا۔ لشکروں کے امراء، اجناد ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان، شرجیل بن حسنہ اور عمرو بن عاص ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان حضرات میں علاقے تقسیم کئے اور جنگ کا معاملہ خالد بن ولید کے حوالہ کیا پھر اسے عمر فاروق نے ابو عبیدہ کے حوالہ کر دیا۔

علامہ کرمانی نے کہا امراء اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں اور وہ فلسطین، اردن، حمص، قنسرين اور دمشق ہیں۔ حدیث میں مذکور و باد طاعون عمواس ہے۔ مہاجرین اولین وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دو قبلوں بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔

مہاجرۃ الفتح، وہ لوگ ہیں جنہوں نے فتح مکہ میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس کو صورت کے اعتبار سے ہجرت کہا ہے ورنہ فتح کے بعد ہجرت ختم ہو گئی تھی۔ اس موقع پر بعض مشائخ مکہ مکرمہ میں ہی رہے تھے۔

قولہ علیہ، یعنی ظہر پر اس سے اونٹ مراد ہیں جن پر بوجھ لاداجاتا ہے اور سواری کی جاتی ہے قضا اور قدر میں فرق یہ ہے کہ قضا وہ امر کلی اجمالی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ازل میں حکم دیا ہے اور



۶۲۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ  
فَلَمَّا كَانَ بِسَرِغٍ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ  
ابْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ  
بَارِضٍ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ وَإِنَّا وَقَعَ بِارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا  
فِرَارًا مِنْهُ

اور قدر اس امر کی کے جزئیات ہیں جو ایک ایک کر کے تفصیلاً واقع ہوتے ہیں جن کے وقوع کا ازل میں حکم دیا گیا ہے۔ قولہ او غیر ک، یعنی اے ابا عبیدہ اگر تمہارے سوا اور کوئی کہتا تو میں اس کو سزا دیتا۔ ابن بطال نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کوئی اپنی اجل کے بغیر نہیں مرتا اور اجل مقدم و مؤخر نہیں ہوتی پھر دخول خروج سے نہی کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے اس سے صرون اس لئے منع کیا ہے کہ وہ باد کے شہر میں آنے والے شخص سے یہ گمان ممکن ہے کہ اس کی ہلاکت کا سبب وہاں جانا تھا اور اس سے نکلنے میں سلامتی ہے اس لئے وہاں مکان کے قریب جانے سے منع فرمایا جیسے کوہڑے شخص کے قریب جانے سے منع کیا، حالانکہ یہ معلوم ہے کہ ایک سے دوسرے کی طرف بیماری متجاوز نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رعیت کے حالات معلوم کرنے منطوق سے ظلم کا ازالہ کرنے، مصیبت دور کرنے، فساد دی لوگوں کو ڈرانے، اسلام کے شعار کا اظہار کرنے، امراء سے طنے اور ان سے مشورہ کرنے، لوگوں کو اپنے منازل میں رکھنے، لڑائیوں میں کوشش کرنے، خبر واحد قبول کرنے اور ہلاکت کے اسباب سے اجتناب کرنے کے لئے امام وقت کو بنفس نفیس باہر نکلنا چاہیے اور حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

شام کی طرف گئے جب سرغ مقام میں پہنچے تو آپ کو خبر پہنچی کہ شام میں طاعون واقع ہوئی ہے۔ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی زمین میں وباء کا وقوع سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں واقع ہو اور تم وہاں ہو تو وہاں سے فرار کرتے ہوئے نہ نکلو،



۶۲۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ  
نُعَيْمِ الْجُبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ الْمَسِيحُ وَلَا الطَّاعُونَ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا مسیح دجال اور طاعون مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوں گے۔

۶۲۶۲۔ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ طاعون شہادت ہے اس کو مدینہ منورہ میں  
داخل ہونے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔ نیز دجال کو طاعون کے ساتھ

ذکر کیوں کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ طاعون سے مراد جنات کے غیر ناقد زخم ہیں اور کافر جن اور شیطانوں  
کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے اور اگر کسی جن کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا اتفاق ہو تو  
وہ کسی کو زخم کرنے پر قادر نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال ہو کہ زخم اور طعن کافر جنوں سے خاص نہیں مومن جن بھی تو  
طعن اور زخم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کافر انسانوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ اس میں  
مسلمان ہی سکونت کر سکتے ہیں اگرچہ ان میں بعض اسلام میں مخلص نہ ہوں۔ لہذا جنوں کے طعن اور زخموں سے  
امن ہوگا۔ اسی لئے اس میں طاعون داخل نہیں ہو سکتی ہے۔ امام احمد نے ابو عیسیٰ سے روایت کی کہ  
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام بخارا اور طاعون لے کر آئے ہیں  
بخار کو تو روک لیا اور طاعون کو شام میں بھیج دیا۔ اہل میں حکمت یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
مدینہ منورہ میں داخل ہوئے جبکہ حضرات صحابہ کرام کی تعداد بہت کم تھی۔ اور مدینہ منورہ شرفی  
اللہ تعالیٰ وبائی شہر تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امور میں اختیار دیا گیا جن میں ہر ایک  
پر عمل کرنے میں عظیم تر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے بخار کو اختیار کیا کیونکہ اس میں غالباً موت  
واقع نہیں ہوتی بخلاف طاعون کے اس میں غالباً موت واقع ہوتی ہے۔ پھر جب کافروں سے جہاد  
کرنا ضروری تھا اور آپ کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت بھی ہو چکی تھی اور بخار سے مجاہدین کے  
کمزور ہونے کا قوی امکان تھا؛ حالانکہ وہ جہاد کے لئے قوت و طاقت کے محتاج تھے تو حضور  
نے مدینہ منورہ سے نقل بخار کی دعا فرمائی؛ چنانچہ اسے جحفہ بھیج دیا گیا اور مدینہ منورہ شرفی  
اللہ تعالیٰ بہت صحت یاب شہر ہو گیا، حالانکہ اس سے پہلے وبائی شہر مشہور تھا۔ (یعنی)

(حدیث ۱۷۶۲ ج ۳: کی شرح دیکھیں)



۶۲۶۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَلِيدِ

قَالَ حَدَّثَنَا عاصِمٌ قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ قَالَتْ قَالَ

لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يُحْيَى بِمَا مَاتَ مَلْتُ مِنَ الطَّاعُونَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

۶۲۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَعْنٍ عَنْ

أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ الْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ شَهِيدٌ

بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُونَ

۶۲۶۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَانٌ قَالَ أَخْبَرَنَا

دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يُحْيَى بْنِ يَعْمَرَ

۶۲۶۳۔ ترجمہ : حفصہ بنت سیرین نے کہا مجھے انس بن مالک نے کہا یحییٰ بن سیرین

کس مرض میں فوت ہوئے تھے۔ میں نے کہا طاعون سے فوت ہوئے تھے۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔ (حدیث ع ۲۶۳۳ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۲۶۴۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دست

سے مرنے والا مسلمان اور طاعون کی بیماری سے مرنے والا مسلمان شہید ہے (حدیث ع ۲۶۳۲ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ طَاعُونٍَ بِرِصْبٍ كَرْنِ وَالْكَوْثَابِ

۶۲۶۵۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے



عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ أَنَّهَا سَأَلَتْ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونَ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّكَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَيَجْعَلُهُ اللَّهُ رَحْمَةً  
لِلْمُؤْمِنِينَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونَ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا  
يَعْلَمُ أَنَّ لَنْ يُصِيبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ  
تَابِعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ

ہمیں خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو  
حضور نے انہیں بتایا کہ طاعون عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا بھیجتا تھا۔ اس کو اللہ  
نے مومنوں کے لئے رحمت کر دیا جو بھی شخص شہر میں طاعون واقع ہونے کے وقت اپنے شہر میں بھڑا  
رہے۔ اس حال میں کہ وہ صبر کرنے والا ہو اور جانتا ہو کہ اس کو صرف وہی پہنچے گا جو اللہ  
نے اس کے لئے لکھا ہے تو اس کو شہید کا سا ثواب حاصل ہوگا۔ جہان بن ہلال نے دَاوُد سے  
روایت کیا کہ میں نے فیض بن شعیب کی مطابقت کی۔

— ۶۲۶۵ —

شرح۔ اس امت کے مومنوں کے لئے طاعون کو رحمت کیا ہے۔  
اس کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ یہ شہید کے ثواب کو متضمن ہے اگرچہ یہ صورت کے اعتبار  
سے سخت تکلیف دہ ہے، لیکن یہ کافروں کے لئے شدید عذاب ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ مسلمان طاعون والے مقام  
میں صبر کرنا ہوا کھڑے رہے اور وہاں سے فرار نہ کرے تو اس کو شہید کے اجر کی  
مثل ثواب ہوتا ہے؛ حالانکہ حدیث میں ہے جو طاعون سے مر جائے وہ شہید ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص صابر محسوب ہو کر ایسے مقام سے نہ نکلے جہاں  
طاعون واقع ہے اور وہ طاعون کے مرض سے نہ مرے تو اس کو شہید کے اجر کی مثل ثواب  
حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ مر جائے تو شہید ہے یعنی شہید کے حکم میں ہے۔



## بَابُ الرُّقَى بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوَّذَاتِ

۶۲۶۶۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ اَلْفِثُ عَلَيْهِ مِنْ وَ اَمْسَحَ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ قَالَ كَانَ يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِمَا وَجْهَهُ

## بَابُ قُرْآنِ اَوْرِ مُعَوَّذَاتِ پڑھ کر دم کرنا

سورہ اخلاص، نسلق اور ناس تینوں سورتیں معوذات ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں سے دم کپا کرتے تھے،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس مرض میں وفات پائی اپنی ذات کریمہ کو

معوذات پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ جب حضور زیادہ بیمار ہو گئے تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کو دم کرتی تھی اور آپ کے دست اقدس کی برکت کے باعث آپ کے دست مبارک کے ساتھ آپ کو مسح کرتی تھی۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا حضور کس طرح جسم مبارک کو مسح کرتے تھے انہوں نے کہا حضور دونوں ہاتھوں پر پھونکتے پھر انہیں چہرہ انور پر پھیرتے تھے۔

۶۲۶۶۔ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے ہاتھ مبارک پر پھونک کر آپ کے سارے جسم پر مقدس ہاتھ پھیرتی تھیں کیونکہ حضور کا دست

اقدس بابرکت ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ شریعت میں اصول اسلامیہ کے مطابق دم کرنا



## بَابُ الرَّقِيِّ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

وَيُذَكِّرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 ۶۲۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا  
 شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ  
 نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتُّوا عَلَى حَيٍّ مِنْ  
 أَجْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُؤُوا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذَا لَيْعٌ سَيِّدُ  
 أُولَئِكَ فَقَالُوا هَلْ مَعَكُمْ دَوَاءٌ أَوْ رَاقٍ فَقَالُوا نَعَمْ أَنْتُمْ لَمْ تَقْرُؤُوا

جائز ہے وہ یہ کہ عربی زبان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات پڑھ کر دم کرے جو کتب الہیہ میں مذکور  
 ہیں اور یہ اعتقاد کرے کہ حقیقتہً نافع اور شافی صرف اللہ کی ذات ہے۔ اگر یہ اعتقاد کرے کہ دم بذات  
 خود شافی ہے تو ایسا عقیدہ رکھنا ممنوع ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور غیر عربی میں دم کرنا ممنوع  
 ہے۔ اگر یہودی یا نصرانی کافر اللہ کی کتاب سے دم کرے تو جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ بیمار تھیں اور ایک یہودیہ عورت  
 انہیں دم کر رہی تھی۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا انہیں اللہ کی کتاب یعنی تورات و انجیل سے دم کر موطا امام مالک

## بَابُ سُورَةِ فَاتِحَةٍ بِطَرَحِ جَهَارٍ بِحُونَكٍ كَرْنًا

سورۃ فاتحہ رُتبیہ ہے یہ پڑھ کر دم کرنا جائز ہے جس حدیث میں ہے کہ دم صرف معوذات  
 سے ہے وہ منسوخ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم کہ فاتحہ رقیہ ہے؟

وَيُذَكِّرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَيُذَكِّرُ صِغَةً مَجْهُولٌ ہے۔ یہ تمریض کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ امام بخاری یہ اس وقت ذکر کرتے ہیں۔  
 جب حدیث اُن کی شرط کے مطابق نہ ہو، حالانکہ سورۃ فاتحہ سے دم کرنے میں ابن عباس کی مذکور حدیث  
 بخاری کی شرط کے مطابق ہے لیکن کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب امام بخاری حدیث بالمعنی ذکر کریں تو یذکر سے



وَلَا تَفْعَلْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ  
فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُرَاقَهُ وَيَنْفُلُ فَبَرَاءً فَأُتُوا بِالْشَّاءِ  
فَقَالُوا لَا نَأْخُذُكَ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ  
فَضَحِكَ وَقَالَ مَا أَدْرَاكِ أَنَّهَا رُقِيَةٌ خُذْ وَهَافًا ضَرْبُوا لِي

بِسَهْمٍ

## بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقِيَةِ بِقَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ

۶۲۶۸ — حَدَّثَنَا سَيِّدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ  
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْبَرَاءِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي

ذکر کرتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے فاتحہ کتاب سے دم کرنے میں تصریح نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۲۶۷ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے صحابہ کرام چند لوگ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس آئے تو

انہوں نے ان کی ضیافت نہ کی۔ اس اثنا میں اس قبیلہ کے سردار کو زہریلے جانور نے ڈس لیا۔ قبیلہ والوں  
نے انہیں کہا کیا تمہارے پاس کوئی دوا یاد م کرنے والا ہے۔ صحابہ نے کہا تم نے ہماری ضیافت نہیں کی  
ہم دم نہیں کریں گے حتیٰ کہ تم ہمیں اجرت دو۔ قبیلہ والوں نے اُن کے لئے کچھ بکریاں مقرر کر دیں۔ اُن میں  
سے ایک شخص نے سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور بھٹوک منہ میں جمع کرتا اور اس پر بھٹو کتا رہا تو وہ شخص  
تندرست ہو گیا۔ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے تو انہوں نے کہا ہم یہ نہ لیں گے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے پوچھ لیں، چنانچہ انہوں نے حضور سے پوچھا تو آپ ہنسے اور فرمایا تمہیں کس نے بتایا کہ سورہ  
فاتحہ دم ہے۔ بکریاں لے لو اور میرے لئے بھی حصہ رکھ لو (اس حدیث کی شرح تفہیم البخاری  
کے تیسرے حصہ کے ص ۵۰۸ ج ۲ اور ص ۵۰۹ ج ۳ پر دیکھیں)



عَبِيدُ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ أَبُو مَالِكٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ  
 أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بِمَاءٍ  
 فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ  
 هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنْ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيغًا أَوْ سَلِيمًا فَأَنْطَلَقَ  
 رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ  
 إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَرَهُوا ذَلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا  
 حَتَّى قَدْ مَوَّالِدِيْنَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا  
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ  
 أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ

## باب جھاڑ پھونک میں بکریوں کی شرط لگانا

ترجمہ : ابو معشر یوسف بن یزید نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن اخنس

۶۲۶۸ —

ابو مالک نے ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند لوگ پانی پر رہنے والے لوگوں سے گزرے  
 ان میں سے ایک لدیغ یا سلیم تھا جس کو زہریلے جانور نے کاٹا ہوا صحابہ کرام میں سے ایک آدمی چلا اور  
 بکریوں کی شرط پر سورہ فاتحہ پڑھی تو وہ شخص تندرست ہو گیا وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا  
 تو انہوں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور کہا تو نے اللہ کی کتاب پڑھ کر اجرت لی ہے۔ حتیٰ کہ وہ مدینہ منورہ آگئے  
 انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا جس پر تم اجرت لیتے ہو ان میں زیادہ مستحق اللہ کی کتاب ہے۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ یا قرآنی آیات سے جھاڑ

۶۲۶۸ —

پھونک کر کے اجرت لینا جائز ہے لیکن قرآن کی تعلیم پر اجرت جائز



## بَابُ رُقِيَةِ الْعَيْنِ

۶۲۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ

حَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَّادٍ

عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمْرَانُ يُسْتَرَقُّ

مِنَ الْعَيْنِ

نہیں ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن شبل سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا قرآن سیکھو اور اس میں غلو نہ کرو اور اس کی تلاوت سے دور نہ ہو اور قرآن کو مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ؛ البتہ لوگوں کے امور دین میں توانی اور سستی کے سبب متاخرین علماء نے تعلیم قرآن پر اجرت کو جائز کہا ہے تاکہ اس کی تعلیم کا باب مسدود نہ ہو۔ واللہ اعلم!

## بَابُ نَظَرِ لَکْ جَانِبِ بِحَاثٍ بِحَاثٍ

اس سے مراد یہ ہے کہ آنکھ کے سبب کسی کو ضرر پہنچے جیسے کسی شئی کو دیکھ کر تعجب کرے تو اس شئی کو اس کے دیکھنے سے ضرر پہنچے لگتی ہے۔ امام نووی نے کہا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نظر کوئی شئی نہیں اور نہ ہی اس سے کسی کو ضرر پہنچتی ہے لیکن یہ خیال فاسد ہے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے لہذا اس کو مسترد کرنا جائز نہیں جبکہ یہ ممکن ہے۔ بعض نے کہا نظر والے شخص کی آنکھ سے زہریلی قوت پیدا ہوتی ہے جو معین (جس کو نظر لگی ہو) سے مل جاتی ہے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے جیسے سانپ سے زہر نکلتا ہے لیکن اس بارے میں مذہب یہ ہے کہ نظر والا شخص جب کسی کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ معین کے مقابلہ کے وقت ضرر پیدا کر دیتا ہے۔ ابن جوزی نے کہا نظر والے شخص میں حسد ہوتا ہے اور وہ زہریلی اشیاء کی طرح خبیث الطبع ہوتا ہے جس کے دیکھنے سے معین کو تکلیف ہونے لگتی ہے۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۲۶۹۔ نے حکم دیا کہ نظر کی وجہ سے جھاڑ پھونک کیا جائے۔



۶۲۷۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

وَهْبُ بْنُ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ وَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ  
عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَأَى فِي يَدَيْهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ  
تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۶۹ — شرح : علامہ خطابي رحمہ اللہ نے کہا جس جھاڑ پھونک کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حکم دیا وہ یہ ہے کہ قرآن کی منتخب آیات پڑھ کر پھونکا جائے یا جو اللہ تعالیٰ نے نفوس قدسیہ کی زبان پر ذکر کیا ہے اس سے دم کیا جائے یہ روحانی طب ہے پہلے نیک لوگوں کے زمانہ میں اسی پر ہی علاج میں اکتفاء تھی جب نفوس طاہرہ کا وجود نادر ہوا تو لوگ جسمانی طب کی طرف مائل ہونے لگے اور روحانی طب بیماری کا علاج نہ پایا کیونکہ انہیں وہ برکات میسر نہ ہوئیں جو مقدس نفوس کی زبانوں پر جاری تھیں (یعنی)

۶۲۷۰ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرہ پر سیاہ داغ تھے۔ حضور نے فرمایا اس کو دم کرواؤ؛ کیونکہ اسے نظر لگی ہوئی ہے۔ عقیل نے زہری سے روایت کی کہ عروہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ محمد بن حرب کی زبیدی سے روایت کرنے میں عبد اللہ بن سالم نے متابعت کی۔

۶۲۷۰ — شرح : خطابي نے کہا جنات کی نظر نیروں سے زیادہ نفوذ کرتی ہے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے، تو کسی نے جن کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے۔ اس کو ہم نے تیر مارے جو اس



## بَابُ الْعَيْنِ حَقٌّ

۶۲۷۲۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ  
مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ

کے دل سے آگے نہ بڑھے۔ یعنی ہم نے سعد کو نظر لگائی ہے،  
اس حدیث کے اسناد میں عجیب نکتہ ہے وہ یہ کہ امام بخاری سمیت اس اسناد میں عروہ تک تمام  
راویوں کا نام محمد ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ پہلے بخاری میں اُن کا نام محمد بن اسماعیل ہے۔  
دوسرے محمد بن خالد تیسرے محمد بن وہب چوتھے محمد بن حریز پانچویں محمد بن ولید اور چھٹے محمد بن مسلم  
زہری ہیں یہ محمدیوں کا اسناد ہے (یعنی)

## بَابُ نَظَرٍ لَکَ جَانَا حَقٌّ

۶۲۷۲۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور حضور نے رنگ بھرنے سے منع فرمایا۔

۶۲۷۲۔ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے دونوں جملوں میں مناسبت کیا  
ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہی مجلس میں بعض لوگوں نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر لگ جانے کے متعلق دریافت کیا اور بعض نے وشم کے متعلق پوچھا تو آپ نے  
نظر لگ جانے کے سوال کا جواب دیا کہ نظر لگ جانا حق ہے اور جس نے جسم کے کسی حصہ میں رنگ بھرنے  
کے متعلق پوچھا اس کو حضور نے منع فرما دیا کہ وشم جائز نہیں ایک ہی مجلس میں دونوں جواب دیئے یہ ہو سکتا  
ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو جملے دو مجلسوں میں سنے ہوں۔ پھر روایت میں دونوں کو جمع کر دیا جبکہ  
اُن سے پوچھا گیا کیا تمہیں نظر لگ جانے اور رنگ بھرنے کے متعلق کچھ معلوم ہے تو انہوں نے کہا نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور وشم سے منع فرمایا۔

اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ نظر لگنے کی کوئی حقیقت نہیں۔ ابوداؤد نے



## بَابُ رُقِيَةِ الْحَيَّةِ وَالتَّعْقَرِ

۶۲۷۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقِيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقِيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا جس کی نظر لگی ہو اسے کہا جائے کہ وہ وضو کرے پھر اس پانی سے اس شخص کو غسل دیا جائے جسے نظر لگی ہو۔ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ نظر لگ جانا حق ہے۔ اگر کوئی شئی تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر آگے بڑھ جاتی۔ نسائی نے عامر بن ربیعہ کے طریق سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے مال و اولاد میں کچھ دیکھے جو اس کو تعجب میں ڈالے تو برکت کی دعاء کرے کیونکہ نظر لگ جانا حق ہے۔ امام ترمذی نے اسماء بنت عیسٰی رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کی اولاد کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے کیا ہم ان کے لئے دم کروالیا کریں فرمایا ہاں اگر کوئی شئی قدر سے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر بھتی۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نظر لگ جانا حق ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قدر سے آگے کوئی شئی بڑھ نہیں سکتی اگر بالفرض ہوتی تو نظر ہوتی لیکن یہ بھی قدر میں داخل ہے اور انسان کو وہی پہنچتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ سَانِبٍ أَوْ رَجُوحٍ كَاسِطٍ بِرَدْمٍ كَرْنًا

ترجمہ: ۶۲۷۳۔ عبد الرحمن بن اسود نے اپنے والد اسود سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور

کے کاٹنے پر جھاڑ پھونک کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زہریلے جانور کے

شرح: ۶۲۷۳۔ حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ جھاڑ پھونک کرنا منع تھا کیونکہ لوگ اس میں غیر شرعی کلمات استعمال کرتے تھے جو جاہلیت میں معروف

کاٹنے پر دم کرنا یہ رخصت دہی ہے



تھے۔ لیکن جب یہ ظاہر ہوا کہ جھاڑ پھونک میں غیر شرعی کلمات نہیں پڑھتے تو اس کی اجازت دیدی  
 ابن وہب نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے روایت کی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علماء  
 کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔  
 اس زمانہ میں جھاڑ پھونک میں زیادہ تر کلمات شریک استعمال کئے جاتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں آئے تو  
 ایک صحابی کو زہریلے جانور نے ڈس لیا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! حزم زہریلے جانوروں کے کاٹنے  
 پر دم کیا کرتے تھے جب آپ نے منع فرمایا تو انہوں نے دم کرنا ترک کر دیا ہے۔  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارہ کو بلاؤ وہ جنگ بدر میں موجود تھے۔ حضور نے اس سے  
 فرمایا اپنا دم مجھے سناؤ اس نے دم سنایا تو حضور نے اس میں کچھ حرج نہ دیکھا اور اسے دم  
 کرنے کی اجازت دے دی۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلَى الثَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ  
 وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

عَلَامَہ غُلَامِ رَسُولِ رَضْوٰی

فیصل آباد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست

## تَفْہِیْمُ الْبُخَارِیْ شَرْحُ صَحِیْحِ الْبُخَارِیْ

### حصہ ہشتم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲	باب - کنواروں کا نکاح کرنا۔	۳	کتاب النکاح
۲۴	باب - ثیبہ سے نکاح کرنا	۴	باب - نکاح کی رغبت دلانا
۲۷	باب - بڑی عمر والے کا چھوٹی عمر والے سے نکاح کرنا	۸	سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے
۲۸	باب - کس عورت سے نکاح کرے	۹	باب - جو کوئی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے
۲۹	باب - لونڈیاں رکھنا	۱۱	باب - زیادہ عورتیں رکھنا
۳۳	باب - جس نے باندی کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر قرار دیا۔	۱۲	امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن
۳۵	باب - غریب آدمی کا نکاح کرنا	۱۴	ہجرت کی حدیث
۳۷	باب - دین و اسلام میں کفو	۱۵	باب - تنگدست کا نکاح کرنا
۴۴	باب - مال میں کفو ہونا اور مفلس کا مالدار عورت سے نکاح کرنا۔	۱۶	باب - کسی آدمی کا اپنے بھائی سے کہنا میری دو بیویوں کو دیکھ جسے چاہے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔
۴۵	باب - عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا	۱۸	باب - خصی رہنا مکروہ ہے۔
۴۸	باب - آزاد عورت کا غلام سے نکاح کرنا	۲۱	حلال کو حرام کرنا جائز نہیں
۵۰	باب - چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح نہ کرے		



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	باب - کسی انسان کا اہل خیر پر اپنی بیٹی یا بہن پیش کرنا جائز ہے۔	۵۲	باب - تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا۔
۸۹	باب - تم پر کوئی گناہ نہیں جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام نکاح میں تعرض کرو	۵۶	باب - ابو لہب کو عذاب میں تخفیف
۹۱	باب - نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا	۵۷	باب - جس نے کہا دو سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں۔
۹۶	باب - جس نے کہا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں	۶۰	باب - مرد کا دودھ۔
۱۰۰	باب - جاہلیت میں نکاح کی صورتیں	۶۱	باب - دودھ پلانے والی عورت کی شہادت
۱۰۴	باب - جب ولی ہی نکاح کا پیغام دے	۶۳	باب - جن عورتوں سے نکاح حلال ہے۔
۱۰۸	باب - اپنے چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینا۔	۶۵	باب - مشترک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔
۱۰۹	منکوحہ کو سسرال کب بھیجا جائے۔		باب - عبد اللہ بن جعفر حضرت علی کی بیٹی اور ان کی بیوی کو ایک نکاح میں جمع کیا۔
۱۱۰	باب - باپ کا اپنی بیٹی کا امام سے نکاح کرنا	۶۹	باب - اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیٹیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو
	باب - بادشاہ ولی ہے۔		باب - اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو
۱۱۳	باب - باپ اور اس کا غیر بالغہ کنواری یا بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتا۔	۷۲	باب - کسی عورت سے اس کی بھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے۔
۱۱۵	باب - جس کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ ناراض ہو تو اس کا نکاح مسترد ہے۔	۷۴	باب - نکاح بدل
۱۱۶	باب - یتیم لڑکی کا نکاح کرنا	۷۷	باب - نکاح بدل کا اخاف کا مسلک
۱۱۹	جب شادی کا پیغام دینے والا عورت کے ولی سے کہے میرا فلاں عورت سے نکاح کر دے۔	۷۷	باب - کیا عورت اپنے آپ کو کسی کے لئے ہبہ کر سکتی ہے؟
۱۲۰	باب - اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجے۔	۷۸	باب - مخرم کا نکاح کرنا
		۸۰	باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں نکاح منع فرمایا
		۸۳	باب - عورت کا نیک مرد پر اپنے آپ کو پیش کرنا۔



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۷	باب - عورتوں کے لئے بچھونے وغیرہ	۱۲۳	باب - منگنی چھوڑنے کی تفسیر
۱۴۸	باب - ان عورتوں کا کام جو نئی دلہن کو	۱۲۴	باب - خطبہ
	اس کے شوہر کے سپرد کرتی ہیں	۱۲۵	کیا عقد نکاح کے وقت خطبہ واجب ہے؟
۱۴۹	باب - دلہن کو نذرانہ بھیجنا	۱۲۶	نکاح اور ولیمہ میں دف مارنا
۱۵۱	ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۱۲۷	نکاح میں دف بجانا
۱۵۲	فوائد حدیث	۱۲۸	باب - عورتوں کو ان کے مہر دو
۱۵۳	باب - عروسی کے لئے کپڑے وغیرہ منگالینا	۱۳۱	باب - قرآن کی تعلیم کے عوض نکاح کر دینا
۱۵۴	باب - جب شوہر بیوی کے پاس آنے تو	۱۳۲	باب - سامان اور لوہے کی انگوٹھی مہر دینا
	کیا پڑھے؟	۱۳۴	باب - نکاح کے وقت شرطیں لگانا
۱۵۵	قضاء و قدر میں فرق	۱۳۵	ابوالعاص زوجہ زینب بنت رسول اللہ
۱۵۵	باب - ولیمہ حق ہے		صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۸	باب - ولیمہ سنت ہے اگرچہ ایک بکرہ ہو	۱۳۷	باب - وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں
۱۶۱	باب - جس نے اپنی بعض بیویوں سے نکاح	۱۳۸	باب - دولہا کے لئے زرد رنگ استعمال کرنا
	کے وقت دوسریوں سے زیادہ ولیمہ کیا	۱۴۰	ولیمہ کا وقت
۱۶۲	باب - جس نے ایک بکرے سے کم ولیمہ کیا	۱۴۱	باب - دولہا کو کیسے دُعا دی جائے
۱۶۳	باب - ولیمہ اور دعوت قبول کرنا اور جس نے	۱۴۲	باب - اُن عورتوں کے لئے دُعا کرنا
	سات دن یا اس سے زیادہ ولیمہ کیا		جو دلہن کو دولہا کے لئے بھیجنے
۱۶۷	باب - جس نے دعوت قبول نہ کی اُس نے		کے لئے تیار کرتی ہیں
	اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی	۱۴۳	باب - جس نے غزوہ کرنے سے پہلے
	نافرمانی کی -		رضعتی کو پسند کیا
۱۶۹	باب - جس نے سری پائے کی دعوت قبول کی	۱۴۴	باب - جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا
۱۶۹	باب - شادی وغیرہ میں دعوت قبول کرنا		جبکہ وہ نو برس کی ہو
۱۷۰	باب - عورتوں اور بچوں کا دعوت ولیمہ کے	۱۴۵	باب - سفر میں بیوی سے خلوت کرنا
	لئے جانا	۱۴۶	باب - مرد کا بیوی سے دن میں جماع کرنا



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۷	باب - تیری بیوی کا شجرہ پر حق ہے	۱۷۱	باب - جب دعوت کے موقع پر کوئی خلاف شرع دیکھے تو واپس آجائے
۲۰۸	باب - عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے	۱۷۲	باب - دولہن کا ولیمہ میں خود بخود مہمان مردوں میں خدمت کرنا
۲۰۹	باب - مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی	۱۷۳	باب - شادی میں کھجوروں کا شیرہ اور نشہ نہ دینے والا شربت کا جواز
۲۱۰	باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو چھوڑ کر ان کے گھروں کے علاوہ دوسری جگہ سکونت کرنا	۱۷۵	باب - عورتوں کے معاملہ میں ترقی کرنا
۲۱۳	باب - عورتوں کو مارنے کی کراہت	۱۷۶	باب - عورتوں کے لئے وصیت کرنا
۲۱۵	باب - بیوی گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے۔	۱۷۸	باب - اے لوگو! اپنی جانوں اور اہل اولاد کو آگ سے بچاؤ
۲۱۶	باب - اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے	۱۷۹	باب - بیوی سے اچھا معاملہ کرنا
۲۱۷	باب العزل	۱۸۴	باب - زمانہ جاہلیت کی گیارہ عورتوں کی گفتگو کی تفصیل
۲۲۰	باب - جب مرد سفر کا ارادہ کرے تو بیویوں میں قرعہ ڈالنا۔	۱۹۰	باب - ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام کی عظمت
۲۲۳	باب - کوئی عورت اپنے شوہر کی باری کا دن اپنی سوکن کو سہہ کرے اور یہ تقسیم کیسے کرے	۱۹۲	باب - مرد کا اپنی بیوی کا اس کے شوہر کے معاملہ میں نصیحت کرنا
۲۲۴	باب - بیویوں میں برابری کرنا	۱۹۹	باب - عورتوں کا نفلی روزہ اپنے شوہر کی اجازت سے رکھنا۔
۲۲۵	باب - جب ثیبہ پر کنواری سے نکاح کیا	۲۰۰	باب - جب کوئی عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو کر علیحدہ رات گزارے
۲۲۶	باب - جب کنواری عورت کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے	۲۰۲	باب - عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر داخل ہونے کی اجازت نہ دے
۲۲۷	باب - جس نے ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں سے مباشرت کی	۲۰۴	باب - عیشیر کی نافرمانی کرنا اور وہ شوہر ہے۔



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۷	اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنا	۲۲۸	باب - مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا
۲۵۷	باب - شیرخواری درضاغت کی وجہ سے عورتوں کے پاس جانا اور ان کو دیکھنا	۲۲۹	باب - جب مرد اپنی بیویوں سے اجازت طلب کرے۔
	مباح و حلال ہے	۲۳۰	باب - مرد کا اپنی بعض بیویوں کے ساتھ بعض سے زیادہ محبت کرنا
۲۵۹	باب - کوئی عورت دوسری عورت سے ملے تو اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے	۲۳۲	باب - نیافتہ کے سبب خود کو سیر ظاہر کرنا اور جو سو کن پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے
۲۶۰	باب - مرد کا کہنا کہ میں آج رات اپنی بیویوں سے جماع کروں گا	۲۳۳	باب الغیرت
۲۶۱	باب - سفر سے رات کو اپنے گھر نہ آئے جبکہ غیبت طویل ہو	۲۳۳	باب - عورتوں کا غیرت کرنا اور ان کا غضب ناک ہونا
۲۶۳	<b>بائیسواں پارہ</b>	۲۴۵	باب - جب آدمی کا اپنی بیٹی سے غیرت دور کرنا
۲۶۳	باب - فرزند طلب کرنا	۲۴۵	باب - مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی۔
۲۶۶	باب - شوہر سے غائب زیر ناف بال صاف کرے اور بکھرے بالوں والی کنگھی کرے	۲۴۶	باب - محرم کے سوا کوئی آدمی اجنبیہ عورت سے خلوت نہ کرے اور جس عورت کا شوہر غائب ہو اس کے پاس آکر خلوت نہ کرے۔
۲۶۷	باب - اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں	۲۵۱	باب - مرد کا لوگوں کی موجودگی اجنبیہ عورت سے خلوت کرنا جائز ہے
۲۶۸	باب - اور جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے ہو	۲۵۲	باب - عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو ان کے پاس جانے کی ممانعت
۲۷۰	باب - آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے جماع کیا ہے	۲۵۳	باب - عورت کا جشیوں وغیرہ کو دیکھنا
۲۷۲	<b>کتاب الطلاق</b>	۲۵۵	باب - عورتوں کا ضروری حاجات کے لئے باہر نکالنا جائز ہے
		۲۵۷	باب - عورت کا مسجد وغیرہ کی طرف لے جانے کے



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۸	شوہر کی شفاعت کرنا	۲۷۵	باب - جس وقت حیض والی عورت کو طلاق دی تو یہ طلاق شمار ہوگی۔
۳۳۰	باب - مشترک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔	۲۷۷	باب - جس نے طلاق دی
۳۳۲	باب - مشترک عورتوں میں سے جو مسلمان ہو جائے ان سے نکاح کرنا اور ان کی عدت	۲۸۲	باب - جس نے تین طلاق دینا جائز کیا۔
۳۲۵	باب - جب مشترکہ یا نصرانیہ عورت ذمتی یا حربی کی بیوی مسلمان ہو جائے	۲۹۱	باب - جس نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا
۳۳۹	باب - ان لوگوں کے لئے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں چار ماہ انتظار ہے	۲۹۳	باب - اگر اپنی بیوی کو کہے میں نے تجھے جدا کر دیا یا تجھے چھوڑ آیا کہے تو رہائی ہوئی ہے یا تو بیزار کی ہوئی ہے۔
۳۴۳	باب - گم شدہ کے مال و دولت اور اس کے اہل و عیال کا حکم	۲۹۴	باب - جس نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے۔
۳۴۴	باب الظہار	۲۹۷	باب - تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔
۳۵۱	باب طلاق اور دوسرے امور میں اشارہ کرنا	۳۰۳	باب - نکاح کرنے سے پہلے طلاق نہیں
۳۶۰	باب اللعان	۳۰۵	باب - اگر کوئی جبر کی حالت میں اپنی بیوی سے کہے یہ میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔
۳۶۸	باب - جب نو مولود کی نفی کی تعریض کی	۳۰۶	باب - اکراہ میں طلاق کا حکم
۳۷۰	باب - لعان کرنے والے کو قسم دینا	۳۱۷	باب - خلع اور اس میں طلاق کیسی ہیں
۳۷۱	باب - پہلے مرد لعان کرے	۳۲۳	باب الشقاق
۳۷۲	باب - باب اللعان اور جس نے لعان کے بعد طلاق دی	۳۲۵	باب - لونڈیوں کو بیچنا طلاق نہیں
۳۷۴	باب - مسجد میں لعان کرنا	۳۲۷	باب - جو لونڈی غلام کو منکوحہ ہو آزاد ہو جانے سے اسے اختیار ہے
۳۷۷	باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں کسی کو بلا دیتاں رجم کرتا۔	۳۲۸	باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا برہہ کے



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۰۰	اس کے اہل خانہ کو برا بھلا کہے گی۔	۳۸۰	باب - ملاعنہ عورت کا مہر
۴۰۱	باب - عورتوں کے لئے حلال نہیں کہہ	۳۸۱	باب - امام کا متلاعنین سے کہنا کہ تم میں سے
	اللہ تعالیٰ نے جو ان کے بیٹوں میں		ایک چھوٹا ہے - کیا تم میں سے کوئی
	حیض اور حمل پیدا کیا ہے اسے پوشیدہ		تائب ہوتا ہے
	رکھیں۔	۳۸۳	باب - لعان کرنے والے مرد و زن میں
۴۰۲	باب - مطلقہ عورتوں کے شوہر عدت میں		تفریح کرنا۔
	رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں	۳۸۵	باب - بچہ لعان کرنے والی عورت سے
۴۰۵	باب - حائضہ مطلقہ سے رجوع کرنا		لاحق کیا جائے
۴۰۶	باب - جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے	۳۸۶	باب - امام کا کہنا ہے اللہ اس کا حکم ظاہر کر
	وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے	۳۸۷	باب - جب بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اسے
۴۱۱	باب - سوگ منانے والی عورت کا سر نہ		عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور آدمی
	استعمال کرنا		نے نکاح کیا اور اُس نے اس سے
۴۱۲	باب - سوگ منانے والی عورت مہینے سے پہلے		جماع نہ کیا۔
	رنجے ہوئے کپڑے پہنے	۳۸۹	کتاب العدة
۴۱۵	باب - جو لوگ تم سے فوت ہو جائے اور		باب - تمہاری عورتیں جو حیض سے ناامید
	بیویاں چھوڑ جائیں	۳۸۹	ہو جائیں اگر تم اس کے وجود میں
۴۱۹	باب - فاحشہ عورت کا مہر اور نکاح فاسد		تردد کرو۔
۴۲۲	باب - اس عورت کا مہر فاسد جس کو		باب - طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض
	دخول کیا ہے اور دخول کیسے ہوتا	۳۹۳	انتظار کریں
	ہے یا عورت کو مس کرنے اور دخول		باب - فاطمہ بنت قیس کا واقعہ رضی اللہ تعالیٰ
	کرنے سے پہلے طلاق دی۔	۳۹۵	عنها
۴۲۳	باب - اس عورت کے لئے متعہ جس کے	۴۰۰	باب - جب مطلقہ عورت پر اس کے شوہر کے
	لئے حد مقرر نہیں کیا۔		گھر میں ڈر معلوم ہو کر اس کے گھر میں اچانک
۴۲۷	کتاب النفقات		داخل ہو جائے گا یا یہ خوف ہو کے وہ



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵۵	باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو کوئی قرض یا بچے چھوڑے وہ میرے ذمہ ہیں	۴۳۰	باب - اہل و عیال پر وجوب نفقہ
۴۵۵	باب - دودھ پلانے والی لونڈیاں وغیرہ	۴۳۳	باب - آدمی کا اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع کرنا اور اہل و عیال کا خرچہ کیسے ہو
۴۵۷	کتاب الاطعمہ	۴۳۹	باب - اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں
۴۶۱	باب - کھانے پر بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا -	۴۴۱	باب - بیوی کا خرچہ جبکہ اس کا شوہر غائب ہو جائے اور بچے کے خرچے کا بیان
۴۶۲	باب - اپنے آگے سے کھانا	۴۴۲	باب - عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا
۴۶۴	باب - جو کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ پیالہ کے سارے کونوں سے تلاش کرے جبکہ اس سے کراہت نہ جانے -	۴۴۵	باب - عورت کا خادم
۴۶۶	باب - کھانے پینے میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا	۴۴۶	باب - مرد کا اپنے اہل و عیال کی بنفسہ خدمت کرنا
۴۶۶	باب - جس نے کھایا حتی کہ سیر ہو گیا	۴۴۷	باب - جب آدمی خرچہ نہ دے تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس کے علم کے بغیر اتنا لے لے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کافی ہو
۴۷۱	باب - نابینا پر کوئی خرچ نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر کَلِّمُ تَفْلِحُونَ تک	۴۴۸	باب - عورت کا اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنا اور نفقہ کا بیان
۴۷۲	باب - پتلی روٹی اور خوان و سفرہ پر کھانا	۴۴۹	باب - عورت کے لئے متعارف لباس
۴۷۷	باب - ستو	۴۵۰	باب - بچوں کے معاملہ میں عورت کا اپنے شوہر کی مدد کرنا
۴۷۸	باب - جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی شئی پیش کی جاتی تو اُسے تناول نہ فرماتے حتی کہ آپ سے ذکر کیا جاتا تو آپ جان لیتے کہ یہ کیا ہے -	۴۵۱	باب - تنگ دست کا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۱۱	باب - چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتن میں کھانا	۴۸۰	باب - ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے۔
۵۱۳	باب - کھانے کا ذکر	۴۸۱	باب - مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔
۵۱۴	باب - ترکاریوں کا بیان	۴۸۲	باب - تکیہ لگا کر کھانا
۵۱۶	باب - حلوا اور شہد	۴۸۶	باب - جھننا ہوا گوشت
۵۱۷	باب - کدو	۴۸۷	باب - خزیرہ
۵۱۸	باب - جو شخص اپنے دینی بھائیوں کے لئے کھانے میں تکلف کرے۔	۴۹۰	باب - پنیر
۵۲۰	باب - جس نے کسی آدمی کو کھانے کی دعوت دی اور خود اپنے کسی کام میں مصروف عمل ہو گیا	۴۹۱	باب - چقدر اور جو
۵۲۱	باب شوربا	۴۹۱	باب - گوشت اگلے دانتوں سے نوچ کر اور پکھنے سے کچھ پہلے ہنڈیا سے نکال کر کھانا
۵۲۲	باب - خشک گوشت	۴۹۲	باب - شانہ کا گوشت نوچ کر کھانا
۵۲۳	باب - جس نے دسترخوان پر اپنے ساتھی کو کوئی شئی دی یا اس کے آگے کر دی۔	۴۹۴	باب - چھری سے گوشت کاٹنا
۵۲۴	باب - تازی کھجور کلڑی کے ساتھ ملا کر کھانا	۴۹۵	باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پر عیب نہیں لگایا
۵۲۵	باب الحشف	۴۹۶	باب - جو کے آٹے میں بھونک مارنا
۵۲۶	باب - تر اور خشک کھجور	۴۹۸	باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صحابہ کرام کیا کھاتے تھے
۵۳۰	باب - جتار	۵۰۲	باب - تلبینہ
۵۳۱	باب - عمدہ کھجور	۵۰۳	باب - شدید
۵۳۱	باب - کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانا	۵۰۵	باب - مہینی ہوئی بکری شانہ اور پہلو کا گوشت
۵۳۲	باب - کلڑی	۵۰۶	باب - پہلے لوگ اپنے گھروں اور سفر میں جو کھانا اور گوشت وغیرہ ذکر کرتے تھے
		۵۰۹	باب الحیس



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵۶	باب - فرع	۵۳۳	باب - کھجور کے درخت کی برکت
۵۵۷	باب - عتیرہ	۵۳۴	باب - دوزنگ یا دو کھانے جمع کر کے کھانا
۵۵۸	شیشواں پارہ	۵۳۵	باب - جس نے دس دس آدمیوں کو بلایا اور
۵۵۸	کتاب الذبائح والصيد		طعام پر دس دس کا بیٹھنا
۵۵۹	باب - شکار پر بسم اللہ پڑھنا	۵۳۶	باب - محقوم اور سبزیوں سے جو مکروہ ہیں
۵۶۲	باب - صید المعراض	۵۳۸	باب - کباس اور وہ پیلو کا پھل ہے
۵۶۲	باب - جس شکار کو تیر کی لکڑی لگے اور	۵۳۸	باب - کھانے کے بعد کلی کرنا
۵۶۲	مر جائے	۵۳۹	باب - رومال سے پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹنا
۵۶۲	باب - تیر کمان اور سکھلائے ہوئے کتے کا	۵۴۰	باب - رومال
	شکار کرنا -	۵۴۱	باب - کھانا کھانے کے بعد کیا کہے
۵۶۲	باب - کمان سے شکار کرنا	۵۴۲	باب - خادم کے ساتھ کھانا
۵۶۷	باب - کنکری پھینکنا اور گولی مارنا	۵۴۲	باب - کھانا کھانے والا شکر گزار صائم صابر
۵۶۸	باب - جس نے ایسا کتا پالا جو شکاری نہ ہو		کی مانند ہے -
	اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو	۵۴۵	باب - کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے
۵۷۰	باب - اگر کتا شکار کو کھالے		اور وہ کہے یہ بھی میرے ساتھ ہے -
۵۷۱	باب - جب شکار دو یا تین دن غائب ہے	۵۴۶	باب - جب شام کا کھانا حاضر ہو تو عشاء کی نماز
۵۷۳	باب - اگر شکار کے پاس دوسرا کتا پائے		میں جلدی نہ کرے
۵۷۴	باب - شکار کرنے میں روایات	۵۴۷	باب - جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھر
۵۷۷	باب - پہاڑوں پر شکار کرنا		چلے جاؤ
۵۷۸	باب - تمہارے لئے سمندر کا شکار حلال ہے	۵۴۹	کتاب العقیفة
۵۷۹	باب - کیا پانی میں مرکب تیرنے والی مچھلی حلال ہے؟	۵۵۱	نومولود کی تخنیک
۵۸۰	باب - اخاف کے نزدیک سمندری جانور مچھلی	۵۵۵	باب - بچے کا عقیفة کر کے اس سے تکلف
	کے سب حرام ہیں		دور کرنا



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۱۸	باب - خرگوش	۵۸۲	باب - ٹڈی کھانا
۴۱۹	باب - گوہ	۵۸۳	باب - محوسیوں کے برتن اور مُردار
۴۲۱	باب - اگر جامد گھی یا پگھلے ہوئے گھی میں چوما کر پڑے	۵۸۵	باب - ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصداً بسم اللہ ترک کی -
۴۲۳	باب - چہرے پر داغ لگانا اور نشان کرنا	۵۸۸	باب - جو نَصَب اور بتوں پر جانور ذبح کئے حبائش
۴۲۵	باب - جب لوگوں نے غنیمت پائی اور بعض نے بکریاں اور بعض نے اونٹ اپنے ساتھیوں کے مشورہ کے بغیر ذبح کئے تو ان کا گوشت نہ کھا جائے	۵۹۰	باب - بانس، باریک پتھر اور لوہا میں سے جو خون بہا دے -
۴۲۷	باب - اگر لوگوں کا اونٹ بھاگ نکلے اور اُن میں سے کوئی شخص اس کو تیر مار کر قتل کر دے اور اُس نے اُن کی بھلائی کا ارادہ کیا ہو تو جائز ہے	۵۹۳	باب - عورت اور باندی کا ذبیحہ
۴۲۸	باب - مجبور شخص کا مردار کھانا	۵۹۴	باب - ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے
		۵۹۴	باب - اعراب کا ذبیحہ
		۵۹۶	باب - دارالحرب کے اہل کتاب وغیرہ کے ذبیحے اور چربی
		۵۹۸	باب - جو حیوان بھاگ جائے وہ وحشی جانوروں کی طرح ہے
		۵۹۹	باب - نخر اور ذبح
۴۲۹	قربانیاں	۶۰۱	باب - جب مولیٰ نے اپنی قوم سے کہا
۴۳۰	باب - قربانی کے مسنون ہونے کا بیان	۶۰۳	اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو
۴۳۰	قربانی میں علماء کے اقوال	۶۰۳	باب - مُنثلہ، مصبورہ اور مجبثہ مکروہ میں
۴۳۱	باب - امام کا لوگوں میں قربانیاں تقسیم کرنا	۶۰۹	باب - گھوڑوں کا گوشت
۴۳۳	باب - مسافر عورتوں پر قربانی	۶۱۰	باب - پالتوں گدھوں کا گوشت
۴۳۴	باب - قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا	۶۱۶	باب - ہر ذی ناب درندے کا کھانا
۴۳۵	باب - جس نے کہا اصحیٰ نحر کا دن ہے	۶۱۵	باب - مردار کی کھال
۴۳۸	باب - قربانی اور نحر عید گاہ میں	۶۱۶	باب - مسک دستوری

## کتاب الاضحیٰ

### قربانیاں



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۴۷	باب۔ شہد کی شراب اس کا نام منع ہے	۴۳۹	باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کرنا
۴۴۸	باب۔ خمر وہ شراب ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، میں جو روایات وارد ہیں۔	۴۴۱	باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بردہ سے ارشاد کہ تم بکری کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کرو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں
۴۷۱	باب۔ جو شراب کو حلال جانے اور اس کا کوئی اور نام رکھے، میں روایات	۴۴۲	باب۔ جس نے قربانیاں اپنے ماتھے سے ذبح کیں۔
۴۷۲	باب۔ برتنوں اور پتھر کے برتن میں نبیذ پینا	۴۴۳	باب۔ جس نے غیر کی قربانی ذبح کی
۴۷۳	باب۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا برتنوں میں نبیذ سے منع فرمانے کے بعد رخصت دینا	۴۴۵	باب۔ نماز عید کے بعد ذبح کرنا
۴۷۴	باب۔ کھجور کا شیرہ جب تک نشہ نہ دے۔	۴۴۶	باب۔ جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا تو وہ دوبارہ قربانی کرے
۴۷۷	باب۔ باذوق اور جس نے ہر نشہ اور شراب سے منع کیا	۴۴۸	باب۔ ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا
۴۸۰	باب۔ جس نے دیکھ کہ تر اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے جبکہ ان کو ملانا مسکرمہ ہو اور دو سالن ایک جگہ نہ کرے	۴۴۹	باب۔ ذبح کے وقت تبخیر کہنا
۴۸۱	باب۔ دودھ پینا	۴۵۰	باب۔ جب اپنی ہدی بھیج دے تاکہ ذبح کی جائے تو اس پر کوئی شئی حرام نہیں۔
۴۸۸	باب۔ دودھ پانی کے ساتھ ملا کر پینا۔	۴۵۰	باب۔ قربانی کا گوشت کتنا کھایا جائے اور کتنا ذخیرہ کیا جائے۔
۴۹۰	باب۔ بیٹھی چیز اور شہد پینا	۴۵۶	کتاب الاشربہ
۴۹۱	باب۔ کھڑے ہو کر پینا	۴۶۱	باب۔ انگور کی شراب
۴۹۴	باب۔ جس نے پیا حالانکہ وہ اُونٹ پر بیٹھا ہو	۴۶۵	باب۔ شراب کی حرمت نازل ہوئی، حالانکہ اس وقت تر اور خشک کھجوروں سے شراب بنائی جاتی تھی۔
۴۹۵	باب۔ پینے میں دائیں والا زیادہ حقارت ہے		



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۱۹	پھر ان سے کم فضیلت والے	۷۹۶	باب - کیا کوئی آدمی دائیں پیٹھنے والے سے اجازت طلب کرے کہ بڑے آدمی کو پینے کے لئے دے۔
۷۲۰	باب - بیمار کی عیادت واجب ہے	۷۹۷	باب - حوض سے منہ لگا کر پانی پینا
۷۲۱	باب - بے ہوش شخص کی عیادت کرنا۔	۷۹۸	باب - چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا
۷۲۱	باب - ریح کے سبب بے ہوش ہو کر گرنے کی فضیلت	۷۹۹	باب - برتن ڈھانپنا
۷۲۲	باب - اس شخص کی فضیلت جس کی نظر جاتی رہی	۷۰۰	باب - مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینا
۷۲۵	باب - عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا	۷۰۳	باب - برتن میں سانس لینے سے ممانعت
۷۲۷	باب - بچوں کی عیادت کرنا	۷۰۴	باب - دو یا تین سانس میں پینا
۷۲۹	باب - اعراب کی بیمار پرہیزی کرنا	۷۰۵	باب - سونے کے برتنوں میں پینا
۷۲۹	باب - مشرک کی عیادت کرنا	۷۰۶	باب - چاندی کے برتن استعمال کرنا
۷۳۱	باب - جب بیمار کی عیادت کی اور نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی	۷۰۷	باب - پیالوں میں پینا
۷۳۱	باب - مریض پر مانتھ رکھنا	۷۰۸	باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں پینا
۷۳۲	باب - مریض سے کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے۔	۷۱۱	باب - بابرکت پانی پینا
۷۳۵	باب - سوار اور پیادہ پا اور کسی کو گدھے پر پیچھے بٹھا کر بیمار کی عیادت کرنا		<b>کتاب المَرَضٰی</b>
۷۳۸	باب - مریض کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا اس کا "وارسائہ" کہنا یا یہ کہنا کہ میری بیماری سخت ہو گئی ہے۔	۷۱۳	بیماروں کے حالات کا بیان
۷۴۲	باب - مریض کا کہنا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ	۷۱۴	باب - بیماری کا کفارہ
		۷۱۴	باب - اللہ کا ارشاد! جو کوئی بُرا عمل کرے اس کو بدلہ دیا جائے گا۔
		۷۱۷	باب - بیماری کی سختی
		۷۱۹	باب - لوگوں میں سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی پھر ان سے کم فضیلت والے



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۴۷	باب - سفر اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوانا	۷۴۴	باب - جو مریض بچے کو لے گیا تاکہ اس کے لئے دُعا کی جائے
۷۴۷	باب - بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا	۷۴۵	باب - بیمار کا موت کی خواہش کرنا
۷۴۸	باب - سر پر پچھنے لگوانا	۷۴۹	باب - عیادت کرنے والے کا مریض کے لئے دُعا کرنا
۷۷۰	باب - جس نے دردِ شقیقہ اور سردرد سے پچھنے لگوائے	۷۵۰	باب - عیادت کرنے والے کا مریض کے لئے وضو کرنا
۷۷۱	باب - تکلیف کے سبب سر منڈوانا	۷۵۰	باب - جس نے وبار اور بخار کے دفع ہونے کی دُعا کی
۷۷۱	باب - جس نے خود داغا یا غیر کو داغا اور اس شخص کی فضیلت جو داغ نہ لگوائے	۷۵۱	کتاب الطب
۷۷۵	باب - آنکھ میں تکلیف کے باعث اُمُد اور سرمہ لگانا	۷۵۲	باب - اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل کی مگر اس کے لئے شفاء نازل کی ہے
۷۷۶	باب - کوڑھ کا مرض	۷۵۳	باب - کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج کرے
۷۷۸	باب - مَنْ آنکھ کے لئے شفاء ہے	۷۵۴	باب - شفاء تین چیزوں میں ہے
۷۷۹	باب - لدود یعنی منہ میں ایک طرف دوا ڈالنا	۷۵۹	باب - شہد سے علاج کرنا
۷۸۳	بابُ الْعُذْرَةِ	۷۶۰	باب - اونٹوں کے دودھ سے علاج کرنا
۷۸۴	باب - اسہال کا علاج	۷۶۱	باب - سیاہ دانہ سے علاج کرنا
۷۸۵	باب - صفر میں کوئی شئی نہیں وہ بیماری ہے جو پیٹ میں ہو جاتی ہے	۷۶۳	باب - مریض کے لئے حریرہ بنانا
۷۸۶	باب - پسلی کی بیماری	۷۶۴	باب - ناک میں دوا لینا
۷۸۸	باب - زخم کا خون بند کرنے کے لئے چٹائی کو حبلانا	۷۶۴	باب - قُسط بندی اور بحری سے معوط کرنا
۷۸۹	باب - بخار دوزخ کے جوش سے ہے	۷۶۶	باب - پچھنے کس وقت لگوائے
۷۹۱	باب - جو کوئی ایسی زمین سے نکلا جو		



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۰۴	باب - جھاڑ پھونک میں بکریوں کی شرط لگانا	۷۹۲	اس کے موافق نہیں۔ باب - طاعون کے متعلق روایات
۸۰۵	باب - نظر لگ جانے پر جھاڑ پھونک کرتا	۷۹۹	باب - طاعون پر صبر کرنے والے کو ثواب
۸۰۷	باب - نظر لگ جانا حق ہے	۸۰۱	باب - قرآن اور معوذات پڑھ کر دم کرنا
۸۰۸	باب - سانپ اور بچھو کے کاٹنے پر دم کرنا		باب - سورہ فاتحہ پڑھ کر جھاڑ پھونک کرنا

# تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری

## حصہ پنجم

تالیف : شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

زیور طباعت سے مزین ہو کر عنقریب آپ کے ہاتھوں میں آرہی ہے  
اس طرح بتدریج تفہیم البخاری اپنی اختتامی منزل کی طرف آگے بڑھ رہی ہے  
اور انشاء اللہ تعالیٰ مکمل تفہیم البخاری حدیث کے  
شائقین کے دلوں میں کوثر و تسنیم کی مھنڈ کی پیداکرے گی۔

ناشر: حیدر الرحمن دارالعلوم سراجیہ رضویہ فیصل آباد  
اعظم آباد



